فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

الحمد للہ والمنۃ ۔ کتاب مستطاب کہ در علم عقائد و طریقت اہل سنت و جماعت و
مسالک اہل سلوک و اہل معرفت و حقیقت ۔ مع حجج قاطعہ و براہین ساطعہ عقلی و نقلی و تفاسیر
آیات قرآنی و کلام ربانی و احادیث حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم با حقائق و معانی و اصول صحیحہ کہ
متعلق باثبات مسمّی بہ

تذکرۃ الحق

مصنفہ حقیقت آگاہ عارف باللہ فقیر کامل حضرت مولانا مولوی محمد عبد الوحید المخاطب محمد امیر خیری چشتی
صفی رحمہ اللہ تعالی مع ترجمہ جلد اول آں مسمی بہ

ماهیۃ الحق

از جناب عالی درجہ والا مرتبہ مولانا مولوی سید دوست محمد صاحب اجمیری کہ یکے از صاحبزادگان حضرت
خواجہ خواجگان مولانا معین الدین اجمیری قدس اللہ سرہ العزیز است
بحسن انتظام و اہتمام مرزا سید محمد ابو الصدی مہتمم و ایڈیٹر

در مطبع دکن ویکلی پریس دہلی مطبوع طباعت گردید

قیمت علاوہ محصول ڈاک ...

تعداد ایک ہزار

JAMIA HAMDARD
U52574

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحت نامہ کتاب تذکرۃ الحق مع ترجمہ کتاب ماہیۃ الحق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۶	مَن	مَنَّ	۱۵	۱۲	مَن	رمن
″	۱۴	الحبوبين	المحبوبين	″	۲۳	عقیدہ اُس کا	عقیدے اور اُس کا
″	۱۶	التابعن	التابعين	۱۶	۶	وُ دلبا	وُ درد کبا
۲	۸	فقر	فقیر	″	۷	معنیثات	معنیات
۳	۱۹	فرمودہ	فرمودہ	۱۹	۹	فہمائے	فہم ہائے
۴	۱۱	دباجہ	دیباجہ	″	۲۰	دہمارے	نہ ہمارے
″	حاشیہ ۲	ترجمہ دیباجہ	ترجمہ دیباجہ	۲۰	۱۶	اصلی اور دائمی	اصلی دائمی
۵	۱۴	تعلق	متعلق	۲۱	۶	ذکرِ	ذکرَ
″	″	ما	مَر	″	۱۴	وجود ہستی	وجود و ہستی
۶	حاشیہ ۱	ترجمہ دیباجہ متن	دیباجہ متن کتاب	″	۲۳	ما نفسی	ما فی نفسی
″	۲۰	ترجمہ دیباجہ متن کتاب	ترجمہ دیباجہ متن کتاب	۲۳	۱	از مواد	از بعض مواد
۷	۲	موفِق	مُوفَّق	۲۴	۳	موجود حادث موجود حادث	موجود حادث ہر
۸	۲	دل	دل	″	۱۸	سے اسکا	سے اُسکا فنا
″	۱۰	درمند	درد مند	۲۵	۳	وافع شود	واقع شود
۹	۴	ابجھے کہ	الجھے اسلیئے کہ	″	۸	ایمان آورد	ایمان آوردہ ایمان آوردہ
۱۰	حاشیہ ۱	عرضداشت	عرضداشت	۲۸	۱	از یدیہا	از ہدیہا
″	۳	ترجمہ	ترجمہ	″	۱۶	او نہیں ے	او نہیں کے
۱۱	″ ″	جماعت مامبنی	جماعت مبنی	″	۲۱	لایحب	یحب
۱۳	۲۱	اعرہ	اعزہ	۲۹	۱۴	یحب الکافرین	ان اللہ لایحب الکافرین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱	۹	پیشنیاں	پیشینیاں
″	۲۲	جنھوں نے آگے	جنھوں نے ان آگے
۳۲	۱۳	لا تسئیوا	لا تسبّوا
″	۱۰	آں شدہ بدلیل قطعی ثابت نشدہ باشد	آں بدلیل قطعی ثابت شدہ باشد
۳۴	۱۷	بفضل کرم	فضل و کرم
۳۷	۷	عقیدہ - دریں	عقیدہ - دین
۳۸	۲۴	صاف و پاک کرنا	صاف کرنا اور پاک کرنا
۴۰	۷	خدلان	خذلان
″	۱۰	اینکہ	اینکہ
″	۸	راضی حق تعالیٰ از الست چیز	راضی است حق تعالیٰ ازاں چیز
″	۱۸	بمقتضای	بمقتضائی
۴۲	۶	تعالیٰ را بمناجی	تعالیٰ بمناجی
۴۴	۹	غوث النقلین	غوث الثقلین
۴۶	۸	فیہما	فہما
″	۲۱	توضیح بمضاف الیہ	توضیح مضاف بمضاف الیہ
۴۷	۱۷	وصف	وصفت
۴۸	۱۴	یعنی کہ گردیدن	یعنی تغیر کہ گردیدن
″	۱۸	بمعلوم خو قرار	بمعلوم خود قرار
″	۱۹	بابدیست ہو ہو	بابدیہت ہو ہو
۵۰	۲	تفید	یفید
″	۳	الجوار	الجواز
″	۵	منہ	منہٗ
″	۱۰	عایہ	علیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۰	۱۴	کہ از جوازش منع تام	کہ جوازش منع تام
″	۱۷	اختیار منسوع	اختیار ممنوع
″	۲۰	نباشد	باشد
″	۲۱	انتزاع زبہتین	انتزاع از جہتین
″	۲۲	جیزی را	چیزی را
″	۲۳	بر بنای	بر بنائی
۵۱	۱۲	اوان شرط کردہ شد	ازاں شرط کردہ شد
″	۱۸	متحقق	متحقق باشد
″	۲۱	لازم یا تقدم	لازم آید با تقدم
۵۲	۴	عنہ	عنہٗ
۵۳	۳	فیشرط	فیشترط
″	″	محباج	محتاج
۵۴	۳	وہذا	وہذا
″	″	المجاری	المجازی
″	۴	لیسعہ	یسعہ
″	۹	لتقدم علم للمباہتین منع معاصرہ ریا	لتقدم علم للمباہتین منع معاصرہ ریا
″	۱۲	ترط	شرط
″	۱۳	رابط	ربط
″	۱۵	چیسری	چیزی
″	۱۹	تخصیص و تعبیر	تخصیص تعبیر
″	۱۸	وایں	وایں
″	۲۳	یس علم	پس علم
″	۲۴	متعافب	متعاقب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٥	٥	الاحتصاص	الاختصاص	٦٠	٢و٣	اولاً حاصل ضروری	اولاً حاصل ضروری
″	١٣	لا یجبزی	لا تجزی	٦٠	١٢و١٣	اخذ او در خارج	اخذ او از خود در خارج
″	١٧	متحقف	متحقق	٦١	١١	علی معنی ای منفرداً قائم	علے معنی قائم
″	٢٢	در تعبیر ماہیت این	در تعبیر ماہیت بایں	٦٢	١٤	دانستہ نشود	دانستہ شود
″	٢٣	ماہیت	ماہیت	″	١٦	پر او وصفت	او صفت
″	٢٤	لا یجبزی	لا تجزیٰ	٦٣	٢	فبہا	فبہا
٥	٢١	حیام	قیام	″	٣	نفیہا	نفیہا
″	٢٣	یا غیر موجود	با غیر موجود	″	١٣	نوائد	فوائد
٥	٧	استغداده	استعداده	″	٢١	جو	چوں
″	١٠	ان المعنی المصدر	ان معنی المصدر	″	حاشیہ ٩	لزوم تنکیر	لزوم تنکر
″	١٢	لانفعالیہ	لانفعالیہ	٦٤	٢	او بحرف	او بحرف
″	١٥	توفیقی	توقیفی	٦٧	٦	ثابت	ثابت
	حاشیہ سطر ا	الخفیقة	الحقیقیة	″	١١	لترتب	لترتب
٥	حاشیہ سطر ٩	تقدد	تقدم	٦٨	١	لطلبہ	لطلبہ
٥	٤	لنبئی	لمنبئ	″	٦	فقد	فقد
″	٥	عبنی	منبئ	″	١٣	کیبک طاب	کیبک او طلب
″	″	الوجود	الوجود	″	١٤	وترتیبش	وترتبش
″	″	ہو	ہو	″	٢٣	شولتش	ثبولتش
″	١٥	تقدم رتبتی	تقدم رتبی	٦٩	٨	موجوداً	موجوداً
″	١٧	تاخر رتبتی	تاخر رتبی	٧٠	٣	وجوداً غیر	وجوداً غیر
″	١٩	تقدم رتبتی قوه	تقدم رتبی قوه	″	٧	المصداق	المصداق
″	″	تاخر رتبتی فعل	تاخر رتبی فعل	″	٢	مشلہ	مثلہ
″	٢١	رتبتی است	رتبی است	″	حاشیہ ٧	تعارض	متعارض
٥	١٢	یبخواہد	یمنخواہد	٧١	٥	متقدماً فی علم	متقدم لما فی علم
″	حاشیہ ٨	بتقدم	متقدم	٧٢	حاشیہ نمبر ٢١ صفحہ	(عبارت مکرر ہے دوم صحیح ہے)	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۲	حاشیہ نمبر ۲۲	ابوجود	الوجود	۸۳	۷	ممتنع	ممتنع
//	۹ ترجمہ	وقلیل بداہت	وقبل بداہت	//	۱۰	ماہیتہ	ماہیتہ
۷۳	۵	نواعة	فواقعة	۸۴	۱۰	المار	المہار
//	۸	بد یہیا	بدیہیا	//	۱۷	حقیقت زائچہ	حقیقت درائچہ
۷۴	۱۷	الکاری	انکاری	//	۱۸	سوئی او	سوای او
//	۲۲	یود	بود	۸۵	۹	ثالثا	ثالثا
۷۵	۹	تجددا دمجازا	تجددا مجازا	//	۱۵	برزخ ورمتغایرین	برزخ ورمتغایرین
۷۶	۸	أخرى	اخرى	//	//	ثالث	ثالث
//	۱۱	اظہر	اظہر	۸۶	۱۰	فہو	فہو
//	۱۵	بغیر	بغیر	//	۲۲	غیراست	غیرخوداست
//	۲۲	صفت	صفت	۸۷	۳	بتواف	بتوافق
۷۷	۳	من زیادت علی الماہیتہ	من زیادت علی الماہیتہ	۸۸	۱	بمقابلہ	لبمقابلہ
//	۵	بعود فانی	بعود فانی	//	۲۴	آہنارا	آہنا
//	۱۷	نفس خود	تعین محمد	۸۹	۲	تحقیق	تحقیق
۷۸	۱۵	اذانکہ	اذ انکہ	۹۰	۷	لاالاولی	لاالاولی
//	۱۶	عواراض	عوارض	//	۷	علیہ	علیہم
//	۲۱	بہ فنا نیست	فنانیست	//	۸	قیل	قیل
۷۹	۱۷	دلیلی از	دلیلی است از	//	۱۱	بالخلاف	بالخلاف
//	۱۹	فتہ	رفتہ	۹۲	۵	وجہ	وجہ
۸۲	۱۰	حقیقیا	حقیقتاً	//	۲۲	خبر	جنز
//	//	الحقیقتین	الحقیقتین	۹۳	۲	لم یذکر	لم یذکر
//	۱۴	اخلاف	خلاف	//	۶	واز فیکم	واذ فیکم
//	۱۶	درواست	داواست	//	۱۱	داگروجہ	واگر وجہ
//	۱۸	بانوازس	بانوازش	//	۱۲	مقصد دیگر	مقصد دیگرے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۴	حاشیہ ۳	فی المصدر	فی مصدر
۹۵	۶ //	کیفیت کازو	کیفیت ذات کازو
//	۱۹	لعنی	یعنی
۹۶	۱	ووجب التوحد	ووجب التوحد للعبد
//	۶	مفہوم	مفہوم
//	۹-۱۰	نظر	نظر
//	حاشیہ ۱۳	یکدیگر نجوم بہ تبع	یکدیگر و بہ تبع
//	۲۲ //	حقیقی یا حکمی بمقابلہ یکدیگر۔	حقیقی یا حکم و... افراد حقیقی یا حکمی بمقابلہ یکدیگر۔
۹۷	۱	دکان ماہ بہ تاحکیما	یہ عبارت مکرر تحریر ہوگئی
//	۴	موجودا	موجود۔
//	۶	موجودا	موجودا
//	۱۶	واگر انچہ	واگر انچہ
۹۸	۴	الاجزاء	الاجزاء
۹۹	۳	منطبقۃ توصفا	منطبقۃ وغیر منطبقۃ توصفا۔
//	۲۳	جبس	جنس
۱۰۰	۱۴	وبنا بریت لفیۃ شود	وبنا برین گفتہ شود
۱۰۱	۳ و ۴	صفتہ ولا ماہیۃ الذاتیۃ	صفتہ الذاتیۃ ولا ماہیۃ
//	۹	محیل	محیل
۱۰۲	حاشیہ ۲	معرفہ	معرفت
۱۰۳	۷	علم الیقین باضافہ	علم الیقین باضافہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۳	۱۳	اضافت	اضافت
//	۱۷	باخبار	اخبار
//	۲۲	حکم او	حکم کہ او
//	۲۴	خودہ وجود	خود و وجود
//	حاشیہ ۱۱	اجمال	اجمالی
//	۱۲ //	تکثر	متکثر
//	۱۳ //	متکثرہ	تکثر و
۱۰۵	۸	میکند	میکنند
//	//	ذکر کیفیۃ توحید	ذکر بیان توحید
//	۱۳	وحدت او	وحدت او
//	۱۵	واحد متوحد	واحد احد متوحد
//	۱۸	نماند	نماند
۱۰۶	۳	فتنتیۃ	فتشتیتہ
//	۱۱	خواد	خواہ
//	۱۲	وزوجودی	ونہ وجودی
//	//	قسام	قیام
//	۱۶	فدرت	قدرت
//	۱۷	متعدد	متعدد
//	۱۸	لبشمار	بشمارہ
//	۱۹	محلوق	مخلوق
۱۰۷	۲	بنفسہ	بنفسہ
//	۹	عدام	عدم
//	۱۳	بعد بجا	بعد از بجا
//	//	حادت	حادث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٠٧	١٩	سایق	سابق	١١٤	١٥	مفارضت	معارضت
١٠٩	٤	خنی تمہل	حتی لا تمہل	"	١٩	عجز شانِ	عجزِ شان
"	٢٢	مانع رارد	مانع دارد	"	٢٤	تمیز آوردہ	تمیزِ آوردہ
"	حاشیہ ٧	ولغیرہ	و بغیرہ	"	"	حائز	جائز
١١٠	٢٤	رسالہ	رسالۃ	"	حاشیہ ٤	تفرضی	تفرض
١١١	٤	ذات	ذات	١١٥	٤	وان تُفرّضَ	وان تُفرض
"	٥	فکا نہا	فکانہا	"	١٠	نفس کثرت او ای	نفسِ کثرت وعکسہا
"	١٤	مادہ	مادہا			فی نفس کثرت	
"	"	نتوا اندکرد وجود باشد	نتوا اندکہ وجودیا باشد			وعکسہا	
		یاکہ بوجودی	یا بوجودی	"	حاشیہ ٢	دخود	و وجود
١١٣	٣	فتکونَ	فتکونُ	"	" ٣	نیابد	نبایدِ
"	١٨	واحد آلنست	واحد آلنست	"	" ١١	نسبت ثابت	نسبتِ دیگر ثابت
"	حاشیہ ٥-٧	یہ عبارت نہیں	مرتبہ احدیت واسطہ	١١٦	٢	فی تفس	فی نفس
		لکھی گئی	احدیث نیست و ندرو	"	١٢	لقیامہ	بقیامہ
			تمائز صفات بنا بر عینیت	"	١٩	فتثنیۃ	فتثنیۃ
			از لزوم کہ لا غیر است	١١٨	٧	النضورُ	التصورُ
١١٣	٦	علی الحملۃ	علی الجملۃ	١١٩	٢	حقیقما	حقیقیاً
"	١٠	لعدم وجدتِ	لعدمِ وحدتِ	"	١٣	نبعاً	تبعاً
"	١٢	تمیز ازلروم	تمیز از لزوم	"	١٩	تبع و عدم	تبع عدم
"	١٣	خاصل	حاصل	"	٢١	بزیتش	جزیتش
"	١٥	وجودِ اولازمی بود	وجود او لازمی بود	١٢٠	١	معرفۃ	معرفۃ
"	٢٠	واحد احد متوحد	واحد واحد و متوحد	"	١١	ولبضرورت	بضرورت
"	حاشیہ ٣	جوجود خود	بوجود خود	"	١٧	بفقد ان	بفقدان
١١٤	٦	یَقدرا	یقدر را	١٢١	٢١	اجزار	جزر
	١٣	تخالف	تخالف	"	٢٢	امتناع و توقف	امتناع توقف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۱	۲۴	جزر جزر	نہ جزر جزر	۱۲۷	۹	مدالہٰت ش	مدالہٰات ش
۱۲۲	۹ من الحاشیہ	بیان کیفیۃ جبر	بیان کیفیۃ جبر و قدر الخ	〃	۱۳	ہمچیں	ہمچنیں
		وقدر الخ		۱۲۹	۱۱	لا بہما	لانہما
۱۲۳	۱	فنی کاسبۃ	فنی کاسبۃ	〃	۱۳	لانہ بمقابلۃ	لا بمقابلۃ
〃	۸	و سبتی	و نسبتی	〃	حاشیہ ۵	ملتزم اختیار	ملتزم از اختیار
〃	۱۴	بسوئے خود	بسوئے خود	۱۳۰	۱۲ 〃	آثار	آنکہ
〃	۲۵	عجز است	عجز است	۱۳۱	۷	فنی الایجاد متعب	فنی الایجاد متعب
حاشیہ	۵		حقیقت جبر و قدر	〃	۸	خطاء مبتدا مع خبر	خطاء مبتدا مؤخر مع
۱۲۴	۱	ای مخلوق	ای المخلوق	〃	〃	غطاء مبتدا مؤخر	غطاء مبتدا مؤخر مع
〃	〃	ان تفکر	ان تفکر	〃	۱۹	ایں غطاء است	ایں خطاء است
〃	۱۰	اسماء	اسماء	۱۳۲	۷	فراق	فرق
۱۲۵	۱۸	معلوم باشد	معلوم باشند	〃	۱۶	اشتراک وحدت	اشتراک و وحدت
〃	۱۹	بمش بہ	مشابہ	〃	۲۳	شد پس دریں	شد دریں
〃	۲۲	بعلم خود است درو	بعلم خود است درو	〃	حاشیہ ۱	ان فائز الاعتبار الخ	ان تمائز الاعتبار الخ
		احتیاج بعلم خود است	احتیاج بقیام حقیقی	۱۳۳	۶	بماہیتہ	بماہیتہ عینہا
		درو احتیاج بقیام	است بہ مختص	〃	۷	عنتیہا	عینیتہا
		حقیقی است بہ مختص		〃	۲۰	آں متغائر	آں ہمہ متغائر
〃	۲۳	اسماء	اسماء ہمہ	۱۳۴	۱۰	التعصب و تفکرت	التعصب تفکرت
〃	۲۴	در مرتبہ	نہ در مرتبہ	۱۳۵	۲۱	از حیثیت بوجود	از حیثیت وجود
۱۲۶	۶	ان الکلام	ان الکلام	〃	〃	انچہ واو اوست	انچہ کہ او او است
〃	۱۰	و ان للہ	و ان للہ	〃	ح ۳ و ۴	ما عرفناک الخ۔ عرفناک الخ	معنی ما عرفناک الخ۔ معنی عرفناک الخ
〃	۱۲	تجاوزن کردن	تجاوز کردن	۱۳۷	۱۲	درمیان قدیم و حادث	درمیان قدیم و حادث مخلوق
〃	۱۹	نیا ید و	نیاید بدو			مرتبہ الیست	یعنی آنکہ درمیان قدیم و حادث
۱۲۷	۵	تجرد الطریق	تجرد الطریق				کہ مخلوق است مرتبہ الیست

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۷	حاشیہ ۱۰	قدیم وحادث	قدیم وحادث مخلوق	۱۴۵	۱۵	چیست کہ ایں	چیست ایں کہ
۱۳۸	۳	یقتضی	تقتضی	″	ح ۹	کلا یرجع	کلامہ یرجع
″	۱۰	فعل وفاعل	فعل وفاعل	۱۴۶	۹	صل علے	صل وسلم علے
″	ح ۸	اثر او است	اثر امر است	″	۱۲	مذکور آید	مذکور آمد
″	۲۱	محلوق	مخلوق	۱۴۷	۹	من جیثیۃ	من حیثیۃ
″	۲۲	دکامنے	وکامنے	″	۲۳	سبکتر است	سبک سیر است
۱۳۹	۴	تعاقباً رتبیاً فلیس	تعاقباً رتبیاً لا حقیقیاً والا الامر ناقص وضعیف حتی الآمر والامر متعاقبان تعاقباً حقیقیاً لا رتبیاً فلیس	۱۴۸	ح ۲	قربت	قریب
				۱۴۹	۱۸	امام اعظم است	امام ما کہ اعظم است
				″	۱۹	وجماعت قائل اند	وجماعت اند قائل اند
				″	ح ۲و۳	امام اعظم است	امام ما اعظم است
				″	″ ۴	او تعالیٰ ہماں	او تعالیٰ را ہماں
″	۹	قہو	فہو	۱۵۰	۹	حقیقۃ	حقیقیۃ
″	۱۳	ہمیں کبھی واسطۂ حجاب	ہمیں واسطۂ حجاب	″	ح ۳	بر تویش	بہ تشویش
″	۱۷	پس امر	پسِ امر	۱۵۱	۷	ولا بجال فیہ	ولا مجال فیہ
″	۲۱	بنود حادث شد	بنود وحادث شد	″	۱۴	نفی ایں ہردو	نفی ایں ہردو
″	ح ۴	کونیہ راحادثہ اثر او است	کونیہ حادثہ اثر امر است	″	۱۹	رتبتی است	رتبی است
″	″ ۶	حجاب قدیم	بر حجاب وقدیم	۱۵۲	″	علاوہ از ہردو	علاوۂ ایں ہردو
۱۴۱	۲	النقل	النقل	۱۵۳	ح ″	آنکہ زائد برماہیت	آنکہ عارض زائد برماہیت
″	ح ۸	قول سبحانہ	قول او سبحانہ	″	″ ۲۳	ماہیۃ بواسطہ	ماہیت است بواسطہ
″	″ ۱۰	در کیفیۃ	در کریمہ	۱۵۴	۲	ولا ماہیۃ	ولا ماہیتہ
۱۴۲	۱۷	کہ او قدیم است	او کہ قدیم ہست	″	۴	صفۃ	صفتہ
″	۱۹	کم دبیش	کم و بیش	″	۱۲	ان تبعَ	ان نتبعَ
۱۴۳	۱۶	روی حجاب	ورای حجاب	″	۲۱	آخراً	آخر
۱۴۴	۱۱	رضی اللہ عنہما	رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۱۵۵	۱۰	لقیا مہما	لقیا مہما
۱۴۵	۱۲	فیقول الحق الحق	فیقول الحق فینادون الحق الحق	۱۵۶	۱۴	منفرغ	منتغیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
״	١٨	آبا	آیا	١٦٨	١٧	مشنبہ	مشتبہ
١٥٧	١	باجتماع نقیضین	واجتماع نقیضین	״	١٩	صفت را از ظل	صفت از ظل
״	١٢	قیام	بقیام	״	״	یافتہ می شود	یافتہ شود
״	ح ١٩	باشد تیس و نہ	باشد و نہ	״	ح ١ و ٢	ان آنکہ عصمت	بیان آنکہ عصمت نبی را
١٥٨	٢٣	ہر دو اوصاف	این ہر دو اوصاف			لازم است مگر و مشتبہ	لازم است یقیناً و مشتبہ
١٦٠	١٥	کہ اضافات ذاتیہ	کہ آنہا اضافات ذاتیہ	١٦٩	٣	فی مقابلۃ	فی مقابلۃ
״	ح ٣	الثنائیہ	الثنائیۃ	١٧١	١٣	و کفر کہ او	و کفر کہ او
١٦١	٢٠	یقین او	تعین او	״	ح ٩ و ١	و فارق در فصل اعجاز	
١٦٣	٦	ولا تشتبہ	لا تشتبہ			و کرامۃ و معونۃ و	و فارق درمیان اعجاز و کرامۃ
״	١٥	یعنی فریسندہ	یعنی بہ فریسندہ			استدراج	و معونۃ و استدراج
״	١٧	سوئی ظل	سوی ذی ظل	١٧٢	١٢	بدانکہ	بدانکہ
١٦٥	٢٦	بر تبع	بہ تبع	״	١٥	سورۂ صعف	سورۂ صف
״	ح ٧ و ٨	*	بیان آنکہ ہر یک از اینہا	״	١٧	ایمان آوردند	ایمان بیاوردند
			اتصافاً جامع و حدود	״	٢١	ہیچو مشبہ بہ	از ہیچو مشبہ بہ
			مانع و بطور اصل برای	״	٢٢	خلاف کردہ	حذف کردہ
			نبی و رسول است و بطور	١٧٤	١	بجوز	بجوز
			عرض و تبع برای ولی است	״	٢	اللہ سبحا	اللہ سبحانہ
״	٩	فتفرق	متفرق	״	٥	تُستر	فُستر
״	١٠	آنکہ	و آنکہ	״	٢١	تحقیق نیابد	تحقیق نیابد
١٦٦	١٣	در تبر و باشند	در تبر و باشند	١٧٥	١٤	و آنکہ	و آہنکہ
״	١٤	نآن نکو نیہا	تاآن نکو نیہا	״	״	نماز	بنماز را
١٦٧	٢	و علی	و علی	״	٢٢	بر بنای	بنابر
״	١٤	نگراسہ کیاست او	مگر اسہ کہ کیاست او	״	ح ٩	و صالحین	صالحین
״	٢١	و بدانکہ جزاین	و بدانکہ جزاین	١٧٦	٣	بثبت	بیثبت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۶	۴	یقتضی	تقتضی	۱۸۵	۱۷	چنانچہ دریں سورہ	چنانچہ ہم دریں سورہ
〃	۲۱	ہر دو طور	ہر دو بطور	〃	۲۳	طریقہ ہم جائز شد	طریقت ہم جائز شد
۱۷۷	۲۰	درحال	در ہر حال	۱۸۶	۱	والحقق	والتحقق
۱۷۸	۱۹	معانی مدارد اینکہ	معانی لازم آرد اینکہ	〃	۱۶	بنابرا استغنا	بنا بر استغنا
〃	〃	اینکہ بطلان	اینکہ ہر آئینہ بطلان	〃	۱۷	برآمان	برآنان
۱۷۹	۲۱	فانہ منصور بحیدہ	فانہٗ منصور بحیدہ	۱۸۹	۶	انتقض الحصر	انتقض ای ما انتقض الحصر
〃	۲۳	منصور یعنی فتحمند	منصور یعنی فتحمند	〃	۱۵	کزد	کرد
۱۸۰	۳	من توسع	من التوسع	〃	ح ۴	+	تفسیر کریمہ لا تدع من دون اللہ الخ
〃	۷	للہ سبحانہ	للہ سبحانہ				
〃	۱۲	ولرسولہ	ولرسولہ تعالے	۱۹۰	۲	لا تعبدُ و یدلُّ	لا تعبُدُ و یدلُّ
〃	۲۰	برائی مومن	برائی ہر مومن	〃	۱۱	کسفاً	کشفاً
〃	۲۲	وتو سوئی	وتولی سوئی	〃	〃	فتعارضا مما یجوز	فتعارض مما یجوز
۱۸۱	۱۰	ما ہو الثابت	ما ہو الثابت	〃	۱۷	واگر کشف ورد	واگر او کشف ورد
〃	۱۳	واگر فصل	واگر فصل	〃	۲۴	ہر دورا	ہر دورا
〃	۲۲	رسول او تعالی	رسول او تعالی صلعم	〃	ح ۶	بحث تغیر	بحث تغیر
۱۸۲	۹	النصرۃ	النصرۃ	〃	۱۲ 〃	متعارض آمد	متعارض آید
〃	۱۸	وتولی بولی	وتولی بولی	۱۹۱	۱۰	یتربصون	تربصون
۱۸۳	۱	استغانۃ	فاستغانتہ	〃	۱۵	ارشارت	اشارت
〃	۳-۵	ان لم تجر	ان لم تجز بصیغہ غائب	〃	۲۶	یتربصون	تربصون
〃	۱۱	اولی الحسنہم	اولی لحسنہم	〃	〃	آرزو میکند	آرزو میکنید
〃	۱۵	یا ایہا الذین	یا ایہا الذین آمنوا	〃	ح ۲	غیر او صلعم	غیر او صلعم است
〃	ح ۶	اولی تر بیان	اولی تر مع بیان	۱۹۲	۱۷	از ثابت بموجودات	ثابت از موجودات
۱۸۴	۳ و ۴	ولو اذ ظلموا	ولو انہم اذ ظلموا	۱۹۳	تغایت ۱۹۶ صفحات اولٹ پلٹ ہو گئے ہیں حسب ذیل ملاحظہ کرو		
〃	حاشیہ متن	+	تفسیر کریمہ ولو انہم اذ ظلموا الخ				
〃	۱۶	فاستغفروا اللہ	فاستغفروا اللہ	〃	تمام اسکے بعد صفحہ (۱۹۵) مطالعہ کیجیے۔		
۱۸۵	۱۴	شخص	تشخص	〃	۱۴	بعینت	بعینیت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۵	تمام	اسکے بعد صفحہ ۱۹۴ مطالعہ کیجیے		۲۰۴	۱۹	مجاز	بمجاز
۱۹۴	۴	لتعقیب	لتعقیب	〃	۲۲	براہ راست	بررہ راست
〃	۱۲	نتواں شناسید	تو نتواں شناسند	۲۰۵	۳	بمعنی	بمعنی
۱۹۴	تمام	اسکے بعد صفحہ ۱۹۶ مطالعہ کیجیے۔		〃	۲۱	بعث پس چگونہ	بعث پس بعث چگونہ
۱۹۶	۱۶	آیا از کسی از شما	آیا کسی از شما	۲۰۶	۵	بحدفہ	بحذفہ
۱۹۷	۱۰	فحرف النداء	فحرف النداء	〃	۲۲	یعنی برآناں	یعنی او برآناں
〃	۲۰	مریاری	مرا یاری	۲۰۸	۱۲	مقدم	متقدم
〃	۲۳	وفرمودند	وفرمود	〃	۱۴	واگر	واگر
۱۹۸	۱	اللہ رحمکم اللہ	اللہ یرحمکم اللہ	〃	۲۰	واگر	واگر
〃	ح ۴و۵	ازعباد باشند ثابت	ازعباد خاصہ واحیاء باشند ثابت اند	〃	۲۳	مقدم	متقدم
				۲۱۰	۲۱	وہم انکہ	وہم انکہ
〃	ح ۱۱	تخصیًا	تخصیصًا	〃	ح ۷	دذہنیا	وذہنا
۱۹۹	۲۵	باطبابت	باجابت	〃	〃	از باشریت خود	اندکہ باشریۃ خود
〃	ح ۴	ارتفاع	انتفاع	۲۱۱	۱۰	یفعل مایشاء	یفعل اللہ مایشاء
۲۰۰	۵	ولبداہتہ	ولبداہتہ	〃	۱۴	اولوالعزمی نبوت	اولوالعزمی نبوت
		ای بعث النبی عم لااسماع	ای بعث النبی عم لااسماع	〃	۲۵	حیات دنیا وآخرت	حیات دنیا ودر آخرت
〃	۱۹	بعث اسماو اسماع	بعث ارسال حق باسماع	۲۱۲	۳۰	موجودت	موجودات
حاشیہ		بیاسی موتی از روے	بیان بمعنی موتی از روے	۲۱۳	۲۳	جوالاختیار	جواز الاختیار
		موضوع مجاز	موضوع مجاز	〃	ح ۷	دریں زمان	در ہر زمان
۲۰۲	۵	عن الاثبات	عن الاثبات	۲۱۴	۶	عدوًّا	عدوًا
〃	۲۳	صمم کما شارت	صمم کہ اشارت	〃	۲۲	ہردوست	ہر دو دست
۲۰۳	۵	والمؤخر	المؤخر	۲۱۵	۷	خبیثۃ	خبیثۃ ضد طیبۃ
۲۰۴	۱	لابہتدی	لا یہتدی	〃	۱۲	رضی اللہ عنہما	رضی اللہ تعالیٰ عنہما
〃	۱۷	عدم اسماع	عدم انتفاع	〃	۱۹	خبیثۃ	خبیثۃ ضد طیبۃ
〃	〃	وارشارت	واشارت	〃	〃	وسخن گندہ	وشل سخن گندہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢١٥	١٩	گندہ است ادبالای	گندہ است کہ ضمیر بالا کرہ	٢٢٤	٤	فیعبد اللّٰہ	فیعبد اللّٰہ
		زمین	است او بر کندہ شدہ	//	٨	و لتبعہم	لتبعہم
			است از بالای زمین	//	١٣	تقید موت	تقیید موت
٢١٦	٧	دار البوار	دار البوار	//	٢١	شدن وبرای	شدن - برای
//	٩	غمنتزعۃ	غمنتزعۃ	٢٢٥	٩	شما بنا فتید	شما کہ بنا فتید
//	١٢	ابتدا از وقت موت	وابتدای برزخ از وقت موت	٢٢٦	٢	مما جازہ استحضارہ	مما جازہ استحضارہ
//	١٩	احلّوا	برا احلّوا	//	١٦	می شود	می شوند
٢١٧	١	او مبینۃ	او مبینۃ	//	١٩	ارتنہ	البتہ
//	٧	باضافۃ مغایر	باضافۃ مغایر	٢٢٧	١	فالغیب معع مع	فالغیب معع مو
//	٢٤	از حجابات	از مرتبہ حجابات	//	١٢	منہا ای من الشہود والمثل والروح	منہا ای من الشہود والمثل والروح ١٢
//	ح ١	مخلوق ہیچو	مخلوق نہ ہیچو				
٢١٨	٢٠	ارزوی عام	روی عام	٢٢٨	٤	نخذوف	محذوف
٢١٩	١١	لم یروّ	لم یرد	//	١٠	والجواب	والجواب ای عدم اتحاد الحقیقتین حقیقتا ١٢
//	١٥	عارض شود	عارض می شود	//	١١	لا یعلمہ	لا یعلمہ بفعول التغیر الی القدیم ١٢
//	٢٤	ہرقل	برقل	٢٢٩	٨	بنفسہ	بنفسہم
٢٢٠	١	والموت	والموت	//	٩	بحصل	یحصل
//	١٤	ہملہ	ہماں	//	١٣	صدور	صدر
//	١٥	نگفتن	نگفتن نقط	//	١٦	وعیبی	وغیبی
//	١٩	روق	رزق	٢٣٠	٢	نکشفہا	یکشفہا
//	ح ٢	مطلق عام است	مطلق وعام است	//	١٤	آنکہ دیدیہا	آں دیدیہا
		بعموم شاں واماں	بعموم شاں وآناں از	//	٢٥	درنمی آید	درنمی یابد
		از دراے	مدبرات امراند	٢٣١	١٨	باحتیاج	احتیاج
٢٢١	٣	یذکرون	یدبرون	//	١٩	سستقبل	مستقل
//	٩	وآن یود	وان یرد	//	٢١	وجودا ستقرار	وجود واستقرار
٢٢٢	ح ١٢	بمنجور رد	بمنجور ردو	//	٢٢	دریں ردو	دریں ہردو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۳	۱۶	غیب عام از انبیاء	غیب عام عام از انبیاء	۲۴۳	۸	تحقق علم	تحقق علم
〃	۱۸	منہ المسیح	منہ اسمہ المسیح	〃	۲۱	پیش	بیش
〃	۲۳	مرکزت	مرکزیت	۲۴۴	۱۱	وتکمیلہم	وتکمیلہم
۲۳۴	۴	وتخصیص	وتخصیص	〃	〃	عالم الشہود	عالم الشہود
۲۳۶	۱	تصلح	یصلح	〃	ح ۲	بیان تشخص	بیان التشخص
۲۳۷	۶	واختصاصہ	واختصاصہ	۲۴۵	۴	رخنت	زعنت
〃	متن حاشیہ	ذکر کیفیۃ العلم	ذکر کیفیۃ العلم	〃	۱۴	مقصودات ہست بدلائل	مقصودات بدلائل است
〃	〃	ذکر دربیان	ذکر دربیان	〃	۲۳	بردو	ہردو
۲۳۸	۱	ای مرتبۃ - لانہا	ای مرتبۃ - لانہا	〃	۲۴	وظل	وظل
〃	۱۷	خوسوے	خود سوے	۲۴۶	۳	اعتبارفی	اعتبارہا فی
۲۳۹	۱	حادث	حادث	〃	۱۲	المعصۃ	المعصیۃ
〃	۱۴	دلوجود	دلو بوجود	〃	〃	او مجہول	او مجہول
〃	۲۴	کہ مفعول اوہست	کہ او مفعول اوست	۲۴۸	۳	موجودات	موجودات
〃	۲۷	ہمچو اثر مخلوق است	ہمچو اثر او مخلوق است	〃	۲۰	آنکہ از ظل ہست	آنکہ ظل است
۲۴۰	۷	شیٔ	شیٔ	〃	۲۳	خمسہ	خمسہ وحی یابد تمام او از حق
〃	۱۰	لتحتاج	لتحتاج	〃	〃	وحی بامد	وحی یابد
〃	۱۸	درو برو	درود برو	۲۴۹	۱۲	بحاشیہ	لیست بحاشیہ
〃	۱۹	وجودکہ	وجود دیگر	〃	۱۸	مومن آئینہ مومن آئینہ	مومن آئینہ مومن
〃	۲۲	بتاخر رتبتی	بتاخر رتبی			ہست	است
〃	ح ۴	بیان علم	بیان علم	〃	۲۴	مذکورہ آمد	مذکور آمدہ
〃	ح ۵	بتاخر رتبتی ہست	بتاخر رتبی ہست	〃	ح ۱۰	ہدایت	ہدایت
۲۴۱	۵	التصدیق	التصدیق	۲۵۰	۱	المنقصۃ	لمنقصۃ
〃	۱۸	فروختن	افروختن	〃	۱۱	ویتشابہہ	ویتشابہہ
۲۴۲	۳	بحتا	بحتا ہو	〃	۱۹	دانچہ گفتہ شد	آنچہ کہ گفتہ شد
〃	ح ۱۵	بذا	بذاتہ	〃	〃	نیز	تیز

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۲۵۱	۳	ش حقیقة	ش ای حقیقة	۲۵۸	۲۳	تحقیق	تحقق
〃	۷	مجاوی	مجازی	〃	〃	مویّد	موبّد
〃	۸	فی کیفیة	فی ذکر کیفیة	۲۵۹	۱	منشاء سہو	منشاء سہو
۲۵۲	۴	والوصف	والوصف	〃	۱۴	عبادی اسرفوا	عبادی الذین اسرفوا
〃	۱۷	اگر چیزی دیگر	اگر با چیزی دیگر	〃	۲۲	کہ متابعت	کہ او متابعت
〃	۲۰	لام	لازم	۲۶۰	۲۳	لا یغفر	لا یغفر ہست
〃	۲۱	انکہ ماہیت	انکہ از ماہیت	۲۶۲	۱۲	دلیل منطق	دلیل منطیق
〃	۲۴	از طلاق	از اطلاق	〃	〃	مرکزیة	مرکزیتہ
۲۵۴	۱۴	فَطَنَّ ظَنَّ	فطنّ ظنّ	〃	〃	علی حقیقة	علی حقیقة
〃	۱۵	برضای	برخدای	۲۶۴	۱	علی دعوہ	علی دعولہ
۲۵۵	۶و۵	ان الاختلاف فی المسلّتین فی کیفیة	ان الاختلاف فی المسلّتین فی کیفیة	〃	〃	دلیل بنفسہ	دلیل بنفسہ
				〃	۲	ختم	فتہم
〃	۱۴	چگونہ خواہد شد	چگونہ ثابت خواہد شد	〃	۱۴	دلیل است	دلیل است
۲۵۶	۶	فالوجود مشترک	فالوجود مشترک	〃	۱۷	آفریدہ	آفرید
〃	۸	فالخذلان	فالخذلان	۲۶۴	۳	ممتنع	ممتنع
〃	۲۳	متاقب	متعاقب	۲۶۵	۱۲	این نبی	این نبی
۲۵۷	۳	تغبر	تغیر	〃	۲۴	برد	بدو
〃	۹	عدمہ	عدمہ	۲۶۷	۱۴	زماخوذ	از ماخوذ
〃	۲۲	دانستہ شد رب آل	دانستہ شد دانستہ شد رب آل	〃	۳۰	ولایت	ولایت الخ
				۲۶۸	۲	ومشتبہة	ومشتبہة
۲۵۸	۱	بجمیع القبلة	بجمیع من القبلة	۲۶۹	〃	ماتحت	ما تحت
〃	۶	برب	برب	〃	۱۴	وسزاوارے	وسزاوار
〃	۷	والکفر	والکفر	〃	۱۷	ممدوحہ از	ممدوحہ کہ از
〃	〃	حجة	حجة	۲۷۰	۱۶	بکفیر	تکفیر
〃	۱۹	من	ممن	〃	۲۰	وغیرہ در حدیث	وغیرہ چنانچہ در حدیث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۴	۷	نتواں شد	نتواند شد	۲۸۷	ح ۵	من امرہم	من امرہم ط
"	۱۴	عالم ہیں	عالم و دانا ہیں	۲۸۹	۱۷و۱۸	اللہ تعالیٰ نے سورۂ	اللہ تعالیٰ نے سورۂ تحریمہ
"	۲۱	فرمایا اللہ تعالیٰ نے	فرمایا اللہ تعالیٰ نے			تحریمہ	
		ماکان الخ	سورۂ احزاب رکوع	"	ح ۶	بیان ذکر تعظیم	ذکر بیان تعظیم
			پنجم میں ماکان الخ	"	۱۷ "	بروئے خطاب	بُرے خطاب
۲۷۵	۵	فی نفسہ	من نفسہ	۲۹۰	۹	نتواند کرد	نتواں کرد
"	۸	ترجمہ نباید	ترجمہ و نباید	۲۹۱	۱۱	مشاجرت	مشاجرات
"	۱۹	کہ میری بیٹی ماتحت	کہ میری بیٹی کا تحت حکم	"	ح ۱	مشاجرت	مشاجرات
		حکم رسول صلعم ہوئی	رسول صلعم ہونا	۲۹۱	۲	سیماہم من اثر	سیماہم فی وجوہہم من اثر
۲۷۷	ح ۷	بیان تعظیم	و بیان تعظیم	۲۹۴	۴	مختص	مختص را
۲۸۰	۴	وہم ازینجا است	وہم ازینجا است	"	۲۰	دیکھو فرق	دیکھو تو فرق
۲۸۱	۵	چہ نیست	چہ نیست	۲۹۵	۲	زرین	زرّین
"	۱۰	منع صوت	منع رفع صوت	"	۸	مقتدائی ثابت است	مقتدی ثابت است
"	۱۳	دلالت ہو رہی ہے	دلالت ثابت ہو رہی ہے	"	۱۱	حدیث	حدیث
۲۸۳	۱۰	ترجمہ کسانیکہ	ترجمہ و کسانیکہ	"	۱۲	استنجا گا	استنجا با
۲۸۴	۱	ذات سبحانہ	ذات اللہ سبحانہ	۲۹۶	۳	خدائی عزوجل	خدائی را عزوجل
"	"	بواسطہ غیرہ	بواسطہ غیرہ سبحانہ	۲۹۷	۴	ازینجا و تحذیر است	ازینجا رد و تحذیر است
۲۸۵	۱۶	نفی ہو سکتی	نفی نہیں ہو سکتی	"	ح ۲	مشاجرت	مشاجرات
۲۸۶	۸	میسند	مپسند	۲۹۸	۲۱	منتقب	منتقب
"	۱۰	و عذر ایذا و خیر	و عذر از ایذا و خیر	۳۰۰	۳	ز در کثرت اعمال	ز جہ کثرت اعمال
		خود ہست	خود است	۳۰۱	ح ۸	متنازعہ کا چند	متنازعہ کا نتیجہ چند
"	۲۴	اور یہ ادب	اور یہ مفید ادب ہے	۳۰۲	۱۰ "	تعمیم ضروری	تعمیم منع ضروری
"	"	اور خیر کیلئے مفید ہے	اور خیر کیلئے بھی مفید ہے	۳۰۳	۵	باثبات	باثبات است
۲۸۷	۵	گمرہی کہ دور کنندہ	گمرہی کہ دور کنندہ	"	۲۱و۲۲	حضور الدین	حضور کی والدین
"	۱۹	لابد منہ ہے	لابد منہ ہے	"	۲۵	انقصاے	اقتضائی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۴	۳	انا الفتیکم	انا الفتکم	۳۳۰	۱۶	اپنی پالنو والے کر	اپنے پالنے والے سے
"	۸	تَعلتُ	نَقلتُ	"	۲۱	یعنی پالنے والے	یعنی پانے والے
"	۱۲	آخرت آیت	آخر آیت	۳۳۲	۲۳	معلوم ہونا	معلوم ہونا چاہیئے
۳۰۸	۳	حروج	خروج	۳۳۳	۷	واز قال	از قال
"	۱۱	جانب ہیں	جانب میں ہیں	"	۹	اجمعون الاَّ	اجمعون لا الاَّ
"	۱۴	ان لستغفروا	ان تستغفروا	۳۳۴	۸	غیرہ سجدہ عبودیۃ	غیر سجدہ عبودیۃ
"	ح ۱۷	یہ الیسی	بہ کہ الیسی	"	۲۵	ثابت نہ ہونیکے	ثابت نہ ہونیکے
۳۱۰	۱۰	بات الوبیہ	مات الوبیہ	۳۳۷	۱	تنبیہ بو	تنبیہ بر
"	۲۰	ذازرۃٌ	وازرۃٌ	"	۵	محی السنہ	محی السنۃ
"	ح ۴	قطعی پر ؓ	قطعی کفر پر	۳۳۹	۲	وتذرانہ از ہرچہ	وتذر از ہرچہ
۳۱۲	۱۳	آپ کے حضرت عبداللہ	آپکے والد حضرت عبداللہ ؓ	"	۹	سرور نبیار	سرور انبیاء
۳۱۳	۲۱	الآیہ	الآیہ سورہ حدید کے	"	۱۳	جواد بر	جواد پر
			تیسرے رکوع میں	۳۴۰	۵	ما مورہ	ماموربہ
۳۱۹	۱۷	برکت لیلنی پر	برکت لینے پر	"	۱۷	اس خاص وجہ	اسی خاص وجہ
۳۲۰	۵	برقع تعارض	برفع تعارض	۳۴۱	۶	ینبغی در محل جواز	ینبغی ولا ینبغی در محل جواز
"	"	کرمہا اللہ	کرمہما اللہ	۳۴۲	۲۴	گذر کیا ہے	گذرے کیا ہے
"	۲۲	ذاتی وجود یا وجو	ذاتی وجود یا جود	۳۴۳	۶	بعموم	بعموم
۳۲۱	۸	واجب البقاع نودن	واجب البقاع بودن	"	۱۵	تو اسکا	تو کہ اس کا
۳۲۲	۶	مسلوبا تہش	مسلوبا تہش	۳۴۴	۱۶	دی رہی ہی	دی رہے ہیں
۳۲۶	۳	نشود	مراد نشود	"	۱۷	مطابق	موافق
"	۱۸	معلوم ہوکہ	معلوم ہوا کہ	۳۴۶	۸	فقلناک	فقتلناک
"	۲۳	عبادت بندگی	عبادت وبندگی	"	۱۱	ساتھ ہی	آور ساتھ ہی
۳۲۸	۲۰	علیہ الآیہ	علیہ م	۳۴۸	۳	اداء ترک	ادار وترک
"	۲۴	مدلہ میں	بدلہ میں	"	۶	بحزانی	نجرانی
۳۲۹	۲۱	اعتبار	اعتبار سے	"	۱۱	خودرا باخفا	خودرا مگر باخفا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴۸	۱۶	ادار ترک ہیں	ادار و ترک میں	۳۶۲	۹ح	اور جودیں	اور جودین انکی خاص کرنے
″	حاشیہ	+	بیان شان نزول کریمہ				میں فضیلت
			ماکان لبشر الخ	۳۶۳	۱۳	الشاط	الشاۃ
۳۵۰	۵	اولی تر	خب اولی تر	″	۳ح	پہنچتے ہیں	بھیجنے میں
″	۲۰	ہوئی	ہووے	۳۶۴	۲۴	ہوئی	ہوئی ہے
″	۲۵	یہ اوندوتو	یہ کراُن دونو	″	۳ح	پہنچتے ہیں	بھیجنے میں
۳۵۲	۲۴	شامل ہے +	شامل ہے + اس تقدیر	″	″ ۷	اور متعذر کو	اور ایصال متعذر کو
			پر عبارت نظم شریف	۳۶۵	۲ح	کہانا کہلانا	کہانا اور کہلانا
			کریمہ کی یہ ہوگی ولیطوفوا	۳۶۶	۱۵	ہر وقت میں سکو	ہر وقت میں سب کے لیے
			بالبیت العتیق یعنی			شامل ہے	درست ہے جیسے کسی نے توجہ
			اور چاہیے کہ وہ اللہ کا				اللہ اپنے مال سے مدرسہ جاری
			طواف بواسطہ بیت				کر کے خود بھی انہیں تعلیم کی
			عتیق کریں۔				اور دوسرونکو بھی مدرس کیا
۳۵۴	۵	تبرک	تبرک فعل				اور آیندہ کیلئے اسکا صرفہ بھی
″	۲۱	اشارہ	اشارہ ہے				مقرر کردیا پس یہ خیر ہر قسم کی
″	۲۴ و ۵	عمل نیک ثابت ہوگا	عمل پر حکم عمل ثابت ہوگا				خیر کو یعنی مالی و بدنی و روحی
۳۵۵	۱۳	اگر بہا میں	اگر لفظ بہا میں				ہر شخص کے واسطے خواہ آپ ہو
۳۵۷	۲۳	کرنا تا ممکن ہے	کرنا ناممکن ہے				یا غیر زندہ ہو یا موتی ہر وقت
۳۵۸	۶	ذکر حوا	ذکر ہوا				میں سبکو شامل ہے
″	۷	والمحققون	والمخففون	″	۲۵	اسپر زیادہ	اسپر اور زیادہ
۳۵۹	۱۸	فائدہ اسکو اسکی متعلق	فائدہ اسی کے متعلق	۳۶۸	۱	کردند و ہر کہ	کردند ہر کہ
۳۶۱	۱۸	واطہرط	واطہر طفان لم تجدوا	″	″	باشداو	باشد پس او
۳۶۲	۲	دامش	دامیش	″	۴	التصقات	القُضات
″	۵ح	بنابر	بناپر	۳۶۹	۷	درشب برات	درشب عید برات
″	۲۰	رجع	راجع	۳۷۱	۱۴	ایسا ہوکہ	ایسا کہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٧١	١٥	مخصوص ہو	نسخ مخصوص ہو	٣٩٥	ح ١-٢	+	حقیقۃ قبض بتصریح بعض
٣٧٧	٢٦	دل	دلیل				معرفین کی روح سوا دیہ
٣٧٨	١٦	میں استحقاق	میں جسمیں استحقاق				قبض حقیقی واقعی ہے
"	٢١	بما کسبت	بما کسب	٣٩٧	٢	مگر آنکہ	مگر آنگہ
٣٧٩	١٣	بملال	بدلہ	"	٨	وجہ	لوجہ
٣٨١	٢	نہ مومنین مضا	نہ مومنین	٣٩٨	٦	ش نُقل	ش نُقِض ط
"	٣	صہ مومنین	صہ مومنین مضا	"	١٩	منقول است	منقول است در طبرانی
"	ح ١٠	ملائکہ سے انسان کو	ملائکہ کو انسان پر	٣٩٩	٢٤	بدعت حسنہ است	بدعت حسنہ ہست بالاجماع
٣٨٤	١٨	چنانچہ مدارک	چنانچہ تفسیر مدارک	٤٠٠	ح ٣	[illegible]	[illegible]
٣٨٥	٧	اماحوا	اباحُوا	٤٠١	١٥	مگو	بگو
"	١٦	جنکی طرف	جسکی طرف	"	١٦	حافظ کہ ابن حجر برائے	حافظ ابن حجر کہ برائے
٣٨٦	٣ و ٤	مہملہ است برچہار	مہملہ برچہار	٤٠٣	١٥	نیک از محاسن	نیک کہ از محاسن
٣٨٧	٩	باسم اللہ سبحانہ بقرنش	باسم اللہ سبحانہ بقرنش	"	١٩	تو بیہ را	توبیہ را
"	١١	غیر خدائی	غیر خدائی عز وجل	"	٢٤	وچگونہ است پس	وچگونہ است ای پس
"	"	بما موصولہ	بمَا موصولہ	٤٠٤	١	بمولدہ	لمولدہ
"	"	خلافت فصاحۃ	خلافِ فصاحۃ	"	٢٠	اشتغال	اشتغالِ
"	"	بُعدش	بعدش	"	٢١	دریں	و دریں
"	"	بی تحقیق	بی تحقق	٤٠٥	٧	ولا فادات	ولافادت
٣٨٨	٢٠	کہ فائدہ	کہ اگر فائدہ	"	١٠	ذاہر	ظاہر
٣٨٩	٥	درزخ	درما فرخ	٤٠٦	٢٤	مفید	مفسد
٣٩٤	٨	خروج بذاتہ	خروج بذاتہٖ	٤٠٧	١	علیک و	علیکم وما
"	٢٣	جینک غیر	جینک مالک کے سوا	٤٠٩	١٣	دیگر براں	دیگرے براں
			کوئی غیر	"	٢٣	کہ حسن نیت	کہ نیت حسن
٣٩٥	٥	العیاذا	العیاذُ	٤١٠	٧	القیاس بقولہ	والقیاس یقولہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۱۰	۱۶	شنداحمال	شدالکمال	۴۲۱	ح ۱۸ الخ	*	قیاس تعظیم وترفیع ذاکرذکر
〃	۲۴	قیاس	وقیاس				اوصلعم
۴۱۱	۷	یعارض	یعارض جزاء ۱۲	〃	۲۴	بوجہی نیکو	بوجہی کہ نیکو
〃	〃	التخصیص بالحسنۃ مضا	التخصیص مضا بالحسنۃ	۴۲۲	۱۳	فوت عمل و	فوت عمل شود و
〃	۸	الذی	الذی ۳	۴۲۴	۱۷	خدائی صلعم	خدائی تعالیٰ صلعم
۴۱۲	۲	میلاد صلعم	میلاد النبی صلعم	۴۲۷	۷	وعلّم علیہ	علیہ وسلّم
〃	۱۰ و ۱۱	لایبطلہٗ	لایبطلہ وحتی لاتبطل	۴۲۸	۱۲	چارہ	وچارہ
〃	۲۳	نشار	بشار	۴۲۹	۹	ابنہنی	اَبْہَنِی
〃	۲۴	باطل نکند۔	باطل نکند۔ وتاآنکہ	〃	۲۰	این حویث ز	این حدیث را
			فرمود صلعم درینام	〃	۲۱	بیدارکرد	ساختہ کرد
			یوسف حجازی لاتبطل	〃	ح ۳	*	احادیث در ثبوت وقوف
			المولد یعنی عمل مولد را				او صلعم بر قبور مومنین
			باطل نکنی	۴۳۲	۱۹	وگنبد	وگنبد دیگر
۴۱۳	۲۳	برائی	برائے	〃	۲۱	سلامتی باد	یعنی سلامتی باد
۴۱۴	۱	الفرض المطلق۔	الفرض المطلق جزاء من	〃	۳	پیشنیاں و	پیشنیاں و
		ینبغی لمومن	جزء المطلق اولی			پشنیان	پیشان
			الاجزاء۔ ولاینبغی	۴۳۳	۵	باجنجہم	باجنجتہم
			لمومن	۴۳۴	۱۱	عندالاسطونۃ	عندالاسطوانۃ
۴۱۷	۵ سطر از تحت	والمنظرہ الشائل	والمنظر والشمائل	〃	۲۳	ہمین است	وہمین است
				۴۳۴	۱۶	در آوری	در وآری
〃	۱۶	او صلی اللہ	او صلی اللہ	〃	۲۲	آورد واز	آورد از
۴۱۸	۱	کراہیۃ	کراہۃ	۴۴۰	۱۳	فضل مراتب	افضل مراتب
〃	۱۴	قیام کردند	قیام کنند	۴۴۱	۸	بصدوہٗ	بصدرہ
۴۲۱	۱۱	قیاس این تقیید	قیاس برائے این تقیید	〃	۱۵	حالت حمات	حالت حمات
〃	۱۵	بندۂ سوئی	بندۂ کہ سوئی	〃	۲۲	بکوشید	بکوشد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴۲	۸	عن الاشتغال	عن اشتغال	۴۵۹	۱۱	بصلاحہ وعلمہ	بصلاحہ وعلمہ
〃	۱۹	گرآں	نگراں	〃	۲۲	بروئی	بروے
۴۴۳	۱۱	حتی یاتاک الیقین	حتی اتاک الیقین	〃	۲۴	بصلاحہ	بصلاحہ
〃	۲۵	وعبات	وعبادت	〃	۲۵	برائی صلاح او	بسبب نیک بختی او
۴۴۴	۱۸	وہمراہ سفرہا	وہمراہ او در سفرہا			وعلم او	وعلم او
۴۴۷	۳	لا یعرف عیناً	یعرف عیناً	۴۶۰	۶	عن المحال	عن الحمار
〃	۷	ابن	بن	〃	۱۶	کراہت	کراہیت
〃	〃	المدینۃ	المدینۃ	〃	۲۰	پس اوگرفت	پس او گرفت
۴۴۸	۲	بالرّضاء	بالرّضا	〃	۲۴	ودرہی	ودرہی از دو چیزے
〃	۲۳	فرزندان	وفرزندان				ظاہر نشدہ
〃	〃	ودرود خدا	درود خدا	۴۶۱	۱۷	می دیدی	می دیدند یعنی برخاستند
〃	〃	رحمت خدا	ورحمت خدا			رحاستند لا انکہ	. ازانکہ می دانستند این
۴۵۰	۱۳	ورتبت	وتربت			می دانستند	را یعنی قیام شان را
۴۵۱	۷	لئلا تقضی	لئلا تقضی			اوی قیام شان را	از کراہت او صلعم
〃	۱۴	نیست	ونیست			ازانکہ.... مانع	بنا بر تواضع
۴۵۲	۲۴	ابن تیمیہ	بر ابن تیمیہ			تواضع	
۴۵۳	۱	السلف	لکن السلف	〃	۲۰	ہمہ ادخال	ہمہ افعال
〃	۱۳	سلف	لیکن سلف	۴۶۴	۱۴	قوام عرش	قوائم عرش
۴۵۵	۶	وقال علیہ	قال وعلیہ	۴۶۵	ح ۲	ہمہ عالم باد	ہمہ عالم متوقف باد
〃	۱۱	بحث آدمی	بحث ادب	〃	〃 ۳	وہر انبیاء	وہمہ انبیاء
۴۵۶	۲۵	نیست ست	نیست	۴۶۶	۳	ویجب	یجب
۴۵۷	۱۳	کسی را کہ اورا	کسیکہ اورا	〃	۱۷	در ہر نفس	در نفس
۴۵۸	۱۷	میکنند اورا	میکند اورا	۴۶۸	۱۵	پس شادشد اس	پس شاد شد ابن عبد
۴۵۹	۳	استجاب	استحباب			عبدالمطلب وبر	المطلب و برخاست او و
〃	۷	الی المخم	الی الخیم خیمۃ			خاستہ وکسیکہ باو بود	کسیکہ با او بود

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶۸	۱۶	صلعم را وداں	صلعم را و داخل کرد	۴۸۳	۱۵	معید	سفید
		او اورجوف کعبہ	اورا درجوف کعبہ	″	ح ۱	۲	بیان نقص؟ دیلات در
″	؟	دروغ بستن برے	دروغ بستن برادر				کریمہ مذکورہ
		اورضی اللہ عنہا	اللہ عنہا گفت حضرت	۴۸۶	۴	چوں درلحد	وچوں درلحد
			عائشہ رضی اللہ عنہا	″	۱۸	ماتاہے	مارتاہے
″	ح ۳ و ۴	(چھوٹ گیا)	قیام شکر ازو صلعم بر	۴۹۰	۱۲	زہ مطلب	وہ طلب
			ختم قرآن بروایہ ابوہریرہ رضی	۴۹۱	۱۰ متن و حاشیہ	ذکر بیان تفسیر	ذکر ۲۸ بیان تفسیر
			وابوجعفر از جد و پدر خود	۴۹۵	۱۴	الی از الجملہ	از الجملہ
			رضی اللہ عنہم۔	۴۹۸	۷	مع اجیبت	مع مَن اجیبت
۴۶۹	۱۰	شکرہ	شکرہ صلی اللہ علیہ وسلم	″	۱۴	طرف	ظرف
۴۷۰	″	الصرصری	الصرصری ای الرجیع اہ	۵۰۰	۵	ازانجاست	از نجاست
۴۷۳	۱۵	شردہ دہندہ	وشردہ دہندہ	۵۰۱	۸	متشابہات	از متشابہات
۴۷۵	۸	ومقتضی موصف مراد	ومقتضی موصف مراد	″	۱۵	نظرکرکے	نظرکے
″	ح ۳	الفضاءُ	النضاءَ	۵۰۲	۱۷	رسول سے تہا۔	رسول سے تہا بغرض ہوائے
۴۷۹	ر ۳ ت ۴	(چھوٹ گیا)	حقائق معنی کریمہ تحقق الفاظ چنانچہ اذا البشر مخصوص بزمانہ عام و محقق الوقوع است۔ وتعلیم دعا بطریق کہ در قربت مخصوص حاصل شود			ای حضرات	نفس دلیل اختیار کرنا نہیں ہوسکتا ہے یعنی نفع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہوائے نفس کے لیے دلیل نہیں گردانا جا سکتا جو مصلحت دین کی ضرورت پر مبنی تہا کہ مقصود اسکا بعث رسول صلعم سے تہا۔ ای حضرات۔
۴۸۱	۷	مستعار	مستعارہ				

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مباحث تذکرۃ الحق از حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ

مباحث کتاب	صفحہ
دیباچہ شرح	۴
دیباچہ کتاب	[illegible]
عرضداشت بسوئی محبوب بارک اللہ تعالیٰ فی جمالہ	[illegible]
ذکر کیفیت عقائد اہل سنت وجماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین	[illegible]
ذکر کیفیت الاصول العاصم عن خطیات الفہم فی الحقائق الحقہ والکلام فیہا ۔	[illegible]
اصل ذکر کیفیت حقائق الاشیاء ثابتۃ	//
اصل ذکر کیفیت الانتزاع ۔	۵۰
اصل ذکر کیفیت الاختصاص ۔	۵۲
اصل ذکر کیفیت الجوہر والعرض	۵۵
اصل ذکر کیفیت معنی المصدر	۵۷
اصل ذکر کیفیت الوجود ۔	۵۸
اصل ذکر کیفیت الثبوت	//
اصل ذکر کیفیت العدم	۵۹
اصل ذکر کیفیت النفی	//
اصل ذکر کیفیت السلب	۶۱
اصل ذکر کیفیت الوضع ۔	//
اصل ذکر کیفیت اللفظ	۶۱
اصل ذکر کیفیت الاسم والفعل والحرف	۶۲
اصل ذکر کیفیت الصفت	۶۳
اصل ذکر کیفیت الاسناد	//
اصل ذکر کیفیت معارض الثابت	۶۷
اصل ذکر کیفیت النفی بالضد والمتخالف ۔	//
اصل ذکر کیفیت الامر ۔	//
اصل ذکر کیفیت النہی ۔	۶۸
اصل ذکر کیفیت الخلاف	۶۹
اصل ذکر کیفیت المعارض بالخلاف ۔	۷۰
اصل ذکر کیفیت العکس ۔	//
اصل ذکر کیفیت الوجود الخارج	//
اصل ذکر کیفیت الوجود الذہنی ۔	//
اصل ذکر کیفیت الوجود البدیہی	۷۱
اصل ذکر کیفیت الوجود النظری ۔	۷۲
اصل ذکر کیفیت تغیر الخارج والذہنی	۷۵
اصل ذکر کیفیت تغیر البدیہی والنظری ۔	//

صفحہ	مباحث کتاب
٧٥	اصل ذکر کیفیت التجدد
٨٢	اصل ذکر کیفیت الاشتراک ومنعہ حقیقتاً
٨٥	اصل ذکر کیفیت البرزخ
٨٧	اصل ذکر کیفیت المنع
٨٨	اصل ذکر کیفیت التخصیص
"	اصل ذکر کیفیت الاستثناء
٩٠	اصل ذکر کیفیت الاستدراک
٩٣	اصل ذکر کیفیت المفضل والمفضل علیہ۔
٩٤	اصل ذکر کیفیت الحصر والتاکید
"	اصل ذکر کیفیت الربط فی مصدر
"	اصل ذکر کیفیت الجواز۔
٩٥	اصل ذکر کیفیت الذات
"	اصل ذکر کیفیت التعمیم۔
"	اصل ذکر کیفیت التبیین۔
٩٦	اصل ذکر کیفیت التشبیہ۔
"	اصل ذکر کیفیت مفہوم کل وجزء
٩٩	اصل ذکر کیفیت مفہوم جنس
١٠٠	اصل ذکر کیفیت مفہوم نوع
"	اصل ذکر کیفیت الہیولیٰ والصورت۔
١٠٢	اصل ذکر کیفیت الاطلاق والتقیید۔
١٠٣	اصل ذکر کیفیت الاضافت۔
"	اصل ذکر کیفیت الدلالت
"	اصل ذکر کیفیت الحکم
١٠٥/٥	ذکر کیفیت توحید اللہ سبحانہ وتعالےٰ عما یصفون وشرحہا

صفحہ	مباحث کتاب
١٠٨	اثبات جزء لایتجزیٰ
١٠٩	تفسیر کریمہ بدیع السموات والارض
"	تفسیر کریمہ ام خلقوا من غیر شیٔ ام ہم الخالقون
١١٨/٢	ذکر کیفیت منع جواز نفس تصور مفہوم الواجب کلیا
١٢٣	ذکر کیفیت الجبر والقدر
١٢٤	ذکر کیفیت اسماء اللہ تعالیٰ وصفاتہ وذاتہ تعالیٰ
"	مطلب ان اسماء اللہ تعالیٰ قدیمۃ ولا بد للاسماء من الحروف والترکیب الخ
١٢٦	مطلب لابد للتکلیم من الصوت الخ
١٢٧	مطلب فالفعلیۃ ہی اضافات ذاتیۃ متضمنۃ الحقیقیت الخ
"	مطلب والحقیقیت ہی متضمنۃ الذات بقیامہا الحقیقی بہا۔ الخ
١٢٨	مطلب والثانیۃ ہی اضافات ذاتیۃ متضمنۃ الذات الخ۔
"	مطلب والفرق بین الحقیقیۃ والثانیۃ۔
١٢٩	مطلب ان الترک وجود نظری ملتزم من الاختیار الخ
١٣٠	مطلب قبل التکوین حقیقیۃ فقبل لیس بحقیقیۃ الخ
"	مطلب ان الافعال القدیمۃ تحتمل حدوثہا وقدم مفعول بہ الخ
١٣١	مطلب ان للحقیقیۃ مادۃ الکشف معہا فلا یجوز تقدم المادۃ عنہا الخ
١٣٢	مطلب والحق ان تمایز الاعتبار الخ۔
١٣٣	مطلب ان الذات مجمعۃ المتغائرین الخ۔

صفحہ	مباحث کتاب
۱۳۴	مطلب ان مفهوم الذات وجدانی الخ
۱۳۵	مطلب ما عرفناک حق معرفتک الخ
"	مطلب عرفناک حق معرفتک الخ -
۱۳۷/۹	ذکر کیفیت اثبات مرتبة الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق +
۱۴۲/۱۰	ذکر کیفیت تحقیق حقیقت القرآن المجید -
۱۴۷/۱۱	ذکر کیفیت معیة الله تعالیٰ وقربتہ واحاطتہ بخلقہ
۱۵۳/۱۲	ذکر کیفیت منع تعبیر الہیولیٰ من ذات الله سبحانہ والصورت من خلقہ -
۱۵۸/۱۳	ذکر کیفیت الرسالۃ والنبوۃ والولایۃ والاعجاز والکرامۃ والاستدراج والاستعانۃ ومافیہا مع مطالب اُخرےٰ +
"	مطلب فی الرسالۃ والنبوۃ والولایۃ وصفتہم ومنشہم الخ
۱۶۵	مطلب فدلیل یدلہ علی دعویٰ رسالۃ الرسول الخ
۱۶۷	مطلب انما النبوۃ صفۃ مانعۃ للنبی صلعم فہی اعجاز الخ
۱۶۹	مطلب الولایۃ التابعۃ صفۃ مانعۃ الخ فہی کرامۃ -
۱۷۰	مطلب الایمان وصف مانع الخ فہو معونۃ
۱۷۱	مطلب الکفر وصف مانع الخ فہو استدراج
۱۷۲	مطلب ان الاستعانۃ فتقتضی الدعوۃ الخ لیست بشرک مخصوص +
"	تفسیر کریمہ یا ایہا الذین آمنوا کونوا انصار الله کما قال عیسی بن مریم للحواریین من انصاری الی الله فی سورۃ الصف -
۱۷۵	تفسیر کریمہ انما ولیکم الله ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وہم راکعون ہ ومن یتول الله ورسولہ والذین آمنوا فان حزب الله ہم الغالبون ہ فی سورۃ المائدہ -
۱۸۱	مطلب فان لم نفصل بالاستقلال والاضافت الخ
"	مطلب التولّی بالولی یلزم تبعہ الخ
۱۸۴	تفسیر کریمہ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا الله واستغفر لہم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما فی سورۃ النساء -
۱۸۷	تفسیر الحدیث الشریف من لہ حاجۃ فلیحسن وضوءہ ولیصل رکعتین ولیقرء اللہم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی ہذہ لتقتضی لی اللہم فشفعہ فیّ الحدیث
۱۸۹	مطلب انتقض الحصر فی ایاک نستعین فی سورۃ الفاتحۃ وتفسیرہ -
"	تفسیر کریمہ ولا تدع من دون الله ما لا ینفعک ولا یضرک الخ
۱۹۰	تفسیر کریمہ وان یمسسک الله بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یردک بخیر فلا رادّ لفضلہ ط
۱۹۲	مطلب فالاستعانۃ بالانبیاء وندائہم
۱۹۳	مطلب واما الاستعانۃ بالاولیاء وندائہم
"	اثبات سماعت الموتیٰ عقلاً ونقلاً من الآیات القرآنیۃ والاحادیث الشریفۃ
۲۰۵	الحجۃ القاطعۃ فی سماعۃ الموتیٰ

صفحہ	مباحث کتاب
۲۰۸	مطلب وان قیل یمکن ان لا یعینوا ولا یسمعوا فی وقت
〃	مطلب وان قیل یمکن ان یعینوا ویسمعوا فی وقت
۲۱۰	مطلب ان الاعجاز والکرامۃ محیطان من بدایۃ الی نہایت الخ۔
۲۱۱	تفسیر کریمہ الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ الخ وما فیہ من الحدیث الشریف
۲۱۶	مطلب انما الروح اثر من الامر
۲۱۹	تفسیر کریمہ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ہ واحیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اٰتٰہم اللہ من فضلہ۔
۲۲۳	تفسیر کریمہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین
۲۲۵/۱۴	ذکر کیفیت غیب وعلم وما فیہا۔
۲۳۱	تفسیر کریمہ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء
۲۳۲	تفسیر الآیۃ الکریمۃ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔
۲۳۷/۱۵	ذکر کیفیۃ العلم والمعرفت والعارف والمعروف ومتعلقاتہا وما فیہا مع مطالب اخری۔
〃	بیان علم حصولی وعلم حضوری۔
۲۴۰	بیان علم الاشیاء باشباہہا وبانفسہا۔
۲۴۱	بیان التصدیق والتصور والاقرار۔
۲۴۳	بیان الیقین وتعریفہ ولا یزید ولا ینقص۔
۲۴۴	بیان الوجود علی الوجود باطل۔
۲۴۴	بیان التشخص وہو زائد علی ماہیتہ وعین ماہیتہ۔
۲۴۵	بیان المؤمن وعابدیتہ ومعبودلہ والتوفیق
〃	بیان قربت ورویت وفناء نظریہ وحقیقیہ۔
۲۴۷	بیان وحدت الوجود و وحدت الشہود۔
۲۴۹	بیان معنی الحدیث الشریف من عرف ربہ فکل لسانہ
〃	الحدیث والمؤمن مرآۃ المؤمن الحدیث فی ضمن الکلام
〃	بیان اختلاف الاحوال فی وحدت الوجود۔
۲۵۱	بیان الوجود الخاص والعام۔
۲۵۲	بیان الاطلاق والتقیید والتنزل والصورت علی الہیولی فی قدمہا وحدوثہا۔
۲۵۴	بیان اعتقاد فی مسئلۃ وحدت الوجود
۲۵۶	بیان الکافر وعابدیتہ ومعبودلہ والخذلان۔
۲۵۷	بیان معنی الحدیث الشریف کل شیء یرجع الی اصلہ الحدیث وکل میسر لما خلق لہ الحدیث ومن عرف نفسہ فقد عرف ربہ الحدیث فی ضمن الکلام۔
〃	بیان اقرب المعلوم ربہ فکل ما علم علم ربہ قبلہ ومعہ وبعدہ۔
۲۵۸	بیان فالایمان والکفر والشرک متفرع من العبادات
〃	فالایمان المشروع والکفر المشروع حجۃ علی حقیقتہما۔
〃	وتفسیر الآیۃ الکریمۃ فمن کان یرجوا
〃	لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا ہ
	وتبیان من الایمان والکفر لازمہما۔

صفحہ	مباحث کتاب
۲۵۹	بیان منشار فی موجودات حادثۃ ہو حادث اول فیہا منشار۔
"	انتزاع لغیرہ کالتضمنا والتزامنہ۔ وتفسیر الآیۃ الکریمۃ قل یٰعبادی الذین اسرفوا علٰی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ط انّ اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔
۲۶۱	بیان منشار فی مسلوبات ہو حادث اول فیہا منشار انتزاع لغیر کالتضمنا۔
"	بیان لابد من اول فی کل واحد من المراکز والاول الذی فی موجودات حادثۃ ہو محمد صلعم
۲۶۲	بیان تقسیم فی تقرر الاکوان بحسانۃ الذاتیۃ وقول صلعم ظہورہ صلعم فی عالم الشہود فی الآخر علی ترتیب ضروری من آدم علیہ السلام الی محمد صلعم
۲۶۳	بیان من ضمن ما ذکر فی صدر الکلام بمنع نظیرہ صلعم مطلقاً۔
"	بیان تفسیر الآیۃ الکریمۃ لیس کمثلہ شیٔ الآیۃ فی منع نظیرہ صلعم۔
۲۶۴	بیان دلائل اُخریٰ فی منع نظیرہ صلعم قبل ان یمکن ظہور الذات مکرراً الخ۔
۲۶۵	بیان دلالات النصیۃ فی ختم نبوتہ صلعم وفی منع نظیرہ صلعم۔
"	والاکتفاء بامتناع نفسی اولی منہا الآیۃ الکریمۃ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ومنہا اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من

صفحہ	مباحث کتاب
۲۶۶	وحکمۃ الخ ومنہا الاحادیث الشریفۃ۔
۲۶۷	بیان فلزم احاطۃ المرکز وقربۃ ومعیتہ لما فیہ من الماخوذ وجواز علمہ بہ۔
۲۶۸	بیان ان التوسع بتعدد المثال والجسم لا ینافی وحدت التشخص
"	ولا باس فی قول الذی نسب الی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی تحت تفسیر الآیۃ الکریمۃ اللہ الذی خلق سبع سمٰوات ومن الارض مثلہن الآیۃ سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم الخ وتفسیر الآیۃ الکریمۃ مع بحث آخر
۲۷۲ ۱۲	ذکر کیفیت تعظیم وادب ومحبت حضرت حبیب الرحمن صلعم
"	مطلب تفسیر قول تعالیٰ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم۔
۲۷۵	مطلب تفسیر قول تعالیٰ ولا یرغبوا بانفسہم عن نفسہ۔
۲۷۶	مطلب تفسیر قول تعالیٰ انا ارسلناک شاہداً ومبشراً ونذیراً۔ لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃً واصیلاً۔
۲۷۷	مطلب تفسیر قول تعالیٰ فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ہم المفلحون مع توضیح۔
۲۸۰	مطلب تفسیر قول تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم۔

صفحہ	مباحث کتاب
۲۸۰	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ه
۲۸۲	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ه
۲۸۳/۱۴	ذکر کیفیت وجوب خسران دارین از ایذاء حضرت حبیب الرحمٰن صلعم۔ با دیگر مطالب
؍؍	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ه وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ه
۲۸۷	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ ط وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ه
۲۸۹/۱۸	ذکر کیفیت تعظیم و محبت ملائکہ و صحابہ و تابعین وغیرہم علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام
۲۹۱	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ۔ الخ
۲۹۹	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ

صفحہ	مباحث کتاب
۳۰۱/۱۹	ذکر کیفیت ایمان والدین المکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
؍؍	حاصل قضیہ متنازعہ موقوف بر اصلے چند۔
۳۰۴	مطلب تفسیر قولہ الَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ ه
۳۰۷	مطلب تفسیر حدیث شریف سئل رسول اللہ تعالیٰ عن ابویہ فقال سئلتہما ربی فیعطینی فیہما وانی لقائم یومئذٍ المقام المحمود۔
۳۱۳/۲۰	ذکر کیفیت آثار مجمع علیہا اہل سنت و جماعت رض
۳۱۷/۲۱	ذکر کیفیت تعظیم و محبت شعائر اللہ تعالیٰ و شعائر الرسول صلعم وغیرہ صلعم۔
۳۲۵/۲۲	ذکر کیفیت صحت اشتراک وصفی باللہ سبحانہ در وجہی از وجوہ باضافۃ اللہ سبحانہ۔ (ای خلق ۱۲)
؍؍	مطلب بیان اشتراک وصفی
۳۳۰	مطلب در تحقیق عبودیت و معبودیت و عبادت و شرک
۳۳۲	مطلب فرق در سجدۂ عبودیت و سجدۂ تحیت
۳۳۷	اکنوں سخن است در تحقیق معانی احادیث طیبہ۔
؍؍	مطلب تفسیر حدیث شریف عن ابی ہریرہ رض انہ روی فیما یری النائم الخ
۳۳۸	مطلب تفسیر حدیث شریف ان رسول اللہ صلعم کان فی نفرٍ من المہاجرین الیٰ ان فقال رسول اللہ صلعم اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم ولو کنت آمرًا لاحدٍ ان یسجد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا۔

صفحہ	مباحث کتاب
۳۴۰	مطلب تفسیر حدیث شریف قال دخل رسول الله صلعم حائطا للانصاری الی ان قال فقال رسول الله صلعم لا ینبغی لاحدٍ ان یسجد لاحدٍ الا لله تعالیٰ۔
۳۴۳	مطلب تفسیر حدیث شریف عن قیس ابن سعد رضؓ قال اتیت الحیرة الی ان قال فقال لی ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد له فقلت لا فقال لا تفعلوا
۳۴۶	مطلب درانچہ فقہاء رح فرمودند۔
۳۵۰	مطلب در کیفیت طواف و تفسیر کریمہ ولیطوفوا بالبیت العتیق الآیہ۔
//	وان الصفا والمروة من شعائر الله الخ
۳۵۴	مطلب بیان دخول علیہ لا جناح۔
۳۵۵	مطلب بیان شعائر۔
۳۵۹ / ۲۳	ذکر کیفیت جواز انتساب لغیر الله تعالیٰ بوجہ تعالیٰ و فضل تخصیص موہوب بہ و موہوب لہ و تخصیص زمانی و اصابۃ نفع عمل لغیر عامل با دیگر مطالب۔
۳۶۱	مطلب تفسیر کریمہ یا ایہا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقة الخ۔
۳۶۲	مطلب فضل تخصیص موہوب لہ و موہوب بہ
۳۶۳	مطلب تعیین زمانی سنت مستحبہ است
۳۶۵	مطلب تفسیر کریمہ وافعلوا الخیر الخ
۳۶۶	مطلب تفسیر حدیث شریف لا تشدوا الرحال الخ

صفحہ	مباحث کتاب
۳۷۳	مطلب ایصال نفع اعمال از احیاء باموات۔
۳۷۵ و ۳۷۶	واز اموات باحیاء واز اموات باموات۔
۳۷۷	تفسیر کریمہ کل نفسٍ بما کسبت رهینة۔
//	وان لیس للانسان الا ما سعیٰ۔
۳۸۱	واز ملائکہ بانسان واز انسان بملائکہ۔
//	واز تسبیح سبزہ بر گور بصاحب گور۔
//	و تفسیر حدیث شریف ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مر علی قبرین الخ
۳۸۳	مطلب در تحقیق معنی کریمہ فما اهل به لغیر الله وما اهل لغیر الله به
۳۸۹	مطلب معنی کریمہ ما ذبح علی النصب۔
۳۹۱	مطلب معنی کریمہ ذٰلکم فسقٌ
۳۹۲	مطلب معنی کریمہ ما جعل الله من بحیرةٍ
۳۹۸ / ۲۴	ذکر کیفیت فضل ذکر میلاد حضرت سید العالم صلی الله علیه وسلم۔
//	مطلب وقت الولادت اکرم الاوقات بکرامة کلیة فیومہا ولیلہا وشہرہا۔
۴۰۵	مطلب البدعة کلہا سیئةٌ و تفسیر الحدیث کل بدعةٍ ضلالة۔
۴۰۶	مطلب بیان المقصود لقول عمر رض نعمت البدعة
۴۰۷	مطلب فی اثبات ان ذکر ولادتہ صلعم احسن الذکر
//	و تفسیر کریمہ واذکروا نعمة الله علیکم وما انزل علیکم من الکتب والحکمة یعظکم به
۴۱۴	مطلب التعظیم لہ صلعم بما ادبنا الله تعالیٰ۔

صفحہ	مباحث کتاب
۴۱۶	مطلب واما القیام لہ صلعم
۴۲۰	مطلب تقیید الیوم والشہر لذلک الذکر وتعظیم الذکر
۴۲۶ / ۴۲۵	ذکر کیفیت زیارت القبور خصوصًا اشرف القبور قبر النبی الرحمۃ صلعم
۴۲۸	مطلب قد تقرر وتحقق بالبرہان المحقق ان حضور الزائر قبالۃ قبرہ الکریم والتسلیم والصلوٰۃ علیہ والتوسل بجانبہ العظیم والاستمداد والاستشفاع بجنابہ الفخیم بل وباصحابہ واہل بیتہ واولیاءہ اجمعین صلعم من افضل الطاعات الخ۔
۴۳۰	مطلب قد علم بالضرورت ان القربات والطاعات خالصۃ للّٰہ عزوجل لیس فیہا شرکۃ المخلوق اصلًا لکن فی بعضہا یلزم توسط مخلوق والتوجہ الیہ الخ
۴۳۱	مطلب اما الاحادیث فی وقوفہ صلعم علیٰ قبور المومنین۔
۴۳۲	مطلب واما الوقوف علیٰ قبر سید المرسلین صلعم۔
۴۳۵	مطلب واما استقبال قبرہ الشریف صلعم
۴۳۸	مطلب اما وضع الیمین علی الشمال فی الزیارۃ کما فی الصلوٰۃ۔
۴۴۰	مطلب فی التادب فی زیارتہ الشریفۃ صلعم
۴۴۴	مطلب فی التادب فی زیارۃ ابی بکر الصدیق رضہ
"	مطلب فی التادب فی زیارت عمر الفاروق رضہ
۴۴۵	مطلب ثم یرجع الی اجبال وجہ النبی صلعم۔
۴۴۶	مطلب فی التادب فی زیارت اہل البقیع و شہداء احد رضہ

صفحہ	مباحث کتاب
۴۴۷	مطلب فی التادب فی زیارۃ اہل بیت النبوۃ صلعم
۴۵۰	مطلب فی الافراط والتفریط المحرمین المذمومین
۴۵۱	مطلب بین الافراط والتفریط امور مشتبہات تعارضت فیہا الادلۃ۔
۴۵۷	مطلب فی تفسیر الحدیث الشریف قُوْمُوْا اِلیٰ سَیِّدِکُمْ۔
۴۶۲	مطلب واما ما اعتادہ الناس من القیام عند ذکر الولادت الشریفۃ۔
۴۶۴	ذکر کیفیت دعا و اجابتش با دیگر مطالب۔
"	مطلب دعا خلاصہ عبادت است۔
۴۷۵	مطلب کیفیت اجابت دعوات۔
"	مطلب تفسیر حدیث شریف لا یرد القضاء الا الدعاء
۴۷۷	مطلب تفسیر کریمہ اذا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ الخ
۴۸۵	مطلب نیز دعا بتوسل مقیمان عالم روح وعالم شہود وعالم برزخ عمومًا از انبیاء واولیاء و ملائکہ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام
۴۸۷	مطلب در ترتب اثر دعا باجابت حق سبحانہ
۴۸۸	مطلب در اجابت دعوات کفار۔
۴۸۹	مطلب تفسیر کریمہ فیکشف ما تدعون الیہ ان یشاء الآیہ
"	مطلب در تحقیق معنی وَمَا دُعَاءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلَالٍ ۔

صفحہ	مباحث کتاب	صفحہ	مباحث کتاب
۴۹۰	مطلب انکار اجابتِ دعا کفر است	۴۹۶	تفسیر حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِی عِیْدًا
۴۹۱	ذکر کیفیت تفسیر حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِی وَثَنًا۔	۴۹۷	تفسیر کریمہ یَا بَنِی آدَمَ خُذُوا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ الآیہ
"	و حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِی عِیْدًا	"	بیان آنکہ ہجوم و زینت بحضور حضرت صلعم ناگزیر است
"	تفسیر حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِی وَثَنًا یُعْبَدُ		ذکر کیفیت منع نوشتن قرآن مجید از نجاست یا سوختن آن با دیگر مطالب ؟
۴۹۴	تفسیر حدیث شریف اللّٰہُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِی وَثَنًا یُعْبَدُ		

فہرستِ مطالب ترجمہ ماہیۃ الحق کتاب تذکرۃ الحق

از جانب مترجم

صفحہ	مباحث کتاب	صفحہ	مباحث کتاب
۱	دیباچہ کتاب ماہیۃ الحق ترجمہ تذکرۃ الحق از مترجم	۴۶	اصل ثبوت حقائق اشیاء و معائنش مع امثال و حدود وغیرہ و معنی وہم۔
۴/۲	ترجمہ دیباچہ شرح مع علامات و روابط	۵۰	اصل تحقیق انتزاع مع اقسام و معنی او۔ و ثبوت قیام مع اقسام او۔ و تعریف تضمن و التزام
۶/۲	ترجمہ دیباچہ متن کتاب۔	۵۲	اصل بیان اختصاص مع حدود و اقسام شان الخ
۷/۶	عرضداشت مصنف کتاب بسوئے محبوب بارک اللہ تعالیٰ فی جمالہ۔	۵۵	اصل بیان جوہر و عرض و تعریف شان مع کیفیت جزء لایتجزیٰ و کیفیت قیام حقیقی و مجازی و بیان شان۔ و آنکہ اطلاق شان در حوادث است نہ در ذات۔ و آنکہ صفات باری تعالیٰ توقیفی اند۔
۱۱/۴	ذکر کیفیت عقائد اہل سنت و جماعت مبنی بر کتاب عقائد نظامیہ ترجمہ حضرت مولانا محمد فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ از فقہ اکبر حضرت امام اعظم اَبُو حَنِیْفَہ کوفی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مع مختصر دیباچہ مصنف رح۔	۵۷	اصل بیان معنی مصدر و تعریف و مراتب و تقدم و تاخر او بر فعل۔
۱۳	ترجمہ دیباچہ کتاب عقائد نظامیہ حضرت مولانا ممدوح رح مشتمل بیک صد و سہ عقیدہ ۱۰۳۔	۵۸	اصل بیان وجود و آگہی بر وے و بیان ضد او و بداہت او
۴۶/۵	ذکر کیفیت اصول عاصمہ الخ مشتمل بر پنجاہ و یک اصول ۵۱		

صفحه	مطالب کتاب
۵۸	اصل ۷ بیان ثبوت و آگهی برو و بیان ضد او و فرق درمیان نفی و سلب و تعریف ثبوت و بداہت
۵۹	اصل ۸ بیان عدم و ضد او و آگهی برو ـ و تعریف معدوم حقیقی و حکمی و اینکه عدم نظری است ـ
〃	اصل ۹ بیان نفی و ثبوت متقدم او مع ثبوت ذہنی و اثر متاخر او و اینکه نظری است و کیفیت آگهی برو و آنکه نفی بر ثابت و ثبوت و عدم جاری نمیشود بلکه بر ترتب اثر متاخر ـ و آنکه نفی بوصف می شود نہ بذات و نہ بوصف منطبق بعین ـ
۶۱	اصل ۱۰ بیان سلب و آگهی برو و تعریف و الزامش و آنکه نظری است ـ
〃	اصل ۱۱ بیان تحقیق وضع و دلالت و لزوم فیما بین و تخصیص و تعریف وضع ـ
〃	اصل ۱۲ بیان تحقیق لفظ و اقسام او ـ و حدود کلمه و اسم و فعل و حرف و کلام و صفت مشبہ مع دلالت معنی و تحقیق قیام بغیر ـ
۶۲	اصل ۱۳ بیان اسم آنکه باصل خود معرفہ ہست یا نکره و تخصیص و تعریف نکره بعرض است و فعل و حرف کہ وصف قائم بغیر اند در اصل نکره اند و حکم تخصیص و تعریف ہردو بما قام بہ است ـ
۶۳	اصل ۱۴ بیان آنکه اخبار از صفت بنفی و اثبات است بوجہ قیام حقیقی بعینہٖ ذات ـ و بیان صفت منطبقہ بذات و عدم امکان نفی از و ـ
۶۳	اصل ۱۵ بیان اسناد و اقسام و حد او و لزوم تنکر با مسل و تعریف و تخصیص بعرض مع امثال و تفصیل ـ و حد تعریف و تخصیص و تنکیر و معرف و منکر و تعریف معرف و منکر و تخصیص منکر و تخصیص معرف و نفی منکر مخصص بوصف و باسم و بحرف ـ
۶۴	امثال اسناد حقیقی و مجازی در معرفہ و نکره مخصص ـ
۶۵	حد تعریف و تنکیر و تخصیص و مقصود تعریف معرف و منکر
۶۷	اصل ۱۶ بیان در تاویل معارض ثابت نہ در ثابت بسبب بطلان او ـ
〃	اصل ۱۷ بیان نفی بضد و نفی بتخالف و بطلان نفی بضد بسبب عدم اجرائی حکم بعدم ـ و اثبات نفی بتخالف و امکان تاویل او بنا بر وجود او و عدم معارضت ثبوت ـ
〃	اصل ۱۸ بیان تعریف امر بغیر قید استعلا بسبب نبودن دلیل ظاہر ـ و عدم اختیار جواز مامور در امر ـ و لغویت امر بر عین موجود معلوم و بر ممنوع امکان بنا بر طلب و ترتب البتہ بطور تشریف خطاب براہ تاویل ـ و امتناع امر برائے مجہول ثبوت متقدم و اینکه مامور بہ نظری است و امر بر قاصد بنا بر تاکید است ـ
۶۸	اصل ۱۹ بیان تعریف نہی بدون استعلا بنا بر دلیل ظاہر نبودن برا و ـ و عدم اختیار جواز منہی در نہی ـ و لغویت از عین موجود معلوم و از ممنوع امکان بطور منع و ترتب البتہ بطور تشریف خطاب براہ تاویل ـ و امتناع نہی از مجہول ثبوت متقدم ـ و اینکه نہی نظری است ـ و نہی بر غیر

صفحہ	مطالب کتاب
	قاصد بنا بر تنبیہ است۔
۶۹	اصل بیان آنکہ خلاف وجود مثل وضد وعکس او نباشد بلکہ غیر مثل او باشد خلاف خلاف واجتماع ہر دو خلاف در محل واحد۔
۷۰	اصل ۲۱ بیان معارض واقسام او مع تاویل وعدم تاویل
〃	اصل ۲۲ بیان عکس کہ وجود مثل او است بعکس۔
〃	اصل ۲۳ بیان وجود خارج واقسام او بمصداق متقدم ومتاخر وتعریف ہر دو مع دلائل۔
〃	اصل ۲۴ بیان حصول وجود ذہنی واحتیاج وتوقف او بر مصداق متقدم وآنکہ ذہنی را وجودی است یا نیست
۷۱	اصل ۲۵ بیان بدیہی مع تعریف وتقسیم او واقوال دیگران بر رد نظر ایشان با دلائل۔
۷۲	اصل ۲۶ بیان وجود نظری وانتزاعش در علم وتعریف او بذات او وآنکہ خارج از علم بدیہی است با دلائل وامثال انتزاع ونسبت وانباء در جہتین وبطور تحلیل وتجزیہ وآنکہ نظری را حالات قبلیات است قبل بذاتہ۔ واجتماع ہر دو بنا بر با ثبوت او گر۔
۷۵	اصل ۲۷ بیان تعبیر خارج وذہنی بوصف شان کہ در آن لحاظ علم است بوجود شان۔
〃	اصل ۲۸ بیان تعبیر بدیہی ونظری بوصف شان کہ در آن لحاظ وجود است فقط۔
〃	اصل ۲۹ بیان تجدد مثل وغیرہ وغیرہ با مطالب دیگر الخ
۷۶	تجدد صفت متجدد است کہ در عوارض مع الذات بقیام حقیقی باشد نہ صفت وجود سابق از او۔ وتجدد

صفحہ	مطالب کتاب
	مثل باتحاد مجازی است نہ حقیقی۔
۷۶	ثبوت تجدد بتجدید بمفہوم جدید بمقابلہ مفہوم قدیم وتعلق بینہما بجہت تجدد نہ از دیگر اگرچہ باشد۔
〃	بیان ظہور حدوث از تجدد بعدم سابق وحالت وجود حادث در زمان حال۔
۷۷	تعریف تشخص مع فنائی وبقائی واقسام او۔
〃	بیان حقیقت تجدد مثل فانی ونفی بعود وبقائی غیر محتاج مع دلائل بسیط۔
۷۸	دلیل اول نفی عود فانی وبقائے غیر محتاج۔
〃	محل عوارض باقامت بہ است نہ اقامت فیہ کہ بدون اول بقائے شان ممتنع است بسبب قیام حقیقی۔
〃	قیام ماہیت بنفس خود است حاجت محل غیر او در فنائے نفس او غیر مسلم
〃	وبرائے ماہیت محل ما اقامت فیہ لغو است۔
۷۹	بیان آنکہ محل را محل نیست۔
〃	دلیل دوم نفی عود فانی وبقائی غیر محتاج مع وجود دہر برائے دہریہ۔
۸۰	بیان وجود ظہور ماضی ومستقبل۔
〃	تجدد مثل بدیہی است وفنائی فانی بنفس خود است
۸۱	تفسیر آیت مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا الخ۔
〃	تفسیر کریمہ أَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ ۚ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ الخ۔
۸۲	بیان تجدد حسی ونظری۔
〃	بیان تفسیر درود شریف کہ از مصنف رحمہ است۔

صفحہ	مطالب کتاب
۸۲	اصل بیان اشتراک در منع او حقیقتاً بنا بر اقتضائے تغایر و اتحاد ہر گہ تغایر ممیز ہر دو است و اتحاد مجازی مشارک ہر دو با دلائل و امثال وغیرہ ورنہ باہم متعارض آمدہ تساقط ہر دو مع حقیقت ہر دو لازم شود۔ پس آب چگونہ نار شود۔
۸۵	اصل بیان برزخ حقیقی کہ تغایر طرفین است مع منع ثالث مستجمع بینہما۔ و برزخ مجازی و مثالی کہ وجود بسیط متاخر متفرع از متغایرین مستجمع آثار طرفین وصفاً است۔ و علم مستجمع مثال طرفین کہ ایں برزخ مثالی است الخ
۸۷	اصل بیان منع کہ بر تعمیم مسلم از خصوصیتش در وجوہ اشتراک نیاید۔
۸۸	اصل بیان تخصیص کہ ثابت بمقابلہ تعمیم است نفی جواز امر مخصص برائے غیر او نمیکند مع دلائل۔
″	اصل بیان استثنا مع حصر و حد او و فائدہ و اقسام او با دیگر منافع و امثال۔
۹۰	اصل بیان استدراک و حصر و حد و اقسام و فوائد او با الّا و غیر او مع امثال و دلائل وغیرہ۔
۹۳	اصل بیان مفضل و مفضل علیہ و تغایر و اتحاد با یکدگر و فائدہ حذف مفضل علیہ۔
۹۴	اصل بیان حصر و تاکید و آنکہ خارج حصر از محصور نیست ورنہ انتقاض بر و جاری شود۔ و تاکید در حکم مہمل حصر است۔
″	اصل بیان رابطہ کہ در مصدر متعدی در فاعل

صفحہ	مطالب کتاب
	و مفعول بسبب تغایر ہر دو بقیام حقیقی و مجازی متحد نمے شود۔
۹۴	اصل بیان جواز کہ جانب اولش بوجود اوقوی است
۹۵	اصل بیان ذات کہ از و بنفس خود بحث نمی شود مگر بعوارض مع دلائل۔
″	اصل بیان تعمیم کہ در ذات نفس ذات واقع نگردد مگر باختصاص او بوجوہ جائزہ یا واجبہ بجواز سلب و عدم سلب۔
″	اصل بیان آنکہ تبیین از عوارض واقع شود نہ از ذات خواہ از عوارض جائزہ برائے رفع ابہام در وجہ مخصوص یا از واجبہ برائے رفع جہل از جہہ مخصوص و توحد و تغایر در طرفین من وجہ واجب است و وجہ توحد مبیّن است بالکسر۔
۹۶	اصل بیان آنکہ تشبیہ بہ نسبت باشد نہ بحقیقت کہ وصف مانع بحقیقت خود است۔
″	اصل بیان مفہوم کل و جزء و توقف او بر یکدگر و تعریف ہر دو و آنکہ از ہر دو یکی موجود حقیقی ضروری است کہ واحد حقیقی باشد بمقابلہ دیگرے کہ موجود حکمی غیر ضروری کہ افراد حکمیہ باشد بہ تبع اول بصورت جواز امکان در آیند یا بالعکس ورنہ مفہوم ہر دو باطل۔ و مفہوم جزء بمقابلہ مثل خود ثابت کہ حاصل از افراد است اگرچہ مختلف اند بخلاف فرد و اجسام پس حاصل مفہوم کل آنکہ بر کثیرین مختلفین و فعتاً خاص شود بحیثیت اجزاء کہ ایں وصف مانع او ست

صفحہ	مطالب کتاب
	واجزار بمقابلۂ کل خود وافراد بمقابلۂ درمیان خود پس نیست یکی دیگرے۔
۹۹	اصل بیان مفہوم جنس کہ بر افراد است نہ در فرد واحد بمقابل یک۔ اگر موصوف بعینہٖ منطبق یا غیر منطبق بنا بر توصف وصفی کہ عارضی باشد یا اصلی یا اتحاد مجازی درمیان شان کہ شرط مثبت ہست مفہوم جنس را مع تعریف وبیان افراد حقیقی ومجازی او ومصدر جعلی در اصلی وحاصل ووصف مانع او۔
۱۰۰	اصل بیان مفہوم نوع مع حدود وصف مانع او۔
″	اصل بیان ہیولی وصورت بمقابلۂ ماہیت و عارض بنسبت بقیام حقیقی کہ ثابت بماہیت باشند مع اقسام عرض۔ واگر عارض بقیام مجازی ہست از ماہیت مسلوب ہست واز صفات مسلوبہ بدیہیہ انکار نمی تواند کہ اجتماع اضداد لازم آید۔
۱۰۲	اصل بیان اطلاق وتقیید ومعرفت شان۔
۱۰۳	اصل بیان اضافت ومعرفت او۔
″	اصل بیان دلالت وتصدیق وتسلیم ویقین مع اقسام یقین ومعنی شان۔
″	اصل بیان حکم تصدیق وایمان اجمالی وتفصیلی مع اجمال وتفصیل مصدق۔ ووجود واحد ومتکثر وتوحد وتکثر وعکس او۔
۱۰۵	ترجمہ متن ذکر بیان توحید حق سبحانہ بتوضیح۔
۱۰۷	شرح وحواشی مع ایراد متن بتفصیل
″	توقف علم قدیم بدلالت حادث۔

صفحہ	مطالب کتاب
۱۰۷	تعریف حادث وآنکہ غیر مادہ از عدم بکیف مجہول آمدہ ولا تجزی بنفسہ وبغیرہ است وعدم بدیہی است مع دلائل۔
۱۰۹	بیان کیفیت تجزی بنفسہ وبغیرہ۔
″	معنی لفظ بدیع۔
″	تفسیر کریمہ ام خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ الخ مع اختلاف معنی غیر شیٔ وتعریف لفظ شیٔ۔
۱۱۰	تعریف وصف جامع ومانع
۱۱۲	شبہ ذات حاصل نمیشود مگر بعوارض او ومرتبہ واحدیت مصداقش متقدم است وہمیں واسطۂ احداث ہست وروا است تمامی صفات بنا بر زیادت بر ذات کہ مرتبۂ لا عین است۔
″	مرتبہ احدیت نہ واسطہ احداث ونہ در وتمامی صفات بنا بر لزوم عینیت نہ غیریت۔
۱۱۳	متوحد بوجود خود لزوم وحدت دارد وتعدد را نشاید
۱۱۴	تعریف توافق مع اقسام او۔
″	توافق متوافقین ومتخالفین۔
″	تعریف تعرض۔
۱۱۵	اشتراک در نفس نسبت قیام نیست ونہ در نسبتین برائی قیام وجود مشترک باشد ونہ وجود برائی وجودے ثابت گردد کہ بانسبت دیگر ثابت آمد۔
″	تحقیق معنی وحدت در کثرت وعکس او۔
۱۱۷	تحقیق معنے مثل۔
″	ترکیب لفظ سبحانہ

صفحہ	مطالب کتاب
۱۱۸ / ۷	ذکر بیان آنکہ نفس تصور مفہوم واجب را کلی جائز شمردن منع است ۔
〃	بیان حقیقت تصور و مصداقِ او ۔
۱۱۹	تحقیق مفہوم کل و جزو حقیقی و حکمی بوجود افراد و فرد الخ ۔
〃	جزو بمقابل مقتضی شل خود است و مقتضی بافراد
۱۲۰	بیان آنکہ واجب را افراد ممتنع است
۱۲۱	ذکر بیان جبر و قدر و انچہ او حق است
〃	بیان فرق نسبت خلق و نسبت قیام با دلائل نصر و آنکہ ماہیت کاسب عرض است ۔
۱۲۳	حقیقت قدر و جبر ۔
〃	بیان قدرت اضافی و تمائز فرق اضطرار و اختیار
۱۲۴ / ۹	ذکر بیان اسماء و صفات و ذاتِ او تعالیٰ کہ ہمہ قدیم اند و اسماء را از حروف و ترکیب چارہ نیست و تکلیم را از صوت ۔
〃	حروف و صورت و ترکیب کلام او تعالیٰ را حادث نباید بلکہ ہمچو متشابہات منزہ از کیفیت ۔
۱۲۶	بحث آنکہ برائے تکلیم از صوت چارہ نیست ۔
〃	بیان آنکہ خدائے برتر را وجہ و عین و ید و قدم است در مرتبۂ قدم و گفتہ شد ایں ہمہ از متشابہات اند بلا تاویل ۔
۱۲۷	بیان اقسام صفاتِ او تعالیٰ و آنکہ فعلیہ اضافات ذاتیہ متضمنہ بحقیقیہ اند ۔
〃	و آنکہ حقیقیہ متضمن ذات اند بقیام حقیقی خود بدو ۔

صفحہ	مطالب کتاب
۱۲۸	بیان آنکہ شانیہ اضافات ذاتیہ اند متضمن بذات
〃	بحث فرق میان حقیقیہ و شانیہ
۱۲۹	بحث آنکہ ترک وجود نظری ہست ملتزم از اختیار ۔
〃	تعریف قدرت ۔
۱۳۰	تعریف ارادت و مشیت و فرق میانِ شاں ۔
〃	بحث آنکہ گفتہ شد تکوین حقیقیہ ہست و گفتہ شد کہ حقیقیہ نیست ۔ و تحقیق آنکہ او از اضافات ذاتیہ متضمنہ حقیقیہ از روئے انتزاع ہست ۔
〃	بحث آنکہ افعال قدیمہ باعتبار نظر بصحت ربط درمیانِ خود و مفعول بہ حدوث خود ۔ و قدم مفعول بہ را احتمال کردہ شوند ۔ و بیان صورت دفع خدشہ علی الطرفین الخ ۔
۱۳۱	بحث آنکہ برائے حقیقیہ مادۂ کشف ہست با آنہا پس تقدم مادہ از انہا جائز نیست ۔
۱۳۲	بحث آنکہ حق آنست کہ تمایز اعتبار در شانی است آنکہ درمیان مرتبہ زائدہ و ذات الخ ۔
۱۳۳	بحث آنکہ ذات مستجمع متغائرین ہست بعینیت مجہول و با وجود ایں تعدد نمی پزیرد الخ ۔
۱۳۴	بیان آنکہ مفہوم ذات وجدانی است بعلم مع وجود خارج بضرورت بدلالت عوارض الخ ۔
۱۳۵	بیان معنی مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ
〃	بیان معنی عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ
۱۳۷ / ۱۰	ذکر بیان مرتبۂ حجاب کہ درمیان قدیم و حادث ہست
〃	تفسیر کریمہ اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا الخ ۔

صفحہ	مطالب کتاب
۱۳۷	قاعدہ حرف إذا و اخوات او کہ متضمن معنی شرط و موضوع برائی زمان است
۱۳۸	بیان آنکہ امر و ارادت و قول او تعالی از فعل قدیم او بہ تعلقی کہ در بیان شان است و بقاعدہ إذا حادثی است ظاہر از فعل فاعل قدیم نہ حادث است کائن اثر امر الخ
〃	تعریف حادث ظاہر کہ از فعل فاعل قدیم است
〃	تعریف حادث کائن کہ اثر امر است۔
〃	بیان حادث غیر مخلوق کہ حجاب است در میان فعل فاعل قدیم و حادث مخلوق
۱۳۹	بیان آنکہ حادث مخلوق دلیل است بر حجاب قدیم
〃	بیان آنکہ حجاب واسطہ تعلق است میان قدیم و حادث و بغیر او حفظ حدین عقلاً ممتنع است
〃	بیان آنکہ امر و اثر او قدیم نیست مع دلائل او۔
〃	معنی حدیث شریف کان اللہ ولم یکن معہ الخ
〃	بیان آنکہ کون نیست حادثہ اثر امر است۔
۱۴۰	تفسیر کریمہ الا لہ الخلق والامر الخ
〃	بیان آنکہ تجلی مذکورہ کریمہ فلما تجلی ربہ للجبل الخ حجاب حادث است۔
۱۴۱	بیان آنکہ حجاب سیر ظل است بقیام حقیقی نزی ظل چنانچہ قول او سبحانہ کیف مد الظل الآیہ و مخلوق ظل الظل او۔
〃	بیان امکان آنکہ ظل کہ در کریمہ است آمدہ و ظل تعبیر کردہ شود بتفاوت لحاظ قیام حقیقی و مجازی۔
۱۴۲	ذکر بیان تحقیق حقیقت قرآن مجید۔
〃	بیان آنکہ یکے قرآن مجید کلام قدیم وصف نفس قدیم او است تعالی زائد بر ذات
〃	بیان آنکہ شنیدن کلام قدیم و ادراک حقیقت او از حادث ممکن نیست و این کم و بیش نمی شود و نہ بعض تواند و نہ نفی۔
〃	بیان آنکہ یکی قرآن مجید حادث غیر مخلوق است و آن مرتبہ حجاب مع حروف و ترکیب و صوت آنچہ لائق او است تعالی و انہم وصف نفس کریم قدیم است زائد بر صفت ذاتیہ
۱۴۳	معنی کریمہ ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا الخ
〃	بیان تکلم روح بصفت ذاتیہ است کما فی انفسکم الآیہ کہ ہمچو کلام حجابی است
〃	کلام حجابی بسمع عالم مثال شنیدہ می شود و حقیقتش مفہوم بنص کریمہ۔
〃	و تفسیر کریمہ لا یمسہ الا المطہرون الآیہ و اینجا لا یمسہ بمعنی مضارع است۔
۱۴۴	و این کلام حجابی کم و بیش می شود و بعض تواند و ہم نفی۔
〃	کتاب ہای او تعالی و کلام او با انبیاء و اولیاء وغیرہ حادث غیر مخلوق مع حروف وغیرہ است حسب حیثیت او است کہ لائق شان او است تعالی از مرتبہ حجاب۔
۱۴۵	دلیل بر کلام حجابی حدیث حضرت عبد اللہ ابن مسعود رض است اذا تکلم اللہ بالوحی سمع اہل سماء الدنیا کجر السلسلۃ الخ

صفحه	مطالب کتاب
۱۴۵	توافق کلام حجابی از عبارت فقه اکبر بقول صاحب معتبر و رازی آنکه کلامه یرجع الی ما یحدثه من قبل ربه الخ
۱۴۶	بیان آنکه یکی قرآن مجید کلام حادث مخلوق است به حیثیت کتابت و خواندن مخلوق و معنی او بذهن مع نسبت حادثه بکلام او تعالی از حجاب و اصل حجاب
〃	اینجا بدین مراد لا یمسّه بمعنی نهی است.
۱۴۷/۱۲	ذکر بیان معیت و قربت و احاطت او تعالی بخلق و تعالے
〃	بیان آنکه خدای واحد موجود خارج بوجود قدیم خود است همچنانکه باسماء و صفاتِ خود است یعنی آنچه در علم اوست او را مصداق متقدم است
〃	بیان آنکه او از عرض و جوهر بودن و تقیید زمان و مکان و از اتحاد و حلول بغیر پاک است. نه با او چیزی غیر او بود که خلق است و نه او محلِ خلق است که بعض بعض را بحیثیتِ تشخص زائد میشود نه بحیثیتِ تشخص ماهیت.
〃	بیان تشخص ماهیت سریع الفنا که مهلت محل شدن نمی یابد.
۱۴۸	بیان آنکه خدای واحد برتر بخلقِ خود معی و قریب و محیط است در آن واحد.
〃	تعریف معیّت و قربت و احاطت.
〃	فرق معیّت و احاطت
〃	بیان آنکه این هرسه اوصاف ذاتیه مع وصفیه اند نه فقط وصفیه. که قولِ مخالفین است و بیان نصوص قرآنیه دالّه بران.
۱۴۹	استوا بر عرش او تعالی را همان است که نزد اوست

صفحه	مطالب کتاب
	که مذهبِ امام اعظم رحمة الله علیه.
۱۵۰	قول بعض اهل سنت درین هرسه اوصاف وصفاً محمول به تشویشِ فکر است بمقابلهٔ نصوص قرآنیه.
〃	بیان آنکه معیّت از مرتبهٔ فعلیه و قربت از حقیقیه و احاطت با هردو است
۱۵۱	این هرسه اوصاف بتجاوز آمده درمیان دو مرتبهٔ حقیقیه و فعلیه نه از روی جهتین بسبب نفی مکانین این هردو را
〃	بیان آنکه نسبتِ جهت در مکان و کائن است نه در مکوّن و کائن.
〃	بیان آنکه او سبحانه نه داخل نه خارج نه حالّ در چیزی غیر او و از وی دور است و لیکن معی و قریب و محیط است همچنانکه مذکور آمد.
〃	بدانکه هرسه اوصاف مذکوره بر دو نوع اند یکی از مرتبهٔ قدیمه که کیفش مجهول و این نوع برای هرشئ عام است و در عقائدِ سنت و جماعت ضبط آمده.
۱۵۲	و دیگر از مرتبهٔ حجابیه که کیفش معلوم و خاص است برای نبی و ولی و ازین خصوصیت در عقائد ضبط نیاورده شد
〃	بیان آنکه خدای سبحانه مع صفات ذاتیهٔ خود موجود واحد است و صفات حجابیه بقیام حقیقی قائم باو است نه از و مخلوق است.
۱۵۳/۱۳	ذکر بیان منع تغییر هیولی از ذات او سبحانه و صدور از خلق او
〃	بیان تغییر هیولی از ماهیت و عارض بصورت در محاورهٔ قومی نه در شریعت شریفه.
〃	بیان آنکه عارض زائد بر ماهیت بقیام حقیقی صفت ذاتیه است که از ماهیت حادث نیست

صفحہ	مطالب کتاب
۱۵۳	بیانِ آنکہ عارض زائد بر صفت ذاتیہ بقیام حقیقی عرض ماہیت است بواسطۂ صفت ذاتیہ و ایں از ہر دو حادث است مع امثال۔
۱۵۴	بیان آنکہ ماہیت آنست کہ قائم بنفس خود باشد و عارض باو در معنائے خود۔
″	بیان ماہیت محل عارض است کہ از و قیام او است۔
″	بیان ماہیت و عارض ہر دو باہم نسبت بقیام حقیقی دارند نہ نسبت بقیام مجازی۔
″	محاورۂ ہیولیٰ و صورت در ذات و صفات او سبحانہ بامرتبۂ حجاب موافق آید و لیکن مارا اتباعِ محاورۂ شاں در کلام نباید۔
۱۵۵	نورِ او صلعم کہ مخصوص بذاتِ اوست مخلوق است از عدم کہ منتزع از موجودات قدیمہ بقیام مجازی بطور رشبہ است ۔
″	و غیرِ او صلعم ہمچنیں از و است صلعم کہ از تضمنِ موجودات او صلعم یا از تضمن مسلوبات ملتزم بموجودات او انتزاع یافتہ و مخلوق از عدم است
″	تعبیر ہیولیٰ از موجودات قدیمہ و صورت از نور او صلعم و غیر او موافق نباید مگر در حد ذات او و عوارض او صلعم بسبب قیام حقیقی در ہر دو۔
″	و دریں صورت مذکورہ کہ تعبیر ہیولیٰ و صورت از ذات و عوارض او صلعم شود ہر دو حادث مخلوق اند ورنہ انکار آید از مرتبۂ خلق کہ او بدلائل نقلیہ و عقلیہ ثابت مذکور آمدہ ۔ یا لزوم مسلوبات آید

صفحہ	مطالب کتاب
	برائی ہیولیٰ قدیمہ کہ باطل است و امثالش ہم بذکر آمدہ۔
۱۵۶	در صورت عدم تسلیم تعبیر مذکورہ و اقرار حدوث اجتماع نقیضین در ہیولیٰ بصور متضادہ پیش آید
″	کہ اینہم معقول نیست۔
″	ادعائی وحدتِ وجودِ ہیولیٰ قدیمہ مع صورتِ او بقیام مجازی یا نفی وجودِ غیر ایں باطل است۔
″	ماہیت بماہیتے بطور عرض عارض نشود و نہ ماہیت بعرض نام نہادہ شود۔ و نہ در ہر دو قیام مجازی باشد۔ و نہ ماہیت برائی ماہیت بقیام حقیقی عارض است پس صورت برائی ہیولیٰ چگونہ است۔
۱۵۸ ۱۴	ذکر بیان رسالت و نبوت و ولایت و اعجاز و استدراج و استعانت و انچہ در و ہست با دیگر مطالب۔
″	بحث رسالت و نبوت و ولایت و صفت و لغت آنہا۔
″	معنی لغوی رسالت و نبوت مع ماصلش۔
۱۵۹	معنی اصطلاحی ہر دو مع حاصلش۔
″	بیان وقوعِ مرکز و منشاء تعینات ایں ہر دو۔
۱۶۰	بحث تعینات کہ در و مقدم تعین ذات است
″	بیان تعین صفات حقیقیہ۔
″	بیان تعین صفات ثانیہ۔
″	بیان تعین صفات فعلیہ۔
۱۶۱	بیان تعین صفات تنزیہیہ۔
″	بیان منشاء اولوالعزمی و غیر اولوالعزمی و تعین رسالت و نبوت و ولایت و الخ۔
″	بیان حقیقت ابراہیمی و اولیت منشاء نبوۃ او مع سید و منشاء او

صفحہ	مطالب کتاب
۱۶۲	بیان حقیقت موسوی و اولویت منشار نبوت او مع مبدء ومنشاء او
"	بیان حقیقت آدمی و اولیت و مبدء او۔
"	بیان حقیقت عیسوی در اولیت و مبدء او
۱۶۳	بیان حقیقت محمدی و اولیت و مبدء ومنشاء او
"	بیان استکمال محبوبیت محمدیہ باستجماع ہردو حقیقت مذکورہ مستقلہ و ہردو منتزعات بالاصالت
"	تفسیر حدیث شریف انا اول الاولین وانا آخر الآخرین۔
۱۶۴	بیان آنکہ رسالت بمعنی مصدر ہیچو ظلیت درمیان مرسِل و مرسَل و ظل و ذی ظل ربط و نسبتی است معروف کہ مشتبہ و مشترک نشود و موصل ذی ظل و ہمچنیں حقیقت نبوت است۔
"	بیان آنکہ رسالت افضل است از نبوت و نبوت از ولایت و حقیقت و حد و تعریف ولایت۔
۱۶۵	بیان آنکہ ہر یک ازینہا از روئ اتصاف جامع و بحدود مانع و بطور اصل برائے نبی و رسول است و عرضًا و تبعًا ولی را است۔
"	بیان آنکہ در اعتبار رسالت و نبوت و ولایت نظر متفرق آمدہ برائ بعض بسبب عروج و نزول از ولایت سوئ رسالت و نبوت حالانکہ رسالت مستجمع اعتبار ولایت ہست آنکہ از ولایت عروج کرد ناظر است بفضیلت ولایت از رسالت و نبوت و آنکہ بعد عروج نزول نہ کرد ناظر است بفضیلت رسالت و نبوت و اگر نزول کرد ہر دو را مستجمع است
۱۶۶	بحث دلیل بذاتہ و عرضہ بر دعوئ رسالت رسول الخ بحسنات ذاتیہ او باصالت کہ حسن حسنات و خیر تبرات قول او ست بتوحید و رسالت بکلمہ طیبہ
"	دلیل بعوارض رسول برائ خواص و عوام۔ و بیان عوارض۔
"	بیان معرفت رسول و رسالت و حسنات و بیان اشتباہ حسنات۔
۱۶۷	حسنات ذاتیہ رسول ہم دلیل دعوئ رسالت اند باصالت و تحقق ایمان بہر دو بادراک صحبت ہست و صحبت از تاثر است و ہر کہ ادراک نکرد در جاہلیت است
"	بحث اینکہ نبوت صفت مانعہ است برائ نبی و اعجاز او ہست صلعم و این مشروط بتحدی نیست
۱۶۸	بیان آنکہ عصمت نبی را لازم است یقینًا و شبتہ بغیر نیست۔
"	آنچہ از صفت نبی در ہیچ وقت یافتہ شود اعجاز است او از خدائ رحمن رحیم۔
۱۶۹	بحث ولایت کہ صفت مانعہ است برائ ولی و کرامت است
"	حفظ ولی یقینی و ظنی ہر دو ہست بنا بر قاطعیت و اشتباہ
"	متشابہ در حقیقت ولایت نیست و حکم بر موجود و ظاہر است و بر معدوم باطل و بر بنائ حقیقت مجہول۔ و نفی حفظ از غیر او تعالیٰ جائز۔ و در رو جانب اول قوی۔
"	ہرچہ از صفت ولی بطور حسن اتصاف جامع با رسول خود در ہیچ وقت یافتہ شود کرامت است از خدائ غالب و رحیم۔
۱۷۰	بحث حقیقت ایمان و تعریف شرعی حقیقت معتوت یقینًا و ظنًا۔

صفحہ	مطالب کتاب
۱۷۱	بحث تعریف و حقیقتِ کفر و استدراج یقیناً و ظناً بنا بر سجدۂ عبودیت در ازل۔
"	استدراج از کفر غیر منقطع است یقیناً و ظناً
"	انچہ از وصفِ کافر در ہیچ وقت یافتہ شود استدراج است از خدائے عزیز و حکیم۔
"	فارق درمیانِ اعجاز و کرامت و معونت و استدراج ہمیں وصف مانع است۔
۱۷۲	بحث استعانت کہ مقتضی دعوت است حقیقتاً یا مجازاً از غیر خدا شرک مخصوص و ممنوع نیست
"	تفسیر کریمہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ الخ
۱۷۴	بیان آنکہ اعراض از نصرت نبی کفر است۔
۱۷۵	تفسیر کریمہ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ۔
"	بیان معنی لغوی ولایت و تحقیق و تحصیرش و اتحادِ مقصودیت عامۂ برائی خدا و رسول و مومنین صالحین ازیں آیۂ کریمۂ بالا اشارتاً و اقتضاءً۔ و تخصیص ایمان بر کوع بنفی ولایت یہود و نصاریٰ کنایتاً۔
۱۷۶	نماز مستجمع ہمہ عبادات بدنیہ و زکوٰۃ ہمہ عبادات مالیہ و صلاح مستجمع ہر دو خشوع للہ۔ و اینکہ تولی باعتبار بعموم بسبب بقاء صفات بحیات دوام مباح آمد در ہر حال و زمان و مکان برائی اینہا باشارت و صراحت و اقتضاء ازیں کریمہ بالا۔
۱۷۷	بیان آنکہ تولی بتحویل تکفل مہمات است بنا بر قیدہ بمعنی محبت و قرب کہ اول واجب است مقصداً و سبباً و دوم باضطرار
۱۷۸	بیان آنکہ اباحت باختیار است
"	بیان آنکہ تولی باعتبار معنی او ولایت عامہ را باختیار می خواہد بنا بر شعور و قدرت
۱۷۹	بیان ترکیب آیۂ کریمہ مذکورۂ بالا اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ الخ
۱۸۰	بیان آنکہ اعجاز و کرامت گاہی بعلم واقع شود و گاہی بجہل و غلبۂ حقیقی خدائی راست کہ ظہورش بتضمن از صفات او در اضافات اولیٰ۔ ورنہ از خطاب تعمیم ولایت عامہ برائی خدا باطل و چگونہ عجز است سوئی او اے خلق فعل عباد۔ و شرک مخصوص سوئی رسول و مومن بصفت جامعہ۔
۱۸۱	بحث آنکہ در مستعان باستقلال و اضافت اگر نظر نکردہ شود در استقلال عدم شرک و جواز شرک لازم آید
"	انتصار و نصرت بفصل استقلال و اضافت باختیار ثابت و متحقق آمد و خلافش ما ؤل۔
۱۸۲	بحث آنکہ تولی بولی تبع ولی را لازم کند و نصرت بریں موقوف کہ ثبوتش باختیار آمدہ۔
۱۸۳	استعانت از کافر جائز نیست اگرچہ سوئی کفر نکشد و از مومن فاسق تا آنکہ سوئی فسق نکشد بکراہت جائز است۔ و از اولیاء و اخیار بعظمت و قرب و نکوئیہائی شان اولیٰ ترجیع بیان نصوص آیات و ترکیب شان۔
۱۸۴	تفسیر کریمہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الخ

صفحه	مطالب کتاب
۱۸۵	بیان آنکه تحقق و تاکید اجابت باستغفار رسول است و استغفار بلا واسطهٔ او اجابت غیر محقق و غیر متوکد دارد - مع جواز طلب مغفرت از شیوخ طریقت +
۱۸۷	تفسیر حدیث شریف نماز حاجت هر کرا حاجتی باشد و طریق نماز و دعا +
۱۸۹	مطالب آنکه حصر در اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ بوجوه خاص است نه بوجوه عام - و فرق وجوه خاص و عام - و استعانت در وجوه خاص ممنوع - و فیما یجوز فی المضافات جائز +
〃	تفسیر کریمه وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ؕ الخ +
۱۹۰	بیان اینکه در کریمهٔ لَا تَدْعُ بمعنی لَا تَعْبُدْ است برائی غیر او تعالی بدلالت لفظیه +
〃	تفسیر کریمه وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ج که در و کشف و رد مستقل مراد است یا اضافی متعارض باراده او بیجا نه اضافی تابع او ورنه انچه که در مضافات جائز و ثابت است متعارض آید +
۱۹۱	و خطاب نهی و تنبیه و اطمینان دریں آیات مقصود برائی غیر او است صلعم بنا بر عصمت و حفظ او صلعم که سراسر خیر است بدلیل منصوصات قرآنی که مذکور آیده +
〃	مقصود از خطاب نهی و جزه غیر او است صلعم بنا بر تمام خیر از منصوصات قرآنیه که دریں بحث ثبت آمده
۱۹۲	تنبیه بخطاب نهی برائی او صلعم درست نباید و لیکن

صفحه	مطالب کتاب
	تخصیص خطاب بنا بر تخصیص لطف محبت است +
۱۹۲	بیان آنکه نهی در کریمه مذکوره از شرک حقیقی آمده که ممنوع است نه از استعانت انبیاء و اولیاء که ایشان بتضمن موجودات او تعالی و اصل بحق اند پس استعانت باضافت شان هم بدو بر سد نه استعانت باصنام و خبائث که آنها متضمن بمسلوبات اند که بدو تعالی نسبت نمی یابد و نه باو رسد -
〃	بحث آنکه استعانت و ندا بانبیاء در هر وقت از هر عالم صحیح است بنا بر اعجاز بعصمت و از خبائث و اصنام درست نیست +
۱۹۳	مطلب استعانت باولیاء و ندا بایشان الخ -
〃	بحث اثبات سماعت موتی عقلاً و نقلاً از آیات قرآنیه و احادیث نبویه صلعم +
۱۹۶	بیان آنکه سمع و شعور و اهلیت خطاب برائی اہل قبور امر اجماعی است و خلافش باول و خطاب باو صلعم مخصوص نیست +
۱۹۷	بیان آنکه ندا از حرف یا قریب و بعید هر دو درست پس چه حذر و باک است برائی بعید از انبیاء و اولیاء بنا بر اعجاز و کرامت +
۱۹۸	بیان آنکه استعانت و ندا و وجود و قدرت و سمع برائے احیاء مخصوص نیست تو موتی را ممنوع نباید و هر دو استعانت و ندا خواه از عباد خاصه و احیاء باشند ثابت اند +
〃	تفسیر کریمه لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى الآیه و کریمه وَمَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ الآیه که دریں هر دو از

صفحہ	مطالب کتاب
	موتی و مَنْ فِی الْقُبُوْرِ کافران مراد اند و آن اسماع معنی مجاز انتفاع بالاسماع در وجہ مقصو ایمان بر بعثت مراد اند تخصیصاً کہ در تعمیم اہمال معنی موضوع است بدلائل نص قرآنی ۔
۱۹۹	تفسیر کریمہ وَمَا اَنْتَ بِہَادِی الْعُمْیِ الخ کہ دریں از اعمٰی معنی مجاز مراد اند نہ موضوع کہ اہتداء اعمٰی از قرآن ثابت است
″	بیان آنکہ اسماع برائے بعثت مخصوص ما دل بمعنی مجاز یعنی انتفاع باجابت الحق بالاسماع است ورنہ بمعنی مجاز صحت نفی و بعث نیاید و مخالف ثابت و بداہت مقصود بعثت و اہمال بعث شود ۔
۲۰۰	بیان معنی موتی از روئے موضوع و مجاز ۔
۲۰۱	تفسیر کریمہ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ الخ ۔
″	بیان معنی موضوع عام اسماع کہ بہ بعثت مختص نشوند کہ ایں بعث بجز و آخر آیت اظہر است ۔
″	بیان تاویل معنی مختص اسماع بمعنی مجاز کہ او انتفاع باجابت حق است بسبب مجازی مسبب آمدہ ۔
۲۰۲	بیان معنی موت و موتی و صم و دعاء و ادبار و تولیت مجازاً و حقیقتاً الخ
۲۰۳	بیان اختلاف کیفیت تشبیہ موتی و صم و عمی بنا بر اختلاف مشبہ و مشبہ بہ و بیان تفوق و فرق فیما بینہم ۔
″	ماحصل ترجمہ آیت کریمہ فَاِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی

صفحہ	مطالب کتاب
	وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ الآیۃ ۔
۲۰۵	بحث حجت قاطعہ در اعانت و سماعت و حفظ و کرامت در وقت استغاثت و ندا و اسماع و سمع موتی الخ
″	بیان آنکہ نفی اسماع عام ازیں آیت کریمہ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ الخ ممکن نیست کہ بمعنی موضوع باشد
۲۰۶	بیان حاصل معنی آیت اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ الخ ۔
″	بیان آنکہ او صلعم ہر آئینہ محیی در تسمیع و تبصیر موتی و صم و عمی است ۔
۲۰۷	بیان آنکہ در سمع و اسماع برائے موتی حالات معروف است و تعلق روح بجدش کیفیت دیگر بمقابلہ اولیٰ ۔
۲۰۸	بحث آنکہ اگر گفتہ شود کہ مدد نہ کردن و نشنیدن در وقتی چند از اوقات ممکن است بعدم عصمت و باحتمال سلب حفظ با تفصیل جوابش ۔
″	بحث آنکہ اگر گفتہ شود یاری کردن و شنیدن در وقتے ممکن است باحتمال حفظ مع جواز ثبوت بعقل و نقل تفصیلاً الیٰ آخرہ ۔
۲۰۹	بیان آیات کریمہ در ثبوت حفظ و سلب او از اولیاء بعض
″	بیان استعانت از اہل قبور بنا بر حدیث و بقول امام حجت الاسلام محمد غزالی رحمہ اللہ ۔
۲۱۰	بیان ثبوت استعانت و علم و شعور و قدرت و تصرف برائے اہل قبور خصوصاً اولیاء اللہ از مختصر طیبی ۔
″	بحث آنکہ اعجاز و کرامت ہر دو از جہت نہایت محیط اند در وجود حادث خارجی و ذہنی باتحت مرکز خود خارجاً و ذہناً اصلاً و ذاتاً عرضاً و تبعاً و در ذہنی

۲۰۷ [illegible]

[illegible]

صفحه	مطالب کتاب
۲۱۱	تفسیر کریمہ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً الخ وآنچہ در او ست از حدیث شریف +
۲۱۲	بیان آنکہ از شجرۂ طیبہ مراد تشخص روحی او صلعم است تا مطابقت کلی در تمثیل بکلمۂ طیبہ برآید نہ قرآن مجید کہ او تبیان عوارض او صلعم است وعکس او +
〃	بیان آنکہ مقصود از مثل مثال وصفی وتعریفی است
۲۱۳	بیان آنکہ او صلعم باصل لامکانی است بحیثیت انتزاع تضمنی از موجودات قدیمہ وبعدم ذکر مستقر در آیت برائی شجر واستفاضۂ سفلیات از علویات وبرزو از وصلعم -
〃	بیان آنکہ اذن جواز اختیار است بدادن وباز گرفتن پس دادن او صلعم اختیاری واضطراری ہر دو در ہر زمان برائی ہر موجود است وذکرش بنابر تشریف وتعظیم او صلعم است +
۲۱۴	بیان تفسیر حدیث اِنَّمَا اَنَا مُبَلِّغٌ وَاللّٰهُ يَهْدِي الخ وآنکہ او صلعم مرکز تبلیغ وہدایت وقسمت واعطا است وخلیفۂ اعظم است در موجودات ومفاتیح خزائن است خصوصاً در قسمت ارزاق وعلوم ومعارف وطاعات +
〃	بیان آنکہ خزائن کرم ونعم او تعالی بدست وارادۂ او صلعم دادہ مختار عام فرمود ہر کہ را خواہد بدہد یا نہ دہد -
〃	تفسیر کریمہ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ الخ

صفحه	مطالب کتاب
۲۱۵	بیان آنکہ امکان اختیارِ مضاف از و تعالی بر او شفقت ورحمت است کہ صاحب فضل حقیقی او است
〃	بیان آنکہ شجرۂ خبیثہ از مسلوبات آمدہ کہ اصلش در موجودات نیست ووقوف مسلوبات -
۲۱۶	بیان آنکہ قول ثابت کلمۂ طیبہ است وآخرت برزخ وابتدائش موت ودر ایمان حقیقی احتمال سلب نیست +
〃	بیان آنکہ گمرہی بخذلان است بحکمت برائے روگردانان -
〃	بیان گمراہ کردن وره نمودن کار او تعالی است وآگہی برائے رہ یافتگان +
〃	بیان آنکہ انجام ومستقر کافران مع قوم شان دوزخ است +
〃	بحث آنکہ روح از امر است +
۲۱۷	بیان اقسام روح وآنکہ امر از حجابات حادث است غیر مخلوق نہ ہمچو صفات لاعین ولا غیر
〃	بیان حیات وعبادت وتصرف روح از امثال وشہود وحقیقت کسب او وکیفیت
۲۱۸	بیان کیفیت جسد مثالی وحقیقت واقسام او -
۲۱۹	بیان آنکہ لزوم تناسخ ممنوع است نہ غیرش -
〃	بیان اثبات وجود موت وکیفیت وحقیقت آن وبعد موت تعلق روح بجسد +
〃	تفسیر کریمہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ
〃	بیان معنی قتل نفس وقتل جسد +
〃	بیان عدم تجزی نفس +
۲۲۰	بیان معنی موت +
〃	تفسیر کریمہ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ الخ
〃	بیان آنکہ حیات مقتولین راہ خدا خاص است

صفحہ	مطالب کتاب
	درزق ورازق ومرزوق به وآنچه واد شانرا مطلق وعام است بعموم شان وآنان از مدبرات امراند +
۲۲۱	بیان آنکه حیات وجمله صفات ذاتیه روح با مقتول وغیر مقتول بهر کسی عموماً در برزخ باقی مانند علی السویه بخلاف حیاتی که برای مقتول مخصوص فی سبیل الله است +
۲۲۲	بیان آنکه از موت تعطل برای جسد لازم نیاید
〃	بیان آنکه در قتل نفس که از قتل جسد اولیٰ و اعم است تعریف جسد شهودی ومثالی مستبعد نیست وانبیا بنا بر اصل احیاء اند بقتل نفس فی سبیل الله +
〃	قتل نفس جهاد اکبر است از قتل جسد در راه خدا که جهاد اصغر است +
〃	بیان آنکه انبیاء در گورهای خود زنده ونماز خوانان هستند بجسد وروح وتصرف دیر در ملکوت واین عالم همچنان میکنند که پیش از وفات۔ وزمین جسد شان نمی خورد۔ واین مسئله قطعی است بتواتر اخبار +
۲۲۳	تفسیر کریمه وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ +
〃	بیان آنکه از یقین موت مراد نیست لیکن بر مقصدی مراد شود تو از موت عبادت مطلقه ساقط نشود بلکه سقوط فرض ووجوب عبادت وغیره +

صفحہ	مطالب کتاب
۲۲۵/۱۵	ذکر بیان غیب وعلم او وآنچه در و است +
〃	اقسام غیب وتعریف او که بمعنی ضد حضور وشهود است
۲۲۶	تعریف خلاف وغیب که بمعنی خلاف حضور است +
〃	تعریف معنی غائب وحاضر واستعمال مجازی او +
〃	بیان جواز وعدم جواز استحضار ووجوبش وامتناع غیب وغائب مع تعریف حقیقی شان۔
〃	اقوال در تعریف غیب وغائب
۲۲۷	وجوب استحضار غیب وغائب در علم او سبحانه
〃	بیان غیب بمعنی خلاف شهود
〃	بیان فضیلت انسان از ملائکه وتمایز مراتب شهود ومثال وروح وتمایز ظاهر وباطن +
۲۲۸	بیان شناخت قدیم وایمان بغیب او تعالیٰ۔
۲۲۹	بیان فرق غیب خلاف شهود وخلاف حضور وتفسیر عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ۔
〃	بیان حضور غائب بمعنی خلاف حاضر۔
〃	بیان حضور غائب بمعنی خلاف شهود
۲۳۰	بیان انکشاف مغیبات که برفع حجاب است آنچه که رسول آورد وآنکه اینچنین کشف را رسول اولیٰ است ورسول ما صلعم اعلیٰ وخدای برتر احق واحاطه آن بعلم آنی وجوباً غیر او تعالیٰ را ممنوع وبطور جواز با وصلعم در آن جائز +
〃	بیان آنکه کشف مغیبات در خلاف حکم خدا ورسول استدراج است که موصل بملومات است ومشترک الاسم ودر ادائی حکم الٰهی موصل بموجودات ومشترک الوصف +

صفحہ	مطالب کتاب

۲۳۰ بیان آنکه علم غیب ثابت باضافت است
پس خلافش ماؤل نه ثابت که تاویل را نیز زد
۲۳۱ بیان دلائل در جواز علم غیب از نقل۔
〃 تفسیر کریمه یعلم ما بین ایدیهم وما خلفهم الخ
۲۳۲ تفسیر کریمه عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه
احدا الا من ارتضی من رسول الخ
۲۳۵ دلیل جواز علم غیب از حدیث۔
〃 بیان آیاتیکه در منع علم غیب اند مع تاویلات شان
۲۳۶ ذکر بیان علم و معرفت و عارف و معروف و متعلقات
وغیره او الخ۔
〃 بیان علم حصولی و علم حضوری۔
۲۳۹ ضمیمه در بیان آنکه سبب علم و علم ربط باشد
〃 بیان آنکه خدای برتر نفس خود را مع صفات خود
تا فعل حجابی مع اثر او اگرچه بوجود خارج از علم
او تعالی است و اگرچه در علم او تعالی همه متعلقات
معلومات تغیر نیاید۔
۲۴۰ بیان آنکه معرفت موقوف در نفس عارف بشبه است
که وجه معرفت است مع تعریف شبه۔
〃 بیان علم اشیاء بنفس آنها و بشبه آنها معًا
بتاخر رتبی است۔
۲۴۱ بیان آنکه وسیله معرفت وصف جامع و مانع
است و تعریف هر دو و اینکه مورث تصدیق همین است
〃 بیان التصدیق و تصور و اقرار و تعریف تصدیق
〃 بیان محل مبدء تصدیق۔ و تعریف تصور۔
بیان محل و مبدء تصور۔

صفحہ	مطالب کتاب

۲۴۲ بیان اعتبار زائد تصدیق و تصور به معرفت و
تعلق اول بحسی و غیر حسی هر دو۔ و دوم فقط
بحسی و تصدیق حسی بتصور و تصدیق معقول
بدلالت سوی او۔
〃 بیان کیفیت علم شی حسی و غیر حسی که چگونه برخیزد
و از کجا و چه رو آرد و از کجا بوسیله کدام و چگونه
حاصل آید۔
〃 کیفیت انبعاث علم و تعلق و حصول مجهول است
〃 بیان آنکه بنا بر مقصود تصدیق مقدم و بنا بر
حصول موخر است۔
〃 و تصور بنا بر سبب موخر است و از روی حصول
مقدم پس بذاته مقصود نیست۔
〃 تصدیق از افعال اختیاری است۔
۲۴۳ تعریف و حکم اقرار و آنکه بر تصدیق این دلیل نی است۔
〃 بیان یقین و تعریف او و اینکه کم و بیش نمیشود
〃 بیان آنکه ایمان کم و بیش نمیشود و بکفر جمع نیاید
۲۴۴ بیان آنکه وجود در وجود باطل است مع کیفیت تمیز
و تشخص که زائد بر ماهیت و عین ماهیت است
〃 بیان آنکه بر وجود علم و وجود معرفت و بران تصدیق
و بر و توصیف درست و صحیح است فضلاً در صحت
تعین شان۔
۲۴۵ بیان مومن و عابدیت و معبود برای او و توفیق۔
〃 بیان قربت و رویت و فنای نظریه و حقیقیه۔
۲۴۶ بیان آنکه رویت حقیقی در دنیا جائز باشد مع
دلائل او۔

صفحہ	مطالب کتاب
۲۴۶	بیان آنکہ بُعدِ نظری جائز است نہ بُعدِ حقیقی و نہ فنائے حقیقی۔
〃	و قرب در طاعت نظری است یا اتصافی وغیرہ
۲۴۷	بیان انتہائی تحقیق مسئلہ رویت ۔
〃	بیان وحدتِ وجود و وحدت شہود۔
〃	کیفیت وجودی۔
۲۴۸	کیفیت شہودی۔
〃	احوال مشاہدات۔
۲۴۹	بیان معنی حدیث شریف مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَكَلَّ لِسَانُهٗ ۔ و اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ در ضمن کلام
〃	بیان اختلاف احوال در وحدتِ وجود۔
	انکشاف وجود ذاتِ او تعالیٰ بطور بداہت در مرتبۂ حق الیقین ۔
۲۵۰	انکشاف مرتبۂ حجاب۔
۲۵۱	انکشاف ماہیت بنا بر علت۔
〃	بیان وجود خاص و عام۔
۲۵۲	بیان اطلاق و تقیید و تنزل و صورت بر ہیولیٰ در باب قدم و حدوث او۔
〃	اطلاق نیست ز ماہیت بخلاف تقیید کہ زائد بر ماہیت
〃	خدائے سبحانہ از اطلاق و تقیید در ذات و صفات خود منزہ است ۔
۲۵۳	اطلاق بماہیت و تقیید بوصف صادق نمی آید
〃	اطلاق و تقیید بر ماہیتین نیاید و نہ قدم و حدوث بر ہر دو درست آید ۔

صفحہ	مطالب کتاب
۲۵۳	بیان آنکہ مثل تقیید تنزل و صورت بر ہیولیٰ آنچہ تعارف جہلاء حقائق است نیست اما تقیید ذات بصفات لا غیرہا و تنزل ذات بصفات لا عینہا و تنزل صفات تفصیلاً تا مرتبۂ حجاب متعین در حد خود ہا صحیح است و صورت بر ہیولیٰ بر مرتبہ حجاب مع اصل خود صادق
۲۵۴	نہ تقیید و تنزل در ذات بحت و نہ سوئے مرتبۂ سفلیہ تحت امر کہ تعارف جہلاء حقائق آمدہ
〃	بیان اعتقاد در مسئلۂ وحدتِ وجود۔
۲۵۵	بیان آنکہ اختلاف صوفیہ در مسئلہ وجود و شہود بکیف ربط حادث بقدیم با تنزل حقیقی و مجازی از متشابہات نظریہ است کہ معذور اند نہ در قدیم باسماء و صفاتِ او مگر بحیثیتِ ہیچ کیف صفات در عین و غیر بذات پس در اصل ایمان اجمالی توحید کہ بغیر کیف ربط است نزاعی نیست ولکن از خطا در تفصیل بطلان صحت صواب اجمال است۔
۲۵۶	بیان کافر و عابدیتِ او و معبود برائے او و خذلان و وجود کافر و تعلق خذلان
۲۵۷	بیان حجاب کافر از موجودات بنا بر وصل و رجوع باصل خود۔
〃	بیان معنیٰ حدیث شریف کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِهٖ الحدیث و کُلٌّ مُیَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ الحدیث وَمَنْ عَرَفَ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ الحدیث در ضمن کلام ۔

صفحہ	مطالب کتاب
۲۵۷	بیان آنکہ قریب تر موجود در رب اوست پس انچہ دانستہ شد معلوم شد کہ رب او قبل و مع و قریب و محیط او است الخ
۲۵۸	بیان آنکہ ایمان و کفر و شرک متفرع از عبادات است و ایمان و کفر مشروع محبت بر حقیقت بر دو است ۔ و نسیان از ایمان و کفر ہر دو را زائل نمیکند
〃	تفسیر کریمہ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ الخ
۲۵۹	بیان منشاء کہ او در موجودات حادثہ حادث اول است کہ منشاء انتزاع است برای غیر حادث بتمامہ براہ تضمن و التزام از حادث ۔
〃	تفسیر کریمہ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ الخ
۲۶۱	بیان منشاء کہ در مسلوبات است او حادث اول است در موجودات کہ منشاء انتزاع برای غیر خود است بتمامہ او را از روی تضمن ۔
〃	بیان آنکہ از اول در ہر دو احد از مراکز چارہ نیست و او لیکہ در موجودات حادثہ است او محمد است صلعم
۲۶۲	بیان آنکہ جنگ و رزنیم در معرفت رسول بجستہ ذاتیہ و قول او صلعم و ظہور او صلعم در عالم شہود در آخر بر ترتیب ضروری از آدم علیہ السلام تا محمد صلعم ۔
۲۶۳	بیان است از ضمن انچہ کہ در صدر کلام ذکر کردہ شد آنکہ منع کردہ شود نظیر او صلعم مطلقاً ۔
〃	تفسیر کریمہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ الآیہ

صفحہ	مطالب کتاب
۲۶۴	بیان آنکہ معرفت و ایمان و اخلاص و خلوص متوقف باوست صلعم و خدا سمیع و بصیر قول قائل و حقیقت دلہا است در تصدیق و نفاق ۔
〃	بیان دلائلِ دیگر در منع نظیر او صلعم کہ گفتہ شد آنکہ ظہورِ ذات مکرراً ممکن باشد ۔
۲۶۵	بیان دلالات نصیہ در ختم نبوت صلعم و در منع نظیر او صلعم و اکتفاء با متناع نفی ادنی ۔ از و است کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ الخ و از و است اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ الخ و از و است از احادیث شریف الخ
۲۶۶	بیان آنکہ نور او صلعم ماخذ انتزاع غیر او است بطور تضمن و التزام از موجودات و مسلوبات او صلعم بقیام مجازی ۔ و مرکز است غیر او را ایں لازم آید احاطت مرکز و قرب و معیت الخ
۲۶۸	بیان توسع بتعدد مثال و جسم بعض اولیاء و انبیاء بطور کرامت و اعجاز الخ ۔
〃	بیان آنکہ در قول ابن عباس رض در تحت تفسیر آیت اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ الخ بحث تعدد امثال انبیاء آمدہ ہیچ باک نیست ۔ و تفسیر کریمہ مذکورہ مع دیگر بحث ۔
۲۷۲/۱	ذکر بیان تعظیم و محبت حضرت حبیب الرحمن صلعم ۔
〃	بیان تعظیم و ادب و حق و محبت حضور صلعم کا خالص اسی کی وجہ میں آپ کی نبوۃ کی صحیح معرفت کے ساتھ واجب ہو کر حسب حیثیت ادا کرکے مستغفر رہے ۔

صفحہ	مطالب کتاب
۲۷۲	تفسیر کریمہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ الآیہ +
"	بیان یہ کہ نبی کو مطلق بہتری حاصل ہے ہر مومن پر ہر وجہ میں ولایت کے معنی لغوی کے اعتبار سے بصراحت و اقتضاء و التزام آیت +
۲۷۳	بیان ردّ اسبات کا کہ وے دنیوی امور میں اپنی مصلحت میں حضور صلعم سے زیادہ دانا ہیں دلیل حدیث سے حالانکہ حدیث بمقابلہ نص آیت میں ماوّل ہو مع بیان تاویل +
۲۷۴	بیان اسکا کہ حکم خدا و رسول کے بعد اختیار و رخصت نہیں سوائے تعمیل حکم کے بنص کریمہ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا الخ +
۲۷۵	بیان یہ کہ محبوبیت بقدر محبت حضور صلعم ہے اور یہ کہ حضور کے حقوق ہماری آپس کے حقوق پر ہر وجہ میں غالب ہیں اور یہی صحت ایمان ہے بحکم حدیث۔
"	قول حضرت صدیق رضہ غلبہ حقوق پر حضرت صلعم کے بسبب غلبہ محبت و ایمان کے تمام اشیا پر۔
"	تفسیر کریمہ وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ الآیہ۔
"	فوائد محبت حضور صلعم حسب آیت ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ الخ
۲۷۶	تفسیر کریمہ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا

صفحہ	مطالب کتاب
	الخ دلیل پر تعظیم و ادب حضور صلعم۔
۲۷۷	تفسیر کریمہ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ الخ مذکورہ آیہ کی تائید میں۔
"	و بیان تعظیم و توقیر حضور صلعم میں۔ و بیان رجوع ضمائر کا حضور صلعم کی طرف مع دلائل +
"	و توضیح بیان مذکورہ۔
۲۸۰	تفسیر کریمہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الخ۔
"	تفسیر کریمہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الخ
۲۸۱	بیان ردّ کلام آنکہ تعظیم حضور صلعم ہمچو تعظیم برادر کلان است بدلیل حدیث شریف کہ آن ماوّل باشد بوجہی ورنہ معارض نص قطعی شود۔
۲۸۲	تفسیر کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الخ۔
۲۸۳ / ۱۸	ذکر بیان ایذائی حضرت حبیب الرحمن صلعم کہ موجب نقصان ہر دو جہان است مع فوائد دیگر۔
"	تفسیر کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ الخ
"	وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا الخ +
۲۸۵	بیان آنکہ مساوات اخوت ایمانی بحضور صلعم ممنوع است و ردّ دلیل حدیث بمقابلہ آیت اول آنکہ ایمان بنفس خود خاص صلعم و ایمان بر غیر فرق بیّن و تضعیف دلیل ظاہر۔

صفحہ	مطالب کتاب

صفحہ	مطالب کتاب
۲۸۵	و بیان اقسام ایذا قلبی و نفسی مع دلائل۔
〃	ترکِ ادب ایذای قلب است۔
۲۸۶	ترک ادب قبر مقبور مستلزم ایذائی مقبور است بدلیل حدیث و فقہ۔
〃	قاعدہ اجمالی بر ترک و اختیار ادب۔
۲۸۷	تفسیر کریمہ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا الخ
〃	تعریف عطفِ نسق۔
〃	بیان آنکہ مخالفت حضور صلعم در رخصات عادیہ جائز نیست۔
۲۸۸	حدیث بمقابلہ آیت ماول باشد
〃	رخصت در امور عادیہ پیش از امر است نہ بعد او
۲۸۹/۱۹	ذکر بیان تعظیم و محبت حضرات ملائکہ و صحابہ و تابعین و غیرہم علیہم الصلوٰۃ والسلام با دیگر فوائد۔
〃	تعظیم و محبت ملائکہ بعصمتِ شاں واجب و عداوت شاں کفر +
〃	خواص ملائکہ را علیہ السلام و مالغی را رحمہ اللہ تعالیٰ گفتن حسب معروف +
〃	و حذر از خطاب و انتساب ناسزا لازم۔
۲۹۰	تعظیم و محبت صحابہ و اہل بیت لوجہ الرسول واجب۔
〃	وقت ذکر اسم شریف شاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفتن بنص کریمہ است +
〃	استثناء بعض صحابہ و تابعین ازیں بشارتِ حق باوجود شمولِ بشارت نمی تواند۔
۲۹۱	بیان آنکہ مخالف قصص احوالِ مشاجرات بعد تصحیح عقائد از قرآن و حدیث است و در صحت عقیدہ دخلی ندارند بدلائل نصوص۔ و ردّ عقیدہ کہ خلاف اہل سنت و جماعت است +
〃	تفسیر کریمہ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ الخ
〃	تفسیر کریمہ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ۔
〃	تفسیر کریمہ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ الخ
〃	تفسیر کریمہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ الخ
۲۹۴	تفسیر حدیث شریف و ترجمہ او کہ بروایت عمر فاروقؓ است يَقُوْلُ سَاَلْتُ رَبِّىْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِىْ مِنْ بَعْدِىْ الخ
۲۹۵	تفسیر حدیث شریف مع ترجمہ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِىْ اَصْحَابِىْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ مِنْ بَعْدِىْ الخ
۲۹۷	بیان ردّ و تحذیر خلاف عقیدۂ اہل سنت و جماعت در باب مشاجرات بنا بر اختلاف مقدمہ گویاں۔
〃	بیان فضیلت و ترتیب خلافت صحابہ۔
۲۹۸	بیان وجوب تعظیم و محبت تابعین و تبع تابعین بنص حدیث +
〃	بیان وجوب تعظیم و محبت علمائی ربانی و وصف و علامتِ شاں بنص قرآن۔
〃	بیان وجوب تعظیم و محبت جملہ مومنین و علمای مجازی بنا بر علم دین حق بنصوص حدیث و آیات۔

صفحہ	مطالب کتاب
٢٩٨	بیان وجوب تعظیم و محبت سلطان عادل بلاحظہ نسب دائرہ تا حضرت صلعم بوجہ نبوت گو
٢٩٩	بیان معانی غالی وجافی کہ الفاظ حدیث اند
″	تفسیر کریمہ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔
″	بیان آنکہ بدترین خصائل در مرتبہ شریعت و طریقت مخاصمۃ در تفاضل از یکدگر انبیاء اللہ و اولیاء اللہ خلاف نص است مع ردّ او
٣٠٠	فضل بر کثرت عمل نہ بل آنکہ عنداللہ مقصود واین مجہول مگر آنچہ قطعیات معلوم در اعتقادیات است نہ برائے مخاصمۃ در تقابل
٣٠١/٣٠٢	ذکر بیان ایمان والدین رسول اللہ صلعم
″	حاصل قضیۂ متنازعہ موقوف بر اصلی چند۔
″	بیان قضیہ متنازعہ حدیث +
٣٠٢	بیان تحقیق نزول کریمہ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا الخ کہ ابوطالب را است نہ نسبت والدین حضور صلعم
″	بیان آنکہ کلیہ است کہ اجتماع دو امر در یکوقت مستلزم اشتراک ہمہ گر نتواند مگر اشتباہ ہے تواند آورد کہ بمقابلۂ وجہ اتحاد وا ختلاف رفعش نتواند شد۔
″	منع ضروری استغفار تخصیصی نسبت ابی طالب در تعمیم منع ضروری استغفار مشرکین را باتحاد حقیقت مانع شرکت نتواند شد۔
٣٠٣	تخصیص چوں در تعمیم باتحاد حقیقت مندرج نشود

صفحہ	مطالب کتاب
٣٠٣	پس بتخالف حقیقت چگونہ متضمن شرکت شود۔
″	اذن زیارت مقتضی ایمان است ومشرکین را ممنوع بنص قرآن۔
٣٠٤	بیان آیات واحادیث متوافق نسبت نفاست نسب اجداد نبوی صلعم۔
″	تفسیر کریمہ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۙ وَ تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ مع حدیث متوافق مضمون درباب نگاہداشت نور نبی صلعم بصلب ساجدین۔
٣٠٥	بیان آنکہ ابوت آزر مسلّم الکفر ممنوع المغفرت نسبت با براہیم علیہ السلام حقیقتاً صحیح نباید مگر مجازاً از آنکہ پدر حقیقی تارخ است و آزر عم کہ مشہور و محقق است +
٣٠٧	تفسیر حدیث شریف جس میں حضور کے والدین کی نسبت آپ کا سوال ہے اُن کے لیے اعطاء حق کا مژدہ۔
″	حدیث احیاء و ایمان آوردن والدہٗ او صلعم۔
″	حدیث احیاء و اسلام آوردن والدین او صلعم ہر دو بروایت بعض اصحاب ۔
٣٠٨	قاعدہ تقدم دخول جنت نتواند شد بمنع خروج مگر تقدم دخول نار بخروج لازم پس برفع تعارض مثبت ایمان است +
″	قاعدہ - بعد ثبوت اخبار نبوی صلعم و آثار قولی و فعلی وحالی والدیہ المکرمین صلعم اخبار دخول نار بخروج لازم نتواند شد و دخول نار دلیلے بر لزوم خلود بنفی ایمان نتواند شد۔

صفحہ	مطالب کتاب
۳۰۸	قاعدہ بے ثبوت عصیان امر مرسل عذاب نمی شاید بنص کریمہ اگر رسولے دریں عالم نرسد بحضرت در آخرت خواہد رسید بنص حدیث۔ و بر غیر مدرک امر مرسل وجوب عذاب و اعتبار حالت یاس نباشد
۳۰۹	قاعدہ اقل مدت تامل در زمان فترت بست و پنج سال است حالانکہ حضرت عبد اللہ پدر او صلعم ہیژدہ سالہ و آمنہ مادرش صلعم بست سالہ فوت شدند پس کجا است رفع عذر حالت فترت۔
۳۱۰	قاعدہ در ابتدائی اسلام او صلعم از استغفار مومن مفروض ممنوع بودند بنص حدیث پس منع استغفار دلالتی قطعی بر کفر ندارد بل بہیچ جانب دیگر بمقابل اخبار اقرب است۔
〃	حاصل قضیہ۔ آنکہ خبر نار و بکار حضرت صلعم و منع استغفار ماول بوجہ من الوجوہ غیر کفر است بملاحظہ اصلین سابقین۔ و بملاحظہ اصلین لاحقین اخبار نار قبل از اطلاع حال اہل فترت است بنص حدیث حال اطفال مشرکین۔ پس اخبار ایمان پس منع استغفار پس احیاء۔
〃	بیان حکم ایمان نسبت والدین او صلعم بحکم فقہ حنفی و در خلاف او ایذائے رسول و ایذائے خدا و حکم لعنت بنص کریمہ و حدیث قصہ سبیعہ بنت ابولہب +
۳۱۳ ۱۴	ذکر بیان آثار مجمع علیہ اہل سنت و جماعت کہ بعث انتخاب ایں متخاصم است +
〃	تعظیم و محبت خدا و رسول و شیخین و ختنین و سبطین رضی اللہ عنہم۔
〃	مسح موزوں پر۔ نماز صالح و فاسق کے پیچھے اور انکی نماز جنازہ۔ مومن کا حکم صغیرہ و کبیرہ گنہگار پر۔
	جنت و نار مع تمام اشیاء کے جو ان میں فی الحال موجود ہیں بنص قرآن و حدیث۔
〃	جنت مخلوق ہے بنص قرآن و آثار
۳۱۴	دوزخ مخلوق ہے مع ان تمام اشیاء کے جو اس میں ہیں اور موجود فی الحال ہے۔
〃	مومنین کے لئے جنت میں نعمتیں ہیں بدلہ عمل میں اور یہ کہ عمل نعمت کی شکل ہو جاوے ضروری نہیں خواہ ایسا بھی ہو۔
〃	جنت میں دیدار خدا ان آنکھوں سے ہونا بنص قرآنی +
〃	جنت میں باقی رہنا مع اس تشخص کے بنص آیات
۳۱۵	بیان دلائل بقائے تشخص بحصول حظ نعمائے جنت و دیدار خدا بچشم سر در جنت۔
〃	بیان یہ کہ عمل کا متشکل بہ نعمت ہونا لازم ضروری نہیں اگرچہ یہ بھی ہو کہ ظنی ہے اور اول قطعی بنص کیونکہ تشکل عمل محدود و مخصوص و اضطراری ہے بنا بر خصوصیت و مقدار عمل۔
۳۱۶	بیان دلائل عذاب دوزخ مع بقائے تشخص اور جو کچھ دوزخ میں قسم عذاب کے ہے۔

صفحہ	مطالب کتاب
۳۱۶	بیان یہ کہ اعتبارات تشخص نہ رہنے میں، رویت و حجاب کا فرق نہ رہے گا۔
〃	بیان فضیلت انبیاء کا اولیاء پر۔
〃	بیان نماز تراویح بیس رکعت۔
〃	بیان یہ کہ بمقابلہ ابتداع مبتدعین دیگر آثار اہل سنت وجماعت اور بھی ایسے ہیں جو مذکورۂ بالا پر محصور نہیں ہو سکتے۔
۳۱۷	ذکر بیان تعظیم ومحبت شعائر خدا ورسول وغیرہ۔
〃	تعظیم ومحبت قبلتین بنص کریمہ اور جو اُن دونوں سے متعلق ہیں۔
〃	تعظیم ومحبت کتب منزلۂ حق۔
〃	تعظیم ومحبت دینِ خدا باحترام بتفاوت مراتب
〃	تعظیم مسجد مع حقوق متعلقۂ مسجد بنص کریمہ
۳۱۸	بیان ممانعت بے ادبی شعائر خدا بنص کریمہ
〃	تعظیم ومحبت آثار انبیاء واولیاء اور تبرک ازاں با دلائل۔
〃	تعظیم وتبرک آثار رسول اللہ تعالیٰ صلعم بنص حدیث۔
〃	تعظیم وتبرک آثار صحابہ رض وپیران طریقت بدلیل عمل صحابہ وبنص کریمہ کہ نسبت تابوت سکینہ است۔
۳۱۹	تعظیم ومحبت مدینہ منورہ ومکہ معظمہ بنصوص احادیث
۳۲۰	اختلاف فضیلت درمیان مدینہ ومکہ مکرمہ ومعظمہ بنص حدیث مع قول فیصل۔

صفحہ	مطالب کتاب
〃	بیان آنکہ مکہ معظمہ محل نور حجابی ومسجود الیہ است مع تفصیل نور حجابی۔
۳۲۱	مکہ معظمہ بسبب محل نور حجابی محبوب ترین بقاع است بحضور صلعم۔
〃	مدینہ منورہ بسبب محل وجود باجود حضور صلعم بجناب رب العالمین احب البقاع است
〃	مدینہ مکرمہ را بر مکہ معظمہ فضل جزئی است وبعکس مکہ معظمہ را افضل کلی۔
۳۲۲	محل زمین جسد مبارک صلعم بجز محل نور حجابی دیگر کہ محل نور مسجود لہ است از ہمہ روئی زمین وآسمان اشرف است۔
〃	عنصر قلب شریف صلعم از ماہیت عرش عظیم افضل است وعنصر تابع روح است واز مسلوبات او است۔
〃	قلب بسیط شریف حضرت صلعم بفضل بعد فضل افضل است از عرش عظیم۔
۳۲۳	تعظیم ومحبت دیگر آثار حضور صلعم کہ مختلف حقیقۃ ومتحد نسبت باشند لازم است بر سمع فقط بغیر تحقیق ورنہ سوء ادب ظاہر وطریقۂ سلف ہمین است وبود۔
〃	تعظیم آثار را احتمال کافی است صحت روایت درکار نیست بدلیل عمل حضرت امام مالک رحمہ اللہ۔
۳۲۴	تاکید شرف بالانتساب بحضور مدینہ بزیارت مرقد مبارک صلعم تحذیر از جفا کہ عدم حضور مدینہ وعدم تشرف بزیارت بنص حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ ومراتب حکم نا آداب قبر سوزند اقوال مخالفین بحکم تعظیم وتبرک آثار وردِ سخنانِ نازیبا۔

صفحہ	مطالب کتاب
۳۲۵/۲۲	ذکر بیان صحت اشتراک وصفی یا اسمی باللہ سبحانہ در وجہی از وجوہ باضافت اللہ۔
〃	مطلب بیان اشتراک وصفی۔
〃	اشتراک در صفت رافت و رحمت۔
〃	اشتراک در صفت تخلیق۔
〃	اشتراک در صفت ترزیق۔
۳۲۵	اشتراک صفت شکر۔
۳۲۶	بیان عطف نسق۔
〃	شکر مخصوص موقوفة البنیت لہ سبحانہ مانع شکر غیر مخصوص بہ سبحانہ نمی شود مگر مانع شکر مخصوص بہ سبحانہ۔
〃	شکر از قسم عبادت ہست۔
〃	اشتراک صفت اطاعت مع عطف نسق و تفسیر
۳۲۷	اشتراک صفت قنوت۔
〃	اشتراک صفت ایمان۔
〃	اشتراک صفت ربوبیت۔
〃	اشتراک صفت برارت۔
〃	اسرار وقف مطلق مع وقف لا مختلف فیہ در برارۃ تابعہ و مستقلہ بحکم وصل و فصل متضمن بعطف تفسیری و عطف نسق الخ۔
۳۲۸	اشتراک صفت بخشش
	اشتراک صفت رضاء
〃	اشتراک صفت اغنا
〃	اشتراک صفت انتساب۔

صفحہ	مطالب کتاب
۳۲۹	اشتراک صفت کفایت
〃	اشتراک صفت تولیت و امداد و اعانت
〃	اشتراک صفت قضاء امر و عصیان از امر۔
〃	بیان آنکہ اشتراک وصفی از ایمانیات ہست و اعراض از و کفر۔
۳۳۰	اشتراک تعمیمی شرک نیست چنانچہ سجدۂ تعظیمی و طواف تعظیمی و امثال منتسات و متشابہات محضہ
〃	اشتراکِ حادث از قدیم در وصفِ قدم یا در وجہ مخصوص شرک است۔
〃	مطلب در تحقیق عبودیت و معبودیت و عبادت و شرک +
〃	تحقیق عبودیت و معبودیت از قول أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ +
۳۳۱	تعریف عبادت و اطاعت و قربت
〃	بیان اقسام شرک۔
۳۳۲	مطلب فرق سجدۂ عبودیت و سجدۂ تحیت۔
〃	ثبوت شرک فی العبادت در سجدہ عبودیت از قرآن مجید +
۳۳۳	ثبوت سجدۂ غیر عبودیت از قرآن مجید یعنی ثبوت سجدۂ تحیت +
۳۳۶	تحقیق لفظ و معنی مساجد کہ در کریمہ آمدہ مع اختلاف نزول وغیرہ و آنکہ سجدۂ تحیت منسوخ و ممنوع نیست
۳۳۷	بیان تحقیق سجدۂ تحیت از احادیث شریفہ و تفسیرش +

صفحہ	مطالب کتاب
۳۳۷	تفسیر حدیث حضرت ابی خزیمہ رضی در باب سجدہ نمودن بر جبین مبارکش صلعم بنا بر تصدیق رویا ۔
۳۳۸	تفسیر حدیث شریف از حضرت عائشہ رضی در سجدۂ شتر و سوال صحابہ و جواب آنحضرت صلعم مع ثبوت سجدۂ تحیت بدلائل مستنبطہ حدیث و مع رد و قدح بتعظیم ۔
۳۳۹	بیان جواز سجدۂ تحیت و قیام دست بستہ و سلام باختیار و نذر چیزے و قربانی برای اکرام مکرم ۔
۳۴۰	تفسیر حدیث شریف حضرت انس رضی در سجدۂ غنم مع جواب حضرت صلعم بر سوال حضرت صدیق رضی نسبت سجدۂ تحیت مع بیان رد و قدح در جواز ۔
۳۴۱	بیان استعمال آنکہ لفظ ینبغی و لا ینبغی در محل جواز است نہ در وجوب ۔
۳۴۲	تفسیر حدیث شریف حضرت قیس بن سعد رضی در قیاس سجدۂ تحیت رسول بر سجدہ برای مرزبان و سوال از و صلعم و جواب بر نہی مشتمل بجواز مع رد و قدح بجواز ۔
۳۴۴	بیان آنکہ منع کہ بعرض دیگر مخصوص است نہ در ذاتش آن منع مخصوص بسبب ضعف مرحوم ثابت قوی را معارض نشود ۔
۳۴۵	تفسیر حدیث شریف از حضرت صہیب نسبت حضرت معاذ رضی در سجدۂ تحیت بحضور صلعم بر قیاس

صفحہ	مطالب کتاب
	یہود و نصاری کہ برائے علماء و عظمائے خود میکردند
۳۴۶	بیان احکام در سجدۂ تحیت و عبودیت آنچہ فقہاء رح فرمودند ۔
〃	سجدۂ تحیت و زمین بوسی پیش سلطان گناہ کبیرہ است نہ کفر ۔ از عبارت فتاوی ہندیہ ۔
〃	سجدۂ عبودیت سلطان کفر است ۔ از جواہر اخلاطی
〃	در سجدۂ عبودیت باکراہ سجدہ نہ کردن افضل است چنانکہ اقرار کفر باکراہ صبر افضل است از گفتن ۔ و در سجدۂ تحیت و تعظیم باکراہ سجدہ کردن افضل است ۔ از فتاوی قاضی خان ۔
۳۴۷	زمین بوسی پیش علماء و زہاد فعل جہلاء است و فاعل و راضی گنہگار اند ۔ از غرائب ۔
〃	سوای سجدۂ تعظیم ہر قسم چون قیام و دست بستن و خمیدن برای غیر خدا بطور خدمت جائز است ۔ از غرائب ۔
〃	حاصل و مختار آنکہ سجدۂ تحیت کفر نیست و در ہیچ نزاع نیست و لیکن بر کبیرہ بودنش انتظار صحت و ثبوت اصلے بر آن است ۔
〃	حکم کفر بر سجدہ بدون تحقق نیت مخالف حدیث إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ و نیز دلیلے بر کفر بودنش باید بر قول ابو جعفر رح ۔
〃	استادن و خمیدن و دست بدست گرفتن ہمچو ارکان عبادت بغارق نیت جائز است غیر را و بہ نیت عبادت کفر و لیکن برای استثنار سجدہ از جواز دلیلے باید آورد ۔

صفحہ	مطالب کتاب
۳۴۸	نیافتن مباحات در افعال صحابہ بغیر دلیلی بر حرمت نایافتہ نتواند شد بلکہ بسا از مباحات بوقتے واجب الاداگرد و ولیسا واجب الترک۔
״	حاصل ہمہ آنکہ امر بسجدۂ تحیت نباید و نہ بر ساجد تکفیر و تفسیق از آنکہ امر و نہی صریحی دراں یافتہ نشد
״	بیان شان نزول کریمہ ما کان لبشر الخ۔
۳۴۹	بیان آنکہ سجدۂ تحیت موصل بسجدۂ عبادت است نزد اہل معرفت بدلائل آیات۔
״	مقصد در سجدۂ تحیت حضرت یعقوب بحضرت یوسف علیہما السلام کہ مستتر است موصل الی اللہ است +
״	در ضمن سجدہ طرف قبلہ سجدہ طرف نور حجابی و در
״	ضمنش سجدہ خدائی راست سبحانہٗ و در ضمن مسح و تقبیل حجر اسود مصافحہ و تقبیل یداللہ تعالیٰ
۳۵۰	ترک سجدۂ تحیت بوجہ حفظ غیر و بنا بر اختلاف اولیٰ تر و حکم کفر براں اندیشۂ کفر بر حاکم باختلاف مدعا کما ہو معمول العلماء۔
״	بیان کیفیت جواز طواف و تفسیر کریمہ وَلْيَطَّوَّفُوا الخ و اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ الخ
۳۵۱	قاعدہ باء تعدیہ و تخصیص۔ و فعل متعدی بدو مفعول بسبب تعدیہ و تخصیص اصلی مقتضی بر مذکور نیست۔
۳۵۲	مدخول صلۂ علیٰ بصحت مفعولیتش مفعول غیرش نخواہد +

صفحہ	مطالب کتاب
۳۵۲	صلۂ باء از متعدی بدو مفعول مقتضی اخراج مدخول از مفعولیت و مفعول غیرش بفردیت است +
״	صلۂ باء بمعنی سبب ایقاع فعل بواسطۂ مدخول نسبت بمفعول مقتضی است
۳۵۳	طواف متغایر سعی است بدلائل شافیہ
״	سعی صفا و مروہ بنص کریمہ نیست ولیکن بنص حدیث ثابت است +
۳۵۴	بیان آنکہ حکم سعی لتسہیل و تبرک امت را است و بیان حکمت سعی۔
״	از فعل و آثار صلحاء تبرک جائز است و اختیار سنت شان از تطوع اولیٰ۔
״	بیان مدخول علیہ لاجناح و ہر دو حکم سعی بنص حدیث۔
۳۵۵	بیان شعائر و معنی شعائر۔ و آنکہ انبیاء و اولیاء خیر الشعائر اند۔
״	تعظیم شعائر کار متقیان است۔
״	تعظیم انبیاء و اولیای خدا خیر التقویٰ است
״	تعظیم غیر خدا و شعائر او تعالیٰ شرک نیست بل اغراض بہ نیت ثانی است چنانچہ تعظیم تابوت سکینہ کہ موصل تعظیم خدا است۔
۳۵۶	بیت عتیق مطوف است بسبب محل نور تجلی ربوبیت۔ و صفا و مروہ ببرکت قدوم حضرت ہاجرہ رض مطوف آمدہ و داخل شعائر شدند۔

صفحه	مطالب کتاب
٣٥٦	جسم شریف انبیاء و بعض اولیاء اللہ اشرف است از صفا و مروہ از انکہ محل قلب است و قلب محل نور تجلی ربوبیت است بمحبوبیت عتیق در اجر۔
٣٥٧	قاعدہ ثبوت شئ لشئ لزوم نفی بما درش نکند تا نفی صریحش نباشد الخ۔
"	جواز تقبیل ہر مستحق تعظیم مستنبط است از مشروعیت حجر اسود۔
"	بیان جواز طواف قبر مومن صالح و اولویت طواف برائی احیاء صالحین۔
٣٥٨	بیان اختلاف علمائی متشددون و محققون در تحریم و کراہت و در اباحت و استحباب بطواف قبر شریف و تقبیل آستانۂ علیاء و رخسار برو الیدن و مس دیوارہا و غلطیدن بر آستانہ وغیرہ۔ و آنکہ حکم تحریم و کراہت بغرض احتیاط سد باب حرمت و کراہت است۔
٣٥٩ / ٢٢	ذکر بیان جواز انتساب غیر خدائی را برائی وجہ او تعالی و فضل تخصیص موہوب بہ و موہوب لہ و تخصیص زمانی و اصابت نفع عمل بغیر عامل با دیگر منافع
٣٦٠	پانی کے ساتھ فاتحہ کی فضیلت۔
"	نماز روزہ کا موتی کو ثواب پہنچانا۔
"	اولویت فاتحہ خاص چیز کی۔
٣٦١	اثبات نسبت چیزی از سوئی غیر از کلام آلہی بنص کریمہ
٣٦١	نذر و نسبت بغیر خدا مشروع و لابد منہ است۔ و
"	تفسیر کریمہ یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول الخ۔
"	صدقۂ ہدیہ رسول معظم صلعم را مقبول لکن … صدقۂ غیر ہدیہ ممنوع۔
	اثبات استدامۂ عرض حاجت و مناجات و ہدیہ
٣٦٢	بحضور صلعم ببقائی حیات و تصرف و نصرت دائمی صلعم۔
"	ہدیہ مخصوص برائی معظم مکرم تعظیماً و تکریماً اولیٰ است۔
"	بیان فضل تخصیص موہوب لہ و موہوب بہ۔
٣٦٣	بیان آنکہ تعیین زمانی سنت مستحبہ است در ایصال ثواب و نذر و نیاز و زیارت۔
٣٦٤	جواز زیارت قبر و ایصال ثواب و شرکت اعراس و اولویت قریب را و ایصال متعدد را۔
"	روز سوم بخانہ اہل عزا رفتن و دعائی خیر کردن و طعام فرستادن سنت است۔
٣٦٥	تعیین روز سوم موتی و فاتحہ خواندن بطعام پیش از خوردن و رفع یدین و مسح برو۔ و تقسیم و اطعام و ایصال ثواب از عبادت مالی و بدنی ہمہ سنت است
"	بیان تفسیر کریمہ وافعلوا الخیر الخ
٣٦٦	خیرات ہر نوع در ہر وقت نمودن درست است
"	روز سوم و دہم و بستم و چہلم وغیرہ نمودن فعل حسن است۔

صفحہ	مطالب کتاب
۳۶۷	ثبوت روز سوم وغیرہ کہ تطوع و سنت است و در ضمن چہلم بنص حدیث و کریمہ و حکمت زیادت درین تعیین
۳۶۸	بیان تخصیص صدقہ و فاتحہ بشب جمعہ و عیدین و شب براءۃ۔
۳۶۹	ثبوت آمدن ارواح مومنین در ایام و شبہای مقررہ بطلب خیر بنص حدیث۔
″	انجام ثبوت تخصیص و عدم تخصیص در جواز مصافحہ و معانقہ۔
۳۷۰	جواز اجتماع روز سوم موتی و منافع او و رد مانعین و قائلین بدعت
″	تخصیص تاریخ رحلت صلحاء بنا بر ثواب اولیٰ است و آن یوم ایشان و متعلقین ایشان را رحمت است
۳۷۱	در تخصیص نسبت بخواص منفی از عموم یا نسبت بعوام منفی از خصوص۔
″	فاتحہ بوقت رحلت برائی میت موجب رحمت است
″	یوم وصال اولیاء و صلحاء یوم خیر و برکت و نزول فیض کثیرہ است۔
۳۷۲	جواز زیارت مقابر اولیاء و حاضری اعراس شان و سفر کردن بہر او موجب خیر و برکت است
″	ثبوت جواز عموم مانع منع مخصوص در اجتماع صندین فاتحہ۔
۳۷۲	تفسیر حدیث شریف لَا تُشَدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ۔
۳۷۳	بیان اثبات ایصال ثواب و نفع اعمال مطلقہ مشروعہ بدنی و مالی وغیرہ بے قید زمان۔ و ایصال دعا برائی غیر عامل در ہر زمان۔
۳۷۵	بیان ایصال نفع اعمال از زندگان بمردگان و بعکس ہمدگر۔
″	بیان تحقق و توسع شفاعت در زمان حال و مستقبل از اہل ہر عالم با ہمدگر۔
۳۷۶	بیان ایصال ثواب از اموات باموات
۳۷۷	تفسیر کریمہ کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔
۳۷۹	جزائے عمل متاخر عمل بفعل معطی است کہ بنص حدیث وغیرہ از ہر جنس عمل تخصیصا و تعمیما اعطا برائی غیر ثابت بخلاف معتزلہ۔
۳۸۰	سقوط عمل از ذمہ غیر عامل در وجوب لنفسہ بجزائی عمل غیر نتواند شد۔
۳۸۱	بیان نفع عمل از ملائکہ بانسان۔
″	بیان نفع اعمال از انسان بملائکہ۔
″	بیان نفع تسبیح سبزہ گور بصاحب گور۔ و تفسیر حدیث شریف آنکہ حضرت صلعم گذر کردند بر دو قبر کہ معذب بودند۔ و طریق تخفیف عذاب از وصلعم
۳۸۳	مطلب در تحقیق معنی کریمہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ

صفحہ	مطالب کتاب
۳۸۳	اللّٰہ۔ وَمَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ۔
〃	معنی لغوی اہلال و اطلاق و تقیید او و تعدیہ وغیرہ۔ و معنی ہلّ و مقولہ وغیرہ مع امثال۔
۳۸۴	بیان تقیید اہلال بذبح باقوال مفسرین۔
۳۸۶	بیان وجوہ و اقسام اہلال بہ نیت خدا و غیرخدا بنام خدا و بنام غیرخدا۔ و تفصیل حکم حلت و حرمت براو۔
۳۸۷	حاصل معنی کریمہ مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ عموم صلہ و فاعل با افادہ نسبت صلۂ لام۔
〃	حاصل معنی کریمہ مَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ وخصوص صلہ مع عموم فاعل با افادہ نسبت از صلۂ لام۔
〃	رجوع ضمیر متصل سوئی بعید خلاف نحات است بغیر فائدہ باعث مرام۔
۳۸۸	ثبوت افادہ نسبت از صلۂ لام۔
〃	اتصال ضمیر مفید تخصیص است ورنہ لزوم اہمال ضمیر است۔
〃	از اُھِلَّ بر انتساب کہ امر معنوی است دلالتے نیست پس بر بنائی معنی نسبت از اُھِلَّ ثبوت حرمت نیست۔
۳۸۸	در مقابلۂ خصوص نظم تعمیم لغت غیر مختار است پس نظم بتعمیم مَا موصولہ مرتفع است۔
〃	تسمیہ باسمہ شرط ذبح و مذکی مزکی غیر نجس العین است تا آنکہ غیر ماکول اللحم ہم مزکی شود در حد خود نہ بہر خوردن۔
۳۸۹	تفسیر و معنی کریمہ مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ و تعیین مکان ذبح سبب حرمت و کراہیت نیست بجز اتصال بت بہ نیت و توافق کفار۔
۳۹۰	توافق و تفارق ہر سہ کریمہ مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ الخ و مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ الخ و مَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ۔
۳۹۱	نقل معنی اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ بتوافق مفسرین۔
〃	معنی ذٰلِکُمْ فِسْقٌ بلحاظ خطاب مومنین مع افادت صراحت و اشارت معنی ذٰلِکَ
۳۹۲	تفسیر معنی کریمہ مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْ بَحِیْرَۃٍ وَّلَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیْلَۃٍ وَّلَا حَامٍ الخ۔
۳۹۳	سائبہ وہم جانورے کہ مرفوع الانتفاع بغرض خیر گذاشتہ شوند ہمچو سائبہ حرام نیند و حرمتش افترا صریح کفار است۔ و ہمچنان جانورے کہ بنام بزرگان مخصوص باشند حرام نیند و نہ در حکم سائبہ اند۔
〃	ہمہ افعال ظاہر و باطن لوجہ اللہ متعلق بغیر او تعالی ہستند بجز ایمان و نماز و روزہ مع متعلقات او بنص حدیث و امثال۔
۳۹۴	خروج بذاتہ شے از ملک مخرج مشروط بقبض و العض غیر ش نیست مگر بغرض قصد شرط و بیان حقیقت قبض کہ امر معنوی است بنص حدیث۔
۳۹۵	حقیقت قبض بشریعت معرفت از روح معرف است و بیان قبض

صفحہ	مطالب کتاب
۳۹۵	نذر بنفس منذور بہ برائے منذور لہ غیر او تعالیٰ و تصرف بمصارف بوجہ تعالیٰ نیابتاً از طرف منذور لہ بضرورت صحیح است و حساب بر ذمہ نائب
”	انتساب لغیرہ تعالیٰ ہمچو انتساب مخصوص او تعالیٰ از مومن نتواند شد بدلالت ایمان و بدگمانی گناہ است۔ بدلالت نیت کہ غیر معلوم است۔ و با آشکارا شدن بحکم مذہب حنفی ہدایت لازم نہ کفر +
۳۹۶	سائبہ منذور بتقرب اصنام مثل تقرب خدا شرک باشد و نہ اسراف۔ و بتقوی از منسوب غیر خدا پرہیز۔
۳۹۷	منتسب لغیر اللہ از کریمہ مَآ اُهِلَّ الخ عموماً حرام نیست و نہ منتسب مشرک بحکم ذٰلِكُمْ فِسْقٌ الخ اللّٰهم احفظنا۔
۳۹۸/۲۵	ذکر بیان فضیلت ذکر میلاد شریف حضرت سید عالم صلعم +
”	وقت و یوم و ماہ و سالِ ولادت صلعم از ہمہ اوقات و ایام و شہور و سنین اکرم است بکرامت کلی +
”	اظہار سرور بظہور او صلعم۔
۳۹۹	بیان سنت روزۂ یوم دوشنبہ و اشارت بہ لغیین۔
”	بیان آنکہ ذکر ولادت بدعت حسنہ است باین حیثیتِ مجموعہ۔

صفحہ	مطالب کتاب
۴۰۰	بیان کیفیت بنائی میلاد شریف۔
”	میلاد فعل حسن است و فاعلش مشکور و ممدوح۔
”	بیان معمول صلحاء در ترتیب میلاد و رویت او صلعم در منام و تہدید بترک و خوشنودی بعمل او۔
۴۰۱	تخریج میلاد بتعیین یوم بنص حدیثِ صوم یوم عاشورہ از صحیحین بتحقیق حافظ۔
۴۰۲	بیان عملِ مولد و آنچہ درو می شود۔
”	تخریج دیگر بر عمل مولد از حدیث عقیقہ باظہار شکر کہ دلیل استحباب مولد است و منع منکرات شرعی درین عمل خیر +
۴۰۳	تخفیف عذاب بسرور ولادت صلعم بقصۂ ابو لہب از حدیث ابن عباس بقدر
۴۰۴	بانئے میلاد را بشارت بدخول جنت و عموم فضل +
”	بیان اینکہ تا اینقدر اجماع است بر میلاد
”	خواص میلاد در دفع حاجات +
”	بیان منہیات کہ در میلاد نباید۔
۴۰۵	بیان آنکہ بدعت تمامہ گناہ است و تفسیر حدیث شریف كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔
”	تعریفِ عام و تخصیص
”	لفظ کل چون مفیدِ حصر و تاکید است مانع استدراک و استثناء و تخصیص است و ہر گاہ نیست نہ چنین است۔ و بیان فرقِ کل بیان ہر دو۔
۴۰۶	عموم و خصوص در عوارض عارض شود و در تعارض مجتمع نشود +

صفحہ	مطالب کتاب
۴۰۶	بیان مراد قول حضرت عمر رضی نعمت البدعۃ و فعلش رضی تراویح از جماعت اعادہ است نہ بدعت۔
〃	تعریف بدعت و مسامحت بہ تسمیہ حسنہ۔
۴۰۷	در بیان اثبات آنکہ ذکر ولادت او صلعم حسن ذکر است
〃	و تفسیر کریمہ
〃	واذکروا نعمۃ اللہ الخ۔ و کریمہ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم الخ
〃	ذکر او صلعم فرض مؤبد است و او صلعم نعمت خدا است
۴۰۸	ذکر فضائل و شمائلش صلعم وسیلۂ تقرب خدا است عموماً و اعجاز ہم از اینہا است۔
〃	و در مجالس انبیاء و ملائکہ ہمیں ذکر بود بنص
〃	کریمہ سو صلوٰۃ شامل ذکر است با ختلاف احکام۔
〃	واقعات ولادت او صلعم اعظم اعجاز اند غیر سنتہ بعقل و نقل و سحر و ذکرش موجب شفاعت و رحمت و استغفار ملائکہ۔
۴۰۹	ذکر ولادت در قرون اولیٰ ثابت و حسن است بر اصل شرع مع دلائل اصول بنص احادیث
〃	حدیث تعامل صلحاء و تعریف او کہ حق است
〃	بنا رسنت حسنہ موجب حصول اجر خود و اجر عامل اوست۔ و حسن نزد مسلمانان حسن نزد خدا است۔ و آنکہ امت او صلعم بر ضلالت جمع نہ شود۔

صفحہ	مطالب کتاب
۴۰۹	حسن ہمو است کہ در کتاب و سنت است بصراحت و اقتضاء یا باشارہ یا قیاس بقول بنص کریمہ۔
۴۱۰	قیاس بر حسن حسن است و در ضمن اکمال دین است از رضاء و اکمال تا قیاس است در رضاء بر احادیث شریفہ مرویہ۔
〃	تعریف ضلالت۔ و آنکہ بدعت در اصول اربعہ مسلمہ نیافتہ شد۔ و اجماع بذکر میلاد بقول او صلعم
۴۱۱	بدعت حسنہ بقول او صلعم ثابت نہ بلکہ حسن و سنت حسنہ۔
〃	خواب ثقات ہم دلیل صحت عمل و اینکہ حسن است بر اصل حدیثی کہ او را بہ بینندہ بخواب دید و عمل حضرت مصنف رحمہ اللہ۔
۴۱۲	رویائی مصنف رح در آمدن او صلعم بجائے بانی محفل میلاد شریف۔ و رویت او صلعم بخواب رویت حقہ است۔
〃	امر بخواب دلیل صحت عمل است و دلیل عمل باو بنص کریمہ۔
۴۱۳	ذکر ولادت شریف بعد ادائی فرض مطلق مستحب است و ہر کہ او را لازم گرفت باطل نکند و فرد نگذارد بنص کریمہ۔
〃	معرفت شخص او صلعم ... سر نیفاست و او دیگر ولادت والدین او صلعم برابر

صفحہ	مطالب کتاب
۴۱۴	قبل ادای فرض اعراض از ذکر او صلعم کفر است و بعد ادائی او اعراض است بجز مطلق کہ اولی الاجزا است واین مومن را نمی زیبد۔
〃	تعظیم او صلی اللہ علیہ وسلم فرض موید است بنص کریمہ در حضور و غیبت
۴۱۵	خلافِ تعظیم و توقیرِ او صلعم کفر را لازم بخلاف تعزیر کہ در و نیست۔ و در حضور او فرض موقت بنصِ کریمہ و در غیب او مستحب کہ معمول صحابہ است ؞
۴۱۶	بیان قیام برای او صلعم از نص کریمہ و نص حدیث
۴۱۷	نہی از قیام بکراہتِ او صلعم است بوجہی غیر مذکور نہ از کراہتِ مطلقہ کہ معارض ثابت شود پس مأوّل شود۔
۴۱۹	سکوت و وقار و غیرہ طرقِ تعظیم در مجلس ذکر صلعم بجا آوردن لازم است بنص کریمہ و وجوب او
۴۲۰	توارث و اجماع بر استحسان قیام بنص حدیث۔
〃	بیان تقیید یوم و ماہ بذکر و تعظیم ذاکر و قیاس برو۔ و برکتِ ذکر و ذاکر بر رفع گناہ۔
۴۲۲	بیان آنکہ ذکر ولادت موجبِ برکت ایمان و نزول رحمت است و عبادت مشروع کہ ثابت بنص کریمہ است ؞
۴۲۳	قصہ از حزین از راہ تنبیہ برای ہدایت
۴۲۶ / ۴۲۷	ذکر بیان زیارت قبور خصوصاً اشرف قبور کہ قبر نبی رحمت است صلعم با مطالب دیگر۔

صفحہ	مطالب کتاب
۴۰۲	خطبہ مصنّف کتاب ہذا تذکرۃ الحق۔
〃	خطبہ مؤلّف رسالہ الدُّر المنظّم۔
۴۰۸	بیان آنکہ حضوری زائر بر مزار اقدس صلعم و تسلیم و صلوۃ برو و توسّل و استمداد و استشفاع بجاہ و جناب او و بآل و اصحاب و اولیائی او اجمعین ثابت محقق است کہ افضل طاعات و اجل عبادات و ارجی مثوبات و اعظم قربات نزد پروردگار عالم است۔ و خلاف اعتقادش خلاف خدا و رسول و علمای اعلام است و از ربقۂ اسلام بیرون شدن بنصوص کریمہ و احادیث۔
۴۲۹	بیان آنکہ دریں باب ہفدہ حدیث اند مع بیان راویان و اختلاف و اتفاق علمای محدثین بر ضعف و صحتِ حدیث۔
۴۳۰	بیان آنکہ بضرورت دانستہ شد کہ طاعات و قربات خالص برای خدای عز و جل است و مخلوق را ہرگز در و شرکت نیست ولیکن بمقتضای حکمت و مصلحت در بعض شاں واسطہ شدن مخلوق لازم شود بنصوص کریمہ۔
۴۳۱	احادیث در وقوف او صلعم بر قبور مومنین
۴۳۲	بیان وقوف بر قبر نبی صلعم
۴۳۳	احادیث و اخبار در وقوف بر قبر نبی صلعم۔
۴۳۵	بیان استقبالِ قبر شریف و استدبار قبلہ۔

صفحہ	مطالب کتاب
۴۳۸	بیان اتفاق علمار بر حیات وعلم او صلعم در قبر شریف و رو آوردن باو و پشت دادن بکعبہ وخطیب را پشت بکعبہ سنت و غیر را استدبار کعبہ واستقبال بمدرس مستحب است
〃	بیان دست راست بر چپ نہادن در زیارت بیچو ہیئت نماز
۴۳۹	اتفاق جمہور بر وقوف زائر نبی صلعم بہیئت نماز۔
〃	وقوف زیارت نبی صلعم ہمچو وقوف عرفہ و مزدلفہ و مشاعر عظام است کہ خدائی راست۔
۴۴۰	احادیث و آثار بسلام و رد سلام بحضور و از حضور صلعم و علم او صلعم ازو۔
〃	تاکید ادب داشتن در زیارت شریفہ بحضور قلب و جوارح و طریق صلوۃ وسلام براو و بر اصحاب و آل او۔
۴۴۲	طریق سلام بحضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم از صلحار و علمار۔
۴۴۳	بیان طریق ادب وسلام در زیارت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
〃	بیان طریق ادب وسلام در زیارت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔
۴۴۵	بیان باز گشتن سوئے نزد روئی نبی صلعم و از و استمداد و استشفاع واستدعائے خود۔ و زیارت حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا و آداب نشست۔
۴۴۶	بیان آداب زیارت اہل بقیع وشہدائے احد رضی اللہ عنہم
۴۴۹	بیان آداب زیارت اہل بیت نبوت وسلام براو بعض
۴۵۰	بیان افراط و تفریط کہ ہر دو حرام کردہ و ذم کردہ شدہ اند۔ ولیکن بیان افراط در تعظیم الخ
〃	بیان تفریط در تعظیم
۴۵۱	بیان امور مشتبہ درمیان افراط و تفریط کہ درو دلائل معارض آمدہ و اقوال مختلف
۴۵۲	بیان راہ صواب درمیان افراط و تفریط مع آثار مستندہ
۴۵۷	بیان آنکہ در احادیث نہی قیام و ثبوت قیام ہیچ مناسبت نیست و بیان ضعف و تاویل آنہا۔
〃	قول شیخ الاسلام حافظ ابن حجر در شرح و تفسیر حدیث قوموا الیٰ سیدکم۔
۴۵۸	جواب طبری بحدیث لاتقوموا کما تقوم الاعاجم الخ ومن احب ان یتمثل الرجال قیاما الخ۔
〃	جواب ابن قتیبہ در معنی حدیث عدم قیام کہ ہمچو عجمیان است۔
〃	حجت ابن بطال در جواز قیام از حدیث حضرت عائشہ رض نسبت حضرت سیدہ رض۔
۴۵۹	قول علامہ طاہر فتنی در استحباب قیام مع تاویلات معنی حدیث قوموا الیٰ سیدکم الخ
〃	قول قاضی در تاویل احادیث نہی قیام مع مآل معنی
۴۶۰	تفسیر ملا علی قاری در حدیث قوموا الیٰ سیدکم مع اقوال دیگر علمار

صفحہ	مطالب کتاب
۴۶۰	وجواب طیبی و اجتماع جمہور و تفسیر حدیث کانوا اذا راوہ لم یقوموا الخ
۴۶۱	تاویل طیبی بحدیث مذکور - و تاویل ابو حامد -
۴۶۲	تفسیر ملا علی مع اقوال تاویلی در حدیث مَن سرّہ ان یتمثّل لہ الرجال قیامًا الحدیث
"	تاویل بیہقی در معنی حدیث -
۴۶۳	تفسیر ملا علی در حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم الخ و اقوال شراح باحکام تعظیم -
"	تکمیل جواب در استشفاع از و صلعم -
"	استشفاع از و صلعم قبل خلقت او بحدیث عمر رضی اللہ عنہ -
۴۶۴	بیان آنکہ قیام در ذکر میلاد شریف بدعت حسنہ است موافق اصولِ شرع نہ مخالفِ سنت و نہ مفسد و وجوہات در دخولِ او در سنت -
۴۶۵	بیان آنکہ اصل قیام میلاد شکر نعمت خدا است با یجاد و تخلیق و بعثت او صلعم کہ اعظم نعم و منن است کہ وجودِ ہمہ عالم متوقف باو بود کہ کتبِ سماوی بدو ناطق و ہمہ انبیاء بدو مبشر مع دلائل آیات و حدیث
۴۶۶	بیان آنکہ میلاد شریف چیست و چہ درو ہست و برائے چیست +
۴۶۷	بیان آنکہ قیام شکر میلاد چہ قدر باید و اکتفا بر تولد برائی چیست و دلائل قیام شکر حسب عادت عرب خالص و بحدیث و دلیل اکتفا بر تولد +
۴۶۸	روایت قیام شکر حسب عادت عرب عربا از جد نبی کریم بر ولادت او صلعم -
"	قیام شکر از و صلعم بر ختم قرآن بروایت ابو ہریرہ رض و ابو جعفر از جد و پدر خود رضی اللہ عنہم -
"	قیام شکر از حدیث براءت صدیقہ رض بروایت عروہ رض بسند بخاری - شرح قسطلانی بر حدیث مذکور -
۴۶۹	
"	بیان آنکہ بر وجوب شکر - قیام ہنگام ذکر ولادت شریف واجب است - و اقوال علمائی متقدمین برو تا ایندم عمل بران -
۴۷۰	قیام امام سبکی بر مدح او صلعم و ہمہ حضار و انس بسیار گرفتن -
۴۷۱	قول ابن حجر ہیثمی کہ بر مندوب بدعت حسنہ اتفاق شدہ و اینکہ عمل مولد و اجماع آدمیان بدعت حسنہ است -
"	قول ابو شامہ شیخ نووی رحمہما اللہ در اجرائی مولد و فوائد آں -
"	قول سخاوی و ابن جوزی در اشاعت عمل مولد و فوائدش و نزول برکات و خواص -
۴۷۲	بیان بنائی مولد و تصنیف کتاب درو -
"	حافظ ابن حجر و سیوطی رحمہما اللہ اورا از سنت اصلی بر آوردہ
"	اختتام از مصنف رسالۂ در المنظم و دعا ازو -
۴۷۳	درود از مصنفِ کتاب تذکرۃ الحق +

صفحہ	مطالب کتاب
۴۷۴	ذکر بیان دعا و اجابت مع دیگر مطالب
٠	بیان حقیقتِ دعا آنکہ عبادت و خلاصۂ عبادت است
۴۷۵	کیفیت اجابتِ دعاء
٠	تفسیر حدیث شریف لَا یَرُدُّ القضاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ
″	تحقیق معنی قضاء و دعاء مع حدود۔
۴۷۶	بیان قضاء بمعنی اجراء
۴۷۷	قضاء قدر ہر یک صفت مخصوصہ بمعنی مخصوص است بمرتبۂ اجمال و تفصیل
٠	تفسیر آیت کریمہ وَ اِذَا سَئَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ الخ
٠	ترجمہ کریمہ از مصنف رحمہ اللہ۔
۴۷۸	مطلب و خلاصہ از مترجم۔
۴۷۹	بیان آنکہ ایمان صفت اختیاری بندہ است
″	حقائق معنی کریمہ بتحقیق الفاظ چنانچہ اذا بشرط مخصوص بزمانہ عام و محقق الوقوع است۔
″	و تعلیم دعا بطریق کہ درو قربت مخصوص حاصل شود
۴۸۱	ترکیب نحوی آیۂ کریمہ مذکورہ
۴۸۲	آیات و احادیث دیگر در تائید مدعا درباب دعا و استجابت بواسطۂ او صلعم۔
″	بیان رفع دخل از دیگر معانی آیۂ مذکورہ۔
۴۸۳	بیان نقص تاویلات در کریمہ مذکورہ
۴۸۵	دلیل توسل و استعانت ازیں کریمہ بوسیلۂ انبیاء و اولیاء و ملائکہ۔ و بہ توسل مقیمان عالم ارواح و شہود و برزخ مع ثبوت باحادیث نبویہ۔
۴۸۶	بیان آنکہ از خیر و شر و نفع و ضرر از و تعالیٰ راجع بسوئے حکمت معلوم او تعالیٰ است نہ بوجوب و حق و غرض کہ مستلزم جبر و اضطرار باشد بمقتضائے کرم و رحم او سبحانہ و کرامتی بحالِ بعض حقی غیر واجب کہ شائبۂ از وجوب دارد۔ در دِ قولے کہ بحق فلاں گفتن ممنوع است تا بر و تعالیٰ از کسے حقی نباشد الخ
۴۸۷	بیان انواع ترتبِ اثرِ دعا باجابت او سبحانہ
۴۸۸	بیان اجابت دعوات کفار۔
۴۸۹	تفسیر کریمہ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَاءَ الآیہ۔
″	تحقیق معنی آیت کریمہ وَمَا دُعَاءُ الْکَافِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلَالٍ ہ
۴۹۰	انکار مقبولیت دعا کفر است بنا بر انکار نص قطعیہ
۴۹۱	ذکر بیان ہر دو حدیث لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا۔ وَلَا تَتَّخِذُ وَاقَبْرِیْ عِیْدًا۔
٠	تفسیر حدیث شریف لَا تَتَّخِذُ وَاقَبْرِیْ وَثَنًا.
″	بیان لفظ اخذ و اتخاذ کہ مفید معنی جواز و تاکید است بنا بر اصل لغت و نہی مقتضی ثبوتِ متقدم است ٭
۴۹۲	بیان لطائف باختیار لفظ وثن با حذف حرف تشبیہ و اسم غیر صفت را بر تبع مفعول اول مفعول ثانی آمدن منع است ٭

صفحہ	مطالب کتاب
۴۹۲	حاصل معنی حدیث ؛
"	اعجاز پیشین گوئی حدیث شریف مذکور ؛
۴۹۳	چادر و غلاف پوشانیدن و گل و صندل ریختن بر قبر منع نیامده و تشبیہ بمعبودیت و بُت باطل۔
۴۹۴	تفسیر حدیث شریف اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد الخ۔
۴۹۶	تفسیر حدیث شریف لا تتخذوا قبری عیدًا ؛ دریں حدیث وجہ تشبیہ عرض بعرض است
۴۹۷	حاصل معنی حدیث مذکور۔ و آنکہ زینت بلحاظ ادب و تعظیم لوجہ اللہ ثابت ؛
"	تفسیر کریمہ یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد الخ و اقسام زینت و شان نزول کریمہ
۴۹۸	تحقیق معنی مسجد کہ دریں کریمہ است۔
"	حضور بحضرت صلعم افضل از حضور مسجد است در ہر وجہ و واجب و وجوب بر ہر واحد لازم ہجوم۔
۴۹۹	نہی بر وقوف مزار اقدس بمقابلہ وقوف ثابت ناوّل۔
"	بیان اعجاز پیشین گوئی دریں حدیث شریف
۵۰۰	ذکر بیان منع نوشتن قرآن مجید از نجاست و سوختن آں با دیگر مطالب۔
"	نوشتن قرآن مجید از ہر قسم نجاست کفر است و دم مسفوح ہم دریں است بوجہ اہانت۔
۵۰۱	قطع نظر در عوارض است نہ در ذات۔ نوشتن بعض متشابہ از قرآن کفر و بعض نہ ولیکن از سوء ادب خالی نہ۔ و در تکفیر مجوزین احتراز واجب باحتمال خطائی اجتہاد
۵۰۲	سوختن قرآن باہانت و اعراض کفر است نہ در غیر ایں از انکہ سوختن از امارات اہانت و اعراض بالقطع نیست کہ حکم بر علت است پس بے مصلحت شرعی سوء ادب و بمصلحت شرعی مستحسن ؛
"	تبرک و توسّل و استعانت بکلمات و اسمائے طیبات و از خدا و از انبیاء و اولیاء براہ تعظیم مقتضائے دین و عقل است نہ از روئے بے حرمتی نعوذ باللہ تعالٰی

دیباچہ کتاب ماہیۃ الحق ترجمہ تذکرۃ الحق از مترجم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی ھدٰنا لھٰذا وما کنّا لنھتدی لولا ان ھدٰنا اللّٰہ + فارسل
رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلّہ ولو کرہ المشرکون ۝
والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ ورسولہ محمد ن المصطفیٰ رحمۃ للعٰلمین خاتم
الانبیاء نور من نور اللّٰہ + فھو سید المرسلین شفیع المذنبین حریص
علی المؤمنین شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا + ذٰلک من اتخذ عند الرحمٰن عھدًا
لقد منّ اللّٰہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولًا من انفسھم یتلوا علیھم
اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ۝ فمن اٰمن باللّٰہ وبنورہ
فقد استمسک بالعروۃ الوثقٰی + واللّٰہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم
قل بفضل اللّٰہ وبرحمتہ فبذٰلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون ۝ وعلیٰ اٰلہ و
اصحابہ نجوم الھدیٰ ومصابیح الدنیا والاٰخرۃ + خصوصًا خلفاء
الراشدین المھدیین وبقیۃ العشرۃ المبشرۃ + والسبطین المقبولین
المحبوبین مع امھما الزھراء البتول المطھرۃ بنت رسول اللّٰہ + وجمیع
امھات المؤمنین ازواج خیر خلق اللّٰہ + وعلیٰ اتباعھم التابعین و
تبع التابعین خیار اھل الارض الیٰ یوم الاٰخرۃ + فاولٰئک الذین اٰمنوا
وعملوا الصٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودًّا + لھم ما یشاءون عند ربھم +
فیدخلھم ربھم فی رحمتہ ۝ ذٰلک ھو الفوز المبین + رضوان اللّٰہ تعالیٰ

علیھم اجمعین + لھم جنّٰت تجری من تحتہا الانہار خٰلدین فیہا ابدًا +
انّما ولیّکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا فانّ حزب اللہ ھم الغٰلبون + فیا اسفا
علی الفراق فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون + اللھم صلّ وسلّم
علیٰ محمّدٍ نبیّک ونورک وعلیٰ انوارہ اجمعین وعلینا معھم برحمتک
یا ارحم الراحمین - اٰمین +

امابعد ایں کتاب مسمّی بہ **تذکرۃ الحق** از تصنیف عارف باللہ واصل الی اللہ سالکِ کامل
مخزنِ حقائق منبعِ دقائق محقق الملّۃ والدّین مظہرِ علمائی راسخین کاشفِ اسرار غیبی واقفِ علم لدنی
صوفی صافی شیخ الوقت فقرِ کامل حضرت استادی ومولائی مولٰنا مولوی محمّد عبدالوحید المخاطب
بہ محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ + کہ از حقائق ومعانی ومعارف ومسالکِ صوفیہ کرام - ودر جمیع عقائد حقہ
اہل سنّۃ وجماعۃ بتفاسیرِ احادیثِ شریفہ وآیات کریمہ مؤیدِ ما فی الباب - مملو ومشحون است - ودیگر
آیات منیفہ وآثار شریفہ ومسائل دینیہ کہ درو احتمالات واشتباہات واختلافات از متقدمین ومتاخرین
علما وصوفیہ منقول آمدہ با مطالب اخرٰی ہم بدو ثبت آمدہ - وبدلائلِ مثبتہ وبراہین قاطعہ وحججِ
واثقہِ عقلی ونقلی کہ ہر کس را ازاں گزیرے نباشد ارتفاع آنہمہ اختلافات ونظریات کردہ شد -
طریق حق وسُبل السلام وانمودہ شد - شانِ جلیل ورتبہ رفیع دارد - مدحش بیرون ازان است کہ بگفتن
برآید - وضرورتش زائد ازو است کہ بسنجیدن درآید ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ + فیا ایّھا
النّاظر لا تنظر الیٰ من قال وانظر الیٰ ما قال + پس ببینی کہ حق حق است اللّٰھمّ
انت الحقّ وتحقّ الحقّ - اما دُرَرِ غُرَرِ مطالب وجواہرِ زواہرِ معانیِ این مکتوب بمنتہائی حسنِ
ادب چوں در عبارتِ قصیر المبانی کثیر المعانی بصورت الہامی باجمالِ الفاظ تعبیہ آمدہ ہمچو گوہر شاہوار
در خلوتخانہ صدف وچوں لعل بدخشاں در صمیم کان مستور - اخذِ مطالب وفہم معانی ہر کس را ازجا با
دشوار - وکشفِ معضلات وحلّ مشکلات از خونِ جگر ودقّتِ نظر خالی نبود - وضروریات دین و
دریافتِ مسائل حقہ مقتضی بر وقوفِ مطالبش لابد منہا - آرزو داشتم کہ بہرہ ازو برگیرم ولیکن

شرمسار کہ نہ بہرہ ادب و نہ از علم مایہ دار۔ و شوق دامنگیر کہ بگیر ہر چہ برآید۔ کہ بکار آید۔ پس بکم مایگی و از بے استعدادی خود درخود نگو نسار۔ و از ہمت و شوق خود بفضل و کرم حق افتتاح کار را طلبگار۔ بحمد اللہ کہ نسیم رحمتِ حق وزید و غنچۂ بابِ اُمید شگفتہ و واگردید **شعر** رحمت ہزار جان بامید مائلی + محروم از درت نہ شود ہیچ سائلی + ناچار دیدم بعض مسائل کہ بزبان فارسی بعبارت سہل آمدہ مطالب برچیدم و اورا بزبان اُردو نگاشتم **شعر** ہر چہ ہست از قامتِ ناساز و بے اندام ماست + ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست + ہمت و فیضان حضرت مصنّف رحمہ اللہ کہ مؤیدٌ من اللہ است یاری آمدہ رہبری فرمود و لبسی اشتہای شوقم افزود کشاں کشاں بتدبّر و تفکّر بہر گوشۂ کتاب در ہر مسئلہ بخوض آمدم ہمتِ کریم کارفرما آمد۔ اگرچہ حلِ مشکل از ہر چہ باید نیامد اما ترجمہ اش بزبان اُردو از فارسی و بفارسی از عربی کردہ آمد۔ آخر بر استعدادِ خود سنجیدم اندیروں یافتم۔ شکر نعمت باری بجا آوردم **شعر** منّت منہ کہ خدمت سلطاں ہمیکنم + منت بدار اینکہ بخدمت بداشتت + بارہ دو سہ بار نظر نمودم تصحیح در آوردم۔ رحمت خدا برو باد کہ ہمتش مرا یار آمد ورنہ ازیں بے مایہ چہ آید۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ پس کتاب تذکرة الحق با ترجمہ اش کہ نامش ماهیّة الحق باد ہر دو بہ ترتیبِ فوق و تحت علیحدہ علیحدہ ازیں ناچیز دوست محمّد اجمیری کہ یکے از بندگانِ خواجہ بزرگ حبیب اللہ محمد معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری است قدّس اللہ سرّہ العزیز نوشتہ آمد۔ و دریں مجلد دو فہرست نہادیم یکی از مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کہ برائی اصل کتاب ترتیب دادہ۔ و دوم از مترجم کہ اورا بسط نمودہ تا ہر یکی را در طلب مقصود آسانی شود وَبِاللہِ التَّوفِیق وَھُوَ خَیرُ الرَّفِیق تمنا از انصاف مندانِ ناظرین است کہ اگر سہوے و خطائے در ترجمہ ایں بے مایہ بمطالعہ کتاب ملاحظہ فرمایند بمعنوای کریمہ اِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا حسب مدعائی متن صحت فرمودہ بجان منت نہند و العفو عند کرام النّاس ما مول را کار فرمودہ درگزرانند کہ انسان بنسیان در آمدہ۔ و چوں ازیں ترجمہ کشف مطالب کتاب برآید و بہرہ از و بیابند و حظ و نفع بردارند از دعائی خیر ایں فرومایہ را فراموش نہ دارند و اِنَّ اللہَ وَلِیُّ التَّوفِیق یَھدِی مَن یَّشَاءُ وَاِنَّہٗ لَذُو الفَضلِ العَظِیم۔ والحمد للہ ربّ العالمین۔ آمین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دیباچہ شرح

دیباچہ شرح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُرْسِلِ مُحَمَّدٍ عَلَى الْعَالَمِيْنَ رَحْمَةً الْمُصَلِّي الْمَخْصُوْصِ مِنَ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ بَقَاءً بِوُجُوْدِهٖ وَمِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ دُعَاءً بِشُهُوْدِهٖ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ +

زیں پس آنست کہ دردمند مستمند نظر بمدعا کہ مبادا بتغیر دلالت و ربطِ الفاظ مقصودش از فہم قاصد دور افتد بنوشتنِ شرح و حاشیہ مایحتاج الیہ از دلالت و ربطِ بعضِ متن کفایۃ بعض بعبارت و بعض بعلامت نمود۔ پس علامت از فاعل **فا** است و از مفعول **مف** و از مبتدا **مب** و از خبر **خب** و از مضاف **مض** و از مضاف الیہ

ترجمہ دیباچہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ شرح

ترجمہ

ترجمہ دیباچہ شرح کی غرض اور علامات و درود

تمہو دیئے یعنی تعریف کیا جانا بتمامہ خاص خدا ہی کے واسطے ہے جو محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ساری جہانوں پر بھیجنے والا ہے کہ وے رحمت ہیں مخصوص رحمت بھیجنے والے کی خدائے رحمٰن سے اپنے وجود کے بقا کے سبب۔ اور رحمت ہیں ملائکہ اور مومنین کی دعا کی بنا پر جو موافق مراد خدا کے ہے اپنے شہود و ظہور کے سبب۔ اسطرح اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ یعنی اے خدا رحمت اور سلامتی بھیج محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر کہ وے نبی امی یعنی اصل ہیں اور آپ کی آل اور اصحاب اور سارے پیروان پر۔

اسکے بعد یہ ہے کہ دردمند مستمند نے مدعا پر نظر کرکے کہ ایسا نہ ہو دلالت اور ربط الفاظ کے تغیر کے سبب اُسکا مقصود قاصد کی فہم سے دور پڑ جاوے شرح اور حاشیہ لکھنے میں بعض متن کی اُسقدر کہ دلالت و ربط سے اُسکے لیے ضرورت تھی کچھ عبارت پر اور کچھ علامت پر کفایت کی۔ پس علامت فاعل کی **فا** ہے اور مفعول کی **مف** اور مبتدا کی **مب** اور خبر کی **خب** اور مضاف کی **مض** اور مضاف الیہ

الیہ مضا وازموصوف مو وازصفت صف وازممیز مم وازتمیز تم واز ذوالحال ذح پیوستہ وازحال حا وازمعطوف علیہ معع واز معطوف مع وازمتعلق بہ متعب وازمتعلق متع وازمردود مر واز تردید تر وازمبدل منہ مبد وازبدل بد واز اسم اِنَّ وشلہا سم واز خبراِنَّ وشلہا خب برلفظ وازمتن م وازشرح متن ش وازحاشیہ ح میان سطر واز ربط ہمہ گر علامت ہندسہ موافق برنش وازمقدم مم وازموخر خ برعلامت واز مرکب درمرکب خطے ــــ برعلامتین وازمرجع ضمیر ہندسہ موافق زیر نش منتہی تا نہ ۹ در متن و درشرح جدا ازاں و درحاشیہ جدا ازاں۔ وباید کہ ترتیب نگاہدارد و بضرورت رجوع بدورسابق تکرار ہندسہ وچوں بسرآید ازسرآید ومِنَ اللّٰہِ العَلِیِّ التَّوفِیقُ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وبارك وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ الیہ کی مضا اور موصوف کی مو اور صفت کی صف۔ اور ممیز کی مم اور تمیز کی تم اور ذوالحال کی ذح ملا ہوا اور حال کی حا اور معطوف علیہ کی معع اور معطوف کی مع اور متعلق بہ کی متعب اور متعلق کی متع اور مردود کی مر اور تردید کی تر اور مبدل منہ کی مبد اور بدل کی بد اور اسم اِنَّ اور اُسکے مثل کی سم اور خبراِنَّ اور اُسکے مثل کی خب یہ علامتیں مذکورہ لفظ کے اوپر ہیں۔ اور متن کی م اور متن کے شرح کی ش اور حاشیہ کی ح یہ سطر کے درمیان ہیں۔ اور علامت کہ جسمیں ربط کی غرض سے انپر اُسی کے موافق ہندسہ کر دیا گیا ہے اور علامت مقدم کی مم اور موخر کی خ علامت کے اوپر۔ اور علامت مرکب درمرکب کی ایک خط ایسا ــــ دو علامتوں پر ہے۔ اور مرجع کی ضمیر کا موافق ہندسہ اُسی ہندسہ کے نیچے کہ نہ ۹ تک پورا ہوتا ہے متن میں علیحدہ ہے اور شرح میں اُس سے جدا اور حاشیہ میں اُس سے جدا۔ اور چاہیئے کہ ترتیب نگاہ رکھے اور ضرورت کی صورت میں تکرار ہندسہ کا اُسی پہلے دور پر رجوع کرتا ہے کہ جب عدد مذکور نہ ۹ تک تمام ہوتے ہیں تو ابتدا سے شروع ہوتے ہیں۔ اور خدائے برتر سے ہے توفیق کا ملنا۔

خداوندا رحمت اور برکت اور سلامتی بھیج محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر جو نبی رحمت ہیں اور آپکے جمال پر جیسا تو اسکو محبوب رکھتا ہے اور اُس سے راضی ہے اور اُنکو ہم میں شفیع کر اور اُس کے سبب سے ہم پر رحم کر+

دیباچہ کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الضابط بنورہ فنستعینہ والصلوٰۃ علی رسول محمد
الرابط بظہورہ فنستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ خصوصا
علی ابی بکر الصدیق وعمر الفاروق وعثمان ذی النورین
علی خاتم الولایۃ دلیلہا والحسنین المحبوبین وعلی اتباع
فعلی الذین ہم متبعون ش باید دانست الحمد مصدر مجہول
چہ اسم مفعول مالم یسم فاعلہ در افادت مقصودہ محتاج غیر نبود و موافق است
لغت بخلاف مدح کہ احتیاج غیر دارد در وجود و حقائق محتویہ خطبہ بفحوائ آنکہ
کہ حل مطالب قرآن مجید کہ در بسم اللہ الرحمٰن الرحیم است در بائ بسم

ترجمہ دیباچہ کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعریف کیا جانا بتمامہ خاص خدا ہی کے واسطے ہے جو اپنے نور سے ضابط یعنی نگاہ رکھنے والا ہے پس اُسی سے ہم
مانگتے ہیں۔ اور درود اُسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر کہ اپنے ظہور سے رابط یعنی ربط دینے والے ہیں
پس آپ ہی سے ہم سفارش چاہتے ہیں۔ اور رحمت آپکے آل و اصحاب پر ہو جیو خاصکر حضرت ابوبکر صدیق
اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی پر کہ خاتم ولایت اور دلیل یعنی
ولایت ہیں اور حضرت حسنین پر کہ دونو محبوب ہیں اور آپ کے پیروان پر پھر ان لوگوں پر کہ
پیروی کیے گئے ہیں یعنی جو ہمارے مقتدا ہیں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ سمجھنا چاہیے الحمد مصدر مجہول
بمعنی محمودیت ہے یعنی تعریف کیا جانا اسلیے کہ اسم مفعول مالم یسم فاعلہ کا یعنی وہ اسم مفعول جو اپنے فاعل
کے معروف اور موسوم نہونیکے سبب اُسکا قائم مقام ہو وہ افادت مقصودہ یعنی مراد کے موافق نفع پہنچانے
غیر کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔ اور موافق ہے یعنی لغت سے بخلاف مدح کہ یہ وجود میں غیر کی احتیاج رکھتا
اور خطبہ کے محتویہ حقائق یعنی وے حقائق جو اس خطبہ کو حاوی ہونیوالے ہیں اس مضمون کے موافق ہیں کہ قرآن مجید کے
جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں حل ہو چکے ہیں وے سب اُسکی بائ بسم میں ہیں

ترجمہ دیباچہ متن کتاب بتذکرۃ الحق

ترجمہ دیباچہ متن کتاب بتذکرۃ الحق
از مصنف معہ حال خود و کتاب

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نقطہ آں وکفایت کرد در صفات اصحاب و آل
رضی اللہ تعالیٰ عنہم بر ترتیب تخصیص حقیقۃ شان کہ موفق ایں اسرار را در مجلش تواند
یافت والا کار دشوار تر از دشوار۔

م اما بعد ایں مکتوب مسمی بہ تذکرۃ الحق از دردمند عائذ موسوم بہ محمد عبد الوحید
والدیہ ش ابن محمد نور الاحد ابن مولوی محمد حسین ابن قاضی محمد نعیم ابن مولوی محمد
عبد القادر رحمہم اللہ تعالیٰ م و مخاطب بہ امیر از مرشدیہ ش یعنی جناب حضرت
سید شاہ غلام رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ و جناب حضرت مولوی محمد عبد الرزاق رضی
اللہ تعالیٰ عنہ م قریشی نسباً کیانی لقباً ش از عمی حضرت عبد الاحد رحمہ اللہ
تعالیٰ شنیدم کہ یکی را از ابناء حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطنت کیان مسلم
بود اولادش ہستیم ازیں باعث قریشی نسب و کیانی لقب ہستیم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
م کرسوی وطناً ش کرسی قصبہ است قریب لکھنو۔ م اجمیری مسکناً ش
از خواجہ غریب نواز حضرت محمد معین الدین حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدار الخیر اجمیر مسکن گرفت

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نقطہ اسکے ہیں۔ اور اصحاب اور آل رضی اللہ عنہم کی صفات میں انکی حقیقت
ترتیب تخصیص پر کفایت کی یعنی ایسی خاص ترتیب پر کہ انکی حقیقت مرتب ہے کہ صاحب توفیق ان بھیدوں کو انکے
مجلس میں معلوم کر سکتا ہے ورنہ کام مشکل سے بھی زیادہ مشکل ہے۔
اسکے بعد معلوم ہو کہ یہ کتاب جس کا نام تذکرۃ الحق رکھا گیا اس دردمند عائذ یعنی پناہ ڈھونڈھنے والے
سے ہے جسکا نام والدین کی طرف سے محمد عبد الوحید ہے۔ اس نسب نامہ کے ساتھ کہ ابن محمد نور الاحد ابن مولوی محمد حسین
ابن قاضی محمد نعیم ابن مولوی محمد عبد القادر رحمہم اللہ تعالیٰ اور لفظ امیر کے ساتھ اپنے دونوں مرشد یعنی
حضرت سید شاہ غلام رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور جناب حضرت مولوی محمد عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف سے
خطاب پائی ہوئی ہے۔ نسب میں قریشی اور لقب میں کیانی ہے۔ کہ میرے چچا حضرت عبد الاحد رحمہ اللہ تعالیٰ سے
سنا ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے کسی ایک کو کیانی سلطنت مسلم و حاصل تھی
انکی اولاد سے ہیں اسی باعث سے قریشی نسب اور کیانی لقب ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اور وطن
کے اعتبار سے کرسوی کہ کرسی ایک قصبہ ہے لکھنؤ کے قریب اور مسکن کے اعتبار سے اجمیری ہے کہ حضرت
خواجہ غریب نواز محمد معین الدین حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے دار الخیر اجمیر میں مسکن اختیار کیا۔

ھ حنفی شریعتًا ونقشبندی مجددی وچشتی معینی طریقتًا۔ سوئی محبوبی است
بارک اللہ تعالیٰ فی جمالہٖ کہ دل وجان درگرو جمالش باد تا باشد کہ سیاہیش بنور
جمالش بدلی یابد۔ ومی سپارد کارِ خود بخداوندگار فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ
النَّصِیْر۔ وازاں رہ گذران تا آنجناب رافت مآب بگذرد تنبیہًا للعوام
قدرِ ضرورت بترجمۂ آیاتِ منیفہ واخبار شریفہ وتصریحِ مدعا بازیادت دیگر منافع
پرداخت۔ ونکوشید مگر در تحقیقِ حق کہ مُزہقِ باطل است۔ وآرزوئے ندارد
ہر کہ توافقش کند یا تخالفش براوست۔ مگرش استشنار است از ندارد
اے آرزوئے دارد ھ بمتابعۃ کریمہ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ
لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

وتدبر کلام منعوت بجوامع الکلم وکلام قصیر المبانی کثیر المعانی درمند کہ بیشتر
بادعوی متضمن دلیل است وباحکم غایت البحث ومطلب متاخرہم وباجواب
ایراد وحصولِ موارد نیز کہ خود ازاں ناشی است۔

ترجمہ اور شریعت کی راہ سے حنفی اور طریقت کی راہ سے نقشبندی مجددی اور چشتی معینی ہے۔ یہ
ایک محبوب کی طرف لکھی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ اسکے جمال میں برکت دے۔ اور دل وجان اُسکے جمال کا گرویدہ
تا اُسکے نورِ جمال سے اسکی سیاہی شاید کچھ بدل جاوے۔ اور اپنا کام اپنے مالک کے سپرد کرتا ہے۔ پس کیا اچھا
ہے مالک اور کیسا عمدہ وہ مددگار ہے۔ اور اس اُمید پر کہ کوئی جلنے والا اُس رافت بھری جناب تک
پہنچ جاوے عوام کی تنبیہ کے لیئے ضرورت کی مقدار پر بعض آیات منیفہ اور اخبار شریفہ کا ترجمہ اور
مدعا کی تصریح میں کچھ فائدہ اور بڑھا کر مشغول ہوا۔ اور بجز حق کی تحقیق کے جو باطل کا مٹانیوالا ہے دوسری
کوئی کوشش نہیں کی۔ اور اسکی آرزو نہیں کہ کوئی اسکی موافقت کرے یا مخالفت یہ اسکی اُسی پر ہے
مگر تمنا ہے اس آیت کریمہ کی متابعت میں کِتَابٌ اَنْزَلْنَاہُ الخ یعنی یہ کتاب کہ ہمنے اُسکو تیری
طرف اوتاری مبارک یعنی برکت بھری ہے اسلیئے کہ وے اُسکی آیتوں کو سوچیں اور اُسمیں فکر کریں
اور اسلیئے کہ عقلمند یاد کریں اور یہ کہ وہ کلام جو جوامع الکلم کے ساتھ وصف کیا گیا ہے اور دردمند کا کلام جو الفاظ
کم اور معانی بہت رکھتا ہے اسمیں فکر کریں کہ اکثر دعوی کے ساتھ دلیل کو متضمن ہے یعنی بیشتر کلام دعوی مع
دلیل واقع ہوا ہے جس میں غایت وانجام بحث کے ساتھ حکم بھی لگا ہوا ہے اور مطلب متاخر بھی یعنی آخری
مطلب بھی۔ اور ساتھ ہی اسکے اسمیں ایراد کا جواب اور موارد کا حصول بھی جو اس سے خود پیدا ہوئے ہیں یعنی انکے

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَقٌّ وَّ تُحِقُّ الْحَقَّ فَیَا اَیُّھَا النَّاظِرُ لَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ وَانْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ **تنبیہ** باید دانست خیر کثیر کہ عبارت است از علم حقائق جز بہ آدابدان نبخشند کما قال سُبْحَانَہٗ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الآیہ ۔ پس بے ادب را نہ سزد کہ تعصباً با کلام دردمند درآویزد چہ دلالتِ لفظی بے علم ماہیت مختصہ نتواند شد ۔ ہمانا کریمہ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۙ الآیہ تنبیہ فرماست **بیت** معشوقہ چوں نقاب ز رخ بر نکردہ است + ناداں حکایتے بتصور چرا کند + وظاہر آنست برآنچہ نداند صبر چوں تواند ہاں آداب دانی فائز الحقائق مؤید العلم اگر در تحقیقِ حقائق + یا تعبیرش خطائے دریابد بکرم عمیم در اصلاح التفات فرمودہ بے محو عبارت محررہ ربط مناسب تحریر فرماید بجان منت از آں انصاف مند و دعا بخیرش ازیں دردمند

ترجمہ اے میرے خدا تو حق ہے اور حق کو حق کرتا ہے ۔ اور اے دیکھنے والے تو اس کتاب میں یہ نہ دیکھ کہ کس نے کہی بلکہ جو کچھ کہا اُسمیں نظر کر ۔ **تنبیہ** سمجھنا چاہیئے خیر کثیر کہ عبارت حقائق کے علم سے ہے وہ بجز آداب دانوں کے غیر کو نہیں بخشتے ہیں جیسا فرمایا حق سبحانہ نے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ الخ یعنی یہ وہ کتاب ہے جسمیں شک وشبہ نہیں اسمیں پرہیزگاروں کے واسطے رہنمائی ہے ۔ پس بے ادب کو لائق نہیں کہ دردمند کے کلام میں تعصب کی راہ سے اُلجھے کہ لفظی دلالت بغیر علم ماہیت کے منعقد نہیں ہوسکتی ہے یعنی خصوصیت نہیں پاتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ کریمہ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا الخ جو سورہ بقر رکوع ۳ میں ہے تنبیہ فرما رہی ہے ۔ یعنی اُسی سے بہتیرے گمراہ کرتا ہے اور بہتیرے راہ پر لاتا ہے ۔ اور نہیں گمراہ کرتا ہے اس سے مگر انھیں بدچلنوں کو جو خدا کے عہد کو مضبوط کرکے بعد میں توڑ ڈالتے ہیں **بیت** معشوقہ نے نقاب نہ اُٹھا ابھی رخ سے + ناداں بات کرتا تصور پہ ہے کیسے + اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو چیز نہیں جانتا ہے اُسپر صبر کیسے کرسکتا ہے ۔ ہاں کوئی آداب داں کہ حقائق کو پہنچا ہو اور علم سے تائید پائے ہوئے ہو اگر حقائق کی تحقیق یا اُس کی تعبیر میں کچھ خطا معلوم کرے تو بخشش عام سے اصلاح میں التفات فرما کر لکھی ہوئی عبارت کو بغیر مٹائے مناسب ربط کے ساتھ تحریر فرما دیوے تو اُس صاحب انصاف کا احسان جان پر ہے اور دعائے خیر اُسکے لیئے اس دردمند سے ہے +

عرضداشت مصنف بسوئے محبوب بارک الله تعالیٰ فی جمالہ ۔

ترجمہ عرضداشت مصنف جو محبوب کی طرف ہے خدا اس کے حسن و جمال میں برکت دے ۔

تاخلق از خطیئات بضلالت نرود و موجب دعائے تحسین یا استغفار ازاں محبوب مظہر الحق شود ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِہٖ +

عرضداشت بسوئے محبوب بارک الله تعالیٰ فی جمالہٖ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُ اللّٰہَ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّنَسْتَشْفِعُہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ + اے محبوب محبوبان حمدت از جمالت عیاں است و مدحت در جلالت نہاں بَارَكَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ جَمَالِكَ وَجَلَالِكَ بتمنائے مابیں بجلوہ دلربائی خود بیں + از دوری ضروری چہ تواں ناچار بعرض نالہ دل والہ کہ گاہ بیگاہ سر میزند + خامۂ عجز نہاد را پیش دست گرفتم تا سر نیاز بخطِ اظہارِ راز نہادہ اشک درد میریزد شعر

ترجمہ تا مخلوق خطاؤں کے سبب گمراہی میں نہ پڑے اور اس محبوب مظہر حق سے دعائے تحسین یا استغفار کا موجب ہوے ۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ

یہ عرضداشت محبوب کی طرف ہے خدا تعالیٰ اسکے جمال میں برکت دے

بسم الله الرحمن الرحیم

ہم تعریف کرتے ہیں خدا کی اور اُس سے مدد مانگتے ہیں ۔ اور ہم درود پڑھتے ہیں اُسکے رسول پر کہ نام پاک اُن کا محمد صلی الله علیہ وسلم ہے اور اُن سے سفارش چاہتے ہیں ۔ اور اُنکی آل اور اُنکے اصحاب اور اُنکے سب پیروان پر درود پڑھتے ہیں ۔ اے محبوبوں کے محبوب تیری حمد تیرے جمال سے ظاہر اور ہویدا ہے اور تیری مدح تیرے جلال میں پوشیدہ ہے ۔ خدائے برتر تیرے جمال اور تیرے جلال میں برکت دے اور اُنکو زیادہ کرے ۔ ہماری آرزو کو نہ دیکھ اپنے دلربا جلوہ کو دیکھ یعنی ہماری تمنا پر خیال نکر اپنے دلربا جلوہ پر نظر کر ۔ دوری ضروری کے سبب کیا کر سکتا ہے ۔ اور ناچار جدائی میں کیا بنا سکتا ہے ۔ لاچار ہوکر دل شیفتہ دوالہ کی فریاد و نالہ عرض کرنیکو جو موقع بیموقع خود بخود نکل پڑتا ہے خامۂ عجز نہاد کو میں نے پیشہ بنایا تو سر نیاز اظہار راز کے خط پر رکھکر درد و غم کے آنسو برسا رہا ہے شعر

باشد کہ بدیں بہانہ روزے ✤ برخط نگری و یادم آری ✤ روئے ندارم کہ تراخواہم روئے داری کہ مراخواہی۔ والعذر عند المحبوب مقبول والرحمۃ منہ ماموُل کُلٌّ یَعْمَلُ عَلیٰ شَاکِلَتِہٖ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلیٰ مَنْ لَدَیْکَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَارْحَمْنَا بِہٖ۔

ذکر کیفیۃ عقاید اہل سُنّت وجماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُ اللّٰہَ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلیٰ رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَنَسْتَشْفِعُہٗ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْن۔ دریں وقت صراط مستقیم صحۃ عقائد محبان اہل سنۃ وجماعۃ بمحبۃ ومعرفۃ محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کہ از مبلغ کمالِ تحقیق حق است بخاشاک اختلاف مبتدعانِ محروم وش واختلاط مطالب شان مستور شد

ترجمہ کسی دن اس بہانے تو شاید ✤ مرا خط دیکھ لے اور یاد کرے ✤ تیرا کیا مُنہ جو تجھ کو چاہوں۔ یہ تیری ہی خوبی اور خوبروئی ہے جو میری پُرسش و آبرو ہے۔ اور عذر محبوب کے سامنے مقبول ہے۔ اور رحمت کی اُس سے اُمید موصول ہے۔ ہر کوئی اپنے ڈھنگ کا کام کرتا ہے۔ اور سلامتی تجھ پر اور اُن پر جو تیرے لیے میں ہو جیو اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی اٰلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وارحمنا بہ

ترجمہ

یہ ذکر اہل سنۃ وجماعت کے عقیدوں کے بیان میں ہے خدائے برتر اُن سے راضی وخوشنود ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

اس زمانہ میں سیدھا راستہ محبان اہل سنۃ وجماعۃ کے صحیح عقیدوں کا محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کی محبت ومعرفت کی طرف جو تحقیق کی پوری حد کو پہنچ کر حق ہے۔ وہ اُس کے مبتدعان محروم یعنی بدعتی لوگوں کے خاشاک اختلاف کے سبب اور اُن کے مطالب کے اُس میں مل جانے سے پوشیدہ ہو رہا ہے۔

ذکر کیفیت عقائد اہل سنت وجماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بیشتر خلق بمقتضائے بیش سیرتی ناشناختہ بآشوبستانِ حرمانِ بدعت میروند۔ ہمانا فرمود صلعم کُلُّ بدعۃٍ ضلالۃٌ وکُلُّ ضلالۃٍ فی النار۔ فیا اسفا علی الفراق شعر

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید | کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

منتظرِ تائیدِ الٰہی باظہارِ سببے بودم تا بمدینۃ السلامۃ رسند فمَن امن فیہا اٰمِنَ۔ ناگاہ نامہ سامیہ عقائد نظامیہ زیبِ دستِ تمنا

شد فطوبیٰ للطّالبین پس بعینہا بمقابلہ

شرحِ فقہ اکبر ملّا علی رحمۃُ اللہ

تعالیٰ بازیادت ترجمہ

وشرح نوشتہ

شُد

ترجمہ اس وجہ سے بہت سی مخلوق اپنی بھیڑ عادت کے تقاضے سے انجانوں کی طرح بدعت کی محرومی کے آشوب جنگل میں چلے جارہے ہیں۔ یہی بات ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے۔ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے پس اے افسوس جدائی اور فراق پر۔ **شعر** خلافِ پیمبر چلا جو کوئی + نہ پہنچے گا منزل کو ہرگز کبھی +

میں منتظر تھا تائید خدا کا کسی سبب کے ظاہر کرنے کی نسبت تاکہ وے شہر سلامتی کو پہنچ جاویں کیونکہ جو ایمان لایا اس میں نڈر ہوگیا۔ کہ اچانک کتاب بزرگ عقاید نظامیہ

آرزومند کے ہاتھ لگ گئی فطوبیٰ للطّالبین پس خوشخبری ہوجیو

طلبگاروں کو۔ پھر اجینہ وہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمہ اللہ

تعالیٰ سے مقابلہ کر کے معہ زیادتی ترجمہ اور شرح

کے لکھدی گئی +++

دیباچہ کتاب عقائد نظامیہ از مولانا محمد فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عقائد نظامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بجید و ثنای بعید مر خالقِ ودود جل شانہ را ✤ و درودِ نامحدود بر محمود کونین رسول الثقلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بر آل و اصحاب او

اما بعد ہرگاہ این مؤلف بے بضاعۃ محمد فخر الدین کہ تولیدِ صوری و معنوی از رئیس السالکین شیخ المشائخ تاج الواصلین فخر العاشقین حضرت نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہ العزیز دارد ✤ برائے زیارت قدوۃ العارفین حریق المحبۃ شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مخدوم فرید الدین شکر بار مسعود الاجودھنی اَیَّدَنِی اللہ بلطفہِ الخفی والجلی کہ در حق طالبانِ حق کبریتِ احمر است از اورنگ آباد خجستہ بنیاد بحضرت پاک پٹن رسیدہ بہرہ یاب سعادت جناب ہدایت مآب گشت اکثر اعزۂ آنحضرت از راہ کرم و عنایت فرمودند کہ عقائد اہل سنۃ و جماعۃ کہ بہیج قدوہ انام

ترجمہ دیباچہ کتاب عقائد نظامیہ

ترجمہ کتابِ عقائدِ نظامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعریف جس کا پار نہ ہو اور ثنا جسکا شمار نہ ہو خاص خالق ودود جل شانہ کو یعنی پیدا کرنیوالیکو کہ دوست و مہربان ہی اور اسکی بہت بڑی شان ہی۔ اور بیحد درود محمود کونین یعنی دونو جہان کے سراہے ہوئے پر۔ اور رسول الثقلین یعنی جن و انسان ہر دو مخلوق کیلیے بھیجے ہوئے پر کہ نام پاک آپ کا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اور آپکی آل و اصحاب پر ہو جیو۔ اسکے بعد بیان ہے کہ جب یہ مؤلف بیمایہ محمد فخر الدین جنکی ظاہری اور باطنی پیدایش رئیس السالکین شیخ المشائخ تاج الواصلین فخر العاشقین حضرت نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہ العزیز سے ہوئی ہے زیارت کیلیے قدوۃ العارفین حریق المحبۃ شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مخدوم فرید الدین شکر بار مسعود اجودھنی کی (خدائے برتر انکے لطف خفی و جلی سے میری مدد کرے) کہ زیارت حق کے طلبگاروں کو حق میں کبریت احمر یعنی اکسیر ہے۔ اورنگ آباد خجستہ بنیاد سے درگاہ پاک پٹن میں پہنچکر اُس جناب ہدایت مآب کی سعادت سے بہرہ یاب ہوا اُس آستانہ کے اکثر اعزہ نے کرم و عنایت کی راہ سے فرمایا کہ اہل سنت و جماعت کے عقیدے جو خلق کے پیشوا

امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باشد بقید قلم بعبارت سہل آرید کہ موجب یاد آوری درجناب فیض انتساب شہ یعنی حضرت فریدالدین رحمہ م شود حال آنکہ استطاعۃ خود از جہتہ اختلافِ مسائل اینقدر نمی یافتم و طاقۃ عدم قبول سوال ایشان نیز نمیداشتم لہذا دست بدامن ملکی سمات قدسی صفات ہادی الخلق الیٰ صراط المستقیم مرشد الانام فی مناہیج الدین القویم شہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ ہم بواسطۂ فقہ اکبر کہ تالیف امام اکبر است رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ در زدم و بعبارت آسان بیان نمودم و ہر مسئلہ را معنونؔ شہ اے بیش گرفتہ ہ بعقیدہ ساختم تا عوام و خواص از کلامِ امامِ انام کہ بناے اہلِ سُنتہ و جماعۃ حنفی است بہرہ یاب گشتہ ایں ہیچمدان را بدعای تبعیت اہل سنتہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم و خیریت خاتمہ افتخار بخشند تو لاَ کہ اگر سہوے یا نسیانے بنظر آید بمقتضائے العفو عند کرامِ النّاسِ مامولٌ بخشند و اصلاح فرمایند +

ترجمہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق پر ہو دیں آسان عبارت میں تحریر کردیں کہ اس جناب فیض انتساب یعنی حضرت بابا فریدالدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ میں یاد آوری کا موجب رہے + حالانکہ مسائل کے اختلاف کے سبب اسقدر اپنی استطاعت نہیں پاتا تھا اور نہ اُن کے سوال کو نہ مان کر رد کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔ اسلیے فرشتہ عادات قدسی صفات۔ مخلوق کو سیدھی راہ چلانے والے۔ دین مضبوط کے راستوں میں لوگوں کے ارشاد کرنے والے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے دامن میں بذریعہ فقہ اکبر کے جو امام اکبر رضی اللہ عنہٗ کی تالیف و جمع کی ہوئی ہے میں نے ہاتھ مارا + اور آسان عبارت میں اُس کو بیان کیا + اور ہر مسئلہ کا شروع لفظ عقیدہ سے کیا تاکہ عام و خاص امام انام کے کلام سے جو اہل سنت و جماعت حنفی کی بنا اور اصل ہیں بہرہ یاب ہوکر اس ناچیز کو پیروی سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی اور خیریت خاتمہ کی دعا کرکے افتخار بخشیں۔ اُمید کہ اگر کوئی سہو یا نسیان نظر میں آجاوے تو موافق حکم العفو عند کرامِ النّاسِ مامولٌ یعنی بزرگ لوگوں کے نزدیک معافی کی اُمید ہی معاف فرماکر درست کردیں۔

عقیدہ ۱ - اصلِ توحید و ما یصح الاعتقاد بہ ترجمہ چیزیکہ صحت می یابد اعتقاد باں ہ این است کہ زبان را موافق دل ساختہ بگوید کہ ایمان آوردم بتوحید حق تعالیٰ در ذات و تفرید در صفات و بملائکہ کہ بندہائے حق تعالیٰ اند و مُبرّا اند از ذنوب و معاصی و منزّہ اند از ذکورت و انوثت و بکتابہائے حق تعالیٰ مثل توریت و انجیل و زبور و فرقان و غیرہا بلا تعیین عدد و بجمیع انبیا و رسل و بزندگی بعد موت و بآمدنِ قیامت و بتقدیرِ خیر و شر از اللہ تعالیٰ یعنی تقرر جمیع مخلوقات بمرتبہ کہ یافتہ می شود ش ضمیر عاید بسوئے مرتبہ م از حُسن و قبح و نفع و ضرر ش انیہہ بیانِ مرتبہ بصلہٗ از بیانیہ ھ بقید زمان و مکان ۔ عقیدہ ۲ حسابِ افعال و ترازوئے اعمال و بہشت و دوزخ و صراط و حوض حق است ۔

عقیدہ ۳ حق تعالیٰ واحد است ش نہ بطریقِ عدد کہ توہم شود بعد او دیگر ھ یعنی کسے اورا شریک نیست نہ در ذات و نہ در صفات ۔ عقیدہ ۴ و مشابہ نیست اورا کسی از مخلوقات قَالَ نُعَیْمُ ابْنُ حَمَّادٍ مَنْ شَبَّہَ اللّٰہَ بِشَیْءٍ مِّنْ خَلْقِہٖ

ترجمہ - عقیدہ ۱ توحید کی اصل اور جس سے اعتقاد صحیح ہوتا ہے یہ ہو کہ زبان کو دل کے موافق کر کے یوں کہے - کہ میں ایمان لایا حق تعالیٰ کو ذات میں ایک جاننے پر اور صفات میں یکتا سمجھنے پر - اور میں ایمان لایا فرشتوں پر کہ وہ حق تعالیٰ کے بندے ہیں - اور گناہوں اور نافرمانیوں سے بری ہیں - اور مرد اور عورت ہونے سے پاک ہیں اور میں ایمان لایا حق تعالیٰ کی کتابوں پر جیسے توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن مجید وغیرہ جنکا شمار مقرر نہیں اور میں ایمان لایا تمام نبیوں اور رسولوں پر - اور میں ایمان لایا مرنے کے بعد زندہ ہونے پر - اور میں ایمان لایا قیامت پر - اور میں ایمان لایا خدائے تعالیٰ کی طرف سے نیکی اور بدی کے اندازہ کر دینے پر یعنی تمام مخلوقات کا ایسے مرتبہ میں ٹھہرانا جس میں زمان و مکان کی قید کے ساتھ بھلائی اور برائی اور نفع اور نقصان پایا جاتا ہے - عقیدہ ۲ فعلوں کا حساب اور عملوں کی ترازو اور بہشت اور دوزخ اور پل صراط اور حوضِ کوثر حق ہے عقیدہ ۳ حق تعالیٰ ایک ہے نہ ایسا کہ گنتی کی طرح اسکے بعد دوسرے کا وہم پیدا ہو یعنی کوئی اُس کا شریک نہیں ہے نہ ذات میں اور نہ صفات میں عقیدہ ۴ اُس کا مخلوق سے کوئی مشابہ نہیں ہے کہ کہا ہے نعیم ابن حماد نے جسنے خدا تعالیٰ کو اسکی مخلوق سے کسی کے ساتھ مشابہ کیا یا تشبیہ دی کسی چیز کے ساتھ اُس کی مخلوق میں سے

فقد کفر **ترجمہ** گفت نعیم پسرِ حماد ہر کہ مانند کرد اللہ تعالیٰ را بچیزے از خلق او پس تحقیق کفر کرد **عقیدہ ۵** ہمیشہ بود در ماضی و ہمیشہ بود در باقی باسماءِ خود و صفاتِ ذاتی و فعلی خود۔ صفات ذاتی او ہفت اند حیات و قدرت و علم و کلام و سمع و بصر و ارادت۔ و صفات فعلی او تخلیق و ترزیق و انشاء و ابداع و صنع و غیر آں۔ **عقیدہ ۶** اسماء و صفاتِ حق تعالیٰ بتمامہا ازلی اند کہ نیست آنہا را ابتدا و ابدی اند کہ نیست آنہا را نہایت۔ **عقیدہ ۷** اللہ تعالیٰ عالم است بصفۃ علم ازلی خود و قادر است بقدرتِ خود کہ صفۃ ازلی اوست و متکلم است بکلام نفسی خود کہ صفتِ او است در ازل۔ و خالق است بتخلیقِ خود و فاعل است بفعلِ خود کہ صفت او است در ازل۔ **عقیدہ ۸** مفعول مخلوق است و حادث و فعل اللہ تعالیٰ غیر مخلوق است و قدیم۔

ترجمہ تو یقینی اُس نے کفر کیا **عقیدہ ۵** ہمیشہ تھا وہ گذری ہوئے زمانہ میں اور ہمیشہ رہیگا باقی میں بھی اپنے ناموں کے ساتھ اور اپنی ذاتی اور فعلی صفتوں کے ساتھ۔ اور اسکی ذاتی صفتیں سات ہیں یعنی صفتِ حیات کہ زندگی ہے۔ اور صفت قدرت یعنی قادر ہونا۔ اور صفت علم یعنی جاننا۔ اور صفت کلام یعنی بولنا۔ اور صفت سمع یعنی سننا۔ اور صفت بصر یعنی دیکھنا۔ اور صفت ارادت یعنی قصد و ارادہ کرنا۔ اور اسکی فعلی صفتیں تخلیق یعنی پیدا کرنا۔ اور ترزیق یعنی رزق دینا۔ اور انشا یعنی مادہ سے بنانا۔ اور ابداع یعنی بغیر مادہ بنانا۔ اور صنع یعنی کاریگری۔ اور اسکے سوائے۔ **عقیدہ ۶** خدا تعالیٰ کے نام اور صفتیں سبکی سب ازلی یعنی ہمیشہ کی ہیں جنکی ابتدا نہیں۔ اور ابدی یعنی ہمیشہ تک ہیں جنکی انتہا نہیں ہے۔ **عقیدہ ۷** خدائے برتر عالم یعنی جانتا ہے اپنی صفت علم سے جو ازلی ہے۔ اور قادر یعنی صاحب قدرت ہے اپنی صفت قدرت سے جو ازلی ہے۔ اور متکلم ہے یعنی کلام کرتا ہے اپنے کلام نفسی سے جو اُسکے نفس کی صفت ہے ہمیشہ کہ اُسکے کلام کرنیکی ابتدا نہیں۔ اور خالق یعنی پیدا کرنیوالا ہے اپنی تخلیق یعنی پیدا کرنیکی صفت سے۔ اور فاعل ہے یعنی کرنیوالا ہے اپنے فعل سے کہ اُسکی صفت ہے جو ہمیشہ سے ہے۔ یہ سب اسکی صفتیں ازلی ہیں لہذا وہ ہمیشہ سے عالم قادر خالق فاعل وغیرہ ہے۔ **عقیدہ ۸** مفعول مخلوق ہے اور حادث ہے یعنی جسکو خدا تعالیٰ فاعل حقیقی نے کیا وہ عدم سے وجود میں آکر مفعول بنا پس ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کے فعل سے وہ پیدا ہو کر مخلوق ہوا اور پہلے نہ تھا پھر وجود میں آیا لہذا حادث

عقیدہ۹ - صفاتِ حق تعالیٰ ازلی اند غیر حادث و نہ مخلوق ✤ پس ہر کہ گفت صفات حق تعالیٰ مخلوق اند یا حادث یا توقف کرد یا شک کرد دریں مسئلہ برابر ست کہ طرفینِ او مستوی باشند یا ترجیح دہد یک طرف را پس کافر است

عقیدہ۱۰ - قرآن مجید ش دریجا از قرآن مجید کلام نفسی مراد است از شرح فقہ اکبر ملا علی ؒ ھ کہ شان او از ہمہ بزرگ است در مصاحف مکتوب است بدستہا بواسطۂ نقوشِ حروف و اشکالِ کلمات و در دلہا محفوظ است نزدیک تصورِ مغیبات ش آنچہ غائب باشند و شاید کہ ایں لفظ معینات باشد ھ بالفاظِ متخیلات و بر زبانہا مقروء است از حروفِ ملفوظ کہ مسموع می شود و بر نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم منزل است بواسطۂ حروفِ مفردات و مرکبات در حالات مختلفات - عقیدہ۱۱ - تلفظِ ما بقرآن مجید مخلوق است و کتابتہائی ما قرآن مجید را و خواندنہائے ش شاید کہ بجائی لفظ خواندنہا لفظ حفظ باشد از شرح فقہ اکبر ملا علی ھ ما قرآن شریف را مخلوق است

ترجمہ ✤ عقیدہ۹ حق تعالیٰ کی صفتیں سب ازلی ہیں - حادث اور مخلوق نہیں ہیں تو جس نے کہا کہ حقتعالیٰ کی صفتیں مخلوق ہیں یا حادث ہیں یا اس مسئلہ میں توقف کیا یا شک کیا خواہ حالت شک میں اسکی شک کی دونوں طرفیں برابر ہوں ہاں اور نہیں کہنے میں یا شک کی ایکطرف کو ترجیح دیتا ہو حادث کے ہاں یا نہیں کہنے میں تو وہ کافر ہے - عقیدہ۱۰ - قرآن مجید - کہ اس سے مراد یہاں کلام نفسی خدا تعالیٰ ہے جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے - اُسکی شان سب سے بڑی ہے - کتابوں میں ہاتھوں سے لکھا گیا ہے نقوش حروف کے واسطے سے کلموں کی صورتوں میں - اور دلوں میں حفظ کیا گیا ہے غائب چیزوں کا تصور کر کے یا معنی دار کا تصور کر کے خیالی لفظوں میں - اور زبانوں پر پڑھا جاتا ہے اُنھیں خیالی لفظوں کے حروف کے ذریعے کہ سُننے میں آتا ہے - اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم پر مختلف حالتوں اور وقتوں میں مفرد اور مرکب حرفوں کے وسیلے سے اُتارا گیا ہے اور نازل ہوا ہے عقیدہ۱۱ - ہمارا تلفظ یعنی لفظ کر کے بولنا قرآن مجید کو مخلوق ہے اور ہمارا لکھنا قرآن مجید کو - اور ہمارا پڑھنا یا حفظ کرنا جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے قرآن شریف کو مخلوق ہے -

از جہۃ آنکہ گفتن و نوشتن و خواندن از جملہ افعالِ عباد است و فعلِ مخلوق مخلوق است۔ عقیدہ ۱۲ قرآن مجید ش اے کلام نفسی ھ غیر مخلوق است و نیست کہ حلول کند در مصاحف و غیر مصاحف بکتابت یا باشارت عقیدہ ۱۳ چیزیکہ ذکر کرد اللہ تعالیٰ در قرآن مجید از اخبار و آثار حضرت موسیٰ و جمیع انبیاء صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا و علیہم السلام و از فرعون و ابلیس بتمامہ کلامِ اللہ تعالیٰ قدیم و غیر مخلوق است ء

عقیدہ ۱۴ کلامِ موسیٰ وَلَوْ کَانَ مَعَ رَبِّهٖ و کلام سائر انبیاء و مرسلین و فرشتہائے مقربین مخلوق است و حادث عقیدہ ۱۵ قرآن مجید کلام حقتعالیٰ است از روئے حقیقۃ نہ از روئے مجاز پس قدیم است مانند ذات حق تعالیٰ و شنید موسیٰ کلام اللہ تعالیٰ را قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيْمًا ترجمہ کلام کرد اللہ تعالیٰ موسیٰ را کلام کردن۔

ترجمہ ۱۱ اسلیے کہ کہنا اور لکھنا اور پڑھنا یہ سب بندوں کے افعال ہیں اور مخلوق کا فعل مخلوق ہے عقیدہ ۱۲ قرآن مجید یعنی کلام نفسی خدا تعالیٰ کا غیر مخلوق ہے اور ایسا نہیں ہے کہ مصحفوں یعنی کتابوں میں اور غیر مصحفوں یعنی دلوں میں یا زبانوں پر حلول کر جاوے یعنی سما جاوے خواہ لکھ کر ہو یا اشارہ سے ہو۔ عقیدہ ۱۳ جو کچھ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا خبروں کی نسبت اور حضرت موسیٰ اور تمام انبیا صلوٰۃ اللہ علیٰ نبینا و علیہم السلام کے آثار کی نسبت اور فرعون اور ابلیس کی نسبت وہ سارا کا سارا خدا تعالیٰ کا کلام قدیم اور غیر مخلوق ہے۔ عقیدہ ۱۴ کلام موسیٰ علیہ السلام کا اگرچہ اپنے رب کے ساتھ تھا اور کلام تمام نبیوں اور رسولوں کا اور اُن فرشتوں کا جو خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں مخلوق اور حادث ہے عقیدہ ۱۵ قرآن مجید حقیقت میں حق تعالیٰ کا کلام ہے نہ مجازی طور پر پس قدیم ہے حق تعالیٰ کی ذات کی طرح۔ اور سُنا ہے موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے کلام کو جیسا فرمایا خدائے تعالیٰ نے كَلَّمَ اللّٰهُ الخ یعنی خدائے تعالیٰ نے کلام کیا موسیٰ سے کلام کرنا۔

عقیدہ ۱۶ - تحقیق بود اللہ تعالیٰ متکلم در ازل و نہ بود کلام با موسیٰ بل اصل موسیٰ - عقیدہ ۱۷ تحقیق بود اللہ تعالیٰ خالق در ازل پیش از پیدا کردنِ خلق عقیدہ ۱۸ - ہرگاہ کلام کرد اللہ تعالیٰ با موسیٰ کلام کرد اللہ تعالیٰ موسیٰ را بکلام قدیم خود کہ حق تعالیٰ را قبل از خلقت موسیٰ بود - عقیدہ ۱۹ - صفاتِ حقتعالیٰ بتمامہا واقع اند بخلاف صفاتِ مخلوقین کہ صفات ایشاں بہیچ وجہ مشابہ آنجناب منزّہ نیستند اگرچہ اشتراک اسمی واقع است - عقیدہ ۲۰ - اللہ تعالیٰ میداند حقائقِ اشیاء را و کلیاتِ اشیاء را و جزئیات اشیاء را و ظاہرِ اشیاء را و باطنِ اشیاء را بعلم ذاتی کہ ازلی است و ابدی است نہ مانند علم ما زیرا کہ ما میدانیم اشیاء را بآلات و تصوّر صور تہائے کہ در ذہنہا موافق فہمہائے ما حاصل آید -

عقیدہ ۲۱ قادر است اللہ تعالیٰ نہ مانند قدرتِ ما زیرا کہ قدرت او قدیم است بدون آلات و بدون مشارکت و ما مخلوقان قادر نیستیم مگر بر بعضی اشیاء آنہم بآلات و مددگار -

ترجمہ - عقیدہ ۱۶ - بیشک خدا تعالیٰ متکلم تھا ازل میں اور یہ کلام موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نہ تھا بلکہ اصل موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا - عقیدہ ۱۷ بیشک خدا تعالیٰ خالق تھا ازل میں مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے عقیدہ ۱۸ جب خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تو اپنے کلام قدیم کے ساتھ خدا تعالیٰ نے کلام کیا کہ وہ کلام قدیم حقتعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کی خلقت سے پہلے کا تھا -
عقیدہ ۱۹ - حقتعالیٰ کی ساری صفتیں مخلوقات کی صفتوں کے برخلاف واقع ہوئی ہیں کہ ان کی صفتیں کسی وجہ میں اُس جناب پاک کے مشابہ نہیں ہیں اگرچہ اسمی یعنی فقط نام کا اشتراک واقع ہے عقیدہ ۲۰ خدا تعالیٰ جانتا ہے چیزوں کی حقیقتوں کو اور انکی کلیات کو اور ان کی جزئیات کو اور انکے ظاہر کو اور انکے باطن کو علم ذاتی سے جو ازلی اور ابدی ہے نہ ہمارے جاننے کی مانند کیونکہ ہم چیزوں کو جانتے ہیں اپنے حواس کے آلوں سے اور صورتوں کے تصور کرنے سے جو موافق ہمارے فہموں کے ذہنوں میں آتی ہیں - عقیدہ ۲۱ خدائے تعالیٰ قادر ہے نہ ہماری قدرت کی طرح کیونکہ اسکی قدرت قدیم ہے بدون آلوں کے اور بدون مشارکت کے کہ اسکو ان کی احتیاج نہیں - بخلاف ہمارے کہ ہم مخلوق قادر نہیں ہیں مگر بعض چیزوں پر وہ بھی آلوں کے وسیلہ سے اور مددگار و نکی مدد سے ؎

عقیدہ ۲۲ - می بیند اللہ تعالیٰ نہ مانند دیدنِ ما و می شنود نہ مانند شنیدنِ ما زیراکہ ما می بینیم اشکالہا و رنگہائے مختلفہ را و می شنویم آواز کلمات مولفہ را بآلاتے کہ پیدا کردہ شدہ است در اعضائی مرکب و حقتعالیٰ می بیند اشکال و الوان و صور مختلفہ را بنظر اصلی خود - و می شنود آواز ہا را و کلمات مفردات و مرکبات را بسمع خود کہ صفۃ ازلی اوست بدون آلات و بے مشارکت دیگری از کائنات اگرچہ مرئی و مسموع از حادث است عقیدہ ۲۳ میگوید حقتعالیٰ نہ مانند کلامِ ما زیراکہ ما کلام میکنیم از حلق و زبان و لب و دندان و حروف - و اللہ تعالیٰ کلام میکند بدون واسطہ آلات و حروف از کمال ذات و صفات خود - عقیدہ ۲۴ - حروف مخلوق است مانند آلات و کلام اللہ تعالیٰ نامخلوق است و قدیم است باذات - عقیدہ ۲۵ - اللہ تعالیٰ و تبارک شے است یعنی موجود است بذات و صفات و نیست مثل اشیاء مخلوقہ از روئے ذات و صفات و معنی بودنِ حق تعالیٰ شے نہ مانند اشیاء است -

ترجمہ - عقیدہ ۲۲ - خدا تعالیٰ دیکھتا ہے نہ ہمارے دیکھنے کی مانند اور سنتا ہے نہ ہمارے سننے کی مانند کیونکہ ہم دیکھتے ہیں شکلوں اور مختلف رنگوں کو - اور ہم سنتے ہیں جڑے ہوئے کلموں والی آواز کو آلوں سے جو عضائے مرکب یعنی کان آنکھ منہ میں پیدا کیے گئے ہیں - اور حقتعالیٰ دیکھتا ہے شکلوں اور رنگوں اور مختلف صور تونکو اپنی اصلی اور دائمی نظر سے - اور سنتا ہے آوازوں کو اور مفرد اور مرکب کلموں کو اپنی سماعت سے کہ اسکی ازلی صفت ہے بغیر آلوں کے اور کائنات و مخلوقات میں بغیر کسی مشارکت کے اگرچہ دیکھی ہوئی اور سنی ہوئی اشیاء حادث مخلوق میں سے ہیں - عقیدہ ۲۳ - حق تعالیٰ کہتا ہے نہ ہماری کلام کی مانند کیونکہ ہم کلام کرتے ہیں حلق اور زبان اور ہونٹ اور دانت اور حروف سے - اور خدائے تعالیٰ کلام کرتا ہے بغیر وسیلہ آلوں کے اور حروف کے اپنی ذات اور صفات کے کمال سے -

عقیدہ ۲۴ - حروف مخلوق ہیں آلوں کی طرح اور خدا تعالیٰ کا کلام مخلوق نہیں ہے بلکہ قدیم ہے ذات کے ساتھ یعنی ذاتی صفت ہے کہ مع ذات قدیم ہے - عقیدہ ۲۵ - خدائے برتر اللہ صاحب برکت شے ہے یعنی موجود ہے ذات و صفات کے ساتھ - اور مخلوقہ چیزوں کے مانند نہیں ہے ذات و صفات کی رو سے بلکہ معنی حقتعالیٰ کے شے ہونیکے اشیاء کی مانند نہیں ہیں -

اثبات وجود ذات حق تعالیٰ بغیر جسم و بغیر عرض و جوہر است چنانچہ اشیاء صاحب جسم اند و عرض اند و جوہر۔ و حق تعالیٰ از ہمہ منزہ است وَلَا شَرِیْکَ لَہٗ در ذات و در جمیع صفات۔ عقیدہ ۲۶ - نیست حد و نہایت حقتعالیٰ را۔ و نیست ضد و منازع و ممانع در بدایت نہ در نہایت و نیست شبیہ مر حقتعالیٰ را۔ عقیدہ ۲۷ حق تعالیٰ را ید است و وجہ است و نفس است چنانچہ لائق ذات او است مِمَّا ذَکَرَ اللّٰہُ فِی الْقُرْاٰنِ مِنْ ذِکْرِ الْوَجْہِ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ۔ وَالْیَدِ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ وَالنَّفْسِ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی حِکَایَۃً عَنْ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ وَلَہٗ صِفَاتٌ بِلَا کَیْفٍ ترجمہ از آنچہ ذکر کرد اللہ تعالیٰ در قرآن از ذکر وجہ یعنی رو مثل فرمودن او تعالیٰ ہر چیز فانی شوندہ است مگر روئے او۔ و از ذکر ید یعنی دست مثل فرمودن او تعالیٰ دست خدا بر دستہائے شان است۔ و از ذکر نفس مثل فرمودن او تعالیٰ حکایتاً از حضرت عیسیٰ علیہ السلام میدانی آنچہ در نفس من است

ترجمہ ذات حق تعالیٰ کی وجود ہستی کا اثبات بغیر جسم اور بغیر عرض اور جوہر کے ہے جیسا اشیاء صاحب جسم اور عرض اور جوہر ہیں۔ اور حقتعالیٰ ان سب سے پاک ہے۔ اسکا ذات میں اور تمام صفات میں کوئی شریک نہیں ہے۔ عقیدہ ۲۶ حق تعالیٰ کی حد اور انتہا نہیں ہے۔ اور ضد اور منازع یعنی کوئی جھگڑنے والا اور ممانع یعنی کوئی منع کرنیوالا اسکا نہیں۔ نہ ابتدا میں نہ انتہا میں۔ اور نہ حقتعالیٰ کے لیے شبیہ و شکل ہے۔ عقیدہ ۲۷ - حق تعالیٰ کے ید اور وجہ اور نفس مبارک ہے جیسا اسکی ذات کے لائق ہے اس سبب سے کہ خدائے برتر نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے وجہ یعنی منہ کی نسبت یہ ذکر چنانچہ اس کا قول ہے کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ الخ یعنی ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر روئے مبارک اس کا۔ اور ید یعنی ہاتھ کی نسبت یہ ذکر جیسا اس کا قول ہے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ یعنی خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ اور نفس کی نسبت یہ ذکر جیسا خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بابت بطور حکایت ہے تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ الخ یعنی تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے

ونمیدانم آنچہ در نفسِ تست۔ وبرائے او تعالیٰ صفات بیچگون ہستند یعنی کیفیاتِ صفات غیر معلوم اند۔ **عقیدہ**[۲۸]۔ نباید گفت در مقامِ تاویل چنانچہ بعض خلف کہ مخالفِ سلف اند میگویند کہ عبارت از ید قدرت است یا نعمت حق بہت زیراکہ در تاویل ابطال صفۃِ حق است و آں قول اہلِ قدر و اہلِ اعتزال است ولیکن یدِ حق صفتِ حق است بلاکیف کہ مانمی شناسیم کیفیۃِ یداو راکہ صفۃِ او است چنانچہ عاجزیم در معرفۃ کنہ بقیۂ صفات او فضلاً عن معرفۃ ذاتہٖ **عقیدہ**[۲۹] غضب حق تعالیٰ و رضائے او دو صفۃ اند از صفاتِ او لیکن بلاکیف **عقیدہ**[۳۰]۔ پیدا کرد حق تعالیٰ اشیاء را بغیر مادہ کہ سابق باشد بر مخلوقات چنانچہ اللہ تعالیٰ در قرآن مجید فرمودہ است **خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ** **ترجمہ** پیدا کنندہ ہر چیز است ×

ترجمہ اور جو تیرے جی میں ہے وہ میں نہیں جانتا۔ اور خدا تعالیٰ کی صفتیں بلاکیف ہیں یعنی بدون اسکے کہ کیونکر اور کیسی ہیں اسلیئے کہ کیفیاتِ صفات معلوم نہیں ہیں اور نہ ہوسکتی ہیں کیونکہ محدود بیحد کو حد میں نہیں لاسکتا اور بغیر احاطہ کیئے کیفیت و حقیقت نہیں جانی جاسکتی پس ازلی و ابدی صفات کی کیفیات اُنکے قدیم و دائم ہونیکے سبب کوئی مخلوق حادث جو عدمیں میں محدود ہے نہیں جان سکتا ناچار اُسکے بلاکیف ہونے پر ایمان و اعتقاد لائیگا۔ **عقیدہ**[۲۸]۔ مذکورہ بالا صفات و الفاظ کی تاویل کرکے یوں نہ کہنا چاہیئے جیسا پچھلے جو اگلوں کے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ ید سے مراد قدرت ہے یا نعمت حق ہے اسلیئے کہ تاویل کیصورت میں صفت حق کا باطل کرنا ہے حالانکہ مثل صفت قدرت یہ بھی ایک صفت حق ہے۔ اور یہ قول اہل قدریہ اور معتزلہ کا ہے۔ اور نہ ہم اسکو مثل مخلوق کے ہاتھ کے جانتے ہیں ولیکن یدِ حق صفت حق ہے بلاکیف کہ ہم اُس ید کی کیفیت کو جو خدا کی صفت ہے نہیں پہچانتے ہیں جیسا اسکی باقی صفات کی کنہ اور حقیقۃ کی معرفت میں ہم عاجز ہیں بلکہ اس سے بڑھکر اسی طرح ذات کی معرفت سے بھی ہم عاجز ہیں لہذا اسکو بلاکیف ایک صفت حق جانتے ہیں۔ **عقیدہ**[۲۹] حقتعالے کا غضب اور اسکی رضا یہ بھی اسکی صفات میں سے دو صفتیں ہیں لیکن بلاکیف۔ **عقیدہ**[۳۰] حقتعالی نے اشیاء کو پیدا کیا بغیر مادہ کے کہ مخلوقات پر پہلے سے ہو یعنی اشیاء کے پیدا کرنے سے پہلے کوئی مادہ نہ تھا جس سے مخلوق کو بنایا بلکہ بغیر مادہ کے اشیاء کو پیدا کیا جیسا خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے **خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ** یعنی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

حالانکہ خلقتِ بعض اشیاء از مواد منافیٔ عقیدۂ سابق نیست زیرا کہ اصل مواد از مخلوق غیر موجود است۔ عقیدہ ۳۱۔ بود اللہ تعالیٰ عالم در ازل با شیاء قبل وجودِ اشیاء دراں حال کہ مقدر کردہ است اشیاء را موافق ارادۂ خود و حکم کردہ مطابق علمِ خود در اشیاء پس علم اللہ تعالیٰ قدیم است و بعض متعلقاتِ آں علم حادث است چنانچہ نص صریح دال اوست وَلَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ ترجمہ پوشیدہ نگردد ازو برابر ذرہ در آسمانہا و نہ در زمین و نیست خوردتر ازاں و نہ بزرگتر ازاں مگر آنکہ مکتوب است در کتابِ روشن یعنی لوح محفوظ خلاصہ از تفسیر حسینی۔ عقیدہ ۳۲ نباشد در دنیا و نہ در آخرت ہیچ موجودے حادث در جمیع احوال مگر بمشیتِ او و علم او و قضاءِ او یعنی حکم او و قدرِ او یعنی بمقدارِ تقدیرِ او و کتابتِ او در لوحِ محفوظ کہ بوصف است شیٔ اے بوصف موجودِ حادث نہ بحکم یعنی نوشتہ است حقتعالیٰ در جمیع اشیاء

ترجمہ تو اس کلیہ میں مادہ بھی داخل ہے اور مادہ کا خالق بھی وہی ہے پس ابتداء ہر چیز کی بے مادہ ہے۔ حالانکہ پیدائش بعض چیزوں کی بعض مادوں سے پہلے عقیدہ کی نفی نہیں کرتی کیونکہ اصل مواد مخلوق کا غیر موجود ہے۔ عقیدہ ۳۱ خدا تعالیٰ جانتا تھا اشیاء کو ازل میں اشیاء کے وجود کے پہلے اس حال میں کہ مقدر کیا ہے اشیاء کو اپنے ارادہ کے موافق اور حکم کیا مطابق اپنے علم کے اشیاء میں۔ پس علم خدا تعالیٰ کا قدیم ہے اور اس علم کے بعض متعلقات حادث ہیں جیسا نص صریح اسکی دال ہے کہ سورۂ سبا میں ہے وَلَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ الخ یعنی اور اس سے چھپا نہیں رہتا کچھ ذرہ برابر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہیں ہے اس سے خردتر اور نہ اس سے بزرگتر مگر یہ کہ لکھا ہوا ہے کتاب روشن میں یعنی لوح محفوظ میں۔ یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا۔ عقیدہ ۳۲ نہیں رہتا ہے یا ہوتا ہے دنیا میں اور نہ آخرت میں کوئی موجود حادث تمام احوال میں مگر اس کی مشیت اور اس کے علم اور اس کی قضا سے یعنی اسکے حکم سے۔ اور اسکے قدر سے کہ موافق مقدار اسکے اندازہ کرنے کے ہے۔ اور اس کے لکھدینے کے ہے لوح محفوظ میں جو موافق وصف موجود حادث کے ہے۔ نہ موافق حکم کے۔ یعنی حق تعالیٰ نے ساری اشیاء کے حال میں یہ بات لکھ رکھی ہے کہ

بانیکہ خواہد شد چنیں و چنیں موافق قضاء نہ بر وجہ امر زیرا کہ اگر می کرد امر ہماں وقت بوجود می آمد۔ و قضاء و قدر یعنی حکم اجمالی و تفصیلی او ست۔ و مشیتہ ارادہ حق تعالیٰ کہ متعلق بآں است شئ یعنی موجود حادث حادث ہم صفتِ حق تعالیٰ است در ازل بلا کیف عقیدہ ۳۳ میداند حق تعالیٰ معدوم را در حالتِ عدمِ آں معدوم و میداند کہ آں معدوم وقت موجود شدن بکدام حال پیدا خواہد شد۔ عقیدہ ۳۴ میداند اللہ تعالیٰ موجود را در حالتِ وجودِ او و میداند کہ بکدام نہج خواہد بود فناءِ او۔ عقیدہ ۳۵ میداند حقتعالیٰ قائم را در حالتِ قیامِ او پس ہرگاہ می نشیند قائم میداند حق تعالیٰ او را قاعد در حالِ نشستنِ او از غیر تغیر شدنِ علم او در ازل یعنی علمِ حق تعالیٰ از نشستن و برخاستن و حیات و ممات و صلوٰۃ و صوم و سائر مقامِ موجود تغیر نمی یابد بایں نہج کہ در ازل نبودہ باشد حالا حادث شدہ باشد بایں قسم شئ یعنی بایں قسم اختلاف احوال مذکورہ بالا و لیکن تغیر و اختلاف احوال از قیام و قعود

ترجمہ کہ اس طرح اور اس طرح قضا کے موافق ہوگا نہ امر کی وجہ پر کیونکہ اگر امر تا تو اسی وقت وجود میں آجاتا۔ اور قضا اور قدر اُسکے حکم میں اجمالی اور تفصیلی اور مشیت کہ حقتعالیٰ کا ارادہ جو موجود حادث کو متعلق ہے یہ صفت حقتعالیٰ کی ہے ازلی بلا کیف عقیدہ ۳۳ حقتعالیٰ جانتا ہے معدوم کو اُس معدوم کے نہ ہونیکی حالت میں اور جانتا ہے کہ وہ معدوم موجود ہونیکے وقت کس حال میں پیدا ہوگا عقیدہ ۳۴ خدا تعالیٰ جانتا ہے موجود کو اُسکے ہونیکی حالت میں اور جانتا ہے کہ کس طریق سے فنا ہوگا۔

عقیدہ ۳۵ حق تعالیٰ جانتا ہے قائم کو اُس کے کھڑے ہونے کی حالت میں پھر جب بیٹھتا ہے وہ قائم تو حق تعالیٰ اُسکو قاعد جانتا ہے اُس کے بیٹھنے کی حالت میں بغیر تغیر ہونے اُس کے علم کے ازل میں یعنی علم ازلی حق تعالیٰ کا موجود کے بیٹھنے اور اُٹھنے اور زندہ ہونے اور مرنے اور نماز اور روزہ سے اور اُسکی ساری جگہ سے تغیر نہیں پاتا ہے اس طرح کہ ازل میں تو نہ ہوا ہووے اب احوال مذکورہ بالا کے اس قسم کے اختلاف کے سبب حادث ہوا ہو۔ اور لیکن تغیر اور اختلاف احوال کا بسبب قیام اور قعود

و امثالِ آں از افعال پیدا می شود در مخلوقین + عقیدہ ۳۶ - پیدا کرد حق تعالےٰ خلق را سادہ از آثار کفر و انوار ایمان بایں کہ گردانید ایشاں را قابل اینکہ از ایشاں عصیان و احسان ش عبادت بحضور دل م واقع شود بعد ازاں خطاب کرد حق تعالیٰ ایشاں را در وقت تکلیف ش اینوقت در شرع بلوغ است کہ تقدیر کردند ش علماء بہ پانزدہ ۱۵ سال م بعبادت و امر کرد ایشاں را بایمان و طاعت و منع کرد ایشاں را از کفر و معصیۃ پس ہر کہ کفر کرد کفر کرد بہ فعلِ خود و اختیارِ خود و انکارِ خود و اصرارِ خود بر جہل و استکبارِ خود بخذلانِ اللہ تعالیٰ یعنی بترک نصرت اللہ تعالیٰ او را و ہر کہ ایمان آورد بفعلِ خود و انقیادِ خود و اقرار بزبانِ خود و تصدیق بجنان س بفتح جیم بمعنی دل م خود موافق امر اللہ تعالیٰ از توفیقِ اللہ تعالیٰ آزادیاری اللہ تعالیٰ او را بمقتضائے فضلِ خود کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ ہر آئینہ صاحب فضل است بر آدمیان +

ترجمہ اور اس جیسے افعال کے مخلوقات میں پیدا ہوتا ہے۔ عقیدہ ۳۶ پیدا کیا حق تعالیٰ نے خلق کو سادہ آثارِ کفر اور انوار ایمان سے یعنی بے رنگ کفر و ایمان اسطرح کہ انکو قابل اسکے بنا یا کہ انسے عصیان اور احسان واقع ہووے یعنی نافرمانی اور عبادت جو حضور دل سے ہو۔ بعد اسکے خطاب کیا حق تعالیٰ نے انکو تکلیف کے وقت میں عبادت کے ساتھ۔ اور وقت تکلیف کا شرع میں بلوغ ہے جس کا اندازہ علمانے پندرہ ۱۵ برس کیا ہے - اور حکم کیا انکو ایمان اور طاعت کا اور منع کیا انکو کفر و معصیت سے - پھر جس نے کفر کیا کفر کیا اپنے فعل سے اور اپنے اختیار سے اور اپنے انکار اور اپنے اصرار سے اور اپنے جہل و استکبار پر یعنی نادانی اور غرور پر خدا تعالیٰ کے خذلان سے یعنی اُسکے لیے خدا تعالیٰ کی نصرت و مدد کے ترک یعنی چھوٹ جانے سے - اور جو کوئی ایمان لایا ایمان لایا اپنے فعل سے اور اپنے تابعدار اور مقید ہونے سے اور اپنی زبان پر اقرار کرنے اور اپنے دل سے تصدیق کرنے یعنی سچ ماننے سے موافق حکم خدا تعالیٰ کے خدا تعالیٰ کی توفیق اور اُسکی مدد سے اُسکے لیے اپنے فضل کے موافق جیسا فرمایا خدا تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ یعنی یقینی خدا تعالیٰ البتہ صاحب فضل ہے لوگوں پر +

عقیدہ ۳۷ - بیرون آورد ذریت حضرت آدم علیہ السلام را تا روز قیامۃ پس یعنی ہر قدر
کہ تا روز قیامۃ پیدا شدنی است ہر طبقہ بعد طبقہ از صلب حضرت آدمؑ اولاً بعد از آن
از اختلاف اصلاب فرزندان و ترائب بنات آدمؑ کہ بعض آں سپید بودند و بعض آں سیاہ
و انتشار ساخت بسوئی یمین و یسار آدمؑ بعد از آں خطاب کرد ذریات آدمؑ
را بقول اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ یعنی آیا نیستم پروردگار شما و امر کرد ایشاں را
بایمان و احسان و منع کرد ایشاں را از کفر و عصیان پس اقرار کردند حق تعالیٰ
جل شانہ را بربوبیۃ و ذاتہائے خود را بعبودیۃ از قول بلیٰ از روئی ایمان حقیقی یا حکمی فہم
یُوْلَدُوْنَ عَلٰی تِلْكَ الْفِطْرَۃِ ترجمہ پس آنہا پیدا کردہ میشوند بریں
آفرینش ٭ عقیدہ ۳۸ شخصے کہ کفر آورد بعد ایمانِ میثاقے تبدیل کرد و تغیر
ساخت ایمان فطری را بکفر و کسی کہ ایمان آورد و تصدیق کرد در اظہارِ ایمان
باین روش کہ ایمان لسانی را مطابق تصدیقِ جنانی ساخت ثابت ماند بریں
خود کہ اصل فطرت بود و مستمر شد بر اقرار خود کہ بقولِ لفظِ بلیٰ بود۔

ترجمہ۔ عقیدہ ۳۷۔ باہر لایا خدا تعالیٰ اولاد حضرت آدم علیہ السلام کو دن قیامت تک یعنی
جسقدر کہ دن قیامۃ تک پیدا ہونیوالے ہیں طبقہ کے بعد طبقہ اول حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے
بعد اُس کے اُن کے فرزندوں کی پشتوں اور بیٹیوں کے سینوں سے کہ بعض اُن کے سپید تھے اور بعض
اُن کے سیاہ۔ اور آدم علیہ السلام کے دہنے اور بائیں انکو پھیلا کر اسکے بعد ذریت آدم علیہ السلام
سے خطاب کیا اس قول سے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ یعنی کیا میں نہیں ہوں تمھارا پروردگار۔ اسکو
روز میثاق کہتے ہیں۔ اور حکم کیا انکو ایمان اور احسان کا اور انکو کفر و عصیان سے منع کیا۔ پس سب نے
حق تعالیٰ جل شانہ کے رب ہونے پر اقرار کیا ایمان میثاقی کا اور اپنی ذاتوں کے لیے عبودیت
یعنی بندہ ہونے پر قول بلیٰ یعنی ہاں سے۔ یہ اقرار ایمانِ میثاقی ایمان حقیقی کی راہ سے تھا
یا حکمی کی فہم یُوْلَدُوْنَ عَلٰی تِلْكَ الْفِطْرَۃِ یعنی پس وے پیدا کیے جاتے ہیں اسی پیدائش
پر۔ عقیدہ ۳۸۔ جس شخص نے بعد ایمان میثاقی کے کفر اختیار کیا تو اُس نے ایمان فطری کو کفر سے بدلدیا
اور تغیر کر دیا۔ اور جو کوئی کہ ایمان لایا اور اُس نے تصدیق کی ایمان کے ظاہر کرنے میں اس طریقہ سے کہ زبانی ایمانکو دلکی
تصدیق کے مطابق کر لیا وہ اپنے دین پر جو اصل فطرۃ کا تھا ثابت رہا اور اپنے اقرار پر جو لفظ بلیٰ کے قول سے تھا جاری رہا

عقیدہ ۳۹ جبر نہ کردہ است ہیچکس را از خلق خود بر کفر و نہ بر ایمان و پیدا نہ کردہ است اللہ تعالیٰ ایشان را مومن و نہ کافر بلکہ پیدا کردہ است ایشان را اشخاص **عقیدہ ۴۰** ایمان و کفر فعل عبد است یعنی باعتبار اختیار ایشان نہ بر وجہ اضطرار **عقیدہ ۴۱** می داند اللہ تعالیٰ شخصی را کہ کفر میکند کافر در حالتِ کفر و ہرگاہ ایمان می آرد بعد از ارتکابِ کفر میداند اللہ تعالیٰ او را مومن در حالِ ایمانِ او از غیر تغیر علمِ او تعالیٰ و صفتِ او تعالیٰ **ش** یعنی غضب و رضا چنین است در شرح فقہ اکبر ملا علی۔ **م** یعنی از کفر بندہ و ایمانِ بندہ علمِ حق تعالیٰ متغیر نمی شود و نہ صفتِ او تعالیٰ **ش** یعنی غضب و رضا۔ **م**۔

عقیدہ ۴۲ جمیع افعالِ عباد از کفر و ایمان و طاعۃ و عصیان کسب ایشان است بر سبیلِ حقیقۃ و نیست بطریق مجاز و نہ بر سبیلِ اکراہ و غلبہ بلکہ اختیارِ ایشان است در فعلِ ایشان باعتبارِ اختلاف و میلان ذاتہائے ایشان **لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ** ترجمہ برائے آں باشد آنچہ کسب کرد از نیکوئیہا و بر وے باشد آنچہ کسب کرد

ترجمہ۔ عقیدہ ۳۹ خدا تعالیٰ نے جبر نہیں کیا ہے کسی کے لیے اپنی مخلوق سے کفر پر اور نہ ایمان پر اور نہ انکو مومن پیدا کیا ہے اور نہ کافر بلکہ پیدا کیا ہے انکو اشخاص۔ **عقیدہ ۴۰** ایمان و کفر بندہ کا فعل ہے یعنی باعتبار ان کے اختیار کے نہ اضطرار کی وجہ پر۔ **عقیدہ ۴۱** خدا تعالیٰ اُس شخص کو جو کفر کرتا ہے کافر جانتا ہے کفر کی حالت میں۔ اور جب کفر اختیار کرنیکے بعد ایمان لاتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسکو مومن جانتا ہے اُسکے ایمان کے حال میں بغیر متغیر ہونے خدا تعالیٰ کے علم کے اور خدا تعالیٰ کی صفت کے یعنی صفتِ غضب و رضا کے۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں اسی طرح ہے۔ یعنی بندہ کے کفر و ایمان سے حقتعالیٰ کا علم متغیر نہیں ہوتا ہے اور نہ اُسکی صفتِ غضب و رضا۔ **عقیدہ ۴۲**۔ بندوں کے تمام افعال خواہ کفر و ایمان کے ہوں خواہ طاعت اور عصیان یعنی بندگی اور نافرمانی کے حقیقت کی راہ سے یہ اُنھیں کا کسب ہے۔ اور مجاز کے طریق پر نہیں ہے اور نہ زبردستی اور غلبہ کی راہ سے ہے بلکہ اُن کے فعل میں انکا اختیار ہے اُن کے اختلاف کے اعتبار سے اور اُن کی ذاتوں کے اسطرف میلان کرنے سے **لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ** یعنی جو کچھ نیکیاں انھوں نے کسب کیں وہ انھیں کے لیے ہونگی اور جو کچھ کوشش کر کے انھوں نے

بجہد او بدیہا عقیدہ ۴۳ اللہ تعالیٰ خالقِ افعالِ عباد است موافق ارادہ خود
کما قال اللہ تعالیٰ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ و فعلِ عباد نیز داخل در تحت شی است
عقیدہ ۴۴ تمام افعالِ عباد از خیر و شر کسبِ ایشاں بارادہ و علمِ حق تعالیٰ و قضائے
حقتعالیٰ است عقیدہ ۴۵ طاعۃ بتمامہا ش از فرض و واجب و مندوب ہ قلیل و کثیر
ثابت است از امرِ اللہ تعالیٰ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ترجمہ فرمان
برید اللہ تعالیٰ را و فرمان برید رسول را صلعم ٭ و سبب محبتِ حق تعالیٰ است
اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ دوست می دارد پرہیزگاران
را ٭ و از رضائے حق تعالیٰ است لقولہ تعالیٰ فی حق المؤمنین رَضِیَ
اللّٰہُ عَنْھُمْ ترجمہ خوشنود شد اللہ تعالیٰ از ایشاں ٭ و علم و مشیتہ و قضا (اے سبب رضای حقتعالیٰ است ۱۲)
و تقدیرِ حق تعالیٰ است و معصیتہ بتمامہا ش از کفر و شرک و کبیرہ و صغیرہ
ہم از علمِ حق تعالیٰ و قضائی حق تعالیٰ و تقدیر حق تعالیٰ است و مشیتہ حق تعالیٰ
و نیستند سببِ محبتِ حق تعالیٰ چنانچہ آیت قرآن مجید مشعر است اِنَّ اللّٰہَ لَا

ترجمہ برائیاں کامیں انکا بوجھ انھیں پر رہیگا۔ عقیدہ ۴۳ بندوں کے فعلونکو خدا تعالیٰ پیدا
کرتا ہے اپنے ارادہ کے موافق جیساکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا خالق کلشیٔ یعنی ہر چیز کا خالق ہے اور
تحت شے میں بندونکے فعل بھی داخل ہیں تو ان کا خالق بھی وہی ہے۔ یس اسی نے پیدا کیے اور وہی پیدا کرتا ہے
عقیدہ ۴۴۔ بندوں کے تمام فعل نیکی اور بدی کے اونھیں نے کمائے ہوے ہیں حقتعالیٰ کے
ارادہ اور علم سے اور حق تعالیٰ کی قضا سے عقیدہ ۴۵ فرماں برداری تمام قسم کی
فرض اور واجب اور نفل و مستحب تھوڑی اور بہت ثابت ہے خدا تعالیٰ کے حکم سے
اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول یعنی تابعداری کرو خدائے تعالیٰ کی اور تابعداری
کرو رسول صلعم کی۔ اور یہ تابعداری سبب ہے خدائے تعالیٰ کے لیے محبت کی۔ اِنَّ
اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ہ یعنی یقیناً خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے پرہیزگارونکو۔ اور یہی سبب ہے
خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی بسبب فرمانے خدا تعالیٰ کے مومنین کے حق میں رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ یعنی خوشنود ہو گیا خدا تعالیٰ
انسے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے علم اور مشیت اور قضا اور تقدیر سے ہے اور نافرمانی بھی ہر قسم کی یعنی کفر اور شرک اور کبیرہ اور صغیرہ خدا
تعالیٰ کے علم اور قضا اور تقدیر اور مشیت سے ہے لیکن سبب محبت خدا تعالیٰ کی نہیں ہے جیسا آیت قرآن مجید کی آگاہ کر رہی ہے

يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ ۝ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ دوست نمیدارد کافران را ۔ و نیستند
معاصی برضاءِ حق تعالیٰ لقوله تعالیٰ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ سورہ زمر
رکوع ۱ و نہ بامرِ او تعالیٰ چنانچہ در کلام مجید واقع است اِنَّ اللّٰهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ
ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ حکم نمی فرماید بہ بیحیائی ۔ عقیدہ ۴۶ جمیع انبیاء علیہم
السلام پاک اند از صغائر و کبائر و قبائح مانندِ قتل و زنیٰ و لواطت و سرقہ و قذفِ
محصنہ و سحر و فرار از جہاد و ظلم بر عباد و قصد فساد در بلادش عمداً و سہواً از
کبائر نہ سہواً از صغائر بعد تشرف بہ نبوت نہ قبل و معصوم اند از کفر قبل از نبوت
و ایں ہمہ بالاجماع است خلاصہ از شرح فقہ اکبر ملا علی م

عقیدہ ۴۷ ۔ تحقیق بود از بعض انبیاء علیہم السلام قبل از ظہور نبوت یا بعد
مناقب رسالت زلات و خطیئات ۔ عقیدہ ۴۸ محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم

ترجمہ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ ۝ یعنی یقینی خدا تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا ہے ۔ اور
معصیتیں خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی سے نہیں ہیں بسبب فرمانے خدا تعالیٰ کے سورۂ زمر میں
اول رکوع میں وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ یعنی خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا ہے
اور نہ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہیں جیسا کلام مجید میں واقع ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ
یعنی خدا تعالیٰ بے حیائی کے لیے حکم نہیں دیتا ہے عقیدہ ۴۶ تمام انبیاء علیہم السلام صغیرہ
اور کبیرہ گناہوں اور برائیوں سے پاک ہیں جیسے قتل اور زنا اور لواطت اور چوری ۔ اور پارسا
عورتوں پر بہتان باندھنے ۔ اور جادو اور جہاد سے بھاگنے ۔ اور بندوں پر ظلم کرنے ۔ اور شہروں
میں فساد پھیلانے سے انہیں کبیرہ گناہوں سے جانکر اور بھولکر دونوں طرح گناہ کرنے سے انبیاء پاک
ہیں ۔ اور صغیرہ سے جانکر پاک ہیں نہ بھولکر نبوت سے بزرگی حاصل کرنے کے بعد یعنی نبی ہونیکے بعد نہ
اس سے پہلے ۔ اور معصوم ہیں انبیاء کفر سے نبی ہونیکے پہلے بھی ۔ اور یہ سب مسائل بالاجماع ثابت ہیں
اور یہی خلاصہ ہے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کا ۔ عقیدہ ۴۷ بیشک ہوئے ہیں بعض انبیاء علیہم السلام سے زلات
یعنی لغزشیں اور خطیئات یعنی خطائیں نبوۃ ظاہر ہونے سے پہلے یا مناقب رسالت کے بعد یعنی رسالت کے اوصاف حمیدہ کے بعد
عقیدہ ۴۸ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم

بن منافؔ بن قصیؔ بن کلابؔ بن مرّہؔ بن کعبؔ بن لوئیؔ بن غالبؔ بن فہرؔ بن مالکؔ بن نضرؔ بن کنانہؔ بن خزیمہؔ بن مدرکہؔ بن الیاسؔ بن مضرؔ بن نزار بن معدؔ بن عدنان **شش** ودریں قدر بہ نسب آنحضرت صلعم اختلاف نیست۔ و روایت کردہ شد از آنحضرت صلعم کہ منسوب فرمود نفس مبارک خود را تا نزار بن معد بن عدنان از شرح فقہ اکبر ملّا علی۔ **م** خاتم الانبیاء است و حبیب اللہ تعالیٰ و بندۂ خاص حضرت جل و علیٰ و رسول اللہ تعالیٰ و تبارک و عبادت نہ کردہ است صنم را و شریک نہ کردہ است باللہ تعالیٰ کسے را گاہے نہ قبل از نبوت نہ بعد از نبوت و نہ مرتکب شدہ است صغیرہ و کبیرہ را **س** نہ قبل از نبوت نہ بعد **م**

عقیدہ ۴۹۔ افضل الناس بعد وجود مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق بن قحافہ است رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ایشاں حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ایشاں حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ایشاں حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ابن ابی طالب۔

ترجمہ ابن عبد مناف ابن قصیؔ ابن کلاب ابن مرّہ ابن کعب ابن لوئی ابن غالب ابن فہر ابن مالک ابن نضر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن الیاس ابن مضر ابن نزار ابن معد ابن عدنان جنکا نسب شریف یہ ہے۔ خاتم انبیاء ہیں یعنی ختم کرنیوالے نبیوں کے کہ نبوت آپ پر ختم ہے کوئی نبی بعد آپ کے نہیں ہو سکتا۔ اور آپ حبیب خدا تعالیٰ ہیں۔ اور حضرت جل و علی کے بندۂ خاص ہیں۔ اور خدا تعالیٰ و تبارک کے رسول ہیں۔ بت کو آپ نے کبھی نہیں پوجا۔ اور نہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسیکو شریک کیا کبھی نہ پہلے نبوت کے نہ بعد نبوت کے۔ اور نہ صغیرہ اور کبیرہ کبھی گناہ کیا نبوت سے پہلے اور بعد۔ اسقدر نسب شریف مذکورہ بالا میں کہ معہ آنحضرت صلعم ۲۲ بائیس پشتیں ہوتی ہیں اختلاف نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ آپنے منسوب فرمایا اپنی نفس مبارک کو نزار ابن معد ابن عدنان تک کو شرح فقہ اکبر ملا علی میں ہے۔ **عقیدہ** ۴۹ آدمیوں میں سب سے بزرگ بعد وجود مبارک حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے حضرت ابوبکر صدیق بن قحافہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ان کے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ان کے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ بعد ان کے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ ابن ابی طالب ہیں ✦

عقیدہ - بعد خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم باقی دوام بر تبعیت حق اند چنانچہ بودند در زمانِ ماضی یعنی حضور جناب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم تغیرِ حالِ ایشاں و نقصان در کمالِ ایشاں ش نقصان عطف است بر تغیر یعنی بے نقصان ص پس بوقوعِ مشاجرات وغیرہا تغیرے بحال و نقصانے درکمال واقع نشد **عقیدہ ۱۵** دوست میداریم ما اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم را ش آل نیز شامل اصحاب است م و زشت نمیگوئیم کسے را از ایشاں بخلاف روافض و خوارج لقولہ تعالیٰ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ترجمہ پیشی کنندگانِ پیشینان کہ از ہجرت کنندگان اند از مکہ بمدینہ و از مددگاران کہ اہل مکہ را مدد کردند و آنانکہ متابعت کردند سابقان را در ایمان و طاعۃ مراد ند سائر صحابہ خوشنود شد خدا تعالیٰ از ایشاں بقبولِ طاعۃ ایشاں و خوشنود شدند ایشاں از خدا تعالیٰ بانچہ یافتند از نعیم دینیہ و دنیویہ خلاصہ از تفسیر حسینی

ترجمہ - عقیدہ بعد چاروں خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باقی اصحاب حضور صلعم کے ہمیشہ حق کی پیروی پر ہیں جیسا گذشتہ زمانہ یعنی حضور جناب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم میں تھے بغیر تغیر ہونے انکی حال کے اور بدون نقصان کے انکے کمال میں۔ پس مشاجرات وغیرہ معرکوں کے واقع ہونیکے سبب کچھ تغیر انکے حال میں اور کچھ نقصان انکے کمال میں نہیں واقع ہوا۔ **عقیدہ ۱۵** ہم اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دوست رکھتے ہیں اور آل بھی شامل اصحاب میں ہیں۔ اور ہم ان میں سے کسی کو برا نہیں کہتے ہیں۔ بخلاف رافضیوں اور خارجیوں کے کہ اول اصحاب کی جناب میں اور دوم آل کے حضور میں گستاخ و بے ادب ہیں۔ اور ان کی دوستی اس فرمان خدا تعالیٰ کے سبب ہے وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ جو لوگ سبقت لیجانے والے ہیں آگے رہنے والے مہاجرین جو مکہ سے ہجرت کرنے والے ہیں مدینہ کو اور انصار یعنی مدد کرنے والے جنھوں نے اہل مکہ کی جو مہاجر ہو کر آئے تھے مدد کی۔ اور جنھوں نے آگے رہنے والوں کی متابعت اور پیروی کی ایمان اور طاعت میں کہ مراد تمام صحابہ ہیں راضی ہو گیا خدا تعالیٰ انسے انکی طاعت کو قبول فرماکر۔ اور راضی ہو گئے وے خدا تعالیٰ سے اس چیز پر جو دینی اور دنیوی نعمتیں انھوں نے پائیں۔ یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا۔

ولقولہ علیہ السلام لا تسبوا اصحابی ترجمہ برائے فرمودن علیہ السلام
زشت نہ گوئید اصحاب مرا ۔ عقیدہ ۵۲ یاد میکنیم ہر یکے را از اصحاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہم بخیر اگرچہ صادر شد از بعض ایشاں آنچہ در صورت شر است بنا بر حسن ظن
با ایشاں لقولہ علیہ السلام خیر القرون قرنی ترجمہ بہترین ہر قرنے
کہ گذشت و گزرد قرن من است ۔ و لقولہ علیہ السلام اذا ذکر
اصحابی فاسکتوا ترجمہ و برائے فرمودن پیغمبر علیہ السلام ہرگاہ ذکر کردہ شوند
اصحاب من پس خاموش باشید ش ازیں حدیث شریف اشارت است کہ در
معاملات صحابہ از ہمچو مشاجرات وغیرہا حذر کنید و نیز از نکوہش و افراط و تفریط
بخود رائی م ۔ عقیدہ ۵۳ ۔ تکفیر نمیکنیم ہیچ مسلمانے را از ذنوب اگرچہ مرتکب
کبیرہ باشد مادام کہ معتقد حلت معصیتی کہ حرمت آں شئ بدلیل قطعی ثابت نشدہ باشد
نیست چنانکہ خوارج میکنند ش اے تکفیر میکنند مرتکب کبیرہ را از شرح فقہ اکبر
ملا علی ۔ م عقیدہ ۵۴ زائل نمی شود از مسلم بسبب ارتکاب کبیرہ اسم ایمان

ترجمہ ۔ اور ان کی دوستی بسبب فرمانے اس ارشاد حضور علیہ السلام کے ہے لا تسبوا اصحابی
یعنی میرے اصحاب کو برا نہ کہو ۔ عقیدہ ۵۲ ہم اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کو خیر سے یاد کرتے ہیں انہی
حسن ظن کے سبب اگرچہ بعض سے انکے وہ چیز جو شر کی صورت میں ہو صادر ہو گئی بسبب فرمانے حضور علیہ السلام کے خیر
القرون قرنی یعنی ہر قرن نہ زمانہ کہ گذرا اور گذرتا ہے انہیں سب سے اچھا میرا زمانہ ہے ۔ اور بسبب فرمانے حضور
علیہ السلام کے اذا ذکر اصحابی فاسکتوا یعنی جب میرے اصحاب ذکر کیے جاویں تو چپ رہو ۔ اس
حدیث شریف سے اشارت ہے کہ صحابہ کے معاملات میں مانند مشاجرات وغیرہ معرکوں کے جو ان میں
وقوع میں آئے پرہیز کرو ۔ اور ملامت اور خود رائی سے افراط و تفریط یعنی زیادتی اور کمی کرنے سے
بھی انکی نسبت میں بچو ۔ عقیدہ ۵۳ ۔ کسی مسلمان کی گناہوں کے سبب ہم تکفیر نہیں کرتے
ہیں اگرچہ گناہ کبیرہ اس سے ہوا ہووے جب تک اس گناہ کے حلال ہونے کا جس کا حرام ہونا
دلیل قطعی سے ثابت ہو چکا ہو معتقد نہیں ہے جیسا خوارج گناہ کبیرہ کرنے والے کی تکفیر
کرتے ہیں اسی طرح شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے ۔ عقیدہ ۵۴ مسلمان سے گناہ کبیرہ
ہو جانیکے سبب اسم ایمان یعنی وصف ایمان زائل نہیں ہوتا ہے ۔

ش اے وصفِ ایمان از شرح فقہ اکبر ملا علی ق چنانچہ معتزلہ گویند مش کہ
مرتکبِ کبیرہ بیروں شود از ایمان و نہ در آید در کفر پس ثابت میکنند مرتبہ میان
کفر و ایمان بآنکہ اتفاق دارند بر اینکہ صاحب کبیرہ ہمیشہ در دوزخ ماند از شرح فقہ
اکبر ملا علی ق بلکہ نام میداریم مرتکبِ کبیرہ را مومن از روے حقیقۃ نہ از روی
مجاز۔ عقیدہ ۵۵۔ نمیگوئیم کہ ضرر نمیکند مومن را گناہ بعد حاصل شدن ایمان
و مومن گنہگار داخل نخواہد شد در دوزخ ش چنانکہ مُرجیہ و ملاحدہ و اباحتیہ
گفتہ اند از شرح فقہ اکبر ملا علی ق عقیدہ ۵۶۔ مسح بر خفین ثابت است از
سُنتہ برائے مقیم یک روز و یک شب و برائے مسافر سہ شبانروز۔ عقیدہ ۵۷
تراویح در شبہائے ماہ رمضان سُنت است۔ عقیدہ ۵۸۔ نماز عقب صالح
و طالح از مومن جائز است۔ عقیدہ ۵۹۔ مومن گنہگار ہمیشہ در دوزخ نخواہد
ماند اگرچہ فاسق باشد در الحال کہ مردہ باشد بحُسن خاتمہ عقیدہ ۶۰ ما قائل
نیستیم بانکہ بتحقیق حسناتِ ما مقبول اند و سیّاتِ ما مغفور مانند قول مُرجیہ

ترجمہ جیسا معتزلہ کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کرنیوالا ایمان سے باہر ہو جاتا ہے اور نہ کفر میں داخل ہوتا ہے
پس وے درمیان ایمان اور کفر کے ایک مرتبہ ثابت کرتے ہیں۔ باوجود اسکے انکا اسبات پر اتفاق ہے کہ صاحب
کبیرہ ہمیشہ دوزخ میں رہتا ہے چنانچہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں اسی طرح ہے۔ بلکہ گناہ کبیرہ کرنیوالے کا نام ہم
مومن رکھتے ہیں حقیقت کی راہ سے نہ مجاز کی رو سے۔ عقیدہ ۵۵ ہم نہیں کہتے ہیں کہ مومن کو بعد ایمان حاصل
ہونیکے گناہ ضرر نہیں کرتا ہے اور مومن گنہگار دوزخ میں داخل نہ ہوگا جیسا کہ فرقہ مُرجیہ اور ملاحدہ اور
اباحتیہ نے کہا ہے۔ اسی طرح شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے عقیدہ ۵۶ مسح موزوں پر
سُنت سے ثابت ہے مقیم کے لیے ایک دن اور رات اور مسافر کے لیے تین رات دن۔
عقیدہ ۵۷ تراویح ماہ رمضان کی راتوں میں سُنت ہے۔ عقیدہ ۵۸ مومن نیک
بخت اور گنہگار دونوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔ عقیدہ ۵۹۔ مومن گنہگار ہمیشہ دوزخ
میں نہیں رہے گا اگرچہ فاسق ہووے مگر اُس وقت کہ اچھے خاتمہ کے ساتھ مرا ہووے۔
عقیدہ ۶۰ ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ ہماری نیکیاں یقینی مقبول ہیں اور بُرائیاں
بخشدی گئی ہیں مانند قول مُرجیہ کے۔

لیکن میگوییم کسیکه عمل خواہد کرد حسنه بشرائط مصححہ آں حسنہ دراں حال که خالی باشد از عیوب مفسدۂ ظاہری و معانی مبطلۂ باطنی چوں کفر و عجب و ریا تا آنکه خارج شود از دنیا ضائع نخواہد شد ش اے ایں عمل حسنه م الله تعالیٰ در قرآن مجید میفرماید اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ٥ ترجمه تحقیق الله تعالیٰ ضائع نمیکند اجر عابدانِ حاضر دل × بلکه قبول خواہد کرد از عباد آں عمل را حقتعالیٰ به فضل و کرم خود و ثواب براں خواہد داد عباد را بمقتضائے وعدۂ خود۔

عقیدہ [۶۱] ۔ کسیکه کرد سیئات را سوائے شرک و کفر و توبه نه کرد تا آنکه مُرد مومن غیر تائب پس او متعلق بارادۂ حق سبحانه و تعالیٰ است اگر خواہد عذاب کند بعدلِ خود مقدار استحقاق عقابِ آں یعنی خلود در نار نباشد و اگر خواہد عفو کند بفضل و کرم خود۔ عقیدہ [۶۲] ۔ ریا ہرگاہ که واقع شود در عملے از اعمال پس باطل خواہد شد اجر آں عمل بلکه ثابت نخواہد شد ش اے آں عمل م و ہمچنیں عُجب ضائع کنندہ عمل است ش از اقتصار بر ریا و عجب از سائر آثام اشعار است

ترجمہ لیکن ہم کہتے ہیں جو کوئی نیک عمل کریگا اُس نیکی کی صحیح شرطوں کے ساتھ اسطرح سے کہ وہ نیک عمل اُن عیبوں سے جو ظاہر عمل میں فساد پیدا کرتے ہیں اور اُن باتوں سے جو باطن میں عمل کو باطل کرنیوالی ہیں خالی ہووے جیسے کفر اور عجب یعنی خود پسندی اور ریا یعنی لوگوں کے دکھلانے کو وہ عمل ہو یہانتک کہ وہ عامل دنیا سے خارج ہووے۔ یہ عمل نیک اُسکا ضائع نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ٥ بیشک خدا تعالیٰ حاضر دل عابدوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ہے۔ بلکہ حقتعالیٰ اپنے فضل کرم سے بندوں سے ایسے عمل کو قبول فرمائے گا اور اُسپر بندوں کو اپنے وعدہ کے موافق ثواب دیگا۔

عقیدہ [۶۱] جس شخص نے سوائے شرک اور کفر کے اَور بُرے کام کیے اور توبہ نہ کی یہانتک کہ مومن مرا بے توبہ کیے ہوئے پس وہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے ارادہ میں متعلق ہے اگر چاہے عذاب کرے اپنے عدل سے اُس کی سزا کے استحقاق کے اندازہ پر مطلب یہ ہے کہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ اور اگر چاہے اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دے۔ عقیدہ [۶۲] ۔ جب کسی عمل میں اعمال سے ریا واقع ہو جائے گی تو اُس عمل کا اجر باطل ہو جائے گا بلکہ وہ عمل ثابت نہ رہے گا اور اسی طرح عجب عمل ضائع کر دیتا ہے۔ ریا اور عجب پر اقتصار کرنے سے تمام گناہوں کی نسبت آگہی اور اشعار ہے

بانکہ دیگر سیئات ابطالِ حسنات نمیکنند از شرح فقہ اکبر ملا علی ؒ عقیدہ ۶۳ معجزات از انبیاء علیہم السلام وکرامات از اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ثابت گردیدہ است از کتاب وسنت۔ عقیدہ ۶۴۔ خرق ش دریدن یعنی خلاف عادت ہم عادت کہ ظاہر شود از اعدائے حق تعالیٰ مثل ابلیس در طیٔ ارض و فرعون در روانیٔ نیل و دجال در کشتن و زندہ کردن وچنیں روایت کردہ شدہ است در اخبار کہ بودند بعضی خوارق از ایشاں پس نام نمی نہیم آں خوارق را المعجزات زیراکہ معجزات مختص بانبیاء علیہم السلام اند ونہ بکرامات زیراکہ کرامات مختص باصفیا اند لیکن نام میداریم الخوارق را از قضاءِ حاجات مر اعدارا از روے استدراج مَکْرٌ بِهِمْ فِي الدُّنْيَا وَعُقُوْبَةٌ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ترجمہ فریب است باآنہا در دنیا وعذاب است برائے آنہا در آخرت ہو کما قال اللہ تعالیٰ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ترجمہ زود باشد کہ بگیریم ایشاں را پایہ پایہ یعنی اندک اندک و بہلاکت نزدیک گردانیم از انجا کہ ندانند

ترجمہ: اثبات کا کہ دوسرے گناہ نیکیوں کو باطل نہیں کرتے ہیں جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے۔ عقیدہ ۶۳ معجزے انبیاء علیہم السلام کے اور کرامتیں اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ثابت ہو چکی ہیں کتاب اور سنت سے۔ عقیدہ ۶۴۔ خرق عادت۔ خرق کے معنی لغت میں پھٹنے کے ہیں اور مراد یہاں خلاف عادت کی ہیں جو حق تعالیٰ کے دشمنوں سے ظاہر ہوتی ہیں مانند ابلیس کے زمین کے طے کرنے میں اور فرعون کے دریائے نیل جاری کرنے میں اور دجال کے مار ڈالنے اور جلانے میں اور اسی طرح اخبار میں یعنی حدیثوں میں مروی ہے کہ ان سے بعض خوارق ہوئے ہیں۔ پس ہم ان خوارق کو معجزات کے نام سے نہیں پکارتے ہیں کیونکہ معجزات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہو گئے ہیں۔ نہ ان کا نام ہم کرامات رکھتے ہیں کیونکہ کرامات اصفیا یعنی برگزیدہ اور پرہیزگار لوگوں کے ساتھ خاص ہو گئے ہیں۔ لیکن ہم ان خوارق کو استدراج کہکر پکارتے ہیں اور یہ دشمنانِ خدا کے لیے انکی حاجتیں پوری کرکے خدا تعالیٰ کا انکو ڈھیل میں ڈال رکھنا ہے گویا مَکْرٌ بِهِمْ فِي الدُّنْيَا وَعُقُوْبَةٌ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ دنیا میں ان کے ساتھ فریب ہے اور آخرت میں ان کے لیے عذاب ہے کما قال اللہ تعالیٰ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ جیسا فرمایا خدا تعالیٰ نے عنقریب ہم انکو آہستہ آہستہ یعنی تھوڑا تھوڑا کرکے پکڑے لیتے ہیں اور ہلاکت سے نزدیک کیے دیتے ہیں ایسے ڈھنگ سے کہ وہ نجان سکیں گے

یعنی ہرگاہ کہ گناہے میکنند نعمۃ مرایشاں را زیادت میگردانیم تا در طغیان و عصیان
می افزایند از تفسیر حسینی ۔ پس در غفلت می افتند و فریفتہ می شوند باں ش
اے قضاء حاجات کہ از روئے استدراج است م و می پندارند آنرا انعام
واحسان و زیادہ میشوند از روئے عصیان اگر باشند فجّار و از روئے کفر اگر باشند
کفار ۔ عقیدہ ۶۵ ہست اللہ تعالیٰ خالق پیش از پیدا کردن مخلوق و ہست
رازق پیش از رزق دادن ش باشد کہ تکرار فرمود امام علیہ الرحمۃ ایں مطلب را
برائے آگہی اینکہ واجب است بریں اعتقاد از شرح فقہ اکبر ملا علی م ۔
عقیدہ ۶۶ مومنان خواہند دید حق تعالیٰ را در جنت بچشم سر بلا تشبیہ و
بلا کیف و کمیّۃ ۔ عقیدہ ۶۷ نخواہد شد میانِ حق تعالیٰ و خَلق مسافت یعنی
نہ در غایت از قرب و نہ در نہایت از بُعد و نہ بوصفِ اتصال و نہ بنعتِ
انفصال و نہ بحلول ش در آمدن در چیزے م و اتحاد ش یک شدن م
عقیدہ ۶۸ ۔ و ایمان اقرار بزبان است و تصدیق بجَنان ✦

ترجمہ یعنی وے جب کوئی گناہ کرتے ہیں ہم اُسوقت خاص اُن کے لیے نعمت بڑھا دیتے ہیں تو وہ
طغیان اور نافرمانی میں اور بڑھ جاتے ہیں ۔ یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا ۔ پھر وہ غفلت میں پڑ جاتے ہیں ۔ اور اُن
حاجت روائیوں پر جو بطور استدراج ہیں فریفتہ ہو جاتے ہیں ۔ اور انکو انعام اور احسان سمجھتے ہیں اگر بدکار
ہوتے ہیں نافرمانی اور گناہ زیادہ کرتے ہیں ۔ اگر کافر ہوتے ہیں کفر میں بڑھ جاتے ہیں عقیدہ ۶۵ خدا تعالیٰ
خالق ہے مخلوق پیدا کرنے سے پہلے ۔ اور رازق ہے رزق دینے سے پہلے ۔ شاید امام علیہ الرحمۃ نے فقط
اثبات کی آگہی کے لیے اس مطلب کو مکرر فرمایا کہ اسپر ایمان واجب ہے جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے
عقیدہ ۶۶ مومن حق تعالیٰ کو جنت میں سر کی آنکھوں سے دیکھیں گے بغیر تشبیہ اور بغیر کیف ، اور کمیت
کے کیونکہ خدا تعالیٰ شَبہ اور صورت ہونے اور کیفیت یعنی کیسا اور کس طرح اور کیونکر ہونے سے اور
مقدار اور اندازہ ہونے سے پاک ہے ۔ عقیدہ ۶۷ حقتعالیٰ اور خلق کے درمیان مسافت یعنی فاصلہ ہوگا
نہ نہایت نزدیک ہونیکی صورت میں اور نہ نہایت دور ہونیکی حالت میں ۔ اور نہ اتصال یعنی نزدیک ہونیکی و صفت سے ۔ اور نہ
انفصال یعنی جدا ہونیکی صفت کے ساتھ ۔ اور نہ حلول کی صورت میں یعنی کسی چیز میں داخل ہو جانا جسکو گھس جانا کہتے ہیں اور نہ
اتحاد یعنی ایک ہو جانیکے طریق پر جسمیں دوئی کا اطلاق نہ ہو عقیدہ ۶۸ ایمان نام ہے زبان سے اقرار کرنیکا اور دل سے تصدیق
یعنی سچ ماننے کا ✦

عقیدہ ۶۹ ایمانِ اہلِ ایمان از ملائکہ و اہلِ جنت و اہلِ زمین از انبیاء و اولیاء وسائر مومنین زیادت ونقصان نمی پذیرد عقیدہ ۷۰ ۔ جمیع مومنین مستوی اند در اصلِ ایمانِ توحید و متفاضل اند در اعمال۔ عقیدہ ۷۱ ۔ اسلام تسلیم ش اے قبولِ باطن م و انقیادِ ش فرمانبریِ ظاہر م امر و نہیِ اللہ تعالیٰ را میگویند پس در طریقِ لُغت اسلام و ایمان فرق است لیکن در شریعت یافتہ نمی شود ایمان بغیرِ اسلام پس ایمان و اسلام مانند شے است کہ ہرگز زیک دیگر جدا نمی شود چنانچہ پُشت باشکم۔ عقیدہ ۷۲ ۔ دریں اطلاق ش گفتن یا صند تقیید م کردہ میشود بر ایمان و اسلام و شرائع بتمامہ۔

عقیدہ ۷۳ ۔ می شناسیم حق تعالیٰ را چنانکہ حقِ معرفت است حسب مقدورِ خود و طاقتِ خود چنانچہ وصف کردہ است حق تعالیٰ نفسِ خود را بتمام صفاتِ ثبوتیہ۔ ش اے صفاتیکہ در ذاتِ اوست تعالیٰ م وسلبیہ ش اے صفاتیکہ در ذاتِ او تعالیٰ نیست م در کتابِ خود و در قرآن مجید آمدہ است

ترجمہ۔ عقیدہ ۶۹ ایمان ایمان والوں کا کم و زیادہ نہیں ہوتا ہے وے فرشتوں میں سے ہوں یا جنت والوں میں سے یا زمین والوں میں سے از قسم انبیاء ہوں خواہ اولیاء یا تمام مومنین۔ عقیدہ ۷۰ تمام ایمان والے اصل ایمان توحید میں برابر ہیں اور اعمال میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔

عقیدہ ۷۱ ۔ اسلام خدا تعالیٰ کے امر و نہی کے تسلیم کرنے یعنی باطن یا دل سے قبول کرنے اور انقیاد یعنی ظاہر میں حکم بجا لانے کو کہتے ہیں۔ پس لُغت کے طریق سے ایمان اور اسلام میں فرق ہے لیکن شریعت میں ایمان بغیر اسلام نہیں پایا جاتا ہے۔ پس ایمان اور اسلام مانند ایک شے کے ہے کہ ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوتا ہے جیسے پیٹھ پیٹ سے۔ عقیدہ ۷۲ دین اطلاق کیا جاتا ہے یعنی بولا جاتا ہے یا بے قید ہوتا ہے ایمان اور اسلام اور تمام شرائع پر سب کے لیے۔ عقیدہ ۷۳ ہم حق تعالیٰ کو پہچانتے ہیں جیسا پہچاننے کا حق ہے اپنے مقدور اور اپنی طاقت کے موافق جیسا کہ وصف کیا حق تعالیٰ نے اپنے نفس کا تمام صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کے ساتھ اپنی کتاب میں۔ ثبوتیہ وہ صفتیں ہیں جو خدائے تعالیٰ کی ذات میں موجود ہیں اور ثابت ہیں اور سلبیہ وہ صفتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کی ذات میں موجود نہیں ہیں بلکہ اُس سے سلوب ہیں۔ اور قرآن مجید میں آیا ہے

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ترجمہ نیست مثل او
سبحانہ چیزے وحال اینست کہ او شنوا و بینا است عقیدہ[۴] نیست قادر
کسیکہ عبادت کند اللہ تعالیٰ را چنانچہ او سبحانہ سزاوار اوست لیکن بندہ عبادت
میکند اللہ تعالیٰ را بامر او تعالیٰ چنانکہ امر فرمودہ است۔ عقیدہ[۵] تمام
مومنین مستوی اند در معرفۃ فی نفسہا و یقین در امر دین و توکل بر خدا و محبت
برائے خدا و رسول و رضا بتقدیر و قضاء و خوف از غضب و عقوبت و رجاء
برائے رضاء و مثوبت و ایمان یعنی الیقان بہ ثبوت ذات او تعالیٰ و تحقق
صفات او تعالیٰ۔ و متفاوت باشند مومنان در ماسوائے ایمان و در چیزیکہ
ذکر کردہ شد است تمامہ ش اے در غیر تصدیق و اقرار بحسب تفاوت
ابرار در قیام بارکان و اختلاف فجار در مراتب عصیان از شرح فقہ
اکبر ملا علی و تواند شد کہ از ماسوائے ایمان مراد تصفیہ و تزکیہ و تخلیہ
باطن باشد از ماسوی اللہ تعالیٰ باستقامۃ بر یقینیات م

ترجمہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ نہیں ہے مثل اس سبحانہ کے کوئی چیز اور حال
یہ ہے کہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ عقیدہ[۴] نہیں ہو کوئی قادر کہ خدا تعالیٰ کی عبادت
کرے جیسا کہ وہ سبحانہ اسکا سزاوار ہے لیکن بندہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اسکے حکم سے جیسا
اسنے حکم فرمایا ہے۔ عقیدہ[۵] تمام مومنین برابر ہیں معرفت میں جو فی نفسہا ہو یعنی نفس
ہی معرفت میں۔ اور برابر ہیں یقین میں جو امر دین میں ہو۔ اور خدا پر توکل کرنے میں۔ اور
خدا اور رسول کے لیے محبت میں۔ اور تقدیر اور قضاء پر راضی ہونے میں۔ اور غضب اور عقوبت کے
خوف کرنے میں۔ اور خوشنودی اور ثواب پانیکے لیے امیدواری میں۔ اور ایمان یعنی یقین
کرنے میں ذات خدا تعالیٰ کے ثابت ہونے اور صفات خدا تعالیٰ کے متحقق ہونے پر۔ اور مومن
متفاوت ہوتے ہیں ماسوائے ایمان میں اور ان چیزوں میں جو تمام ذکر کی گئیں ہیں یعنی غیر تصدیق
و اقرار میں نیکوں کے قیام ارکان میں تفاوت کے موافق اور بدکاروں کے مراتب گناہیں اختلاف
کے موافق۔ یہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری سے ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ ماسوائے ایمان سے مراد تصفیہ اور
تزکیہ اور تخلیہ باطن کا ہو وے یعنی دل کا صاف اور پاک کرنا اور خالی کرنا غیر خدا تعالیٰ سے ہو وے قیام پانیکے لیے یقینیات پر

عقیدہ ۔ اللہ تعالیٰ فضل کنندہ است بر بعض بندگان بفضلِ خود و عذاب کنندہ است بر بعض بندگان بعدلِ خود بے زیادت بر استحقاق و گاہے عطا میکند از ثواب و اجر دو چنداں چیزیکہ مستحق ہست باں از فضلِ خود و گاہے می پوشد گناہ را از فضلِ خود بواسطۂ شفاعۃ و بلا واسطہ۔ عقیدہ شفاعۃِ جملہ انبیاء علیہم السلام و شفاعۃِ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم برائے مؤمنین گنہگاران و برائے اہلِ کبائر از مؤمنین کہ مستوجب عقاب اند حق است۔ عقیدہ شفاعۃِ ملائکہ و علماء و اولیاء و شہداء و فقراء و اطفالِ مؤمنین صابرین علی البلوی ثابت است عقیدہ وزنِ اعمال بر ترازو کہ ہر دو کفہ خواہد داشت در روزِ قیامۃ حق است عقیدہ۔ قصاص میانِ نوعِ انسان در روز قیامۃ حق است یعنی حسناتِ ظالم بمظلوم خواہند داد بمقابلۂ ظلم اِذْ لَيْسَ هُنَاكَ الدَّرَاهِمُ وَالدَّنَانِيْرُ ترجمہ برائے اینکہ نیست اینجا درہما و دینارہا ۔ عقیدہ حسنات اگر نخواہد بود ظالم را سیئاتِ مظلومین بگردنِ ظالمین نہادن حق است۔

ترجمہ ۔ عقیدہ خدا تعالیٰ فضل کرنیوالا ہے بعض بندوں پر اپنے فضل سے۔ اور عذاب کرنیوالا ہے بعض بندوں پر اپنے عدل سے بغیر زیادتی کے استحقاق پر۔ اور کبھی عطا کرتا ہے دوگنا ثواب اور اجر اس چیز کا جسکے وہ مستحق ہیں اپنے فضل سے۔ اور کبھی چھپاتا ہے گناہ کو اپنے فضل سے بواسطہ شفاعۃ یا بلا واسطہ۔ عقیدہ شفاعت تمام انبیاء علیہم السلام کی اور شفاعۃ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی گنہگار مومنین کے لیے اور مومنین سے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لیے کہ لائق سزا ہیں حق ہے۔ عقیدہ شفاعت ملائکہ اور علماء اور اولیاء اور شہداء اور فقراء اور اطفالِ مومنین صابرین کی یعنی اُن مومنین کے بچوں کی جنکے والدین نے اُنکی وفات پر صبر کیا اپنے والدین کے لیے عَلَى الْبَلْوَى ثابت ہے یعنی اس شفاعت کے ثابت ہونے پر سبکا اتفاق ہے عقیدہ اعمال کا وزن ہونا یعنی تُلنا ترازو میں جسکے دو پلڑے ہونگے قیامت کے دن حق ہے۔ عقیدہ قصاص یعنی بدلہ لینا درمیان بنی نوع انسان کے قیامت کے دن حق ہے یعنی نیکیاں ظالم کی مظلوم کو دینگے مقابلہ ظلم میں اِذْ لَيْسَ هُنَاكَ الدَّرَاهِمُ وَالدَّنَانِيْرُ اسلیے کہ وہاں درہم اور دینار نہ ہونگے کہ اُنسے انکا بدل ہو سکے۔ عقیدہ ۔ اگر ظالم کی نیکیاں نہ ہونگی تو بدلہ ظلم میں مظلوم کی بدیاں ظالموں کی گردن پر رکھنا حق ہے۔

عقیدہ ۸۲ - حوض پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حق است و پل صراط حق است
عقیدہ ۸۳ - جنة و نار کہ موجود اند الیوم قبل از قیامة حق اند و فانی نخواہند شد
ش بعد دخولِ جنتیان و دوزخیان بخلاف جبریہ م - عقیدہ ۸۴ - عقاب و
ثواب اللہ تعالیٰ فانی نخواہد شد ہمیشہ ش بخلاف جبریہ م - عقیدہ ۸۵
اللہ تعالیٰ ہدایت ش راہ راست بردن م میکند سوئے ایمان وطاعة از فضلِ
خود ہر کسے را کہ میخواہد وضلالت میدہد بکفر ومعصیت از عدلِ ش ای عدل
بالحکمة م خود ہر کسے را کہ میخواہد - عقیدہ ۸۶ اضلالِ اللہ تعالیٰ عبارت از خذلان است
وتفصیلِ خذلان اینست کہ توفیق نیابد بندہ آں چیز را کہ راضی حق تعالیٰ از آں است
وآں خذلان از عدل ش اے عدل بالحکمة م است وہمچنیں عقوبتِ مخذول بر معصیت
از عدل ش اے عدل بالاستحقاق م - عقیدہ ۸۷ - نیستیم قائل اینکہ شیطان
سلب میکند ایمان را از بندہ مومن از روئے قہر وجبر لیکن میگوئیم بندہ میگذارد ایمان را باختیار
خود باغوائے شیطان یا بہوائی نفس پس ہرگاہ ترک میکند بندہ ایمان را پس سلب میکند ایمان را از آں بندہ شیطان

ترجمہ - عقیدہ ۸۲ حوض پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا حق ہے اور پل صراط حق ہے -
عقیدہ ۸۳ جنت اور دوزخ جو آج موجود ہیں قیامت سے پہلے حق ہیں - اور فنا نہ ہونگی یعنی جنتیوں اور
دوزخیوں کے داخل ہونیکے بعد بخلاف جبریہ کے - عقیدہ ۸۴ عذاب اور ثواب خدا تعالیٰ کا
فنا نہ ہوگا ہمیشہ بخلاف جبریہ کے - عقیدہ ۸۵ - خدا تعالیٰ ہدایت کرتا ہے یعنی سیدھا رستہ بتلاتا ہے
ایمان اور طاعت کی طرف اپنے فضل سے جس کسیکو کہ وہ چاہتا ہے - اور گمراہ کرتا ہے کفر وگناہ کی طرف
اپنے عدل سے جو بمقتضائے حکمت ہے جس کسی کو کہ وہ چاہتا ہے - عقیدہ ۸۶ گمراہ کرنا خدا تعالیٰ کا
عبارت ہے خذلان سے - اور تفصیل خذلان کی یہ ہے کہ بندہ توفیق نہیں پاتا ہے اس چیز کی
جس سے حق تعالیٰ راضی ہے - اور یہ خذلان حکمت کی بناء پر خدا کے عدل سے ہے - اور اسی طرح مخذول کا
عذاب کیا جاتا گناہ پر عدل سے ہے جس کا وہ مستحق تھا - عقیدہ ۸۷ ہم اثبات کے قائل نہیں ہیں
کہ شیطان ایمان کو بندہ مومن سے سلب کر لیتا ہے قہر اور جبر کر کے - لیکن ہم کہتے ہیں کہ بندہ ایمان کو
اپنے اختیار سے چھوڑ دیتا ہے شیطان کے بہکانے سے یا ہوائے نفس سے - پس جب بندہ ایمان کو ترک
کر دیتا ہے تو شیطان ایمان کو اس بندہ سے سلب کر لیتا ہے ۔

عقیدہ (۸۸) سوال منکر و نکیر مَن ربُّکَ و ما دینُکَ و مَن نبیُّکَ
ترجمہ۔ کیست ربِ تو و چیست دین تو و کیست پیغمبر تو ۔ در قبر یا در مستقر
ش اے جائے قرار یعنی ہر جا کہ باشد چنانکہ غریق و حریق و خوردۂ گرگ وغیرہ
ھ حق است عقیدہ (۸۹)۔ اعادۂ روح بسوئے جسد بندہ در قبر حق است ۔
عقیدہ (۹۰)۔ ضغطۂ ش ہندی دبانا۔ ضغطۂ قبر برائے مومن مانند معانقۂ
مادرِ مشفقہ ہست از شرح فقہ اکبر ملا علی ھ قبر جمیع مومنان را حق است ۔
عقیدہ (۹۱) عذابِ قبر حق است جمیع کافران را و بعضے عصاۃ مومنین را۔
و ہمچنیں تنعیم بعض مومنین حق است عقیدہ (۹۲) تعبیرِ تمام اسماء کہ ذکر کردہ
اند آنرا علماء بزبانِ فارسی از صفاتِ حق تعالیٰ عزت اسمائہ و تعالت صفاتہ
جائز است مگر یَدٌ کہ تعبیر بدست بفارسی جائز نیست۔ عقیدہ (۹۳) جائز است
کہ گوید بروئے خدا بلا تشبیہ و بلا کیف۔ عقیدہ (۹۴)۔ نیست قرب اللہ
تعالیٰ از ارباب طاعت و بُعد اللہ تعالیٰ را از اصحاب معصیت

ترجمہ۔ عقیدہ (۸۸) سوال منکر و نکیر مَن ربُّکَ و ما دینُکَ و مَن نبیُّکَ حق ہے
یعنی کون ہے تیرا رب۔ اور کیا ہے تیرا دین۔ اور کون ہے تیرا نبی۔ قبر میں یا مستقر میں یعنی ٹھہرنے کی جگہ
جہاں کہیں کہ ہووے جیسا کہ دریا میں ڈوبا ہوا۔ اور آگ میں جلا ہوا۔ اور بھیڑیے کا کھایا ہوا وغیرہ
عقیدہ ۸۹۔ روح کا قبر میں بندہ کے جسد کی طرف عود کرنا حق ہے عقیدہ ۹۰ ضغطۂ قبر
یعنی دبانا قبر کا سب مومنین کے لئے حق ہے۔ مومنین کے لیے ضغطۂ قبر شفیق ماں کے گلے
لگا لینے کی مانند ہے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں اسی طرح ہے عقیدہ ۹۱ قبر کا عذاب سب
کافروں کے لیے حق ہے اور بعض گنہگار مومنین کے لیے۔ اور اسی طرح بعض مومنین کو نعمت
دینا حق ہے عقیدہ ۹۲۔ تمام نام باری تعالیٰ کی صفات کے عزت اسمائہ و تعالت
صفاتہ یعنی غالب اور بزرگ ہیں نام اسکے اور برتر ہیں صفات اسکی۔ علماء نے جنکی تعبیر
فارسی میں بیان کی ہے وہ تعبیر اسماء کی جائز ہے مگر ید کہ تعبیر ید کی فارسی میں دست کے ساتھ
جائز نہیں ہے عقیدہ ۹۳ جائز ہے کہ کہے بروئے خدا بلا تشبیہ و بلا کیف یعنی خدا کی رو کے سامنے بغیر
تشبیہ اور بدون کیف کے ہے عقیدہ ۹۴ خدا تعالیٰ کی نزدیکی فرمانبرداروں سے اور دوری گنہگاروں سے

از طریقِ طول و قصر و مسافت و نہ بر معنی کرامت و ہوان ولیکن مطیع قریب
است از حق تعالیٰ بلاکیف و عاصی بعید است از حقتعالیٰ بلاکیف اے (یعنی خواری یا ذلت)
بوصف تنزیہ **ش** قرار دادِ امام علیہ الرحمۃ قُرب و بُعدِ حق تعالیٰ را از بندہ
و قُرب و بُعدِ بندہ را از حق تعالیٰ از بابِ متشابہاتِ بلا تاویل از شرح
فقہ اکبر ملا علی **م** **عقیدہ ۹۵** قُرب و بُعد و اقبالِ **ش** ضدِ اعراض **م**
اللہ تعالیٰ را بمناجی و ہمچنیں مجاورتِ بندہ در جنت و وقوفِ بندہ در قیامت
میان یدینِ حق تعالیٰ بلاکیف است **عقیدہ ۹۶**۔ قرآن مجید کہ نازل شدہ است
نجماً نجماً بر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی الہٖ وسلم و مکتوب است در مصاحف
ما بین دفتین کلام اللہ تعالیٰ است علیٰ ما ہو المشہور۔ **عقیدہ ۹۷**۔ آیاتِ
قرآن مجید کہ تمامہا در معنی کلام است یعنی در مقامِ مقصود است برابر است
کہ دراں ذکر رحمت اللہ تعالیٰ و مدح اولیاء اللہ تعالیٰ باشد یا ذکرِ غضب
اللہ تعالیٰ یا ذم اعداء اللہ تعالیٰ باشد مستوی اند در فضیلتِ لفظی و عظمتِ معنوی

ترجمہ۔ لمبائی اور کوتاہی اور مسافت کی راہ سے نہیں ہے اور نہ معنی کرامت یعنی بزرگی
اور ہوان یعنی خواری اور بےعزتی کی بنا پر۔ ولیکن مطیع قریب ہے حقتعالیٰ سے بلاکیف۔ اور
عاصی بعید ہے حقتعالیٰ سے بلاکیف یعنی وصفِ تنزیہ کے ساتھ وہ وصف جسمیں اُسکی پاکی ہوتی
ہو۔ امام علیہ الرحمۃ نے حقتعالیٰ کے قُرب اور بُعد کو جو بندہ سے ہے اور بندہ کے قُرب اور بُعد
کو جو حقتعالیٰ سے ہے بدون تاویل باب متشابہات سے اُسکو قرار دیا ہے۔ یہ ہے خلاصہ شرح
فقہ اکبر ملا علی قاری کا۔ **عقیدہ ۹۵** نزدیکی اور دوری اور سامنے آنا اور متوجہ ہونا خدائے
تعالیٰ کا مناجات کرنیوالے سے اور اسی طرح مجاورت یعنی پڑوس ہونا بندہ کا خدا سے جنت
میں۔ اور بندہ کا قیامت میں خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا یہ سب بلاکیف ہے۔ **عقیدہ ۹۶**۔
قرآن مجید رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی الہٖ وسلم پر جو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوا ہے اور کتابوں میں دفتیوں کے درمیان
لکھا ہوا ہے خدا تعالیٰ کا کلام ہے علیٰ ما ہو المشہور یعنی اسی بنا پر کہ وہ مشہور ہے۔ **عقیدہ ۹۷** قرآن مجید کی آیتیں جو سب کی سب
کلام میں ہیں یعنی مقام مقصود میں ہیں یعنی اس مرتبہ میں ہیں جو ہماری مراد ہے خواہ انہیں خدائے تعالیٰ کی رحمت کا ذکر ہو خواہ
اولیاء اللہ کی مدح ہو یا خدا تعالیٰ کے غضب یا خدائے تعالیٰ کے دشمنوں کی برائی کا ذکر ہو فضیلت لفظی اور عظمت معنوی میں

ولیکن بعض آیات را فضیلۃِ ذکر و مذکور است مانند آیۃ الکرسی زیراکہ مذکور در آیۃ الکرسی جلالت و عظمۃ اللہ جلّ جلالہ وصفۃ اللہ تعالیٰ است کہ خاص بذات حق تعالیٰ است پس مجتمع شد در آیۃ الکرسی دو فضیلۃ یکی فضیلۃِ ذکر دوم فضیلۃِ مذکور و بعضی آیات را فضیلۃِ ذکر است فقط نہ فضیلتِ مذکور چنانچہ سورہ تبّت یدا و مانند ایں از احوالِ فُجّار **عقیدہ ۹۸**۔ اسماء اللہ تعالیٰ چنانچہ اللّٰہ واحَد و صفاتِ حق تعالیٰ چنانچہ لَہُ الْمُلْکُ و لَہُ الْحَمْدُ ہمہ مستوی اند در فضیلۃ و عظمۃ **ش** مطلقاً یعنی بقطع نظر از وجوہِ فضیلۃ بعض بر بعض **م** و نیست تفاوت در اطلاقِ آنہا بر ذات و صفاتِ حق تعالیٰ و ایں منافیِ عظمۃ بعضی اسماء و صفات بر بعضی اسماء و صفات نیست **ش** عظمۃً جزئیۃً یعنی مع لحاظِ وجہ فضیلۃ و عظمۃِ بعض بر بعض **م** **عقیدہ ۹۹** والدین رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مُردند بر کفر **ش** دریں مسئلہ اختلافِ علماء است وجانب صحۃِ ایمان والدیہ المکرمین صلعم مرجّح بدلائل و زیادۃ فریق است **م**

ترجمہ ولیکن بعض آیتوں کو ذکر و مذکور دونوں طرح کی فضیلت ہے جیسے آیۃ الکرسی، اسلیے کہ آیۃ الکرسی میں خدائے جل جلالہٗ کی جلالت و عظمت اور اسکی اُس صفت کا مذکور ہے جو حقتعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ پس آیۃ الکرسی میں دو فضیلتیں جمع ہوگئیں ایک فضیلت ذکر کی دوسری فضیلت مذکور کی اور بعض آیتوں کو فقط فضیلتِ ذکر حاصل ہے نہ فضیلتِ مذکور جیسا سورہ تبّت یدا اور اسی جیسی اور آیتیں بدکاروں کے احوال کی نسبت۔ **عقیدہ ۹۸** خداتعالیٰ کے نام جیسے اللّٰہ اور احد اور خداتعالیٰ کی صفتیں جیسے لَہُ الْمُلْکُ اور لَہُ الْحَمْدُ یعنی اُسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے۔ یہ مطلق فضیلت اور عظمت میں برابر ہیں یعنی اُن وجوہ سے قطع نظر کرکے جس وجہ سے بعض کی بعض پر فضیلت ہے۔ اور ذات و صفات حق تعالیٰ پر اُن کے بولے جانے میں تفاوت نہیں ہے اور یہ مساوات منافی نہیں ہے بعض اسماء و صفات کی عظمت کی جو اُن کو بعض اسماء و صفات پر جزئی عظمت کے طریق پر ہے یعنی مع لحاظ وجہ فضیلت و عظمت بعض کے بعض پر۔ **عقیدہ ۹۹** والدین رسولِ خداتعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے کفر پر۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے ولیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مکرمین کے ایمان صحیح ہونیکی جانب دلیلوں سے ترجیح پائی ہوئی ہے

رسول علیہ السلام انتقال ازیں عالم برایمان کردند۔ ابوطالب عمِ حضرت رسول اللہ تعالیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرد کافر۔ حضرت قاسم وحضرت طاہر وحضرت ابراہیم بودند فرزند
رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ **عقیدہ ۱۰۰** حضرت بیوی فاطمہ وبیوی
زینب وبیوی رقیہ وبیوی ام کلثوم بناتِ رسولِ خدا تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم بودند **عقیدہ ۱۰۱** ہر وقتیکہ مشکل شود برانسان اہلِ ایمان شئی از دقائقِ
علمِ توحید پس واجب است براں انسان اینکہ اعتقاد کند چیزیرا کہ صواب است
نزد حقتعالیٰ بطریقِ اجمال ش یعنی ہرچہ صواب است نزد حقتعالیٰ ہماں مقبول ومختار است و تفصیل نکند ھم
تا دائم کہ یابد عالم راکہ عارف بحقیقۂ احوال را پس سوال کند ایمان تفصیلی بروجہ کمال وتاخیر
نکند۔ **عقیدہ ۱۰۲** ۔ خبرِ معراج حضرت غوث الثقلین محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم بجسد در بیداری بسوئے آسمان حق است وثابت است
بطریقِ متعددہ پس کسیکہ رد کند آں خبررا وایمان نیارد بمقتضائے آں خبر ضال
است ومبتدع +

ترجمہ۔ رسول علیہ السلام نے انتقال اس عالم سے ایمان پر فرمایا ہے۔ ابوطالب چچا حضرت رسول
خدا تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کافر مرے۔ حضرت قاسم اور حضرت طاہر اور حضرت ابراہیم
علیہم السلام رسول خدا تعالیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند تھے **عقیدہ ۱۰۰** حضرت بیوی
فاطمہ اور بیوی زینب اور بیوی رقیہ اور بیوی ام کلثوم سلام اللہ علیہن رسول خدا
تعالیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بنات یعنی صاحبزادیاں تھیں **عقیدہ ۱۰۱** جس وقت
انسان اہل ایمان پر علم توحید کی باریک باتوں میں سے کوئی شے مشکل ہو جاوے تو اس انسان پر
واجب ہے کہ ایسی چیز کا اجمالی طور پر اعتقاد کرے جو حق تعالیٰ کے نزدیک درست ہے۔ یعنی جو کچھ
حق تعالیٰ کے نزدیک درست ہے وہی میرا مقبول و مختار ہے اور تفصیل نہ کرے یہانتک کہ کسی ایسے
عالم کو پاوے جو حقیقت احوال کو پہچانتا ہو اور عارف ہو۔ پس پورے طور پر اس سے تفصیلی
ایمان پوچھ لیوے اور تاخیر نہ کرے۔ **عقیدہ ۱۰۲** خبر معراج حضرت غوث الثقلین محمد مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسد کے ساتھ حالت بیداری میں آسمان کی طرف حق ہے اور متعدد طریق سے ثابت ہے
پس جو کوئی اس خبر کو رد کریگا اور اسکے موافق ایمان نہ لائیگا گمراہ اور مبتدع یعنی بدعتی ہے کہ دین میں نئی بات پیدا کرتا ہے

عقیدہ ۱۰۳ خروجِ دجّال و یاجوج و ماجوج و طلوعِ شمس از مغرب و نزولِ عیسیٰ علیہ السّلام از آسمان و سائر علاماتِ روزِ قیامت بنا بر چیزیکہ واردست بآں اخبارِ صحیحہ بلکہ آیات صریحہ حق است و ثابت است۔

عقیدہ ۱۰۴۔ اللہ تعالیٰ ہدایت میکند ہر کس را کہ می خواہد بسوئے صراطِ مستقیم ش ختم شد عبارت فقہ اکبر از شرح ملّا علی۔ زیں پس دعا است از مترجم و صلوٰۃ از دردمند ہم

اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا وَّدِیْنًا قَوِیْمًا
بِحُرْمَۃِ صَاحِبِ الصِّرَاطِ اٰمِیْن یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِکَ وَحَبِیْبِکَ وَعَلٰی
اَنْوَارِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَ
شَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِہٖ

ترجمہ۔ عقیدہ ۱۰۳ خروج یعنی نکلنا دجّال کا۔ اور یاجوج ماجوج کا۔ اور طلوع ہونا آفتاب کا مغرب سے اور اترنا عیسیٰ علیہ السّلام کا آسمان سے۔ اور ساری علامتیں روزِ قیامت کی حق ہیں اور ثابت ہیں اس بنا پر کہ اخبار صحیحہ حدیث کے بلکہ صاف آیتیں اسکی نسبت وارد ہیں

عقیدہ ۱۰۴۔ اللہ تعالیٰ جس کسیکو کہ چاہتا ہے سیدھے رستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ عبارت فقہ اکبر شرح ملا علی قاری کی ختم ہو گئی۔ اس کے بعد مترجم کی دعا ہے اور دردمند کی درود ہے۔

دعائے مترجم

اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا وَّدِیْنًا قَوِیْمًا بِحُرْمَۃِ صَاحِبِ الصِّرَاطِ اٰمِیْن یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اےخدا ہمکو سیدھا رستہ اور مضبوط دین بتا صاحب صراط کی حرمت کہ مالک ہیں رستے کے۔ اے جہانوں کے پالنے والے قبول فرما۔ درود دردمند اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِکَ وَحَبِیْبِکَ وَعَلٰی اَنْوَارِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِہٖ خدایا رحمت اور برکت اور سلامتی ہمیشہ سے ہمیشہ تک بھیج محمد صلعم پر جو تیرے رسول اور تیرے حبیب ہیں اور انکے انوار پر جیسا تجھ کو محبوب ہے اور تو اس سے خوشنود ہے اور انکو ہمارا سفارشی کر اور

ذکر کیفیۃ الاصول العاصمۃ عن خطئیات الفھم فی الحقائق الحقۃ والکلام فیہا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ❖

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ❖ اعلم ان الکلام فی اصول تعصمک عن خطئیات الفھم فی الحقائق الحقۃ والکلام فیہا

اصل۔ ان حقایق الاشیاء ثابتۃ ش فیہما مغایرت علی انواع الاضافۃ تامل فیہا۔ والشئ یطلق علی مالہ وجود فیہما واقعتان بنفسہما۔ وان نفینا فثابتتان لثبوت متقدم للنفی۔

ترجمہ اصول

این ذکر در بیان کیفیت اصول است کہ از خطاہای فہم در حقائق حقہ نگاہدارندہ اند و در آنہا گفتگو و کلام است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستایش کنیم خدای را و یاری خواہیم ازو۔ و درود خوانیم بر رسول او محمد صلعم و بدو شفاعت خواہیم۔ و بر آل او و یاران او و پیروان او تمامہا۔ بدانکہ ہر آئینہ این کلام در اصول است کہ آنہا از خطاہائے فہم در حقایق حقہ ترا نگاہدارند۔ و در آنہا بحث و کلام است **اصل**۔ ہر آئینہ حقایق اشیاء ثابت است یعنی حقیقتہائے چیزہا۔ و در این ہر دو مغایرت است بر اقسام اضافت یعنی در حقایق کہ مضاف است بسوی اشیاء مضاف الیہ در این ہر دو مغایرت موجود است۔ زیرا کہ اضافت در شیئین موجود می باشد۔ و این مغایرت بر اقسام اضافت است چنانچہ اضافت لامی بمعنی برای کہ تخصیصی ہم نسبت چون حقایق اشیاء یعنی حقیقتہا کہ برای اشیاء اند یا مخصوص باشیاء مثل اسم زید کہ برای تخصیص است و اضافت منی بمعنی از کہ بیانیہ ہم ازو است چون حقایق اشیاء یعنی حقیقتہا کہ از اشیاء اند مثل انگشتری طلا کہ در این بیان مضاف از مضاف الیہ است۔ و اضافت تحلیلی چون حقایق اشیاء ہمچو آب شیر کہ در این مضاف بمضاف الیہ تحلیل یافتہ۔ و اضافت توضیحی چون حقایق اشیاء ہمچو شہر مکہ کہ در این توضیح بمضاف الیہ است وعلی ہذا القیاس۔ پس باید کہ در اینہا فکر و تامل کن۔ و اشیاء جمع شے است و لفظ شے گفتہ شود بر چیزے کہ او را وجود باشد یعنی ہستی و بودن ازو دانستہ شود۔ پس ہر دو یعنی شے و حقیقتش بنفس خود واقع ہستند یعنی واقعی ہر دو ہستند۔ و اگر ہر دو نفی کردہ شوند پس برائی نفی ثبوتی پیش ازین ہر دو ضروری است کہ نفی بدان جاری شود ورنہ نفی بر عدم باطل است پس بنا بر ثبوت متقدم برائی نفی ہر دو ثابت تدند

ذکر کیفیۃ الاصول العاصمۃ عن خطئیات الفہم فی الحقائق الحقۃ والکلام فیہا

اصل ذکر کیفیت حقائق الاشیاء ثابتۃ

ذکر کیفیت اصول کہ از خطاہائی فہم در حقائق نگاہدارندہ اند و در آنہا بحث و کلام است

اصل ثبوت حقائق اشیاء و معانی شے احتمال وجود و عدم

والعلم بها متحقق ش فيه اشارة الى ثبوتها بل ثبوتهما بالاضافة
اذ العلم لا يتحقق بالعدم فاذا تحقق فصح الحكم م فالحقيقة
اما بمعنى الذى هو مصداق متقدم لحصول شبه لصنع شئ
فهو ثابت - واما بمعنى علة معلول كما فى قيام محتاج بمحتاج
اليه قياما حقيقيا او مجازيا وهو اظهر ش اى لا يحتاج الى
دليل م واما بمعنى ماهية شئ وهى وجود نفسه الواقع
فان تكن وهمية اى متحصلة من وهم فمعنى وهمية
اما ان لا يكون لها وجود مطلقا فالعدم مجهول فكيف حكمه
واما ان يكون لها وجود منتزعا غير مستقر بذاته فالوجود
بهذا الوجه واقع ش وان لم يكن واقعا فالعلم به ممتنع

ترجمہ وعلم بانہا متحقق است ۔ ودریں اشارت است بثبوت حقائق اشیا ، بلکہ ثبوت ہر دو بنا بر ربط اضافت ازانکہ علم بعدم متحقق نمی شود وہرگاہ کہ تحقق یافت پس حکم صحیح شد کہ آں ہر دو ثابت اند یعنی اشیاء وحقائق اشیاء ۔ اکنوں حقیقت یا بمعنی آنکہ او مصداق متقدم است برائ حصول شبہ صنع شئ را یعنی چیزے پیش شوندہ کہ از وبرائے صنع وساخت دیگر شئ شبہ حاصل کنند تا او مصداق یعنی تصدیق کنندہ پیشین باشد واو ثابت است ورنہ شبہ از کجا حاصل آید ۔ یا حقیقت بمعنی علت معلول است یعنی علت اشیاء چنانچہ در قیام محتاج بمحتاج الیہ علت ظاہر تر است کہ احتیاج دلیل ندارد خواہ قیام حقیقی باشد چوں قیام عرض بجوہر یا فعل بصفت وصف بذات ۔ یا مجازی چوں قیام حادث بقدیم وسیاہی بکاغذ یا حقیقت بمعنی ماہیۃ شئ است و او بودن نفس شئ ہست کہ واقعی باشد ۔ پس اگر آں ماہیت وہمی است یعنی از وہم حاصل شدہ چنانچہ بعض عقیدہ کردند ۔ پس معنی وہمیہ یا آنکہ او را وجود مطلق نباشد ۔ پس عدم مجہول است او را حکم چگونہ باشد ویا آنکہ او را وجودے منتزع باشد کہ غیر مستقر بود بذات خود یعنی بذات خود قرار پذیر نباشد ۔ پس دریں وجہ وجودے کہ منتزع است گو بذات خود قرار ندارد اما واقعی است چراکہ اگر واقع نیست پس علم بدو ممتنع است حالانکہ علم ہست پس ایں وجود ضرور واقع است ۔

م وانما التغیر منتزع ش من حیث الاتخاذ م من متغیر ففی العلم موجودان واقعا ش ای وجودا واقعا ھذا دلیل علےٰ واقعیۃ وجود المنتزع م والا ش ای ان لم یکن بمعنی وجودٍ واقعٍ م فبالمعنی الاوّلِ للواجبِ تعالیٰ توہم ش ای علم العدم م نفی لہ وحق انہ الوہم علم غیر مستقر بمعلومہ لا معلوم غیر مستقر فی وجودہ ٭ فالمعلوم بحقیقتہ کما ھو ھو فانّ الماھیۃ الموجودۃ بین عدمین تسرع الی فنائہا حتیّٰ لا یستقر علمہا بہا فھذا حقیقۃ الوھم والوھمیۃ لا کحلقۃٍ من شعلۃٍ جوالۃٍ لانہا بحقیقتہا معدومۃ وبوجود الحلقۃ من جولان الشعلۃ یلزم انہا کہی حدوثا وقدما فلا یصدق التشبیہ لوجودٍ حادثٍ من قدیم ٭

ترجمہ و دیگر آنکہ جز این نیست کہ تغیر از متغیر منتزع است و انتزاع بحیثیت اتخاذ بمعنی فرا گرفتن است یعنی گرفتن است یعنی گر بدین است ممکن نیست کہ بوگرفتندہ فرا گرفتہ شود پس در علم ہر دو واقعی موجود اند یعنی وجود واقعی دارند۔ این دلیلی است بر واقعی بودن وجود منتزع یعنی منتزع ہم وجود واقعی دارد پس حاصل معنے وہمیہ آنکہ اورا وجود منتزع باشد کہ در وجود واقع ہست۔ ورنہ باعتبار معنی اول برای واجب تعالیٰ توہم محض است یعنی علم بر عدم او کہ وجود مطلق ندارد چنانچہ در معنی وہم گفتہ شد۔ و ہمین معنی را نفی کردہ شد بانکہ عدم مجہول است و حکم بر مجہول باطل وحق آنکہ ہر آئینہ وہم علمی است کہ بمعلوم خود غیر مستقر است یعنی آن علم بمعلوم خود قرار پذیر نیست بسرعت فنای خود نہ اینکہ معلوم در وجود خود غیر مستقر است پس معلوم بحقیقت خود چنانکہ باید ہست ہو ہو۔ چنانچہ وجود باری تعالیٰ کہ موجود معلوم است ہمچنانست کہ ہست کما ھو ھو ولیکن علم مخلوق بدو بجہت حدوث خود بسرعت فنا غیر مستقر است کہ قرار نمی پذیرد ٭ در آئینہ ماہیتی کہ موجود ہست درمیانِ دو عدم یعنی سابق ولاحق چنان ابنای خود آن ماہیت تیزی رود کہ علم او باو قرار نمی پذیرد ہمین حقیقت وہم و وہمیت است نہ چون حلقہ کہ از شعلہ جوالہ پدید آید کہ مذہب بعض کسان ہست تا نکہ این حلقہ بحقیقت خود معدوم ہست۔ و در تسلیم وجود حلقہ کہ از جولان شعلہ است لازم آید اینکہ آن حلقہ از روی حدوث و قدم مثل شعلہ است پس این تشبیہ برای وجود حادث از قدیم صادق نیاید

فامّا الكلام فى وجودٍ خارجٍ من علمٍ و وجودٍ ذهنيٍ فان لم
يكنْ لمعلوماتٍ حادثةٍ وجودٌ خارجٌ فالحسُّ اى اللمسُ وان كان
منتزعًا بقيامٍ مجازيٍ من حاسٍ ومحسوسٍ او بقيامٍ حقيقيٍ من روحٍ و
جسدٍ باطلٌ لان الحسّ لا يوجد الا فى وجودٍ خارجٍ وهو مجمعٌ على
وجوده بداهتًا. واما بمعنى اثرِ شيءٍ مثلًا فى مُبرِدٍ برودتٌ فان
قيل الاثر بالنسبة لا بالحقيقة فتحقق الاثر بالنسبة بسلب الاثر
بالحقيقة من الطرفين باطلٌ فكيف وانما الثبوت متقدم
على السّلب ش لان السّلب لا يوجد الا بتقدم الثبوت
م فحق انه ثابت بحقيقته ومسلوبٌ بنسبته ش
لانّ الحقيقة اقدم من النسبة اذ النسبة لا تقوم
الا بالحقيقة م وانما التاثير وسلبه بالنسبة لا بالحقيقة ✦

ترجمه و لیکن سخن است در وجودِ خارج از علم و وجود ذہنی۔ پس برائے معلوماتِ حادثہ اگر وجود خارج نیست۔ پس حس یعنی لمس کسودن است باطل باشد اگرچہ این حس از حاس و محسوس بقیامِ مجازی منتزع است یا بقیامِ حقیقی از روح و جسد ازانکہ این حس یافتہ نہ شود مگر در وجودِ خارج حالانکہ بر وجود او مجمع است کہ او از بداہت است۔

یا حقیقت بمعنی اثرِ شے است چون در مُبرِد برودت یعنی خنکی در خنک شے۔ و اگر گفتہ شود کہ اثر ثابت بنسبت است نہ بحقیقت کہ قول بعض حکما است این چگونہ راست آید۔ ازانکہ تحقق اثر کہ بنسبت است بسلبِ اثر بحقیقت از طرفین باطل است و بہ ثبوت نہ پیوستہ کہ اثر بحقیقت ازان ہر دو اشیا کہ در وای نسبت قائم است اگر سلب بود بدونش اثر بہ نسبت۔ تحقق یابد پس اثر بہ نسبت بدون اثر بحقیقت کے راست شود وہمین است کہ ثبوت متقدم است یعنی پیش شوندہ بر سلب و تا وقتیکہ ثبوت پیشتر نہ آید سلب از کجا آید لہذا سلب بغیر تقدمِ ثبوت یافتہ نہ شود۔ پس حق آنست کہ اثر ثابت بحقیقتِ خود است و مسلوب بہ نسبت است ازانکہ حقیقت از نسبت اقدم یعنی پیشتر است زیرا کہ نسبت بدون حقیقت قیام نیابد۔ و جز این نیست کہ تاثیر و سلبِ تاثیر بہ نسبت آمدہ نہ بحقیقت ✦

اصل - ان الانتزاع یتحقق من جهة وهو اتخاذ ش بخاءٍ وذالٍ فوقانیتین والاتخاذ یفید علی تخصیص المخصص ممنوع الجواز م شیٔ من شیٔ اتحادا ش بحاءٍ ودالٍ مهملتین م فلا یحتاج فی حده بشیءٍ اٰخر منه لعدم الاشتراك بایّ وجهٍ وقد یحتاج بتحققه الی شیء اخص منه فمن جهتین او جهات ش ای فیتحقق من جهتین او جهات م وان قیام شیءٍ بشیءٍ علی وجهین حقیقیٌ وهو تحقق النسبة بین القائم والقائم به ای المنسوب والمنسوب الیه علی عینیته به بوجهٍ مع زیادت القائم علیه ش ای علی القائم به متعلق زیادت

ترجمہ اصل - ہر آئینہ انتزاعی کہ از جہتی متحقق شود - و او اتخاذ است یعنی فرا گرفتن چیزی را از چیزے در وجہ اتحاد ورنہ در وجہ خلاف - و ضد اخذ (بخاء و ذال معجمتین) از جانبین ممتنع است - این اتخاذ مفید است بر تخصیص مخصص ممنوع الجواز یعنی این فرا گرفتن سودمند است بر خاص کردن خاص کردہ شدہ با چنین خاص کردن کہ از جوازش منع تام باشد از آنکہ در جواز طرفین مساوی باشد - و در اخذ طرفین بسبب منع جواز مساوات نماند بلکہ فقط بیک طرف وجوب ثابت باشد چون قول او تعالی خذوا ما اٰتی بہ الرسول یعنی بگیرید چیزے کہ آورد این رسول آورد پس درین آیت شریفہ از ما اتی بہ الرسول یعنی آنچہ کہ اورا این رسول آورد - جواز اختیار و عدم اختیار ممنوع است بلکہ اختیار کردنش واجب است - پس در اخذ یعنی در گرفتن یک سمت وجوب ثابت آمد و جواز ممنوع - الحاصل این انتزاع کہ از جہتی متحقق باشد بسبب عدم اشتراک ہیچ وجہ در حد خود بچیزے دیگر ازان محتاج نہ شود یعنی بجز اتحاد من وجہٍ ہیچ وجہ اشتراک بچیزی آخر ندارد پس در حد خود از چیزے بچیزے دیگر محتاج نباشد - وگاہے این انتزاع تحقق خود بچیزی آخر ازان جہۃ واحد محتاج نباشد پس این انتزاع ز جہتین یا از جہات ثابت و متحقق شود - و چونکہ انتزاع و اتخاذ بوجہ اتحاد در شیئین باشد لہذا در بینہا چیزے را بچیزے از قیام چارہ نیست - و ہر آئینہ قیام چیزی بچیزے بر دو وجہ است یکی حقیقی و او تحقق نسبت ہست درمیان قائم و قائم بہ یعنی منسوب و منسوب الیہ بر بنائے عینیت قائم با قائم بہ مع زیادت قائم بر قائم بہ یعنی در قیام حقیقی قائم را با قائم بہ نسبت بطور عینیت ثابت باشد - اگرچہ وجہ زیادت قائم بر قائم بہ ہم متمائز شود

...یفیۃ
...ع -
انتزاع مع
او و ثبوت قیام
و و لتعریف
لتزام -

م والزیادۃُ شرطت فیہ لان الانتساب لا یحقق الا فی
الموجودین ومجازیٌ وھو لیس کذلک ش ای کتحقق
النسبۃ بالعینیۃ بوجہٍ مع الزیادۃ م بل مع المغایرۃ
ولا یحقق الا بتحقق واسطۃٍ بہما بالقیام الحقیقی الذی یسعہ
فھو حاجبٌ موصلٌ بین القائم والقائم بہ ۔ فثما من جہۃٍ
ش ای الانتزاع الذی یحقق من جہۃٍ م اما تضمنیٌ
وھو انتزاعٌ من وجودٍ من حیث ترتب الوجود تضمنا منہ
فاما قیاماً حقیقیا کالفعلِ من الصفۃِ والصفۃِ من الذات
فلزم حدوثہما ش ای المنتزع والمنتزع منہ
م او قدمہما علیٰ حکم منتزع منہ وحدوث منتزع
کوجود الحاجبِ الموصل وقدمُ منتزع منہ علیٰ حالہما

ترجمہ وجہ زیادت در قیام حقیقی اداں شرط کردہ شد کہ انتساب متحقق نیا
مگر در موجودین پس نسبت درمیان موجودین کہ منسوب ومنسوب الیہ باشند زیادت رامیخواہد
وقیام حقیقی عینیۃ را و دیگر قیام مجازی کہ او ہچنین نیست کہ مذکور آمد یعنی تحقق نسبت بعینیۃ مع
وجہ زیادت بلکہ تحقق ایں نسبت با مغایرت آمدہ ۔ وایں نسبت متحقق نباشد مگر بتحقق واسطۂ
چیزے کہ با منسوب الیہ قیام حقیقی دارد ومنسوب مجازی راہم در خود فروگیرد یعنی او را گنجایش
وفراخی دارد ۔ پس او حاجب موصل است کہ درمیان قائم وقائم بہ وصل و پیوند دہد و نیز حجاب
آرد ۔ وانتزاعے کہ از جہتی متحقق ۔ یا تضمنی است وآں انتزاع واتخاذ است یعنی بیروں کشیدن و
فراگرفتن بحیثیت ترتب وجود از وجودی بضمنش در گرفتہ یعنی ایں انتزاع بایںطور است کہ وجود
از وجودی ترتیب دادن است بضمن او در گرفتہ ۔ موریں انتزاع تضمنی یا قیام حقیقی است چوں
فعل از صفت وصفت از ذات پس بقیام حقیقی حدوث ہردو لازم یا قدم ہردو بنا بر حکم منتزع
منہ در منتزع یعنی اگر منتزع منہ قدیم است قدم منتزع ہم لازم آید واگر آں حادث
وحدوث منتزع چوں وجود حاجب موصل وقدم منتزع منہ چوں ذات وصفات واجب
تعالیٰ پس در حدوث یا در قدم ہردو بر حال خود اند +

ش حدوثًا وقدمًا مرو آمّا مجازیًا فیما علی احدهما کوجودٍ حادثٍ مخلوقٍ عن قدیمٍ شبهًا عنه واما التزامی وهو انتزاعٌ من عدمٍ لازمٍ مبنیٍّ علیه بوجودٍ حادثٍ تضمنًا منه من حیث ترتبِ الوجود التزامًا من وجودٍ شبهًا عنه فمن وجودٍ خارجٍ ملتزمٍ الّا فی هذا وجه التزامی یتعلق بالوجود وجهٌ تضمنی یتعلق بالعدم فاحفظِ النظرَ عن الزیغ وهذا لا یحتاج بتحققه الی جهةٍ اخریٰ وما من جهتین کالتحت والفوق وهذا یحتاج بانتزاعه الی جهة وبتحققه الی جهةٍ اخریٰ وما من جهاتٍ کالقرب والبُعد وهذا لا ینتزع الّا من جهتین محکومتین فی حکمٍ واحدٍ للانتزاع ولا یتحقق الّا بجهة ثالثةٍ +

اصل ۳ - ان اختصاص شیءٍ بشیءٍ علی قسمین حقیقی هو احتیاج بینهما اِمّا قیامًا حقیقیا واِمّا قیامًا مجازیًا کما فی الانتزاع من جهة وهذا

ترجمہ ودریں انتزاع تضمنی یا قیام مجازی است پس ہر دو در حدِ خود اند چوں وجودِ حادث مخلوق کہ انتزاع است تضمنًا بقیام مجازی از قدیم بغرضِ حصولِ شبہ از قدیم۔ ویا انتزاعی کہ از جہتی متحقق باشد التزامی است و او انتزاع است از عدمِ لازم کہ بوجود حادث برو آگہی است باینطور کہ ایں انتزاع از عدم ضمنًا بحیثیتِ ترتبِ وجود است بطور التزام کہ لازم آمدن است از وجود بغرضِ حصولِ شبہ تا وجودی از وجود بغرضِ حصولِ شبہ بطور التزام مترتب شود۔ پس ایں انتزاع از وجودِ خارج ملتزم است یعنی از وجود خارج کہ لزوم گیرندہ ولازم شوندہ است انتزاع شدہ ترتبِ وجود بود۔ آگاہ باش کہ دریں انتزاعِ التزامی وجہ التزامی بوجود تعلق دارد و وجہ تضمنی بعدم تعلق دارد پس از کجی نظر را نگہدار۔ وایں انتزاع بتحقق خود سوئی جہتِ دیگر محتاج نباشد۔ وانچہ ثبوتش از جہتین است چوں تحت وفوق است یعنی زیر وبالا۔ وایں بانتزاعِ خود سوی جہتے محتاج باشد وبتحقق وثبوتِ خود سوئی جہتی دیگر۔ وانچہ تحققش از جہات است چوں قرب وبُعد است یعنی نزدیکی ودوری۔ وایں انتزاع نیابد مگر از دو جہتی کہ ہر دو در حکم واحد برائی انتزاع محکوم اند ومتحقق نشود مگر بجہتِ ثالث۔

اصل ۳۔ ہر آئینہ اختصاص یعنی خاص گردیدن وشدن وخاص گردانیدن وکردنِ چیزے بچیزی بر دو قسم است یکی حقیقی واو احتیاجی است درمیان ہر دو۔ وایں احتیاج یا بطور قیام حقیقی باشد یا مجازی چنانچہ در انتزاع جہتی مذکور آمد

اصل ۳ در کیفیت اختصاص

ش ای الاختصاص الحقیقی م لا یحتاج فیما فیہ ش
ای فیما وقع فی الاختصاص الحقیقی م الی اختصاص مخصّص
فیشترط علم محتاجٍ من جہۃ محتاج الیہ ضرورتا ش ای
وجوبا م لا عکسہ وھذا ش ای الاختصاص الحقیقی م بمعنٰی
ربطٍ بینہما ش ای بین الشیئین او بین المحتاج والمحتاج الیہ
م وھنا الاختصاص بمعنی لازمٍ ش الذی بمقابلۃ متعدٍ
م وبمعنی اختصاصِ مخصِّص ایضا فیشترط علمہا بربطہما
الدائرِ ش ای بینہما قبل اختصاصِ المخصِّص م وھنا
الاختصاص بمعنی متعدٍ ش الذی بمقابلۃ لازمٍ م فیشبہ
بمجازی ش الذی بمقابلۃ الحقیقی م وّ مجازی وھو اختصاص
مخصِّصٍ شیئا بشیٔ ولا احتیاج بینہما قیاما حقیقیا ولا مجازیا

ترجمہ داین اختصاصِ حقیقی محتاج بسوئے اختصاصِ مخصِّص نباشد یعنی بسوئے خاص گردانیدن خاص
کنندہ درانچہ کہ او دریں اختصاص حقیقی واقع آمدہ ۔ پس علمِ محتاج ازجہتِ محتاج الیہ ضرورتا شرط باشد یعنی
ایں شرط واجب است نہ عکسِ او یعنی ازجہتِ محتاج علم محتاج الیہ کہ ایں شرط واجب نیست ۔ وایں اختصاص
حقیقی بمعنی ربط است درمیان دوشی یا درمیان محتاج ومحتاج الیہ ۔ وآنجا اختصاص بمعنی لازم است یعنی
خاص شدن کہ مقابلِ متعدی باشد چوں اختصاصِ فعل بصفت وصفت بذات کہ دریں اختصاصِ لازم
بسبب ربطِ درمیانی ذات راعلم صفت یعنی دانستنِ صفت واجب است نہ عکسِ او ۔ وایں اختصاصِ حقیقی
بمعنی اختصاصِ مخصِّص ہم آید ۔ پس بسبب ربطی کہ پیش از اختصاصِ مخصِّص درمیان ہردو دائر است علم
محتاج ومحتاج الیہ ہردو شرط باشد ۔ وآنجا اختصاص بمعنی متعدی است یعنی خاص گردانیدن کہ مقابل
لازم باشد ۔ وایں اختصاص مشابہ بمجازی میشود کہ درمقابلِ حقیقی آید کہ بیانش می آید چوں اختصاص
اسم زید بہ زید کہ پیش از مخصِّص باو خاص است ۔ پس دریں اختصاص متعدی مشابہ بمجازی
وقتِ اختصاص ۔ مخصِّص راعلمِ ذات واسم ہردو بسبب ربطی کہ درمیان ذات واسم پیش از اختصاصِ
مخصِّص دائر است مشروط باشد ۔ ہمچنیں علم اختصاصِ لفظِ اللّٰہ بذاتِ واجب ۔
دوم مجازی واو خاص کردنِ مخصِّص چیزی را بچیزے است ودرمیان ایں ہردو شی احتیاج قیام حقیقی ومجازی نیست

فهٰهنا يشترط علمهما معًا وقت الاختصاص مع شرط المعلومين من قبلُ ويكون بمعنى ربطٍ بينهما بعد اختصاص مخصِّص مجازًا فيشبه بحقيقيٍ - وهٰذا ش اي الاختصاص المجازي م لا يتحقق الا بتحققِ واسطةٍ ما باختصاصٍ حقيقيٍ الذي يسعه فلابد للمخصِّص من فعلٍ يستجع الربطَ بينهما ش الضمير الى الشيئين يحتملان الربط مجازًا ص مجازًا وهما ش اي الشيئان ص مفعولاه فكان الفعلُ فى نفس المخصِّص باختصاصٍ حقيقيٍ فيما يشبه بمجازي فى حكمه وما يشبه بحقيقي فى حكمه ففي ما يشبه بمجازى لا يكون تقدمُ علمٍ للماهيتين معًا ضروريًا الا الماهيةِ محتاج فالى قدمٍ ضروريٌ ش اى تعاقب العلم الى قدمٍ هو محتاج اليه محتاجٍ ضروريٌ لحصولِ الدلالةِ القطعية

ترجمہ پس اینجا وقتِ اختصاص شرط باشد کہ علمِ ہر دو معًا بود مع شرط اینکہ معلومین از پیش موجود باشند۔ و آں اختصاصِ مجازی بمعنی رابطِ مجازی است کہ درمیان ہر دو شے بعد خاص گردانیدنِ خاص کنندہ است پس مشابہ باشد بحقیقی۔ و ایں اختصاصِ مجازی متحقق نہ شود مگر بہ تحققِ واسطۂ چیزے کہ با مخصِص اختصاص حقیقی داشتہ باشد آنچناں کہ اختصاصِ مجازی را آں واسطۂ شے گنجایش دارد۔ پس مختص را از فعلے چارہ نیست کہ آں فعل درمیانِ ہر دو شے ربط را مجازًا گرد آرد۔ و آں ہر دو شے ہر دو مفعولِ آں فعل باشند۔ پس ایں فعل در نفسِ مختص باختصاصِ حقیقی بود۔ و ایں فعل بلفظِ تخصیص و تعبیر کردہ شود۔ پس آنچہ کہ مشابہ بمجازی است در حکم خود است و آنچہ کہ مشابہ بحقیقی است در حکم خود است پس درآنچہ کہ مشابہ بمجازی است تقدمِ علم برائے ہر دو ماہیت معًا ضروری نباشد مگر برائے ماہیتِ محتاج۔ پس بسوئے قدم ضروری است یعنی پسِ علمِ ماہیتِ محتاج در تعاقبش علم سوئے قدم کہ او محتاج الیہ است محتاج را برائے حصولِ دلالتِ قطعیہ ضروری است۔ پس علم ہر دو متعاقب یکدیگر حاصل شود نہ معًا کہ ایں ضروری نباشد بلکہ ضرورت برای حصول دلالتِ قطعیہ است کہ او از علم متعاقب حاصل شود۔

م فيتحقق الاختصاصُ بتحقق شرطِ المعلومين معًا وفت الاختصاص لا بشرط المعلومين معًا قبل الدلالة وفي الممكنِ ليس كذلك ش اى تعاقب العلم الى محتاج اليه هو الممكنُ محتاجٍ ليس بضروری لعدمِ حصولِ الدلالة القطعيةِ م فيتحقق الاختصاص بتحقق شرط المعلومين معًا وقت الاختصاص مع شرطِ المعلومين قبل الدلالة وفي ما يشبه بحقيقي يكون تقدم علم منعقب للماهيتين معًا ضرورةً يا والبحثُ مشتملٌ في اختصاص الذي بدلالة والذي لا بها ش اى بدلالة م

اصل ۴ - اِن الجوهر والعرض لموجودان معبّران بالخصوصية ش اى خصوصية النسبةِ فيهما وخصوصية اللفظِ للمعنى م والا فماهيتان موجودتان وبالحال لا حاجة في تعبيرِ ماهية بانها جوهر او عرض فقد يطلق لفظ الجوهر على عينها لا يُراد فيها الخصوصيةُ المذكورة فهي التي لا يتجزى اذ هي غير متجزية

اصل ۴ ذکر کیفیۃ الجوہر والعرض

ترجمہ پس ایں اختصاص متحقق می شود بایں شرط کہ معلومین معًا وقتِ اختصاص متحقق باشند نہ بایں شرط کہ معلومین معًا پیش از دلالت متحقق باشند وسوئے ممکن ایں چنین نیست یعنی تعاقبِ علم بسوئے محتاج الیہ کہ او ممکن است محتاج را بسبب عدمِ حصولِ دلالت قطعیہ ضروری نیست۔ پس ایں اختصاص متحقق می شود بایں شرط کہ معلومین معًا وقتِ اختصاص متحقق باشند بشرطیکہ معلومین پیش از دلالت موجود باشند۔ و در آنچہ کہ مشابہ بحقیقی است تقدم علم برائے ہر دو ماہیت معًا ضروری باشد۔ و ایں بحث مشتمل است در اختصاصے کہ او بدلالت است و آنکہ بدلالت نیست۔

اصل ۴ ہر آئینہ جوہر و عرض ہر دو البتہ موجود اند کہ تعبیر کردہ شوند بخصوصیت نسبت کہ در میان ہر دو است و خصوصیت لفظ برائے معنی۔ ورنہ پس دو ماہیت اند کہ ہر دو موجود اند۔ و دریں حال در تعبیر ماہیت بایں کہ ایں ماہیت جوہر است یا عرض حاجت نیست۔ و گاہے لفظِ جوہر بر عین ماہیت گفتہ شود کہ در و خصوصیت مذکورہ مراد نبود۔ پس او ہماں است کہ لا یتجزی باشد یعنی جزء جزء نہ شود۔

اصل ۴ کیفیۃ جوہر و عرض و تعریف شان مع کیفیۃ و حقیقۃ جزو لا یتجزی و کیفیۃ قیام حقیقی و مجازی فیما بین شان و اینکہ اطلاق شان بر حوادث است نہ در ذات و صفات باری تعالی کہ آں توقیفی اند۔

في بدءِ وجودها من عدمٍ وجوباً ش كما ذُكِرَ في شرح ذكر كيفية توحيد الله تعالىٰ م ولمّا لم يتجزّ لا يصح في تعبيرها لفظُ الجزء اذ هو يقتضي بمقابلته الجزءَ ش كما ذُكِرَ في كيفيةِ الاصول في اصلِ كيفية الكل والجزء م فموجود يُعبّر بعرض بنسبة قيامه ش اي بحصول نسبة القيام م بآخره حقيقتاً وهما ثابتان فالعرض في الحال موجودٌ واقعٌ ثابتٌ على الذات وان لم يكن هكذا فكيف ثبتت نسبة القيام بين معدومٍ وموجودٍ ش اي العرض المعدوم والجوهر الموجود اذ لا يكون موجودٌ واقعٌ حسيّاً وقع او غيرهُ بغير موجودٍ واقعٍ من ايّ جهةٍ عينه م فبطلت نسبةُ القيام ش هي وجه التعبير بالعرض فالعرضيةُ باطلةٌ م وكيفية العينيةِ والزيادتِ مجهولةٌ في التحقيق۔

ترجمه از انکه او در بدءِ وجود یعنی در ابتدائ هستئ خود که از عدم است وجوباً یعنی بالضرور غیر متجزی است یعنی منقسمه و جزء جزء شونده نیست۔ چنانچه در شرح ذکر کیفیتهٔ توحید الله تعالیٰ مذکور آمده است۔ و هرگاه که او جزء جزء نمی شود لفظِ جزء در تعبیرش صحت نمی پذیرد از انکه جزء جزء را بمقابلهٔ خود میخواهد۔ چنانچه در ذکر کیفیتهٔ اصول در اصل چهل و چهارم کیفیتِ کل و جزء بیان کرده شده پس موجودیکه بعرض تعبیر کرده شود با بنسبتِ قیامِ حقیقئ خود با آخرِ خود است یعنی نسبت قیامیکه او را حقیقتاً حاصل است با آخرِ خود که موجود دیگر است و ازیں نسبتِ قیام که او را بدیگر حاصل آمده و از وعارض شده بعرض تعبیر کرده شد و آں هر دو ثابت اند یعنی عرض مع موجود آخر خود که باو قیام گرفته و او ما قام به است یعنی آنچه که او بدو قائم است۔ پس ایں عرض که بقیام حقیقی بموجود آخر آمده در حال موجود و واقع و ثابت است اند ابد برذات و اگر چنیں نیست پس نسبتِ قیام درمیانِ معدوم و موجود چگونه ثابت شود یعنی درمیانِ عرضِ معدوم و جوهر موجود زیراکه نمی شود موجود واقع که حسیّی واقع شده است یا غیر حسیّی۔ بغیر موجود واقع از هیچ جهتی عینِ او یعنی موجود واقعی که دعوش حسی باشد یا غیر حسیّی با غیر موجود واقعی از هیچ جهتی عینِ او نباشد۔ پس نسبتِ قیام باطل شد که وجهِ تعبیر بعرض همیں نسبت است پس عرضیت باطل است۔

والمسئلۃ تشیر الی مسئلۃ قیام الافعال بالصفات والصفات الحقیقۃ بالذات والصورۃ بالھیولیٰ فی وجہ القیام تلمیحا فاقتصرت علی الاشارۃ فان قصدت فھمت لکنھما یطلقان فی حوادث واسمائہ وصفاتہ سبحانہ توقیفیۃ فلا یجوز اطلاقھما فی ذاتہ وصفاتہ واسمائہ سبحانہ ۔ او مجازا ففی الحال موجود واقع لا زائد بل مغائر فی حقیقتہ لا تحقق عینیتہ فالمجاز لا یتحقق الا بان یتضمنہ بالقیام حقیقی فی موجود اٰخر وھو استعدادہ لقیام النسبۃ بہ والاٰخر بجوھر ش ای یعبر بجوھر م وھو محل قیام عرض فقط فالمجاز لا یتحقق بمرتبۃ قدیمۃ ۔

اصل ۵ ۔ ان المعنی المصدر ھو صفۃ لمنبئ علیہ من فعل فاعلہ لانہ منشاء انتزاعہ فھو قوۃ واستعداد بانفعالہ فی فاعلہ ولا فعالہ بہ

ترجمہ واین مسئلہ در وجہ قیام بطور تلمیح اشارت میکند سوئی مسئلہ قیام افعال با صفات حقیقیہ ۔ وصفات حقیقیہ با ذات ۔ و قیام صورت با ہیولیٰ ۔ پس برین اشارت کوتاہ کردم اگر قصد کنی بفہمی ۔ ولیکن ہر دو یعنی جوہر و عرض در حوادث اطلاق کردہ شوند ۔ و اسمار و صفات حق سبحانہ توقیفی ہستند یعنی بواقف گردانیدن شارع متوقف آمدند و از بین غیر کہ شارع از و خبر دادہ گفتہ نشوند اگرچہ در صدد خود بجہر نیامدند ۔ پس اطلاق آن ہر دو یعنی جوہر و عرض در ذوات و صفات و اسمائی حق سبحانہ جائز نیست ۔ یا قیام عرض بجوہر خود کہ این جوہر از و موجود دیگر است بطور مجاز باشد بخلاف قیام حقیقی کہ او چنانست کہ گذشت ۔ پس این عرض کہ با آخر خود قیام مجازی دارد ہم در حال موجود و واقع است نہ زائد بلکہ در حقیقت خود مغائر کہ حقیقتش متحقق نمیشود ۔ پس این مجاز متحقق نمیشود مگر باینکہ متضمن باو چیزی باشد کہ در موجود آخر بقیام حقیقی است و ہم ہست استعداد او برای قیام نسبت باو ۔ و آں آخر کہ موجود دیگر است بجوہر تعبیر کردہ شود ۔ و ہم محل و جائی قیام عرض است فقط ۔ پس مجاز بمرتبہ قدیمہ ثابت نشود ۔

اصل ہر آئینہ معنی مصدر کہ او صفت است کہ از فعل فاعل او بر و البتہ آگہی کردہ آید از انکہ آن معنی مصدر انتزاع فعل را منشا ہست کہ نشو فعل از انجا است ۔ پس آن معنی مصدر قوت و استعداد ہست با نفعال خود در فاعل فعل یعنی قوت و استعداد بفعل در آمدن و بکار پذیرفتن خود است در فاعل فعل ۔ و نیز قوت و استعداد ہست برای انفعال فاعل با نفعال یعنی برای کار کردن فاعل بواسطہ قوت انفعال معنی مصدر ۔ حاصل آنکہ معنی مصدر قوتے

ففيه مرتبتان رتبيتان تقدمًا لفاعلية وتاخرًا لمفعولية
فيتقدم من فعل فاعله الا لامتيازه به ش
اى لا يتقدم من فعل فاعله لامتيازه بفعل فاعله
م فلا ينتزع منه بل مبنى منه -

اصل ان الوجود لمبنى عليه من الموجود وهو ضده عدم فلا يقتضى عدمًا بمقابلته ولا يجتمعان فى محل واحد فالوجود بديهي +

(حاشیہ: ...ل ذکر کیفیۃ الوجود -)

اصل - ان الثبوت لمبنى عليه من ثابت ويفارق من الوجود بجريان نفي وسلب عليه كما سنذكره ان شاء الله تعالى.

(حاشیہ: ...ل ذکر کیفیۃ الثبوت)

ترجمہ پس در معنی مصدر دو مرتبہ رتبی است یکی تقدم یعنی پیش بودن برای فاعلیت و دوم تاخر یعنی پس افتادن برائے مفعولیت۔ پس آں معنی مصدر از فعل فاعل خود مقدم و پیش بود مگر برائے امتیاز خود بفعل یعنی از فعل فاعل خود مقدم نمیباشد بسبب امتیاز خود بفعل فاعل خود۔ مراد آنکہ معنی مصدر از فعل فاعل خود مقدم بود از آنکہ استعداد انفعالی کہ ہمو معنی مصدر است پیش از فعل در فاعل مہیا بود تا بداں قوت و استعداد فاعل افعال یعنی کار کردن تواند و مقصود خود از قوۃ بفعل آرد کہ سر انجام و اجرائے فعل شود و ہمیں مرتبہ تقدم رتبی است معنی مصدر را کہ مخصوص برائے فاعلیت آمدہ از آنکہ فاعل شدن برو متوقف است و لیکن چونکہ امتیاز معنی مصدر بفعل فاعل خود ہست بنا برین تقدمش بفعل فاعل خود نمیگردد از آنکہ امتیازش بوقوع فعل متوقف آمدہ تا از افعال فعل از فاعل نیاید امتیاز معنی مصدر نشود و ایں مرتبہ تاخر رتبی دارد مر معنی مصدر را کہ مخصوص برائے مفعولیت است۔ الحاصل فاعل معنی مصدر را بواسطۂ استعداد انفعالی کہ برائے فاعلیت آمدہ در استعداد انفعالی کہ مفعول راست از مرتبۂ تقدم رتبی قوۃ بمرتبۂ تاخر رتبی فعل می در آرد۔ پس باعتبار قوت و استعداد ایں معنی مصدر تقدم از فعل دارد و بوجہ امتیاز متاخر از فعل۔ و ایں تقدم و تاخر رتبی است واللہ اعلم بالصواب۔ پس ایں معنی مصدر از فعل منتزع نیست بلکہ ازو مبنی است یعنی از فعل آگہی

اصل ہر آئینہ وجود از موجود مبنی علیہ ہست یعنی آگہی دادہ شدہ و آں ضد عدم است۔ پس وجود عدم بمقابلہ خود نمیخواہد۔ و نہ ہر دو در محل احد مجتمع شوند چرا کہ ضدین در جائے واحد گرد نیایند۔ پس معلوم شد وجود کہ برو از موجود آگہی ہست بدیہی ہست۔

(حاشیہ: ...ل کیفیۂ وجود و آگہی ...و و بیان ضد او و ...بداہت او +)

اصل ہر آئینہ ثبوت از ثابت مبنی علیہ ہست یعنی آگہی دادہ شدہ و آیں از وجود فرق کردہ شود بسبب جاری شدن نفی و سلب برو یعنی بر ثبوت نفی و سلب جاری شود نہ بر وجود۔ و ہمیں در میان بردو تفارق است چنانچہ عنقریب ما او را بیان خواہیم کرد ان شاء اللہ تعالی و آں مدمل نفی است کہ می...

(حاشیہ: ...یفیۂ ثبوت و آگہی برو و بیان ...رق درمیان نفی و سلب ...ثبوت و بداہت او۔)

ولا يقتضي نفيًا بمقابلته الّا سلبًا فالثبوت هو بموضع خارجًا بمقابلة سلبه عن موضع فالثبوت بديهي ‡

اصل ان العدم لضد الوجود فلا يقتضي الوجود ولا يجتمع به فمبني عليه من معدوم حقيقي او حكمي ش الحقيقي بعدم لاحق والحكمي بعدم سابق م ملتزمًا بوجود حادث من جهة حدوثه لا منتزع منه لان الانتزاع لفي اتحاد فالعدم نظري ‡

اصل ٩ ان النفي لا يجري على عين ثابت و ش لواو حالية لبيان حالت الثبوت وحكمه في ضمن الثابت عطفا م الثبوت المبني عليه منه ثابت لا على عدم فقط ش لانه عليهما غير معقول

ای ثابت و معدوم ۱۲

ترجمہ: این ثبوت بمقابلۂ خود نفی را نمی خواہد مگر سلب را پس ثبوت آنکہ او بموضعی باشد بطور خارج بمقابلۂ سلب خود از موضع (یعنی ثبوت در خارج بموضعی است کہ سلبش بمقابلۂ او از موضع است پس بمقابلہ یعنی ضد خود در خارج ثابت بدیہی آمد ازانکہ بر ثبوت از ثابت آگہی است بنا برین در ضمن ثابت ہم ثابت است) پس معلوم شد کہ این ثبوت کہ بر و از ثابت آگہی است بدیہی است ‡

اصل ہر آئینہ عدم البتہ ضد وجود است پس وجود را نمی خواہد و نہ با و گرد آید (کہ اجتماع ضدین محال است) و او از معدوم حقیقی یا حکمی مبنی علیہ است یعنی آگہی دادہ شدہ بانکہ این عدم ملتزم آمدہ یعنی لازم شدہ است وجود حادث را از جہت حدوث آن وجود نہ ازو منتزع است ازانکہ انتزاع و جدا کردن شے از شے ہر آئینہ در اتحاد آید (و در وجود و عدم مغایرت کلی است بضد پس اتحاد چگونہ بر آمد البتہ حادث را این عدم از جہت حدوث التزام یافتہ کہ حدوث را از عدم سابق و لاحق چارہ نیست. پس عدم حقیقی آن باشد کہ عدم او لاحق بود یعنی بدنبالش پیوستہ و با و بہم شدہ باشد. و حکمی آنکہ در سابق او عدم بود یعنی عدم پیش او سبقت کردہ پیشش حکم عدم کردہ شد. پس معلوم شد کہ این عدم (کہ بر و از معدوم حقیقی یا حکمی آگہی است بالتزام وجود حادث) نظری است نہ بدیہی ‡

اصل ٩ ہر آئینہ نفی بر عین ثابت و بر وجود جاری نمی شود کہ ازان ثابت بر ثبوت کہ او ہم ثابت است آگہی دادہ شدہ است پس در ضمن ثبوت ہم ثابت است پس باعتبار بیان حالت ثبوت کہ وصف و حالش گذشت در ضمن ثابت حکمش

اصل ذکر کیفیۃ العدم

اصل ٩ ذکر کیفیۃ النفی

اصل کیفیۃ عدم و ضد او و آگہی برو و تعریف معدوم حقیقی و حکمی و اینکہ عدم نظری است۔

اصل ٩ کیفیۃ نفی و ثبوت بتقدم و ذہنی و اثر متاخر او و اینکہ نظری است و کیفیۃ آگہی برو و آنکہ نفی بر ثابت و ثبوت بعدم جاری نمی شود بلکہ

بر ترتب اثر متاخر ...

لكنه يجري على ترتب اثر متاخر من ثبوت ذهني كان صالحًا
لترتبه بانتزاعه منه في خارج شبهًا لصنعة او لا حاصل
ضروري وهو موقوف الحكم للاثر ش فان لم يحصل
لا يمكن حكم النفي للاثر م من ثبوت متقدم خارج ش اعلم
إن ترتب اثر متاخر فعين ثابت وإن لم يترتب فعدم
فإن النفي لترتب اثر متاخر من ثبوت ذهني كما هو
المذكور حصرًا الا من غيره م فيقتضي الثبوت قبله
لا بمقابلته خارجًا فمنبئ عليه من منفي ملتزمًا بثبوت
مما ثبت ش اي ثبوت حاصل مما ثبت م فالنفي نظري فاعلم أن
النفي بالوصف هو مخبر به لا بالذات هي مخبرة عنها اذ هي ثابتة

ترجمہ ولیکن از ثبوت ذہنی اثری کہ پس مترتب شود بر آں ترتب اثر ایں نفی جاری می شود - خواہ ایں ثبوت ذہنی صلاحیت داشتہ باشد ترتب اثر را بانتزاع و اخذ او از آں ثبوت ذہنی در خارج بطور شبہ برائے صنع اثر یا نداشتہ شد - یعنی ایں ثبوت ذہنی را برائے ترتب اثر بانتزاع و اخذ او در خارج بغرض صنع بطور شبہ صلاحیت حاصل باشد یا نباشد - و اینکہ ثبوت ذہنی از ثبوتے کہ پیش ازیں در خارج باشد ضروری حاصل باشد و آں ثبوت پیشیں ثبوت متقدم است از ثبوت ذہنی - حالانکہ ایں ثبوت ذہنی برائے اثر موقوف الحکم است یعنی حکم نفی برائے اثر موقوف بر ثبوت ذہنی است و اگر ایں ثبوت ذہنی مذکور از ثبوت متقدم خارج حاصل نشود حکم نفی برائے اثر ممکن نشود - بدانکہ اگر اثر متاخر کہ پس ثبوت ذہنی است مترتب شد پس او عین ثابت است و اگر مترتب نشد پس عدم است - پس ہر آئینہ نفی برائے ترتب اثری است کہ از ثبوت ذہنی متاخر و باز پس آمدہ چنانچہ او بطور حصر مذکور آمدہ نفی از غیر او ہست - و نفی ثبوت را قبل خود میخواہد نہ بمقابلہ خود در خارج - و ایں بیان تمامہ ہماں است کہ مصنف در اصل بحث ثبوت پیشیں ازیں در وجہ تفارق سلب و نفی از وعدہ ذکر فرمودہ فاعلم واحفظ - پس نفی از منفی منبی علیہ ہست یعنی خبر از منفی الٰہی دادہ شدہ و اینکہ ملتزم آمدہ بثبوت یعنی ثبوت لازم شمردہ کہ آں ثبوت حاصل است از آں چیزی کہ ثابت شدہ ہست - پس معلوم شد کہ ایں نفی کہ براو از منفی الٰہی است بالتزام خود بہ ثبوت کہ حاصل است از ثابت نظری است نہ بدیہی - و بدانکہ ہر آئینہ ایں نفی از وصف یا کہ او مخبر بہ ہست یعنی باو کہ خبر دادہ شود نہ از ذات باشد کہ او مخبرہ عنہا ہست یعنی نسبت او خبر دادہ شدہ - از انکہ ذات ثابت ہست و نفی از ثابت نمی شود کہ خلاف بداہت و عقل است

ولا بالوصفِ المنطبق بالذات عیناً اذ ھو مع الذات عینُ
ثابت ۔ اصلؔ ۔ اِن السلب لایجری الا علیٰ ثبوتٍ الذی
ھو منبیٌّ علیہ من ثابت ویقتضیہ قبلہٖ و بمقابلتہٖ خارجاً
فالسلب ھو عن موضعٍ بمقابلۃ ثبوتٍ بموضعٍ خارجاً فمنبیٌّ
علیہ من مسلوبٍ ملتزماً بثبوتٍ مما ثبتَ ش ای بثبوت
حاصلٍ مما ثبت مرفالسلبُ نظریٌّ ۔ اصلؔ اِنَّ الوضع بالتخصیص
ش شیئاً لشیٔ حال الوضع مرلتحقق دلالۃٌ ش من شیٔ
علیٰ شیٔ مرلیقتضی دلالۃً استلزاماً والدلالۃُ لا توجد الا بالوضع
ش المعرّفِ علیٰ وصفِ التخصیص مر اصلؔ اِن اللفظ بالوضع
الدالِ ان اعتُبِرَ فیہ دلالۃٌ علیٰ معنیً مفرد فھو کلمۃ ولو
کان مرکباً علیٰ اصل معنیً فان دل علیٰ معنیً ای مفردٍ اقائم بنفسہٖ
ولم یُفھم بہ تقیید زمانٍ کالذات فھو اسمٌ

ترجمہ ونہ نفی از وصفی باشد کہ باذات منطبق بعین باشد ازانکہ او باذات عین ثابت ہست و ثابت
نفی نہ کردہ شود ۔ ماحصل وصفیکہ از ذات منطبق بعین باشد در ثابت ہمچو ذات است ونفی از عوارض
باشد نہ از ذات ونہ از وصفیکہ باذات منطبق بعین باشد چراکہ ذات بحث کردہ نشود مگر از عوارض ۔
اصلؔ ۔ ہرآئینہ سلب جاری نمیشود مگر بر ثبوتیکہ او مبنیٌ علیہ از ثابت ہست یعنی از ثابت بروآگہی ہست ۔ وایں سلب ثبوت را
در خارج پیش از خود میخواہد و بمقابلہ خود ۔ پس سلب آنست کہ او سلب ہست از موضع بمقابلہ ثبوت کہ او در خارج است
بموضعی ۔ وایں سلب از مسلوب مبنی علیہ ہست یعنی از مسلوب بروآگہی است ۔ وایں ملتزم آمدہ یعنی لازم شدہ ہست
ثبوت راکہ او از چیزی حاصل ہست کہ ثابت آمدہ ۔ پس سلب معلوم شد کہ نظری ہست نہ بدیہی چراکہ از مسلوب بروآگہی است
وبا ینکہ او بہ ثبوت ملتزم آمدہ کہ از ثابت بروآگہی حاصل است ۔ اصلؔ ہرآئینہ وضع کہ خاص کردن چیزے برای چیزی است
تا دلالت از چیزی بچیزے ثابت و متحقق شود ایں وضع دلالت را البتہ بطور استلزام میخواہد یعنی ہمچو لازم گرفتن ۔ باینوجہ کہ
دلالت نیافتہ شود مگر باینوضع ۔ پس ایں وضع بنا بر وصفِ تخصیص معرّف ہست یعنی خاص کردن چیزی بچیزے معرفت حاصل
کردہ معرف کردہ شد وہمیں است کہ بنام تعریف اینجا آوردہ شد ۔ اصلؔ ہرآئینہ لفظی کہ بنا بر وضع دلالت کنندہ است
چون در وے دلالت بر معنی مفرد اعتبار کردہ شود پس آن کلمہ ہست اگرچہ آن لفظ بر اصل معنی مرکب باشد ۔ واگر دلالت کند بر معنی مفرد

اصلؔ ذکر کیفیۃ ال
اصلؔ ذکر کیفیۃ الو
اصلؔ ذکر کیفیۃ ا
اصلؔ کیفیۃ
بر نحو اینکہ ن
وتعریفش
اصلؔ ذکر کیف
وضع و دلالۃ
فیما بین تخص
وضع
اصلؔ ذکر کیفیۃ
والتسام او و
اسم وفعل وحرف
مشبہ مع دلالت معنی وتحقیق فیما

وَاِنْ دَلَّ عَلٰی مَعْنًی قَائِمٍ بِالْغَیْرِ اَصْلًا وَفُهِمَ بِهٖ تَقْیِیْدُ زَمَانٍ کَالْوَصْفِ الْوَاقِعِ فَهُوَ فِعْلٌ وَاِنْ دَلَّ عَلٰی مَعْنًی قَائِمٍ بِالْغَیْرِ عَرَضًا وَلَمْ یُفْهَمْ بِهٖ تَقْیِیْدُ زَمَانٍ کَالْاِبْتِدَاءِ وَالْاِنْتِهَاءِ فَهُوَ حَرْفٌ فَاِنِ اشْتَرَکَ اللَّفْظُ بِالْمَعْنَیَیْنِ ش ای بمعنی فعلٍ وبمعنی اسمٍ م کَالْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ فَهُوَ صِفَةٌ مُشَبَّهَةٌ ش باسم م وَلِذَا قَدْ یُجَرَّدُ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا وَلَمَّا کَانَ الْوَضْعُ مُقْتَضِیَ الدَّلَالَةِ وَالدَّلَالَةُ مَوْجُوْدَةٌ بِالْوَضْعِ فَلَا یُمْکِنُ اَنَّ الْوَضْعَ لَیْسَ بِدَالٍّ وَمَا هُوَ لَا یَدُلُّ فَخَرَجَ مِنَ الْوَضْعِ وَاِنِ اعْتُبِرَ فِیْهِ دَلَالَةٌ عَلٰی مَعْنًی مُرَکَّبٍ فَهُوَ کَلَامٌ وَلَوْ کَانَ مُفْرَدًا عَلٰی اَصْلِ لَفْظٍ +

اَصْلٌ ۱۳ لِاَنَّ الْاِسْمَ قَدْ یَکُوْنُ مَعْرِفَةً وَقَدْ نَکِرَةً اَصْلًا فَالنَّکِرَةُ قَدْ تُعَرَّفُ اَوْ تُخَصَّصُ عَرَضًا وَالْفِعْلُ وَالْحَرْفُ هُمَا وَصْفَانِ قَائِمَانِ بِغَیْرِهِمَا لَقَدْ کَانَا نَکِرَةً اَصْلًا فَلْیُحْکَمَانِ مُعَرَّفًا اَوْ مُخَصَّصًا عَرَضًا عَلٰی حُکْمِ مَا قَامَ بِهٖ +

ترجمه — واگر دلالت کند بر معنی آنکه بطورِ اصل قائم بغیر است یعنی از خود بغیر قائم است وتقیید زمان بدو دانسته نشود همچو وصفِ واقع یعنی وصفی که واقع شده است پس او فعل است۔ واگر دلالت کند بر معنی مفردی که قائم بغیر است بطور عرض وقیدِ وقت بدو دانسته نشود همچو ابتدا وانتها پس او حرف است۔ واگر لفظ بدو معنی ای بمعنی فعل وبمعنی اسم مشترک آمده باشد چون فاعل ومفعول پس او صفت مشبه است یعنی صفتی است که باسم مشابهت گرفته۔ وازیں سبب گاهی از هر دو معنی بیکے مجرد شود وتنها کرده آید وهرگاه که وضع دلالت را مقتضی باشد یعنی خواهنده۔ ودلالت موجود باشد یعنی یافته شود بوضع۔ پس ممکن نباشد که وضع دال یعنی دلالت کننده نباشد یعنی رهنما۔ وآنچه که او دلالت نکند اے رهنما نباشد پس او ازیں وضع خارج شد۔ وچوں درو دلالت بر معنی مرکب اعتبار کرده شود پس او کلام است اگرچه بر اصل لفظ مفرد باشد۔ **اصل** ۱۳۔ هر آئینه اسم گاهی معرفه باشد وگاهی نکره بطور اصل واین نکره بطور عرض گاهے معرفت یا خصوصیت داده شود وفعل وحرف که هر دو وصفانند که با غیر خود ها قائم اند البته هر دو بطورِ اصل نکره هستند۔ پس هر دو از روئے تعریف یا تخصیص حکم کرده شوند بطور عرض بر حکم ما قام به یعنی بر بنائے حکم چیزے که آں هر دو بطور عرض بدو قائم اند حکم کرده شوند +

اصل ۱۳ در بیان آنکه الاسم والفعل والحرف +

اصل[۱۴] ان الصفۃ تکون عیناً للذات من وجہ قیامہا الحقیقی
ہا فیہما الاخبار اثباتاً او نفیاً فقد تکون عیناً منطبقاً بالذات ش
الوجود ص فلا یمکن نفیہا للزومہ نفی الذات وعنہا الاخبار۔

اصل[۱۵] ان الاسناد ہو اقامۃ ش علی المجاز م شیٔ بشیٔ
نوعان ش احدہما الاسناد م الحقیقی وہو بقیامہ الحقیقی
مسند الیہ ولزمہ التنکر بمسند بہ اصلاً فیحکم معرفاً
و مخصصاً علی حکم مسند الیہ عرضاً و ش
ثانیہما الاسناد م المجازی وہو بقیامہ المجازی بمسند
الیہ ولکن الاسناد المجازی لا یحقق الا بان
یتضمنہ ما بالاسناد الحقیقی فہما یصحان فی المعرفۃ بالاصل

اصل[۱۴] ہر آئینہ صفت برائے ذات عین باشد بوجہ قیام حقیقی خود بذات پس بدو ہست اخبار بطور
اثبات یا نفی یعنی خبر دادن اثبات ونفی بصفت ہست وبس۔ وگاہے ایں صفت عین باشد منطبق
چوں وجود۔ پس نفی ایں صفت ممکن نتواند بود بسبب لزومش نفی ذات را یعنی ایں صفت با ذات
منطبق وعین باشد کہ نفی ایں صفت نفی ذات لازم آرد۔ پس بسبب لزوم نفی صفت نفی ذات را نفی
صفت ممکن نباشد حالانکہ اخبار از ذات ہست یعنی از ذات خبر دادہ شود بواسطہ صفت از انکہ ذات
نفی کردہ نشود مگر بعوارض پس اخبارش ازو بعوارض وصفات باشد واز آں صفات کہ بذات منطبق
باشد چوں کل صفات خبر دادہ شود لاکن ایں صفات کہ بطور عین منطبق بذات شدہ اند نفی کردہ
نشوند مثل دیگر صفات کہ از انہا اثبات ونفی ہر دو کردہ آید۔

اصل[۱۵] ہر آئینہ اسناد کہ او قائم کردن چیزے بچیزے است بنا بر مجاز۔ او بر دو قسم ہست یکے ازاں ہر دو
اسناد حقیقی ہست واو بمسند الیہ بقیام حقیقی خود باشد۔ واو را نکرہ بودن لازم ہست با مسند بہ بطور اصل یعنی
مسند بہ فعل وصفت باشد چو اسناد بدو کردہ شود بسبب لزوم اسناد بمسند بہ کہ در اصل خود نکرہ است
نکرہ بودن نیز بدو لازم است۔ پس بنا بر قیام حقیقی حکم کردہ شود بر حکم مسند الیہ ازوے تعریف یا تخصیص
عارض۔ ودوم ازاں ہر دو اسناد مجازی ہست واو بمسند الیہ بقیام مجازی خود باشد ولیکن اسناد مجازی
متحقق نباشد مگر بانکہ متضمن باشد بدو چیزے کہ باسناد حقیقی است۔ پس ہر دو یعنی اسناد حقیقی ومجازی صحت می

اصل[۱۴] ذکر کیفیۃ ا...

اصل[۱۵] ذکر کیفیۃ ا...

اصل[۱۴] کیفیۃ اخبار ...
بنفی واثبات بوجہ قیا...
وعینیت ذات وبیا...
منطبقہ بذات وعدم
نفی ازو

اصل[۱۵] کیفیۃ اسناد و...
وحداو ولزوم تنکیر...
وتعریف وتخصیص بعو...
مع اشال وتفصیل و...
وتخصیص وتنکیر ومعرف...
وتعریف معرف ومنکر و...
منکر وتخصیص معرف و...

ش کالعلم م من جہۃ لا فی المنکر لاہمالہما الا بتخصیصہ بالعرض ش کما باسم او بحرف او بقرینۃ م من جہتین فضرورۃ التخصیص لا بد منہ استقامۃً للمعنی فقرینۃ کافیۃ فینتہیا الاسناد حتی یجرہ الی ان یستقیم المعنی بہ فکانا مفیدین لثبوتہما فی حدہما

ش فمثال الحقیقی فی معرفۃ بالاصل من جہۃ۔ زید قائم والمجازی غلام زید۔ ومثال الحقیقی فی المخصص بالعرض من جہتین فباسم ہذا الرجل قائم وبحرف الرجل قائم

ترجمہ چوں علم کہ در اصل معرفہ است ہمیں جہت معرفت او را سند ہست۔ نہ در منکر یعنی در منکر ہر دو اسناد صحت نمی یابند و راست نباید بسبب اہمال آں ہر دو یعنی ہر دو در نصورت مہمل افتند مگر بخاص کردن منکر بعرض از دو جہت چنانچہ باسم یا بحرف یا بقرینہ۔ از آنکہ حکم قیام بما قام بہ است پس عرض آنکہ عارض است در حکم تخصیص یا تعریف ہست لہذا آں منکر را بعرض خاص کردن از دو جہت در صحت پذیرفتن اسناد ضروری است پس ضرورت تخصیص کہ از و چارہ نیست برائے استقامت معنی قرینہ تخصیص کافیست و آں قرینہ را اسناد نشو می آرد یعنی پیدا میکنند تا آنکہ می کشد آں تخصیص منکر را بسوئے آنکہ بدو معنی استقامت می یابد۔ پس آں ہر دو اسناد مفید شوند برائے ثبوت خودہا در حد خودہا۔ پس مثال اسناد حقیقی در معرفہ باصل از جہتی چوں زید قائم است یعنی زید استادہ است۔ کہ اسناد قیام با زید کہ معرفہ باصل است اینجا حقیقتاً از جہتی صحت یافتہ است۔ و مجازی غلام زید است یعنی غلام مملوک خاص برائے زید ہست۔ اینجا اسناد غلام بزید بتضمن ملکیت زید کہ در او اسناد حقیقی است ہم از یک جہت صحت یافتہ۔ و مثال اسناد حقیقی در مخصص بعرض از جہتین۔ یعنی اسناد حقیقی در نکرہ کہ بعرض اسم یا حرف یا قرینہ خاص کردہ شدہ است از دو جہت صحت اسناد گیرد این است پس چوں باسم ہذا الرجل قائم ای این مرد قائم است۔ و بحرف الرجل قائم یعنی مرد خاص استادہ است۔

ال اسناد حقیقی و مجازی
...رفہ و نکرہ مخصص ہو

وبقرینۃِ رجلٌ قائمٌ ۔ والمجازی ھذا الغلامُ للرجلِ و
الغلامُ لرجلٍ ۔ وغلامُ رجلٍ فالمقصود فی الکلامِ بالاسنادِ
المخصص بقرینۃِ مَن ھو قائمٌ ۔ ومَن ھو مملوکٌ لرجلٍ مالکِہٖ
لا الجنسیۃ فتعلق العلم بالمعلوم بوجہ الذی لا یزیل العمومَ
ھ فالتعریف تعیینٌ من حیثِ الذات فلا یقبل التعمیمَ اصلا
فالمعرف منہ ۔ والتنکر تعمیمٌ من حیثِ الوصف فلا یقبل
التعیینَ اصلاً فالمنکر منہ ۔ والتخصیص تعیینٌ یقتضی العمومَ
بمقابلتہٖ لا یزیلہٖ ۔ فتعریفُ المعرفِ تاکیدٌ وتعریفُ المنکر مھمل
ش لاقتضائہ التعمیمَ اصلاً فالتعارضُ ولکن جازَ
تخصیصُہ لاقتضائہ العمومَ

ترجمہ وبقرینہ رجلٌ قائمٌ بجواب قرینہ من ھو قائمٌ یعنی بجواب کسی کہ پرسید کیست کہ او
استادہ است گفتہ شد مرد استادہ است ۔ و دریں ہر سہ امثلہ اسناد حقیقی از دو جہت صحت یافتہ ۔ و مثال اسناد
مجازی در مخصص مذکور انیست چوں بآسم ھذا الغلام للرجل یعنی ایں غلام برائی مرد است و بحرف و
الغلام لرجلٍ یعنی غلام خاص برائی مرد است ۔ و بقرینہ غلامُ رجلٍ بجواب قرینہ من ھو مملوکٌ
لرجلٍ مالکہ یعنی کیست او کہ ملک کردہ شدہ برائے مردی کہ مالک اوست گفتہ شود
غلامُ رجلٍ یعنی غلام مرد است ۔ و دریں ہر سہ امثلہ ہم اسناد مجازی از دو جہت صحت پذیرفتہ
پس مقصود دریں کلام باسناد کہ بقرینہ خاص کردہ شدہ بقرینۂ من ھو قائمٌ است یعنی کیست
کہ او قائم است و بقرینہ من ھو مملوکٌ لرجلٍ مالکہ ہست یعنی کیست کہ او مملوک است
برائے مردی کہ مالک اوست ۔ پس مقصود در کلام ازیں قرائن تخصیص است نہ جنسیت کہ تخصیص را
نشاید و بسبب تنکر اسناد مہمل گردد ۔ پس علم با معلوم بایچنیں وجہی متعلق شد کہ عموم را آں وجہ زائل نمیکند
پس حاصل آنکہ تعریف تعیین است یعنی مقرر کردن است از حیثیت ذات پس تعمیم را آں تعیین از رو اصل نمی
پذیرد و از وست ایں معرف ۔ و تنکیر تعمیم است یعنی عام کردن است از حیثیت وصف پس تعیین را در اصل خود آں تعمیم
نمی پذیرد ۔ و ایں منکر ہم از وست ۔ و تخصیص تعیینی است کہ عموم را بمقابلۂ خود میخواہد و او را زائل نمیکند آں تعیین ۔ و تعریف معرف
تاکید است ۔ و تعریف منکر مہمل است ازانکہ خواست او تعمیم را از روی اصل است ۔ پس تعارض پیدا می شود درمیان تعمیم
و تعریف ۔ و تعمیم کہ اصل منکر است تعریف عارضی را مہمل گرداند ۔ لیکن تخصیص منکر جائز است بنا بر خواہش او عموم را

حد تعریف و تنکیر و تخصیص
و مقصود تعریف معرف
و تخصیص معرف و منکر

م وتخصیص المعرف یُشیر الی زوالِ اقتضائه ش ای لا
یقبل التعمیم اصلاً م عرضا ش تمییزٌ من الزوال اے
بعرض التخصیص م فیقبلُ التعمیمَ لا اصلا ش تمییزٌ من
الزوال ای لا یشیر الی زوالِ اقتضائه من اصله م وتخصیص المنکر
یُشیر الی زوالِ اقتضائه ش ای لا یقبل التعیین اصلاً م عرضًا
فیقبل التعیین لا اصلاً ش شرح الممیزین کما تبیّن م ولا یُفرق
فی وجه المقصود من التعریف والتخصیصِ ولکن فیهما اشارةٌ
الی اقتضائهما وفیهما مطلبٌ اٰخر هو تعیینٌ فی حد ذات المعرفِ
وتعمیم فی حد وصف المنکر ش بنظر اهلُ النظر فی محلهما
م ویجوز نفیُ المنکرَ المخصّصِ بالوصف عن نفسه ش
اذ نفیُ الوصفِ جائزٌ والمنکرُ المخصّصُ شاملٌ به م

ترجمہ وتخصیصِ معرّف اشارت میکند سوئے زوالِ خواستِ او بطور عرض وخواستِ معرّف
آنست کہ تعمیم را نمی پزیرد در اصلِ خود وآں زوالِ خواستِ معرّف بعرضِ تخصیص است کہ ازیں اشارت
رفتہ پس تعمیم را می پزیرد ایں معرّف بطور عرض بسبب تخصیص نہ بطور اصل یعنی بسبب تخصیص خواستِ خود را
از اصلِ خود نمیگرداند بلکہ بطور عرض بسبب عرضِ تخصیص کہ بدیں زوال اشارت میکند۔ پس در تخصیصِ معرّف
قبولِ تعمیم عارضی است وعدم قبولِ تعمیم اصلی است۔ وتخصیص منکر اشارہ میکند سوئے زوالِ
خواستِ خود بطور عرض۔ وخواستِ منکر آنست کہ تعیین را نمی پزیرد از روئے اصل۔ واین زوالِ
خواستِ منکر بعرضِ تخصیص است کہ ازیں اشارت رفتہ۔ پس منکر ازیں تخصیص تعیین را می پزیرد
بطور عرض نہ بطور اصل یعنی خواستِ خود را از اصلِ خود ازیں تخصیص زائل نمی گرداند بلکہ بطور
عرض بسبب عرضِ این بدیں زوال اشارت می کند۔ پس در تخصیصِ منکر قبولِ تعیین عارضی
است وعدم قبول تعیین اصلی۔ واز تعریف وتخصیص در وجہِ مقصود فرق کردہ نمیشود ولکن
در ہر دو اشارتے ہست سوئے خواستِ ہر دو۔ ودر ایں اشارت مطلبی است دیگر وآں تعیین ہست در حدِ ذاتِ
معرّف وتعمیم است در حدِ وصفِ منکر کہ در محلِ ہر دو اہلِ نظر بہ بینند نہ ہر کس۔ ونفیِ منکر مخصّص بوصف از
نفسِ او جائز است از آنکہ نفیِ صفت جائز است ومنکر کہ خاص کردہ شدہ است بوصف شامل بدو است پس از نفسِ منکر کہ مخصص بوصف

لا ش یجوز نفیُ المنکرِ م المخصّصِ بالاسمِ والحرفِ اذ هما کمعرفۃٍ بالذات فی ثابت ش ولا نفیَ عن نفسِ ثابتٍ م

اصل ۱۶ ان معارضَ الثابتِ یأوّل بما لا یعارضه الثابتُ لتقدمه علی المعارض والا الثابتَ باطلٌ وکیف بطلانُه۔

اصل ۱۷ - ان نفیاً بضدِ ثابتٍ باطلٌ ش اذ لا یجری نفیٌ بضدٍ ثابتٍ علی ثابتٍ فعدمٌ والعدم لا یحکم فباطلٌ م وبمخالفه ش ای ثابت م ماولٌ ش اذ له الوجودُ فیحکم بتاویلٍ م بما لا یعارض ثابتاً فلیتامل فی الضدِ والمخالفِ فیصیب ان شاء الله تعالیٰ۔ **اصل ۱۸** ان الامر طلبٌ لترتبِ اثرٍ جائزٍ امکانٍ من ثبوتٍ ذهنیٍ صالحٍ له حاصلٍ من ثبوتٍ متقدمٍ خارجٍ معلومٍ ش امرٍ ومامورٍ

ترجمہ ونفی منکرے کہ باسم وحرف مخصص یعنی خاص کردہ شدہ است جائز نیست از آنکہ آن ہر دو در ثابت ہمچو معرفہ بالذات اند۔ ونیست نفی از نفس ثابت یعنی از نفس ثابت نفی نباید۔ **اصل ۱۶** ہر آئینہ معارض ثابت تاویل کردہ شود بانچہ کہ آن ثابت را معارض نباشد نہ ثابت تاویل کردہ شود کہ او بر معارض تقدم وپیشی یافتہ است ورنہ ثابت باطل است وبطلان او چگونہ می شود کہ از پیشتر ثابت آمدہ۔

اصل ۱۷ - ہر آئینہ نفی کہ بضد ثابت است نفیش باطل است از آنکہ آن نفی بر ثابت جاری نمی شود پس آن نفی عدم است وعدم حکم کردہ نشود پس باطل آمد۔ ونفی کہ بمخالف ثابت است ماوّل است از آنکہ برائے او وجود است پس بتاویل حکم کردہ شود بانچہ کہ ثابت را معارض نباشد۔ پس باید کہ در ضد ومخالف فکر کنی واگر خواست خدا تعالیٰ است پس برسی۔

اصل ۱۸ - ہر آئینہ امر طلب است برائے ترتب اثر جائز امکان یعنی آن اثر کہ مترتب شدن جائز باشد ودر امکان بود۔ از ثبوت ذہنی کہ آن برائے ترتب اثر صلاحیت دارد وآن از از ثبوت متقدم حاصل شدہ باشد۔ واین ثبوت کہ در خارج متقدم از ثبوت ذہنی است معلوم آمر ومامور باشد۔

ممن هو اهلٌ لطلبه ولا یقصده ولا یجوز الجواز باختیار المامور ولا دلیل علی استعلاء الطلب وعدم استعلائه ظاهراً فیمن هو قاصده تاکیدٌ احتمالاً لامکانِ فقدِ القصدِ لا الطلبَ فالامر لعینِ موجودٍ معلومٍ ولممنوع امکانٍ طلباً وترتباً لغوٌ وفقداً ایضاً ش ای لممنوع امکانِ فقدِ القصدِ لغوٌ م لکنه قد یاوّل تشریفاً بالخطابِ وللمجهولِ ثبوتٍ متقدمٍ خارجٍ موجوداً او معدوماً وما ممتنعٌ فالمامور به نظریٌ۔ اصل ۱۹ ان النهی منعٌ عن ترتبِ اثرٍ جائزٍ امکانٍ من ثبوتٍ ذهنیٍ صالحٍ له

اصل ۱۹ در ذکر کیفیة النهی

ترجمہ پس این امر وطلب ازان کسی است که او برای طلبِ ترتبِ اثر اہل است حالانکه قصدش نداشته باشد۔ واین امر برای مامور جواز باختیار را جائز نمیدارد یعنی مامور را بعد اجرای امر اختیار نیست در جواز تعمیل۔ وبرای استعلاء طلب یعنی بر غلبهٔ آن وبر استعلاء نبودنِ آن از روئی ظاهر دلیلی ثابت نیست۔ پس از آنکه طالبِ ترتبِ اثر را قاصد است یعنی قصد وآهنگِ طلب دارد این امر تاکید است بران قصد بنا بر احتمال برائی امکان فقدِ قصد یعنی تاکید ازین احتمال است که ممکن است که قصد خود گم کرده از طلب باز ماند لہذا امر درین صورت برای تاکیدِ قصد است نه برای طلب است پس امر برائے عینِ موجودِ معلوم وبرای ممنوعِ امکان که از روئی طلب وترتب است یعنی طلب وترتبش غیر ممکن ومحال باشد امرش لغو است وہم برای ممنوعِ امکانِ فقدِ قصد یعنی امر بر قاصدے که گم کردنِ قصدش از وممکن نیست بلکه امکان گم کردگی قصد در وممنوع باشد وآهنگش بران بالمحال یقینی باشد پس امر درین صورت نیز لغو است اگر باشد برای تشریفِ خطاب تاویل کرده شود چنانچه ماتن فرموده لاکن آں فقدِ قصد یعنی گم کردگی آهنگ که ممنوعِ امکان باشد از روئے تشریف بخطاب گاہے در و تاویل کرده شود۔ وامر برائے مجهولِ ثبوتِ متقدمِ خارج که از روئے موجود باشد یا معدوم ممتنع است یعنی برائے ثبوتیکه در خارج متقدم است ومجهول آمر د مامور که ثبوتش خواه از موجودش بود یا از معدومش امرش ممتنع است پس مامور به یعنی بآنکه حکم کرده شده نظری است۔ اصل ۱۹ ہر آئینه نهی منع است از ترتبِ اثرِ جائزِ امکان یعنی آں اثر که ترتب شدنش جائز باشد ودر امکان بود۔ از ثبوت ذہنی که برای ترتبِ اثر صلاحیت داشته باشد

حاصلٍ من ثبوتٍ متقدمٍ خارجٍ معلومٍ ش ناهٍ ومنهيٍ

م ممن هو اهل لمنعه ويقصده ولا يجوز الجوز باختيار

المنهي ولا دليل على استعلاء المنع وعدم استعلائه ظاهرا

فممن هو لا يقصده تنبيه احتمالا لامكان القصد لا المنع

فالنهي عن عينٍ موجودٍ معلومٍ وعن ممنوع امكانٍ منعا وا

ترتبا لغو وقصدا ايضا ش اى ممنوع امكان قصدٍ لغو

م لكنه قد يأول تشريفا بالخطاب وعن مجهولٍ ثبوتٍ متقدمٍ

اصل ذکر کیفیۃ الخلاف ٣٠ خارجٍ موجودا او معدوما وما ممتنع فالنهي به نظري + اصل ٣٠

ان الخلاف خلافه ش الضمير الى الخلاف اى وجود غير مثله

وليس بضده فيقتضى وجودا غير مثله م وليس بعكسه

فيوجدان فى محلٍ واحدٍ +

ترجمہ واز ثبوت متقدم حاصل شده باشد۔ واین ثبوت که در خارج متقدم از ثبوت ذہنی است معلوم نہی و منہی

باشد یعنی آنکہ منع کننده است وآنکہ منع کرده شده است باو دانستہ باشد۔ پس این منع ترتب از ان کسی است که او برائے

منع آں اہلیت داشتہ باشد و حالیکہ قصدش بدارد۔ واین نہی برائے منہی یعنی نہی کرده شده جواز باختیار اجازت نمیدارد

یعنی منہی را بعد اجرائے نہی اختیار نیست در جواز عمل۔ و برائے استعلاء منع یعنی برغلبہ آں و بر استعلاء نبودن آں از رو

ظاہر دلیلے ثابت نیست۔ پس از ان کسیکہ او منع ترتب اثر را قصد نمیکند این نہی تنبیہ است برائے قصد نکردن بنا بر احتمال برائے

امکان قصد یعنی تنبیہ از یں احتمال است که ممکن است که قصد کنند و باز نماند لہذا این نہی درین صورت برائے قصد نکردن آگہی است

نہ برائے منع است۔ پس نہی از عین موجود معلوم واز ممنوع امکان که از روئے منع و ترتب است یعنی آنکہ منع و ترتبش

غیر ممکن و محال است لغو باشد واز ممنوع امکان قصد یعنی آنکہ قصدش غیر ممکن و محال است نہی از وہم لغو باشد اگر

باشد در آں قصد گاہے تاویل کرده شود چنانچہ ماتن فرموده لاکن آں قصد که ممنوع امکان است از روئے تشریف بخطاب

گاہے از و تاویل کرده شود۔ و نہی از مجہول ثبوت متقدم خارج که از راه موجود باشد یا معدوم ممتنع است یعنی ثبوتیکہ

در خارج متقدم است و مجہول نہی و منہی که ثبوتش خواه از موجودش بود یا از معدومش نہیش ممتنع است۔ پس ہم نہی باں

نظری است + **اصل** ہر آئینہ خلاف خلاف خلاف است یعنی وجود دیگر غیر مثل او باشد و مثلش نباشد۔ و نقیضش

نباشد پس وجود دیگر خواهد غیر مثل خود۔ و آں خلاف که خلاف است عکس خلاف نیست۔ پس این ہر دو خلاف ممکن جمع یافتہ شوند

اصل کیفیت خلاف آنکہ وجود غیر مثل و ضد و عکس او نباشد
که وجود غیر مثل او باشد خلاف و خلاف خلاف است و آنکہ جمع ہر دو خلاف
در محل واحد +

اصل ٢١ - ان المعارض بالخلاف یأوّل وبالضد لا ش

یأوّل - م لان الخلاف یقتضی وجودًا غیر مثله بمقابلته فیسع

تاویله والضد لا فلا ش ای لا یقتضی وجودًا غیر مثله

فلا یسع التاویل م فلزم التساقط +

اصل ٢٢ - ان العکس وجود مثله فی العکس +

اصل ٢٣ ان الوجود الخارج ماهو المصداق لما فی علم

متقدمًا منه ش ای المصداق متقدمًا مما فی علم ای الشبه

هو معلوم م او متاخرًا ش ای المصداق متاخرًا مما فی علم

ای الشبه هو مصنوع م حسیًا او غیره +

اصل ٢٤ ان الوجود الذهنی فی حصوله موقوف علی مصداقه

المتقدم م فلیس مستقلًا فی وجوده ولا بمصداق

ترجمہ اصل ہر آئینہ معارض کہ بخلاف ہست تاویل کردہ شود - و معارض کہ بضد است چنین نیست

یعنی او را تاویل نیست از انکہ خلاف وجودِ غیر مثلِ خود بمقابلۂ خود میخواہد پس گنجایش دارد تاویل وجودِ غیر مثل را

و ضد در مقابلۂ خود وجودِ غیر مثلِ خود کہ ضد او باشد نمیخواہد یعنی ضد ضد را نمیخواہد پس تاویل را گنجایش نہ دارد و

تساقط لازم آید + اصل ٢٢ ہر آئینہ عکس وجودی است مثل او در عکس -

اصل ٢٣ - ہر آئینہ وجودِ خارج انچہ کہ او مصداق باشد متقدم یعنی تصدیق کنندہ چنین کہ

پیش شوندہ باشد برائے انچہ کہ در علم است یعنی این وجود خارج مصداق است متقدم

از انچہ کہ در علم است کہ او شبہ است ازاں مصداق کہ او معلوم متقدم است - یا این وجود

خارج مصداقی متاخر باشد حسی یا غیر حسی از انچہ کہ در علم است کہ شبہ مصداق

متقدم است - و این مصداق کہ متاخر است مصنوع است ازاں شبہ کہ در علم

از مصداق متقدم حاصل آمدہ پس از بصنع در آمدہ مصنوع شد +

اصل ٢٤ - ہر آئینہ وجود ذہنی در حصولِ خود موقوف بر مصداق متقدم خود

است پس در وجودِ خود مستقل نیست و نہ این مصداق است از انکہ مصداق در

وجودِ خود خارج مستقل باشد +

اصل ٢١ ذکر کیفیة المعارض بالخلاف

اصل ٢٢ ذکر کیفیة العکس

اصل ٢٣ ذکر کیفیة الوجود الخارج

اصل ٢٤ ذکر کیفیة الوجود الذہنی

کیفیة تعارض و از مع تاویل و مع تاویل +

کیفیة وجود خارج و ... او بمصداق متقدم و متاخر و تعریف ہر دو مع دلائل +

اصل ٢٤ کیفیة حصول وجود ذہنی و ... توقف او بر مصداق ... و آنکہ ذہنی را وجود ... یا نیست

وَلِذَا یمکِنُ اَن یُقالَ لیس للذهنی وجودٌ ای وجودٌ مستقلٌ وَ اَن یُقالَ للذهنی وجودٌ ای وجودٌ غیرُ مستقلٍ فاِن یُفهم کذا فلا نزاعَ والا فالقولانِ باطلانِ وعُلِم من هذا اَنّ الذهنیَ فی حالِ معلومیتہٖ خارجیٌ لانہ مصداقٌ متقدمٌ لما فی عِلمٍ لہٗ **ش** ای للذهنی هو مصداقٌ متقدمٌ انی علمٍ آخرَ لہٗ ولا یحصل الذهنیُ ان کان مصداقُ متقدمٌ معدومًا لا متاخرٌ **اصلٌ** ۲۵ ان الوجودَ البدیهیَ ما تحقق وجودہٗ واقعًا حسیًا او غیرہٖ وان لم یکن غیرُ حسیٍ بدیهیًا فما اُطلق علی انتزاعی منہ **ش** ای قولهم اَنّ البدیهیَ ما یُدرَک بنفسہٖ والنظریَ ما یُدرَک بدلالۃ فحسیٌ بدیهیٌ وغیرُ حسیٍ نظریٌ فیقول الحزینُ اِن نظرتَ فی تعریفِ النظریِ وجدتَہ بعرضِ دلالۃٍ وتفکرٍ کما قالوا توقفَ ادراکُہ علی دلالۃ وتفکرٍ فقط

ترجمہ وازیں رو ممکن است گفتہ شود کہ برای ذہنی وجودی نیست یعنی مستقل نیست وآنکہ گفتہ شود ذہنی را وجودی است یعنی غیر مستقل پس اگر ہمچنیں گفتہ شد فہمیدہ شود در و نزاعی نیست ورنہ پس ہر دو قول باطل اند۔ وازیں دانستہ شد اینکہ ذہنی در حال معلوم شدنِ خود خارجی است ازانکہ ایں ذہنی مصداقِ متقدم است برای آنچہ کہ در علم است کہ برای ذہنی ایں علم آمدہ یعنی ایں علمِ آخر کہ برای ذہنی است ازیں علمِ آخر ذہنی مصداقِ متقدم واقع شدہ۔ وایں وجود ذہنی حاصل نیاید اگر مصداقِ متقدم معدوم باشد نہ مصداقِ متاخر یعنی ایں وجود ذہنی برای حصولِ شئِ خود موقوف بر مصداقِ متقدم است نہ بر مصداقِ متاخر پس بوجودِ مصداقِ متقدم حاصل نیاید بلکہ در حصولِ شئِ باو محتاج است لہٰذا در صورت معدومش معدوم باشد۔ وبرائے مصداقِ متاخرہ اورا احتیاجی است ونہ بروموقوف است ۔ **اصل** ۲۵ ہر آئینہ وجودِ بدیہی آنکہ وجودش از روی واقع بطورِ حسی یا غیر حسی متحقق آمدہ۔ واگر غیر حسی بدیہی نباشد پس بر وجود انتزاعی کہ از غیر حسی است چہ گفتہ واطلاق کردہ شود۔ یعنی قولِ آناں اینکہ بدیہی آنست کہ بنفسِ خود ادراک شدہ باشد۔ ونظری آنکہ بدلالت ادراک شود۔ پس حسی بدیہی است وغیر حسی نظری۔ ومیگوید اہلِ حزین کہ در تعریف نظری اگر تو نظر کنی نظری را بعرضِ دلالت وتفکر بیابی یعنی موقوف بعارض شدنِ اینہا او را بیابی چنانچہ گفتند کہ ادراکش بر دلالت وتفکر موقوف آمدہ وبس

۲۵ اصل ذکر کیفیۃ الوجود البدیہی ۔

۲۵ اصل کیفیت بدیہی مع تعریف وتقسیم او واقوال دیگراں کہ تعریف او است ونظر براں مع دلائل ۔

لکن ماهیة التی توقف ادراکها علیٰ دلالة فی تحقق وجودها واقعة بذاتها کما هی وان یحصل نظری اخر کانتزاع من النظری الاول ای غیر حسی وشرط ان نظریا لا یحصل الا ببدیهی علیٰ قولهم فما الحکم علی الاول ولا یمکن حکم البداهة والنظر علیٰ حقیقة واحدة فما یحکم استفهامیة علی الوجود الانتزاعی من غیر حسی ص وان یشترط وجودا واقعا فغیر حسی فیه ش ای داخل فی البدیهی لوجوده الواقع ص اصل ۳۶ ان الوجود النظری ما هو بانتزاعه فی علمه ش حال الانتزاع او صفته ای لیس بخارج من علمه فلیس بواقع ص حکما عقلیا صفت فاذا تحققت انتزاعیته خارجة حال من علم فواقعة بوصفها فهو فی الحال ش ای کائنا فی حال تحقق انتزاعیته خارجة من علم ص بدیهی

ترجمہ لیکن ماہیتی کہ ادراکش متوقف است بر دلالت در تحقق وجودِ خود آں ماہیت بذاتِ خود واقع است چنانکہ او او است۔ پس نظری بنابر توقفِ ادراکش بر دلالت ہمچو ماہیت وجود واقع دارد و بذاتِ خود چنانکہ او او است واقع بود کہ تفصیلش در اصل او عنقریب خواہد آمد آنجا نظری دیگر چوں انتزاع از نظری اول کہ غیر حسی است حاصل کردہ شود حالانکہ بر قولِ شاں شرط کردہ شدہ کہ نظری حاصل نمی شود مگر بہ بدیہی پس چہ حکم است بر نظری اول کہ غیر حسی است بنابریں بر قولِ شاں نظری اول کہ غیر حسی است بدیہی می شود و غیر حسی ہم ببداہت در آید۔ و حکمِ بداہت و نظر بر حقیقتِ واحدہ امکان نیابد پس بر وجودِ انتزاعی از غیر حسی چہ حکم کردہ شود۔ و اگر وجود بدیہی شرط کردہ شود از روئے وجودِ واقع پس غیر حسی در او است یعنی بسببِ وجودِ واقع خود در بدیہی داخل است۔ **اصل ۳۶** ہر آئینہ وجودِ نظری آنکہ او با انتزاع خود ہست از روئے حکم عقلی کہ آں انتزاع در علم است یعنی خارج از علم نیست پس واقع نیست۔ و چوں انتزاعیتش خارج از علم متحقق شد پس آں انتزاعیت بوصفِ خود واقع آمد پس دراں حال او بدیہی است یعنی بوقتِ ثبوت و تحققِ انتزاعیتش خارج از علم بودنش ثابت بدیہی است۔

۳۵ اصل ذکر کیفیۃ الوجود النظری ۳۶ اصل تحکم کیفیۃ الوجود النظری

۳۶ اصل کیفیۃ وجود نظری کہ انتزاعش در علم است مع تعریف بذاتہ و خارج از علم بدیہی است مع دلائل اشکالی انتزاع و تسبتہ و آثار کہ چنین باشد و بطور تحلیل و اینکہ نظری حالتِ قلیلہ است و قلیل بداہت است و اجتماع ہر دو نیابد باثبوت اولہ۔

هذا تعريفه بذاته ش اعلم ما قال فی المتن فاذا تحقق وجود
ما هو بانتزاعه خارجاً من علم فواقع بوصفه فهو فی الحال بدیهی
بل قال ما قال ففيه نكتة ای ما هو بالانتزاع فی علم حكما عقليا
الى ان يتحقق انتزاعيته خارجة من علم نظری فاذا تحققت
خارجة من علم فواقعة بوصفها فهو فی الحال بدیهی لان منشاء
الثبوت للنظر هو الانتزاع الحال بين المنتزع والمنتزع منه
لا وجود المنتزع المتحقق ولكن لما تحقق فتحقق انتزاعيته
خارجة من علم يجعله به بديهيا م وكذلك نسبة وانباء
ش مثلاً ان الملك مفهوم انتزاعی من جهتين من مالك ومملوك
فالى ان لا يتحقق خارجا من علم نظری فاذا تحققت انتزاعيته
خارجة من علم فهو فی الحال بدیهی فهذا مثال للنسبة والانتزاع
والانباء كلها فی الجهتين ومثلاً ان فعلاً لازماً مفهوم انتزاعی
من جهة من صفة وذات

ترجمہ این است تعریفِ وجود نظری کہ بذاتِ اوست ۔ بدانکہ دریں تعریفِ نظری کہ گفتہ شد ایں
نگفت کہ چوں وجودیکہ او بانتزاع خود خارج از علم تحقق شد پس بوصف خود واقع آمد پس او فی الحال
بدیہی است ۔ لیکن گفت انچہ گفت کہ درو نکتہ است یعنی انچہ کہ او بانتزاع است در علم از روی حکم
عقلی تا آنکہ انتزاعیتش خارج از علم متحقق شود نظری است وچوں خارج از علم تحقق شد پس
بوصفِ خود واقع آمد پس او فی الحال اے دراں حال بدیہی است ازانکہ منشارِ ثبوت
برائے نظر ہمو انتزاع است کہ درمیان منتزع ومنتزع منہ حائل است یعنی فرود آیندہ ۔
نہ وجودِ منتزعِ متحقق ۔ ولیکن چوں تحقق وثابت شد پس ثبوت وتحقق انتزاعیتش خارج
از علم تحقق خروج از علم اورا بدیہی گرداند ۔ وہمچنین است نسبت وانبار ۔ مثلاً آنکہ ملک مفہوم
انتزاعی است در جہتین کہ از مالک ومملوک است پس تا آنکہ او خارج از علم تحقق نیابد نظری است
وچوں انتزاعیتش خارج از علم متحقق شد پس او دراں حال بدیہی است ۔ وایں مثال است نسبت
وانتزاع وانبار ہمہ ہا کہ در جہتین باشد ۔ ومثلاً آنکہ فعل لازم کہ مفہوم انتزاعی از جہتے است کہ از صفت وذات است

فالى ما لا يتحقق بنفسه من منتزع منه خارجا من علم نظري فاذا تحققت انتزاعيته خارجة من علم فهو فى الحال بديهيٌّ فهذا امثالٌ للمنسبةِ والانتزاعِ والانباءِ كلّها التحليلي فللنظري حالةٌ قليلةٌ م فالنظري قبل البداهة ش اى اذا كان الامر كما قيل فى النظري والبداهة فالنظري ثابتٌ قبل البداهة م فما استجمعهما ش الفاءُ لجزاءِ الشرطِ المحذوف اى اذا كان الامرُ كذا اي النظري قبل البداهة - وما للاستفهام للانكار فالحاصل ما من شيءٍ استجمعهما ويمكن ان يكون ما نافية والمستتر الى ما هو بالانتزاع فى علمٍ - هذا شاملٌ لجواب سوالٍ متوهم من عبارة المتن اي النظري ما هو بالانتزاع فى علمٍ فاذا تحققت انتزاعيته خارجةً من علمٍ فواقعةٌ بوصفها فهو فى الحال بديهيٌّ +

ترجمه پس تا آنکه او از منتزع منه خارج از علم بنفس خود متحقق نشود نظری است و چوں انتزاعیتش خارج از علم ثابت شد و تحقق یافت پس او ہماں وقت بدیہی است - و ایں مثال است نسبت و انتزاع و انبا ہمہ را که تحلیلی است پس نظری را حالتے است قلیل - و آیں نظری چنانکه در نظر و بداہت او گفته شد قبل بداہت ہست یعنی ثابت است و چوں ثابت شد که نظری پیش از بداہت است فما استجمعهما یعنی پس چیست که ہر دو را گرد آورد و مجتمع کرد - ایں استفہام است انکاری از آنکه دریں جملهٔ مذکوره حرف فا جزای شرطِ محذوف اِذا كانَ الامرُ كذا است یعنی ہرگاه که امر چنیں ہست - و حرف ما استفہام انکاری - پس حاصل مضمون جملهٔ مذکوره آنکه ما من شيءٍ استجمعهما یعنی چیست از چیز یا چه چیزی ہست که ہر دو را مجتمع ساخت - خلاصه آنکه چوں امر چنیں ہست که نظری پیش از بداہت ہست پس چه چیزی است که ہر دو را مجتمع ساخت - و ممکن است که در جملهٔ مذکور حرف ما نافیه باشد - و ضمیر مستتر در فعل استجمع راجع بسوئے جملهٔ ما هو بالانتزاع فى علم بود یعنی گردنیاورد ہر دو را آنچه که او بانتزاع است در علم پس ایں عبارت شامل است جواب سوال را که متوہم از عبارتِ متن ہست باینطور که نظری آنکه او بانتزاع است در علم و چوں انتزاعیتش خارج از علم تحقق یافت پس بوصف خود واقع آمد پس او ہماں وقت بدیہی شد

هو ان استجمع النظری والبداهة شیٔ واحد ای ما هو بالانتزاع فی علمہ۔ فجوابہ انما اذا کان النظری قبل البداهة فما استجمعهما مر وعلی الاصل العلمیات بدیهیة فی حدها ؛

اصل ۲۳ - ان تعبیر الخارج والذهنی بوصفهما مع لحاظ العلم بوجودهما ؛ **اصل ۲۴** - ان تعبیر البدیهی والنظری بوصفهما بلحاظ وجودهما فقط ولو لا المجهولین ؛

اصل ۲۵ - ان التجدد لا یوجد بوجود الذی وجد الا بوجود الذی یتجدد مجازًا **ش** تمییز من تجدد الذی مصدر لفعلہ ای تجددًا ومجازًا مر بمثلہ باتحاد مجازی لا حقیقتًا **ش** تمییز من تجدد الذی

کے ماس

ترجمہ اینجا این توہم پیدا آمد کہ نظری وبداہت ہر دو جمع آمدہ شئ واحد بر آمد یعنی نظری وبداہت شئ واحد است کہ جمع آوردو آن نیست یعنی آنچہ کہ او بانتزاع است در علم ہرگاہ کہ او در علم آمد نظری نامیدند وچون خارج از علم شد بدیہی گفتند پیش واحد را باعتبار محل نامش نو گرفتند ورنہ در خارج ہمان آمد کہ در علم بود۔ پس جوابش ہمین است کہ چون نظری پیش از بداہت ثابت شد فما استجمعهما یعنی نظری وبداہت ہر دو را مضمون اینجملہ آنچہ کہ او بانتزاع است جمع نیاورد از انکہ نظری پیش از بداہت است واین پیشی وپسی درمیان ہر دو فارق است۔ واین قاعدۂ مسلمہ بر بنائی اصل است کہ علمیات در حد خود ہمہ بدیہی ہستند

اصل ۲۳ - ہر آئینہ تعبیر خارج وذہنی بوصف خودہا بلحاظ علم است بوجود ہر دو یعنی تعبیر خارج وذہنی بوصف این ہر دو است مع لحاظ علم بوجود ہر دو ؛

اصل ۲۴ - ہر آئینہ تعبیر بدیہی ونظری بوصف خودہا بلحاظ وجود ہر دو است فقط اگرچہ ہر دو مجہول باشند یعنی تعبیر بدیہی ونظری بوصف ہمین ہر دو است فقط بلحاظ وجود ہر دو اگرچہ مجہول ہر دو ہستند ولحاظ علم درین ہر دو درکار نیست ؛

اصل ۲۵ ہر آئینہ تجدد یافتہ نشود بوجودی کہ یافتہ شد مگر بوجودی کہ متجدد میشود از روئے تجدد مجاز مثل وجودی کہ یافتہ شد بسبب اتحاد مجازی۔ نہ بوجودی کہ از راہ تجدد حقیقی متجدد میشود بلکہ از راہ تجدد حقیقت

اصل ۲۲ ذکر کیفیۃ تعبیر الخارج والذہنی

اصل ۲۳ ذکر کیفیۃ تعبیر البدیہی والنظری

اصل ۲۵ ذکر کیفیۃ التجدد

اصل ۲۳ کیفیت تعبیر خارج وذہنی کہ بوصف ہر دو است در لحاظ علم بوجود ہر دو ؛

اصل ۲۴ کیفیت تعبیر بدیہی ونظری کہ ہم بوصف است ودر ہمانا لحاظ وجود است فقط

اصل ۲۵ کیفیت تجدد مثل وغیرہ بمطالب دیگر

فاعلم ان التجدد صفۃٌ لوجودِ الذی یتجدّد بمقابلۃ وجودِ الذی وُجِد لا لوجودِ الذی وُجِد م فلا بغیرہ ش ای اذا کان التجدّدُ بالمثل باتحادٍ مجازیٍ فلا یُوجَد التجدّدُ بغیر مثلٍ وجودِ الذی وُجِد م فی العوارض مع الذات ش لان تجدد العوارض یلزم التجدد فی الذاتِ لقیامِہا الحقیقیِ بِہا وہی منشاؤہا م فالتجدّدُ والتجدیدُ بہا ش ای ہو مفہوم جدیدٍ ومتعلقٌ ثابتٌ م وقع بازائہٖ مفہومٌ قدیم منہٗ مَن وجودٍ وُجِد یتعلق بہٖ من جہۃِ صفۃِ التجددِ بہٖ لا من جہۃٍ اُخریٰ فیہما ش ای فی نفسہما دون تعلق بصفۃِ التجددِ ومع اشارۃٍ الیٰ معنیً بینہما م ولو وجدتہا وکیف التقابلُ فیہما بہا ش ای لیس التقابلُ بالجہۃِ الاخریٰ فی نفسہما م فالحدوثُ بالتجدد اظہر ش لان التجدد یستلزم عدمًا سابقًا م فللحادثِ حالۃٌ قارّۃٌ غیر قارّۃٍ بین عدمٍ سابقٍ ولاحقٍ منبّئین علیہما بہٖ فہہُنا وجودُ الحالِ ش

ترجمہ پس بدانکہ تجدد یعنی نو شدن صفت ہست برائے وجودی کہ متجدد ہست یعنی نو شوندہ بمقابلۂ وجودی کہ یافتہ شد نہ صفت ہست برائے وجودی کہ یافتہ شدہ ۔ پس ایں تجدد بمثل یافتہ نشود بغیر مثل یعنی ہرگاہ کہ تجدد بمثل باشد باتحاد مجازی پس ایں تجدد نیافتہ شود بغیر مثل وجودے کہ یافتہ شدہ ۔ وایں تجدد در عوارض مع ذات باشد ازانکہ تجدد عوارض در ذات تجدد لازم گیرد بسبب قیام حقیقیِ آں عوارض با ذات کہ او منشاءِ عوارض ہست ۔ پس تجدد وتجدید ثابت ہست بانچہ کہ او مفہوم جدید است کہ بمقابلۂ او مفہوم قدیم ازو واقع شد حالانکہ ایں مفہوم قدیم از وجودی ست کہ یافتہ شد وایں وجود متعلق میشود بمفہوم جدید از جہت صفتِ تجدد کہ بدو ہست نہ از جہتِ دیگر کہ در ہر دو ہست یعنی در نفس ہر دو مفہوم جدید وقدیم یا درمیان ہر دو سوائے تعلق بصفت تجدد وتعلق کہ از جہتِ دیگر است اگرچہ جہتِ دیگر را بیابی ولیکن مفہوم قدیم بجدید تعلق میدارد بہمیں جہتِ صفتِ تجدد کہ او بمفہوم جدید ہست وازیں رو تقابل اشاید ۔ وچگونہ بایں جہتِ دیگر در نفس ہر دو مفہوم جدید وقدیم تقابل باشد یعنی بایں تقابل بجہت دیگر در نفسِ ایں ہر دو نیست ۔ پس حدوث بایں تجدد ظاہر تر است ازانکہ تجدد عدمِ سابق را مستلزم بود ولازم می خواہد ۔ پس برائے حادث حالتِ قارّہ غیر قارّہ ہست درمیان عدم سابق ولاحق کہ از حادث ہر دو عدم آگہی حاصل آید

تجدد صفت متجدد ہست کہ در عوارض مع الذات بقیام حقیقی باشد نہ صفت وجود سابق ازو وتجدد بمثل اتحاد مجازی است نہ حقیقی +

ثبوت تجدد وتجدید بمفہوم جدید بمقابلہ مفہوم قدیم وتعلق بینہما بجہت تجدد نہ از دیگر اگرچہ باشد +

ظہور حدوث از تجدد بعدم سابق وحالتِ وجودِ حادث وزمان حال +

اى وجودَ الزمانِ الحالِ م مع بقاءِ تشخصٍ حاصلٍ زائدٍ على الماهيةِ منها ولاهو عينُ نفسِها ش التشخصُ هو تعينٌ معيَّنٌ مِنْ غيرِ اعتبارِ عرضٍ بأيِّ وجهٍ مِنْ زيادتٍ على الماهية فلا يتجدد معها أوْ عينيةٍ بالماهيةِ فيتجدد معها م فالتجددُ بمثلٍ فانٍ حقٌّ لا بعودِ فانٍ عن المحل + وان لم ش اى إن لم يكنِ التجدُّد بمثلٍ فانٍ وهو يستلزمُ عدمًا سابقًا حقًّا وكان عودُ الفانى عن المحل م فبقاءٌ غيرُ محتاجٍ فى مستقرٍّ ش المجهورُ متعلقٌ ثابتٍ خبر المبتدء فجزاءُ الشرطِ م ففى جهةِ الموجودِ شركُ افعالٍ و فى جهةِ الموجِدِ تعطلٌ وهذا باطلٌ

ترجمه وجودِ زمانِ حال از یخجا است - و ایں حالت مع بقار تشخص حاصل کہ از ماہیت است زائد بر ماہیت ہست - و نہ ایں تشخص عین نفسِ ماہیت است یعنی حادث را در میانِ عدمِ سابق ولاحق کہ بہیں ہرد و بحادث آگہی حاصل آید حالتی است فرار کنندہ کہ گاہی اورا قرار نیست وہمیں حالتِ وجودِ زمانِ حال ہست باوجودِ ایں حالت تشخص او باقی ماند وایں تشخص عینِ نفسِ ماہیت نیست بلکہ زائد بر ماہیت است حالانکہ از ماہیت حاصل است - وایں تشخص کہ او تعینِ معین است کہ معین از غیر اعتبارِ عرض ہیچ وجہی آمدہ یعنی تشخص تعینِ معین است حالانکہ آں معین از غیر اعتبارِ عرض ہیچ وجہے معین آمدہ است ای در تعینِ خود آں معین ہیچ وجہی اعتبارِ عرض ندارد - ایں تشخص یا از زیادت ہست بر ماہیت پس با ماہیت متجدد نشود یا از عینیت ہست با ماہیت پس با ماہیت تجدد یابد - پس تجدد کہ بمثلِ فانی است حق است نہ بعودِ فانی از محل یعنی تجدد بمتجدد کہ ہمچو شی فانی باشد حق ہست نہ اینکہ تجدد بعودِ شیِٔ فانی باشد یعنی بعد فنا شدن شیِٔ فانی عود کرد و تجدید بعودِ فانی شد ایں لغو است ہرگز راست نیاید و حق نباشد - واگر ایں تجدد بمثلِ فانی ہست حق نباشد حالانکہ او عدمِ سابق را مستلزم است ولزومش خواہد بلکہ عود فانی باشد از محل یعنی ہمچنانکہ از محل فنا شدہ عود کرد پس فانی از محل عود کرد در صورت بقای غیر محتاج ثابت در مستقر باشد یعنی در قرارگاہ بقای ثابت آید کہ محتاج کسی نباشد - پس در جہتِ موجود یعنی مخلوق شرکِ افعال پیدا آید و در جہتِ موجِد یعنی خالق کہ آورندہ مخلوق ہست تعطل واناید یعنی بیکار ماندن وایں بقائے غیر محتاج در مستقر باطل است

تعریف تشخص مع فنا و بقائے او و اقسام او

وحقیقتِ تجدد بمثلِ فانی ونفی بعود وبقائی غیر محتاج مع دلائل بسیطہ

لان ش تعلیلُ نفیٖ عودِ فانٍ عن المحل وبقاءٍ فی محلٍ عن المحل

م فناءَ العوارضِ ش دونَ الماهیةِ م عن المحل انتقالا ش لا

فناءً لنفسِها م یقتضی بقاءَها فی محلٍ والمحلُ ما قامت به ش ای الماهیة

التی قامت به العوارضُ بقیامها الحقیقیِ م لا ما قامت فیه ش ای

الزمان والمکان م وبقاءُ العوارض بقیامِها الحقیقی بماهیةٍ اخرٰی

دون ما قامت به ممتنعٌ فانْ فی محلٍ ش ای اِن بقت فی محلٍ من

الزمانِ والمکان م بما قامت به ففی المحل لیس الفناءُ عن ما قامت به

فاذا البقاءُ غیرُ محتاجٍ ش ففی المحلِ ای فی هٰذا الزمان والمکان

متعلق بمتقدم بلیس جزاءُ شرطٍ والفاءُ للتفسیر واذا للشرطِ علی

الجملة المحذوفة ای اذا کان الامر کذا فالبقاءُ غیرُ محتاجٍ جزائه م

والماهیةُ لا تقوم الا بنفسها فلیس لها محلٌ ش المقصود ان یثبت

التجددُ فی الماهیة ولم یسلّم فناءُ نفسِها کما هو قولنا فما لها من محلٍ

ای ما قامت به ونفی ما قامت فیه کما هو المذکور فکیف م وان

یقصد ما قامت فیه فلغوٌ ولزم البقاءُ غیرُ محتاجٍ ش

ترجمہ از آنکہ ہر آئینہ فنائے عوارض از محل بدون ماہیت کہ از راہ انتقال است نہ فنا است

برائے نفسِ عوارض بلکہ این فنا کہ نقل است بقائے عوارض در محل میخواہد۔ و محلِ عوارض ما قامت

بہ است یعنی ماہیتے است کہ عوارض بقیامِ حقیقی خود بدو قائم اند۔ نہ محل ما قامت فیہ است

یعنی زمان و مکان کہ عوارض وغیرہ درو قیام دارند نہ بدو قائم بوند چنانکہ عوارض با ماہیت و صفت

با ذات۔ حالانکہ بقائے عوارض بقیام حقیقیٔ خود بماہیتِ دیگر بدون ما قامت بہ ممتنع است

و اگر در محلے از زمان و مکان بما قامت بہ باقی مانند پس دریں محل یعنی دریں زمان و مکان

از ما قامت بہ فنا نیست۔ و ہرگاہ کہ چنین است بقائے غیر محتاج ثابت شد و ماہیت قائم نمی شود

مگر بنفسِ خود پس نیست او را محل۔ مقصود آنکہ تجدد ثابت می شود در ماہیت حالانکہ فنائے نفسِ ماہیت مسلّم

نباشد و تسلیم کردہ شد چنانچہ او قولِ ما است۔ پس نیست برائے ماہیت از محل یعنی ما قامت بہ۔ و ما قامت فیہ

نفی کردہ شد چنانچہ او مذکور آمد۔ پس چگونہ تجدد در ماہیت ثابت خواہد شد۔ و اگر ما قامت فیہ برائے محلِ ماہیت قصد

کردہ شود پس این لغو است کہ بقائے غیر محتاج لازم آید۔

دلیلِ اول نفی عود فانی و بقائے غیر محتاج۔

محلِ عوارض ما قامت بہ است نہ ما قامت فیہ کہ بدون محل بقائے شان ممتنع است بسبب قیام حقیقی

قیام ماہیت بنفسِ خود است حاجتِ محل ندارد و فنائے نفسِ او غیر مسلّم۔

برائے ماہیت محل ما قامت فیہ لغو است۔

لان التجدد واقعٌ فی نفس المتجدد لا من حیث انتقالٍ من المکانِ والزمانِ والقیامِ فیهما ولزم البقاءُ غیرُ محتاجٍ لعدمِ التجددِ فی نفسها م و التجدد باطلٌ ش ان تُفرضَ انتقالُ المکانِ والزمانِ والقیامُ فیهما فالتجددُ الذی انّما لایقع الا فی نفس المتجددِ باطلٌ م ولیس المحل للمحل ش ولو مِن مّا قامت به او ما قامت فیه لان المحل متجددٌ ولیس له محلٌ اٰخرُ لقیامِ ما فنیٰ م واَنَّ العلمَ بالمعلوم فی حده اِنِ انتقلَ منه فعاد الیه فکیف فی علمِ المعلومِ الذی لا ینفکُّ عنه ولولا الجهلُ فی حدٍ من الانتقالِ الی العود ش و اَنَّ معطوفٌ علیٰ انَّ مجرور اللام علةَ نفیِ عودِ فانیٍ ومِن للابتداءِ الانتقالِ والیٰ لغایةِ العودِ م فالدهرُ موجودٌ واقعٌ فی زمانِ حالٍ واقعٍ ش لان التجدد لایقع الا فی وجودٍ واقعٍ فی زمانِ حالٍ م

ترجمہ ازانکہ تجدد واقع است درنفسِ متجدد نہ ازحیثیتِ انتقال ازمکان وزمان ونہ ازحیثیتِ قیام درین ہردوہست۔ وبقائی غیر محتاج بسبب عدم تجدد درنفسِ ماہیت لازم آید۔ وتجدد باطل شود باینکہ اگر انتقالِ مکان وزمان وقیام درین ہردوفرض کردہ شود پس تجددی کہ او جزاین نیست کہ واقع نشود مگر درنفسِ متجدد باطل ہست۔ وبرائی محل محل نیست اگرچہ از ما قامت بہ یا از ما قامت فیہ باشد ازانکہ ہرآئینہ محل متجدداست وبرائی او محل دیگرنیست بسبب قیامِ ما فنیٰ یعنی محل متجدد رامحلِ دیگرنیست ازانکہ قیام بچیزے است کہ فانی شد درتجددِ خود۔ ایں اول دلیلے از مصنف برائے نفی عود فانی ازمحل۔ وبرائے نفی بقادرمحل ازمحل کہ سابق درشرح عبارت عربی بدواشارت فتہ از الفاظ تعلیل نفی عود فانی الخ ودرترجمہ بہندسہ اینجا اورا باتمام رسانید۔

ودلیل دوم بطورعطف ازینجا دربیان آوردہ چنانچہ گفت۔ وازینکہ ہرآئینہ علم بمعلوم درحدِ خودہست اگرازومنتقل شدہ بازسوئی اوعود کرد پس چگونہ ایں انتقال وعودہست درعلمِ معلومی کہ ازمعلوم انفکاک نمی پزیرد یعنی جدائی نمی یابد اگرچہ درحدے کہ از انتقال تا عودہست جہل نیست پس ایں دہرآست کہ موجود واقع است درزمانِ حال کہ واقع است وازانکہ تجدد واقع نمی شود مگردروجود واقع درزمان حال +

[illegible]

دلیل دوم نفی عود فانی وبقائے غیرمحتاج مع وجود ہرباطل بمائے دہریہ +

فالماضي بعدمٍ لاحقٍ به يستلزم فناءً ش الضمير المجرور يرجع الى موجودٍ واقعٍ فى زمان حالٍ متعلقُ لاحقٍ صفةٍ لعدمٍ مجرورٍ متعلقٍ ثابتٍ خبرِ مبتدءٍ ويستلزم فناءً صفةٌ لهما اى للموصوف والصفة معًا م والمستقبلُ بعدمٍ سابقٍ به يستلزم تجددًا ش تركيبُ الجملةِ كتركيبِ جملةٍ سابقةٍ عليها م ويتحقق الدعوى بالتجددِ ش اى يتحقق الدعوى لوجودِ زمانِ حالٍ وعدمِ ماضي ومستقبلٍ بالمتجدد اي الحادث لانه يستلزم العدمين م و ان لم يكن كذا فيشتمل بالدهر الباطلِ للدهرية فى بقاءٍ غيرِ محتاجٍ ولزومِ التناسخِ فى العودِ ش بعدمِ العدمينِ م ومن دونه انّ فناءَ فانٍ بنفسه والتجددُ بمثله بديهيٌ ش لما يدركان بداهةً فلا يحتاجان بدليل م وان نفرض بقائه فى محلٍ اخر والعود فليس عليهما دليلٌ ش اى على بقائه فى محلٍ اخر وعود نفسِ الفاني م فاعلم الحقّ ومن قوله تعالى على ما ندّعي

ترجمہ پس ماضی ثابت است بعدمی کہ لاحق بموجودی است کہ در زمانِ حال واقع آمده ولاحق شدنِ عدم مستلزمِ فنا است پس آن موجود بعدمِ لاحق بماضی درآمده وماضی بعدمِ لاحق ثابت آمده - و مستقبل ثابت است بعدمی کہ سابق بروست یعنی بموجودی کہ در زمان حال وقوع بیابد وسبقتِ عدم مستلزمِ تجدد است پس آن موجود بعدم سابق بمستقبل آمده مستقبل بعدمِ سابق ثابت آمده - واین دعوی متحقق می شود بہ تجدد یعنی ثابت می شود این دعوی بنابر وجودِ زمانِ حال وعدمِ ماضی ومستقبل بمتجدد یعنی بحادث ازانکہ حادث عدمین را مستلزم شود - واگر چنین نیست پس بدہرِ باطل کہ برای دہریہ است شامل خواہد شد در بقای غیر محتاج ولزوم تناسخ در عود بسبب نبودنِ عدمین - وعلاوہ ازین اینکہ فنای فانی بنفسِ خود وتجدد بمثلِ او بدیہی است ازانکہ ہردو بطور بداہت درک شوند وہردو بدلیل محتاج نیند - واگر بقای او در محل دیگر - وعود ہردو فرض کنی پس ہردو دلیلی نیست یعنی بر بقای او در محلِ دیگر وعود نفسِ فانی - پس بدان حق را کہ گفتہ شد واز قول او تعالی است برانچہ ما دعوی کنیم +

بیان وجود وظہور ماضی

وجود وظہور مستقبل

تجدد بمثل بدیہی است وفنای فانی بنفس خود است +

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ
تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؕ فَاعْلَمْ اَنَّ النَّسْخَ
يتناول بخيرٍ منها او مثلها لا ش اى لا يتناول م التجدد الا يصدق
بمثلها فقط فبخيرٍ منها و القدير ههنا يدفع لبس عجزٍ فى خلقٍ مجدّد
بالعود ش يتعلق بلبسٍ م كما قال الله سبحانه اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ
الْاَوَّلِ ط بَلْ هُمْ فِىْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ه هم يرجع الى
مشخصاتٍ موجودةٍ بعد فانٍ و فى لبسٍ اى التباسٍ بالفانى
بتجددٍ مثله ذاتًا و عرضًا او فى لباسٍ اٰخر فبل لترقى او هم الى الكفار
و فى لبس اى فى شكٍّ من خلقٍ جديدٍ اى خلق يوم البعث فبل
لاضرابٍ على قولِ الكفار

ترجمہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ (در سورۂ بقر رکوع ۱۳) یعنی چوں ما آیتی نسخ و موقوف کنیم یا او را فراموش گردانیم بہتر ازو
یا مثل اوی آریم یا بیرسانیم آیا ندانستی کہ ہر آئینہ خدای برتر بر ہمہ چیز قادر و بزرگ ہست۔ پس بدانکہ ہر آئینہ نسخ فرا گیرد
و شامل شود بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا را یعنی بہتر ازو یا مثل او۔ نہ تجدد کہ فرا نمیگیرد و شامل نمیشود مگر صادق شود
فقط مِثْلِهَا را یعنی تجدد بمثل وست و بس۔ و لفظ بِخَيْرٍ مِّنْهَا و لفظ قَدِيْرٌ اینجا لبس عجز در خلق مجدد بعود
را دفع دور میکند یعنی التباس و شک عجز در خلق مجدد یعنی نو آمده کہ از عود پیدا می شد ازیں ہر دو الفاظ
دفع میشود چنانچہ فرمود خدای سبحانہ (در سورۂ ق رکوع ۱) اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِىْ لَبْسٍ مِّنْ
خَلْقٍ جَدِيْدٍ ه یعنی آیا پس مانده شدیم بآفرینش اول۔ ہمچنین نیست۔ بلکہ ایشان از آفرینش نو در لبس یعنی
شک افتادند۔ اینجا ضمیر ہم سوی مشخصات میگردد کہ بعد فانی موجود آمده۔ و مراد از فِىْ لَبْسٍ التباس است بفانی
بسبب تجدد بمثل او کہ از روی ذات و عرض است۔ یا مراد بہ فِىْ لَبْسٍ فى لباسٍ اٰخر ہست یعنی در لباس دیگر است
و لفظ بَلْ برای ترقی ہست۔ حاصل اینکہ ما مانده نشدیم از خلق اول بلکہ این مشخصات موجوده کہ بعد فانی از خلق جدید اند در لباس
دیگر اند۔ یا این مشخصات موجوده بعد فانی اول بسبب تجدد مثل خود در التباس و شک اند بفانی کہ آیا فانی شده اند یانہ۔ یا ضمیر
ہم راجع بکفار است۔ و بہ فِىْ لَبْسٍ مراد فى شَكٍّ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ہست یعنی خلق یوم البعث۔ و بَلْ برای اضراب
ہست یعنی رو گردانیدن از قول کفار۔ حاصل اینکہ ما مانده نشدیم از خلق اول بلکہ کفار در شک و شبہ مانده اند از خلق

تفسیر آیہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ الخ

تفسیر آیہ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ

فاعلم ان التجدد حسيٌ ش كما هو ظاهرٌ م ونظريٌ باستدلالِ منع بقاءِ غيرِ محتاج۔ فيا ربِّ كيف خلقتني في الخلافِ ش اى فى خلاف هذه المسئلةِ وغيرها م وانى اخافك ش اى فى التخالف م وما توفيقى الا بك ش على الحق م وتوكلت عليك لتهديني م فافتح لي ابوابَ رحمتِك ش وهي الحق م وانت خيرُ الفاتحين۔ وصلِّ وسلِّم على محمدٍ نبيِّ الرحمةِ وعلى انوارهِ ش يراد بانواره وجود الانبياءِ والاولياءِ والملٰئكةِ حتىٰ ما فيه نورُه صلعم م وشفِّعه فينا وترحمنا به وانت خير الراحمين ۞

اصل ۳۰ ان الشركة تقتضى التغايرَ والاتحادَ فالتغايرُ ظاهرٌ والاتحادُ لا يوجد الا في شيئين مجازًا فاشتراكُ الحقيقتين حقيقيًا فى ما تميّزا انِ ممتنعٌ الا مجازًا

ترجمہ پس بدانکہ ہر آئینہ تجدد حسّی ست چنانچہ او ظاہر است۔ و نظری است باستدلال منع بقائے غیر محتاج یعنی بسبب دلیل آوردن بر منع بقائے کہ احتیاج غیر ندارد ایں تجدد نظری است۔ پس ای رب من چگونہ مرا آفریدی در اختلافِ ایں مسئلہ و غیر او حالانکہ من ہر آئینہ بتو می ترسم دریں تخالف۔ و مرا توفیق بر حق نیست مگر بتو۔ و من بر تو توکل و اعتماد کردم کہ مرا رہنمائی۔ پس برائے من درہائے رحمت خود کشادہ کن در واست حق۔ و حال اینکہ تو بہتر کشایندگان است وَصَلِّ وسَلِّمْ علىٰ محمدٍ نبيِّ الرحمةِ وعلىٰ انوارهِ و نزول رحمت کن و سلام بفرست بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ نبی رحمت است و بر انوار او۔ مراد بانوارش وجود انبیاء و اولیاء و ملائکہ ہست تا آنکہ در و نورِ او صلعم است وَ شَفِّعْهُ فينا وترحمنا بهٖ وانت خيرُ الراحمين ۝ و او را درمیان ما شفیع گرداں و باو ما را رحم کن کہ تو بہتر رحم کنندگان است ۞

اصل ۳۰ ہر آئینہ شرکت تغایر و اتحاد ہر دو را می خواہد۔ پس تغایر ظاہر است۔ و اتحاد دنیافتہ شود مگر مجازًا در دو شے۔ پس اشتراکِ حقیقتین حقیقیًا در انچہ کہ ہر دو تمیز کردہ شوند ممتنع ہست یعنی شریک شدن دو حقیقت دراں چیز کہ آں ہر دو حقیقت تمیز کردہ و شناختہ شوند از روئے حقیقت منع آمدہ مگر مجازًا ۞

اصل ۳۰ ذکر کیفیة الاشتراک ومنعه حقیقیًا ۞

تجدد حسی و نظری

تفسیر درود مصنف ازو

...ش کیفیة اشتراک و منع او کہ حقیقتا است بنسبت اقتضاء تغایر و اتحاد ہر دو بنا بر تغایر ... تاز اند و بنا بر اتحاد مجازی ... تراک مع دلایل و امثال وغیرہ

باہم متعارض شدہ تساقط ہر دو وہم حقیقت لازم آید پس آب چگونہ نار شود ۞

ش لانهما ان تغايرتا حقيقتاً فالاتحادُ بينهما مجازاً فكيف المتغايران
في حدهما يتحدانِ حقيقتاً يا ربِّ الا مجازاً بوصفٍ جامعٍ مرو
حقيقةٌ واحدةٌ لا تقتضي التغايرَ والاتحادَ في حدِها فكيف هي دائرةٌ
فيما به الامتيازُ وهو التغايرُ وفي ما به الاتحادُ وهو في شيئين
يا ربِّ وآما اشتراكُ العارضين فالعارضان اما بقيامٍ حقيقي
واما بقيامٍ مجازيٍ على حقيقةٍ او حقيقتين فبما منعَ اشتراكُ
الحقيقتين ممتنعٌ الا مجازاً ومن دونه اِن يكنِ العارضانِ في
ماهيةٍ قديمةٍ فلزم حدوثها بتغيرهما عن حدهما فرضاً
باطلاً ش لان الاشتراكَ يغيرهما عن حدهما الذي يمتازان
به وهما لا يتغيران مرو اِن يكونا في ماهيةٍ حادثةٍ
فالقضاءُ لا يمهلهما حتى يستحيلا وما ترى مستحيلاً
ش كما في قوله تعالىٰ

ترجمه از آنکه آں ہر دو اگر متغایر بحقیقت اند پس اتحاد درمیانِ ہر دو بطور مجاز است۔ پس ای پروردگارِ من
دو متغایر در حدِ خود ہا از روی حقیقت چگونہ متحد شوند مگر بطور مجاز بوصفِ جامع متحد آیند۔ و حقیقتِ واحد
تغایر و اتحاد ہر دو را در حدِ خود نمیخواہد پس ای ربِ من او در چیزے کہ امتیاز بدو ہست و او تغایر است و
در آنچہ کہ اتحاد بدو ہست و ایں در دو چیز باشد چگونہ دائر شود یعنی ایں حقیقتِ واحدہ بہ تغایر و اتحاد باوصف
چنیں امتیاز و تعدد شیئین موجودین چگونہ دائر باشد۔ و لیکن اشتراک عارضین پس ایں ہر دو عارضان
یا بقیام حقیقی و یا بقیام مجازی بر حقیقت یا بر حقیقتین عارض شدہ اند۔ پس بآنچہ اشتراکِ حقیقتین ممنوع
ہست اشتراکِ عارضین ممتنع آمدہ مگر مجازاً۔ و از سوای او اگر ایں ہر دو عارض در ماہیت قدیمہ باشند پس
بہ تغیر ہر دو از حدِ خود ہا بطور فرض باطل حدوثِ ماہیتِ قدیمہ لازم شود از آنکہ اشتراک تغیر میدہد ہر دو
عارض را از حدِ آں ہر دو کہ بدو ہر دو ممتاز اند حالانکہ ان ہر دو عارض متغیر نمی شوند۔ و اگر ایں ہر دو
عارض در ماہیتِ حادثہ باشند پس قضا مہلت نمی دہد آں ہر دو را تا آنکہ استحالہ یابند یعنی ہر دو از حال بگردند و
آنچہ تو می بینی مستحیل یعنی گردندہ از حال او تشخص اند بر ماہیت ہست۔ چنانچہ در قول او تعالی ہست (در سورہ
مومنون۔ رکوع ۱)

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا الآیہ فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ الآیہ وفی غیرہما ایضا م ہو التشخص الزائد علی الماہیۃ ینسخ بغیر مثلہا وان یمہل نفرضا باطلا فبقاؤہا غیر محتاج فالحق ماقیل ش ای امتناع اشتراک الحقیقتین حقیقۃً فیما تمتازان۔ م و من ورائہ ان الکلام دائر فی الاشتراک وہو فی المتغایرین من حقیقتین اوعرضین علی حقیقۃٍ او حقیقتین فان تعارض المتغایران للاشتراک فتساقطا ہما مع حقیقۃ یقومان بہا فیا رب کیف تبقی حقیقۃ ساذجۃ ویصیر ماءٌ نارًا افا فقہوا یا اولی الالباب ماقیل ش ای ما رد وما اثبت م وقیل استحالۃ الماء نارًا بدیہی فافہموا ان فناء نفسہ بدیہی ام فنائہ عن المحل واستحالتہ

ترجمہ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا الآیہ یعنی باز آفریدیم نطفہ را پارہ خون بستہ پس آفریدیم پارہ خون بستہ را پارہ گوشت و آفریدیم پارہ گوشت را استخوان تا آخر۔ و دیگر فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ الآیہ یعنی بیانداخت عصائے خود کہ ناگاہ اژدہائی بود ظاہر۔ وہم در غیر ایں ہر دو۔ کہ فنا آں تشخص زائد بر ماہیت را نسخ میکند و نیست میگرداند سوئی غیر مثل ماہیت۔ واگر از وی تفرض باطل فنا مہلت میدہد پس بقائے ماہیت غیر محتاج است پس حق ہمو است کہ گفتہ شد در امتناع اشتراک حقیقتین از روی حقیقت۔ و آنچہ ممتاز اند ہر دو و از سوئی او آنکہ کلام در اشتراک دایر است واو در متغایرین است از حقیقتین باشد یا از عرضین بر حقیقت یا بر حقیقتین۔ پس اگر متغایرین برائے اشتراک متعارض آیند پس متساقط شوند ہر دو وہم حقیقت کہ آں ہر دو بدو قائم اند۔ پس اے رب چگونہ باقی ماند حقیقت ساذجہ و آب آتش گردد پس اے دانشمندان دریابید آنچہ گفتہ شد یعنی آنچہ رد کردہ و آنچہ اثبات کردہ شد و گفتہ شد کہ استحالۂ آب بسوئے آتش بدیہی است یعنی ایں بدیہی است کہ آب آتش گردد۔ پس بفہمید آنکہ فنائے نفس او بدیہی است یا فنائے او از محل و استحالۂ او + +

وعلى القائل ان يأتِ عليهما بدليلٍ وانّ الظنّ لا يغنى من الحقّ شيئًا ✚ **اصل ۳۱** - انّ البرزخ فى المتغايرين تغايرهما فهو وصفٌ مانعٌ فى نفسهما لا الثالث بينهما مستجمعٌ بوصفهما والدليل عليه لفظًا وجودُ المتغايرين ومعنًا مفهومُه وهذا برزخٌ حقيقىٌّ ولا يحتاج الى غيرهما للفرق والمعرفة وان يكن ثالثًا بينهما مستجمعًا بوصفهما كقولهم فقولهم لا مستجمعَ المتغايرين فى وجه التغاير وهو مانعٌ فلا يمكن ان يكون عينَ الاخر ش اى التغاير الاخر م فلما كان التغايرُ بماهيةٍ عينها فلا يمكن عينيتها بوصف التغاير الاخر انتهى وان يكن ثالثًا بينهما مستجمعًا بوصفهما على وجهٍ مجهولٍ بقيامهما الحقيقى به او المجازى فالوجود مستجمعُ المتغايرين فى نفسه ومتغايرُ المتغايرين غيريه فلزم برزخٌ بينهما مستجمعٌ لتغايرهما فكان التسلسلُ والدورُ ✚

اصل ۳۱ ذکر کیفیت البرزخ

ترجمہ وبر گوینده است اینکه برفنای محل واستحالہ ہر دو دلیلی آرد - وانّ الظنّ لا يغنى من الحقّ شيئًا (در سورہ نجم رکوع ۲) یعنی وہر آئینہ ظن از حق و راستی ہیچ بے نیاز نمیکند ای در ہندی اور اٹکل کام نہ آوے ٹھیک بات میں کچھ **اصل ۳۱** - ہر آئینہ برزخ و متغایرین تغایر ہر دو متغایرین است و آن تغایر وصفی است - مانع کہ در نفس آں ہر دو متغایرین است نہ ثالث است درمیان ہر دو کہ وصف آں ہر دو را مستجمع یعنی گرد آرندہ باشد - و دلیل بر و از روئے لفظ وجود ہر دو متغایر است و از روئے معنی مفہوم او - و ایں برزخ حقیقی است و ایں برائے فرق و معرفت سوئے غیر آں ہر دو محتاج نباشد - و اگر ایں برزخ درمیان ہر دو ثالث باشد ہمچو قول شاں مستجمع بوصف ہر دو - پس قول شاں اینکہ در وجہ تغایر ایں ثالث ہر دو متغایر را مستجمع نیست کہ تغایر مانع است پس ممکن نیست کہ تغایر عین تغایر دیگر باشد - وہرگاہ کہ تغایر بماہیت عین ماہیت باشد پس عینیت او بوصف تغایر دیگر ممکن نباشد یعنی وصفیکہ ہماں تغایر است چوں عین ماہیت یکی باشد پس ممکن نباشد کہ عینیت ماہیت وصف تغایر دیگر باشد ای چوں تغایر عین ماہیت باشد پس نمیتواند کہ عینیت ماہیت کہ تغایر است وصف تغایر دیگر گردد انتہی - و اگر ایں برزخ درمیان ہر دو متغایر ثالث است مستجمع بوصف ہر دو در وجہ مجہول بقیام حقیقی ہر دو ثالث یا بقیام مجازی - پس ایں ثالث وجودی است کہ مستجمع متغایرین است در نفس خود و ہم متغایر متغایرین است کہ ہر دو

وماهو بثالث بينهما غيريّة وفى نفسه ولا غيره ش لا كما
فالجملة مع تقديره اى لا غيره بثالث بينهما غيرية وفى نفسه عطف
على الجملة الاولى م والعجب من ان الثالث بين الاثنين وانما
هو الثانى بين الثلث والا هذا الكلام فى برزخ حقيقى وهو المفرق
والبتة وجود بسيط متاخر من المتغايرين ش من من اشارة
الى الانتزاع من المتغايرين م مستجمع باثار الطرفين وصفا بقيامه
الحقيقى به او المجازى الذى يحتاج بالحقيقى فهى وصف جامع فى
الوجود ش اى هذا الوجود المتاخر م فى نفسه ش تاكيد فى
الوجود م فرقا ومعرفتا لهما ش اى للفرق والمعرفة للمتغايرين
م لا هو واقعا بينهما للفصل او الوصل حقيقة فهو برزخ فى حد
نفسه تشخصا زائدا اى مستجمع وهذا برزخ مجازى ويحتاج الى
غيره لفرقه ومعرفته وان قيل هو موصل الطرفين او مفرق
حقيقة فيرد ما قيل فى الصدر على نفسه وفيه ش اى فى
معنى البرزخ المجازى م برزخ مثالى

ترجمه ونه این وجود ثالث ماند درمیان هردو متغایرین که هردو غیر این وجود اند و هردو که مستجمع در نفس
این وجود اند۔ ونه غیر او ثالث است درمیان هردو که غیر این وجود اند ودر نفس وجود اند۔ وعجب است ازین که ثالث
درمیان دو باشد و حال اینکه جز این نیست که او ثانی است درمیان سه۔ وآگاه باشید که این سخن در برزخ حقیقی
واو مفرق یعنی جدا کننده است۔ والبته وجود بسیط متاخر یعنی پس آینده که منتزع از متغایرین است مستجمع بآثار
طرفین است از روی وصف بقیام حقیقی آثار بآن وجود یا بقیام مجازی که محتاج بحقیقی باشد۔ وآن آثار
درین وجود متاخر در نفس او وصفی است جامع بنا بر فرق و معرفت برائی هردو متغایرین وجودی است نه واقع
درمیان هردو بنا بر فصل و وصل از روی حقیقت۔ پس این وجود بسیط متاخر مستجمع آثار برزخ است در حد نفس خود
از روی تشخص زائد یعنی مستجمع۔ واین برزخ مجازی است که محتاج سوی غیر است بنا بر فرق آن غیر و معرفت آن۔ واگر
گفته شود که این برزخ موصل یعنی پیوند دهنده طرفین است یا مفرق یعنی برنده است از روی حقیقت پس آنچه
درصدر گفته شد وارد شود بر نفس او۔ ودر معنی برزخ مجازی برزخ مثالی است

وهو علمٌ مستجمعُ مثالِ الطرفين فالمثالانِ لا يتحدانِ فيما يمتازان به الا مجازاً او ش المثال م الواحد لا يوافقُ لمصداقين متقدمين لعلمٍ الا المصداقِ متقدمٍ ومتاخرٍ لصنعٍ بتوافقٍ مجازي بجامعيةٍ لا حقيقي اى بمعنى[۲] بمانعيةٍ ولا يساويانِ فى حد هما او ان كانا ماهيةً واحدةً فلزم الدور بانَ الماهيةَ ش الالف واللام للعهد الذهني م كانت ماخذ وجود الشبه فالشبه ش الالف واللامُ للعهدِ الذهنى م كان ماخذ وجودِها ومثالُ الذى لصنعٍ يحتاج الى مثالِ الذى لعلمٍ و فى المثالَين برزخٌ حقيقي كما ذكر ولطافةُ المقاصدِ فى البحثِ لا يدرك الا اللطيف

۳۲ اصل ذکر کیفیت

اصل[۳۲] ان المنع ليس بخصوصيته على تعميمٍ مسلّمٍ فى وجه الاشتراكِ لان الممنوع منه فكيف ش اى فكيف المنعُ على المسلّمِ م الا فى وجه غيرِ مشتركٍ +

ترجمہ واو علم است مستجمع مثالِ طرفین پس این ہر دو مثال در آنچہ بدو شناختہ شوند ہر دو متحد نشوند مگر مجازاً۔ و این مثال واحد موافق نمیشود برائے ہر دو مصداق کہ برائی علم ہر دو متقدم اند مگر موافق آید برائے مصداق متقدم و متاخر کہ برائی صنع است بتوافقِ مجازی کہ بجامعیت است نہ بتوافقِ حقیقی کہ بامانعیت ہست۔ و ہر دو مصداق متقدم و متاخر در حدِ خود ہا مساوی نباشند واگر ہر دو مصداق مذکورہ ماہیت واحدہ باشند پس دَور لازم آید باینطور کہ این ماہیت معہود ذہنی ماخذِ وجودِ شبہ باشد و این شبہ کہ برائی معہودِ ذہنی است ماخذ وجود او باشد۔ و ماخذ مثالی کہ برائے صنع است ہر آئینہ محتاج سوئے مثالی شود کہ برائے علم است و درین ہر دو مثال برزخ حقیقی است چنانچہ مذکور آمد۔ و لطافتِ مقاصدی کہ درین بحث است ادراک نکند مگر لطیف +

اصل[۳۲] ہر آئینہ منع نیست بخصوصیتش بر تعمیم مسلّم در وجہِ اشتراک کہ تعمیم مسلّم است برین مسلم از خصوصیتش منع نباید از آنکہ ممنوع از واست کہ مسلّم است یعنی مسلّم آنست کہ منع از و ممنوع است مگر در وجہِ مشترک یعنی در وجہیکہ اشتراک نباشد +

اصل ۳۳ ان التخصیص بمقابلۃ تعمیمٍ فیفید لمقصودٍ فلا ینفی جواز امرٍ مخصصٍ لغیر مخصصٍ لہ لاشتراکہٖ فی عمومٍ ان لم یکن ممتنعًا لغیرہٖ ش لان الوجہ الممنوع لا یشترک فی العموم م وان لم یجز فاشتراک العموم باطلٌ ومغایرت مخصّصٍ من معمّمٍ فی وجہ التخصیصِ واجبۃٌ والتخصیص لا یزیل اشتراکہ الذی فی عمومٍ ولا یجاہ صنہٖ ولا یعتبر عمومٌ ولا خصوصٌ الا فی العوارض ش لا فی الذات م + اصل ۳۴ ان الاستثناء محصورٌ فی وصفٍ وما قام بہٖ حقیقتًا ش ھو فاعلہ م او مجازًا ش ھو مفعولہٗ م فالوصف وجہ الاستثناءِ وما قام بہٖ حقیقتًا او مجازًا مستثنیٰ منہ ومستثنیٰ والمتعلقات الزائدۃ غیر الوصفِ ش الذی حصر الاستثناء فیہ م للمستثنیٰ منہ

ترجمہ - اصل ۳۳ ہر آئینہ تخصیص ثابت است البتہ بمقابلۂ تعمیم پس برائے مقصودے مفید آید۔ و ایں تخصیص نفی نمیکند جوازِ امرِ مخصّص برائے غیر مخصّص لہ بسبب اشتراکِ مخصّص در عموم یعنی امرے کہ خاص کردہ شدہ است ایں تخصیص جوازش را برائے ہر آنکہ اورا ایں امر خاص نکردہ شد نفی نمیکند ازیں سبب کہ در عموم مخصّص کہ خاص کردہ شدہ است ازیں عموم اشتراک دارد بنا بر اصل خود در تعمیم بشرطیکہ ایں امر مخصّص برائے غیر مخصّص لہ ممتنع نباشد از آنکہ وجہِ ممنوع در عموم مشترک نباشد۔ و اگر امرِ مخصّص جائز نباشد پس اشتراکِ عموم باطل است۔ و از معمّم کہ عام کردہ شدہ است مغایرتِ مخصّص اے خاص کردہ شدہ در وجہِ تخصیص واجب است۔ و تخصیص اشتراکی را کہ در عموم است زائل نمیکند و نہ اورا معارض باشد۔ و عموم و خصوص معتبر نباشند مگر در عوارض نہ در ذات +

اصل ۳۴ ہر آئینہ استثناء محصور است در وصف و بآنچہ قیامِ وصف باو حقیقی بود و او فاعلِ او است۔ یا قیام باو مجازی بود و او مفعولِ او است۔ پس ایں وصف وجہِ استثناء است و ما قام بہ حقیقتًا یا مجازًا یعنی فاعل یا مفعول کہ قیامِ وصف باو حقیقی باشد یا مجازی مستثنیٰ منہ است و مستثنیٰ۔ و متعلقاتِ زائدہ غیر ازاں وصفیکہ در و حصرِ استثناء است آنہا را برائے مستثنیٰ منہ

۳۳ اصل در کیفیت تخصیص +

۳۴ اصل در کیفیت الاستثناء

۳۳ اصل کیفیت تخصیص کہ ثابت بمقابلہ تعمیم است نفی جواز امر مخصص برائے غیر او میکند مع دلائل

۳۴ در کیفیت استثناء مع حصر او در قائم و اقسام او و دیگر مسائل مع دلائل +

والمستثنیٰ شامِلٌ لهما لا لوجهِ الاستثناءِ فتغایرُ وجهِ الاستثناءِ بالضدِ للمعنی المذکور وتغایر المستثنیٰ منه والمستثنیٰ بالخلاف ضروریان وان لم فبطل الاستثناءُ واهمل معناه فالاستثناءُ یفید الحصرِ وتحقق لما فیه من اثباتٍ لا من نفیٍ اذ لیس الحصرِ والتحقیقُ الّا فی موجودٍ

ش

مثلاً جاءنی زیدُنِ العالم

اِلّا عمرونِ الجاهلَ

وعکسُهٗ م

ترجمہ مستثنیٰ بہر دو تعلق دارند لیکن نہ بنا بر وجہِ استثنار یعنی تعلق شاں بہر دو بر وجہِ استثنا نباشد۔ پس حصرِ استثنار در فاعل و مفعول و در وصفِ شاں باشد کہ قیامِ وصف بفاعل فی الحقیقۃ باشد و با مفعول بطورِ مجاز لہذا وجہِ استثنا، وصف آید و مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ ہر دو از فاعل و مفعول۔ در جا کہ در جملہ باشند برائے ہر دو شامل ہر دو باشند نہ بر وجہِ استثنا۔ پس تغایرِ وجہِ استثنار برائے معنی مذکور بضد ضروری و تغایرِ مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ بخلاف ضروری است یعنی ہر دو جملۂ استثنار متغایر یکدیگر باشند کہ دران مغایرت وجہِ استثنار را معنی ضد از اول ضروری باشد و مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ را دریں مغایرت معنی خلاف باہم گر ضروری است۔ و اگر چنین نباشد کہ گفتہ شد در وجہِ مغایرت بالضد و بالخلاف ضروری پس استثنار باطل شود و معنیش مہمل گردد۔ و ایں استثنار برای آنچہ کہ در وی از اثبات است حصر و تحقیق را فائدہ دہد نہ در حکم نفی ہست زیرا کہ حصر و تحقیق نیست مگر در موجود۔ پس استثنار در جملہ مثبتہ حصر کند و او را محقق گرداند نہ منفی را زانکہ حصر و تحقیق در ثابت موجود آید نہ در نفی کہ او غیر موجود است۔ مثلاً جاءنی زیدُنِ العالم الّا عمرونِ الجاھل یعنی زید کہ عالم است نزدم آمد مگر عمرو کہ جاہل است نیامد۔ و عکس او چوں ما جاءنی عمرونِ الجاھلُ الّا زیدُنِ العالم یعنی عمرو کہ جاہل است نزدم نیامد مگر زید کہ عالم ہست بیامد

ف و استثنار را در صورتِ اتصال بجنسیتِ مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ متصل خوانند کہ مثالش بگذشت۔ و در انفصال و انقطاع فریقین مذکورین منفصل و منقطع چوں در انفصال مثلاً جاءنی القومُ الّا حمارًا یعنی قوم نزدم آمد الّا حمار کہ بجنسیت قوم و حمار انفصال است کہ از ہمجنس نیند و باہم فصل دارند۔ و در انقطاع چوں لا یملکون الشفاعۃ الّا من اتخذ عند الرحمٰن عہدًا یعنی باختیار ندارند خواستن کسے را مگر باختیار دارد کسی کہ استوار گرفت از رحمت کنندۂ عالمیان پیمان۔ کہ تفصیلش در تفسیر ایں آیۃ است۔ اما چوں از فریقین یکے نگنجد

[illegible] و تفصیلش در تفسیر [illegible]

اصل ۳۵ ذکر کیفیت الاستدراک

اصل ۳۵ اِنَّ الاستدراکَ محصورٌ فی وصفٍ وما قام بہٖ حقیقۃً ش ھو فاعلہ م او مجازًا ش ھو مفعولہ م فالوصف وجہ الاستدراکِ وما قام بہ حقیقۃً او مجازًا مستدرَکٌ فی الجملۃ الاولیٰ ومستدرَکٌ منہ فی الجملۃ الثانیۃ والمتعلقاتُ الزائدۃ علی الوصفِ ش الذی حصر الاستدراک فیہ م للمستدرَکِ والمستدرَکِ منہ لا لوجہ الاستدراکِ فمقصودُ الاستدراکِ الثانیۃُ لا الاولیٰ لصراحتہا دلالۃً علیہ ولٰکن الاستدراکَ لا یتحقق بغیر ذکر الاولیٰ فلذا قیل مستدرکًا ش تأمّل فی معنیٰ لفظِ المستدرَکِ والمستدرَکِ منہ فوضح تغییرُ الماتنِ فیھما م فتغایرُ وجہِ الاستدراکِ بالخلاف للمعنی المذکور ضروریٌ

اصل ۳۵ بیان کیفیت استدراک و حصر وصف اقسام او و فائدہ او باذاً و نحو او مع امثال و دلائل و غیرہ

ترجمہ۔ اصل بر آئینہ استدراک محصور است بہ وصف وبما قام بہ حقیقۃً یعنی بآنچہ کہ قیامِ وصف باو فی الحقیقت ہست وھو فاعلِ وصف ہست۔ ومجازًا یعنی قیامِ وصف بطور مجاز بدو بود کہ ہو مفعول است۔ پس این وصف وجہِ استدراک شود۔ وما قام بہ حقیقۃً او مجازًا کہ فاعل و مفعول است چنانچہ معلوم شد در جملۂ اولیٰ مستدرک و در جملۂ ثانی مستدرک منہ باشد۔ ومتعلقاتِ زائدہ کہ غیر از وصف اند کہ در حصرِ استدراک آمدہ برای مستدرک ومستدرک منہ باشند نہ بنا بر وجہِ استدراک یعنی تعلق شان بہر دو بر وجہِ استدراک نباشد۔ پس مقصود استدراک کہ طلب دریافتِ مقصود ومراد است جملۂ ثانیہ است نہ جملۂ اولیٰ کہ صراحتش دلالت است براو یعنی بر جملۂ ثانی کہ مراد ہست این دلالت ضرورت طلب دریافت ندارد وآنچہ درو ضرورت طلب است قصدش بسوئے مقصودیت می برد وآن جملۂ ثانیہ است کہ مطلوب است ومقصود ولٰکن بغیر ذکر جملۂ اولیٰ استدراک متحقق نہ شود پس بنا برین گفتہ شد کہ ما قام بہ در جملۂ اولیٰ مستدرک است کہ قیام استدراک یعنی طلبِ دریافت ازین جملۂ اولیٰ بسوئے ثانی متحقق شد۔ نیک بنگر در معنی لفظ مستدرک و مستدرک منہ کہ تعبیرِ ماتن درین ہر دو بوضوح پیوست ونیک بر آمد۔ پس تغایرِ وجہِ استدراک بخلاف برائے معنی مذکور ضروری است یعنی ہر وجہ استدراک کہ در جملۂ اولیٰ کہ مستدرک ہست گفتہ آید ضروری است کہ متغایرِ آن در جملۂ ثانی کہ مستدرک منہ است بخلاف معنی مذکور وجہ استدراک مذکور باشد پس این تغایر بخلاف در وجہِ استدراک آمدند و معنی در ہر دو جملہ ضروری آمد ✢

فلہ ان یتغایر المستدرکُ منہ من المستدرکِ فیذکرُ وجہ
الاستدراکُ والمستدرکُ والمستدرکُ منہ وجوبًا بعدم دلالۃ
علیھما بتغایرھم ش مثلاً جاءنی زیدٌ لکن عمرًا ذھب الی
خالدٍ م او لم یتغایر ش المستدرکُ منہ م فقد یُحذف
جوازًا فصاحۃً بوجودِ الدلالۃِ علیہ بتوحدہ ش مثلاً ما
جاءنی زیدٌ لکن ذھب الی عمرٍو ولٰکنہ ذھب الخ م وقد
یُحذف وجہُ الاستدراکُ العام ش الذی مایستقیم
المعنیٰ بہ م فی الجملۃِ المستدرکۃِ وجوبًا فصاحۃً وبلاغۃً
لتوسعہ ش مثلاً ما زیدٌ الا عالمٌ م وان کان تغایرُ وجہِ
الاستدراکُ بالضد للمعنی المذکور فلہ ان لم یتغایر المستدرکُ
منہ من المستدرکِ

ترجمہ پس اورا یا آنکہ مستدرک منہ از مستدرک متغایر باشد و دریں صورت واجب است کہ وجہ استدراک و مستدرک و مستدرک منہ ہر سہ مذکور آیند کہ بسبب مغایرتِ شاں دلالت بریں ہمہ نماندہ چوں زید نزدم آمد لاکن عمرو سوئے خالد رفت۔ یا مستدرک منہ متغایر نباشد و دریں صورت جائز است کہ از روئے فصاحت گاہے آں حذف کردہ شود کہ بوجہ یگانگت و توحدش دلالت برو موجود است چون زید نزدم نیامد لاکن سوئے عمرو رفت۔ اینجا زید کہ مستدرک منہ است در جملہ ثانی بوجہ اتحاد محذوف شد۔ و نیز جائز است کہ ضمیر بجایش آوردہ مذکور گردد چوں زید نزدم نیامد لاکن او سوئے عمرو رفت۔ و حضرتِ مصنف ہر دو امثال مذکور را در عبارت شرح کتاب یکجا جمع آوردہ ہمچنیں فرمود مثلاً ما جاءنی زید لکن ذھب الی عمرو ولکنہ ذھب الخ یعنی زید نزدم نیامد ولیکن سوئے عمرو رفت ولیکن او رفت الخ۔ وگاہے وجہ استدراک کہ عام باشد چنانکہ معنی بدو راست آیند و قیام پذیرند در جملہ مستدرکہ از روئے فصاحت و بلاغت واجب است کہ برائی توسیع وجہ استدراک حذف گردد چوں زید نیست مگر عالم اینجا وجہ استدراک در جملہ اولیٰ مستدرکہ۔ و در جملہ ثانی مستدرک منہ ہر دو محذوف است یعنی مستدرک منہ بوجہ توحد۔ و وجہ استدراک بسبب عموم معنی مستقیم بود کہ اصلش چنین است ما زید جاہل الا زید عالم یعنی زید جاہل نیست ولیکن زید عالم است۔ و اینجا در وجہ استدراک تغایر بالخلاف است و مستدرک و مستدرک منہ متحد۔ و اگر تغایر وجہ استدراک برائے معنی مذکور بضد باشد یعنی وجہ استدراک در ہر دو جملہ

[illegible]

ش وإلا فهو الاستثناء مثلاً جاءني زيدٌ إلا عمرًا وما جاءني زيدٌ إلا عمرٌو م فالاستدراك مهملٌ إلا لمقصدٍ آخر الذي يُذكر بعد المستدرك منه ففي الحال إلا للاستدراك استفاد الحصر والتحقيق في جهة الثبوتِ لا في جهة النفي إذ ليس الحصر والتحقيقُ إلا في موجودٍ ولم يُذكر وجهُ الاستدراكِ بوجودِ الدلالة عليه بضديته ش مثلاً لا ينفع سعيهم إلا بمشية الله تعالى أي ينفع سعيهم بمشيةِ الله تعالى م بخلافِ لكن ش لا يُستفاد منه الحصرُ والتحقيقُ م إلا يُستفاد منه الحصرُ والتحقيقُ في الثبوتِ المتغائر بالضد من النفي السابق ش إذ الثبوتُ بعد النفي بالضد يفيد للحصر والتحقيق مثلاً ما كان زيدٌ أخا أحدٍ منكم ولكنّ أميرًا وعادلاً - م

ترجمه ورنه پس او استثناء است چوں زید نزدم آمد مگر عمرو۔ و زید نزدم نیامد مگر عمرو۔ و در صورت که وجه استدراک در جملهٔ ثانی متغایر بضد باشد برائے معنی مذکوره که در جملهٔ اولی است و فریقین یعنی مستدرک و مستدرک منه متغایر نیابند بلکه متوحد باشند استدراک مهمل است مگر برائے مقصد دیگر که آں بعد مستدرک منه ذکر کرده شود پس درینحال حرف الا برائے استدراک فائده حصر و تحقیق میدهد در جهت ثبوت نه در جهت نفی از انکه حصر و تحقیق نیست مگر در موجود۔ و وجه استدراک مذکور نیامد که از ضدیتش دلالت برو موجود است چوں سعی شاں نفع ندهد مگر بمشیت حق تعالی یعنی کوشش شاں از مشیت خدا تعالی سودمند شود۔ اینجا الا بمعنی برائے استدراک است از انکه در هر دو جمله وجه استدراک که انفاع و عدم انفاع است متغایر بالضد۔ و مستدرک و مستدرک منه که سعیهم است متوحد و وجه استدراک در مستدرک منه غیر مذکور بسبب موجود دلالت بنا بر ضدیت او۔ گو این حصر الا را بمعنی استثنا میخواهد مگر برائے که بعد مستدرک منه مذکور آمد یعنی مشیت او تعالی استفاده استدراک میدهد بطور حصر و تحقیق در جهت ثبوت نه در نفی از انکه حصر و تحقیق غیر موجود نیابد و بر غیر موجود بنا بر توسع در نفی حکم بر عدم باطل بخلاف لکن که از و فائده حصر و تحقیق نیاید مگر در ثبوت که نفی سابق متغایر بضد باشد فائده حصر و تحقیق از و حاصل آید زیرا که ثبوت بعد نفی که بنا بر ضد است آں حصر و تحقیق مفید چوں نیست زید برادر کسے از شما و لیکن امیر و عادل است۔ پس درین مثال لاکن مفید حصر و تحقیق را زائده از انکه ثبوت امارت و عدالت زید که بعد نفی اخوت زید که متغایر بضدیت است برائے حصر و تحقیق امارت و عدالت زید باثبات

وان لم یتغایر وجہ الاستدراک للمعنی المذکور فمہمل
الا استینافًا لمقصدٍ اٰخَرَ الذی یُذکر ولم یذکر ش وجہُ
الاستدراک م بوجودِ الدلالۃِ علیہ بعدمِ التغایرُ
فصاحۃً جوازًا ش مثلاً لو شیتُ لضربتکم لکن
لاکرامکم ولو شیتُ لضربتکم لاکن اذ فیکم زیدٌ اے
ماضربتکم لاکرامکم وان فیکم زیدًا م

اصل ۳۶ - ان فی المفضَّلِ والمفضَّلِ علیہ تغایرًا
حقیقیًا واتحادًا مجازیًا ش کما زیدٌ اعلم من عمرٍو
م وقد یُحذف المفضلُ علیہ للتوسُّعِ
ش کما اللّٰہ اُکبرُ م ولاٰ فبطلاَ +

ترجمہ واگرچہ استدراک برائے معنی مذکور متغایر نیست پس مہمل است مگر بطور جملہ استینافیہ یعنی جملۂ نو برائے مقصدِ دیگر کہ ذکر کردہ شود۔ و وجہ استدراک درینصورت جائز است کہ برائے فصاحت نیاید کہ بسبب متغایر نبودن وازمتوحد شدن دلالت بروموجود است چوں اگر خواستمی ہر آئینہ زدمی شمارا لاکن برائے اکرام شما۔ واگر خواستمی البتہ زدمی لاکن برائے آنکہ زید درمیان شما ہست یعنی من شمارا نزدم برائے اکرام شما۔ وبرائے اینکہ زید درمیانِ شما ہست۔ ایں آخر جملہ ہائے مستانفہ اند کہ در ہر دو مثالِ مذکورہ بحذف وجہ استدراک بنابر توحدش بالاجمال آمدہ بودند باوجود تغایر وجہ استدراک ہر دو جملہ مستدرکہ را بنا بر استیناف بمقصدِ آخر رفع اہمالش نمودہ راست آوردیم ورنہ اہمال ظاہر +

اصل ۳۶ - ہر آئنہ در مُفضَّل و مُفضَّل علیہ یعنی فضیلت دادہ شدہ وآنکہ برو فضیلت دادہ شود۔ تغایرِ حقیقی واتحادِ مجازی است چنانچہ زیدٌ اَعلمُ من عمرٍو یعنی زید از عمرو داناتر است۔ پس زید وعمر کہ اول مفضل ودوم مفضل علیہ است تغایر حقیقتا درو ظاہر است و در جنسیت بایکدیگر اتحاد مجازی است۔ وگاہے مفضل علیہ بنا بر توسع حذف کردہ شود چنانچہ اللّٰہُ اکبرُ یعنی خدا از ہمہ بزرگتر است۔ اینجا مفضل علیہ محذوف شدہ توسع آوردہ۔ ورنہ در عدم تفرض توسع ابطال ہر دو آید یعنی مفضل ومفضل علیہ چراکہ مفہوم تفضیل کہ متوقف بر تقابل است از حذفِ یکی تقابل نماند وتوقفِ مفہومِ تفضیل ہر دو پس نہ مفضل باشد نہ مفضل علیہ۔ وایں درست نہ آید مگر در گرفتن توسع درصورتِ حذفِ مفضل علیہ +

۳۶ اصل ذکر کیفیۃ المفضل والمفضل علیہ

۳۶ اصل کیفیۃ مفضل و مفضل علیہ و تغایر و اتحاد بایکدیگر و فائدہ حذف مفضل علیہ +

اصل ۳۷ انّ الحصر ھو الحصرُ المحصورِ فلیس خارجٌ منہ ش
ای ثابتًا من بعض المحصور م فلا یجری علیہ انتقاضٌ
فانِ استُثنِیَ او استدرِکَ او خُصِّصَ بعضٌ منہ فی الکلام
فھو بمعنی جمیعٍ لا حصرٍ ش فالحصر لا یرجع الی المستثنیٰ
والمستدرک والمخصوصِ م والتاکیدُ کالحصر فی الحکم +

اصل ۳۸ ان الربط فی مصدرٍ متعدٍ لا یتحدُ فی
فاعل ومفعول لانہ بقیامٍ حقیقیٍ فی فاعل وبقیامٍ
مجازیٍ فی مفعول اذ ھما متغایران بنسبۃٍ لھما لکنہ
یقتضی الدلالۃ الی کل واحدٍ منھما بہ فلا یدرِکُ
کلُ واحدٍ غیرہ الا مجازًا والکلام فی الادراک
الذی بالربط المصدری لا بوجہ غیرہ اصل ۳۹ انّ الجانبَ
الاوّلَ فی الجواز قوّیٌ لانہ موجودٌ +

ترجمہ - اصل ۳۷ ہر آئینہ حصر او حصرِ محصور است یعنی گرد آوردن گرد آوردہ شدہ پس
آنکہ خارج حصر است از محصور نیست یعنی از بعض محصور ثابت نیست - پس انتقاض برو جاری نشود
یعنی نقض وشکستہ شدن - واگر بعض از محصور در کلام استثناء کردہ شد یا استدراک یا خاص
کردہ شد پس او بمعنی جمیع است نہ حصر - پس این حصر سوی مستثنیٰ ومستدرک ومخصوص باز نمیگردد - و
تاکید در حکم ہمچو حصر است یعنی آنچہ حکم حصر است تاکید را ہمچنین است +

اصل ۳۸ - ہر آئنہ ربط در مصدرِ متعدی در فاعل ومفعول متحد نمی شود از آنکہ او در فاعل
بقیام حقیقی است ودر مفعول بقیام مجازی زیرا کہ فاعل ومفعول ہر دو بنسبتی کہ برای
ہر دو است متغایر اند یعنی باہم دگر مغایرت دارند لیکن ربط دلالت را می خواہد
بخود سوے ہر واحد از ہر دو - پس ہر واحد غیر خود را ادراک نمیکند یعنی در نیابد
مگر مجازًا - واین کلام در ادراک است آنکہ بربط مصدری است نہ بوجہ غیر او +

اصل ۳۹ - ہر آئنہ در جواز جانب اول قوی است از آن کہ او
موجود است +

اصل ٤٠ اِنَّ الذات لا تبحث بنفسها لمفهومیتها بالوجدان علمًا بالضرورۃ الا بعوارضها فلا تتبع الا بعوارضها وهکذا العوارض لا تتبع بنفسها الا بما قامت به لانها لا تقوم الا بماهیۃ والعرض علی العرض ممنوعٌ وان اُقرَّ ماهیۃٌ فالعرض مفقودٌ وان وُجد فما نقول۔ اصل ٤١ ان التعمیم لا یقع فی الذات نفسها الا فی اختصاصها بوجوہ جائزۃٍ ش هی لیست بضروریۃ فیجوز سلبها او واجبۃٍ ش هی کانت ضروریۃ فلا یجوز سلبها

اصل ٤٢ اِنَّ التبیین یقع من العوارض لا من الذات فمن عوارضٍ جائزۃ ش هی لیست بضروریۃ فیجوز سلبها لرفع الابهام فی وجهٍ مخصوصٍ ومن واجبۃٍ ش هی کانت ضروریۃ فلا یجوز سلبها لرفع الجهل عن وجه مخصوصٍ

ترجمه۔ اصل ٤٠ هر آئینه ذات بنفس خود بحث نمیکرده شود ازانکه معلومیت یعنی دانسته شدن و فهمیدن ذات بوجدان است بطور علم ضروری ازانکه وجدان بعلم است پس ضروری است که ذات را بعلم دریابد۔ مگر ذات بحث کرده شود بعوارض خود۔ پس ذات تبع کرده نشود مگر بعوارض خود وهمچنین عوارض بنفس خود تابع و پیرو نمی شوند مگر به ما قامت به یعنی بچیزی که باو قائم اند ازانکه عوارض قیام نمی یابند مگر بماهیت۔ و هر آئینه عرض بر عرض ممنوع است۔ و اگر ماهیت اقرار کرده شود پس این عرض مفقود و گم است۔ و اگر یافته شود پس انچیز است که ما میگوئیم یعنی ماهیت +

اصل ٤١ هر آئینه تعمیم در ذات واقع نمی شود نفس ذات مگر در اختصاص او بوجوه جائزه یعنی تعمیم در ذات نفس ذات واقع نگردد مگر این تعمیم در ذات واقع گردد در خاص شدن او از وجوه جائزه آنکه نیستند ضروریه پس سلبش جائز است یا از وجوه واجبه آنکه ضروریه هستند پس سلبش جائز نیست +

اصل ٤٢ هر آئینه تبیین یعنی بیان کردن از عوارض واقع شود نه از ذات پس یا واقع شود از عوارض جائزه آنکه ضروری نیستند و سلبش جائز باشد این تبیین مذکوره برائے رفع ابهام یعنی بر داشتن شک و پیچیدگی است در وجه مخصوص و یا از عوارض واجبه آنکه ضروری هستند و سلبش جائز نباشد این تبیین از عوارض واجبه برائے رفع جهل است از وجه مخصوص

اصل ذکر کیفیۃ الذات …

اصل ذکر کیفیۃ التعمیم …

اصل ذکر کیفیۃ التبیین

اصل کیفیت که از … بنفس خود بحث … مگر بعوارض هم …

اصل کیفیۃ تعمیم که در ذات … ذات واقع نگردد مگر اختصاص … بوجوه جائزه یا واجبه … سلب و عدم سلب +

اصل کیفیۃ تبیین از عوارض … شود نه از ذات خواه از عوارض … برائے رفع ابهام در وجه مخصوص … از واجبه برائے رفع جهل از وجه … و توحد و تغایر در طرفین … واجب است و وجه توحد …

وَوَجَبَ التوحدُ فی المبیَّنِ والمبیِّنِ من وجهٍ والتغایرُ من
وجهٍ وهما ظاهران منهما فوجه التوحدِ مبیِّنٌ +

اصل ۴۳ - اِنَّ التشبیهَ باضافةٍ لا بحقیقةٍ اذ وجهُ
التشبیه وصفٌ مانعٌ بحقیقته ش فالتشبیهُ
بحقیقةٍ ممتنعٌ +

اصل ۴۴ - اِنَّ مفهومَ کلٍّ لیتعلق باجزائه بمعنی جمیعها فمفهومُ
کلٍّ یقتضی مفهومَ جزءٍ له ومفهومُ جزءٍ یقتضی مفهومَ کلٍّ له وهما
متخالفان فی مفهومهما فلا ینطبق بعضهما علی بعضهما ویقطع
نظرٍ عن مفهومهما لا بحث فیهما فاِنَّ مفهومَ کلٍّ متوقفٌ
علی مقابلة مفهوم جزءٍ له ومفهومَ جزءٍ علی مقابلة مفهوم
کلٍّ له فان کان ما به مفهومُ کلٍّ موجودًا حقیقیًا ضروریًا فی حده
وهو واحدٌ حقیقیٌ فکان ما به مفهومُ جزءٍ له موجودًا حکمیًا

ترجمہ و در مبیَّن و مبیِّن یعنی بیان کردہ شدہ و بیان کنندہ توحد من وجہ واجب آمد یعنی از وجہی
در مبیَّن و مبیِّن یگانگت مقررہ ضروری ست۔ و تغایر من وجہ یعنی از وجہی جدائگی ضروری است۔ و
ہر دو از ہر دو ظاہر اند یعنی از توحد و تغایر کہ از ہیچ وجہ باشد۔ پس وجہ توحد مبیَّن است یعنی
ایں وجہ از بیان کنندہ برخیزد۔

اصل ۴۳ - ہر آئینہ تشبیہ باضافت یعنی بہ نسبت است نہ بحقیقت از انکہ وجہ تشبیہ وصف
مانع است بحقیقت خود یعنی ایں وصف در حقیقت خود از شرکت مانع غیر است پس تشبیہ
بحقیقت ممتنع است مگر باضافت آں حقیقت از انکہ نسبت بدون حقیقت قیام نمی یابد +

اصل ۴۴ - ہر آئینہ مفہوم کل البتہ متعلق باشد باجزای خود بمعنی ہمہ اجزا۔ پس مفہوم کل مفہوم جزء را میخواہد
برائی خود۔ و مفہوم جزء میخواہد مفہوم کل را برائی خود حالانکہ ہر دو در مفہوم خود ہا باہم متخالف
اند۔ پس بعضی ہر دو بر بعضی ہر دو منطبق نمی آیند۔ و از مفہوم ہر دو قطع نظر کردہ در
ہر دو بحثی نیست۔ پس ہر آئینہ مفہوم کل متوقف یعنی وا استادہ است برمقابلہ مفہوم جزء کہ برای اوست۔ و مفہوم
جزء متوقف است برمقابلہ مفہوم کل کہ برای اوست۔ پس اگر آنچہ کہ بآن مفہوم کل است در حد خود موجود
حقیقی ضروری باشد حالانکہ او واحد حقیقی است +

(اصل) ذکر کیفیۃ مفہوم کل و جزء ۔

(اصل ۴۳) کیفیت آنکہ تشبیہ بہ نسبت باشد نہ بحقیقت کہ وصف مانع حقیقت خود است +

(اصل ۴۴) کیفیت مفہوم کل و جزء و تعریف کل ... و بمقابلہ خود ہر دو را میخواہد و متوقف ... گرانکہ چوں یکی موجود حقیقی باشد ... مقابلہ او دیگر موجود حکمی و تعریف ... بیان تخالف ہر دو و عدم انطباق ... بر دیگری وانکہ کل واحد حقیقی یا حکمی ... مقابلہ یکدیگر مفہوم و ... یکدیگر ورنہ ... ہر دو مفہوم باطل و مفہوم جزء بمقابلہ ... اگرچہ مختلف اند بخلاف فرد واحد ... حاصل مفہوم ... خود ثابت ... حاصل ... افراد ... بمقابلہ کل خود

فكان ما به مفهوم جزءٍ له موجوداً حكمياً ش اى غير موجودٍ منفرضاً بالوجود م غير ضروريٍ فى حده تبعاً بوجود ما به مفهوم كل ان لم يكن امكانُ جوازِ وجوده ممتنعاً وهو افراد حكمية وان كان ما به مفهوم جزءٍ موجوداً حقيقياً ضرورياً فى حده وهو افراد حقيقية فكان ما به مفهوم كلٍ موجوداً حكمياً ش اى غير موجودٍ منفرضاً بالوجود م غير ضروريٍ فى حده تبعاً بوجود ما به مفهوم جزءٍ ان لم يكن امكانُ جوازِ وجوده ممتنعاً وهو واحد حكمي فان لم يكن التبعُ لامتناع الوجود الحكمى فالتوقف ش الفاء تفيد معنى العطف على التبع والجزاء لشرطٍ مقدرٍ اى اذا لم يكن التبعُ بامتناع الوجود الحكمي بطل بعضهما فلم يكن التوقف بينهما المتوقف على وجودهما م بطل مفهومُ كلٍ وجزءٍ لعدم وجودِ بعضهما لعدم التبع ولعدم وجودهما لعدم التوقف

ترجمه پس آنچه که باو مفهوم جزء است برای آنچه که باو مفهوم کل است موجود حکمی غیر ضروری باشد در حد خود بطور تبع بوجود آنچه که مفهوم کل باو است از آنکه موجود حکمی تبع باشد موجود حقیقی را۔ اگر امکان جواز وجود موجود حکمی ممتنع نباشد وآں موجود حکمی افراد حکمیہ است یعنی افراد اند غیر موجودی که بوجود فرض کرده شده اند واگر آنچه که باو مفهوم جزء است موجود حقیقی ضروری در حد خود باشد حالانکه او افراد حقیقیہ اند از مفهوم کل۔ پس آنچه که باو مفهوم کل است موجود حکمی باشد یعنی غیر موجودی که بوجود فرض کرده شده که غیر ضروری است در حد خود که حکمی است۔ بطور تبع بوجود آنچه که مفهوم جزء باو است + اگر امکان جواز وجود او ممتنع نباشد وآں موجود حکمی واحد حکمی است۔ پس اگر بنابر امتناع وجود حکمی ایں تبع که یکی را بدیگرے است نباشد بعض هر دو باطل گردد پس توقفی که متوقف است بر وجود هر دو درمیان هر دو یکی را بدیگری نماند۔ وبدون توقف مفهوم کل وجزء باطل گردد از آنکه بسبب عدم تبع۔ وجود بعض هر دو مفهوم معدوم شود وبسبب عدم توقف وجود هر دو معدوم شود۔ یعنی بسبب امتناع وجود حکمی تبع نماند واز آں هر دو بعض باطل شود پس ایں توقف که درمیان هر دو است که یکی بر دیگری متوقف است نباشد وبسبب نبودن ایں توقف وجود هر دو معدوم شود پس مفهوم کل وجزء

فاعلم ان مفهوم جزءٍ لا يتحقق الا بمقابلة مثله ش هو جزءٌ

م بخلاف فردٍ واحدٍ فلا يحصل الجزء الا بافرادٍ ولو

مختلفين ش فليس الاتحاد المجازي فيها شرطا في هذا

الوجه م ولمّا الاجزاء بمقابلة كلها والافراد بمقابلة

بينها فالاجزاء ليست بافراد والافراد ليست باجزاء واذا

توقف مفهوم بعضهما على بعضهما ففي اي وجه ش

من الوجهين المذكورين اي ان كان ما به مفهوم كلٍ موجودًا

حقيقيًا ضروريًا في حده وان كان ما به مفهوم جزء موجودًا

حقيقيًا ضروريًا في حده م لا يتحقق الا وجودًا حكميًا ش اى

الا يتحقق مفهوم بعضهما وجودًا حكميًا م فالحاصل انما مفهوم

كل ما هو يحص على كثيرين ولو مختلفين دفعة من حيث

انها اجزاء له فهذا وصفه المانع

ترجمہ پس بدانکہ ہر آئینہ مفہوم جزء ثابت ومتحقق نہ شود مگر بمقابلہ مثل خود کہ جزء است بخلاف فردِ واحد وحاصل نمی شود این جزء مگر بافراد اگرچہ مختلف باشند پس دریں وجہ اختلاف اتحاد مجازی دریں افراد شرط نیست۔ وہرگاہ اجزاء ثابت اند بمقابلہ کلِ خود وافراد ثابت اند بمقابلہ کہ درمیان شان است پس اجزاء افراد نیستند وافراد اجزاء وچونکہ مفہوم بعضِ ہردو بر بعضِ ہردو متوقف وایستادہ است پس در ہیچ وجہے از ہردو وجہ مذکوریں یعنی آنچہ کہ باو مفہوم کل است در حد خود اگر موجودِ حقیقی ضروری باشد وآنچہ کہ باو مفہوم جزء است اگر موجودِ حقیقی ضروری در حدِ خود باشد۔ ثابت نشود وتحقق نہ پذیرد مگر وجود حکمی یعنی مگر مفہوم بعض ہردو بطور وجودِ حکمی متحقق خواہد شد۔ مطلب آنکہ چوں مفہوم بعض ہردو یکی بر دیگری متوقف آمدہ۔ پس در ہیچ وجہے کہ ازیں ہردو وجہ مذکورہ یکی ضرورتًا موجود حقیقی متحقق گردد بمقابلہ او موجود حکمی لامحالہ مفترض خواہد شد ازانکہ مفہوم یکی بر دیگری متوقف است ورنہ مفہوم ہردو کل وجزء باطل پس حاصل ہمین است کہ مفہوم کل آنکہ او بر کثیرین دفعتًا خاص شود بایطورکہ ہر آئینہ ایشان اجزاء اند مر کل اگرچہ آں کثیرین مختلف باشند ...

٤٥ اصل ذکر کیفیۃ مفهوم جنس

اصل اِنَّ مفهومَ جنسٍ ش ثابتٌ م بافرادٍ حقیقیۃٍ
ش ای لها وجودٌ واقعٌ م متقابلۃٍ موصوفۃٍ
بعینیۃٍ منطبقۃٍ توصُّفًا عارضیًا بوصفٍ بمعنی مصدرٍ
جعلیٍ او اصلیٍ منبیءٍ علیہ بہا یکون اتحادٌ مجازیٌ
بینہا فلا بفردٍ ش ای لا یثبت مفهومُ جنسٍ بفردٍ
واحدٍ م فالاتحادُ المجازیُ شرطٌ مُثبتٌ لمفهومِ جنسٍ
فمغایرتٌ مجازیۃ فی افرادٍ مجازیۃٍ ش ای ما لها وجودٌ
واقعٌ م لا تحقُّق افرادیۃً حقیقیۃً فبطل مفهومُ جنسٍ حقیقیۃً
الا مجازًا فافرادُ الوصفِ المقیدۃ بافرادٍ موصوفۃٍ بہ توصُّفًا
عارضیًا موصوفۃٌ توصفًا ذاتیًا جنسٌ ایضًا

ترجمہ ا صل ہر آئینہ مفهوم جنس کہ ثابت است بافراد حقیقیہ یعنی افرادے
کہ برای آنہا وجود واقع است و آں افراد حقیقیہ متقابل یعنی متقابل بہدگر باشند۔ و توصوف
بعینیت منطبقہ یا غیر منطبقہ بطور توصیف عارضی بوصفی باشند یعنی ایں موصوف شدن افراد
بطور عارضی بوصفی باشد کہ بمعنی مصدر جعلی یا اصلی است کہ بر معنی باں افراد حقیقیہ الگہی می شود ایں
مفهوم جنس درمیان افراد اتحادی مجازی باشد۔ پس مفهوم جنس از فرد واحد ثابت نمی شود۔ مراد
آنکہ مفهوم جنس کہ ثابت بافراد حقیقیہ می باشد یعنی ازاں افراد کہ وجود آنہا واقع باشد نہ از فرد واحد
و اتحادی ہست مجازی درمیان ہماں افراد کہ آنہا باہم تقابل دارند و آنکہ بعینیت منطبقہ یا غیر منطبقہ
بطور عارض وصف شدہ موصوف بوصفی باشند کہ بمعنی مصدر جعلی آید یا اصلی کہ ابنا و آگہی براں
مصدر بافراد حاصل شود۔ پس ایں اتحاد مجازی شرط مثبت یعنی ثابت کنندہ آمد برای مفهوم
جنس۔ و مغایرت مجازیہ در افراد مجازیہ یعنی افرادیکہ آنہارا وجود واقع نیست
افراد حقیقیہ متحقق و ثابت نکند پس مفهوم جنس حقیقتًا باطل گردد مگر مجازًا۔ و افراد
وصفیکہ مقید بافرادی است کہ موصوف بداں وصف از راہ توصف عارضی اند یعنی بطور صفت
شدن عارضی آں افراد وصف مقید کہ موصوف از راہ توصف ذاتی یعنی بطور وصف شدن ذاتی آنہم اند جنس
آمدند یعنی چنانکہ افراد بوصفی از راہ توصف عارضی موصوف شدہ مفهوم جنس در می یابند کہ گذشت
ہمچناں افراد ایں وصف مقیدہ مذکورہ از راہ توصف ذاتی بداں موصوف شدہ نیز جنس می باشند

فمصدرٌ جعليٌ وما موصوفٌ به جنسٌ على اصلِ المعنى واللفظِ
ومصدرٌ اصليٌ وما موصوفٌ به جنسٌ على اصلِ المعنى
لا اللفظِ ولذا يُقال مصدرٌ اصليٌ وصفاً عاماً وفاعلٌ و
مفعولٌ اسماً عاماً باعتبار الذاتِ وصفةً عامّةً باعتبارِ
الزمان فالحاصل انما مفهوم جنس ما هو يعم على كثيرين متفقين
من حيث انهم متقابلين فهذا وصفه المانع + اصل ان
مفهومَ نوعٍ ما هو يعم على كثيرين متفقين من حيثِ وصفهم
فهذا وصفه المانعُ + اصل انما ماهيةُ التى يظهر منها
عارضٌ تغيّر بهيولى والعارضُ بصورتٍ فى محاورةِ قومٍ
فقط فانى اُصرّح اى ان كان العارضُ زائداً على الماهية بقيامٍ
حقيقيٍ بها اصلاً لمنشأيتها له وهو صفةٌ ذاتيةٌ لها
فليس بحادثٍ منها

ترجمہ - پس مصدرِ جعلی وانچه موصوف است بدو جنس است بر اصلِ معنی ولفظ - ومصدرِ اصلی
وانچه بدو موصوف است بر اصلِ معنی جنس است نه بر لفظ - وبنا بریں گفته شود مصدرِ اصلی بطور
وصفِ عام یعنی از روئے وصفِ عام است - وفاعل ومفعول باعتبارِ ذات اسمِ عام و
باعتبارِ زمان صفتِ عام - پس حاصل ہمیں آمد که مفهومِ جنس آنکه او بر کثیرینِ متفقین عام
باشد ازیں حیثیت که ہر آئینه ایشاں مقابل یکدگر باشند - وہمیں وصفِ اوست مانع +
اصل - ہر آئینه مفهومِ نوع آں که او - عام باشد بر کثیرینِ متفقین از حیثیت
وصفِ شاں - وہمیں است وصفِ مانعِ او +
اصل ہر آئینه ہمیں است که ماہیتی که ازو عارض ظاہر شود بہیولی تعبیر کرده شود وعارض بصورت
در محاورهٔ قومی فقط - پس البته من تصریح میکنم یعنی اینکه اگر آں عارض زاید بر ماہیت است
بقیام حقیقی بآں ماہیت بطورِ اصل بنا برآنکه برائے عارض آں ماہیت منشاء
واقع شده واو صفتِ ذاتیه است برائے ماہیت پس آں
عارض از ماہیت حادث نیست +

...س ذکر کیفیة مفهوم نوع

...س کیفیة هیولی و صورت
مقابله ماہیت و عارض
ثبت بقیام حقیقی که ثابت
ماہیة باشند مع عرض اگر
رض بقیام مجازی است
ماہیت مسلوب است
صفاتہائی مسلوبه بدیہیه
...ی تواند که اجتماع
ضدا و لازم آید +

وإن كان زائداً على صفةٍ ذاتيةٍ بقيامٍ حقيقيٍ بها أصلاً
لمنشائيتها له فبالماهية عرضاً بواسطة الصفة الذاتية
فهو حادث منهما ش كما زيدٌ قائمٌ وقاعدٌ فلا تغير صفته ولا
ماهيته الذاتية لكن تغيّر قيامه وقعوده قائمان بقيامٍ حقيقيٍ
بصفته الذاتية اصلاً لمنشائيتها لهما فبماهيته بواسطة
صفته الذاتية عرضاً فهما يحدثان منهما م فما هو بقيامٍ
مجازيٍ ليس بصورةٍ لها اذ هو ماهيةٌ او عارضٌ فإن كان
ماهيةً فهي قائمةٌ بنفسها في معناها ش اي ماهيةٌ
لا عارض م وإن كان عارضاً فله محلٌ قيامه قائمٌ
بقيامٍ مجازيٍ وهو ماهيةٌ قائمةٌ بنفسها في
معناها فهما على نسبةٍ بقيامٍ حقيقيٍ بينهما في
معنى هيولى وصورةٍ فلا على نسبةٍ بقيامٍ مجازيٍ

ترجمه و اگر آن عارض زائد بر صفتِ ذاتیه است بقیامِ حقیقی بآں صفت بطور اصل بنا بر آنکه
[بر]ای عارض آں صفت منشاء واقع شده پس ایں عرض بواسطهٔ صفتِ ذاتیه عرضِ ماهیت
[شد]ه و او حادث است از هر دو یعنی از ماهیت و صفت ذاتیه او۔ چنانچه زیدٌ قائمٌ و قاعدٌ
[ا]ست پس دریں مثال متغیر نمی شود صفتِ ذاتیه و نه ماهیت زید را ولیکن قیام و قعود او متغیر
[ا]ند که هر دو بقیامِ حقیقی بصفتِ ذاتیه بطور اصل قائم اند از انکه ایں صفتِ ذاتیه برای هر دو
[من]شاء ظهور و جائے نشو است پس بواسطهٔ صفتِ ذاتیه بماهیتش بطور عرض قائم اند۔
[پ]س هر دو قیام و قعود از هر دو یعنی از ماهیت و صفت ذاتیه حادث می شوند۔ پس آنچه که او
[بق]یام مجازی است نیست صورت برای او یعنی برائے ماهیت از انکه او ماهیت است
[یا] عارض۔ پس اگر او ماهیت است پس او قائم است بنفسِ خود در معنای خود یعنی در معنی ماهیت است
[نه] عارض۔ و اگر او عارض است پس برائے او است محلِ قیام که قائم بقیام مجازی است
[پ]س محل ماهیت است قائم بنفسِ خود در معنای خود۔ پس هر دو یعنی عارض مع محل که ماهیت است بنا بر
[نسب]ت بقیام حقیقی اند که درمیان هر دو است در معنی هیولی و صورت و نیستند بنا بر نسبت بقیام مجازی که درمیان هر دو است

فاعلم ان ما هو بقیامٍ حقیقیٍ من صفاتٍ التی ثابتةٌ فی ماهیةٍ وما هو بقیامٍ مجازیٍ من صفات التی مسلوبةٌ من ماهیةٍ فان انکرت مسلوبةُ التی بدیهیةٌ لزم اجتماعُ اضداد بالتی ثابتةٌ + اصل انما الاطلاق بمقابلةِ التقییدِ وعکسه ش ای وانما التقییدُ بمقابلةِ الاطلاقِ م وهما علی ماهیةٍ واحدةٍ والا بطلا فالتقیید علی ماهیةٍ بقیامٍ حقیقیٍ من جهةٍ اُخری بمغایرتٍ حکمیةٍ بالاطلاقِ فزاد علیها لا الاطلاق ش کما ذکر فی ذکر کیفیةِ العلم وللمعرفة بزیادةِ شیٔ من هذا م وتقییدُ الذات لیس من حیثِ اوصافِها بمغایرتِ الوصفِ بالذاتِ حقیقةً فی حدهما لکنه من حیثِ نفسها بالوصفِ لا بالذاتِ +

ترجمہ پس بدانکہ ہر آئینہ آنچہ کہ او بقیامِ حقیقی است از صفاتی است کہ در ماہیت آں صفات ثابت اند۔ وآنچہ کہ او بقیامِ مجازی است از صفاتی است کہ از ماہیت آں صفات مسلوب اند۔ پس اگر صفاتہای مسلوبہ آں کہ بدیہیہ اند انکار کردہ شوند اجتماعِ اضداد لازم آید بآنکہ ثابتہ اند۔

اصل اطلاق ہمیں است کہ بمقابلۂ تقیید شناختہ شود وعکس او یعنی تقیید ہماں است کہ بمقابلۂ اطلاق تمیز کردہ شود وہر دو بر ماہیتِ واحدہ اند ورنہ ہر دو باطل۔ پس تقیید کہ بر ماہیت است بقیامِ حقیقی از جہتِ دیگر ثابت بمغایرت حکمیہ با اطلاق است۔ پس ایں تقیید زاید شد بر ماہیت نہ اطلاق چنانچہ در ذکر کیفیت العلم والمعرفت الخ بزیادت چیزے ازیں بیان کردہ شد۔ وتقییدِ ذات از حیثیتِ اوصافِ ذات نیست بسبب مغایرت وصف با ذات از روئے حقیقت در حدِ ہر دو یعنی در حدِ وصف وذات لیکن تقیید از حیثیتِ نفسِ ذات بالوصف است نہ بالذات یعنی ذات را با وصف در حدِ خود ہا چوں مغایرت حقیقی است پس تقییدِ ذات از حیثیتِ اوصاف نباید ولیکن از حیثیتِ نفسِ ذات باشد بنا بر وصف نہ بنا بر ذات +

اصل ذکر کیفیۃ الاطلاق والتقیید

اصل کیفیۃ اطلاق وتقیید شناس +

٤٩ اصل ذکر کیفیۃ الاضا

اصل[٤٩] ان الاضافۃ لا تصح بین عامٍ وخاصٍ وعامین ولا بین موجودٍ ومعدومٍ ومعدومین الا بین موجودین خاصین فعلیک تاملٌ فی البیان + اصل[٥٠] انما الدلالۃ الی مدلولہا قاطعۃٌ عن غیرہ فمتضمنۃ اخبارٍ محتملٍ تصدیقٍ ش لا تکذیبَ م فالتصدیق متضمنٌ تسلیمٍ فحصل یقینٌ ش ہو علمٌ بدیہٌ ای واقعٌ م فقد یکون ش تامٌ م علم الیقین باضافۃ الی مفعولٍ وقد عین الیقین باضافۃٍ بیانیۃٍ ش ای نفس الیقین م وقد حق الیقین باضافۃ الی فاعلٍ للمحصلِ + اصل[٥١]۔ الحکم ہو تعیینُ شیٍٔ یدور بین فاعلٍ ومفعولٍ فحکم تصدیقٍ باجمالِ مصدَّقٍ ہو لازمٌ تفصیلٍ وجودٌ واحدٌ فی حدہٖ فتفصیلُ مصدَّقٍ لازمٌ اجمالٍ وجودٌ متکثرٌ فی حدہٖ

٥٠ اصل ذکر کیفیۃ الدلا

ترجمہ۔ اصل[٤٩] ہر آئینہ اضافت یعنی نسبت درمیانِ عام وخاص ودرمیانِ دو عام صحت نمی پزیرد ونہ درمیانِ موجود ومعدوم ودو معدوم مگر درمیانِ دو موجود کہ ہر دو خاص باشند۔ پس دریں بیان بر تو تامل لازم است۔

٤٩ اصل کیفیۃ الاضافت وشناخت شاں۔

اصل[٥٠] دلالت ہمیں است کہ سوئے مدلولِ خود از غیرِ او قاطع باشد یعنی بُرندہ۔ پس ایں دلالت متضمن باخبار باشد یعنی خبرے از و حاصل آید کہ محتمل تصدیق باشد نہ تکذیب وتصدیق متضمن تسلیم است پس یقین حاصل آمد کہ او علم بدیہہ است یعنی واقع۔ وایں یقین گاہے علم الیقین باشد باضافت سوئے مفعول یعنی دریں حال اضافت علم مصدر سوئے مفعول بمعنی یقین را دانستن است۔ وگاہے عین الیقین باضافتِ بیان یعنی نفسِ یقین۔ وگاہے حق الیقین باضافت سوئے فاعل برائے حاصل کنندہ یعنی حاصل کنندۂ یقین را یقین محقق شد۔

٥٠ اصل کیفیۃ دلالت وتصدیق وتسلیم ویقین وعلم الیقین وعین الیقین وحق الیقین ومعنی شاں +

اصل[٥١] حکم او تعیین یعنی مقرر کردن چیزے است کہ دائر باشد درمیانِ فاعل ومفعول۔ پس حکم تصدیق مع اجمالِ مصدَّق کہ آں اجمال تصدیق شدہ لازم تفصیل است درحدِ خود وجودِ واحد است۔ وتفصیل مصدَّق کہ لازم اجمال است پس درحدِ خود وجود متکثر است یعنی بسیار شوندہ

٥١ اصل کیفیۃ حکم تصدیق و اجمال اجمال وتفصیلی مع اجمال وتفصیل مصدق ووجود واحد ومتکثر و توحد ومتکثرہ عکس او +

فَمِنْ هُنَا تَوَحُّدٌ مَعَ تَكَثُّرٍ وَتَكَثُّرٌ مَعَ تَوَحُّدٍ ش
اى توحدُ وجودِ حكمِ تصديقٍ باجمالِ مصدَّقٍ مع تكثرِ
وجودِ حكمِ تصديقٍ بتفصيلِ مصدَّقٍ وعكسُه اي وجودِ
حكمِ تصديقٍ بتفصيلِ مصدَّقٍ مع توحدِ وجودِ حكمِ
تصديقٍ باجمالِ مصدَّقٍ م فَحُكْمُ تصديقٍ باجمالِ
مصدَّقٍ اَهْوَنُ وَاَنْفَعُ لِلْمُصَدِّقِ ش كما تقول اٰمنتُ
باللهِ كما هو باسمآئِه وصفاتِه وقبلتُ جميعَ احكامِه
م اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِكَ
حَبِيْبِكَ وعلى اٰلِه كما تُحِبُّه وترضاهُ وشَفِّعهُ فينا وَتَرْحَمُنَا بِه

ترجمہ پس ازینجا است توحد با تکثر و تکثر با توحد یعنی توحدِ وجودِ حکمِ تصدیق
باجمالِ مصدَّق مع تکثرِ وجودِ حکمِ تصدیق بتفصیلِ مصدَّق و عکس این یعنی تکثرِ وجودِ حکمِ تصدیق
بہ تفصیلِ مصدَّق با توحدِ وجودِ حکمِ تصدیق باجمالِ مصدَّق ۔ پس حکمِ تصدیق باجمالِ مصدَّق
برائے مُصدِّق یعنی تصدیق کنندہ آسان تر و سودمند تر است چنانچہ تو گوئی اٰمنتُ باللهِ
كَمَا هُوَ بِاَسْمَائِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ یعنی ایمان آوردم
بخدائے برتر چنانکہ او باسمائی خود و صفاتِ خود است و ہمہ احکامِ او قبول نمودم و پذیرفتم
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِكَ حَبِيْبِكَ وَعَلٰى
اٰلِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِيْنَا وَتَرْحَمُنَا بِهٖ یعنی الٰہی خدائے
من رحمت نازل فرما و برکت بدہ و سلام رساں ہمیشہ کہ انجامش نباشد بر رسول تو
و حبیبِ تو کہ محمد است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بر آلِ او از انبیاء و اولیاء
و ملائکہ تا آنکہ درود نورش دائر و سائر باشد آنچناں کہ دوست داری تو او را و از و خوشنود شوی
و او را درمیان ما شفیع گرداں و مغفرت خواہ و بد و ما را رحم فرما و نزول رحمت کن ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ اَنِيْسِ
الْغَرِيْبِيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَوْلِيَائِهٖ وَجَمِيْعِ
اَتْبَاعِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۔ اٰمِيْن ✢

(۵)

ذکر کیفیۃ توحید اللہ سبحانہ وتعالیٰ عمّا یصفون وشرحہا

ذکر کیفیۃ توحید اللہ سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

متن کیفیۃ توحیدہ

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین + اعلم القول عمن یدین ان الحادث یقتضی قدیما واحدا احدا متوحدا بضرورۃ وان لم یکن فالحادث ممنوع والتوافق ممتنع

ترجمہ ذکر کیفیت توحید خدا کہ پاکیزگی است و برتری ازانچہ کہ وصف میکنند مع متن وشرح وحاشیہ

ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم متن بتفصیل

ترجمہ متن بر بیان توحید صحیح سبحانہ

ستائش کنیم خدائی را ویاری خواہیم ازو ۔ ودرود خوانیم بر رسول او محمد صلعم وبدو شفاعت خواہیم ۔ وبر آل او ویاران او وپیروان او بانہا ۔ بدانکہ این قول ازان کس است کہ مرا ہدایت میکند باینکہ ہر آئینہ حادث بالضرور قدیم واحد احد متوحد سبحانہ ثم پس این حادث ممنوع بود سازانکہ تخلیق قدیم موصوف وجود گرفتہ پس احتیاجش بالضرور لازمی است ودر صورت عدم احتیاج تخلیقش باطل وصدورش حادث ممنوع وہم در صورت نبودن قدیم یا بوجہ لزوم تنازع در وبنا بر عدم حدث او وجود یا بحادث نیز منع باشد حالانکہ او موجود ظاہر وبدیہی است پس چگونہ ممنوع شود ونفی قدم ووحدت چگونہ آید ۔ ناچار باشد کہ این حادث قدیم موصوف را بالضرور مقتضی شود وتوافق ممتنع است ۔ یعنی اگر قدیم واحد متوحد نباشد وچند شرکای قدیم اتفاق آوردہ توافق نمودہ است این توافقش بوجوہ ممتنع آید یا بطورے کہ ہمہ باہم موافقت دارند یا مخالفت ۔ ودر صورت موافقت جائز باشد کہ ایشان بنا بر رفع معارضت توافق کردہ اند کہ احتیاج بر وداشتند یا بمعارضت قدرت نداشتند ۔ اگر بسبب رفع معارضت محتاج توافق آمدند این لزوم احتیاج قدرت قدیمہ را باطل میکند چون قدرت قدیمہ باطل شد قدم ہم نماند پس توافقش چگونہ بر آید ۔ وبنا بر عدم قدرت بر معارضت عجز شان ظاہر است واین عجز قدرت قدیمہ وقدم ہر دو را باطل میکند واز بطلان قدم وقدیم بطلان توافق پیدا ۔ ودر صورت مخالفت ازانکہ توافق متخالفین در انچہ ایشان تخالف نمودہ اند بوجہ تخالف شان توافق باہم گرچگونہ بندد نہادرو جبکہ ایشان تخالف روا داشتہ اند توافق متخالفین ممتنع است ۔

پس توافق قدم در ہر دو صورت موافقت ومخالفت ممتنع آمد وقدیم بجز واحد احد متوحد نباید وشرکت وکثرت درو ممنوع وتوافق ممتنع +

وبالتفرض الباطل توافقاً لا دليل على المتوافقين والمتوحد
ليس بمتعدد وانتزاع الحادث بقيامه الحقيقي من
قديم يبطله فتثنيته وجمعه بكل الوجوه
باطل وانما الله اله واحد سبحانه
وتعالى عما يصفون ❖ اللهم صل
وسلم على محمد نبي الرحمة
وعلى انواره كما تحبه
وترضاه وشفعه
فينا وترحمنا به

ترجمہ وبفرض باطل از روئے توافق دلیلے بر متوافقین نیست۔ ازانکہ در نفس نسبۃ قیام خواہ حقیقی باشد یا مجازی اشتراک نیست۔ و نہ وجودی میان نسبۃ برائے قیام خود مشترک باشد و وجود برائے وجودے کہ متحقق شد از نسبتِ دیگر ثابت نمیگردد۔ و اگر برائے ہر فرد نسبتِ قیام علیحدہ پنداشتند خالق ہر فرد جداگانہ فرض کردہ بدیں گونہ معارضت باہمی برداشتہ شود دراں صورت برائے رفع معارضت جائزہ لزوم احتیاج دائر خواہد شد حالانکہ لزوم احتیاج برائے رفع معارضۂ مذکورہ بر بطلانِ قدرتِ قدیمہ وقدم و توافق ظاہر و موجود است۔ و متوحد متعدد نیست کہ بشمارِ جزو جزو شدن تواند۔ و انتزاعِ حادث بقیامِ حقیقی خود از قدیم بطلانِ قدیم کند۔ چرا کہ حادث مخلوق کہ در عدمِ محدود است فانی شئی است پس ہرکہ ایں فانی قیامِ حقیقی دارد او ہم بفنائے ایں سبب قیامِ حقیقی فنا پذیرد۔ پس تثنیہ و جمعِ قدیم بہر وجہ باطل شد حالانکہ ایں یقینی است کہ اللہ الٰہ واحد است از اں اوصاف پاک و بر تر است کہ آناں وصفِ او میکنند۔ اللّٰھم صلّ وسلّم علی محمّدٍ نبیّ الرحمۃ وعلیٰ انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔ خدایا رحمت نازل کن و سلام بفرست بر محمّد کہ نبی رحمت است و بر انوار او چنانچہ دوست داری او را و از و خوشنودی و شفیع کن او را در میانِ ما
و رحم کن ما را باو ❖ ❖ ❖

فشرحهم بسم الله الرحمن الرحيم حامداً ومصلياً ومسلماً

اعلم انما علم توحيد قديم متوقف على دلالة الحادث بنفسه اليه فقال م ان الحادث ش اعلم ان معرفة حدوث وقدم متوقفة بعدمين خ اى عدم سابق وعدم لاحق ش فالحادث ما هو بين عدمين و العدم بالتغير بديهي فكيفية خلقه مجهولة والمادة له معدومة ولا يتجزى بنفسه ح اى لا ينقسم ش ولا بغيره ح اى لا يتركب ش من بدو وجوده من عدم ح سابق ش الى فنائه الى عدم ح لاحق ش وجوباً و التجزى بغيره لازم تركب والتركب يقع فى الاجسام لا فى البسائط

ترجمہ - اکنوں شرح او است یعنی ترجمہ شرح مع متن و حاشیہ وغیرہ بتفصیل بزبان پارسی

بسم الله الرحمن الرحيم

بعد بجا آوردن حمد و صلوٰة و تسلیم بدانکہ یقینی است کہ دانستن توحید قدیم بر دلالت حادث توقف یافتہ تا حادث بنفس خود جانب قدیم دال نباشد فہم علم توحید محال باشد پس علم حادث مقدم باشد برائے دلالت لہذا حضرت ماتن حادث را مقدم فرمود و گفت ان الحادث یعنی تحقیق ایں حادث - بدانکہ ہر آئینہ معرفت حدوث و قدم متوقف یعنی باز ماندہ است کہ یکی از ال عدم سابق باشد و دیگرے لاحق - پس حادث آنست کہ درمیان عدمین واقع شود - و عدم کہ اول و آخر حادث است از تغیر حادث واقعی معلوم می شود کہ ظاہر است - و کیفیت آفرینش حادث مجہول است باینکہ ابتدائی خلق حادث از عدم واقع شدہ - و مادہ برای او معدوم از آنکہ مادہ سبقت میخواہد و عدم سابق از خلق است پس مادہ در عدم معدوم - و ضروری است کہ حادث از ابتدائے آفرینش خود از عدم سابق تا فنائش بعدم لاحق نتواند کہ بنفس خود جز و جز و شود کہ منقسم باشد و نہ بغیرش اجزا پذیرد کہ مرکب باشد - زیراکہ بغیر خود اجزا گرفتن ترکب را لازم گرداند - و ترکب در اجسام واقع شود نہ در بسائط +

شرح متن مذکور آنکہ علم توحید بر دلالت حادث متوقف است و تعریف حادث و خلق او مجہول و مادہ معدوم و تجزی کا بنفسہ و بغیرہ بیان شدہ و عدم ہیچ یکی مع دلائل + +

ترجمہ شرح و حواشی مع ایراد متن بالتفصیل

توقف علم توحید بر دلالت حادث -

تعریف حادث دلالت عدم آمدہ از عدم کیفیت مجہول آمدہ و لا یتجزی بنفسہ و بغیرہ است و عدم بدیہی است مع دلائل + +

فثبت الدعوی من جہةٍ والکلامُ فیہما مطلقاً فان ترکّب لزم موجودان للترکب من قبل ح الترکب ش فلا بدو الوجود للترکب ح وکلامنا فی بدو الوجود ش وان بدا وجودُ الترکب من عدمٍ لزم موجودان سابقان للترکب فی مرتبة عدمٍ او عدم مرتبةِ عدمٍ وہما باطلان ولزم الترکبُ للموجودین السابقین للترکب فلزم تسلسلٌ لاینتہی بنفي الوجودِ من عدمٍ الذی منہ بدایتُ الوجود فالوجودُ ازلیٌ بلا بدایتٍ فذلک شرکٌ حقیقیٌ فی قدمٍ او دہرٍ لا خالق لوجودہٖ وفنائہٖ وان انتہی بالوجود الذی لا ترکّب لہ حصل انہ لایتجزّی بنفسہ ولا بغیرہ من بدو وجودہٖ من عدمٍ الی فنائہ الی عدمٍ وجوباً مع ان الوجودَ الذی فارغ عدمٍ ازلیٌ بلا بدایتٍ لایتجزّے بنفسہ ولا بغیرہ +

ترجمہ اینجا دعوئے جہتی از جہاتِ حادث کہ عدم سابق را باشد ثابت گردید حالانکہ کلام در ہر دو جہات مطلق آمدہ یعنی ہمیں دعوئی برائی جہتِ دیگر حادث کہ عدم لاحق باشد دلیل باشد پس اگر حادث مرکب باشد برائے ترکبِ او پیش از ترکب دو موجود لازم شوند حالانکہ ابتدائے وجود ترکب را نیامدہ وکلامِ ما در بدوِ وجود است۔ و اگر وجودِ ترکب از عدم پیدا آمدہ ابتدا شد در مرتبۂ عدم نیز برائے ترکب دو موجودِ سابق لازم آیند یا عدم مرتبۂ عدم لازم شود بنا بر وجودِ ہر دو موجود سابق و این ہر دو امر باطل است چراکہ برائے ترکبِ ہر دو موجودِ سابق نیز ترکب لازم شود و تسلسلے لازم آید کہ بنفی کردن وجود از عدم کہ بدایت وجود از وست منتہی نہ شود۔ پس این وجود ازلی باشد کہ ابتدائے ندارد۔ و این شرک حقیقی است در قدم یا دہر است کہ برائے وجود او و فنائے او خالق نیست۔ و اگر حادث بوجودی کہ برائے او ترکب نیست آخر شد ہمیں برآمد کہ حادث بالضرور بنفس خود و نہ بغیر خود از ابتدائے وجودِ خود از عدم سابق تا فنائیش بعدم لاحق جز و جز و نہ شود با آنکہ ہر آئنہ وجودی کہ فارغ از عدم فارغ است ازلی ست کہ بدایت و ابتدا او نیست او نہ بنفس خود جز و جز شود و نہ بغیر خود +

فالکلام فی تحقیق کیفیة تجزی بنفسه وبغیره فانهما فی
مرتبة تشخص زائد علی ماهیة لا فی مرتبة تشخص ماهیة اذ هی
سریعة فی فنائها کما یفهمان فی ذکر کیفیة الاصول فی اصل
ذکر کیفیة تجدد ش حتی تمهل للترکب ففی حال الترکب
ماهیة التی فی مرتبة بدو وجودها غیر متجزیة مطلقا
بنفسه وبغیره ش ولوجوده الی غیره محتاج کما قال
سبحانه بدیع السموات والارض الایه والبدیع من یخلق
المخلوق من غیر مواده کما قال سبحانه ام خلقوا من غیر
شیٔ هو عدم اعلم ان الشیٔ یطلق علی ماله وجود فغیره
عدم فثبت خالق یوصف مانع وبتوحیده بتخلیق من
عدم ای من غیر مادة

کیفیة تجزی بنفسه وبغیره +

[illegible]

تفسیر آیه ام خلقوا ا مع اختلاف معنی غیر شے

ترجمہ زیں سخن است در تحقیق کیفیت تجزی بنفسہ و بغیرہ و البتہ ایں ہر دو در مرتبہ تشخص ہستند کہ زائد ماہیت است نہ در مرتبہ تشخص ماہیت زیرا کہ ماہیت در فنائی خود چناں سبک سیر است کہ برای ترکیب مہلت نیابد چنانچہ در ذکر کیفیت اصول یا اصل ذکر کیفیت تجدد مفہوم میشود۔ پس در وقت ترکیب آں ماہیت کہ در مرتبہ بدو وجود خود ہست مطلقاً غیر متجزی است یعنی جزو جزو پذیر نیست نہ بنفس خود و نہ بغیرش۔ و برائے وجود خود بجانب غیرش محتاج۔ زیرا کہ ہرچہ از عدم بوجود آید خود نیاید مگر باحتیاج غیر چنانچہ فرمود او سبحانہ در سورۂ انعام رکوع ۱۳۔ بدیع السموات والارض الایہ یعنی نو آورندۂ آسمانہا و زمین است۔ اینجا ارض یعنی زمین اسم جنس ہم دلالت بر کثرت از سموات میکند اگر جمع آمدے خلاف فصاحت شدے کلام الٰہی جل جلالہ مبنی بر کمال فصاحت و بلاغت است۔ و بدیع کسی است کہ آفریند خلق را بغیر مادہ اش چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ طور رکوع ۲۔ ام خلقوا من غیر شیٔ آیا آفریدہ شدہ آناں از غیر شی کہ آں عدم است چوں بدانکہ شے اطلاق کردہ شود و گفتہ شود بر چیزے کہ او را وجود باشد پس غیر او عدم باشد پس ثابت شد کہ بغیر مادہ از عدم آفرینندہ ہماں خالق است کہ وصف مانع ملزوم و متوحد باشد زیرا کہ از عدم بوجود آوردن سوائے خالق حقیقی دیگرے را محال است پس چنیں خلق را فاعل مختص و باید کہ وصفش بر غیر ممنوع و برای غیر مانع باشد و توحدش توسع را نخواهد +

دربیان کیفیت تجزی بنفسہ و بغیرہ

معنی بدیع۔

تفسیر آیہ ام خلقوا الخ مع اختلاف معنی غیر شے و تعریف شے +

فاذا لا استبعاد فی خلقٍ جدیدٍ فصدقت الرسالۃ بتحقیق المقالۃ والعدم
قولٌ راجحٌ عندی من اقوالٍ فی التفسیر الکبیر وغیرہٖ منظورٌ فیہ عند
متاملٍ فی النظم والدعوی ففی قول من غیر شیءٍ ای من غیر خالقٍ نظرٌ بان
لفظ خُلِقوا یقتضی خالقًا بتوسعہٖ فکیف الاستفہامُ من خالقھم المخصوص
بتوحدہٖ ۔ وفی قولٍ من غیر شیءٍ ای من غیر مادۃٍ باستفہام لنفی تحاصلہ
خُلِقوا من مادۃٍ نظرٌ بان لا یثبت خالقٌ بوصفٍ مانعٍ لاشتراک خالقین فی
وصفٍ جامعٍ بخلقٍ من مادۃٍ وان اللّٰہ احسنُ الخالقین بابداعٍ من غیر مادۃٍ فکیف
یثبتُ دعوی حشرٍ ودعوی رسالۃٍ بتحقیق المقالۃ ام ھم الخالقون ۔ بوصفٍ مانعٍ

ترجمہ ۔ والحال ہیچ استبعاد ودشواری در خلقِ جدید نماندہ بخوبی مفہوم شد کہ خلقتِ جدید را از عدم آوردن
ہمچنیں فاعلی را سزد نہ غیرش را ۔ وہم رسالتِ رسول بتحقیق مقالتش کہ از صدقِ کلامِ رسولِ صادق محقق است را
آمد ۔ بانکہ آں رسولِ امین راست مبین امانتِ حق را حق نمود وآنکہ خالق را چنیں تخلیقِ غیر مادہ مانع الوصف
فرمود پس صدق ارسالش رسولِ صادق را وانماید ودعوی رسالت چنیں کس را شاید ۔ واز اقوالِ تفسیرِ کبیر قولِ
بمعنی عدم نزدِ من راجح وقوی تر است ای نزد شارح رحمۃ اللہ علیہ از انکہ اقوال دیگر بر متامل در نظمِ کتاب ودعوت
منظور فیہ آمدہ کہ خالی از خدشات نمی باشد ۔ چنانچہ در قول من غیر شیءٍ بمعنی من غیر خالقٍ این جائے نظر است کہ لفظ
خُلِقوا بوجہ مجہولیت فاعل خالق خود متوسع بخواہد پس استفہام خالق مخصوص بتوحد خود از خالق آنہا کہ متوسع
صورت بندد ۔ ودر قول من غیر شیءٍ بمعنی من غیر مادۃٍ بسبب استفہام کہ برائے نفی است حاصلش خُلِقوا من مادۃٍ
معنی آنکہ آیا پیدا کردہ شدند آناں از غیر مادہ ۔ چونکہ اینجا استفہام برائے نفی آمدہ لہذا حاصل معنی چنیں شد کہ آنہا از مادہ
آفریدہ شدند ۔ پس ہمیں جائے نظر است وخدشہ ایں ہست کہ خالق مانع الوصف بسبب اشتراکِ خالقین در وصفِ جامع
کہ آں از مادہ آفریدن ہست ثابت نگردد ۔ ووصفِ مانع آنست کہ شرکتِ غیر را بجز مانع باشد چنانکہ در غیر آں وصف
یافتہ نشود ۔ ووصفِ جامع آنست کہ شرکتِ غیر را بجز جامع باشد چنانکہ آں وصف در غیر یافتہ شود ۔ پس
وصفِ جامع بخلق از مادہ اشتراک خالقین ہست کہ ازیں اشتراک خالق بوصفِ مانع ثابت نگردد حالانکہ
بمقتضائے ان اللّٰہ احسن الخالقین یقینی خدا برتر بوجہ ابداع خود از غیر مادہ نیکوترین آفرینندگان
پس دعوی حشر ودعوی رسالت بتحقیق مقالت چنانکہ در تفسیر آیت مذکورہ ما فی البحث مذکور آمدہ چگونہ ثابت گردد
حال نیست کہ آیت مذکورہ باثبات رسالت وحشر استدلال گرفتہ ۔ واثبات حشر بتحقیق مقالت رسول صادق نیز بر نگ
بر آمدہ کہ خالق بغیر مادہ از عدم بوجود آورندہ را باز بحشر موجود کردن چہ دشوار گردد ۔ وآں نیست ام ھم
الخالقون ۔ والعیاذ باللہ آنہا خالقانند بوصفِ مانع ۔ یعنی آناں ایں وصف ندارند کہ بغیر مادہ
از عدم آفرینند ۔ الحاصل حادث بغیر مادہ خلق شدہ ودر پیدائش خود محتاج آمدہ لہذا صفت تا تن ونتو ۔

تعریف وصف جامع ومانع ۔

م يقتضي ش لاحتياج وجوده م قديماً ش اى ما هو ليس بين عدمين فكيفيةُ قدمه مجهولةٌ وازلىٌ بلا بدايتٍ وابديٌّ بلا نهايتٍ وليس له موادٌّ ولا يحتاج لوجوده الى غيره ولا يتحد به م واحداً ش هو يتصف بصفاتٍ لها زائدةٌ على ذاتٍ بغير بينهما منها لتمائزها بنفسها هنا فكانها تحدث ولا يقابله عددٌ وهو واسطةُ احداثٍ لفاعليته ح اللام الجارة لعلةٍ والضمير المضاف اليه الى واحدٍ ش لفظاً ح تمييزٌ من الفاعلية اى بناءً على لفظ فاعل الذى يستعمل لحدوثٍ فعلٍ فهذا دليلٌ على معنى كانها تحدث ش ومعناً ح معطوفه اى بناءً على معنى فاعلِ الذى يحتاج الى شبهِ مفعولٍ

ترجمہ يقتضي قديماً میخواہد قدیم را ۔ یعنی اقتضائی حادث برائی قدیم بنا بر احتیاج وجود اوست و قدیم آنست کہ درمیانِ عدمین نباشد پس کیفیتِ قدمِ او مجہول است ۔ و ازلی است بی بدایت از انکہ حدِ بدایت ممیز است از عدم سابق ۔ و ابدی است بی نہایت از انکہ حدِ نہایت ممیز است از عدم لاحق ۔ و نیست برائی او مادہ چہ عدم مادہ نتواند کرد وجودی باشد کہ بوجودی نام نہادہ شود حالانکہ او تعالیٰ واجب الوجود است ۔ و احتیاج ندارد برائے وجودِ خود جانبِ غیرِ خود ۔ و نہ متحد می شود بغیر خود چہ اتحادِ شیئین ممتنع است فکیف اتحادُ الحادثِ بالقدیم لمنعِ اجتماعِ الضدین یعنی اتحاد حادث با قدیم با وجود منعِ اجتماعِ ضدین چگونہ صورت بندد ۔ بناءً علیہ فرمود واحداً یعنی آں قدیم کہ مطلوبِ حادث است واحد است ۔ و او موصوف است بصفاتی کہ برائی آنہا بر ذات ازاں صفات زیادت باشد کہ از ذات بغیر بیت دارند چہ غیریتش بنفسِ صفات متمایز است پس گویا ایں صفات حدوث یافتہ حالانکہ ایں حدوث زیادت می باشد ۔ و نہ او را عدد مقابل باشد یعنی ثانی وغیرہ ۔ و او واسطۂ احداث است بنا بر فاعلیتِ خود از روے لفظ و معنی ۔ چہ در لفظ لفاعلیتہ لام جارہ برائے علت آمدہ ۔ و ضمیر لاحقہ مضاف الیہا راجع برائے واحد ۔ و لفظاً کہ در شرح است تمیز از فاعلیت است ۔ یعنی صفتِ واحد واسطۂ احداث است بر بنارِ لفظ فاعل کہ مستعمل میشود برائے حدوث فعل پس ایں دلیل است برائی ایں معنے کہ گویا آنہا حادث می شوند ۔ و لفظ معناً معطوف است از لفظاً مذکور یعنی صفت واحد واسطۂ احداث است ہم بر بنائی معنے فاعل کہ محتاج جانب شبہِ مفعول می شود

وشبهُ الذات لا يحصل الا بعوارضها التي هي لا عينها
فواحديةٌ هي مصداقٌ متقدمٌ لحصولِ شبهٍ لصنعٍ من
ذاتٍ بصفات التي هي لا عينها فتكون واسطةُ احداثٍ۔
م احدًا ش لهو يتصف بصفاتٍ التي هي في واحديةٍ عينيةً
فلا تمييزَ لها زيادةً على ذاتٍ بغيريتها منها هٰهنا ولا يقبل تجزیٔ
في وجوده ولا هو واسطةُ احداثٍ للزومه ح اللامُ الجارّةُ
لعلةٍ والضميرُ المضافُ اليه الى احدٍ ش لفظًا ح
تمييز من اللزوم اى بناءً على لفظِ صفةٍ مشبهةٍ التي
تستعمل للزوم صفةٍ فهٰذا دليلٌ على لزومِ صفاتٍ
عينيةً في احديةٍ لا غيريةً

ترجمہ وشبہِ ذات حاصل نمیشود مگر بعوارضِ او کہ آنہا لا عینِ او ہست یعنی غیرِ او ہستند۔ پس واحدیت کہ او
مصداقِ متقدم است برائے حصولِ شبہ برای صنعت از ذات بصفات آنکہ او لا عینِ او ست یعنی غیرِ او ست
پس واحدیت واسطہٗ احداث باشد۔ حاصل معنی آنکہ واحدیت صفت زائد بر ذات ہست موصوف بغیریت
تمایزش اینجا بعض او حاصل است از لفظِ صفت کہ زائد است از ذات پس گویا کہ او حادث شدہ۔ و ہمیں صفت
واسطۂ احداث ہست درمیانِ فاعل و مفعول کہ از روئے لفظ و معنی بلفظ واحد فاعل ہویدا است چہ لفظ فاعل مستعمل
حدوثِ فعل میشود و از روئے معنی اینکہ فاعل احتیاج شبہِ مفعول میدارد و شبہِ ذات بغیر عوارض زائدہ بر ذات حاصل
نمی شود پس واحدیت برائے حصولِ شبہ صنعت مصداق متقدم خواہد شد مصداق متقدم برائے صنعت واسطہ
است۔ مرتبہٗ وصفیا احدیت چنانچہ فرمود۔ احدًا یعنی آں قدیم ہم احد است۔ واحد آنست کہ موصوف بود
بصفاتیکہ در واحدیت ہست ولاکن اینجا آنکہ عین او ست۔ پس زیادت بر ذات مع غیریت او از و اینجا چوں واحدیت
شناختہ نمیشود۔ و او در وجودِ خود تجزی نپذیرد تا آنکہ جزو جزو شود۔ و نہ او بنابر لزومِ خود واسطۂ احداث
است از روئے لفظ و معنی چہ در لفظ للزومہ لام جارہ برائے علت ہست۔ و ضمیر لاحقہ مضاف الیہ راجع جانب احد
و لفظًا در شرح تمیز از لزوم۔ یعنی بر بنائے لفظ احد کہ صیغہ صفت مشبہ ہست آنکہ برائے لزومِ صفت مستعمل می شود
پس ایں دلیل است بر لزوم صفات بطورِ عینیت کہ در احدیت از روئے عین اند و غیریت را دراں گنجایش نیست
چوں در واحدیت کہ زیادتِ صفات بر ذات در اینجا غیریت را وا نماید ✦

ذات بعوارضش پدید آید
مصداق متقدمش
واحدیت ہست و ہمیں
واسطہ احداث ہست۔

ذات حاصل نمی شود مگر
بعوارض او و مرتبہ واحدیت
مصداقش متقدم است
ہمیں واسطہ احداث
است و در وے ہست تمایز
صفات بنابر زیادت بر
ذات کہ مرتبہ لا عین است

رتبۂ احدیت نہ واسطۂ احداث و در وے
صفات بنابر لزوم عینیت نہ غیریت

ش ومعناً ح معطوفه ای بناءً علی معنی احدیة فیها
لیس تمایزُ صفاتٍ بلزومها بعینیةٍ فلا یحصل شبهٌ لصنعٍ
من ذاتٍ فلا تکون واسطة احداثٍ م متوحداً ش
هو تلزمه وحدةٌ فی وجوده فلیس بمتعددٍ م بضرورةٍ
ش متعلقٌ بفعلٍ یقتضی م وان لم یکن ش
الواو حالیةٌ فحالٌ من قدیمٍ او للعطفِ علی الجملةِ
وان شرطیةٌ ولم یکن تامةٌ والضمیرُ المستترُ
الی قدیمٍ واحدٍ احدٍ متوحدٍ فاعلُه او ناقصةٌ
فموجوداً خبره محذوفٌ م فالحادثُ ممنوعٌ ش
فهذا الحادثُ بعدمِ القدیمِ او بتنازعٍ فیه لعدمِ وحدتٍ
ممنوعُ الوجودِ وانما هو بدیهیٌّ • م والتوافق ممتنعٌ

ترجمه ولفظ معناً دریجا معطوف بر لفظاً مذکور است که تمیز از لزوم است یعنی بر بنای معنی احدیت
که درو تمایز صفات نیست بسبب لزوم صفات که بعینیت است. پس برای صنع شبه از ذات حاصل نشود
که او خود صفت مشبه بذات است پس واسطهٔ احداث نخواهد شد. متوحداً و نیز صفت متوحد قدیم با ضروری احد
واو آنست که وحدت ویکتائی در وجود او لازمی بود پس تعدد درو نگنجد. بضرورةٍ: وایں متعلق بفعل
یقتضی است که خبر حادث است یعنی ناچاری خواهد - از آنکه حادث را بجانب قدیم که واحد احد ومتوحد
ضرورت احتیاج است. وان لم یکن واگر نبود آن قدیم که واحد واحد ومتوحد است یا اگر آن قدیم موجود نیست اینجا واو حالیه است
که از قدیم حال است یا برای عطف بر جمله. وان شرطیه بنا بر استدلال قدیم از حادث. ولم یکن فعل تام که
فاعلش ضمیر مستتر است راجع جانب قدیم واحد احد متوحد یا فعل ناقص که موجوداً خبرش محذوف است
فالحادثُ ممنوعٌ پس وجود ایں حادث ممنوع بود یعنی اگر آن قدیم واحد احد متوحد است نباشد پس
وجود ایں حادث بسبب عدم قدیم یا بوجه تنازع درو یعنی در قدیمین ممتنعین که در احداث حادث بنا بر
عدم وحدت لازمی است ممنوع خواهد شد حالانکه حادث بالبداهت اے بالواقعی موجود است.
والتوافق ممتنعٌ - ولتوافق ممتنع است •

متوحد در وجود خود لزوم وحدت دارد

متوحد جو در وجود خود لزوم وحدت دارد و تعدد درا نشاید •

ش الواو للعطف على الجملة والتوافق اتحاد مجازی
فان قيل توافقا فی خلق الحادث فكيف امتناع وجوده
قيل توافق المتخالفين فی وجه تخالف فی ما شیئ
ممتنع وتوافق المتوافقين فی ما شیئ بلزوم احتياج رفع
معارضة جائزة مبطل قدرة قديمة فقدم وان لم
يقدرا لمعارضة فعجزهما مبطل قدرة قديمة
فقدم ش لاقتضائه عدما سابقا ولاحقا م وبالتفرض
الباطل توافقا ش الواو كالاولى والتفرض ما
يجوزه العقل وقد ما وجد فوصف بباطل ای لا يجوزه
العقل على ما ذكر وتوافقا تمييز للتفرض الباطل

ترجمہ این واو عطف بر جملہ است۔ و توافق اتحاد مجازی را گویند۔ و اگر بطور سوال و دعوی گفتہ شود کہ چون ہر دو در پیدایش حادث اتفاق نمودند پس امتناع وجودش چگونہ خواہد شد بطور رد جواب گفتہ شود کہ توافق متخالفین بوجہ تخالف در آنچہ کہ خواستہ شدہ است ممتنع است یعنی در وجہیکہ ایشان تخالف روا داشتہ اند توافق متخالفین بوجہ مخالفت ممتنع است۔ و توافق متوافقین در آنچہ کہ خواستہ شدہ است باطل کنندہ قدرت قدیمہ است از آنچہ جائز باشد کہ معارضت پیدا شود و برائے رفع معارضت احتیاج لازم آید یعنی در وجہیکہ ایشان اتفاق نمودہ اند جائز باشد کہ بنا بر احتیاج رفع معارضت کہ لازم بود این اتفاق ورزیدند۔ در ینصورت بسبب لزوم احتیاج توافق متوافقین قدرت قدیمہ را باطل میکند۔ چون قدرت قدیمہ باطل شد قدم ہم فنا شد پس توافق چگونہ بر آید۔ و اگر ہر دو معارضت نمی توانند پس عجز شان بطلان قدرت قدیمہ و قدم ہر دو میکند چہ قدیم آنست کہ در میان عدمین نباشد بلکہ فارغ از عدمین باشد۔ و این عجز عدم سابق و لاحق ہر دو میخواہد و ازین بطلان بطلان توافق ظاہر۔ و بالتفرض الباطل توافقا این واو مثل سابق عطف بر جملہ است۔ و تفرض آنست کہ عقل او را جائز دارد و چونکہ او یقینا غیر موجود است لہذا بباطل وصف کردہ شد یعنی عقل او را جائز نمی پندارد ہمچنانکہ مذکور شد۔ بعدہ توافقا را از فرض باطل تمییز آمدہ یعنی ہرچند نزد عقل چنانچہ مذکور شد توافق جائز نیست و ایشان بفرض باطل خود با وجود بطلان توافق جائز دارند +

تعریف توافق و اقسام

تعریف توافق و اقسامش۔

توافق متوافقین و متخالفین

تعریف تفرض باطل

م ولا دلیلَ علی المتوافقَین ش لانّ لیس اشتراکٌ فی نفس نسبۃِ قیامٍ ولو حقیقۃً او مجازًا ولیس الوجودُ مشترکًا فی نسبتین لقیامہ ولا یتحقّق وجودٌ لوجودٍ تحقّقَ من نسبۃٍ اُخری واِن تُفرَّض خالِقٌ فردًا لکلِّ فردٍ وھُم لا یعارِضون فی خلقٍ علیٰ وجہِ مفارقۃِ نسبۃِ قیامٍ فاحتیاجُ رفعِ معارضۃٍ ظاہرٌ ولا دلیلَ علی المتوافقَین اِلّا علیٰ واحدٍ ۔ م وَالمتوحِّدُ لیس بمتعددٍ ش الواو کالاولیٰ والجوابُ عن التثلیثِ ای المتوحِد لا یقبلُ التجزّی عددًا واعلَم انّ وحدتًا فی کثرتٍ وعکسَہا فمعناہا اِمّا انّ وحدتًا فی نفسِ کثرتٍ ای فی نفسِ کثرتٍ وعکسَہا ح ای انّ کثرتًا فی نفسِ وحدتٍ ش فباطلٌ واِمّا انّ وحدتًا فی کثرتٍ ای فی نفسِ کلِ فردٍ من الافرادِ تقتضیہم فحقٌّ لا عکسُہا

ترجمہ ولا دلیلَ علی المتوافقَین ۔ دلیلے بر متوافقین نیست از آنکہ در نفس نسبت قیام خواہ حقیقۃً باشد یا مجازًا اشتراک نیست ورنہ وجودی میانِ دو نسبتہ برائی قیام خود مشترک باشد [illegible] وجودی برائے وجودی کہ متحقق شد از نسبت دیگر ثابت گردد ۔ واگر فرض کردہ شود کہ برائی ہر فرد [illegible] خالق علیحدہ است وایشان باہم دگر در آفرینش معارض نیند چراکہ نسبت قیام ہر فرد جداگانہ آمدہ [illegible] در انحال احتیاجِ رفعِ معارضت ظاہر چنانچہ بر بطلانِ قدرتِ قدیمہ و قدم و توافق از لزوم [illegible] احتیاج رفع معارضت مذکور شد پس بر متوافقین ہیچ دلیلے دانستہ نشود مگر بر واحد و این تفرض [illegible] باطل است ہیچ نوع پسندیگی و پذیرائی را نشاید ۔ وَالمتوحِّدُ لیس بمتعدِّدٍ ۔ و متوحد [illegible] متعدد نیست ۔ این واو ہم بنابر عطف بر جملہ است ۔ و این جملہ جواب از تثلیث است یعنی متوحد [illegible] عدد جز و جزوی نمی تواند و تجزی نمی پذیرد ۔ و بدانکہ ہر آئینہ وحدت در کثرت و [illegible] در وحدت پس مراد از آن یا وحدت در نفس کثرت و کثرت در نفس وحدت است [illegible] باطل است ۔ و یا مراد از وحدت در کثرت اینکہ وحدت در نفس ہر فرد از افراد است کہ کثرت را میخواہد پس حق است نہ عکس او ۔

اشتراک در نفس نسبتہ [illegible] نیابد و خود در نسبتین قیام مشترک نیابد و نہ برائے وجودے ثابت کہ بہ نسبت دیگر ثابت [illegible]

تحقیق معنی وحدت در کثرت و عکس او

اشتراک در نفس نسبتہ قیام نیست ۔ و نہ در نسبتین برائے قیام وجود مشترک باشد و نہ وجود برائی وجودی ثابت گردد کہ بہ نسبت ثابت آمدہ

تحقیق معنی وحدت در کثرت و عکس او ۔

ح ای ان کثرتاً فی نفسٍ وحدتٌ ش لانّ توحُّداً لیس فی نفسٍ تعددٍ وعکسہ ح ای تعدداً لیس فی نفسٍ توحدٍ م وانتزاعُ الحادث بقیامہ الحقیقی من القدیم یُبطِلُہ ش الواو کالاولی والردُّ علیٰ توحیدِ الفلسفۃ والتثلیثِ لان انتزاع الحادثِ المخلوقِ الذی اثرٌ لامرہٖ تعالیٰ بتکوینہٖ بقیامہ الحقیقی من القدیم یبطِلُ القدیمَ۔ م فتثنیتہٗ وجمعہٗ بکلِّ الوجوہ باطلٌ ش ھٰذا جزاءُ شرطٍ محذوفٍ وھو اذا کان الامر کما ذُکِرَ فی ردِّ المتخاصمینَ والتثنیۃ مثل الواحدِ فی وصفہٖ والجمعُ مماثلُ الواحدِ فی وصفہ

ترجمہ یعنی اینکہ کثرت درنفسِ وحدت چراکہ توحد یعنی درنفسِ تعدد نیست ونہ عکس این یعنی تعدد درنفسِ توحد۔ وَانتِزَاعُ الحَادِثِ بِقِیَامِہٖ الحَقِیقِیِّ مِنَ القَدِیمِ یُبطِلُہٗ۔ وانتزاعِ حادث بقیامِ حقیقیِ خود از قدیم بطلان قدیم کند۔ واین واو مثلِ سابق عطف است بر جملہ۔ ودرین رد است بر توحید فلسفہ وتثلیث۔ از انکہ انتزاع حادث از قدیم کہ قیامش بالقدیم حقیقتاً باشد مبطل قدیم است چہ حادثی کہ مخلوق است اثر امر او تعالیٰ است کہ بتکوینش یعنی بہست کردنش برآمدہ چون انتزاعش از قدیم بطور قیامِ حقیقی باشد بسبب عینیتش درقدیم حدوثِ خلق وانماید وبطلانش کند پس ناچار انتزاع حادثِ مخلوق از قدیم بطور قیامِ مجازی باشد نہ حقیقی چہ در صورت قیامِ حقیقی از قدم وحدوث اجتماعِ ضدین لازم آید وآں نمی تواند بلکہ بطلانِ یک دیگر کنند فَتَثنِیَتُہٗ وَجَمعُہٗ بِکُلِّ الوُجُوہِ بَاطِلٌ پس تثنیہ وجمعِ قدیم ہر وجہ باطل شد۔ این جزاے است از شرطِ محذوف کہ او اذا کان الامر کما ذکر فی ردِّ المتخاصمین است یعنی چوں امر چناں باشد کہ در ردِ متخاصمین مذکور شد پس تثنیہ وجمعش بہر صورت باطل شد۔ وتثنیہ چنانکہ واحد در وصف خود موصوف است بوصف خود مثل واحد آمدہ و ہمچنیں جمع مماثل واحد است بوصف واحد وتا اینجا حقیقتِ شل ندانی قید وصف نہ پنداری +

تحقیق معنی مثل

وَاعلَمْ اَنَّ المِثْلَ یَقتضی اتحاداً وتغایراً ولکن التغایر حقیقیٌّ والاتحادَ مجازیٌّ فاِنْ فقدَ احدُ الوجهین بطلَ المثلُ فقیدُ واکدُ بعی وصفِہ لِاَنَّ الاتحادَ اقویٰ فی وجہِ التثنیۃِ والجمعِ لانہ وجہُ تشبیہٍ فی المِثْل وھو مقصودٌ والضمیرُ فیھما الی القدیم مرہ وَاِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ط

ترکیب لفظ سبحانہ

ش الواوُ حالیۃٌ عن مقولۃِ القول اوکالاولی فما ثبت بعد الردِّ بالتحقیقِ انّما اللّٰہُ الخ مرہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ ش ھٰذا تخفیفُ الکلام علیٰ سبیلِ المحاورۃِ ای سبّحتہٗ سُبحاناً والواوُ حالیۃٌ والجملۃُ الفعلیۃُ حالٌ عن ضمیرٍ لاحقٍ فی سبحانہٗ وضمیرٌ مستترٌ فی یصفون عامٌّ الی معہودٍ ذہنیٍ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ علٰی مُحَمَّدٍ نبیِّ الرحمۃِ وعلی الِہٖ کما تُحِبُّہٗ وَتَرضَاہُ وَشَفِّعْہُ فینا وَتَرْحَمُنَا بِہٖ

ترجمہ لہذا بدانکہ مثل اتحاد وتغایر را می خواہد لیکن باید کہ تغایر حقیقی باشد واتحاد مجازی۔ پس اگر یکی ازیں دو وجہ فقدان یابد مثل باطل گردد پس قید وتاکید وصف بمثل ازیں سبب آمد کہ وصف اتحاد در وجہ تثنیہ وجمع قوی تر است زیرا کہ در مثل ہمیں وجہ تشبیہ واقع شد وہمیں مقصود است۔ وضمیر در تثنیہ وجمع جانب قدیم است۔ وَاِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ۔ حالانکہ ایں یقینی است کہ اللہ الٰہ واحد است۔ ایں واو حالیہ است از مقولۂ قول یا مثل سابق عطف است۔ پس انچہ ثابت شد بعد رد بتحقیق ہمیں است کہ اللہ است الٰہ واحد ومعبود یکتا وکسی دیگر معبودیت وپرستش را نہ سزد۔ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ پاکی ستودم او را چنانکہ پاک ہست حالانکہ او برتر است از انچہ کہ وصف میکنند در توصیفش یا انچہ موصوف میکنند بوصف محدود۔ ایں تخفیف کلام در سُبْحَانَہٗ بر سبیل محاورہ است کہ از سَبَّحْتُہٗ سُبْحَانًا آمدہ۔ زیں پس واو حالیہ است کہ بعدش جملہ فعلیہ حال واقع شدہ از ضمیر لاحقہ کہ در سُبْحَانَہٗ آمدہ۔ وضمیر مستتر در یَصِفُوْنَ عام است کہ سوئی معہود ذہنی است۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ علٰی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلی الٰہٖ کما تحبہٗ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ ترجمہ این درود

ذکر کیفیۃ منع جواز نفس تصور مفہوم الواجب کلیاً

ذکر کیفیۃ منع جواز نفس تصور مفہوم الواجب کلیاً +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین اللّٰھم قیل جواز نفس تصور مفہوم الواجب کلیاً فجاز لک شریک ولا الہ الا انت وحدک یا ایہ المستفہم ان المفہوم ہو المصداق والتصور یتبعہ

(تحقیق مفہوم کل و جزء و بین مصداق است۔)

ترجمہ - بیان کیفیت آنکہ منع است جائز داشتن نفس تصور مفہوم واجب را کلی یعنی آنکہ از واجب تعالیٰ فہم کردہ شود پس ایں مفہوم نفس تصور او را در فہم خود کلی پنداشتن۔ و آنرا جائز شمردن منع است ++

([illegible])

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیکم خدا را و از و مدد میخواہیم۔ و درود میفرستیم بر رسول او کہ نام پاکش محمد است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و شفاعت میخواہیم از و۔ و بر آل و اصحاب و پیروان او تمام را باد۔ خداوندا گفتہ شد کہ "نفس تصور مفہوم واجب را کلی پنداشتن جائز است" پس بدیں قول ترا شریک جائز آمد حالانکہ نیست معبود بجز تو و یکتائی ترا است۔ ای مستفہم البتہ آنکہ مفہوم است ہمو مصداق است و تصور او را تابع بود **ف** چرا کہ تصور کہ محلش دماغ است وجودی است ذہنی غیر مستقل کہ برائے حصول شبہ صنع مصداق متقدم او را ضروری است کہ وجودی باشد خارج مفہوم و معلوم و آں پیش از وجود ذہنی یعنی از تصور حاصل شد کہ از اں شے معلوم کہ مصداق متقدم است شبہ گرفتہ شود برائے صنع مصنوع کہ مصداق متاخر باشد پس تصور واسطہ و سبب شود درمیان مصداق متقدم معلوم و متاخر مصنوع۔ بدیں وجہ تصور بذاتہ مقصود نیست مگر از برائی سبب و واسطہ پس لامحالہ غیر مستقل خواہد شد و ہر چہ غیر مستقل است وجوب را نشاید۔ و چونکہ در حصول شبہ برائی صنع او را مصداق متقدم ضروری است کہ احتیاج حصول شبہ بدو وارد و تبع او بمصداق لازم است۔ و از ایں احتیاج و تبع واجب منزہ است +

(بیان حقیقت تصور و مصداق او۔)

وَإِنَّ مَفْهُوْمَ كُلٍّ مُتَوَقِّفٌ عَلٰى مَفْهُوْمِ جُزْءٍ لَهُ فَإِنْ كَانَ مَا بِهِ مَفْهُوْمُ كُلٍّ مَوْجُوْدًا حَقِيْقَةً ضَرُوْرِيًّا فِيْ حَدِّهٖ وَهُوَ وَاحِدٌ حَقِيْقِيٌّ فَكَانَ مَا بِهِ مَفْهُوْمُ جُزْءٍ لَهُ مَوْجُوْدًا حُكْمِيًّا غَيْرَ ضَرُوْرِيٍّ فِيْ حَدِّهٖ تَبَعًا بِوُجُوْدِ مَا بِهِ مَفْهُوْمُ كُلٍّ إِنْ لَمْ يَكُنْ إِمْكَانُ جَوَازِ وُجُوْدِهٖ مُمْتَنِعًا وَهُوَ أَفْرَادٌ حُكْمِيَّةٌ وَمَفْهُوْمُ جُزْءٍ لَا يَتَحَقَّقُ إِلَّا بِمُقَابَلَةِ مِثْلِهٖ وَهُوَ جُزْءٌ فَلَا يَحْصُلُ إِلَّا بِأَفْرَادٍ

تحقیق مفہوم کل و جزء و ہیں مصداق است۔

بیان تحقیق مفہوم کل و جزء حقیقی و حکمی و وجود افراد حکمی او و جزء ...

ترجمہ: والبتہ اینکہ مفہوم کل متوقف است بر مفہوم جزو کہ برائے کل است۔ پس آں چیز کہ بدو مفہوم کل است اگر حقیقتاً موجود باشد کہ ضروری است در حد خود۔ و او واحد حقیقی است۔ پس آنچیز کہ بدو مفہوم جزو است برائے او حکماً موجود شود کہ غیر ضروری است در حد خود بسبب تبع وجود آں چیز کہ بدو مفہوم کل است بشرطیکہ امکان جواز وجودش ممتنع نباشد۔ و آں افراد حکمی است۔ ف: ازینجا معلوم شد کہ مفہوم کل بے مفہوم جزء نتواں دانست چراکہ فہم ہر واحد بدیگری متوقف آمد۔ اگر یکی موجود حقیقی باشد دیگری برای فہم آں بنا بر توقف فہم یکی بدیگری تبعاً موجود حکمی خواہد شد یعنی وجود فرضی پنداشتہ نہ موجود اصلی۔ و آنچہ موجود حقیقی باشد در حد خود ضروری باشد کہ ہمیں واحد حقیقی است۔ و آنچہ موجود حکمی باشد در حد خود غیر ضروری باشد چراکہ آں بر تبع موجود حقیقی ضروری بنا بر توقف فہم فرضاً پنداشتہ آمد لہٰذا بطور حکم افراد فرض کردہ شود پس آں افراد حکمی باشد۔ بشرطیکہ امکان جواز وجودش ممتنع نباشد چہ بسبب امتناع وجود افراد حکمی مفہوم تبع برنیاید۔ و از نبودن تبع مفہوم وجود یکی از آں ہر دو یعنی کل و جزء حاصل نہ شود۔ چوں یکی از آں ہر دو معدوم بود عدم توقف لاحق شود حالانکہ فہم ہر یکے از آں بدیگری متوقف بود پس لامحالہ عدم ہر دو پیدا آید و ازیں صورت مفہوم کل و جزء باطل گردد یعنی از عدم تبع و عدم وجود یکی از آں ہر دو و از عدم توقف عدم وجود ہر دو الحاصل مفہوم کل و جزء ہر دو باطل شود۔ دیگر آنکہ مفہوم جزء بغیر مقابلہ مثلش کہ آں ہم جزو باشد متحقق نشود و ایں مفہوم حاصل نیاید مگر بافراد۔ ف: زیراکہ جزء را بمفہوم خود اگرچہ احتیاج مفہوم کل است الا بغیر مثلش بغیر مقابلہ جزء دیگر کہ مثلش باشد ثابت نشود پس لامحالہ افراد را خواہد و بغیر تحقق افراد مفہوم جزء حاصل نگردد۔ و چونکہ مفہوم یکی از آں ہر دو بدیگری متوقف است پس در وجہیکہ یکی از دو جزء مفہوم شود چوں موجود حقیقی باشد مفہوم کل وجود حکمی گیرد و علیٰ ہذا عکس آں بنا بریں ہر یکے را از آں ہر دو در وجہی وجود حکمی حاصل است۔ و از توقف یکے بدیگرے افراد ہم متحقق است +

جزء بمقابل مثل خود می خواہد و مقتضی افراد

وافرادُ الواجبِ ممتنعۃٌ بانّ معرفۃَ الواجبِ بدلالۃِ الحدوثِ
فان کان افرادُ الواجبِ فانْ توافقوا فی ارادتہم لاحداثٍ فبطلت
قدرۃٌ قدیمۃٌ عنہم لاحتیاجِ رفعِ معارضۃٍ جائزۃٍ توافقاً
ش مفعولٌ لہ لرفعِ مر فالوجوبُ ش ای فبطل الوجوبُ
ببطلانِ القدرتِ مر وان لم یقدِروا علی معارضۃٍ فللعجزِ
ش متعلق ببطل ای فبطل الوجوبُ لعجزٍ مر لاقتضائہ عدمًا
سابقًا ولاحقًا وان تخالفوا فکان وجودُ الحادث ممنوعًا
بتنازعٍ وانّما الحادثُ بدیہیٌ ۔

بیان آنکہ واجب را افراد ممتنع است

ترجمہ و واجب را افراد ممتنع است ۔ بانکہ معرفتِ واجب بدلالتِ حدوث است ۔ کہ مصنوع دلیل صانع گو است ۔ پس اگر واجب را افراد باشند ۔ و آنہمہ افراد برای احداث حادث یعنی برای خلق مخلوق ۔ اگر در ارادہ ہای خود ہا اتفاق نمودہ اند و بضرورتِ احتیاج رفعِ معارضت جائزہ بنا بر موافقت پس قدرت قدیمہ از انہا باطل شد **ف** زیرا کہ جائز باشد کہ درمیانِ آں افراد متوافقۂ واجب معارضت و نزاع پیدا آید و نیز پس رفعِ این معارضت و نزاع احتیاج یکی بدیگری لازمی است تا اتفاق ماند کہ بدین ضرورت اتفاق نمودہ اند ۔ پس جائیکہ بضرورت و احتیاج باشد قدرت کجا ماند چہ جائیکہ قدرت قدیمہ ۔ چوں قدرت نماند وجوب ہم برفت نا گزیر بطلانِ وجوب ببطلان قدرت ظاہر است لہذا واجب را افراد نشد بجز وحدت و یکتائی ۔ و اگر آں افراد واجب باہمدگر بر معارضت و نزاع قدرت ندارند پس بسبب عجز شاں کہ او سابق و لاحق عدم را میخواہد وجوب شاں باطل شد ۔ چہ نقیض این قدرت عجز خیزد ۔ و عجز بہ تنگی خود محدود ۔ و ہر محدود باول و آخر منتہی است ۔ و ہر حد و نہایت را از اول و آخر عدم پیدا ۔ و ہر چہ بین العدمین است حادث ہست و ہر حادث ممکن باشد نہ واجب پس بسبب عجز و عدم قدرت وجوب باطل شد لہذا وجوب را افراد نباید کہ وجوب را یکتائی سزا است و زیبا ۔ و اگر آں افرادِ واجب باہم مخالفت نمودہ اند پس وجودِ حادث بسبب نزاع باہمی ممنوع بود حالانکہ وجود حادث ہمیں موجود بدیہی است **ف** چونکہ نزاع و مخالفت ہمہ گرفتار و فساد گیرد چرا کہ یکی آں خواہد کہ دیگری نپسندد و از خواستِ خود ہر یکی بدیگری مانع آید پس از بس منع و نزاع و خلاف وجود حادث صورت نہ بندد و فساد پذیرد ۔ پس وجودِ حادث ممنوع بود حالانکہ حادث موجود بدیہی است کہ ہر کس علانیہ بیند و میداند و از کسے پوشیدہ نیست ۔ پس این وجود کہ ممکن است دلیل است بر واجب و آں یکتا باشد تا فساد در وجود حادث نباید کہ انکار بابت گردد و آں خلاف عقل و نقل خواہد شد چنانچہ از قول لاحق ماتن ہویدا است ✦

فلا تثبت دلالةُ الیهم الا علی واحدٍ کما قال سبحانه
فی سورۃ الانبیاء رکوع ۲ ولو کان فیهما الهةٌ الا
الله لفسدتا ۰ فبامتناع وجودِ الافرادِ حقیقتاً وحکماً الذی
حصلتْ به مع الاجزاءُ فالتوقفُ ش الفاءُ یفیدُ للعطفِ
علی الاجزاءِ مع والجزاءِ مع لشرطٍ مقدرٍ ای اذا حصلت به
الاجزاءُ فحصل التوقفُ الذی لمفهومِ کلٍ علی
مفهومِ جزءٍ لهٗ ولعکسه ح ای لمفهوم جزءٍ علی مفهوم کلٍ لهٗ
ہ م بطل مفهومُ کلٍ وجزءٍ

ترجمہ - پس برای افرادِ واجب دلالت ثابت نمی شود (بسبب امتناع وجودِ حادث) مگر بر واجبِ واحد چنانچہ فرمود سبحانہ کہ در سورہ انبیاء از رکوع دوم است - ولو کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا یعنی واگر بودی درین ہر دو معبودان کثیر بجز ذاتِ اسم معبود یکتا برباد شدند ہر دو ف یعنی بسبب کثرتِ افرادِ واجب آسمان وزمین ہر دو از نزاع ومخالفتِ ہمہ گر فساد پذیرفتی واز فساد وبربادگی ہر دو وہرچہ درواست واز معدومی مخلوقِ حادثِ ممکن بر واجب دلیلی نماندی ودلالت ثابت نشدی - حالانکہ ہر دو آسمان وزمین وہرچہ در وہست بدیہتاً وصراحتاً موجود ہست ودلیل ودلالت بر واجب وصانع پیدا وظاہر - پس معلوم شد کہ خالق وصانعِ ہمہ کہ واجب ہست موجود ہست واو بجز ذات واحد افراد را نخواہد تا حادثِ ممکن برجا ماند کہ پیدا است لہٰذا واجب را افراد ممتنع آمد چنانچہ از فرمودۂ او سبحانہ ظاہر است کہ اگر سوای معبود برحق اللہ در آسمان وزمین معبودِ کثیر بودی ہر دو برباد شدی - پس بسبب امتناع وجودِ افرادِ حقیقی وحکمی آنکہ بدو اجزا حاصل آمدند واز توقف کہ مفہوم کل وجزء وعکس آں بدو حاصل است - مفہوم کل وجزء باطل گردد - اینجا فای فالتوقف مفید است برای عطف بر اجزاء ونیز فای جزا است شرط مقدر را یعنی چونکہ از وجود افراد کہ حقیقی وحکمی اند اجزا بر آمدند چنانچہ مذکور شد واز اجزا توقف حاصل آمد تا مفہوم کل بر مفہوم جزء کہ برای کل است وہمچنین عکس آں یعنی مفہوم جزء بر مفہوم کل کہ برای اجزاء ہست حاصل شود چرا کہ مفہوم ہر یکی از آں بر دیگری متوقف است وفہم ہر یکی بدیگر از توقفِ فہم فیما بین ہر دو حاصل آید - پس از امتناع وجودِ افراد امتناع اجزا نیز امتناع وتوقف شود کہ ہر دو بوجودِ افراد حاصل میشدند - واز عدم اجزا وعدم توقف مفہوم کل وجزء نمی ماند از انکہ تمائز ومفہوم ہر یکی از آں بہ تمائز ومفہوم دیگر متوقف آمدہ است - واین امر بدون اجزا وافراد ممکن نیست چوں وجودِ افراد ممتنع باشد ایہام نماند ومفہوم کل وجزء باطل گردد نہ کل ماند نہ جزء جزء +

ش ارجع لتوضيح حقيقة مفهوم كلي وجزئي الى الاصل في ذكر كيفيتهما مع شرحهما فتوضح مرقال سبحانه فسبحن الله رب العرش عما يصفون (در سورۂ انبیا رکوع ۲)

فاعلم ان البحث مشترك في منع جواز مفهوم كلي للواجب ذهنا وخارجا. اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى جماله كما تحب وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به +

ترجمہ - وچون حقیقت مفہوم کل وجزء بوضاحت میطلبی بسوی اصلی کہ در ذکر کیفیت ہر دو مع شرح ہر دو است رجوع کن پس واضح خواہی یافت ونیکو فہم کنی - فرمود سبحانہ در سورۂ انبیا کہ از رکوع دوم است فسبحان اللہ رب العرش عما یصفون ٥ پس پاک است آں خدای کہ مالک تخت است از انچہ آنہا وصف کنند - وبدانکہ این بحث کہ در منع جواز مفہوم کل واجب تعالی را است ذہنی وخارجی ہر دو را مشترک است - یعنی مفہوم کل برای واجب تعالی جائز داشتن چنانچہ از روی ذہن منع است از روی خارج ہم منع است یعنی ہر دو نوع ممنوع آمد - اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى جماله كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به يعنی خدایا درود وسلام بفرلیس بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ نبی رحمت است ور جمال او چنانکہ تو اورا دوست داری واز وخوشنود شوی وشفیع کن اورا درمایان ورحمت فرما از وما را +

(٧)

ذكر كيفية الجبر والقدر وما هو حق

ذکر کیفیۃ الجبر والقدر وما ہو حق +

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى اله واصحابه واتباعه اجمعين - اعلم ان للعرض الحادث محلا حادثا القيام الحقيقي لابد منه فله نسبة الى خالقه فينسب بها اليه

بیان تفارق نسبت خلق ونسبت قیام وآنکہ ماہیت کما عرض است مع دلائل نقض -

ترجمہ - (بیان کیفیت جبر وقدر وانچہ او حق است +) بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

حمد میکنیم خدای را واز ومدد میخواہیم - ودرود می فرستیم بر رسول او کہ نام پاکش محمد است صلی اللہ علیہ وسلم وشفاعت میخواہیم از و - وبر آل واصحاب وپیروان او تمام را بار -

بدانکہ عرض حادث را محلی است حادث کہ برای قیام حقیقی او محل را از حدوث چارہ نیست پس عرض را بجانب خود باعتبار خلق نسبتی است کہ بداں نسبت بسوی او نسبت کردہ شود +

بیان فرق نسبت خلق ونسبت قیام مع دلائل نقض وآنکہ ماہیت کما سبب عرض است

وتنسبهٗ الی ماهیةِ التی قام بہا فینسب بہا الیہا فی کاسبة لہٗ کما قال سبحانہ خلقکم وما تعملون الآیہ ولکم ما کسبتم الآیہ فلا بد من ان ہو للمنسو بین الیہما فان زاغ من نسبةٍ الی خالقہٖ ہو قدرٌ للقدریة ۔ وان زاغ من نسبة الی ماہیةِ التی قام بہا ہو جبرٌ للجبریةِ فلیس لنا الجبرُ والقدرُ لکن ش لنا قدرتنا اضافیةٌ ش ای مخلوقةٌ ص تستلزم عجزاً حقیقیا منبئاً علیہ منہا فالاضطرار والاختیار من کیف الکسبِ المضافِ

تحقیق قدر وجبر

بیان قدرة اضافی و فرق اضطرار و اختیار مع تمام آنہا ۔

ترجمہ ونسبتی اوراسبوی ماہیت ہست کہ بداں ماہیت آں عرض قائم است پس بسوی ماہیت بداں نسبت آں عرض منسوب شود سوا آں ماہیت عرض را کسب کنندہ ہست چنانچہ فرمود سبحانہ در سورہ صافات رکوع ۳ خلقکم وما تعملون الآیہ آفرید شمارا وآنچہ عمل کنید الخ ولکم ما کسبتم الآیہ در سورہ بقر رکوع ۱۶ و برای شما است آنچہ کسب کردید الخ پس چارہ نیست ازانکہ ہمہ آں عرض برای ہر دو باشد کہ بسوی شاں نسبت کردہ شدہ است ۔ پس اگر کجی کرد از نسبتی کہ سوی خالق عرض است ہمیں قدر است کہ برای قدریہ گفتہ شد یعنی چوں از نسبت خلق کہ از خالق ہست غفلت کردند و در ہر عمل و فعل خود کہ آں عرض ماہیت ہر فاعل و عامل است بسبب قیام حقیقی آں عمل و فعل کہ با ماہیت ہست آں را خود پنداشتند ازانکہ عرض را با ماہیت قیام حقیقی باشد پس سوی خود گماشتہ خود را فاعل و مختار ہر فعل و عمل دانستند و ہمیں مذہب اہل قدر است کہ در عمل و فعل خود را فاعل مختار و عامل قادر دانند بر راہ غلط آمدند و از قدریہ نامیدند چرا کہ خود را قادر و خالق فعل و عمل پنداشتند از قادر و خالق حقیقی کہ نسبت خلق ہر فعل و عمل بدو ہست کہ فرمود خلقکم وما تعملون الخ رو گردانیدند و راہ گم کردند ۔ و اگر کجی کرد از نسبتی کہ برای ماہیت است کہ عرض بدو قائم است ہموں جبر است کہ برای جبریہ گفتہ شد یعنی چوں از نسبتی کہ سوی ماہیت است کہ محل و قیام آں عرض است ۔ و ہم کاسب عرض غفلت کردند و ہمہ فعل و عمل خیر و شر از خالق پنداشتہ بسو او گماشتند و خود را مجبور محض دانستند و از نسبت کسب عرض کہ با ماہیت خود ہست رو گردانیدند حالانکہ در ہر دو قیام حقیقی است کہ ہیچ عینیت آمدہ انفکاک و جدائی در میان شاں دشوار است و از اختیار کسب غفلت ورزیدہ خود را مجبور محض گماشتند جبریہ نامیدند ۔ و ایں است کجی کردہ راہ گم کردند و جبر پنداشتند جبریہ شدند ۔ و برای ما جبر و قدر نیست لیکن برای ما قدرت اضافی است خلق شدہ کہ مستلزم عجز حقیقی است کہ از قدرت اضافی بروآگاہی میشود ۔ یعنی قدرت اضافی کہ از خلق خالق پیدا شدہ عجز حقیقی را از خالق خود لازمی خواہد کہ در قدرت خود احتیاج خلق بخالق دارد و ایں احتیاج عجز است و قدرت اضافی ہر چہ حاصل است از عطیہ خلق خالق ہست ۔ پس اضطرار و اختیار کہ از کیفیت کسب ہست مضاف است

بیان قدرة اضافی و تمیز فرق اضطرار و اختیار

ش اى مخلوق هو وهما متمايزان منهما لكاسب ان تفكر فيهما - اللهم صلّ وسلم على محمدٍ نبي الرحمةِ و على انوارهِ كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به +

ترجمه يعنى مخلوق است وهردو اضطرار واختيار براى كاسب متمائز اند از اضطرار واختيار كاسب را چو در هردو فكر كنى تميز هردو از حالت كاسب بخوبى ميشود اللهم صل وسلم على محمد نبى الرحمةِ وعلى اجماله كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به +

ذكر كيفية اسماء الله تعالى وصفاته وذاته تعالت

ذكر كيفية اسماء الله تعالى وصفاته وذاته تعالت

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى اله واصحابه واتباعه اجمعين + اعلم انّ اسماء الله تعالى قديمة فنعتصم باسم الله القديم فنعجب بحدوث الحروف لتركيبها بها والصوت لتكليمه تعالى به فى مرتبة الحجاب وما هما بحادثين الا صفته تعالى القديمة المنزهة عن الكيف كالافعال المنتزعة من الصفات والمتشابهات

ان اسماء الله تعالى قديمة والاسماء من الحروف والتركيب

ترجمه - اين ذكر در بيان اسماى خدا برتر وصفات و وذات اوست كه همه برتر اند +

بيان كيفيت اسماء و صفات وذات او تعالى

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى اله واصحابه واتباعه اجمعين - بدانكه هر آئينه اسماى خداى تعالى همه قديم اند - پس ما چنگ مى زنيم باسم الله كه قديم است وعجب است بحدوث حروف بنا بر تركيب اسماء بآں حروف وحدوث صوت براى كلام كردن او تعالى بآں آواز در مرتبهٔ حجاب - حالانكه آں هردو يعنى حروف وصوت حادث نيستند مگر صفت قديمه خداى برتر اند منزه از كيف چوں افعال كه از صفات منتزع اند چوں متشابهات +

بحث آنكه اسماى خداى برتر قديم اند و براى اسماء از حروف و تركيب چاره نيست و از صوت براى تكليم +

حروف وتركيب وصوت كلام او تعالى را حادث بناره بلكه چوں متشابهات منزه از كيفيت

لانه سبحانه مستجمعٌ بجميع الصفات فی استعداده تعالی
فان اُعرِض عن هذا فانما اسماءُ حادثةٌ مخلوقةٌ فيلزم
شِبهُ خلقها من الواجبِ اوّلاً واعرض عنه فكيف خلقها و
اعجبُ القولِ اِنّ اسمائه تعالی عينُ الذاتِ ومع هذا احدوثُ
الحروف الّا النظر الی دلالةٍ لفظيةٍ وهی باختصاصٍ مجازیٍ
فی شيئين ش ای لفظٍ وماهيةٍ اقتضاءَ المحلّ م معلومين
قبلَ الاختصاصِ بفعلِ مخصصٍ فانما ههنا الاختصاصُ
بفعل مخصصٍ قديمٍ بعلمهٖ مافيه الذی يشبه بمجازیٍ +
فالاسماءُ قديمةٌ قائمةٌ بالقديمِ متمائزةٌ فی مرتبةِ زيادتِها علی الذاتِ
لا فی مرتبةِ عينيتِها فی الذات ولا بدّ للاسماء من الحروف والتركيبِ فظاهرٌ

ترجمہ ازانکہ حق سبحانہ در استعداد خود مستجمع ہمہ صفات است یعنی ہمہ صفات را گرد آرندہ است۔ واگر ازیں اعراض یعنی روگردانی کردہ گفتہ شود کہ انحروف وصوت صفت قدیمہ منزہ از کیف نیستند پس خبر ایں جست کہ ایں اسمار کہ حادث اند مخلوق اند بنا بر دلیلے کہ اسمار بحروف مرکب شدہ وصوت برائی تکلیم ناچار آمدہ۔ وایں ترکیب وتکلیم را حدوث لازم آمدہ۔ پس لازم شود شبہ خلق اسمار از واجب اوّلاً یعنی بنا بر اولیت حالانکہ از خلق اسمار روگردانی کردہ گفتہ شد کہ اسمار قدیم اند پس چگونہ خلق اسمار است۔ وعجب تر ایں قول است کہ اسمار او تعالی عین ذات اند وبا وصف ایں دعوئی حدوث حروف۔ آیا نمی دید او سوئی دلالتِ لفظیہ کہ ایں باختصاصِ مجازی است در شیئین یعنی در لفظ وماہیت بنا بر اقتضار وخواست محل کہ ہر دو شد معلوم باشند پیش از خاص شدن بفعل مخصص۔ پس خبر ایں نیست کہ اینجا اختصاص بفعل مخصص قدیم کہ بعلم مخصص است چیزی است بمخصص کہ آں بشابہ مجازی شود۔ پس ایں اختصاص حقیقی مشابہ مجازی در معنی اختصاص مخصص کہ بمعنی متعدی است در اصل اختصاص در ذکر کیفیۃ اصول کہ در ایں اختصاص علم محتاج ومحتاج الیہ ہر دو شرط است برائی مخصص بنا بر ربطی کہ درمیان محتاج ومحتاج الیہ ہر دو پیش از اختصاص مخصص دارا است پس ایں اختصاص مخصص قدیم کہ بفعل خود بعلم خود است در ہر دو احتیاج بعلم خود است در دو احتیاج بقیام حقیقی است بمخصص اما تشابہ بقیام مجازی دارد گو یکساں نیست۔ ومصنف رحمۃ اللہ علیہ بریں اصل اشارت فرمود کہ در اصل اختصاص گفتہ شد پس اسمار قدیم اند قائم بقدیم کہ در مرتبہ زیادت اسمار بر ذات شناختہ شوند۔ در مرتبہ عینیت آں اسمار وصفات۔ وبرائی اسمار از حروف وترکیب چارہ نیست کہ

لابد للمتکلم من الصوت۔

ولِلتکلیم من الصوتِ بوجوبِ تعدیۃٍ بمفعولین لہ فالثانی لتعرضِ قوۃٍ الیٰ فعلٍ للاول وما فیہ الا صوت تضمن حروفا و ترکیبا فکیف حدث وھما اعلم ان تعرض قوۃٍ الیٰ فعلٍ بفعلِ فاعلٍ الیٰ غیرہٖ فان احتاج الیٰ غیرہٖ فلیس بحقٍ الا الیٰ الذی ھو قائمٌ بہٖ فلزم ان مفعولا ثانیا فی تکلیمٍ لتعرضِ قوۃٍ الیٰ فعلٍ بفعلِ فاعلٍ الیٰ غیرہٖ لقائمٌ بہٖ واعلم ان الکلام ان کان بمخاطبٍ بغیرِ صوتٍ وحروفٍ وترکیبٍ لم یحصل بہ استماعٌ ولفظٌ یفید معناہ للمستمعِ وکیف کتبُ اللہ تعالیٰ وانہا من کلامہٖ سبحانہٗ مع صوتٍ وحروفٍ وترکیبٍ فلفظٍ یفید معناہ واسمائہُ القدیمۃُ مع حروفٍ وترکیبٍ وان للہ تعالیٰ وجہٌ وعینٌ ویدٌ وقدمٌ فی مرتبۃِ القدم وقیل ھی کلہا من المتشابہاتِ

وان بہ تعالیٰ وجہٌ و عینٌ ویدٌ وقدمٌ فی مرتبۃ القدم وقیل کلہا من المتشابہات

ترجمہ وبرای تکلیم از صوت ہمچنین ہست از انکہ تکلیم را تجاوز کردن بسبب وجوبِ تعدیہ بدو مفعول چارہ نیست۔ ومفعولِ ثانی مفعول اول را برای تعرض یعنی پیش آمدن قوہ سوی فعل است ونیست دریں پیش آمدن مگر صوت کہ متضمن آمدہ حروف وترکیب را۔ پس چگونہ حدوث صوت وحروف است۔ بدانکہ تعرض قوہ سوی فعل بفعل فاعل است جانبِ غیر او۔ پس اگر فاعل سوی غیر خود محتاج شد پس این بحق نیست مگر آنکہ احتیاجش سوی آنکہ او قائم باو ہست باشد حق ہست۔ پس لازم آمد آنکہ مفعول ثانی کہ در تکلیم برای تعرض قوہ سوی فعل بفعل فاعل است جانب غیرِ او۔ البتہ قائم بفاعل است

بحث آنکہ برای تکلیم از صوت چارہ نیست

وبدانکہ ہر آئینہ کلام اگر بہ مخاطب بغیرِ صوت وحروف وترکیب شود حاصل نیاید و استماع ولفظ کہ معنیش برائے مستمع مفید باشند وچگونہ اند کتابہاے خداے برتر کہ ہر آئینہ آنہا از کلام او سبحانہ اند مع صوت وحروف وترکیب پس لفظ از انہا کہ مفید شود معنی خود را۔ واسمائے او سبحانہ قدیمہ اند مع حروف وترکیب۔ وبدانکہ ہر آئینہ برائے خداے برتر وجہ وعین ویدوقدم ماست یعنی روئے وچشم ودست وقدم مبارک در مرتبہ قدم۔ وگفتہ شد کہ اینہا ہمہ از متشابہات اند ٭

بیان آنکہ خدا را وجہ وعین وید وقدم ہست در مرتبہ قدم وگفتہ شد کہ اینہمہ از متشابہات اند بلا تاویل

ولا تأول بل يختار في معنىً موضوعٍ مع مجهولية كيفيتها فكذا ان
يختار الصوتُ والحروفُ والتركيبُ في مرتبة القدم من المتشابهات
لا يخالف المختار ش فتوافق القولُ قولَ طائفةٍ من اهل الكلام
والحديث انه ح اى الكلام ش حروفٌ واصواتٌ ازليةٌ مجتمعةٌ
في الازل كما في شرح الفقه الاكبر لملا علي القاري فما نحن بجرد الطريق
م وان الصفاتَ على ثلثةٍ فعليةٍ وحقيقيةٍ وشانية فالفعلية هي
اضافاتٌ ذاتيةٌ متضمنةُ الحقيقيةِ احتياجًا لوجودها انتزاعًا منها
والحقيقيةُ هي متضمنةُ الذاتِ بقيامها الحقيقي بها من حيث انها
لا هي عينُ ش اى نفسُ م الذاتِ ش اذ الوصف ليس نفسَ
الموصوفِ م ولا غيرُها ش من حيث انتزاع الوصفِ بقيامٍ حقيقيٍ
بالموصوفِ م وتحدّدُ ش بالحاء المهملة ص الذاتُ
عليها فلذلك سُمّيتْ صفةً ذاتيةً فقرارُ تشخص النفسِ عليها

ترجمہ وتاویل نکردہ شوند بلکہ در معنی موضوع اختیار کردہ شوند مع مجہولیت کیفیت آنہا پس ہمچنین
است آنکہ اختیار کردہ شود صوت وحروف وترکیب در مرتبہ قدم از متشابہات کہ مخالف مختار نشود
پس این قول موافق شد قول طائفہ را از اہل کلام وحدیث اینکہ ہر آئینہ کلام حروف وآواز است
ازلیہ کہ در ازل جمع آمدہ چنانچہ در شرح فقہ اکبر ست برائی ملا علی قاری ۔ پس نیستیم ما کہ درین طریق
تنہا باشیم ۔ وبدانکہ ہر آئینہ صفات بر سہ نوع اند فعلیہ وحقیقیہ وشانیہ ۔ پس صفات فعلیہ کہ او
اضافات یعنی نسبتہای ذاتیہ اند متضمن بحقیقیہ یعنی حقیقیہ را فراہم گیرندہ وبضمنش در
آمدہ بنا بر احتیاج برائے وجود خود از حقیقیہ بطور انتزاع واتخاذ یعنی فرا گرفتن
وحاصل نمودن ۔ وصفات حقیقیہ کہ او متضمنہ ذات اند بقیام حقیقی خود بذات
بحیثیتے اند کہ آنہا نہ عین ذات یعنی نفس ذات اند ازانکہ وصف نیست نفس موصوف
ونہ این صفات حقیقیہ غیر ذات اند بدین حیثیت کہ انتزاع واتخاذ وصف بقیام
حقیقی بموصوف است ۔ و ذات برین صفات محدود است یعنی باز داشتہ شدہ پس
بنا برین صفات ذاتیہ نام نہادہ شدند ۔ وقرار تشخص نفس برانہا است ✦

فالفعلية هي اضافات ذاتية متضمنة للحقيقية

والحقيقية هو متضمنة الذات بقيامها الحقيقي بها ✦

بیان اقسام صفات ثلاثہ فعلیہ وحقیقیہ وشانیہ ... صفات فعلیہ اضافات ذاتیہ متضمن بحقیقیہ اند

وآنکہ حقیقیہ متضمن ذات اند بقیام حقیقی خود بود ۔

والشانية هي اضافاتٌ ذاتيةٌ متضمنةٌ الذاتِ ولا تحتاج فی وجودها الی الحقيقيةِ انتزاعًا کالفعليةِ اِلّا احتياجًا بوجهٍ لتحدُّدِ الذاتِ عليها فمحتاجةٌ اليها فی تضمنِ الذاتِ لا حاجةً خاصةً لوجودها اليها فالاحتياجُ اليها بوجهٍ غيرُ معتبرٍ فتحققتْ اصالتُها بمقابلةِ الحقيقيةِ متساويةً بالحقيقيةِ فی استقرارِها فی تضمنِ الذاتِ ولا تتحدَّدُ الذاتُ عليها وهي لا عينُها ولا غيرُها والفرقُ بين الحقيقيةِ والشانيةِ بتحدُّدِ الذاتِ وتوصَفُ الحقيقيةُ بالشانيةِ کالسمعِ بالوجودِ والقدرةِ بالعظمةِ ولا تُوصَفُ الشانيةُ بالحقيقيةِ کالوجودِ بالسمعِ والعظمةِ بالقدرةِ وتوصَفُ الشانيةُ بالشانيةِ کالرحمِ بالوجودِ والعظمةِ ولا توصَفُ الحقيقيةُ بالحقيقيةِ کالسمعِ بالبصرِ وقس على هذا وقِدَمُ الحقيقيةِ والشانيةِ بالعينيةِ والفعليةِ بانتزاعِها من الحقيقيةِ بقيامِها الحقيقي +

(بالحاء المهملة)

والشانية هي اضافات ذاتية متضمنة الذات +

والفرق بين الحقيقية والشانية +

ترجمه وصفات شانیه که او اضافاتِ ذاتیه یعنی نسبتهائی ذاتیه اند متضمنهٔ ذات ودر وجودِ خود سوی حقیقیه بطور انتزاع مثل فعلیه محتاج نیند مگر احتیاج بوجهی دارند بنا بر تحدُّدِ ذات بر صفات حقیقیه - پس در تضمنِ ذات سوی حقیقیه محتاج اند نه ازروی حاجتِ خاصه که برای وجودِ خود سوی حقیقیه باشد پس این احتیاج سوی حقیقیه بوجهی است غیر معتبر - پس اصالتِ صفات شانیه بمقابلهٔ حقیقیه ثابت و متحقق شد - پس با حقیقیه در استقرارِ خود در تضمنِ ذات برابر اند - و ذات بر اینها همچو حقیقیه متحدّد نمی شود - و این صفات نه عینِ ذات اند نه غیرِ ذات +

بیان آنکه شانیه او اضافات ذاتیه اند متضمن بذات

وفرق میانِ حقیقیه و شانیه به تحدُّدِ ذات است - و وصف شدنِ حقیقیه بشانیه چون وصف شدنِ سمع بوجود و قدرت بعظمت - وبخلاف آن شانیه به حقیقیه بوصف شدن نمی آید چون وجود بسمع - و عظمت به قدرت - و فرق میانِ این هر دو بوصف شدنِ شانیه بشانیه است چون رحم به وجود و عظمت وبخلاف این حقیقیه به حقیقیه بوصف نمی شود چون سمع به بصر - و همه برین قیاس کن - و قدمِ حقیقیه و شانیه بعینیت است و قدمِ فعلیه بسبب انتزاعِ او از حقیقیه است بقیامِ حقیقیِ خود +

بحث فرق میان حقیقیه و شانیه +

ان الترك وجود نظري ملتزم من اختياره

فاعلم ان الترك وجود نظري ملتزم من اختيارٍ منتزعٍ متضمنٍ
من صحت فعلٍ بخلاف الترك ش اي الترك ليس منتزعاً
متضمناً من صحت فعلٍ ص فسلب الاختيار بعد ثبوته ترك
فليس الترك مساوي صحته فعلٍ فی صفتهٍ قدرتٍ فوضح
حقيقته من عدميات والمنتزعات العدمية النظرية
ليست مقاومةً بصحة فعلٍ ففی القدم بمنع سلب الاختيار
انتزاع الترك ممنوع الوجود کالعدم وما يشتبه بالترك هو
صحة فعلٍ فی حدها من قدرته تعالی فی علمه تعالی فالقدرة
ما صحة فعلٍ منه فقط کما قيل انه تعالی علی کل شیءٍ قدير
ای لترتب وجوده من صحة فعله ولا يحسبن منع الترك مستلزم
جبرٍ واضطرارٍ لله سبحانه لانهما من خصائص الحوادث وهو
سبحانه منزهٌ عن شوائب الحدوث فعلمه تعالی به من انباء الحوادث
به لانه بمقابلة القدم

بحث آنکه ترک وجود نظری است ملتزم اختیار

ترجمہ پس بدانکہ ترک وجود نظری است کہ ملتزم از اختیار است یعنی از اختیار لازم شونده است
آں اختیار کہ منتزع متضمن از صحت فعل است بخلاف ترک یعنی ترک منتزع متضمن نیست از صحت فعل پس بعد ثابت
شدن اختیار سلب او ترک است ـ پس ترک مساوی صحت فعل نیست در صفت قدرت ـ پس واضح شد کہ حقیقتش
از عدمیات است ـ ومنتزعات عدمیہ نظریہ را صحت فعل مقاومت نیست یعنی مساوات وباہم برابری کردن ـ پس در
قدم بسبب منع سلب اختیار انتزاع ترک مثل عدم ممنوع الوجود است یعنی وجودش در قدم ممنوع است ـ وآنچہ
مشابہ میشود بہ ترک او صحت فعل است در حد خود از قدرت او تعالی در علم او تعالی ـ پس قدرت چیزے

تعریف قدرت

است کہ از وصحت فعل است فقط چنانچہ گفتہ شد انہ تعالی علی کل شیء قدیر یعنی ہر آئینہ خدا بر ہر شے
بسیار تواننده است یعنی برائے ترتب وجودش از صحت فعل خود ـ وباید کہ ہرگز گمان نکند کسی کہ منع ترک مستلزم جبر واضطرار
است برائے حق سبحانہ ازانکہ جبر واضطرار ہر دو از خصوصیتہائے حوادث اند واو سبحانہ از شوائب یعنی آمیزش وآلودگی ہائے حدوث
منزہ وپاک است پس علم او تعالی بمنع ترک از انبائے حوادث است بدو یعنی بمنع ترک از حوادث آگہی است کہ علم
او تعالی بدو است زیرا علم او سبحانہ بمقابلہ قدم است ٭

والارادة ما تخصيص فعل منه لصحته فقط والمشية مترادفتها
كما قال سبحانه فاراد ربك ان يبلغا اشدهما الاية وما شاء و
فعال لما يريده ويخلق ما يشاءه فالمفعول يدل الى تخصيص صحة
الفعل به والبتة المشية بوقوع القريب وقيل التكوين
ما ايقاع صحة فعل مخصص منه حقيقية فقيل ليس بحقيقية
لان صحة فعل هي ايقاعه والا الحقيقية فى وصفها تحتاج
الى الحقيقية وليس كذلك ❊ فالتكوين من اضافات ذاتية
متضمنة الحقيقية انتزاعا فالفرق بين التخليق والتكوين كالانشاء
والابداع والبتة ان الافعال القديمة نظرا بصحة ربط بينها
ومفعول به تحتمل حدوثها او قدم مفعول به وانتزاع الفعل حدوثا
يلزم الحدوث بالصفات والذات بحكم منشايتها وهي تعالى وتقدست عنه

ترجمه وارادت چیزی است که تخصیص فعل از واست برای صحت فعل فقط ـ ومشیت مترادف ارادت است
یعنی شریک هم معنی است با ارادت چنانچه گفت سبحانه در سوره کهف رکوع دهم فاراد ربك ان يبلغا اشدهما
الآیه یعنی باز خواست پروردگار تو اینکه هر دو برسند بقوت خودها ـ و در سوره هود رکوع نهم ما شاء یعنی آنچه خواست
و در سوره هود رکوع نهم فعال لما يريد یعنی کننده است هرچه میخواهد یا باز خواهد ـ و در سوره رقم رکوع
ششم يخلق ما يشاء یعنی پیدا میکند آنچه او میخواهد پس درین امثال مفعول دلالت میکند سوی تخصیص صحت
فعل که بآن مفعول است ـ والبتة مشیت بوقوع قریب است ❊ وگفته شد تکوین آنکه واقع کردن
است صحت فعلی که خاص کرده شده است از و ـ از روی حقیقیه یعنی تکوین آنکه از و صحت فعلی که تکوین
خاص کرده شده است واقع کردن او است از روی حقیقیه ـ وگفته شد که تکوین حقیقیه نیست اما آنکه صحت فعل همان
ایقاع فعل است ـ ورنه حقیقیه در وصف خود سوی حقیقیه محتاج شود ما چنین نیست ❊ پس تکوین از
اضافات ذاتیه متضمنه حقیقیه است از روی انتزاع ـ پس فرق میان تخلیق و تکوین چون انشاء و ابداع است
والبتة آنکه افعال قدیمه بنظر کردن صحت ربط که درمیان شان و مفعول به است احتمال یا گمان کرده شوند بحدوث
خود یا قدم مفعول به را حالانکه انتزاع فعل از روی حدوث لازم گرداند حدوث را بصفات و ذات بنابر
حکم منشائیت او از آنکه منشاء وجود افعال ذات آمده و او سبحانه برتر و پاک است از حدوث ❊

قیل التکوین حقیقیة
فقیل لیس بحقیقیة

ان الافعال القدیمة
تحتمل حدوثها او قدم
مفعول به

تعریف ارادت و مشیت
و فرق میان آن ـ

بحث آنکه گفته شد تکوین حقیقیه نیست
وگفته شد که حقیقیه نیست و تحقیق
آنکه او از اضافات ذاتیه متضمنه
حقیقیه از روی انتزاع است

بحث آنکه افعال قدیمه
نظر بصحت ربط درمیان
باعتبار ... مفعول به ...

اَوْ قدمًا القدمَ بمفعولٍ به ش ای انتزاعُ الفعلِ قدمًا یلزمُ القدمَ بمفعولٍ به م فالخدشة على الطرفين ش ای انتزاع الفعل حدوثًا وانتزاع الفعلِ قدمًا م مدفوعةٌ بامرٍ وفعلٍ حجابَين ش كما ذُكِرَ حقيقتهُما فی ذكرِ كيفيةِ اثباتِ مرتبة الحجاب بين القديمِ والحادثِ المخلوقِ م الى معلومٍ متعلقٍ بفعلِ فاعلٍ قديمَين كما هو معلومٌ وليس بموجودٍ خارجٍ ومخلوقٌ من عدمٍ وليس له موادُّ ففی الایجاد بقطع نظرٍ عن الامر بصحةِ الفعلِ خطاءٌ وعن صحةِ الفعلِ بالامرِ غطاءٌ فاعلم انّ للحقيقية مادةُ الكشفِ وهی ما هو وصفُها كفی البصر البصريةُ هی عينُه وقِسْ على ذلك فمادةُ الانكشافِ فی حدِّ كلِّ واحدةٍ من الصفاتِ محدودةٌ غيرُ مشتركةٍ بغيرِها لانّ الاشتراكَ حقيقةً ممنوعٌ ومجازًا العدمِ وصفٍ جامعٍ فيهم باطلٌ كما ليس البصرُ بسمعٍ +

ترجمہ یا انتزاع فعل از روی قِدَم لازم گرداند قدم را بمفعول بہ۔ پس این خدشہ کہ بر ہر دو طرف ہست یعنی انتزاع فعل حدوثا باشد یا قدما این دفع کردہ شدہ است بامر و فعل کہ ہر دو حجابی اند چنانچہ حقیقت ہر دو یعنی امر و فعل در ذکر کیفیت اثباتِ مرتبۂ حجاب درمیانِ قدیم و حادثِ مخلوق مذکور آمد۔ و آنکہ ہر دو امر و فعل حجابی واقع شدہ اند سوئے معلومی کہ متعلق بفعل فاعل است کہ آن فعل و فاعل ہر دو قدیم اند چنانچہ او دانستہ شد و معلوم ہست۔ و این معلوم متعلق موجود خارج نیست بلکہ آفریدہ از عدم ہست کہ برای او موادی نیست۔ پس در ایجاد بصحتِ فعل از امر نظر بریدن خطا است۔ و بقطع نظر از صحتِ فعل در ایجاد بامر غطا را است یعنی پردہ است یعنی این غطا است کہ در ایجاد بصحتِ فعل از امر نظر بریدہ شود۔ و ہمچنین چون در ایجاد بامر از صحتِ فعل قطع نظر کردہ شود غطا پیش آید۔ پس بدانکہ ہر آئینہ برای صفاتِ حقیقیہ مادۂ کشف ہست و او آنچیز است کہ او وصفِ صفات ہست چون در بصر بینائی کہ او عینِ او ہست و برین قیاس کن ہمہ صفاتِ حقیقیہ را۔ پس مادۂ انکشاف در حد ہر واحد از صفات محدود ہست و با غیر او مشترک نیست ازانکہ اشتراک حقیقتًا ممنوع است و مجازًا ہم باطل است بنا بر وصف جامع نبودن درین صفاتِ حقیقیہ چنانچہ بصر نیست بسمع یعنی بینائی گویائی حاصل نمی شود +

ان للحقيقية مادة الكشف معنا
فلا يجوز تقدم المادة عنها

بحث کرد کہ برای حقیقیۂ مادۂ کشف ہست اینجا
پس تقدم مادہ از اینجا جائز نیست +

فمادةُ الكشفِ معه فلا يجوزُ تقدمُ المادةِ عن الوصف لعدم انفكاكِها عنه ولذلك اشتراكُها بغيرِها نفرضًا باطلًا ايضًا و وحدتها ايضًا ش اى لذلك المعية لايجوزُ اشتراكُها بغيرها ووحدتُها م فيارب كيف يمكن التقدمُ ش الحقيقيُّ والرتبيُّ م والاشتراكُ والوحدةُ وان قيلَ كلُّها اعتبارٌ ليس الفرقُ فى حدّهم حقيقتًا يارب عجزتُ ان اكونَ مثلهما علم انّ الجوابَ على بنائهم نعم ان تعبّرَ الفراقُ اعتبارًا ففى الفرقِ ماقيل فى الدعوى والحقُّ انّ تمايزَ الاعتبارِ فى شان الذى هو واسطٌ بين مرتبةٍ زائدةٍ والذاتِ لقيامِها بها وموصلِها بها عينيّةٌ مجهولةٌ لا فى حد الزيادةِ هي موجودةٌ واقعةٌ ولا فى الذاتِ البحتِ فما قيل فى الدعوى ثبت فى الزيادة

ترجمہ پس مادہ کشف مع اوست یعنی با صفتی است کہ ایں مادہ کشف وصف آں صفت است و تقدم مادہ از وصف جائز نباشد بسبب عدم انفکاک او یعنی جدا نبودن مادہ از وصف و بنا بریں معیت کہ مادہ را با وصف است در ہر واحد اشتراک مادہ با غیر خود از روی فرض باطل ہم جائز نیست و نہ وحدت مادہ ہم جائز است یعنی مادہ از وصف خود تنہا باشد۔ پس ای رب من چگونہ تقدم حقیقی و رتبی و اشتراک و وحدت ممکن باشد۔ و اگر گفتہ شود کہ ایں ہمہ صفات حقیقیہ اعتبار اند کہ در حد شان حقیقتًا ہیچ فراق نیست ای رب من عاجزم کہ مثل شان شوم۔ بدانکہ ہر آئینہ جواب ایں بر بنای شان کہ آری اگر تو فرق را بطور اعتبار تغییر کنی یا اگر فرق تعبیر کردہ شود بطور اعتبار پس در فرق چیزے است کہ در دعوی گفتہ شد یعنی اشتراک حقیقتًا و مجازًا ممنوع و باطل است کہ دریں صفات حقیقیہ وصف جائے نیست چوں بصر و سمع نباید۔ و حق انیست کہ تمایز اعتبار در شانی است آنکہ او وسطہ است درمیان مرتبہ زائدہ و ذات برائے قیام حقیقی او باو و موصل او باو از روی عینیت مجہول نہ تمایز اعتبار در حد زیادت است کہ او موجود واقعی است و نہ در ذات بحت۔ پس آنچہ کہ گفتہ شد پس تیرہ کو ثابت آمد در زیادت کہ موجود واقعی است نہ در وسطہ کہ موصل مرتبۂ زائدہ با ذات است بنا بر قیام حقیقی او باو اندروی عینیت مجہولہ

والحق ان تمایز الاعتبار

حقیقۃ الحق آنست کہ تمایز اعتبار

وَاِنْ تُغَيِّرِ الاعتبارُ محضًا لا من حيث الوجودِ فالعلمُ بالعدمِ واَعلم اَنَّ الفرقَ فى الزيادةِ حسبُها وفى الاعتبارِ حسبُه فليس فرارٌ عن الفرقِ فلما سُلِّمَ سُلِّمَ الدعوىٰ واَعلم اَنَّ الذاتَ مستجمعةٌ المتغايرينَ جميعً عينيةً مجهولةً ولا تتعدَّدُ باستجماعهما واِنْ قيل بتقدمِ المادةِ الواحدةِ على ما قيل اى لم يكن مستجمعُ المتغايرين فى وجه التغايرِ وهو المانعُ فلما كان التغايرُ بماهيتِه لا يمكن عينيتها بوصف التغايرِ الاخرِ لانها ليست عينيةَ المتغايرينِ فى حدهم فتتعدَّدُ + فقيل ش فى الجواب ص ان المتغايرَ متخالفٌ معنًا والمتخالفُ يقتضى وجودًا بمقابلته فيجتمع المتخالفون فى محلٍ واحدٍ كما هو بديهىٌ فى نفسِكَ لا اضداد اذ الضدُّ لا يقتضِى وجودًا بمقابلته ووحدتُ مادةِ الكشف والاشتراكِ فيهما نظريان لم يصحا بعارضانِ البداهتِ فباطلان +

ترجمہ۔ واگر تو تغیر کنی ایں اعتبار را اعتبارِ محض یا اگر تغیر کردہ شود ایں اعتبار از روئے محض نہ از حیثیتِ وجود پس ایں علم بعدم است و بروحکم نیست۔ بدانکہ ہر آئینہ فرق در زیادت موافقِ زیادت است و در اعتبار موافق اوست پس از فرق فرار نیست۔ پس چوں فرق تسلیم کردہ شد دعوی تسلیم کردہ شد۔ و بدانکہ ہر آئینہ ذات مستجمع ہر صفاتِ متغائر است از روئے عینیتِ مجہولہ و با وجود مجمع اینہمہ متغایر تعدد نمی پزیرد یعنی عدد عدد نمیشود۔ واگر گفتہ شود بنا بر تقدم مادۂ واحدہ بر آنچہ گفتہ شد یعنی اینکہ در وجہ تغایر مستجمع متغایرین ثابت نشد از انکہ اوصاف متغایرہ در وجہ تغایر مستجمع نمی شوند کہ ایں تغایر وصف مانع است پس ہر گاہ کہ تغایر بماہیت عین ماہیت باشد در ینصورت عینیتِ او بوصف تغایر دیگر ممکن نشود از انکہ آں عینیت نیست عینیت ہمہ متغایر در حد آں متغایر پس ذات متعدد شود۔ پس در جواب گفتہ شود کہ ہر آئینہ متغایر در معنی متخالف است و متخالف بمقابلہ خود وجود را میخواہد پس تواند کہ ہمہ متخالف در محل واحد جمع آیند چنانچہ او در نفس تو بدیہی است۔ نہ اضداد کہ اینہمہ در یکجا مجتمع نشوند از انکہ ضد بمقابلہ خود وجود را نمی خواہد۔ و وحدتِ مادۂ کشف و اشتراک ہر دو درینہا ای در صفاتِ حقیقیہ نظری اند کہ صحیح نیایند کہ آں ہر دو بداہت را معارض آیند پس ہر دو باطل باشند

ان الذات مستجمعة المتغايرين

بحث آنکہ ذات مستجمع متغایرین است +

وقيل ش في الجواب م بتفرض باطل لقولهم لزم تعارض خلافٍ في القولين ش اى ان الذات مستجمعة المتغايرين الخ ولم يكن مستجمع المتغايرين الخ م او تعارض ضدٍ ففي الخلاف كيفية الزيادة معروفة او العينية فالاهون ان تسلم معروفية كيفية الزيادة مع مجهولية كيفية العينية اذ الزيادت اظهر لا معروفية كيفية العينية مع مجهولية كيفية الزيادت اذ العينية اخفى وفي الضد كيفيتهما مجهولة لما اذا تعارض العلم والجهل في شيءٍ فبقي الجهل لانه لو عرف فقطعي فرفع النزاع فالاسلم ان لايخاض فيها لان المجهول لايخاض وهٰهنا العجز عن درك الكنه درك فان لا ينزغك التعصب وتفكرت فاصبت بالحق ان شاء الله تعالى فاعلم ان مفهوم الذات وجداني علماً مع وجوده خارجاً بضرورة بدلالة عوارضه فلا يوجد بنفسه ولا يحاط +

ان مفهوم الذات وجداني الخ +

ترجمہ — و بتفرض باطل بنا بر قولِ شاں در جواب گفتہ شود کہ تعارض خلاف دریں ہر دو قول یعنی آنکہ ذات مستجمع ہمہ متغایر است الخ و در وجہ تغایر مستجمع متغایرین ثابت نشد الخ لازم آمد ۔ یا تعارض ضد پس در صورتِ خلاف کیفیتِ زیادت معروف است یا عینیت و آسان تر آنکہ تسلیم کردہ شود معروفیتِ کیفیتِ زیادت مع مجہولیتِ کیفیتِ عینیت از آنکہ زیادت ظاہر تر است نہ آنکہ تسلیم کردہ شود معروفیتِ کیفیتِ عینیت مع مجہولیتِ کیفیتِ زیادت از آنکہ عینیت اخفی است یعنی پوشیدہ تر است ۔ و در صورتِ ضد کیفیت ہر دو مجہول است بنا بر آنکہ چوں علم و جہل در چیزی باہم عارض آید پس جہل باقی ماند از آنکہ او اگر شناختہ شد پس قطعی است و نزاع برخاست پس مسلم تر آنکہ در مجہولیت خوض و فکر نکردہ شود از آنکہ مجہول خوض نکردہ شود ۔ و ہمیں جا است کہ گفتہ شد العجز عن درک الکنہ درک یعنی عاجز شدن از دریافت حقیقت ہمیں درک است ۔ و اگر ترا تعصب بہ وسوسہ نہ اندازد و فکر کنی پس بحق برسی اگر مرضی خدائی برتر است و بدانکہ ہر آئینہ مفہوم ذات از روئی علم وجدانی است یعنی گم شدہ یافتگی مع وجود او در خارج بضرورت بدلالتِ عوارضش ۔ پس بنفسہ یافتہ شود و نہ احاطہ کردہ شود +

بیان آنکہ مفہوم ذات وجدانی است الخ

وكنهُ الشئ ماهيتهُ لا يتقدمُ ولا يتاخرُ منه شئ فان تقدمَ منه ليس كنههُ وان تاخرَ منه ليس كنههُ لاكن يمكن ان يكونَ صفةً قائمةً به فليس كنهه ۝ فقيل لا يدرك كنهُ ذات الله تعالى و صفاته وقيل يُدرك لانه سبحانه لا يجهلُ عن كنهه فجاز في ظله فيمكن الاختلافُ بحسبِ حالٍ ۝ فالعلم به سبحانه كما هو بالتنزيه وتشبيههُ لا يُزيلُ التنزيهَ ويمكنُ انَ يأولَ الدركُ بالجهل عن كيف التنزيه والجهلُ عنه بالدرك فالجهلُ دركٌ والدركُ جهلٌ فتوافقَ القولانِ فقولُه صلعم ما عرفناكَ حقَّ معرفتكَ اي عرفَ من حيث وجوده لا من حيث كنهه اي ماهو و عرفناك حق معرفتك مع الجهل عن معرفةِ الكنه او مع معرفةِ الكنه على حسب حالٍ فتوافقا ويمكن ان يكونَ هذا قوله صلعم من المتشابهات اذ تعارضَ العلمُ والجهلُ في شئ فبقي الجهلُ

ما عرفناك حق معرفتك

عرفناك حق معرفتك

ترجمہ وکنہ وحقیقت شی ماہیت شے است کہ از وپیش نمیشود ونہ پس می آید۔ پس اگر از وپیش گرفت کنہ او نیست یا اگر از وپس آمد کنہ او نیست لیکن ممکن است کہ وصف او باشد قائم باو پس نیست کنہ او۔ وگفتہ شد کنہ ذات خدای برتر وصفات او ادراک نہ شود یعنی دریافت نہ کردہ شود و گفتہ شد کہ ادراک شود از انکہ حق سبحانہ از کنہ خود نا دانندہ نیست پس در ظل او جائز است پس بحسب حال اختلاف ممکن باشد۔ پس این علم کہ خاص است باو سبحانہ است چنانکہ او با تنزیہ است حالانکہ تشبیہ او تنزیہ را زائل ودور نمیکند۔ وممکن است کہ تاویل کردہ شود درک بجہل از کیف تنزیہ وجہل ازو بدرک۔ پس جہل درک است ودرک جہل۔ پس این ہر دو قول باہم موافق آمدند کہ قول او صلعم است ما عرفناک حق معرفتک یعنی نشناختیم ترا حق شناخت تو۔ مراد انکہ شناختہ شد از حیثیت بوجود او نہ از حیثیت کنہ او کہ ما ھو ای چہ داو است۔ و قول او صلعم عرفناک حق معرفتک یعنی شناختیم ترا حق شناخت تو۔ این قول یعنی شناختیم ترا الخ مع جہل است از معرفت کنہ یا مع معرفت کنہ است برحسب حال۔ پس ہر دو قول باہم موافق آمدند۔ وممکن است کہ این قول او صلعم از متشابہات است از انکہ علم وجہل در چیزے باہم عارض آمدند پس جہل باقی ماند۔

ما عرفناك حق معرفتك

عرفناك حق معرفتك

وهو فی حاله صلعم ممنوعٌ واعلم انه سبحانه وراء الوراءِ عن درکِ حادثٍ لا فی حد ذاته وصفاته والا ش اے ان کان وراءُ الوراء فی حدِّ ذاته وصفاتِه فالثبوتُ من نفیِ النفیِ المذکور لزم النفیُ عن الثابت علی التسلسلِ فلا یثبتُ القِدمُ فمایُدرَکُ بالکیفِ هو بتشبیهِ حادثٍ وما یُدرَکُ بلاکیفٍ هو عدمٌ سابقٌ ولاحقٌ او دلالةٌ وربطٌ فتمّ حد الادراکِ وهو سبحانه وراءُ الوراءِ عن درکِ حادثٍ فهذا حقٌ ولا نزاع ولا استقرارُ علیه اهونُ واللّٰهُ بالغُ امرِهٖ ؕ قد جعل اللّٰهُ لِکلِّ شیءٍ قدرًا ؕ اللّٰهمّ صلّ وسلّم علی محمّدٍ نبی الرحمةِ وعلی انوارہ کما تحبّہ وترضاہُ وشفّعه فینا وترحّمنا بہٖ

ترجمہ واین در حالِ او صلعم ممنوع ہست۔ وبدانکہ ہر آئینہ او سبحانہ از درکِ حادث وراء الوراء است یعنی بیش از بیش است نہ در حدِ ذات او ونہ در صفاتِ او۔ ورنہ اگر در حدِ ذات وصفاتِ خود وراء الوراء بودے پس از نفیِ نفیِ مذکور ثبوتے کہ متحقق است بدینطور کہ این نفیِ آخر کہ نفیِ سابق است گویا نفیِ نفی میکند پس ثابت متحقق میشود ازین ثبوتِ ثابت بنا برتسلسلِ نفی از ثابت نفی لازم آمدے پس قدم ثابت نشدے پس آنچہ بکیف دریافت شود او است بہ تشبیہِ حادث وآنچہ بلاکیف ادراک شود او عدمِ سابق ولاحق است یا دلالت وربط است۔ پس حدِ ادراک تمام شد واو سبحانہ از درکِ حادث وراء الوراء ہست واین حق است ونیست نزاع یعنی خصومت وکشیدگی۔ وقرار گرفتن بر او آسان تر است وَاللّٰهُ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا کہ در سورۂ طلاق رکوع اول است۔ یعنی خدائے برتر رسانندۂ امرِ خود است۔ تحقیق خدائے برتر برائے ہر شے اندازہ نہادہ است۔ اللّٰهم صل وسلم علی محمدٍ نبی الرحمة وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفّعہ فینا وترحمنا بہ۔ ترجمہ اش در بحثِ سابق گذشت ✤

ذکر کیفیۃ اثبات مرتبۃ الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق

ذکر کیفیۃ اثبات مرتبۃ الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ❊ قال سبحانہ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون الایۃ **اصل** اذا موضوعۃ لزمان متضمنۃ لمعنی شرط فوجود شرط بوقوع فعل فاعل مقید بزمان وجزائہ متصل بزمان شرطہ کما یوم یقول لہ کن فیکون الایۃ مصرح زمان فان کان فعل متعدیا ففعل واقع بین فاعلہ ومفعولہ تعلق خارجی لا ذہنی وخلاف الشرط والجزاء دلیل علی حدوث الشرط والجزاء ❊

ترجمہ این ذکر بیان مرتبہ حجابست درمیان قدیم وحادث ومرتبہ ایست ثابت کہ از حجاب تعبیر کردہ شود پس دریں ذکر بیان اوست

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفع وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمود سبحانہ در سورہ یٰس رکوع آخر انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون الایۃ یعنی جزاین نیست کہ امر او چون ارادہ کند چیزے را آنکہ گوید او را بشو پس بشود - **اصل** - لفظ اذا برای زمان موضوع است - ومتضمن است معنی شرط را - پس وجود شرط ثابت شود بواقع شدن فعل فاعل کہ مقید بزمان باشد - وجزای شرط متصل بزمان شرط خود است لہذا ایجا جزای شرط اذا از زمان شرط متصل شود چنانچہ این آیہ کریمہ کہ در سورہ انعام رکوع نہم ست یوم یقول لہ کن فیکون الایۃ تصریح کنندہ زمان است یعنی در آن روز گوید او را بشو پس بشود - واگر فعل متعدی باشد پس فعلی کہ درمیان فاعل او ومفعول او واقع است آن فعل تعلق خارجی است نہ ذہنی - وخلاف شرط وجزا دلیل است برحدوث شرط وجزا -

اصل اذا موضوع لزمان متضمن معنی شرط الخ

در فعل متعدی فعلی کہ درمیان فاعل ومفعول واقع است تعلق خارجی است نہ ذہنی

بیان کیفیت مرتبہ حجاب کہ درمیان قدیم وحادث است

تفسیر کریمہ انما امرہ اذا اراد شیئا الخ

قاعدہ حرف اذا وخواص او کہ متضمن معنی شرط وموضوع برائی زمان است

فوضح بتعلق بین الامر والارادۃ والقول کل واحد منہم حادث الذی ظاہر من فعل فاعل قدیم بقیامہ الحقیقی بہ اذ اذا یقتضی فعلاً و فاعلاً خارجین قبل ایقاع الفعل والا الایقاع من معدوم ممتنع عقلاً لا حادث الذی کائن اثراً لامر بقیامہ المجازی بہ۔ فالظاہر الذی وصف فاعل زائد علی صفۃ زائدۃ علی الذات حادث غیر مخلوق اذ وصف الموصوف لقائم بہ بقیام حقیقی لا مخلوقہ اذ المخلوق بقیامہ المجازی و الکائن الذی اثر امر و فعل فاعل حادث مخلوق فالحادث الذی غیر مخلوق حجاب بین فعل فاعل قدیمین وحادث الذی مخلوق بحفظ حدہما

ترجمہ۔ پس بہ تعلقی کہ درمیان امر و ارادت و قول است ظاہر شد کہ ہر واحد ازانہا حادثی است ظاہر یعنی نمودار از فعل فاعل قدیم بقیام حقیقی خود باں فاعل قدیم یعنی ہر یک ازینہا کہ بافاعل قدیم قیام حقیقی دارد بواسطۂ فعل فاعل قدیم بطور حادث نمودار آمدہ ظاہر شد۔ ازانکہ اذا فعل و فاعل ہر دو را در خارج پیش از ایقاع یعنی واقع کردن فعل میخواہد ورنہ ایقاع از معدوم عقلاً یعنی از روی عقل ممتنع است۔ نہ ہر واحد ازانہا حادثی است کائن بطور اثر برای امر بقیام مجازی خود باں فاعل قدیم یعنی اینہا حادث کائن نیند کہ امر را اثر باشند و با فاعل قدیم قیام مجازی دارند۔ بلکہ ہر سہ از فعل فاعل قدیم حادث بظہور آمدہ بواسطۂ این فعل با فاعل قدیم قیام حقیقی می دارند۔ پس ظاہری کہ از فعل فاعل قدیم بقیام حقیقی باں بحدوث نمودار آمدہ آنکہ او وصف فاعل قدیم است زائد صفتی کہ زائدہ است بر ذات این ظاہر حادث غیر مخلوق است ازانکہ وصف موصوف است کہ ہر آئینہ این وصف باں موصوف قائم بقیام حقیقی است نہ مخلوق آں موصوف است ازانکہ مخلوق بخالق خود قائم بقیام مجازی است۔ و کائنے کہ اثر امر و فعل فاعل است این کائن حادث مخلوق است۔ پس حادثی کہ غیر مخلوق است او حجاب است درمیان فعل و فاعل کہ ہر دو قدیم اند و درمیان حادثی کہ مخلوق است۔ و ہمیں حجاب است کہ حد ہر دو محفوظ دارد یعنی فعل و فاعل ہر دو قدیم و حادث مخلوق را بحد خود نگاہ دارد ؏

خلاف شرط و جزا دلیل است بر حدوث شرط و جزا ہر یک از امر و ارادت و قول متعلقین فیما بینہم حادثی است کہ از فعل فاعل قدیم ظاہر است بقیام حقیقی بہ او

تعریف حادث ظاہر

تعریف حادث کائن کہ اثر او است۔

بیان حادث غیر مخلوق

بیان آنکہ امر و ارادت و قول او تعالی از فعل قدیم او بتعلقی کہ درمیان شان است و بقاعدہ اذا حادثی است ظاہر از فعل فاعل قدیم نہ حادثی است کائن اثر امر الخ۔

تعریف حادث ظاہر کہ از فعل فاعل قدیم است۔

تعریف حادث کائن کہ اثر امر است۔

بیان حادث غیر مخلوق کہ حجاب است درمیان فعل و فاعل قدیم و حادث مخلوق الخ

حادثِ مخلوق دلیل بر حجاب و قدیم است

والحادث المخلوق دليل على الحجاب والقديم وحفظ الحدين
بتعلق القديم بلا واسطة الحجاب بحادث مخلوق ممتنع
عقلا فليحفظ الفكر عن الزيغ ومن ورائه ان كان الامر
قديما فكان الذى اثره معه فى القدم تعاقبا رتبيا فليس
الاثر قديما فليس الامر قديما وقال صلعم كان الله ولم يكن
معه شئ الحديث غير قديم وان كان الامر حادثا مخلوقا
لزم فوقه امر اخر فتسلسل فثبت ان الامر حادث غير
مخلوق من حيثية وصف امر بزيادته على صفة زائدة
على الذات فهو حجاب كما ذكر والكونية الحادثة التى هى اثر
للامر ان لم تكن بايقاع فعل الذى حجاب من فاعل

امر و اثر قدیم نیست و دلائل او

کونیت حادثہ اثر او است

بیان آنکہ حادثِ مخلوق دلیل است بر حجاب قدیم

بیان آنکہ [illegible]

امر و اثر قدیم نیست شرع دلائل او

معنی حدیث کان اللہ ولم یکن معہ الخ

[illegible]

ترجمہ۔ واین حادثِ مخلوق دلیل است برین مرتبہ حجاب و قدیم از حدوثِ خود بر حجاب حادث و از خلق خود
بر خالقِ قدیم۔ و نگاہداشتِ ہر دو حدِ مذکورہ درین تعلق کہ قدیم را با حادثِ مخلوق است بلا واسطہ
حجاب عقلاً ممتنع است زیرا کہ ہمین کجی واسطہ حجاب واسطہ تعلق است درمیان قدیم و حادثِ مخلوق و ہم
حاجب و نگاہدارندہ است حد ہر دو۔ پس باید کہ فکر را از کجی نگاہ دارد۔ و علاوہ ازین اگر امر قدیم باشد
پس کائنی کہ اثر امر است با او باشد در قدم بطور تعاقبِ رتبی نہ از روے حقیقی ورنہ این امر
ناقص و ضعیف است تا آنکہ امر حالانکہ اثر متعاقب امر است یعنی از امر پس آیندہ است از روے
تعاقبِ حقیقی نہ رتبی یعنی اثری کہ از امر است و پس امر در حقیقت می باشد نہ بطور رتبہ پس اگر چنین شمردہ
شود درینجا این اثر با امر بسبب اتصال و قربت ثابت شود و امر ناقص و ضعیف آید تا آنکہ امر۔ پس ظاہر شد کہ اثر
نیست قدیم و آنکہ امر ہم قدیم نیست و فرمود صلعم کان اللہ ولم یکن معہ شئ الحدیث یعنی بود خدا
برتر و با او چیزے نبود۔ مطلب آنکہ خدای برتر قدیم است ہیچ شئ با او نبود یعنی با او نبود غیر قدیم پس چیزیکہ با او
نبود حادث شد قدیم نیست۔ واگر این امر حادث مخلوق باشد بالای او امری دیگر لازم شود پس تسلسل پیش آید
پس ثابت شد کہ ہر آئینہ این امر حادثِ غیر مخلوق است از حیثیت وصف امر کہ این وصف زیادت است
بر صفت زائدہ کہ زائد بر ذات است و این حجاب است چنانچہ مذکور آمد۔ و کونیتِ حادثہ آنکہ او اثر است
برای امر اگر بواقع کردن فعلے کہ او از فاعل حجاب است حادث و واقع نہ شود۔

لزم استعداد الکونیۃ فی الکائن خارجا قبل الامر والایقاع
فلزم قدم استعداد کونیۃ الکائن فلاشیٔ یلزم
عدمھما شیٔ ای الکونیۃ والکائن فکیف امر الوجود
علی الموجود وکیف قدم استعداد الکونیۃ فی شیٔ الذی
موجود من العدم وقول اللہ سبحانہ الا لہ الخلق
والامر تبارک اللہ رب العلمین ۝ دلیل علی کونیۃ
الکائن بتخلیقہ فقط۔ والظروف متضمنۃ شرط
علی الاصل المذکور فالتجلی المذکور فی قولہ سبحانہ
فلما تجلی ربہ للجبل الایۃ حجاب حادث وتفکر فیما لم
تذکر ظروف متضمنۃ شرط علیہ فتجد علی الاصل المذکور

ترجمہ۔ استعداد کونیت در کائن پیش از امر وایقاع از روی خارج لازم شود پس قدم استعداد
کونیت کائن لازم آید یعنی استعداد کونیت را قدم لازم شود۔ وعدم ہر دو لازم نشود یعنی کونیت
وکائن ہر دو را عدم لازم نیاید پس امر وجود برایں موجود چگونہ شود۔ وقدم استعداد کونیت
در چیزی کہ او از عدم موجود آمدہ چگونہ ثابت شود یعنی چیزی کہ او از عدم بوجود آمدہ در وقدم
استعداد کونیت چگونہ ثابت آید۔ وقول خدای سبحانہ کہ در سورہ اعراف رکوع ہفتم است الا
لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العلمین ۝ یعنی آگاہ شو کہ برای اوست سبحانہ خلق وامر
صاحب برکت است خدا کہ پروردہ عالمیان است۔ ایں دلیل است بر کونیت کائن یعنی شدن شوندہ
بہ آفریدن او سبحانہ فقط یعنی چوں خلق وامر باو سبحانہ منحصر شد پس ہیچ آفریدہ نشود مگر بامر وخلق
او سبحانہ پس کونیت ہیچ کائن نشود مگر بآفریدن او پس شدن شوندہ بآفریدن او سبحانہ است فقط وظروف
کہ متضمنہ شرط اند بر اں قاعدہ مذکورہ اند۔ یعنی وجود شرط شاں بوقوع فعل فاعل است کہ مقید بزمان
باشد وجزای شرط شاں بزمان شرط خود متصل باشد۔ پس تجلی کہ مذکور است دریں قول حق سبحانہ فلما
تجلی ربہ للجبل الآیہ در سورہ اعراف رکوع ہفدہم یعنی وہر گاہ کہ پروردگار او برای کوہ تجلی فرمود الخ ایں
تجلی حجاب حادث است۔ وہمچنیں فکر کن در آنچہ کہ از ظروف متضمنہ شرط مذکور نیامدہ پس بیابی بر قاعدہ مذکورہ
یعنی آں ظروف متضمنہ شرط کہ مذکور نیامدہ برایں ظروف مذکورہ در آنہا فکر کنی پس بر اصل مذکورہ بیابی۔

الا لہ الخلق والامر

فالتجلی المذکور فی قولہ سبحانہ حجاب حادث

تفسیر آیت الا لہ الخلق والامر الخ

بیان آنکہ تجلی مذکور در قولہ تعالی فلما تجلی ربہ
للجبل الخ حجاب حادث است

فاعلم ان الحجاب معتبرہ بظل کما قال سبحانہ کیف
مد الظل الآیۃ والظل بقیامہ الحقیقی بہ والمخلوق
ظل الظل بقیامہ المجازی بہ فیمکن ان الظل
المذکور فی الآیۃ الکریمۃ یعتبر باحد منہما مع لحاظ تفاوت
فیہما شئ قیاما حقیقیا ومجازیا کما فی ذکر
کیفیۃ تفسیر الکریمۃ الم تر الی ربک کیف
مد الظل ۔ واللہ تعالی اعلم
بالصواب + اللہم صل وسلم
علی محمد نبی الرحمۃ وعلی
جمالہ کما تحبہ
وترضاہ وشفعہ فینا
وترحمنا بہ

ترجمہ پس بدانکہ ہر آئینہ حجاب بہ ظل تعبیر کردہ شود چنانچہ فرمود سبحانہ
در سورۂ فرقان رکوع پنجم کیف مد الظل الآیہ یعنی چگونہ دراز کرد ایں سایہ را
وظل بذی ظل بقیام حقیقی خود داشت۔ ومخلوق ظل ظل یعنی سایہ از سایہ است
بقیام مجازی خود بذی ظل۔ وممکن باشد کہ ہر آئینہ ایں ظل کہ در آیت کریمہ مذکور
است بیکے از ہر دو تعبیر کردہ شود مع لحاظ تفاوت دریں ہر دو یعنی از روئے
قیام حقیقی ومجازی چنانچہ در ذکر کیفیت تفسیر ایں کریمہ کہ در سورۂ فرقان
رکوع پنجم است الم تر الی ربک کیف مد الظل یعنی آیا ندیدی
سوئے پروردگار خود کہ چگونہ ایں سایہ را دراز فرمود واللہ
تعالی اعلم بالصواب وخدائے برتر بدرستے دانا تر است +
اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ
کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا
وترحمنا بہ + ترجمہ ایں درود شریف بالا نوشتہ آمد

ان الحجاب معتبر بظل کما
کیف مد الظل الآیۃ
والمخلوق ظل الظل

فیمکن ان الظل المذکور
یعتبر باحد منہما مع لحاظ
تفاوت فیہما +

بیان آنکہ حجاب معتبر بظل است بقیام حقیقی
بذی ظل چنانچہ در قول سبحانہ کیف مد الظل
الآیۃ ومخلوق ظل الظل است +

بیان امکان آنکہ ظل کہ در کریمہ
است بہر دو ظل تعبیر کردہ ش
بتفاوت لحاظ قیام حقیقی
ومجازی +

ذکر کیفیة تحقیق حقیقة القرآن المجید

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی اله واصحابه واتباعه اجمعین ٭ فاعلم ان فی تحقیق حقیقة القرآن المجید انواعًا منها انه قدیم من حیث انه کلام الله تعالی هو وصف لنفسه الکریم القدیم زائد علی الذات فلا یمکن ان یسمعه الحادث ویدرک حقیقته ولا یتقلل ولا یتکثر ولا یتبعض ولا ینتفی وهو سبحانه مع صفاته وراء الوراء عن الدرک الحادث ومنها انه حادث غیر مخلوق فی مرتبة الحجاب من حیث انه ظهر مع حروف وترکیب وصوت یلیق بشانه تعالی من کلامه تعالی

ترجمه

این ذکر بیان تحقیق حقیقت قرآن مجید هست

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی اله واصحابه واتباعه اجمعین ۔ پس بدانکه هر آئینه در تحقیق حقیقت قرآن مجید انواع است ۔ از آنها یکی آنکه او قدیم است ازین حیثیت که او کلام خدای برتر است که او وصف است برای نفس کریم که او قدیم است واین وصف زائد بر ذات است ۔ پس ممکن نباشد که حادث او را بشنود وحقیقت او را ادراک کند یا حقیقت او فهمیده شود ونه این قلت می پذیرد ونه کثرت یعنی کم وبیش نمیشود ونه بعض تواند ونه نفی می شود بلکه او سبحانه مع صفات خود وراء الوراء هست از درک حادث ۔ واز آنها یکی آنکه او حادث غیر مخلوق است در مرتبه حجاب ازین حیثیت که او ظاهر شد از کلام او تعالی مع حروف وترکیب وصوتے که دریافته تواند ولایق شود بشان او تعالی ٭

ذکر کیفیت تحقیق حقیقة القرآن المجید ۔

منها انه قدیم من حیث انه کلام الله الخ وصفه ٭

منها انه حادث غیر مخلوق فی مرتبة الحجاب مع حروف وترکیب وصوت الخ

بیان کیفیت تحقیق حقیقت قرآن مجید ٭

بیان آنکه یکی قرآن مجید کلام قدیم صفت نفس قدیم اوست تعالی زائد بر ذات

یکی آنکه قرآن مجید حادث غیر مخلوق است در مرتبه حجاب مع حروف و ترکیب وصوت آنچه لائق اوست تعالی

وایهام وصف نفس کریم قدیم است زاید بر صفت ذاتیه ٭

فهو وصفٌ قائمٌ بنفسه الكريم القديم بقيامٍ حقيقيٍ زائدٌ على الصفةِ الذاتية وان لم يكن بحروفٍ وتركيبٍ وصوتٍ فلا تُمكن استفادةٌ وافادةٌ للمستفيد ✤

هٰذا ما كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاۤئِ حِجَابٍ الآيه كما يُكلِّمُ الروحُ بصفتِها الذاتية بزيادتٍ حادثةٍ عليها بقيامٍ حقيقيٍ بها وَفِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ مع تفاوتِ كيفيةِ القيامِ فيهما ش اى كلامُ الله تعالى الذى هو حجابٌ وكلامُ الروح الذى هو حجابٌ هم قياماً حقيقياً ومجازياً به سبحانه فانه يسمع من سمع عالم المثال ويُفهم حقيقتهُ كما قال سبحانه لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

ترجمہ واو وصف است قائم بقیام حقیقی بنفس کریم او کہ قدیم است وایں وصف زائد بر صفت ذاتیہ است۔ واگر ایں وصف حجابی حادث غیر مخلوق بحروف وترکیب وصوت نباشد پس استفادہ وافادہ یعنی فائدہ گرفتن ودادن برائی مستفید یعنی نفع گیرندہ ممکن نباشد۔ وہمیں معنی یعنی مراد است ازیں آیت کریمہ کہ در سورۂ شوریٰ رکوع پنجم است مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاۤئِ حِجَابٍ الآیہ یعنی برائی بشر نیست اینکہ او را خدائی برتر کلام کند مگر از روی وحی یا از روی حجاب۔ چنانچہ روح کلام میکند بصفت ذاتیہ خود بواسطۂ زیادت حادثہ کہ بر صفت ذاتیہ است بقیام حقیقی باں صفت یعنی زیادتی کہ بر صفت ذاتیہ حادث وپیدا یعنی ظاہر شدہ بر قیام حقیقی دارد بواسطۂ ایں زیادت حادثہ روح بصفت ذاتیہ کلام میکند۔ وازیں آیت کریمہ کہ در سورۂ ذاریات رکوع اول است وَفِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ یعنی در نفسہائی شما آیا پس نمی بینید۔ مع تفاوت کیفیت قیام کہ دریں ہر دو ہست یعنی کلام خدائے برتر آنکہ او حجاب است۔ وکلام روح آنکہ او حجاب است اند وی قیام حقیقی ومجازی است باو سبحانہ۔ پس ہر آئینہ او شنیدہ می شود از شنوائی عالم مثال وحقیقتش فہم کردہ ودانستہ شود چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ واقعہ رکوع سوم لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ الآیہ

معنی آیت ما کان لبشر ان یکلمه الخ

تکلم روح بصفت ذاتیہ کما فی انفسکم الآیہ کہ ہمچو کلام حجابی […]

وکلام حجابی بسمع عالم مثال شنیدہ […] وحقیقتش مفہوم شود کہ قول […]

تفسیر آیۂ لا یمسہ الا المطہرون الآیہ۔

ای لا یسمعونه ولا یفهمون حقیقته الا المطهرون من رجس
الاٰثام الظاهرة والباطنة اذ هو یتعلق بعالم المثال ولا
یکون اهله الا المتقون فلا یمسّ مضارعٌ ویتقلل ویتکثر
ویتبعض ویتنفی کما قال سبحانه لا یکلمهم الله یوم
القیامة الاٰیة فکتب الله تعالیٰ وکلامه تعالیٰ بالانبیاء و
الاولیاء والملائکة علیٰ نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام
من هذا شیٔ ای من انه حادثٌ غیر مخلوقٍ فی مرتبة
الحجاب من حیث انه ظهر مع حروفٍ وترکیبٍ وصوتٍ یلیق
بشانه تعالیٰ من کلامه تعالیٰ وفی سنن ابی داؤد و
البیهقی فی کتاب الاسماء والصفات عن عبد الله ابن
مسعودٍ رضی الله عنهما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

وکتب او تعالیٰ وکلام بانبیاء و اولیاء وغیره حادث غیر مخلوق مع حروف وترکیب وصوت آنچه لایق آنست در مرتبه حجاب است ۔

حدیث عبد الله ابن مسعود اذا تکلم الله الخ

ترجمہ ای لا یسمعونه ولا یفهمون حقیقته الا المطهرون من رجس
الاٰثام الظاهرة والباطنة یعنی او را مس ولمس نمی کنند مگر پاکیزگان مراد آنکه او را نمی شنوند
ونه حقیقتش می فهمند مگر آنانکه طاهر و پاکیزه شده اند از نجاست گناهان ظاهره و پوشیده ۔ از آنکه او
بعالم مثال تعلق دارد و او را اهل نمی باشند مگر پرهیزگاران ۔ پس لا یمسّ اینجا بمعنی مضارع
است ۔ ومی تواند که این نوع کلام قلیل وکثیر وکم وبیش شود وبعض ونفی شود چنانچه فرمود
حق سبحانه لا یکلمهم الله یوم القیامة الاٰیه یعنی کلام نکند خدای برتر ایشان
را روز قیامت الخ پس کتابهای خدای برتر ۔ وکلام او تعالیٰ با انبیاء و اولیاء و ملائکه علیٰ نبینا
وعلیهم الصلوٰة والسلام ازین نوع است ۔ یعنی آنکه او حادث است غیر مخلوق در مرتبه
حجاب ازین حیثیت که ظاهر شد مع حروف و ترکیب و صوتے که زیبا شود بشان
او تعالیٰ از کلام او تعالیٰ ۔ و در سنن ابو داؤد و بیهقی است در کتاب اسماء وصفات
از عبد الله ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنهما قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم

کتابهای او تعالیٰ وکلام او با انبیاء و اولیاء وغیره حادث غیر مخلوق مع حروف وغیره از حیثیت او که لائق شان او است تعالیٰ از مرتبه حجاب

اِذَا تَکَلَّمَ اللّٰہُ بِالْوَحْیِ سَمِعَ اَھْلُ سَمَاءِ الدُّنْیَا صَلْصَلَۃً کَجَرِّ السِّلْسِلَۃِ عَنِ الصَّفَا وَلَا یَزَالُوْنَ کَذٰلِکَ حَتّٰی یَاْتِیَھُمْ جِبْرِیْلُ فَاِذَا اَتَاھُمْ جِبْرِیْلُ فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِھِمْ قَالُوْا یَا جِبْرِیْلُ مَاذَا قَالَ رَبُّکَ فَیَقُوْلُ الْحَقُّ فَیُنَادُوْنَ الْحَقُّ الْحَقُّ رواہ الآ فکیف یحیط الحادثُ قدیمًا وکیف یتنفی ویتبعض ویتقلل ویتکثر قدیم وما ھو متکلم بہ علیٰ وصفہ حدوثًا وقدمًا ش

ھٰذا یوافقُ بقولِ صاحب المعتبر والرازی فی المطالب العالیۃ اَنَّ کلامہ یرجع الی ما یحدثہ من قدرتہ وارادتہ لقائمٌ بذاتہ کما فی شرح الفقہ الاکبر لملا علی القاری انتھٰی ای اَنَّ کلامُ اللہ تعالیٰ الذی صفۃ یرجع الی ما

ترجمہ اذا تکلم اللّٰہُ بِالْوَحْیِ سَمِعَ اَھْلُ سَمَاءِ الدُّنْیَاءِ صَلْصَلَۃً کَجَرِّ السِّلْسِلَۃِ عَنِ الصَّفَا وَلَا یَزَالُوْنَ کَذٰلِکَ حَتّٰی یَاْتِیَھُمْ جِبْرِیْلُ فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِھِمْ قَالُوْا یَاجِبْرِیْلُ مَاذَا قَالَ رَبِّی فَیَقُوْلُ الْحَقُّ الْحَقُّ یعنی فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چوں کلام کند خدا بوحی بشنوند اہل آسمانِ دنیا صَلْصَلَۃ یعنی آوازی مثل کشیدن زنجیر از کوہ صفا وہمچنیں میباشند تا آنکہ جبرئیل نزدشاں بیاید۔ پس ہرگاہ کہ جبرئیل بیاید نزدشاں دفع کردہ شود بیم از دلِ شاں گویند ای جبرئیل چیست کہ ایں گفت پروردگار من پس گوید الحق یعنی حق است کہ میگوید پس ہمہ ندا میکنند ومیخوانند الحق الحق یعنی ایں حق است ایں حق است۔ اینجا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِھِمْ بمعنی دُفِعَ الْفَزَعُ عَنْ قُلُوْبِھِمْ ہست انانکہ فُزِّعَ از تفزیع بمعنی بے بیم گردانیدن آمدہ بصلہ عن کہ در صراح است پس حاصل آنکہ بیم از دلِ شاں دور کردہ شود ورنہ پس چگونہ احاطہ کند حادث قدیم را وچگونہ میتواند کہ نفی شود وبعض بعض شود وقلیل وکثیر یعنی کم وبیش شود قدیم۔ وآنچہ او کہ کلام کردہ شد بدو بر وصفِ خود است از روے حدوث وقدم۔

اینکہ گفتہ شد موافق می شود بقولِ صاحب معتبر ورازی کہ در مطالبِ عالیہ است کہ ہر آئنہ کلام او کہ باز گردد سوے آنچہ کہ اورا حادث میکند از قدرتِ خود وارادتِ خود البتہ قائم بذاتِ او است چنانچہ در شرح فقہ اکبر است کہ برائے ملا علی قاری است۔ انتہیٰ۔ یعنی ہر آئنہ کلامِ خدائے برتر آنچناں کہ باز گردد سوی چیزے

+ ای دُفِعَ الفزعُ عن قلوبھم التفزیع بے بیم گردانیدن بصلہ عن۔ صراح ۱۲۔

[illegible] اذا تکلم اللہ الخ

توافق کلام حجابی از عبارت فقہ اکبر بقول صاحب معتبر ورازی آنکہ کلامہ یرجع الی ما یحدثہ من قدرتہ الخ۔

ای مرتبۃ التی یحدثہا اللہ تعالیٰ من قدرتہ وارادتہ لقائم بذاتہ
تعالیٰ ھ وان کان الحجاب غیر ما ذکر بقیام مجازی ش اھ
مخلوقاً م فیرجع الکلام فی تحقیق ما وراء الحجاب وسمع الحادث
کلاماً قدیماً فیری ما یقال ومنہا انہ حادث مخلوق من حیثیۃ
الکتابۃ والقرءۃ من مخلوق والمعنی فی ذہنہ مع نسبتہ الحادثۃ
بکلام اللہ تعالیٰ من الحجاب واصلہ فالآیۃ الکریمۃ لا یمسہ
الا المطہرون علی معنی آخر ای لا یمسہ الا المطہرون من
الحدث ش الکبیر والصغیر ص فلا یمس نہی ج واللہ تعالیٰ اعلم
بالصواب۔ اللہم صل علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ
وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

یعنی قرآن مجید کلام حادث مخلوق است از حیثیت کتابت و قرائت مخلوق نیز در ذہن مخلوق مع نسبت حادثہ بکلام او تعالیٰ از حجاب و اصل حجاب

و درین معنی لا یمسہ اینجا بمعنی نہی است۔

ترجمہ یعنی سوی مرتبے کہ اورا حادث کند خدای برتر از قدرت خود وارادت خود البتہ او قائم است بذات
او تعالیٰ۔ واگر این حجاب بقیام مجازی است یعنی مخلوق است غیر آنچہ کہ مذکور آمد پس این کلام باز گردد در تحقیق
ماوراء حجاب و در شنیدن حادث کلام قدیم را پس دیدہ خواہد شد کہ چہ گفتہ شود۔ واز انواع کلام یکی آنست کہ او
حادث مخلوق است از حیثیت کتابت و قرائت یعنی نوشتن و خواندن از مخلوق۔ واز حیثیت معنی کہ در ذہن مخلوق
است مع نسبت حادثہ خود بکلام خدای برتر از حجاب و اصل او یعنی این کلام کہ حادث مخلوق است از حیثیت
فعل مخلوق مخلوق است بنا بر نوشتن و خواندن کہ فعل مخلوق است و از حیثیت معنی کہ او ہم صفت ذہنی مخلوق
است از ان نسبتی کہ اصلش مرتبۂ حجاب است کہ حادث غیر مخلوق آمدہ۔ پس این نسبت کہ او را بواسطۂ حجاب بکلام
خدای برتر است نسبتی است بقیام مجازی بنا بر فارقی کہ درمیان قدیم و حادث مخلوق است۔ و واسطۂ قیام
درین ہر دو از روی مجاز مرتبۂ حجاب است کہ حادث است اما غیر مخلوق است از آنکہ ز امر اوست بصفت ذاتیہ قدیمہ
کہ با قدیم او را باین واسطہ زیادت قیام حقیقی است پس باین نسبت و واسطہ این کلام حادث مخلوق کہ منسوب
بکلام خدا از حجاب است کہ اصل اوست محترم آمدہ ولمس او بمطہرون مقید کردہ شد۔ پس اینجا این آیت کریمہ لا
یمسہ الا المطہرون بمعنی دیگر است ای لا یمسہ الا المطہرون من الحدث الکبیر والصغیر
یعنی باید کہ او را مس نکنند مگر آنانکہ طاہر و پاکیزہ شدگان اند از حدث کبیر و صغیر یعنی از جنابت و حدث وضو۔ پس اینجا لا یمسہ
بمعنی نہی است واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب یعنی و خدای برتر بہتر داندہ است براستی و درستی این کلام۔ اللہم
صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

یعنی قرآن مجید کلام حادث مخلوق است از حیثیت کتابت
و خواندن مخلوق و معنی او در ذہن
مع نسبت حادثہ بکلام او تعالیٰ
از حجاب و اصل حجاب

اینجا برین مراد لا یمسہ بمعنی نہی است۔

ذکر کیفیۃ معیۃ اللہ تعالیٰ وقربتہ واحاطتہ بخلقہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ اعلم انما اللہ الٰہ واحد موجود خارج ش ای ما ہو مصداق لما فی علمہ متقدم مامنہ بوجودہ القدیم کما ہو باسمائہ وصفاتہ بغیر عرضیتہ وجوہریتہ وتقیدہ بزمان ومکان واتحادہ وحلولہ بغیرہ ولم یکن معہ شیٔ غیرہ فخلق ولم یکن محل الخلق فبعضہ محل لبعضہ من حیثیۃ تشخصہما الزائد علیٰ تشخص ماہیتہما ش لا من حیثیۃ تشخص ماہیتہما اذ ہو سریع فنائہم

ترجمہ این ذکر بیان معیت وقربت واحاطت او تعالیٰ است بخلق او تعالیٰ یعنی ہمرہی ونزدیکی وفراز گرفتن او تعالیٰ است بمخلوق خود ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ بدانکہ جز این نیست کہ اللہ کہ معبود واحد است کہ فرمود انما اللہ الٰہ واحد الآیۃ در سورۂ نساء رکوع بست وسوم ۔ او موجود خارج است یعنی آنکہ او مصداق ہست یعنی آنچہ کہ تصدیق بودہ است برای آنچہ کہ در علم است واین مصداق متقدم ہست از آنچہ کہ در علم است پس این ذات واحد کہ مصداق متقدم است پیش از آنکہ او در علم اوست بوجود خارج بودن ضروری ہست ۔ بوجود قدیم خود ہمچنانکہ او باسمای خود ہست وصفات خود ہست بغیر عرض بودن او وجوہر بودن او وقید شدن او بزمان ومکان ومتحد شدن او وحلول کردن او بغیر او یعنی نہ او عرض شود ونہ جوہر ونہ بزمان ومکان قید شود ونہ از غیر خود متحد باشد ونہ در وی حلول کند ونبود ہمراہ او چیزی غیر او باشد کہ وصف خلق است کہ خلق شود ۔ ونہ او برای خلق محل باشد چنانکہ در خلق بعض او بعض را محل است از حیثیت تشخص ہر دو ۔ واین تشخص زائد ہست بر تشخص ماہیت ہر دو ونہ آنکہ محل بعض است بعض را از آن خلق از حیثیت تشخص ماہیت ہر دو از آنکہ تشخص ماہیت سریع الفنا است یعنی فنای او با ماہیت خود چندان سبک است کہ مہلت محل گرفتن وشدن نمی یابد ۔

ذکر کیفیت معیتہ اللہ تعالیٰ قربتہ واحاطتہ بخلقہ تعالیٰ

بر آنکہ خدای واحد موجود است بوجود قدیم خود با... وصفات خود یعنی ... متقدم است برای آنچہ کرد...

از کر عرض وجوہر است و بقید زمان ومکان ...

بیان کیفیت معیت وقرب واحاطت او تعالیٰ بخلق

بیان آنکہ خدای واحد ... بوجود قدیم خود است ... وصفات خود است ... علم اوست او مصداق ... بیان آنکہ او از عرض وجوہر ... وبقید زمان ومکان ... وحلول بغیر او ... او چیزی غیر او ... محل خلق است ... بحیثیت تشخص ... بحیثیت تشخص ماہیت

فالله سبحانه معيٌ بخلقه وقريبهٌ ومحيطهٌ في آنٍ واحدٍ
ولا منافات بينها اذ لكلٍ واحدٍ منها وجهٌ خاصٌ لا يعارض
غيره فالمعية مستفادةٌ بموجودين بغير استيعاب اجزاء
المعي والقربة مستفادةٌ بموجودين باستيعاب اجزاء القريب
والاحاطة مستفادةٌ بموجودين بغير استيعاب اجزاء المحاط
فالفرق بين المعية والاحاطت بمعناهما فالمعية والقربت
والاحاطة كلها ذاتيةٌ مع ش اي الله سبحانه معيٌ وقريبٌ
ومحيطٌ بذاته تعالت وتقدست مہ فوصفيةٌ مع ش اي
معيتهُ وقربتهُ واحاطتهُ صفاته ايضًا مہ معها ش
اي مع الذات مہ وجوبًا قد دلت نصوص القرآنية عليها صراحةً

ترجمہ۔ پس اللہ سبحانہ بخلقِ خود معی است یعنی با اوست و قریب اوست و محیط اوست در آن واحد و میان
اینہا منافات نیست از آنکہ ہر واحد از اینہا وجہی خاص است کہ غیر خود را معارض نباشد۔ و آن اینکہ معیت
مستفاد است بموجودین بغیر استیعاب اجزای معی یعنی آنچہ کہ او بطریق فائدہ بدو موجود حاصل شدہ است
آن اجزای معی را یعنی او را کہ با اوست فرا نگیرد۔ و قربت مستفاد است بموجودین باستیعاب اجزای قریب
یعنی آنچہ کہ او بطریق فائدہ بدو موجود حاصل شدہ است آن اجزای قریب و نزدیک شوندہ را فراگیرد۔ و احاطت
مستفاد است بموجودین بغیر استیعاب اجزاے محاط یعنی آنچہ کہ او بطریق فائدہ بدو موجود حاصل آمدہ است
آن اجزای محاط یعنی فرا گرفتہ را فرا نگیرد۔
پس فرق درمیانِ معیت و احاطت بمعنائی آن ہر دو است یعنی با او شدن و فرا گرفتن
بغیر استیعاب اجزاے ہمراہ شدہ و فرا گرفتہ تفارق ہر دو ازین ہر دو معنی نمایان است۔
پس معیت و قربت و احاطت ہمہ ہا ذاتیہ اند یعنی خدای سبحانہ معی و قریب و محیطِ خلق است
بذات خود کہ برتر و پاک است۔ و اینہا ہم پس وصفیہ اند مع ذات یعنی معیت و قربت
و احاطت ہمہ بصفاتِ او سبحانہ ہست باینکہ او سبحانہ بدین صفات مع
ذات معی و قریب و محیط خلق است یعنی ہمراہ و نزدیک و فرا گیرندہ است۔
از روے وجوب کہ تحقیق دلالت میکند بر اینہا نصوص قرآنیہ یعنی آیاتِ کلام
شریف بطور صراحت +

وخدای سبحانہ بخلق خود معی و قربت و محیط است در آن واحد

تعریف معیت و قربت و احاطة

فرق درمیان معیة و احاطة +

و بیان آنکہ معیتہ و قربتہ و احاطتہ کلہا ذاتیہ و وصفیہ ہر دو اند بدلالت نصوص قرآنیہ فقط نہ وصفیہ کہ قول مخالفین است و جماعت است کہ رد کردہ شدہ

تعریف معیت و قربت و احاطت +

فرق معیت و احاطت

بیان آنکہ اینہمہ اوصاف ذاتیہ مع وصفیہ اند نہ فقط وصفیہ کہ قول مخالفین است۔

کما قال سبحانہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰابِرِیْنَ الآیہ وَاللّٰہُ مَعَکُمْ اَیْنَمَا
کُنْتُمْ الآیہ وَاِنِّیْ قَرِیْبٌ الآیہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ الآیہ وَاَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ
مُحِیْطٌ الآیہ وانّ اللہ قد احاط بکلِّ شیءٍ علماً الآیہ وَمَعَ ھٰذٖ
استوائہ تعالیٰ شانہ علی العرش بحالہ کما ھو عند اللّٰہِ
تعالیٰ علیٰ مذھبِ امامنا الاعظمُ رحمہ اللہ تعالیٰ وانّما
فرقۃٌ مخالفۃٌ لاھلِ سنۃٍ وجماعۃٍ قائلۃٌ بمعیۃٍ وقربۃٍ
واحاطۃٍ کلّھا وصفیۃً بنفی ذاتیۃٍ بحُجَجٍ عقلیۃٍ
بلزومِ الجھتین فی الذاتیۃ ولیس قرارُھا بمقابلۃِ النصوصِ
القرآنیۃِ ویُرَدُّ علیھم فی الوصفیۃ ما حجّوا بہ ش ای
لزومِ الجھتین م

ترجمہ۔ چنانچہ فرمود سبحانہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰابِرِیْنَ الآیہ در سورۂ بقر رکوع نوزدہم یعنی ہر آئینہ خدای
برتر با صبر کنندگان است یعنی ہمراہ شان است و با ایشان ہمی است الخ۔ وَاللّٰہُ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ
الآیہ یعنی و خدای برتر با شما است ہر جا کہ شما باشید الخ۔ وَاِنِّیْ قَرِیْبٌ الآیہ در سورۂ بقر رکوع بست و سوم
یعنی و ہر آئینہ من نزدیکم الخ۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ الآیہ در سورۂ ق رکوع دوم یعنی ما نزدیک تریم سوی
او الخ۔ وَاِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُحِیْطٌ الآیہ یعنی ہر آئینہ خدای برتر ہر شیٔ را فراگیرندہ است الخ۔ واِنَّ اللّٰہَ
قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا الآیہ در سورۂ طلاق رکوع دوم یعنی ہر آئینہ خدای برتر ہر شیٔ را از روی علم فرا
گرفتہ است الخ۔ و با وصفِ این استوای او تعالیٰ شانہ یعنی قرار گرفتن و ظاہر شدن او کہ برتر است شانِ او بر عرش
بحالِ خود ہست ہمچنانکہ او نزدِ خدای برتر است بر مذہبِ امامِ اعظم است رحمت کند او را خدای برتر۔ و جز این نیست کہ فرقۂ
مخالف برای اہلِ سنت و جماعت قائل اند بمعیت و قربت و احاطت کہ اینہا ہمہ از روی وصفیہ اند بنفیٔ ذاتیہ یعنی میگویند
خدای برتر بخلق ہمی و قریب و محیط با وصاف ہست نہ بذات بحجتہای عقلیہ بسبب لازم شدنِ جہتین در ذاتیہ یعنی
گویند کہ در صورتِ معیت و قربت و احاطت بذات در ذات دو جہت لازم شوند حالانکہ این دلائل عقلیہ را بمقابلہ
نصوص قرآنیہ قرار نیست کہ رد کردہ شود و بر آنان در وصفیہ آنچہ آنان با و حجت گرفتند بلزوم جہتین یعنی آنچہ آنان
در صورتِ ذاتیہ بدین صفات بلزوم جہتین حجت گرفتند پس این ہمہ حجتہای عقلیۂ شان ہمچنان در صورتِ وصفیہ
بر آنان رد کردہ شوند بایں طور کہ در صورتِ وصفیہ ہم لزوم جہتین لازم آید و قاعدہ کہ آنان از و حجت گرفتند ہم
بر آنان حجت شود پس ناچار بمعیت و قربت و احاطتِ ذاتیہ رجوع کنند یا قاعدۂ شان باطل گردد

و استوای او تعالیٰ بر عرش بحال خود است کہ نزد اوست و ہمین مذہب امام اعظم است رحمۃ اللہ علیہ +

استوای بر عرش او تعالیٰ ہمان است کہ نزد اوست کہ مذہب امام اعظم است رحمۃ اللہ علیہ +

وبدلائل الاحادیث الشریفة وهي ماولةٌ بمقابلة النصوص
القرانیة وباستدلال بانّ الله قد احاط بکلشیءٍ علماً
وهو لا یعارض الاحاطة الذاتیة وکذا المعیةُ والقربةُ
الذاتیة بل ثبتت الذاتیةُ والوصفیةُ بدلالة النصوص
القرانیة + فقول بعضٍ من اهل سُنّةٍ وجماعةٍ بمعیةٍ و
قربةٍ واحاطةٍ کلّها وصفیةً بنفي ذاتیةٍ محمولٌ علی
تشویش الفکر بمقابلة النصوص القرانیة الدالّة علی
الذاتیة فالمعیةُ من مرتبةٍ فعلیةٍ والقربةُ من مرتبةٍ
حقیقیةٍ والاحاطةُ معهما فان لم تکن معیةٌ وقربةٌ واحاطةٌ
کلّها ذاتیةً لزم مکانٌ لمکوّنٍ قدیمٍ وکائنٍ مخلوقٍ

ترجمہ وانچہ آنان بدلائل احادیث شریفہ حجتہا آوردند آنہمہ احادیث بمقابلہ نصوص قرآنیہ ماول شوند وانچہ
بایں آیت کریمہ استدلال یعنی دلیل گرفتہ اند کہ اِنَّ اللهَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّشَیْءٍ عِلْماً یعنی ہر آئنہ خدای ہر
ہر شی را از روی علم احاطہ کردہ و فرا گرفتہ ہست ایں کریمہ احاطت ذاتیہ را معارض نباشد۔ و ہمچنیں معیت و قربت
ذاتیہ است بلکہ ایں ہمہ ثابت اند ذاتیہ و وصفیہ ہر دو بدلالت نصوص قرآنیہ +

وقول بعض از اہل سنت وجماعت نسبت معیت و قربت و احاطت کہ ایں ہمہ وصفیہ
اند بہ نفی ذاتیہ مثل قول فرقہای مخالف ایں قول محمول است بر تشویش فکر شاں کہ
نصوص قرآنیہ است از انکہ نصوص بر ذاتیہ دال اند چنانچہ از آیات مذکورہ بصراحت
کہ خدائے برتر معی و قریب و محیط وست بذات خود بدلالت اسم ذات و ضمائر کہ
اطلاقش بر ذات شود۔ و معیتش از مرتبہ فعلیہ است۔ و قربت از مرتبہ حقیقیہ۔
احاطت مع فعلیہ و حقیقیہ ہر دو است یعنی از ہر دو مرتبہ است۔ و اگر معیت و قربت
و احاطت ہمہا ذاتیہ نباشند برائے مکوّن قدیم یعنی ہست آرندہ قدیم و کائن
مخلوق یعنی بہ ہست شوندہ کہ مخلوق است
مکان لازم شود +

قول بعض اہل سنت وجماعت بمقابلہ نصوص قرآنیہ دریں ہر سہ اوصاف بوصفیہ بہ تشویش فکر محمول شود

فالمعیت از مرتبہ فعلیہ و قربت از حقیقیہ و احاطت با ہر دو است

قول بعض اہل سنت دریں ہر اوصاف وصفا محمول بہ تشویش فکر است بمقابلہ نصوص قرآنیہ +

بیان آنکہ معیت از مرتبہ فعلیہ و قربت
از حقیقیہ و احاطت با ہر دو مرتبہ است

والظرف مقدم على المظروف فانظر ماذا ترى فى الظرفين
وكن مرفيما يرد على المخالفين الذى حجوا به مما من ضمن هذا
فالمعية والقربة والاحاطة بتجاوز بين مرتبتين لا لجهتين
لنفى المكانين وما ترى من مكان لكائن وهو بنسبة بينهما
لا بنسبة بين المكوّن والكائن لا ينافى نفى المكانين
على الاصل المذكور فهو سبحانه ليس بداخل فى
شئ غيره ولا بخارج منه ولا بحال فيه ولكنه
سبحانه معى وقريب ومحيط كما هو مذكور ـ فاعلم انما
المعية والقربة والاحاطة على نوعين من مرتبة قديمة فكيف
كلها مجهول وعامة لكلشئ ومضبوطة فى عقائد اهل سنة وجماعة

ترجمہ وظرف مقدم است بر مظروف پس نظر کن چیست آں کہ می بینی در طرفین ـ و لازم شود آنچہ کہ از ضمن این است رد آنچہ کردہ میشود بر مخالفین کہ آنہا بدو حجت گرفتند یعنی قول مخالفین کہ بلزوم جہتین حجت آوردہ از آنچہ کہ رد کردہ شود در ہم ازیں ضمن لازم شود کہ مخالفین بر وحجت گرفتند + پس ایں معیت و قربت و احاطت تجاوز است درمیان دو مرتبہ یعنی حقیقیہ و فعلیہ نہ در دو جہت بسبب نفی این ہر دو ا مکان ـ از انکہ در جہتین ہر مکون و کائن ہر دو ا مکان لازم آید و تقدم ظرف بر مظروف شود پس ببیں کہ در طرفین چہ پیش آید یعنی چارہ تحرز از لزوم جہتین نفی ہر دو مکان تسلیم شود ـ و آنچہ تو می بینی از مکان کہ برای کائن است حال اینست کہ او بنسبت است درمیانِ ہر دو یعنی درمیان مکان و کائن نہ بنسبت است درمیانِ مکون و کائن کہ ایں بر اصلِ مذکور منافی نیست ہر دو مکان را ـ از انکہ ایں ہمہ اوصاف تجاوز از میں مرتبتین ہنہ ایں تجاوز رتبی است بمعنی کہ محل و مکان فقط برای کائن است پس نسبتِ جہت در مکان و کائن است نہ در مکون و کائن لہذا ایں تجاوز رتبی بر اصلِ مذکور نفی ہر دو مکان را منافی نیامد کہ باہم یکی را دیگری نفی کنند ـ پس او سبحانہ در چیزی غیرِ خود داخل نیست ـ ونہ از و خارج است ـ ونہ در و حال است یعنی حلول کنندہ ـ ولیکن او سبحانہ معی و قریب و محیط است چنانچہ او مذکور آمدہ +
پس بدانکہ جز ایں نیست کہ معیت و قربت و احاطت بر دو نوع است یکی از مرتبہ قدیمہ است کہ کیفیت تمام آں مرتبہ مجہول است و برای ہر شئی ایں نوع عام است و در عقائد اہل سنت و جماعت مضبوط است یعنی مسئلہ ایں مرتبہ در عقائد اہل سنت و جماعت ضبط کردہ شدہ است +

ومکان برای کائن است بہ نسبتِ کہ درمیان مکان و کائن نہ درمیان مکون و کائن +

و او سبحانہ نہ داخل در چیزی غیر او و نہ خارج از او و نہ در او حلول کنندہ است ولیکن معی و قریب و محیط است چنانکہ مذکور آمد +

ومنہ مرتبۃٍ حجابیۃٍ فکیف کلّہا معلومٌ وخاصۃٌ للنبی و
الولی وغیر مضبوطۃٍ فی عقائدِ اہلِ سُنۃٍ وجماعۃٍ
لخصوصیتہا واذا تحققتِ المعیۃُ والقربۃُ والاحاطۃُ کلّہا
فی الموجودین فلا فی موجودٍ واحدٍ واللّٰہُ سبحانہ مع صفاتہ
الذاتیۃِ موجودٌ واحدٌ وصفاتہ الحجابیۃُ قائمۃٌ بہ بقیامٍ حقیقیٍ
لا مخلوقۃ ش فی الجملۃِ ادفاعُ زعمِ الذین زعموا مرتبۃً قدیمۃً
الی صفاتہ الذاتیۃ ومرتبۃً حادثۃً مخلوقۃً تاویلاً باطلاً الی صفاتہٖ
الحجابیۃ مع نفی وجودِ دونہما خلقاً وحکموا علیہا ما حکموا نعوذ باللّٰہِ
تعالیٰ منہ وحقٌ اَنَّ صفاتَ الموصوفِ لیست بخلقہٖ بل قائمۃٌ بہ
تعالی اللّٰہ عمّا یصفون م اللّٰہمّ صلِّ وسلِّم علی محمدٍ النبیّ
نورک وعلی انوارہٖ کما تحبہ وترضاہ وشفّعہ فینا وترحمنا بہٖ

ترجمہ و دیگر از مرتبۂ حجابیہ است کہ کیفیت تمام این مرتبہ معلوم است - و این نوع خاص است برای نبی و ولی
و مسئلۂ این مرتبہ در عقائد اہلِ سنت وجماعت غیر مضبوط است یعنی ضبط نہ کردہ شدہ است بسبب خصوصیتِ او
یعنی بسبب خاص شدنِ این مرتبہ برای نبی و ولی + ہرگاہ متحقق شود کہ معیت و قربت و احاطت ہمہ اینہا در
موجودین است یعنی اینہمہ ثابت آنند در موجودین پس نیستند در موجود واحد وحالانکہ خدای سبحانہ مع
صفات ذاتیۂ خود موجود واحد است - و صفات حجابیۂ او باو قائم اند بقیامِ حقیقی کہ نیستند مخلوقِ او
این فی الجملہ ادفاع یعنی دفع کردنِ زعم آنان است کہ زعم کردند مرتبۂ قدیمہ را تا صفاتِ ذاتیہ - و مرتبۂ حادثہ
مخلوقہ را از روی تاویلِ باطل تا صفات حجابیہ مع نفی وجود سوای این ہر دو از روی خلق یعنی
تا این دو مرتبہ جز وجود پنداشتند و علاوہ از ہر دو از روی خلق نفی وجود انگاشتند و حکم کردند
بر و آنچہ حکم کردند نعوذ باللّٰہ تعالی منہ یعنی پناہ میخواہیم بخدای تعالی از و - و حق اینست کہ صفات
موصوف نیستند بخلق موصوف بلکہ قائم اند بموصوف تعالی اللّٰہ عما یصفون یعنی برتر است
خدا از آنچہ کہ آنان وصف میکنند - اللّٰہم صل وسلم علی محمدن النبی نورک وعلی
انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ - خدایا درود و سلام بفرست بر محمد صلی اللّٰہ علیہ
وسلم آنکہ نبی است نورِ تو و بر انوار او ہمچنانکہ تو دوست داری او را و از و خوشنود شوی و شفیع گردان او را در میان ما و رحم کن

دوم از مرتبۂ حجابیہ کہ کیفش معلوم و خاص برای نبی و ولی است و بوجہ خصوصیت در عقائد غیر منضبط +

و خدای سبحانہ مع صفات ذاتیہ خود موجود واحد است و صفات حجابیہ قائم بقیام حقیقی باو است نہ مخلوق او است +

دیگر از مرتبۂ حجابیہ کہ کیفیتش معلوم و خاص است برای نبی و ولی و از این خصوصیت در عقائد غیر منضبط ماندہ است +

بیان آنکہ
خدای سبحانہ مع
صفات ذاتیۂ خود موجود
واحد است و صفات حجابیہ
بقیام حقیقی قائم باو است
نہ از و مخلوق است +

ذکر کیفیۃ منع تعبیر الھیولی من ذات اللہ سبحانہ والصورت من خلقہ ۱۲
من ذات اللہ سبحانہ والصورت
من خلقہ +

ذکر کیفیۃِ منع تعبیرِ الھیولیٰ من ذاتِ اللہِ سبحانہٗ والصورتِ من خلقہٖ

بسمِ اللہِ الرحمنِ الرحیمِ

تعبیر ہیولیٰ و صورت با صطلاح قوم است در شریعت نیست +

نحمد اللہ ونستعینہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ محمّدٍ ونستشفعہٗ وعلیٰ الٰہ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین + اِنّما الماھیۃُ التی یظہرُ منھا عارضٌ تُعبّرُ بھیولیٰ والعارضُ بصورتٍ فی محاورۃِ قومٍ لا فی الشریعۃِ الشریفۃِ فانّی اُصرّحُ ای ان کان العارضُ زائداً علی الماھیۃِ بقیامٍ حقیقیٍ بھا اصلاً لمنشائیتہا لہ وھو صفۃٌ ذاتیۃٌ فلیس بحادثٍ منھا وان کان زائداً علی الصفۃِ الذاتیۃ بقیامٍ حقیقیٍ بھا اصلاً لمنشائیتہا لہ فبالماھیۃِ عرضاً بواسطۃِ الصفۃِ الذاتیۃِ

تصریح عارض آنچہ زائد بر ماہیت است بقیام حقیقی صفت ذاتیہ است و آنچہ زائد است بر صفۃ ذاتیہ بقیام حقیقی این عرض ماہیت است بواسطہ صفۃ ذاتیہ مع امثال +

ترجمہ ۱۳ این ذکر در بیان آنکہ تعبیر ہیولیٰ از ذات خدای سبحانہ منع است و تعبیر صورت از خلق او

بسمِ اللہِ الرحمنِ الرحیمِ

بیان کیفیۃ منع تعبیر ہیولیٰ از ذات او سبحانہ و صورت از خلق او +

نحمد اللہ ونستعینہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ محمّدٍ ونستشفعہ وعلیٰ الہٖ واصحابہ واتباعہ اجمعین + جز این نیست کہ ماہیتی آنکہ از و عارض ظاہر می شود بہ ہیولیٰ تعبیر کردہ شود و عارض بصورت در محاورہ قومی نہ در شریعت شریفہ۔ پس من تصریح میکنم۔ یعنی اگر این عارض زائد است بر ماہیت بقیام حقیقی بآں ماہیت کہ اصل است برای عارض بسبب منشائیت خود یعنی ماہیت عارض را منشاء واقع شدہ کہ از و نشو یعنی بالیدگی عارض است۔ پس این عارض صفت ذاتیہ ہست و این از ماہیت حادث نیست۔ واگر این عارض زائد است بر صفت ذاتیہ بقیام حقیقی بآں صفت کہ اصل است برای این عارض بسبب منشائیت خود یعنی این عارض را صفت ذاتیہ منشاء آمدہ کہ از و نشو و بالیدگی این عارض است۔ پس این عارض بماہیت بطور عرض است بواسطۂ صفت ذاتیہ +

بیان تعبیر ہیولیٰ از ماہیت و عارض بصورت در محاورہ قوم است در شریعت نیست +

بیان آنکہ زائد بر ماہیت بقیام حقیقی صفۃ ذاتیہ ہست کہ از ماہیت حادث نیست +

بیان آنکہ عارض زائدہ بر صفۃ ذاتیہ بقیام حقیقی عرض ماہیت بواسطہ صفۃ ذاتیہ و این ہر دو حادث ہست مع امثالہ

فهو حادثٌ منهما ش کما زیدٌ قائمٌ و قاعدٌ فلان
صفته الذاتیة و لا ماهیة لکن تغیرٌ قیامه و قعو
قائمانِ بقیامٍ حقیقیٍ بصفته الذاتیة اصلاً لمنشأیتها له
فبماهیةٍ بواسطةِ صفة الذاتیة عرضاً فهما یحدثان
م فما هو بقیامٍ مجازیٍ لیس بصورتٍ لها اذ هو ماهیةٌ او عا
فان کان ماهیةً فهی قائمةٌ بنفسها فی معناها ش ای ما
لا عارضٌ م و ان کان عارضاً فله محل قیامه قائمٌ بقیام
و هو ماهیته قائمةٌ بنفسها فی معناها فهما علیٰ نسبةٍ بقیامٍ حق
بینهما فی معنیٰ هیولیٰ و صورةٍ لا علیٰ نسبةٍ بقیامٍ مجازیٍ فه
محاورتهم توافق فی الشریعةِ الشریفةِ فی ذاته سبحانه و
الذاتیة حتی مرتبةِ الحجاب ش کما ذکرتُ فی ذکر کیف
اثبات مرتبة الحجابِ م و لکن ما لنا ان نتبع محاورتهم فی الک

ترجمہ پس ایں حادث است از ہر دو یعنی از ماہیت و صفتِ ذاتیہ چنانچہ زید قائم و قاعد
پس ازیں قیام و قعود صفت ذاتیہ او تغیر نمی یابد و نہ ماہیت او و لیکن متغیر می شود قیام او
کہ ہر دو صفتِ ذاتیہ قائم اند بقیام حقیقی بنا بر اصل بسبب منشا بودنِ صفتِ ذاتیہ برای ہر دو
بواسطہ ایں صفتِ ذاتیہ قیام و قعود ہر دو بماہیت عرض آمدہ۔ پس ہر دو از ہر دو حادث اند یعنی
ذاتیہ و ماہیت پس آنچہ کہ او است بقیام مجازی برای ماہیت صورت نیست از انکہ او ماہیت ہست یا
پس اگر او ماہیت ہست پس او قائم است بنفسِ خود در معنائی خود یعنی در معنائی ماہیت ہست نہ در معنا
کہ عارض ماہیت باشد بلکہ ماہیت است بنا بر اعتبارِ معنی ماہیت آنکہ بنفسِ خود قائم باشد۔ و اگر
است پس برائی او محلِ قیام او باید کہ قائم بدیگری بقیام مجازی باشد و حال آنکہ ایں محل ماہیت او
خود قائم است در معنائی خود و آں بدیں عارض شدہ قیام گرفتہ ہست پس ایں ہر دو ماہیت و عارض
را محل آمدہ بنا بر نسبتی کہ بقیام حقیقی درمیان ایں ہر دو است در معنی ہیولی و صورت اند نہ بنا بر نسبتی
مجازی است چنانچہ خلق را با خالق با اختلافِ حقیقتین۔ پس ایں محاورۂ شاں موافق آمد در شریعت شریف
سبحانہ و صفات ذاتیہ او تا مرتبہ حجاب۔ چنانچہ بیان کردم در ذکر کیفیت اثبات مرتبہ حجاب۔ و لیکن نیست
پیروی کنیم محاورۂ شاں را در کلام ✤

ماہیتہ محل عارض است کہ از و قیام او ست مجازی ✤

محاورہ ہیولی و صورت در ذات و صفات او سبحانہ تا مرتبہ حجاب موافق آید

بیان ترجمہ
ماہیت آنست کہ قائم بنفس خود باشد و عارض آن بود کہ بمعنی خود

ماہیت محل عارض است کہ از و قیام او ست ✤
بقیام مجازی

محاورہ ہیولی و صورت در ذات و صفات او سبحانہ تا مرتبہ حجاب موافق آید و لیکن ما را اتباع محاورۂ شاں در کلام نباید ✤ ✤

محمدٍ مخصوصٌ بذاته صلعم مخلوقٌ من عدمٍ منتزعٌ من
من موجوداتٍ قديمةٍ شبهاً عنها بقيامٍ مجازيٍ بها وغيره
صلعم مخلوقٌ من عدمٍ منتزعٌ من تضمنِ موجوداته صلعم
عنها بقيامٍ مجازيٍ بها او من تضمن مسلوباته صلعم
مجازيٍ ملتزماً بموجوداته صلعم ش كما تعرف
ذكر كيفيةِ تخليقِ نورِ محمدٍ صلعم من نورِ الله سبحانه و
لوقُ كلُّه من نورِه صلعم م فلا يوافقِ تعبيرُ الهيولى
موجوداتٍ قديمةٍ والصورةِ من نورِ محمدٍ صلعم ومن غيره صلعم
لقيامهما المجازيِ وانّ الصورةَ بقيامٍ حقيقيٍ م الا في حدِ ذاته
وعوارضِها بقيامٍ حقيقيٍ بها وهكذا في غيرِه صلعم فالهيولى
صورتها حادثة مخلوقة فان لا يسلّم فانكارٌ من
مرتبةِ الخلقِ الثابتةِ بالنصيّةِ بقوله سبحانه

ترجمه و نورِ محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وسلم کہ مخصوص است بذاتِ او صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق از عدم است
از تضمن موجوداتِ قدیمہ بطور شبہ است از ان موجودات ودریں انتزاع تضمنی اورا بموجودات بقیام
مجازی است ۔ وغیرِ او صلی اللہ علیہ وسلم که ہم مخلوق است از عدم منتزع از تضمن موجودات او صلعم است
ازیں موجودات ودریں انتزاع تضمنی ہم اورا بایں موجوداتِ او صلعم قیام مجازی است یا غیرِ او
صلی اللہ علیہ وسلم که مخلوق از عدم است منتزع از تضمنِ مسلوباتِ او صلعم است بقیام مجازی که بموجودات
ایں مسلوبات ملتزم آمده یعنی بدوا التزام یافته بسبب خروج وخلق از عدم که او را سلب لازم است
شناسی ایں را در ذکر کیفیت تخلیقِ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم که از نورِ اللہ سبحانہ است و
مخلوق خدای سبحانه از نورِ او است صلی اللہ علیہ وسلم ۔ پس موافق نشود تعبیر ہیولی از موجوداتِ قدیمہ
و صورت از نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم و از غیرِ او صلے اللہ علیہ وسلم بسبب قیامیکه دریں ہر دو مجازی است و بانکه
صورت را به ہیولی قیام حقیقی است ۔ مگر ایں تعبیر موافق شود در حدِ ذاتِ او صلی اللہ علیہ وسلم و عوارض او
بسبب قیام حقیقی عوارض بذات ۔ وہمچنیں در غیرِ او صلعم ۔ و در ینصورت ہیولی مع صورت خود حادث مخلوق
گفته شد تسلیم نکرده شود پس ایں انکار است از مرتبه خلق که ثابت است بدلائل نصیه بفرمودن او سبحانه در سوره
رکوع اول

نور او صلعم مخصوص بذاتِ او
مخلوق است از عدم که منتزع
از تضمن موجوداتِ قدیمه
بقیام مجازی بطور شبه است
وغیر او صلعم ہمچنیں از و
از تضمن موجودات یا از
تضمن مسلوبات ملتزم بموجودات

تعبیر ہیولی از موجودات قدیمه
وغیر او صلعم موافقت نکند مگر در حدِ
ذات او و عوارض او صلعم بسبب قیام
حقیقی در ہر دو ۔

در صورت مذکوره ہیولی مع صورت حادث
مخلوق است ورنه انکار آید از مرتبه
خلق که بدلائل نقلیه وعقلیه ثابت
است که دریں مذکور آمده یا لزوم مسلوبات
آید برای ہیولی قدیمه که ایں باطل است

نور او صلعم که مخصوص بذات او است
مخلوق است از عدم که منتزع از
موجودات قدیمه بقیام مجازی
بطور شبه است ✱
و غیر او
صلعم ہمچنیں از و است صلعم که از تضمن
موجودات او صلعم یا از تضمن مسلوبات
ملتزم بموجودات او انتزاع یافته و
مخلوق از عدم است ✱
تعبیر ہیولی از موجودات قدیمه وصورت از نور
صلعم و غیر او موافق نیاید مگر در حدِ ذات
او و عوارض او صلعم بسبب قیام حقیقی در ہر دو
در صورت مذکوره
که تعبیر ہیولی و صورت از ذات و عوارض
او صلعم شود ہر دو حادث مخلوق اند ورنه
انکار آید از مرتبه خلق که او بدلائل نصیه وعقلیه ثابت است که مذکور

مَاتَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ الآیہ **ش** عموما الخلقِ
م وبقوله صلعم اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَخَلَقَ الْمَخْلُوْقَ
کُلَّهٗ مِنْ نُوْرِیْ الحدیث **ش** خَلْقُ نورِه صلعم وغیرِه صلعم
کما ذُکِر **م** والعقلیةِ بدلالةِ متغیرٍ لازمِ العدمین
ش السّابق واللاحق **م** مُقتضِی مُوجِدِه
ولزومِ مسلوباتٍ لهیولی قدیمةٍ بصورٍ من مسلوباتٍ
بدیهیّةٍ عقلیةٍ ونقلیةٍ کما هی ظاهرةٌ الاٰفهم
ش کالتوالدِ والسنةِ والنومِ وغیرهم **م** وهو
باطلٌ +

ترجمہ مَاتَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ الآیہ یعنی نمی بینی در آفرینش رحمن از تفاوت الخ
ایجاد در خلقِ رحمن عمومِ خلق است - و ہم بقولِ او صلعم اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَخَلَقَ الْمَخْلُوْقَ
کُلَّهٗ مِنْ نُوْرِیْ الحدیث یعنی اول چیزی کہ خدای برتر آفرید نورِ من است و ہمہ مخلوقِ خود را از نورِ من آفرید
تا آخر حدیث - خلقِ نورِ او صلی اللہ علیہ وسلم و غیرِ او صلعم ہمچنان است کہ مذکور شد - و ہم این مرتبہ خلق ثابت
است بدلائلِ عقلیہ بدلالتِ متغیر کہ تغیر شوندہ است باینکہ متغیر را بسبب تغیرش دو عدم لازم اند یکی عدمِ سابق
و دوم لاحق پس این متغیر در تغیرِ خود خواہندہ موجدِ خود است ازانکہ در ایجادِ او و تغیر دہندہ موجد باید کہ
کہ وجودِ نو پیدا آرد - و ہم نیز در صورتِ عدمِ تسلیمِ ہیولی و صورت از مرتبہ حادثِ مخلوق برای ہیولی
قدیمہ لزومِ مسلوبات شود بسبب صورتہا کہ از مسلوبات اند کہ بدیہیہ عقلیہ نقلیہ اند یعنی ظاہر اند و
بعقل می آیند و از نقل ثابت اند چنانچہ این ظاہر است آنانکہ دانستہ شود - چون توالد یعنی باہم
زائیدنِ یکی بدیگری - و سِنة یعنی غنودگی - و نوم یعنی خواب و غیرِ اینہا کہ مسلوب از ذاتِ قدیم اند و
موجود در مخلوق اند حالانکہ صورت با ہیولی قیامِ حقیقی دارد ازانکہ بر ہیولی عارض زائد است پس
ہمچنانکہ عارض را با ماہیت قیامِ حقیقی است صورت را با ہیولی است - پس حاصل آنکہ اگر ہیولی و صورت
ہر دو از مرتبہ حادث نباشند بلکہ ہیولی از مرتبہ قدیم و صورت از مرتبہ حادثِ مخلوق پس تسلیم کردہ شوند
برای ہیولی قدیمہ مسلوباتِ حادثِ مخلوق کہ بسبب حدوثِ صورتہا لازم آیند بنا بر قیامِ حقیقی در ہر دو باقاعدہ
مذکورہ - و وجودِ مسلوبات بصورتہای شان بالبداہت و از عقل و نقل ظاہر است چنانچہ گفتہ شد -
پس این لزومِ مسلوبات در خالقِ قدیم باطل است کہ از وی اینہا مسلوب اند

واجتماع نقیضین فی ہیولیٰ بصورٍ متضادۃٍ لمنشائیتہا لہا وھو غیر معقولٍ وان قیل للتحذّر ش ای لتحذّر من انکار مرتبۃ الخلق الثابتۃ ولزوم مسلوبات لہیولیٰ قدیمۃ بصورٍ من مسلوبات واجتماع نقیضین فی ہیولیٰ بصورٍ متضادۃٍ م صورت بقیام مجازی بہیولیٰ قدیمۃ مع خلافٍ باصلہما فلا لزوم المسلوبات لکن ادّعاء وحدت وجود ہیولیٰ قدیمۃ مع صورتہا بنفی وجود دونہما باطلٌ اذ ماہیۃ التی بقیام مجازی قائمۃ بنفسہا فی معناہا مع عوارضہا فلیست بعارضۃٍ لہا بقیام حقیقی فلیست بصورۃٍ لہا واللّٰہ یہدی من یشاء الیٰ صراطٍ مستقیمٍ ۔ اللّٰہم صل وسلم علیٰ محمد نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ +

ترجمہ — دہم درصورت عدم تسلیم ہر دو از مرتبہ حادث مخلوق اجتماع نقیضین شود در ہیولیٰ بسبب صورتہائی متضادہ بنا بر منشائیت ہیولیٰ برائی صور یعنی ہیولیٰ صور را در صورت قیام حقیقی منشاء واقع شود کہ از منشو و بالیدگیٔ صورتہا حاصل آید کہ اینہا عارض زائد اند بر قیام حقیقی - پس بسبب صورتہائی متضادہ در ہیولیٰ بقیام حقیقی کہ ضدین در وگرد آیند اجتماع نقیضین پیش آید - و این ہم معقول نیست - اگر بنا بر تحذر از انکار مرتبۂ خلق ثابتہ - و لزوم مسلوبات برائی ہیولیٰ بصور از مسلوبات - و اجتماع نقیضین در ہیولیٰ بصور متضادہ - گفتہ شود کہ صورت حادث را باہیولیٰ قدیمہ قیام مجازی است باوصف خلاف باصل ہر دو کہ گفتہ آمد نسبت اصل ہر دو و قیام ہر دو در ابتدائی این ذکر - پس درینصورت لزوم مسلوبات نیست لیکن ادعائی وحدت وجود یعنی این دعویٰ کردن کہ وحدت وجود ہیولیٰ قدیمہ مع صورت او ست بنفی وجود سوائی این ہر دو یعنی سوائی ہر دو مذکورہ از وجود نفی کردہ شود این دعویٰ وحدت وجود باطل است ازانکہ ماہیتی کہ آن بقیام مجازی است قائم بنفس خود است در معنائی خود مع عوارض خود - نہ اینکہ این ماہیت بماہیتی بطور عرض عارض شود و ماہیت را عرض نام نہادہ شود و در عرض و ماہیت قیام مجازی باشد حالانکہ درین ہر دو قیام حقیقی باید - پس این ماہیت عارض نیست ماہیت بقیام حقیقی پس نیست صورت برائی ہیولیٰ واللّٰہ یہدی من یشاء الیٰ صراطٍ مستقیمٍ یعنی خدا برتر رہنما ہر کسی را کہ میخواہد بسوی راہ راست و درست - اللّٰہم صل وسلم علیٰ محمد نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ +

یا در صورت عدم تسلیم تعبیر مذکورہ واقرار حدوث اجتماع نقیضین در … بصور متضادہ پیش آید کہ این … معقول نیست +

وادعائی وحدت وجود ہیولیٰ قدیمہ مع صورت او بقیام مجازی … بانفی وجود غیر این باطل است

ماہیت بماہیتی بطور عرض عارض … نہ شود پس او را صورۃ نشود …

یا در صورت عدم تسلیم تعبیر مذکورہ واقرار حدوث اجتماع نقیضین … در ہیولیٰ بصور متضادہ پیش آید کہ این ہم معقول نیست +

ادعائی وحدت وجود ہیولیٰ قدیمہ مع صورت او بقیام مجازی با … وجود غیر این باطل است …

ماہیۃ بماہیتی بطور عرض عارض نشود … و نہ ماہیۃ بعرض نام نہادہ شود و … ہر دو بقیام مجازی باشد پس … ماہیۃ برائی ماہیۃ بقیام حقیقی عارض است پس صورت برائی ہیولیٰ چگونہ است +

ذکر کیفیة الرسالة والنبوة والولایة والاعجاز والاستدراج والاستغناء وما فیهما مع مطالب اخری

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین + اعلم ان الرسالة هی ارسال فرسول لغة منها بمعنی مفعول ففیها تعرض ذات بنفسها من جهة الی جهة ونبوة منقوصة بواو هی رفعة او مهموزة لام هی انباء فنبی علی الوجهین لغة منهما بمعنی فاعل او مفعول ففیهما تعرض ذات بوصفها من جهة الی جهة وقد تعبر الرسالة بالنبوة والنبوة بالرسالة لامتزاجهما بامتزاج الذات بالصفات

ترجمہ این ذکر بیان رسالت ونبوت وولایت واعجاز واستدراج واستغنا است وآنچه در وست مع مطالب دیگر +

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین

بدانکه خبر این نیست که رسالت مصدر بمعنی ارسال یعنی فرستادن است. ورسول از وی لغت و وصف است بمعنی مفعول یعنی فرستاده شده. پس درین وصف تعرض ذات بنفس خود است یعنی ذات را بنفس خود پیش آمدن در وی عرض است از جهتی سوی جهتی. ونبوت منقوصه بواو یعنی این مصدر در صورت ناقص واوی بمعنی رفعت یعنی بلندی آمده یا این مصدر مهموز لام است بمعنی انبا یعنی آگهی وخبر دادن است. پس لفظ نبی برین هر دو وجه لغت و وصف است ازان هر دو مصدر ناقص واوی ومهموز لام که نبو ونبا است بمعنی فاعل ومفعول ای رافع ومرفوع یعنی بلند شونده وبلند کرده شده یا بمعنی مخبر ومخبر است یعنی خبر دهنده وخبر داده شده. ودرین هر دو تعرض یعنی پیش آمدن در وی عرض ذات بوصف خود است از جهتی سوی جهتی. وگاهی رسالت بنبوت ونبوت برسالت تعبیر کرده شود بسبب امتزاج هر دو بامتزاج ذات بصفات یعنی این تعبیر بنابر بهم آمیختن هر دو وصف رسالت ونبوت است بسبب بهم آمیختن ذات بصفات. چون در تعریف هر دو اوصاف فکر کنی تعبیر یکی بدیگری بنابر آمیزش ذات بصفات دریابی +

فاصطلاحٌ فی معناهما شرعًا ش ای هما من الله سبحانه الی
خلقه م علی معناهما لغتًا فالرسالةُ والنبوةُ مرکزیةُ تعیُّنٍ منشأُ
افادتِ منتزعاتِهٖ بقیامهما الحقیقیّ والمجازیّ بهٖ فقس علیهما
ش اے علی الرسالة والنبوةِ م حقیقتهما دلالةً
بهما الیها بظلیتهما منها۔
فهما عامیتانِ بعمومهما لما تحتَ مرکزیتهما من موجوداتٍ
ومسلوباتٍ ومخصوصتانِ بخصوصیتهما بالانسِ والجنِ
عما تحتَ مرکزیتهما بحکمته تعالی وازلیتان فی
تعینهما فی علمه سبحانه ووجودهما فی ازلٍ حادثٍ
وان لم تکونا معلومتین فکان الرسولُ مجهولًا
فکیف فی المیثاقِ مسئولًا

ترجمہ ۔ پس اصطلاح در معنائی آں ہر دو از روی شرع کہ ہر دو از خدائی سبحانہ ہست سوی خلق بر بنائے معنائی آں ہر دو ہست اندروی لغت یعنی معنی اصطلاحی آں ہر دو در شرع بنا بر معنی لغوی آں ہر دو ہست و آں در شرع بر بنائی معنی لغوی رسالت و نبوت تعرض یعنی پیش آمدن و پرداختن رسول و نبی ہست بنفس و صف خود از خدائی سبحانہ سوی خلق او و پس ایں ارسال و فرستادن ذات رسول بنا بر ابلاغ و اخبار او صفاتی ہست۔ پس ایں رسالت و نبوت مرکز تعینی واقع شدہ کہ آں تعین منتزعات خود را منشاء افادت ہست بسبب قیام حقیقی و مجازی آں منتزعات بآں تعین۔ پس حقیقت رسالت و نبوت بریں ہر دو قیاس کن از روی دلالتے کہ بایں ہر دو سوی حقیقت ہست بسبب ظلیت ہر دو از حقیقت یعنی حقیقت رسالت و نبوت بسبب ظل بودن ایں ہر دو از حقیقت قیاس باید کرد از روی دلالتے کہ ایں ہر دو را سوی حقیقت ہست بنا بریں دلالت حقیقت ہر دو بریں ہر دو قیاس باید کرد۔ مطلب اینکہ حقیقت ایں ہر دو بریں ہر دو قیاس شود بایں طور کہ بسبب ظل بودن ایں ہر دو از حقیقت دلالتے کہ ایں ہر دو را سوی حقیقت ہست بنا بریں دلالت حقیقت ایں ہر دو باید فہمید و ایں ہر دو بسبب عموم خود عام اند برائے ما تحت مرکزیت ہر دو کہ از موجودات و مسلوبات اند یعنی آنچہ کہ زیر مرکزیت ہر دو اند از موجودات و مسلوبات۔ و مخصوص اند ایں ہر دو بسبب خصوصیت خود بانس و جن از آنچہ کہ زیر مرکزیت ہر دو ہست بحکمت او تعالی۔ و در تعین خود در علم او تعالی ہر دو ازلی اند و در وجود خود در ازل حادث۔ و اگر ہر دو معلوم او تعالے نباشند پس ایں رسول مجہول شود پس چگونہ در میثاق مسئول شود یعنی پرسیدہ شود

معنی اصطلاحی ہر دو حاصلش +

بیان وقوع مرکز و... تعینات ایں ہر دو

مطلب فی التعینات الذات والصفات الحقیقیه والثانیه والفعلیة والتنزیه الخ

ومقدّمُ التعيّناتِ تعيّنُ ذاتٍ كما عرفتها ش اي الّتي (معطوف علی رسالة تحت اسمأ)
مفهومٌ وجدانيٌ علمًا مع وجودِها خارجًا بضرورةٍ م
فصفاتٍ حقيقيّةٍ كما عرفتها ش اي هي متضمنةٌ ذاتٍ
بقيامها الحقيقي بها من حيث انّها لاهي ولا غيرها و
تتحدّدُ ذاتٌ عليها وقرارُ تشخّصِ نفسٍ عليها م فثانيةٍ
كما عرفتها ش اي هي اضافاتٌ ذاتيةٌ متضمنةُ ذاتٍ
ولا تحتاجُ في وجودِها الى حقيقيةٍ انتزاعًا كفعليةٍ الّا
احتياجًا بوجهٍ لتحدّدِ ذاتٍ عليها فمحتاجةٌ اليها في
تضمّنِ ذاتٍ لا حاجةٌ خاصةٌ لوجودها اليها فالاحتياجُ
اليها بوجهٍ غيرُ معتبرٍ فتحققت اصالتُها بمقابلةِ الحقيقيةِ
متساويةٌ بالحقيقيةِ في استقرارِها في تضمّنِ ذاتٍ ولا تحدّدُ
ذاتٌ عليها وهي لا عينها ولا غيرُها م ففعليةٍ كما عرفتها
ش اي هي اضافاتٌ ذاتيةٌ متضمنةُ حقيقيةٍ احتياجًا لوجودها

بحث تعینات که در مقدم تعین ذات است + (١)
بیان تعین صفات حقیقیه + (٢)
بیان تعین صفات ثانیه + (٣)

ترجمه و جز این نیست که تعین ذات مقدم تعینات است چنانچه اورا دانستی که هر آئینه ذات از روی علم
مفهوم وجدانی است مع وجود او که خارج است بضرورت - پس تعین صفات حقیقیه است چنانچه دانستی آنها
را که بقیام حقیقی بذات متضمن ذات اند ازین حیثیت که آنها نه عین ذات اند و نه غیر ذات - و ذات برآنها
متحدد شود یعنی باز داشته شده - و قرار تشخص نفس برآنها است - پس تعین صفات ثانیه است
چنانچه دانستی آنها را که اضافات ذاتیه اند متضمن ذات و در وجود خود سوی حقیقیه همچو فعلیه بطور
انتزاع محتاج نباشند مگر احتیاج بوجهی است که ذات را بر صفات حقیقیه تحدد واقع شده - پس در
ضمن آمدن ذات سوی حقیقیه محتاج اند نه برائی وجود خود سوی حقیقیه حاجت خاصه دارند
پس این احتیاج که سوی حقیقیه است بوجهی است که اعتبار ندارد - پس اصالت ثانیه بمقابله حقیقیه
متحقق شد پس در استقرار خود با حقیقیه در تضمن ذات برابر اند - و ذات برآنها همچو حقیقیه متحدد نباشد - و
این صفات نیز همچو حقیقیه نه عین ذات اند و نه غیر ذات - پس تعین صفات فعلیه است چنانچه دانستی آنها را
که آنها اضافات ذاتیه اند متضمن حقیقیه از روی احتیاج برای وجود خود که انتزاع وجود فعلیه از حقیقیه است

بیان تعین صفات فعلیه + (٤)

انتزاعاً منها م فتنزیہ انتزاعاً وصفاً لموصوفہ لا احتیاجاً
لوجودہ متساویاً بذات فی استقرارہ لاستجماعہ کذات۔
ففی کل واحد منہا تعین اول لانشاء منشاء اولی عزم و ثانی
لغیرہ ش ای تعین ثانی لانشاء منشاء لغیر اولی عزم م
علی تعدد صفات الا فی تعین ذات لعدم تعددہا ش ای
لیس التعین الثانی فی تعین ذات لعدم تعدد ذات م
فحقیقۃ ش الحقیقۃ بمعنی علۃ معلول علی مبدئیتہا
م ابراہیمیۃ التی تصطلح عن تعین صفات حقیقیۃ لمبدئیۃ
تعینہ عم ش لمبدئیۃ تعین صفات حقیقیۃ تعین ابراہیم
م فی اولیۃ منشاء نبوت استقلالا ش ای علی استقرار
وجود صفات حقیقیۃ استقلالا م اصلا ش

ترجمہ پس تعین صفت تنزیہہ است کہ انتزاعش از روی وصف ہست برائی موصوف خود۔ این
انتزاع بنا بر احتیاج است برائی وجود خود بلکہ این وصف در استقرار خود بذات باہم مساوی میشود
بنا بر استجماع خود ہمچو ذات یعنی چونکہ درین وصف استجماع جمیع صفات ہمچو ذات ہست بنا برین استجماع این
وصف با ذات خود باہم مساوات دارد اگرچہ این وصف ہم برائی موصوف ہست باین استجماع۔ پس در
ہر یکی ازینہا تعین اول است برائی انشاکہ او منشاء اولو العزمی است۔ و تعین ثانی برائی غیر اولو العزم
است کہ از و منشاء غیر اولو العزم انشا یابد بنا بر تعدد صفات مگر در تعین ذات بسبب عدم تعدد ذات
یعنی در تعین ذات ہمچو تعین صفات تعین ثانی نیست از انکہ در ذات ہمچو صفات تعدد نباشد و حقیقت
بنا بر مبدئیت خود یعنی بنا بر محل آغاز و آشکارہ شدن خود بمعنی علت معلول است۔ پس حقیقت ابراہیمی
کہ از تعین صفات حقیقیہ اصطلاح کردہ شود بنا بر مبدئیت تعین شان ہست تعین او علیہ السلام
را یعنی تعین صفات حقیقیہ مبدء است تعین ابراہیم علیہ السلام را بنا برین حقیقت ابراہیمی از تعین
صفات حقیقیہ اصطلاح کردہ می شود۔ پس حقیقت ابراہیمی در اولیت بطور استقلال و اصل منشاء نبوت
است ہمبر انکہ استقرار وجود صفات حقیقیہ از روی استقلال است در اولیت یعنی وجود این صفات با ذات بسبب
تعدد ذات برین صفات بطور استقلال در اولیت قرار گرفتہ ہمچنین حقیقت ابراہیمی کہ مبدء انتزاع تعین او
این صفات آمدہ در اولیت منشاء نبوت را بطور استقلال اصل آمدہ برانچہ کہ او اصل نیست

مطلب فی تعیین الرسالۃ وا...
والولایت و منشاء اولی...
ولغیرہ و مبدء حقیقیہ ابرا...
وموسویہ وعیسویہ و آ...
ومحمدیہ علیہم الصلوۃ وا...

بیان تعین صفات ...

بیان منشاء اولو العزمی وغیر...
العزمی و تعین رسالت و نبوت...

بیان حقیقت ابراہیمی او...
منشاء نبوت او مع مبدء...

لما ھو لیس باصلٍ والاصل بمقابلۃ فرعٍ واصلاً ای لا یحتاج
الی غیرہٖ فی استقرارہٖ فالاصل بمقابلۃ تبعٍ فالاصل علے
المعنیین فیشیر الی الفرع والتبع ھما للاولیاء م و حقیقۃ
موسویۃ التی ھی مصطلحۃ عن تعین شانیۃ لمبدئیتہٖ
تعینہ عم فی اولیۃ منشاءُ نبوتٍ استقلالاً لا اصلاً تساوی صفۃ
منشاءُ نبوتٍ لحقیقۃٍ ابراھمیۃ کما عرفتہ ش ای التساوی
م فتعینٌ فعلیۃٌ مبدءٌ لتعینِ آدم عم فی اولیتٍ فیصطلح
حقیقۃُ آدمیۃٍ وتعینٌ تنزیہٍ مبدءٌ لتعین عیسی عم فی
اولیۃٍ فیصطلح حقیقۃُ عیسویۃٍ فینکشفان باستقلالہما
بالانتزاع احتیاجاً لوجودھما فعلاً ووصفاً

ترجمہ وایں اصل بمقابلہ فرع است - وہم اصل آمدہ یعنی او در استقرار خود سوی غیر خود محتاج نشود - وایں اصل بمقابلہ تبع است - پس اینجا اصل بریں ہر دو معنی است کہ اشارہ میکند سوی فرع و تبع ہر دو - وایں فرع و تبع ہر دو برای اولیاء اللہ است - و حقیقت موسوی کہ از تعین صفات شانیہ اصطلاح کردہ شدہ است بنا بر مبدئیت تعین ایں صفات است تعین موسی علیہ السلام یعنی تعین صفات شانیہ مبدء تعین موسی علیہ السلام است بنا بریں حقیقت موسویہ بہ تعین صفات شانیہ مصطلح آمد پس ایں حقیقت موسویہ در اولیت بطور استقلال واصل منشاء نبوت است ہمچناں کہ حقیقۃ ابراہیمی منشاء نبوت واقع شدہ کہ دریں منشاء ہر دو باہم مساوی آمدند چنانکہ ایں مساوات را در تعریف صفات حقیقیہ و شانیہ شناختی - و تعین فعلیہ مبدء است برای تعین آدم علیہ السلام در اولیت پس حقیقت آدمیہ اصطلاح کردہ شود از تعین صفات فعلیہ و تعین تنزیہہ مبدء است برای تعین عیسی علیہ السلام در اولیت پس حقیقت عیسویہ مصطلح است از تعین وصف تنزیہہ +

وایں ہر دو تعین فعلیہ و تنزیہہ باستقلال خود ہا منکشف آیند یعنے وا شوند بانتزاع بنا بر احتیاج برائے وجود خود ہا از روئے فعل و وصف +

۲ بیان حقیقت موسوی و اولیت منشاء نبوت او و مبدء منشاء او +

۳ حقیقت آدمی در اولیت مبدء او +

۴ بیان حقیقت عیسوی در اولیت و مبدء او +

وحقیقۃ محمدیۃ التی تصطلح عن تعین ذات لمبدئیۃ
تعینہ صلعم فی اولیۃ منشاء رسالۃ استقلالاً اصلاً
تضمّن منشیٔ نبوتٍ باعتباریہا من حیث قیامہما بہ +
فاستکملت محبوبیۃ محمدیۃ باستجماع الحقیقتین المستقلتین
والمنتزعتین المذکورتین بالاصالۃ **ش** متعلق استجماع
ومعناھا ان لیس احتیاج فی استجماع الحقیقتین المستقلتین
والمنتزعتین المذکورتین الی الغیر ففی استقرار استکمال
المحبوبیۃ اصالتًا بل الغیر یحتاج فی استقرارہ الی الحقیقۃ
المحمدیۃ حقیقتًا من وجہ قیامہ بہا **م** فصدق قولہ
صلعم انا اوّل الاوّلین وانا اخر الاخرین الحدیث
فالاولیۃ علی الوجود والاخریۃ علی الظہور

ترجمہ وحقیقت محمدیہ آنکہ مصطلح است از تعین ذات بنا بر مبدئیت او تعین او صلعم را در
اولیت منشاء رسالت ہست بطور استقلال و اصل کہ این منشاء رسالت متضمن شدہ است ہر دو منشاء نبوت
را کہ حقیقت ابراہیمی و موسوی ہست باعتبار ہر دو منشاء آں از حیثیت قیام این ہر دو کہ بآن ہست۔ کہ
کیفیتش در صدد تعین حقیقت ہر دو منشاء کہ تعین صفات حقیقیہ و ثانیہ اند در حقیقت ابراہیمی
و موسوی مع تفارق باہمی و حیثیت قیام ہر دو با ذات مذکور آمد بفکر و تامل در اینجا نظر کن بجویت
خدا ہمہ مطالب دریابی + پس محبوبیت محمدیہ بسبب استجماع ہر دو حقیقت مذکورہ کہ ہر دو مستقلہ و ہر دو
منتزعہ ہستند کہ مستجمع بالاصالت آمد استکمال یافت و تمام کردن خواست و مراد آنکہ در استجماع یعنی جمع
کردن ہر دو حقیقت مستقلہ و ہر دو منتزعات مذکورہ ہر آئینہ حقیقت محمدیہ را سوی غیری احتیاج نیست
پس در استقرار استکمال محبوبیت این حقیقت محمدیہ اندوی اصالت ہست بلکہ این غیر در استقرار خود سوی
حقیقت محمدیہ حقیقتًا محتاج شود از وجہ قیام خود بحقیقت محمدیہ ۔ پس صادق آمد قول او صلعم انا
اوّل الاوّلین وانا اخر الاخرین الحدیث ۔ یعنی من اول ہمہ اولان ہستم ومن آخر آخرام
تا آخر حدیث ۔ و این اولیت بنا بر وجود است و این آخریت بنا بر ظہور +

مطلب استکمال محبوبیت
باستجماع بالاصالت
حقیقت مذکورہ
و ہر دو منتزعات

تفسیر حدیث شریف
الاولین وانا آخر

بیان حقیقت محمدی اولیت
و ہر دو منشاء
بیان استکمال محبوبیت
حقیقت مذکورہ مستقلہ

تفسیر حدیث شریف
الاوّلین وانا

فالرسالۃ بمعنی مصدرٍ ربطٌ بین مرسِلٍ ورسولٍ فھی نسبۃٌ
معروفۃٌ لاتشتبہ ولا تشترک وموصلۃٌ الی مرسِلٍ فلاتعرف
ولاتوصل ش الضمیرُ المستترُ فی الفعلینِ الی النسبۃِ
م الا بتعریفِ رسولٍ وھکذا ظلیۃُ ظلٍ من ذی ظلٍ
ش ای کرسالۃِ رسولٍ من مرسِلٍ ای بینہما ربطُ الظلیۃِ
فھی نسبۃٌ معروفۃٌ ولا تشتبہ ولا تشترک وموصلۃٌ الیٰ
ذی ظلٍ فلاتُعرف ولاتُوصلِ الّا بتعریفِ ظلٍ م و
حقیقۃُ ش الحقیقۃ بمعنی ماھیۃِ م نبوتٍ ایضًا فی
حکمِ الرسالۃِ والظلیۃِ فالرسالۃ افضلُ من النبوتِ بما وُصِفتا
والنبوتُ افضلُ من الولایۃ ھی قربۃٌ مخصوصۃٌ حقیقیۃٌ و
نظریۃٌ واستخالیۃٌ بقطعِ نظرٍ عن المنشائیۃِ وعن غیرِ الاتصافِ
بصفاتِ اللہِ سبحانہ فالاتصافُ المحض مقصودٌ فی الولایۃِ

ترجمہ پس رسالت بمعنی مصدر ربطی ہست درمیانِ فرستندہ وفرستادہ شدہ - پس این نسبتی ہست معروف
کہ مشتبہ شود ونہ مشترک بلکہ سوئے فرستندہ موصل است یعنی رسانندہ - وآن نسبت شناختہ نمیشود ویصال
نمیکند یعنی فرستندہ نمی رساند مگر بتعریف یعنی شناساکردن رسول - وہمچنین ہست ظلیتِ ظل از ذی ظل
یعنی ہمچو رسالتِ رسول از مُرسِل مراد آنکہ درمیانِ ظل وذی ظل ربطِ ظلیت ہست - وآین نسبتی ہست
معروفہ یعنی شناختہ شدہ کہ مشتبہ ومشترک نمی شود بلکہ سوئے ظل مُوصِل ہست واین شناختہ نمی شود
وبصاحب سایہ نمیرساند مگر بتعریف یعنی شناساکردن وآگاہانیدنِ ظل - وحقیقت یعنی ماہیتِ
نبوت نیز درحکمِ رسالت وظلیت ہست - پس رسالت افضل از نبوت ہست بنابرانچہ بالسبب
چیزے کہ وصف کردہ شدند ہردو - ونبوت افضل است از ولایت - واین قربتِ
مخصوصہ ہست بطورِ حقیقیہ ونظریہ واستخالیہ - واین قربت بقطع نظر است
از منشائیت وبقطع نظر است از غیر اتصاف بصفات خدائے
سبحانہ - بلکہ در ولایت اتصاف محض
مقصود است ✤

حد وتعریف رسالت وحقیقتہ ✤

حقیقۃ نبوت ✤

بیان افضلیت رسالت از نبوت ونبوت از ولایت وحد وتعریف ولایت ✤

آنکہ رسالۃ بمعنی مصدر ربطیہ درمیان مرسل ومرسل و وذی ظل ربط ونسبتی ہست وہ کہ مشتبہ ومشترک نشود صل بذی ظل وہمچنین حقیقۃ ت است ✤

بیان آنکہ رسالت افضل است از نبوت ونبوت از ولایت وحقیقت وحد وتعریف ولایت ✤

فکلٌ من الرسالۃِ والنبوۃِ والولایۃِ جامعٌ اتصافاً ومانعٌ حدوداً ش ای تعریفاً بوصفہ م فاصلاً ش ای لا احتیاجَ الی الغیر بل غیرہُ یحتاج الیہ م لنبیٍ ورسولٍ عم وعرضاً ش ای ہو قیامٌ مجازیٌ مع مرادیتہٖ فی ضمن النبی احتیاجاً الیہ عم م وتبعاً ش ای الاتصافُ بصفاتِ اللہ سبحانہ فی تبعِ صفاتِ النبیِ صلعم م لولیٍ + وتفرّقَ نظرٌ بانْ لم یتعرّج الی اعتبارِ الرسالۃ والنبوۃ من اعتبار الولایۃ وہو مستجمعٌ لہ لبعضٍ وبانْ تعرّج فلم یتنزّلُ لبعضٍ فلم یستجمعا بہما فالاولُ ناظرٌ بفضیلۃِ الولایۃ من الرسالۃ والنبوۃ والثانی بفضیلۃ الرسالۃ والنبوۃ وان تنزّلَ فاستجمعہما + فدلیلٌ بذاتہ ش ای لیس بمحتاج الی غیرہٖ م علیٰ دعویٰ رسالۃ الرسولِ حسناتہُ الذاتیۃ ش ای لیست بعرضٍ فلا تحتاج الی غیرٍ م باصالتٍ

ترجمہ پس ہریک ازیں رسالت ونبوت وولایت از روئی اتصاف جامع است ہمہ گرد واز روئی حدود مانع یعنی از روئی تعریف بوصف خود۔ پس ہرچہ ازینہا بطور اصل است یعنی آنکہ سوئی غیر محتاج نباشد بلکہ غیرش سوئی او محتاج شود برائی نبی ورسول علیہم الصلوۃ والسلام است۔ وہرچہ بطور عرض است یعنی او کہ قیام مجازی دارد مع مراد شدنِ خود در ضمنِ نبی علیہ السلام است بغرضِ احتیاج سوئے نبی علیہ السلام۔ وہرچہ بطور تبع است یعنی موصوف شدنش بصفاتِ خدائی سبحانہ در تبع صفاتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایں ہر دو یعنی عرضاً وتبعاً برائی ولی است رضوان اللہ علیہم اجمعین ومتفرق وجدا شدہ است نظر اینجا بآنکہ سوئی اعتبارِ رسالت ونبوت از اعتبارِ ولایت عروج نکرد وبلند نشد ویعنی اعتبارِ رسالت اعتبارِ ولایت را مستجمع است برائی بعض کہ آنہا را گرد آرندہ آمد۔ وبآنکہ نظر عروج کرد وبلند شد پس نزول نکرد ونیست نشد برائی بعض۔ پس ہر دو مستجمع نشدند یعنی اعتبار رسالت وولایت خود را گرد نیامدند۔ پس اول ناظر ست بفضیلت ولایت از رسالت ونبوت۔ ودوم ناظر است بفضیلت رسالۃ ونبوۃ۔ واگر نزول کرد پس آں گرد آرندہ شد ہر دو را۔ پس دلیلے کہ بذات رسول است یعنی آں دلیلے کہ محتاج سوئی غیر او نیست بر دعوی رسالتِ رسول حسنات ذاتیۂ رسول اند کہ باصالت اند یعنی آنکہ بہ تبع نیند۔ یعنی دلیل کہ بذاتِ رسول است بر دعوئی رسالت آں نیکوئیہا وخوبیہائی ذاتیۂ رسول اند بعرض نیستند پس سوئی غیر خود محتاج نشوند۔ وآنکہ باصالت اند یعنی بر تبع نیند

ہریک از رسالت ونبوت وولایت بطور اصل برائی نبی ورسول است وبطور عرض وتبع برائے ولی +

مطلب فدلیل بذاتہ علی دعوے رسالۃ الرسول الخ

بیان آنکہ در اعتبارِ رسالۃ ونبوۃ وولایۃ نظر متفرق آمدہ برائے بعض بسبب عروج ونزول از ولایت سوئے رسالۃ ونبوۃ حالانکہ رسالۃ مستجمع اعتبار ولایۃ ہست آنکہ از ولایۃ عروج نکرد ناظر است بفضیلت ولایۃ از رسالۃ ونبوۃ آنکہ بعد عروج نزول نکرد ناظر است بفضیلت رسالۃ ونبوۃ واگر نزول کرد ہر دو را مستجمع است +

ش ای لیست بتبعٍ م فی تبرءٍ عما وجب ش الضمیر
المستتر الی التبرء م فلما ثبت حسنه الذاتی باصالتٍ
فضده مسلوبٌ عنه فحصل دلیلٌ الی الدعوی بقولِ رسولِ
لا اله الا الله ش لان هذه الحسنة حسنی الحسنات
و هذا التبرء خیر التبرات والبحث العظیم فی اثبات لا
اله الا الله م وانه رسول الله ش لان لا یعرف رسولا
الا رسولٌ دلیلا بذاته م وبعرضه احتیاج غیره الیه
ش ای احتیاج غیر رسولٍ الی رسولٍ م فکشف حقائق
حسناتٍ والهامٌ لخواصٍ وتواتر اخبارٍ وشهرة آثارٍ لعوام
وموقوف المعرفة ش ای معرفة الرسول والرسالة والحسنات
ای موقوف علیه م وصولٌ بظلٍ وقد تشتبهها ش الضمیر المتصل الی الحسنات
م متشابهات وما هی بحسناتٍ

ترجمه وایں حسنات از انچه که بیزاری وبری شدن وتبرء واجب است در تبرء باشد - مراد آنکه دلیل بذاته رسول که در اثبات دعوی محتاج غیر نباشد بر دعوی رسالت رسول بنکوییها ذاتیه رسول است نکوییها که عارض شده باشند [illegible] باشند نه بالتبع - وآنکه در تبرء باشد از انچه که بری شدن وبیزاری واجب است - وهرگاه که نکوئی ذاتی رسول باصالت ثابت شد پس ضدش ازو مسلوب است - پس دلیل سوی دعوی حاصل شد بقول رسول که گفت لا اله الا الله از انکه ایں نکوئی نیک ترین نکوییها است - وایں تبرء بهترین بیزاریها است - وبحث عظیم در اثبات لا اله الا الله - ونیز دلیل حاصل شد بقول رسول که گفت انه رسول الله یعنی آنکه رسول خدا است - از انکه رسول را بجز رسول دیگر نمی شناسد از روی دلیل بذاته یعنی ازیں رو که ایں دلیل بذات رسول است پس غیرش بجز رسول او را نمی شناسد - ودلیلی که بعرض او است از روی احتیاج غیرش سوی او یعنی دلیلی بسبب عارض آمدن احتیاج غیر رسول سوی رسول غیر را بعرض او است معرفتش باحتیاج است که غیر رسول سوی او باشد - پس آں کشف حقائق حسنات است یعنی وا شدن حقیقت نکوییها والهام است وایں هر دو برای [illegible] است - وتواتر اخبار یعنی پے در پے اخبارش رسیدن - وشهرت آثار یعنی اثرهائی او شهرت گرفتن - ایں هر دو برای [illegible] است - وموقوف المعرفت یعنی معرفتیکه رسول ورسالت وحسنات برو موقوف است آں وصول بظل است پیوستن ورسیدن است بسایه رسول وگاهی متشابهات بحسنات مشتبه شوند حال آنکه آنها حسنات نباشند

بحث دلیل بذاته وعرضه بر دعوی رسالت رسول الخ بحسنات ذاتیه او باصالت که حسن حسنات وخیر التبرات قول او است بتوحید و رسالت بکلمه طیبه +

دلیل بعوارض رسول برائی خواص وعوام وبیان عوارض +

بیان معرفت رسول [illegible] وحسنات وبیان اشتباه [illegible]

فیھدی اللہ سبحانہ من یشاء فاشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ وعلی ولایۃ تابعۃ تتبعھا ش بالواو عطف علی دعوی رسالۃ الرسول الضمیر المضاف الیہ الی حسناتہ الذاتیۃ فخبر علی العطف م فالایمان ببداھۃ النبوۃ والولایۃ لغیر النبی عم لا یتحقق الا بادراک صحبۃ من قامت بہ فی زمانہ والصحبۃ من التاثر فمن لم یدرکھا ففی الجاھلیۃ ولو کان عارفا بتوحید رب العلمین فما لکم فی اعتقاد الولایۃ الا تتفکرون فاعلم انما النبوۃ صفۃ مابغۃ للنبی صلی اللہ تعالی وسلم علی نبینا واخوانہ من الانبیاء اضافیۃ ش من اللہ تعالی ای مخلوقۃ م مشترکۃ وصفیۃ من موجودات قدیمۃ

ترجمۃ فیھدی اللہ سبحانہ من یشاء فاشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ پس خدای سبحانہ ہر کرا خواہد راہ راست عنایت کند پس گواہی میدہم نیست ہیچ معبود مگر اللہ یکتا است نمونیست ورا شریکے گواہی میدہم آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندہ او است ورسول او و دلیل بر دعوی ولایت تابعہ تبع حسنات ذاتیہ رسول است یعنی حسنات ذاتیہ رسول بنا بر تبع آنہا دلیل اند بر دعوی ولایت تابعہ کہ ولایت ولی تحت و تبع رسالت رسول باشد و حسناتش تبع حسنات رسول پس حسنات ذاتیہ رسول بریں ولایت تابعہ دلیل دعوی ولی بر ولایت او آمد پس ایمان ببداہت نبوت و ولایت برای غیر نبی عم متحقق و ثابت نمی شود مگر بادراک صحبت کسی کہ نبوت و ولایت باو قائم است در زمانہ او و صحبت از تاثر است یعنی از اثر پذیرفتن پس کسیکہ اورا ادراک نکرد پس در جاہلیت ہست اگرچہ عارف توحید رب العالمین ہست پس چیست برای شما در اعتقاد ولایت آیا فکر نمی کنید

۳ بدان کہ جز این نیست کہ نبوت صفت مابغہ ہست برائے نبی علیہ السلام درود وسلام خدا بر تر بر نبی ما باد و بر برادران او کہ از انبیاء اند در حالے کہ این صفت اضافیہ ہست از خدائے برتر مخلوق خدای برتر است و این صفت مشترکہ وصفیہ ہست کہ از موجودات قدیمہ او سبحانہ اشتراک وصفی دارد

مطلب انما النبوۃ صفۃ مابغۃ للنبی صلعم فی اعجاز الخ

حسنات ذاتیہ رسول دلیل بر دعوی ولایت ولی اند بنا بر تبع و دلیل دعوی ولی باشد از حسنات او و ایمان بولایت بادراک صحبت او است اگرچہ عارف توحید است

۳ بحث اینکہ نبوۃ صفۃ مابغہ ہست برای نبی و اعجاز او است صلعم و این شرط بتحدی نیست

فهي اعجازه الغير ش الضمير المضاف اليه يرجع الى النبي
عم فاعل المصدر والغير مفعوله م في تقابله عن صفته
فهذه الصفة فيه مادامت نفسه معصومة والعصمة
غير منقطعة منها ش اي النبوة م يقينا على انها
ش اي النبوة م لحسنة قاطعة عن غيرها ش اي
الحسنة م ولا تشتبه بغيرها ش اي النبوة م
فالعصمة على لزوم ش مقابل تعدية م صفة لسبحا
لذاته تعالى ليس نفيها عنه فكيف من ظلها ش
اي كيف يمكن نفيها من ظلها م فما وجد من صفته
في اي وقت اعجاز له من الله الرحمن الرحيم فلا يشترط
ش اي الاعجاز م بالتحدي ش اي بالمعارضة م والاعجا
في البرزخ ش اي القبر م وليس التحدي هنا بل مخصوص
بوقته فالتحدي وقت من اوقات ش اي من اوقات ظهور الاعجاز

ترجمہ - پس ایں نبوت اعجاز یعنی عاجز کردن نبی است غیر نبی را در تقابل او از صفت خود - واں صفت ثابت است در نبی مادامیکہ نفس او معصوم است - و عصمت از نبوة یقیناً منقطع وعلیحدہ نباشد بنا برآنکہ نبوت ہر آئینہ حسنہ یعنی نیکوئی است چنیں کہ قاطع یعنی برندہ است از غیر حسنہ وایں عصمت مشتبہ نشود بغیر نبوت - پس ایں عصمت بنا بر لزوم خود کہ مصدر لازمی است مقابل متعدی صفتی است برائے حق سبحانہ ذات او تعالی را کہ از و نفی ایں صفت نیست پس چگونہ ممکن است نفی ایں صفت را از ظل او + پس آنچہ یافتہ می شود از صفت نبی در ہیچ وقت آں اعجاز است برائے نبی از خدائے رحمن رحیم + و آں اعجاز مشروط بہ تحدی نباشد یعنی بمعارضت با خصم در غلبہ جستن حالانکہ ایں اعجاز در برزخ یعنی در قبر ہم ثابت است و یافتہ می شود و اینجا تحدی نیست بلکہ تحدی بوقت خود مخصوص است پس تحدی وقتے است از اوقات ظہور اعجاز +

ازانکہ عصمت نبی را لازم است
مگر مشتبہ بغیر نیست

آنچہ از صفت نبی در ہیچ وقت
یافتہ شود اعجاز است او از
از خدائے رحمن رحیم +

مطلب الولاية التابعة صفة مانعة الخ اي كرامة-

وكذا الولاية التابعة صفة مانعة باضافة ش من الله تعالى اي مخلوقة م مشتركة وصفية لنفس الولي في كرامة له في مقابلة غيره فهذه الصفة فيه مادامت نفسه محفوظة والحفظ غير منقطع منها ش اي الولاية التابعة م يقينًا على انها ش اي الولاية التابعة م من حسنة قاطعة عن غيرها ش اي الحسنة م فظنًا على انها ش اي الولاية التابعة م مجهولة الحقيقة في انها ش اي الولاية التابعة م من حسنة او من متشابهة - فما من متشابهة ليست بولاية حقيقة والله تعالى اعلم بصوابها لكن الحكم على الموجود والظاهر ش فالحكم على المعدوم باطل وعلى الحقيقة مجهول م فالحفظ على تعدية ش بمقابلة لزوم م صفة له سبحانه لغيره تعالى فنفيه جائز عن غيره تعالى وفي الجواز جانب اول قوي فما وجد من صفته حسنًا في اي وقت كرامة له من الله العزيز الرحيم

بحث ولايت كو صفة مانعه ... ولي و كرامت است ...

ترجمه وهمچنين ولايت تابعه براى نفس ولي صفت مانعه باضافت است از خداى برتر يعني مخلوق و آفريده شده اوست سبحانه كه مشتركه و صفيه است يعني از موجودات قديمه اشتراك وصفى دارد - پس اين كرامة كه براى ولي است در مقابله غير خود است - پس اين صفت ثابت است در ولي مادامیكه نفس او محفوظ است و اين صفت حفظ از ولايت تابعه يقينًا و ظنًا غير منقطع است - يقينًا بر بناى آنكه اين ولايت تابعه از حسنه است كه از غير خود قاطع و بريده است - و ظنًا بر بناى آنكه اين ولايت تابعه مجهولة الحقيقت است يعني حقيقت اين ولايت تابعه مجهول است در آنكه او از حسنه است يا از متشابه - پس آنچه كه از متشابهات است در حقيقت ولايت نيست والله اعلم بصوابها يعني و خداى برتر داناتر است بصواب او - ليكن حكم بر موجود و ظاهر است و بر معدوم اين حكم باطل و بنا بر حقيقت مجهول - پس اين صفت حفظ بنا بر تعديه بمقابله لزوم صفتي است براى حق سبحانه غير او تعالى را پس نفيش جائز است از غير او تعالى - و در جواز جانب اول قوي است - پس آنچه يافته شود از صفت او بطور حسن در هيچ وقت باتصاف جامع با رسول خدا بسبب متصف شدن ولي در صفت جامع با رسول خدا اين كرامت است براى ولي از خداى غالب و رحيم

حفظ ولي يقيني و ظني ... بنا بر قاطعيت و ... متشابه ...

در حقيقت ولايت نيست و ... حكم بر موجود و ظاهر است ... بر بناى حقيقة مجهول - و نفي حفظ ... تعالى جائز - و در جانب اول قوي ...

... بطور حسن باتصاف ... با رسول خود در هيچ وقت ... بود كرامت است از خداى غالب و رحيم

بانصافٍ جامعٍ مع رسوله وكذلك الايمانُ ش هو فی الشرعِ الشريفِ محبةُ الحق فلازمٌ منها التصديقُ بجملته م وصفٌ مانعٌ۔ باضافةٍ ش من اللهِ تعالیٰ ای مخلوقٍ م مشتركٍ وصفيٍ لنفسِ المومنِ العامي فهو معونةٌ له فی مقابلةِ غيرِهِ فهذا الوصفُ فيه مادامت نفسه معانةٌ والمعونةُ غيرُ منقطعةٍ منه ش اي الايمانَ م يقيناً على انه ش اي الايمانَ م حسنٌ قاطعٌ عن غيره فظناً على انّه ش اي الايمانَ م مجهولُ الحقيقةِ فی انه حسنٌ اومتشابهٌ فما هو متشابهٌ ليس بايمان حقيقةً واللهُ تعالیٰ اعلم بصوابه لكن الحكمَ على الموجودِ والظاهرِ ش فالحكمُ على المعدومِ باطلٌ وَعلى الحقيقةِ مجهولٌ م فما وُجد من وصفهِ حسناً فی ايِّ وقتٍ معونةٌ له من اللهِ العزيزِ الرحيمِ بانصافٍ جامعٍ مع رسوله

طلب الايمان وصف مانع الخ فهو معونة +

ترجمہ و ہمچنیں ایمان کہ او در شرعِ شریف محبتِ حق است۔ و محبتِ حق را تصدیق بجملہ لازم و ملزوم است۔ وصفِ مانع باضافت است از خدای برتر یعنی مخلوق خدائے برتر است کہ مشترکِ وصفی است نفسِ مومنِ عامی را کہ از موجوداتِ قدیمہ اشتراکِ وصفی دارد + پس ایں معونت است برائی مومن در مقابلۂ غیرِ خود + وایں وصفِ معونت در مومن مادامی است کہ نفسِ او یاری دادہ شدہ است + وایں معونت از ایمان غیر منقطع است از روئ یقین بریں کہ ہرآئنہ ایمان حسن و نیکوئی است کہ از غیرِ خود بُرّندہ و قاطع است + واز روی ظن۔ بریں کہ ہرآئنہ ایمان مجہولِ حقیقت است یعنی حقیقتش مجہول است دریں امر کہ او حسن است یا متشابہ + پس انچہ کہ او متشابہ ہست در حقیقت ایمان نیست واللہ تعالیٰ اعلم بصوابہ و خدائے برتر دانا تر است براستی و درستی ایں حسن و متشابہ + لیکن حکم بر موجود و ظاہر است و بر معدوم باطل و بنا بر حقیقت مجہول + پس انچہ یافتہ شود از وصف او بطورِ حسن در ہیچ وقت باتصافِ جامع با رسولِ خدا معونت ہست او را از خدائے عزیز و رحیم +

بحث حقیقۃ ایمان و تعریف شرعی و حقیقتِ معونت یقیناً و ظناً۔

والکفرُ ش هو فی الشرع الشریفِ استتارُ الحقِّ وانکارُہ ص وصفٌ مانعٌ مشترکٌ اسمیٌ بوجودِ مسلوباتٍ التزامًا فارغًا عن موجوداتٍ تضمنًا للکافرِ باضافةٍ ش من اللہ تعالیٰ ای بخلقه ص فهو استدراجٌ له فی مقابلةِ غیرِہ فهذا الوصفُ فیه ما دامت نفسُه مستدرجةً +

والاستدراجُ غیرُ منقطعٍ منه ش ای من الکفرِ م یقینًا علیٰ انّه من مسلوبٍ قاطعٌ عن غیرِہ فظنًّا علیٰ انّه مجهولُ الحقیقةِ ممّا وقع فی الازلِ ش من سجدةِ العبودیةِ م واللہُ تعالیٰ اعلم بها لکنّ الحکمَ علی الموجودِ والظاهرِ ش فالحکمُ علی المعدومِ م باطلٌ وعلی الحقیقةِ مجهولٌ م فما وجد من وصفه فی ایِّ وقتٍ استدراجٌ له من اللہِ العزیزِ الحکیمِ فالفرقُ عن الاعجازِ والکرامةِ والمعونةِ والاستدراجِ بالوصفِ المانعِ

ترجمہ وکفر کہ او در شرعِ شریف استتار یعنی پوشیدنِ حق است وانکار او وصف مانع مشترک اسمی است بسبب وجودِ مسلوبات کہ این وجود شان از روی التزام است یعنی کفر ہم وصفی است مانع کہ بنا بر وجودِ مسلوبات اشتراک اسمی دارد بنا بر لازم شدنِ مسلوبات باین وجود و فارغ است از موجودات براہ تضمن - واین وصف ثابت است برای کافر باضافت از خدائے برتر یعنی آفریدنِ او تعالیٰ - پس این وصف استدراج است برای او در مقابلۂ غیرِ او - واین وصف در کافر دائمی است کہ نفسِ او مستدرج است یعنی گزاشتہ شدہ + واستدراج از کفر غیر منقطع است یعنی جدا شوندہ نیست یقینًا بر بنائی آنکہ او کہ از مسلوب است از غیر خود قاطع است پس از روی ظن بر بنائی آنکہ او مجهول الحقیقت است از آنچہ کہ در ازل سجدۂ عبودیت واقع شدہ وخدائی برتر بایں سجدہ داناتر است لاکن حکم بر موجود وظاہر است - پس این حکم بر معدوم باطل و بر بنائی حقیقت مجهول - پس آنچہ یافتہ شد از وصف او در ہیچ وقت این استدراج است بر کافر از خدائے عزیز وحکیم یعنی غالب وصاحب حکمت بسیار - پس این فرق کہ از اعجاز وکرامت ومعونت واستدراج است در میانِ اینہا بوصف مانع اینہا است +

مطلب الکفر وصف مانع الخ فهو استدراج

کفر تعریف و تصفیر … کفر و استدراج نفس او مثلہا از سجدۂ عبودیت در ازل +

استدراج از کفر غیر منقطع است یقینًا وظنًّا -

آنچہ از وصف کافر در ہیچ وقت یافتہ شود استدراج است از خدائے عزیز وحکیم و فارق فعل اعجاز وکرامت ومعونت واستدراج ہمین وصف مانع است

مطلب ان الاستعانۃ تقتضی الدعوۃ الخ لیست بشرك مخصوص

اِعلم اَنَّ الاستعانۃَ تقتضِی الدعوۃَ حقیقۃً ش ای ھی نفسُ النداء للاستعانۃِ م او مجازاً ش ای ما یُفھم بہ الاستعانۃُ م فمِن غیر اللہِ تعالیٰ فیما یجوز فی المضافات ش ھی مخلوقاتٌ م لیست بشركٍ مخصوصٍ ممنوعٍ کما فی سورۃِ الصفّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ فی الآیۃِ نکاتٌ باقتضاءٍ واشاراتٍ اِعلم اَنَّ التشبیہَ بالقولِ و المقولۃِ لوجوبِھا لہ ش ای ثابتٌ بالقولِ والمقولۃِ لوجوبِ المقولۃِ للقولِ م فیقتضی مشبہاً محذوفاً تعظیماً لہ صلعم بالاحترازِ عن کالمشبّہِ بہِ المذکورِ علی مقصودٍ ش تعظیماً مفعولٌ لہ للمحذوفِ ای حذفُ المشبہِ بعظمتِ شانہ صلعم

بحث استعانت کہ مقتضی دعوت است حقیقتاً یا مجازاً از غیر خدا مخصوص ممنوع شرک نیست +

تفسیر کریمہ یا ایھا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ +

ترجمہ بدانکہ ہر آئینہ استعانت دعوت را میخواہد حقیقتاً کہ او نفس ندا یعنی آواز دادن و خواندن است برائی یاری خواستن - یا مجازاً یعنی آنچہ بدو استعانت مفہوم شود - پس این استعانت از غیر خدای برتر در آں چیزی کہ در مضافات یعنی در مخلوقات جائز است شرکِ مخصوص ممنوع نیست یعنی آں شرک نیست کہ مخصوص ممنوع است یعنی خاص کردہ شدہ کہ منع کردہ شدہ است چنانچہ در سورہ صف نہم رکوع دوم یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ یعنی اے آنانکہ ایمان آوردند مددگاران خدا شوید چنانچہ گفت عیسی ابن مریم حواریان را کیست مددگار من سوئے خدا - دریں آیت کریمہ نکتہای است موافق اقتضا و اشارت این آیت شریف - بدانکہ ہر آئینہ تشبیہ دریں آیت کریمہ بقول و مقولہ ثابت آمدہ بسبب وجوب مقولہ برائے قول یعنی اینجا قول برائے مقولہ واجب است بنا برآں پس این تشبیہ مشبہ را محذوف میخواہد تعظیماً یعنی بنا بر تعظیم برای او صلعم بغرض نگاہداشت و احتراز ہمچو مشبہ بہ مذکور برنہای مقصود - اینجا تعظیماً لفظ محذوف را مفعول لہ است یعنی مشبہ خلاف کردہ شد بنا بر عظمت شان او صلعم +

لانه صلعم لا ینبغی له صلعم ان یقول من انصاری ویوم
به فامر بالمومنین بنفسه سبحانه لنفسه سبحانه فجاز له
له صلعم ان یقوله وبلا احتراز یتعلق تعظیما او محذوفا
وعلی مقصود متعلق بیقتضی والمقصود تعظیم نبیه حبیبه
صلعم وما فی علمه سبحانه م وفی المشبه به المذکور
اضافة الی یاء المتکلم وهی مفعول به خص للنصرة والی
الله حال من فعل الناصرین وفیه اشارة بانباء ایمان
بالواجب تعالی ورسالته علیه السلام فلا یجرد الفعل من بنسبتین
بل تضمنت الاولی الثانیة فقالوا نحن انصار الله بترک
النسبة الیه عم اظهارا للاخلاص الله سبحانه فی ضمن
نصرته علیه السلام لا اعراضا عنها

ترجمہ ازآنکہ سزاوار نیست او صلعم را کہ گویند مَنْ اَنْصَارِیْ یعنی کیست مددگار من حکم کردہ شود بدو کہ اینچنیں گوید پس امر فرمود بنفس او سبحانہ مومنین را برائی نصرت نفس او سبحانہ۔ پس جائز است برائی او صلعم کہ گوید مَنْ اَنْصَارِیْ یعنی کیست مددگار من۔ ولفظ بالاحتراز اینجا بہ لفظ تعظیما یا یا محذوفا متعلق میشود۔ وعلی المقصود متعلق است بلفظ یقتضی۔ مراد آنکہ حذف مشبہ بغرض احتراز از ہجو مشبہ بہ مذکور است یا احتراز بنا بر تعظیم او صلعم است۔ حاصل آنکہ ایں حذف مشبہ بغرض نگاہداشت عظمت او صلعم است پس مشبہ بہ محذوف را برنائی مقصود میخواہد۔ وآں مقصود تعظیم نبی او وحبیب او صلعم۔ وآنچہ در علم او سبحانہ مقصود است۔ و در مشبہ بہ مذکور اضافتی کہ سوئی یائی متکلم است وآں مفعول بہ است برائی نصرت خاص کردہ شدہ است۔ و الی اللہ حال است از فعل ناصرین۔ و دریں اشارت است باگاہانیدن ایمان بواجب تعالی و رسالت او علیہ السلام۔ پس ایں فعل نصرت ناصرین از ہر دو نسبت مجرد و خالی نخواہد شد بلکہ نسبت اولی دوم را متضمن آمدہ۔ فقالوا پس بنا برین ناصرین گفتند نَحْنُ اَنْصَارُ اللہ یعنی ما مددگاران خدا ہستیم۔ وترک نسبت او علیہ السلام کردند و نہ گفتند نَحْنُ اَنْصَارُکَ یعنی ما یاران مددگار توئیم۔ پس ایں ترک نسبت کہ سوئی او علیہ السلام است بنا بر اظہار است برائی اخلاص خدائے سبحانہ در ضمن نصرت او علیہ السلام نہ بنا بر اعراض است از نصرت ۔

بیان آنکہ اعراض از نصرت نبی کفر است ۔

فثبتت استغاثته عم لنفسه عم فیما یجوز فی المضافات فیما
عجز عنه وفی ھذا حکمة لله سبحانه وھو اعلم بها وفی
تعمیم الخطاب براءة عن الاستغاثة من غیر المؤمنین
واستطلاع علی من یستجیب فهو مؤمن وان لم یسلم ما
فکیف ینطبق وجه التشبیه ومامن وجه لحذف المشبه
المقتضی بالضرورة ولتعمیم الخطاب مع الفهم فوم مخاطبة
مخصوصة وکیف یثبت ایمان الحواریین باعراض عن نصرته
عم وھو کفر الا من نصرة الله سبحانه فی ضمن نصرته عم ش
لان لا تتحقق حقیقتها غیر ما امر به النبی علیه السلام
وقد کفر ما امر فکیف نصرة الله تعالی بدون
تضمنها فی نصرة النبی عم وھی مطلوبة

ترجمہ — پس استغاثت او علیه السلام برای نفس خود ثابت است در انچه که در مضافات یعنی مخلوقات
جائز شود در انچیزی که از و عجز آمده — و درین حکمت است خدای سبحانه را و او داناتر است باو — و در تعمیم خطاب
که اینجا برای مومنین است برات و بیزاری است از استغاثتی که از غیر مومنین است و استطلاع یعنی خبر جستن
واگهی دادن است بر کسیکه هر آئنه قبول کند پس او مومن است — و اگر تسلیم نکرده شود انچه که تقریر کرده شد پس
چگونه منطبق خواهد شد وجه تشبیه و نیست از وجهی برای حذف مشبه که این مشبه بضرورت خواسته شده است
و نیست از وجهی برای تعمیم خطاب با وصف آنکه هر آئینه آنان که قوم مخاطب اند مخصوص اند — و چگونه
ایمان حواریین ثابت شود باعراض در رو گردانیدن از نصرت او علیه السلام حالانکه این اعراض کفر
است مگر از نصرت خدای سبحانه در ضمن نصرت او علیه السلام ایمان شان ثابت خواهد شد — از انکه حقیقت نصرت
خدای تعالی بجز انچه که نبی علیه السلام او را امر فرموده ثابت و متحقق نه شود یعنی در غیر امر او علیه السلام
نصرت حق تحقق نیابد — و انچه امر کرد تحقیق کفر کرده شد یعنی انکار کرده آمد اینجا پس چگونه نصرت خدای
تعالی هست بدون تضمن نصرت او تعالی در نصرت نبی علیه السلام یعنی نصرت خدا تعالی در نصرت نبی عم که او مطلوب است
بدون نصرت او تعالی پس چگونه متحقق خواهد شد مراد آنکه نصرت حق بدون تضمن او در نصرت نبی متحقق نشود که او مطلوب است

تفسیر کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ و الذین آمنوا الخ

وفی سورۃِ المائدۃِ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ فتحققتِ الوَلایۃُ العامّۃُ علیٰ اختصاصِ اللغۃِ بالمعانی ش ھی قربۃٌ وتکفّلٌ وخُلّۃٌ ومالکیّۃٌ وتصرّفٌ ونصرۃٌ م بالتحصیرِ والتحقیقِ ش من اِنَّمَا م حال عامۃً للّٰہ سبحانہ ورسولہ تعالیٰ صلعم والمومنین الصالحین المخاطبِ العامِ المومن فی کلِّ حالٍ وزمانٍ ومکانٍ علی العطفِ ش یتعلق بفعلِ تحققتْ وفیہ اشارۃٌ الی تحققِ اتحادِ المقصودِ م لقدرۃِ اللّٰہِ سبحانہ

تفسیر کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا معاً +

ترجمہ ودرسورۂ مائدہ اندر رکوع ہشتم اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ یعنی جز ایں نیست کہ ولی ورفیق شما اسد ورسول اوست وآنکہ ایمان آوردند آناں نماز قائم وبرپا میدارند وزکوۃ میدہند وہمانا اندر رکوع کنندگان۔ وہر کہ ولی ورفیق گیرد خدا ورسول او را وآناں را کہ ایمان آوردند پس ہر آئنہ گروہ خدا است ہماناں غالب شوندگانند +

پس دریں آیت کریمہ ولایتِ عامہ بربنای اختصاصِ لغت بامعانی کہ آنہا قربت وتکفل وخلت ومالکیت وتصرف ونصرت اند تحقق یافتہ است بسبب تحصیر وتحقیق از لفظ اِنَّمَا حالانکہ ہمیں ولایت بطورعام برائے خدای سبحانہ ورسول او تعالیٰ صلعم وبرای مومنین صالحین بربنائے عطف ثابت شدہ بسبب مخاطب عام مومن۔ درہر حال وزمان ومکان۔ اینجا علی العطف متعلق است بفعلِ تحققت درعبارت اصل مصنفِ کتاب + ودریں اشارت است سوئے تحقق اتحادِ مقصود باین کہ ایں ولایتِ عام متحقق مے شود باتحادِ مقصود بربنائے قدرتِ خدائے سبحانہ +

بیان معنی لغوی ولایت بتجویز وتخصیص شد وانحاد مقصودیت عامتہ برای خدا ورسول والمومنین وصالحین ازیں آیت کریمہ بتخصیص بالارشاد واقتصار و... ایمان برکوع بنفی ولایت ... وانصاری استحباتہ +

ولاعجازِ النبیّ وکرامۃِ الولیّ ببقاءِ صفاتِھم مع توسّعِھا
وتعلقِھم بمَن فی ولایتِھم معلومًا او مجھولًا بماشاء اللہ سبحانہ
ش یثبتُ المدعا اقتضاءً لانّ الولایۃَ فی کلِ حالٍ وزمانٍ
ومکانٍ لعموم المخاطَبِ یقتضی الاعجازَ والکرامۃَ ببقاءِ
صفاتِھم بحیاتِھم وتعلّقِھم بمَن فی ولایتِھم معلومًا او
مجھولًا بماشاء اللہ تعالیٰ ص لالغیرِھم من الفاسقِ والکافرِ
والتخصیصُ بالرکوعِ اشارۃٌ الی خشوعِھم واستثناءِھم عن
الیھودِ والنصاریٰ لانّ صلوتَھما لیستْ بالرکوعِ فلاتتحقّقُ
الولایۃُ لھما کنایۃً فاعلم انّ الصّلوۃ تستجمعُ العباداتِ
البدنیۃَ کلّھا والزکوۃ تستجمعُ العباداتِ المالیۃَ کلّھا فالصلاحُ
یستجمعُ کلیھما خشوعًا للّٰہِ سبحانہٗ

ترجمہ وبنابر اعجاز نبی وکرامت ولی - کہ بباقی ماندن صفاتِ شاں مع
توسّع آنہا است وبتعلق شان است بکسی کہ در ولایتِ شان است خواہ آنکس معلوم
شاں باشد یا مجہول بانچہ کہ خواست خدائی سبحانہ یعنی ایں مدعا ازیں آیت کریمہ اقتضاءً
ثابت می شود ازانکہ ہر آئینہ ولایت در حال وزمان ومکان بنابر عموم مخاطب اعجاز
وکرامت را مقتضی است می خواہد کہ ایں اعجاز وکرامت ببقائے صفاتِ شاں بسبب
حیاتِ شان است وبتعلق شان است بکسی کہ در ولایت شان است معلوم شان باشد
آنکس یا مجہول بانچہ کہ خواست خدائے تعالیٰ نہ برائی غیر شان است از فاسق وکافر
وتخصیص ایمان برکوع اشارت است سوئے خشوع شاں واستثنائے شاں
از یہود ونصاریٰ ازانکہ نماز آں ہر دو برکوع نیست - پس ایں ولایت برائے
ایں ہر دو طور کنایت متحقق نہ شود +
پس بدانکہ ہر آئنہ نماز کل عبادات بدنیہ را مستجمع می شود - وزکوۃ کل عبادات مالیہ را مستجمع آمدہ
پس صلاح ونیکی ایں ہر دو را مستجمع است بنابر خشوع برائے اللہ سبحانہ +

بسبب بقاء صفات بحیات دوام مبدع است در ہر حال

فَاَباحَ التولی لِمَن یتولّٰی ش یدلُّ علٰی اَنَّ التولِّی مباحٌ م
اللّٰہَ ورسُولَہ والذین اٰمنوا فی کلِ حالٍ وزمانٍ ومکانٍ
ش باستلزامٍ مِنْ تعمیمِ الشخصِ صراحتًا فتعمیمُ الزمانِ
والمکانِ اقتضاءً م علی العطفِ ش یتعلق بفعلِ اَبَاحَ
فاشارۃٌ الی تحققِ اتحادِ المقصودِ م لِقدرتِ اللّٰہِ سُبحانہ
ولاعجازِ النبی وکرامۃِ الولی ببقاءِ صفاتھم مع توسّعھا
بدوامِ حیاتھم وتعلّقھم بمستعینٍ معلومًا اومجھولًا بماشاءَ
اللّٰہُ سبحانہ ش یثبتُ المدّعا باقتضاءٍ لانّ التولّی
فی کلِ حالٍ وزمانٍ ومکانٍ لعمومِ المخاطبِ یقتضی الاعجازَ
والکرامۃَ ببقاءِ صفاتھم بحیاتھم وتعلقھم بمستعینٍ
م والتولی بمعنی تحویلِ تکفّلِ المھماتِ علی التقدیرِ لابمعنی
المحبۃِ لانّھا واجبۃٌ الی جھۃِ اللّٰہ سبحانہ مقصدًا

ترجمہ پس مباح کرد برای کسیکہ متولی گیرد خدا و رسولِ خدا و آنانرا کہ ایمان آوردند یعنی گردیدند بخدا ایں تولی مباح آمد در ہر حال و زمان و مکان بر بنائے عطف کہ تعلقش باباحت میگردد اندرکہ مشیر تحققِ اتحادِ مقصود است و ایں تولی را مَنْ یتولّٰی مباح کردہ است بتعمیمِ شخص در حال و زمان و مکان از انکہ مَنْ تعمیمِ شخص را بصراحت مستلزم است و تعمیم زمان و مکان را باقتضا۔ و ایں اباحتِ تولی بالتعمیم کہ بر بنائے عطف مشیر اتحادِ مقصود است بنا بر قدرتِ خدے سبحانہٗ و بنا بر اعجازِ نبی و کرامتِ ولی است بسبب باقی ماندنِ صفات شان با توسّعِ صفات بحیاتِ دائمی شان و تعلق شان است بمستعین کہ او از ایشان مدد و استعانت میخواہد خواہ او معلوم شان باشد یا مجہول بانچہ کہ خواست خدائے سبحانہ۔ یعنی ایں مدعا کہ باقتضا ثابت می شود ازیں آیتِ کریمہ ازان است کہ تولّی در حال و زمان و مکان بنا بر عمومِ مخاطب اعجاز و کرامۃ را مقتضی است و میخواہد بسبب بقائے صفاتِ شان بحیاتِ شان و تعلق شان است بمستعین یعنے بمدد و یاری خواہندہ۔ و تولّی بمعنے سپردنِ تکفل است یعنی سپردنِ ضمانِ مہمات و ایں بر بنائے تقدیر است۔ نہ بمعنی محبت ازانکہ محبت واجب است سوئے جہت خدائے سبحانہ بنا بر مقصد و مُراد۔

بایں تقدیر کہ تولی بمعنی تکفل مہمات بدست بنا بر تقدیر بمعنی
محبت و قرب کہ اول واجب است مقصود و مراد و دوم ظاہر۔

وَالی جهتین غیرِهٖ سبحانه سببًا ش لقوله تعالی یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الآیه وقوله صلعم الا لا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهٗ الحدیث م ولا بمعنی القربِ لِانه من جهةِ اللّٰهِ سبحانه ش لقوله تعالی اِنِّیْ قَرِیْبٌ م فبالاضطرارِ من جهةِ العبدِ والاباحة بالاختیارِ ش فلیست اباحةُ القربِ من جهةِ العبدِ م فالتولّی یقتضی الولایةَ العامةَ بمعانیها ونفیُ بعضِها یلزم اَنْ یَبطل التولّی من جهتین ش ای مِن جهةِ مَن تولّی لنفسه من غیرِه ومن جهةِ مَن تولّی لغیرِه من نفسه م للزومها للتولّی ش اِذ لا تکفّل من بعیدٍ ولا ممن لا اهلَ لتکفّلٍ ولا من عدوٍّ مخالفٍ

ترجمه وسوی جهتین غیر او سبحانه بنابر سبب برای فرمودن او تعالی که در سوره نساء است رکوع بیستم یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الآیه یعنی ای آنانکه ایمان بیاوردند ایمان بیاورید بخدای تعالی و رسولِ او صلعم الخ - و برای فرمودنِ او صلعم اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهٗ الحدیث یعنی آگاه باشید که نیست ایمان برای کسیکه نیست محبت او را تا آخر حدیث - ونه این تولّی بمعنی قرب است از انکه او از جهتِ خدای سبحانه ثابت است بنابر فرمودنِ او تعالی اِنِّیْ قَرِیْبٌ یعنی منم قریب - پس این قرب از جهت بنده باضطرار است - حالانکه اباحت یعنی مباح گردانیدن باختیار می باشد - پس معلوم شد که اباحتِ قرب از جهت بنده نیست الا آنکه باضطرار ثابت آمده - پس تولّی ولایت عامه را می خواهد بمعانی او - ونفیِ بعض معانی او لازم آرد اینکه بطلانِ تولّی از جهتین باشد یعنی از جهت کسی که او برای نفسِ خود از غیرِ خود ولایت گرفت یعنی غیر خود را برای نفسِ خود متولی کرده تولیت حاصل نمود - و دوم از جهت کسی که او برای غیر خود از نفس خود ولایت گرفت یعنی بکار کسی بنفسِ خود قیام کرد - و آن لزومِ بطلانِ تولّی که بنفیِ بعض معانی است بسبب لزوم آن معانی است که تولّی را لازم آمده است از انکه از بعید تکفّل نیاید - ونه از کسی که او برای تکفّل اهل نباشد - ونه از عدوی مخالف +

بیان اباحت
که آن باختیار است

بیان آنکه تولّی باعتبار معانی او ولایت عامه را

مقتضی است ... [illegible]

ولا من غیر مالک للتولی م ویقتضی شعوراً من جھۃ من
من یتولیٰ ومابہ التولی ش اذ لا تکفل من جاھل عمن یتولیٰ
ومابہ التولی م وقد تمّ علیٰ مابہ التولی ش اذ لا تکفل من عاجز لما بہ التولی
فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ؕ اعجازاً وکرامۃ اختیاریین
علی انتصار المستنصرین جزاءُ شرط مقدم ش ای مَنْ
یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا م علی ان اقیم سبب
مقام مسبب فانہ کمنصور (ای الجزاء) فصاحۃً فی الکلام وبلاغۃً
للمرام وفیہ اشارۃ الی استغاثۃ بھم ش فالحاصل
من یتول اللّٰه ورسولہ والذین اٰمنوا فانہ منصور (ای الجزاء) لان
حزب اللّٰه ھم الغالبون علیٰ انتصارہ م فان للّٰہ سبحانہ

ترجمہ ونہ از کسی کہ مالک تولی نباشد یعنی تکفل است از غیر مالک کہ تولی را نشاید مراد آنکہ تکفل است از آں
کسیکہ او استحقاق تولیت ندارد۔ وایں تولی از جہتین شعور میخواہد برای کسیکہ ولایت میگیرد وچیزی راکہ او
ولایت گرفتہ از آنکہ تکفل نباید از جاہل از کسیکہ متولی می شود وازانچہ کہ بدو تولیت ہست۔ وایں تولی قدرت
می خواہد برانچہ کہ بدو تولی است از آنکہ از عاجز برای انچہ کہ اورا بدو تولی است تکفل نیاید۔ فَاِنَّ حِزْبَ
اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ؕ پس ہر آئینہ گروہ خدا ہماناں ہستند کہ غالب شوندگاں اند۔ از روی اعجاز وکرامت
کہ ہر دو اختیاری ہستند بر نصرت دادن یاری خواہندگان۔ وایں جملہ آیت کریمہ مذکورہ جزا ہست شرط
مقدم راکہ آں مَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ ہست بر بنای آں کہ سبب بجای مسبب
قائم کردہ شد۔ پس ایں جزا سبب است کہ بجای مسبب کہ ہر آئینہ او ہمچو لفظ منصور میباید از روی فصاحت
در کلام وبطور بلاغت برای مقصود نہادہ شد۔ ودریں اشارت ہست سوی استغاثت بایشاں یعنی
بخدای تعالیٰ ورسول او ومومنین صالحین۔ پس حاصل ایں شرط وجزا بصورت مقدرات ایں
است وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْصُوْرٌ لِاَنَّ حِزْبَ
اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ علیٰ انتصارہ یعنی ہر کہ متولی کرد خدا ورسول او را وآناں راکہ ایمان آوردند
پس ہر آئینہ او یعنی جزا منصور یعنی الجزا نخمند ہست از آنکہ بتحقیق لشکر خدا است کہ ہماناں غالب
شوندگان اند بر دادن یا یاری دادن او۔ پس ہر آئینہ برای خدای سبحانہ است ✦

بیان ترکیب آیت کریمہ مذکورہ ✦

غلبةٌ حقيقةٌ تظهر في الاضافات تضمنًا ش اي ظهورًا
تضمنًا من صفات الله سبحانه م بالاولوية والاعجاز
والكرامة قد يقع بعلم وقد بجهل من توسع حيث يشاء
الله سبحانه لعزتهم فان العزة لله جميعًا فتعز من تشاء
ش بالاعجاز والكرامة م وهو على كل شيءٍ قدير
فان لم يسلم ما قيل فبطل تعميم الخطاب ش بكم
ومن م فبطل الولاية العامة لكل مومن لله سبحانه
وقال سبحانه الله ولي الذين امنوا الاية وكيف العجز
في الولاية والتولى الى الله القدير في فعله وفعل العباد
من خلقه الى ما شاء وشرك مخصوص الى الرسول و
المومن في اي المعنى للولاية والتولي وهي صفة جامعة
ش لله تعالى وللرسول صلعم وللمومنين الصالحين م

ترجمه غلبهٔ حقیقی که بطور تضمن از صفات خدای سبحانه در اضافات یعنی در مخلوقات با ولویت ظاهر می شود یعنی ظهورش اولی و مناسب تر - از راه تضمن می شود - و اعجاز و کرامت گاهے بعلم واقع شود یعنی دانسته و گاہی بجهل یعنی نادانسته بسبب توسع هر جا که خدای سبحانه خواهد برای عزت شان فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا فتعز من تشاء از انکه هر آئینه عزت خاص بتمامه برای خدا است پس هر کرا می خواهد عزت می دهد با عجاز و کرامت وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ و او است که بر هر چیزی قادر توی است +
و انچه گفته شد اگر تسلیم کرده شود پس تعمیم خطاب که بلفظ کُم و مَن است باطل شود پس ایں ولایت عامه که برای مومن عام است برای خدای سبحانه باطل شد حالانکه فرمود حق سبحانه در رکوع آیة الکرسی اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا الآیه یعنی خدای تعالی ولی است آنانرا که ایمان آوردند الخ - و چگونه عجز است در ولایت و تو سوی خدای قدیر در فعل او حالانکه فعل عباد از خلق او است تا انچه که او خواسته است - و چگونه شرک مخصوص شود سوی رسول و مومن در چه معنی که ولایت و توّلی است حالانکه ایں صفت جامع است برای خدائے برتر و برائے رسول و تعالے و برائے مومنین صالحین

بیان آنکه اعجاز و کرامت گاهی بعلم واقع شود و گاهی بجهل و غلبهٔ حقیقی خدای را است که ظهورش بتضمن از صفات او در اضافات اولیٰ ، ورنه از خطاب تعمیم ولایة عامه برای خدا باطل و چگونه عجز است سوی او از خلق فعل عباد و شرک مخصوص سوئے رسول و مومن بصفتے جامعه +

مطلب فان لم یفصل ال... والاضافة فی المـ...

فَإِنْ لَمْ يُفَصَّلِ الاستقلالُ والاضافةُ فى المستعان فانّه
الاستقلالُ ليس بشركٍ اوانّه اجاز اللّٰهُ سبحانه شركًا
وهما ممنوعانِ نقلًا وعقلًا منه فيلزمُ التفصيلُ ليمتاز
ش اي الاستقلالَ والاضافة م والّا ش اى اِن لم
يُفصّلْ م فحكم بغير مفصَّلٍ فى منعٍ وجوازِ الولايةِ و
التولّى فى نِسَبٍ مختلفةٍ اقرارٌ لما مُنِعَ وانكارٌ لما جاز
ففى الاوّلِ شركٌ وفى الثانى كفرٌ على الحاكمِ فالانتصارُ و
النصرتُ لمن يتولّى اللّٰهَ تعالى ورسولَه تعالى صلعم والمومنين
الصالحين متحقّقٌ فخلافُ الثابتِ مأوّلٌ والّا فكيف ابطاله
ش اى خلافُ ما هو الثابتُ من غلبةِ اللّٰهِ تعالى
ورسوله تعالى صلعم والمومنينَ الصالحين لانتصارِ
المستنصرين والنصرت يأوّلُ بما هو برفعُ الخلاف

بحث آنکہ در مستعان باستقلال واضافت اگر فصل نکردہ شود در استقلال عدم شرک ودر اضافت شرک لازم آید +

ترجمہ واگر فصل وفرق نکردہ شود باستقلال واضافت درمستعان پس ہرآئینہ او استقلال
است کہ شرک نیست یا آنکہ ہرآئینہ او ہست کہ خدای سبحانہ شرک را جائز داشتہ واین ہردو ممنوع است
از روی نقل وعقل از و پس تفصیل وجدا کردن لازم شود تا کہ ہردو استقلال واضافت تمیز کردہ
شوند۔ ورنہ یعنی اگر فصل نکردہ شود۔ پس حکم بغیر مفصّل کہ در و فصل نکردہ شدہ در منع وجواز
ولایت وتولّی در نسبتہای مختلفہ اقرار لما منع ہست یعنی اقرار است برانچہ کہ منع کردہ شدہ
یا انکار است لما جاز یعنی برای انچہ کہ او جائز است این حکم انکار شود۔ پس در اول یعنی در
اقرار لما منع شرک ہست۔ ودر ثانی یعنی در انکار لما جاز کفر است برحاکم۔ پس انتصار ونصرت
یعنی یاری جستن ویاری دادن برای کسی کہ متولی گیرد خدای تعالی ورسول او تعالی را صلعم ومومنین
صالحین را متحقق وثابت ہست وخلاف ثابت تاویل کردہ شود ورنہ ابطال ثابت پس چگونہ شود۔ یعنی تاویل
کردہ شود خلاف انچہ کہ او ثابت ہست از غلبۂ خدای تعالی ورسول او تعالی ومومنین صالحین برای
یاری دادن مدد خواہندگان وخلاف نصرت تاویل کردہ شود بانچہ کہ او خلاف را رفع ودور کند
یا تاویل کردہ شود +

انتصار ونصرت بفصل... استقلال واضافت باخ... ثابت ومتحقق آمد وخلاف... ماوّل +

وبالانتصارِ والنصرةِ حقيقتًا فى علمِ اللهِ تعالىٰ وحكمته
وان لم يأوّل فيلزم انّ الثابت باطلٌ وانّه لا يبطل
م ولا يمكن ان يقعَ خلافُ هٰذا الثابت ش اى
خلافِ ثبوتِ جوازِ الاستعانة منع عمومُ جوازِ الاستعانة
م فى ثابتٍ ويأوّل خلافه لانّ لا منع بخصوصيته على
تعميمِ مسلّمٍ ش لانّ الممنوعَ من جزءِ التعميمِ المسلّمِ
فانِ يمنعَ فبطلَ التعميمُ المسلّمُ م والتولّي بالولي يلزم
تبعه فخلافه خلافه ش اى خلافَ تبع الولي خلافُ
التولّي م فكيف ترجى النصرةُ ش اى لمّا وقع خلافُ
التولّي فكيف ترجى النصرةُ م ولمّا تحقق انتصار المستنصرين
لرسوله تعالىٰ صلعم والمومنين الصالحين بالغلبة
من اضافةِ اللهِ تعالىٰ اختيارًا فانه صلعم كاشفُ
الشدائدِ ودافعُ المكائدِ فالاولياءُ

مطلب التولّي بالولي يلزم تبعه *

ترجمه بانتصار ونصرتی که حقیقتًا در علم خدا تعالیٰ است و در حکمت او - واگر خلافِ ثابت تاویل
نکرده شود پس لازم شود اینکه ثابت باطل است حالانکه ثابت باطل نشود - وممکن نباشد که خلافِ
این ثابت واقع شود در ثابت یعنی خلافِ ثبوتِ جوازِ استعانت منع عمومِ جوازِ استعانت
است * وخلافش تاویل کرده شود از آنکه هر آئینه بر تعمیمِ مسلّم بخصوصیتش منع نیست زیراکه ممنوع
از جزءِ تعمیمِ مسلّم است - پس اگر منع کرده شود پس تعمیمِ مسلّم باطل شود - و تولّی بولی لازم گیرد
تبعِ ولی را * وخلافِ تبعِ ولی خلافِ تولّی است پس چگونه امید کرده شود نصرت
یعنی هرگاه که خلافِ تولّی واقع شود پس نصرت چگونه امید کرده شود * وهرگاه که انتصارِ
مستنصرین یعنی داد ستدن ومدد کردنِ مدد خواهندگان برای رسولِ او تعالیٰ صلعم ومومنین
صالحین بسبب غلبه که از اضافت یعنی خلقِ خدا تعالیٰ است از روی اختیار ثابت ومتحقق شد - پس آنکه
او صلعم کاشفِ الشدائد یعنی کشاینده سختیها ودافعُ المکائد یعنی دور کننده مکرها هستند پس اولیاء استند

بحث آنکہ تولی بولی تبع ولی را لازم کند و نصرت بولی
موقوف بر ثبوت تولی باختیار آمده

استغانةٌ هِيَ فِي التَّوَلِّي تَجُوزُ حَتّٰى مِنَ الفَاسِقِ لِشُمُولِ الإِيمَانِ
ش ای حتی تجوز من الفاسق م مع سلب الكرامة ان لم
تجرّ الی الفسق بالكراهة لعدم تحقق ولايته إلّا من
الكافر ش ای لا تجوز من الكافر م بسلب الايمان و
ان لم تجرّ الی الكفر كما قال سبحانه يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ الآيه
وهي مبدءُ الخيرِ والشرِّ في حدودِها في الخيرِ والشرِّ قال
اللّٰه تعالیٰ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى
الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ الآيه فالمفعولُ به هو المستعينُ الا
نظرها في الممكناتِ لا بد منها فاستغانةٌ من الانبياء والاولياء
اولى الحسنى لقربهم بالحسناتِ ولتعظيمهم كما يُشيرُ

ترجمہ۔ پس استغانتی کہ اور در تولی است جائز می شود تا آنکہ از فاسق جائز است بسبب شمولِ او
بیان را مع سلب کراہت اگر ایں استغانت یا ایں فاسق سوی فسق نکشد پس ایں استغانت بکراہت
جائز است بسبب عدم تحقق ولایت فاسق۔ مگر از کافر جائز نشود بسبب سلبِ ایمان او اگرچہ سوے
کفر نکشد ایں کافر یا ایں استغانت چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ نساء رکوع بست وکیم یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ
لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ الآیہ ای آنکہ ایمان بیاوردند کفار را
اولیاء نگیرید بجز مومنین الخ۔ وایں استغانت در حدود خود در خیر وشر مبدء خیر وشر است یعنی خیر وشر را
محل آغاز است وجائی ظہور کہ فرمود خدائی برتر در سورۂ مائدہ رکوع اول تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ
وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ الآیہ یعنی با ہمدگر یاری کنید
بر نکوئی و پرہیزگاری و با ہمدگر یاری مکنید بر گناہ و بزہ کاری وستم آشکارا۔ پس دریں آیت
کریمہ مفعول بہ فعل تعاونوا ہماں مستعین است یعنی یاری وعون خواہندہ۔ آگاہ باش کہ ایں
استغانت اندر ممکنات آیا نمی بینی کہ از و چارہ نیست۔ پس از انبیاء واولیاء اللہ بسبب خوبی ونکوئی
شاں وقربِ شاں بنکوئیہا و بسبب تعظیم شاں چنانچہ ایں آیت کریمہ +

فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ ش ای تشیر الآیۃ الی اَوْلَوِیۃِ الاستغانۃ من الانبیاءِ والاولیاءِ وحسنہم وتعظیمہم م ویؤیدہ قولہ تعالیٰ فی سورۃ النساءِ وَلَوْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝

اِعْلَمْ اذ تدلُّ علی تعمیم الزمانِ فالآیۃ علی اسْتغانۃ ش ای الآیۃ تدل علی استغانۃ م منہ صلعم دواماً واستواءِ ش عطفٌ علی استغانۃ م حالۃِ موتہ وحیاتہ صلعم وانّہٗ صلعم لحیٌّ باعلی الحیاتِ کما سنذکرہ ان شاء اللّٰہ تعالیٰ واجابۃِ ش عطفٌ علی استواءِ م استغفارہٖ صلعم المتحقق ش من صیغۃ ماضٍ ای اِسْتَغْفَرَ م والتاکیدِ وَالتحقُّق ش من لام وماضٍ اے لَوَجَدُوْا م

ترجمہ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ ۔ سوی اولویتِ استغانت از انبیاء واولیاء وسوی خوبیہائی وتعظیم شاں اشارت میکند استغانت ویاری خواستن اولیٰ ہست ۔ وبنا بر تائید این مضمون قول او تعالیٰ ہست کہ یاری میدہد اورا درسورہ نساء برکوع نہم آمدہ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا واگر ہر آئینہ ایشاں وقتیکہ ظلم نمودند نفسہای خود را ۔ آمدند نزد تو ومغفرت خواستند بخدا ۔ ومغفرت خواست این رسول برائی شاں البتہ یافتند خدائی را بسیار رجوع کنندہ وبسیار مہربان بدانکہ لفظ اِذْ دلالت میکند بر تعمیم زمان ۔ پس این آیت دلالت میکند بر استغانت از وصلعم از روی دوام ۔ وبر استواء یعنی برابر شدن حالت موت وحیات او صلعم ۔ وہر آئینہ او صلعم البتہ حیّ وزندہ است باعلیٰ حیات یعنی برتر زیست چنانچہ عنقریب اورا ذکر خواہیم کرد اگر خواست خدا تعالیٰ ہست ۔ واین آیت دلالت میکند بر اجابت وقبولیتِ استغفار او صلعم کہ متحقق است از صیغہ ماضی اِسْتَغْفَرَ وتاکید وتحقق اجابت از لام وفعل ماضی لَوَجَدُوْا است

۱۲ بحث تفسیر کریمہ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ الخ۔

لوجدهم الله تعالیٰ توابا رحیما فی حالِ استغفارِ الرسولِ
بتعمیمِ الشخصِ صراحتًا ش اے بتعمیمِ شخصِ الرسول
علیٰ دلالۃِ اللفظِ صراحتًا علی الوصفِ العامِ م وتخصیصِ
سوقَ الکلامِ ومحلَّ النزولِ ش ای تخصیصِ شخصِ
الرسولِ مِن سوقِ الکلامِ ومحلِ النزولِ م هو صلعم
ش ای مَن هو مخصّصٌ بسوقِ الکلامِ ومحلِ النزولِ هو
صلعم م لا باستغفارهم ش وهُم کانوا منافقین
م مجرّدًا عن وساطۃِ الرسولِ کما فی السورۃِ ومَن یعمل
سوءً او یظلم نفسہ ثم یستغفرِ الله یجدِ الله غفورًا رحیمًا
بغیرِ التاکیدِ والتحقّقِ فما للمؤمنین لو انهم اذ ظلموا
انفسهم جاءوه مستغفرًا واستغفر لهم وانه صلعم
بالمؤمنین رءوفٌ رحیمٌ فجاز الحکمُ الی شیوخِ الطریقۃِ

ترجمہ بنا بر یافتن شان خدای تعالیٰ را بسیار رجوع کننده و بسیار مهربان درحال مغفرت خواستن این
رسول حالانکہ از ین لفظ رسول بتعمیم شخصِ رسول بر بنای دلالتِ لفظ بر وصفِ عام بطور صراحت است
و تخصیص شخصِ رسول دلالت از سوق و روانی کلام و از محل نزول است کہ آن رسول صلعم
است • یعنی آنکہ او کہ بسوقِ کلام و محلِ نزول خاص کرده شده هو است صلعم برای استغفار مؤمنین
نہ باستغفار منافقین کہ آنان از وساطتِ رسول مجرّد اند چنانچہ درین سوره برکوع شانزدهم
آمده ومَن یعمل سوءً او یظلم نفسہ ثم یستغفرِ الله یجدِ الله غفورًا رحیمًا
یعنی هر کہ کار کند بدی را یا ظلم کند نفس خود را باز مغفرت خواهد خدای را خواهد یافت او خدا را بسیار بخشنده
و بسیار مهربان۔ پس درین آیتِ کریمہ استغفار بی وساطتِ رسول آمده و اجابتش بغیر تاکید و تحقیق
است ۔ و آنچہ برای مؤمنین است اینکہ اگر ہر آئینہ ایشان وقتیکہ ظلم کردند نفسهای خویش را زاو آمدند پیش
صلعم مغفرت خواهان و مغفرت خواست او صلعم برای شان حالانکہ ہر آئینہ او صلعم بمؤمنین
بسیار رافت کننده و بخشنده و بسیار مهربان است۔ پس این حکم طلب مغفرت سوی شیوخ طریقہ جایز شد

واعلم انّ التاكيد والتحقق يتعلّق بفعل الواجد صريحًا وبفعل الله تعالى تلميحًا بالمفعول الثانى لاستغنائه عن النقص فهذا هو المعتقد فالتواب مبالغة لفعله تعالى عليهم بخلاف الغفور فاعلم انّ فى الاٰية الكريمة تخصيصٌ على تعميمٍ ولا يزيله وهذا مذهب اهل سنةٍ وجماعةٍ ولله كون القصص فى مقصد الاٰية من اعجازه صلعم وهو فى البرزخ فى كتبهم ان شئتم ش ذكر الحافظ عبد الله فى المصباح الظلام جاء البدوىُّ على قبر النبىِّ صلى الله عليه وسلم بعد ثلثة ايام من وفات النبىّ صلعم وقبض التراب من القبر وصبّ على راسه وقال يا رسول الله نعم ص ظلمت على نفسى وجئت فى حضورك

ترجمه وبدانكه هر آئينه تاكيد وتحقق متعلق مى شود بفعل واجد صريحًا - وتعلق او بفعل خدائى بر تر بطور تلميح واشارت است بسبب مفعولِ ثانى بنابر استغنا وبى نيازى او تعالىٰ از نقص وكمى - پس اينست كه او اعتقاد كرده شده يعنى تعلق تحقق وتاكيد بفعل واجد بطور صراحت است وبفعل خدائى تعالىٰ اين تحقق و تاكيد بطور تلميح واشاره بسبب مفعول ثانى تواب ورحيم معلوم ميشود وآيں به تلميح واشارت اظهار كردن و سخن راندن او تعالىٰ بنابر استغنا است ازانكه او تعالىٰ از نقص وكمى مستغنى است وهمين است كه او اعتقاد كرده شده - وتواب مبالغه است براى فضل او تعالىٰ بر آنان بخلاف غفور - وبدانكه هر آئينه درين آيت كريمه تخصيص است بر تعميم واين تخصيص تعميم را زايل نميكند وهمين مذهب اهل سنت وجماعه است وخواسته دريافت ودر رسيد قصه ها را اگر بجواهيد در كتب شان در مقصد اين آيت كريمه از اعجاز او صلعم حالانكه او در برزخ است يعنى اعجازش صلعم در برزخ آمده - كه حافظ عبد الله در مصباح الظلام ذكر كرده كه يكى بدوى يعنى روستائى بعد سه روز از وفات نبى صلعم - بر قبر نبى صلى الله عليه وسلم آمد واز قبر شريف خاكى در مشت گرفت وبر سر خود ريخت وگفت اى رسول خدائى تعالىٰ من بر نفس خود ظلم كرده ام ودر پيش حضور تو آمده ام -

لتطلب الاستغفار لي فجاء النداء عن القبر قد غفر الله لك
ھ ومن باعداه فهيهات هيهات وعليها ش اي على
تغییر الحدیث الشریف دحاجۃ الخ
بناء مفهوم الاٰية ھ اذا جاءه صلعم رجل متمنيًا لعينه
فقال صلعم مَنْ له حاجةٌ فليحسن وضوءه وليصل ركعتين
وليقرء اللّٰهم اني اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد
نبي الرحمة يا محمد اني توجهت بك الى ربي في حاجتي هذه
لتقضي لي اللّٰهم فشفعه في الحديث قال الترمذي هذا
حديث حسن صحيح غريب وصححه البيهقي وزاد في اٰخر الحديث
فقام وقد ابصر وفي رواية ففعل فبرء وفي معجم كبير
طبراني عن عثمان رض بن حنيف انه في خلافة عثمان رض بن
عفان علمه رجلا فقضت حاجته فقال رأيت رسول الله تعالى

ترجمہ کہ استغفار برائی من بخواہی پس از قبر شریف ندائی بیامد کہ تحقیق خدائی تعالی ترا بیامرزید
و ہر کہ دوری گرفت اورا پس افسوس و افسوس است ۔ و بر بناے مفہوم این آیت کریمہ این حدیث است
۱۴ بحث تغییر حدیث شریف حاجت ہر کرا حاجتی باشد و طریق نماز و دعا
ہرگاہ کہ مردی آرزومند برای چشم خویش او صلعم آمد پس فرمود صلعم مَنْ لہٗ حاجۃٌ فلیحسن وضوءہ
ولیصل رکعتین ولیقرء یعنی ہر کہ را حاجتی باشد پس باید کہ وضوی خود نیکو کند و دو رکعت نماز
گزارد و باید کہ بخواند اللّٰہم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا
محمد انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی ہذہ لتقضی لی فشفعہ فی الحدیث
یعنی خدایا من ترا میخواہم و بسوئے تو روی آرم بواسطہ نبی تو محمد صلعم کہ نبی رحمت است ای محمد صلعم ہر آئینہ من
بوسیلہ تو رو آوردم بسوی پروردگار خود درین حاجت من تا روا کردہ شود برای من خدایا پس شفیع گردان اورا
درمن تا آخر حدیث ۔ گفت ترمذی این حدیث حسن است و صحیح و غریب ۔ و بیہقی اورا صحیح شمردہ و در آخر حدیث این
زیادہ کرد فقام فقد ابصر وفی روایۃ ففعل فبرء پس برخاست و تحقیق او بینا آمدہ و در روایتے
است کہ او کرد و بہ شد ۔ و در معجم کبیر طبرانی است از عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ کہ ہر آئینہ او در خلافت عثمان
بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ این عمل را بمردی آموخت پس حاجتش روا شد پس گفت او دیدم رسول خدا تعالی را صلعم

صلعم علّمه ضریر البصر وا ظنّ انّ قوله صلعم لیصلّ علی
قوله سبحانه واستعینوا بالصبر والصلوٰة الآیة او علی ما
اراده صلعم والله تعالیٰ اعلم بالصواب والحدیث الشریف
مع اختلاف بعض اللفظ فی الروایات ان شئتم ترجعوا الی
کتب الحدیث الشریف + واعلم تعمیمَ مَنْ یقتضی تعمیم
الوقت کما هو ظاهرٌ فانظر فی الاعجاز والکرامة الی المستعین
فتدرك وان تکن بشركٍ فلم توجد بین مستغاثٍ من الانبیاء
والاولیاء لبداهة حسناتهم عصمةً وحفظاً ومستعین من
اصحابهم ش کما مذکورٌ ومن خالدٍ رضی الله تعالیٰ
عنه فی معرکةٍ یا محمدُ یا منصورُ اجب اجب فی فتوح الشام
م وقال الله تعالیٰ فی اٰخر سورة یوسف

ترجمہ صلعم کہ ایں عمل آموخت ضریر بصر را یعنی کسیکہ بینائی او رفتہ باشد وگمان میکنیم کہ ہر آئینہ ایں
قولِ او صلعم لیصلِّ یعنی باید کہ نماز بخواند بر بنائی قولِ او سبحانہ است وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ
الآیہ یعنی و یاری خواہید بوسیلہ صبر و نماز الخ - یا بنا بر آنچہ کہ او صلعم اورا ارادہ فرمود واللہ تعالیٰ علم بالصواب
یعنی و خدائی تعالیٰ دانا تر است براستی و درستی - و آیں حدیث شریف مع اختلافِ بعض لفظ در روایات
آمدہ اگر میخواہید سوئی کتب حدیث شریف باز گردید -
و بدانکہ تعمیم مَنْ تعمیم وقت امیخواہد چنانچہ او ظاہر است - پس ببیں و نظر کن در اعجاز و کرامت سوئے
مستعین یعنی یاری خواہندہ پس دریابی - و اگر ایں استعانت شرک بودی پس نیافتہ شدی درمیان
مستغان یعنی یاری خواستہ شدہ کہ از انبیاء و اولیاء اند بسبب بداہت حسنات و نیکوئیہائی شان کہ ایں
ہمہ بعصمت و حفظ آمدہ اند - و درمیانِ مستعین یعنی یاری خواہندہ کہ از اصحاب شان اند - چنانچہ
مذکور است کہ از خالد است رضی اللہ تعالیٰ عنہ در معرکہ یا محمدُ یا منصورُ
اَجِبْ اَجِبْ یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ای فتحمند بپذیر بپذیر - و ایں روایت در فتوح
الشام ست - و فرمود خدائے تعالےٰ در آخر سورہ یوسف بر کوع دوازدہم[12] +

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ
وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ٥ اِذْ اُنْتُقِضَ الْحَصْرُ
الْمُدَّعٰى المستفادُ من تخصيصِ الذي فی اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ
ش فی سورةِ الفاتحة م لمنعِ استعانةٍ بوجوهٍ عامةٍ
لغيرِ اللهِ سبحانه والحصرُ لا ينتقض فبطل الدعوٰى الّا
ش الاستثناء مِنْ انتقضَ الحصرُ المستفادُ مِنْ تخصيصِ
اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ لمنعِ استعانةٍ م بوجوهٍ خاصةٍ ش
كالوهيةٍ تامةٍ وقدرةٍ كاملةٍ وهدايةٍ خاصةٍ هي
توفيقُ مرضياتِ م لله سبحانه وهو المرادُ واِنْ تدبّرتَ
قولنا فيما يجوز فی المضافاتِ لقد اصبتَ خيرًا وقال
سبحانه فی سورةِ يونس وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ
وَلَا يَضُرُّكَ ج فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ٥

مطلب انتقض الحصر ... ایاک نستعین فی سو... الفاتحة وتفسیر...

ترجمہ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ
وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ٥ یعنی بگو که این راه من است که می خوانم سوی خدا - بہ بینائی هستم من و هر که
مرا پیروی کرد - و پاکی است خدای را و نیستم من از مشرکین - درین هنگام حصر مدعی که مستفاد از تخصیص
است آنکه در اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یعنی خاص از تو یاری میخواهیم - که در سورهٔ فاتحه است - برای منع
استعانت بوجوه عامه برای غیر خدای سبحانه بشکست بنا بر دعوی خود که مدعی از این تخصیص فائدہ گرفته
قائم کرده بود - حالانکه حصر نمی شکند - پس این دعوی حصر باطل شد - مگر بوجوه خاصه که برای خدای سبحانه
است این حصر مستفاد از تخصیص آیت کریمه مذکوره که برای منع استعانت است نه شکست چون الوهیت تامه
وقدرت کامله وهدایت خاصه - و این هدایت توفیق مرضیات است برای خدای سبحانه یعنی موافقت کردن
است با چیزی که پسندیدهای خدا است - و همین مراد است - پس حصر درین وجوه خاصه موجود است و شکسته نشد - و اگر
قول ما در آنچه جائز میشود در مضافات از مخلوقات بیاندیشی و تفکر کنی البته بتحقیق خیر و نیکوئی را بری - و خدای
سبحانه در سوره یونس برکوع یازدهم وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ
فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ٥ یعنی و مخوان بجز خدا چیزی که ترا
نه فائدہ دهد و نه ترا ضرر کند - و اگر کردی پس هر آئنه تو در آنگاه از ستمکاران هستی ٠

مطلب آنکه حصر در ایاک نستعـ... بوجوه خاص است نه بوج... عام - و فرق در وجوه خاص... و استعانت در وجوه خا... ممنوع و فیما یجوز فی المضا... جائز ٠

بحث تفسیر کریمه لا تدع من دون الله الآیة

فَنُهِيَ الدعوةُ الحقّةُ لغيرِهٖ تعالیٰ عبادةً كما لا تدعُ مَعَ اللهِ
إلٰهًا اٰخر ش ای لا تعبدُ ويدلُّ على المعنى إلٰهًا م لانّه
ش ای غیرِه تعالیٰ م لا ينفعُ ولا يضرُّ عمومًا فی الدنیا و
الآخرة استقلالًا فهذا دليلٌ على نقصانه بوجودٍ غيرِ
مستقلٍ وبحثُ الالوهيةِ يقدمُ الى الكافرِ ومامن غيرِها
لاثباتها ش اي ما يقدمُ من غيرِ الالوهية يقدمُ
لاثباتِ الالوهيةِ م وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ
لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ہ ای كشفًا مستقلًا او اضافيًا متعارضًا بارادتهٖ
سبحانه لا اضافيًا تابعًا بها وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ای
مستقلًا او اضافيًا متعارضًا بارادته سبحانه لا اضافيًا تابعًا بها وان لم
يشترط كشفًا وردًا مستقلًا او اضافيًا متعارضًا فتعارضًا مما يجوز فی المضافات
الثابت ش بثاءٍ مثلثة صفةٌ لموصولةٍ مجرورةٍ مع صلتها

ترجمہ پس نہی و ممانعت کردہ شد دعوتِ حقہ برای غیر او تعالیٰ از روی عبادت۔ چنانکہ آیت کریمہ است لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ در سورۂ شعراء رکوع آخر۔ یعنی مخواں با خدا معبودے دیگر۔ اینجا لا تدع بمعنی لا تعبد است یعنی مخواں بمعنی بندگی مکن۔ و بر ہمیں معنی لفظ اِلٰهًا دلالت میکند۔ از انکہ او آخر است یعنی غیر او تعالیٰ است کہ نہ او نفع میدہد و نہ ضرر رساند عمومًا در دنیا و آخرت از روی استقلال واین دلیل است بر نقصانِ او بوجودِ غیر مستقل یعنی این وجودِ غیر مستقل دلیلِ نقصان اوست۔ و بحث الوہیت مقدم شود سوی کافر و آنچہ از غیر اوست برای اثبات اوست یعنی آنچہ مقدم شود از غیر الوہیت مقدم شود برای اثبات الوہیت کہ پیشکردہ شود وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ در سورۂ یونس رکوع یازدہم۔ یعنی و اگر خدا تعالیٰ ترا تکلیفے برساند پس ہیچ کشائندہ نیست مگر او اینجا از کاشف کشفِ مستقل مراد است یا اضافی کہ بارادہ او سبحانہ متعارض باشد نہ آں اضافی کہ تابع بارادت او سبحانہ باشد وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ یعنی و اگر ارادہ کند ترا بخیر پس فضل او را ہیچ ردکنندہ و بازدارندہ نیست۔ اینجا از رادّ ردِ مستقل مراد باشد یا اضافی متعارض بارادہ او سبحانہ نہ اضافی تابع او۔ و اگر کشف و رد ہر دو بمستقل یا اضافی کہ متعارض است شرط نکند پس تعارض شود از آنچہ کہ ثابت است کہ او در مضافات یعنی مخلوقات جائز باشد

تفسیر کریمہ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ الخ

[illegible]ن اینکہ در این آیۃ کریمہ لا [illegible]ع بمعنے لا تعبد است [illegible] برای غیر او تعالیٰ بدلالت لفظیہ

[illegible]ت تفسیر آیۃ کریمہ وَاِنْ [يَّم]سَسْكَ اللّٰهُ الخ کہ در [ک]شف و رد مستقل مراد است [یا] اضافی متعارض بارادہ او [س]بحانہ نہ اضافی تابع او و [آن]چہ کہ در مضافات جائز و [ث]ابت است متعارض آمدہ

مر يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ
فهٰذا النهي والتنبيهُ والاطمينانُ مقصودٌ لغيرہ صلعم كما
يُشيرُ اليهِ يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ولانه صلعم معصومٌ
مِن كلِّ ذنبٍ فلا يصح النهيُ له صلعم لامتناع قصدہ صلعم
المنهي عنه الّا لغيرہ صلعم ومحفوظٌ من كل ضرٍ لقوله تعالى
وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ فكيف اشرفُ الانسانِ
كلهم بالايمانِ وعمل الصالحاتِ ۔ ومرادٌ بكلِّ خيرٍ
لقوله تعالى وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى فيما اراد الرسول صلعم
وفيما اراد الله تعالى ولقوله تعالى قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى
الْحُسْنَيَيْنِ الاية فلا يصح التنبيهُ له صلعم الّا لغيرہ صلعم

ترجمہ يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ میرساند خیرا ہر کرا بخواہم
از بندگان خود۔ واو است بسیار بخشندہ ومہربان۔ پس این نہی وممانعت عبادت غیر خدای عزوجل۔ وتنبیہ
ایصال ضرو او را غیر او کاشف نبودن۔ واطمینان خیر رسانی وفضل او ہیچ مانع وفراحم نبودن۔ این نہی
وتنبیہ واطمینان مقصود برائے غیر او است صلعم چنانکہ يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ سوی او ارشاد میکند
واز آنست که او صلعم از ہر ذنب وگناہ معصوم است۔ پس نہی برای او صلعم بنابر امتناع وباز ماندن قصد او صلعم
منہی عنہ را است نیاید یعنی قصد منہی عنہ که از وممانعت آمدہ از او صلعم بسبب عصمت او صلعم ممتنع است
پس نہی برای او صلعم راست نیاید مگر برای غیر او صلعم۔ واز انکہ او صلعم از ہر ضرر وگزند محفوظ است
بسبب فرمودن او تعالی در سورہ عصر پارہ عم وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ یعنی قسم است این زمانہ کہ انسان البتہ در
نقصان است مگر آنانکہ ایمان آوردند ونیکوئیہا کردند وباہم یکدیگر براستی وحق وصیت ونصیحت کردند وبصبر تاکید
نمودند۔ پس بدلیل این آیۂ کریمہ چون ہر مومن صالح از ضرر وخسر یعنی نقصان وزیان محفوظ است پس چگونہ اشرف
انسان کہ تمام خود شان بایمان ونیکوکاریہا است محفوظ نباشد۔ واز آنکہ او صلعم مراد است بکل خیر کہ او اشرف انسان
است وتمامش بنیکوئیہا است (وعلاوہ ازین جملہ بر جملہ ہای معصوم ومحفوظ است) بنابر قول او تعالی کہ در سورہ
والضحی پارہ عم است وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى یعنی ہر آئینہ آخر بہتر است برای تو از اولی

بیان آنکہ در خطاب بنی غیرہ
مقصود غیر او است صلعم
بنابر مراد او صلعم تمام
خیر از منصوص ذکر
کہ ثبت آمدہ در این بحث

فتخصيصُ الخطابِ على تخصيصِ اللطفِ بالمحبةِ فهذا النهيُ
عن الشركِ الحقيقيِ الممنوعِ لا عن استغانةٍ من الانبياءِ عم
والاولياءِ رض فيما يجوز في مضافاتهم من الموجوداتِ فتصل
الى اللهِ تعالى لتضمنها بها ش اي لمّا كانت مضافاتهم
من الموجوداتِ فهي اي الاستغانةُ تصلُ الى اللهِ تعالى
لتضمنِ مضافاتِهم بالموجوداتِ م ولكنها ش اي الاستغانة
م لا تجوز من الاصنامِ والخبائثِ لانّما مضافاتهم من المسلوبات
فلا يَصِلُ الى اللهِ تعالى لتضمّنها بها ش اي لما كانت مضافاتهم
من المسلوباتِ فهي اي الاستغانةُ لا تصل الى الله تعالى لتضمنِ
مضافاتهم بالمسلوباتِ م الا انظر في المسئلةِ على البناءِ
فتُصيب خيرًا فالاستغانةُ بالانبياءِ ونداءهم في كلِّ وقتٍ
ش من الشهودِ والبرزخ م صحيحٌ على دوامِ الاعجازِ بالعصمةِ

ترجمہ وتخصیص خطاب بنا بر تخصیص لطف است بمحبت۔ پس این نہی از شرک حقیقی است کہ ممنوع است
نہی از استغانت است از انبیاء علیہم السلام واز اولیاء رضی اللہ عنہم در انچہ کہ جائز می شود
در مضافات شان حالانکہ آن مضافات از موجودات اند۔ پس این استغانت یا مضافات
سوی خدائی برتر برسد وواصل شود بسبب تضمن این مضافات بموجودات یعنی ہرگاہ کہ
مضافات انبیاء واولیاء از ثابت بموجودات ہستند پس این مضافات یا استغانت واصل
شود یا وا رسد سوی خدائی برتر بسبب تضمن مضافات شان بموجودات۔ ولیکن استغانت از
اصنام وخبائث جائز نمیشود از انکہ جز این نیست کہ مضافات شان از مسلوبات ثابت آمدہ پس این
مضافات یا استغانت سوی خدائی برتر واصل نشود ونرسد بسبب تضمن این مضافات بمسلوبات یعنی
ہرگاہ کہ مضافات بتان وخبائث از مسلوبات ثابت آمدند پس این مضافات یا استغانت واصل نمی شود
ونرسد سوی خدائی برتر بسبب تضمن مضافات شان بمسلوبات۔ آیا نمی بینی درین مسئلہ برین بنا کہ گفتہ شد پس نخیر
برسی۔ پس استغانت بانبیاء وندا بایشان در ہر وقت از عالم شہود وبرزخ صحیح ودرست است بنا بر دوام اعجاز بعصمت است

مطلب
فالاستغانة بالانبياء
وندائهم الخ

بحث آنکہ استغانت وندا
بانبیاء در ہر وقت از عالم
... صحیح است بنا بر امتیاز معجزہ واز خبائث واصنام درست نیست ✦

واما الاستعانۃ بالاولیاء ونداۂم فان قیل لا یسمعون
ولا یعینون مطلقاً ش ای فی الشہود والبرزخ م
فہذا انکار کرامتہم وعجب لان السمع والقدرۃ من
صفات قائمۃ بالذات بالعینیۃ وہی بسیطۃ فزوالہما
یستلزم زوالہا ولا خصوصیۃ بزوالہما عن دونہما فکیف
یثبت شعور نعمۃ وعذاب فی قبر مخصوصاً ویسلب شعور
ما دونہما مخصوصاً ومن قولہ تعالیٰ حکایۃ عن صالح
علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد ہلاک قومہ فتولّٰی
عنہم وقال یٰقوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی ونصحت لکم ولکن
لا تحبون النّٰصحین ۝ وحکایۃ عن شعیب علیٰ نبینا وعلیہم
الصلوٰۃ والسلام بعد ہلاک قومہ

ترجمہ ۱۸ ولیکن استعانت باولیاء وندا بایشاں پس اگر گفتہ شود کہ آناں نمی شنوند ونمی بینند مطلقاً
یعنی در عالم شہود وعالم برزخ پس ایں انکار کرامت شان است۔ وعجیب است ازانکہ ہر آئینہ سمع و
قدرت ازاں صفات اند کہ قائم بذات اند بعینیت وذات بسیط است۔ پس زوال ہر دو صفت مذکورہ
لازم گیرد زوال ذات را بسبب قیام عینیت صفات بذات۔ وبزوال ایں ہر دو صفات خصوصیت
نیست بغیر یا بدون ایں ہر دو یعنی بجز ایں ہر دو صفات زوال دیگر صفات نباشد خصوصیتی پیدا
نشود پس چگونہ زوال ایں ہر دو مخصوص باشد نہ صفات دیگر۔ وشعور نعمت وعذاب در
قبر بطور مخصوص چگونہ ثابت خواہد شد وچگونہ شعور آنچہ سوائی ایں ہر دو است بطور مخصوص سلب
خواہد شد۔ حالانکہ از قول او تعالیٰ است بطور حکایت از صالح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد
ہلاک قوم او علیہ السلام در سورۂ اعراف رکوع دہم فتولّٰی عنہم وقال یا قوم لقد ابلغتکم
رسالۃ ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون النّٰصحین ۝ یعنی پس رو گردانید از آنہا وگفت
ای قوم من البتہ بتحقیق رسانیدم شمارا رسالت وپیغام پروردگار من ونصیحت کردم شمارا ولیکن شما نصیحت کنندگان
را دوست نمیدارید۔ ونیز حکایت فرمود خدای برتر از شعیب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد ہلاک قوم او
علیہ السلام در سورۂ اعراف رکوع یازدہم ۔

مطلب واما الاستعا[نۃ]
وندا ۂم الخ +

اثبات سماعت موتیٰ
نقلاً من الآیات ال[قرآنیۃ]
والاحادیث النبویۃ

۱۸ مطلب استعانت باو[لیاء]
وندا بایشاں الخ +

۱۹ بحث اثبات سماعت موتیٰ
عقلاً ونقلاً از آیات قرآ[نی]
واز احادیث نبویہ ص[لی]

المرادُ بالسّمعِ معناه الموضوعُ لا المجازيُّ هو اجابةُ ایمانٍ بالحقِّ اذ هو معارِضُ الثابتِ الشرعيِّ البديهيِّ لقوله تعالیٰ لَا تُسْمِعُ الموتیٰ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي القُبُوْرِ وغايتُ البحثِ اَنَّ الفاءَ علیٰ تولّٰی لتعقيبٍ بعد الجثم لعدمِ صحةِ غيرِه بنظمٍ سابقٍ كما لا يخفیٰ علیٰ متاملٍ وتلك اقوال الانبياء علیٰ نبيّنا وعليهم الصلوٰة والسلام كقوله سبحانه لِمَنِ المُلْكُ اليومَ لِلّٰهِ الواحدِ القهّارِ ومن حديثٍ في المشكوٰةِ ش في كتابِ الجهادِ في الفصلِ الثالث م عن ابنِ عائذٍ

ترجمه - دریں حدیث شریف از لفظ سمع معنی موضوع او مراد اند نه معنی مجازی و او قبول کردن است ایمان بحق از انکه معنی مجازی معارض ثابت شرعی بدیهی آمده بنابر فرمودن او تعالیٰ لَا تُسْمِعُ الموتیٰ در سورهٔ نحل رکوع ششم یعنی نتوان شنایند موتیٰ را و بگوش شان رسانی - و در سورهٔ فاطر رکوع سوم مَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي القُبُوْرِ یعنی تو شنانندہ و بگوش رسانندہ نیست آن کس را که در گورها هستند +

و انجام و غایتِ ایں بحث آنکه حرف فا که بر تولّٰی آمده برائی تعقیب است بعد جثم و هلاکی که بر رو افتادند بسبب عدم صحتِ غیر ایں معنی تعقیب باعتبار نظم سابق یعنی باعتبار نظم سابق که پیش ازیں آیت مذکوره آمده که در و بیان هلاکی قوم است ایں فا که بر لفظ تولّٰی آمده برائی تعقیب می شود یعنی در پسِ یکدیگر کردن و بجز معنی تعقیب معنی دیگر درست نمی آیند که نظم سابق بر و حجت است که بعد هلاکی و جثم ایں چنیں واقع شده چنانچه بر متامل و فکر کننده پوشیده نماند -

و آں اقوال انبیاء علیٰ نبیّنا و علیهم الصلوٰة والسلام مثل قولِ او سبحانه است که در سورهٔ مومن رکوع دوم است لِمَنِ المُلْكُ اليَوْمَ لِلّٰهِ الوَاحِدِ القَهَّارِ یعنی امروز برائی کیست ملک و بادشاهی - برائی خدائی واحد است که قهار یعنی بسیار غالب و چیره شونده است + و چگونه ثبوتِ شعور و سلبِ شعورِ نعمت و عذاب در قبر بطور مخصوص خواهد شد حالانکه از حدیث است که در مشکوٰة در کتابِ جهاد در فصل ثالث از ابن عائذ رض روایت آمده که

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ
نَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ كما قوله صلعم
فى المشكوٰة عن قتادة الى ان قال فجعل يناديهم باسمائهم
واسماء آبائهم يا فلان بن فلان يا فلان بن فلان أيسرّكم
انكم اطعتم الله ورسوله فانا قد وجدنا ما وعدنا ربنا
حقا فهل وجدتم ما وعد ربكم حقا فقال عمر يا رسول الله
الله ما تكلم من اجساد لا ارواح لها قال النبى صلى
الله عليه وسلم والذى نفس محمد بيده ما انتم
باسمع لما اقول منهم وفى رواية ما انتم باسمع منهم
لكن لا يجيبون متفق عليه ✦

ترجمہ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ✦ پس بگردید ازایشاں وگفت ای قوم من البتہ بتحقیق رسانیدم شمارا پیغامہائے پروردگار من ونصیحت دادم شمارا۔ پس چگونہ اندوہگین شوم بریں قوم کافرین۔ ہمچنانکہ قول او صلعم است در مشکوٰۃ از قتادہ رضی اللہ عنہ تا آنکہ گفت۔

پس ندا بایشاں کردن گرفت بنامہائے شاں ونامہائے پدران شاں اے فلاں ابن فلاں اے فلاں ابن فلاں آیا خوشنود می گردانند شمارا اینکہ شما اطاعت کردید خدا و رسول اورا۔ پس ہر آئینہ ما یافتیم آنچہ پروردگار ما از روئے حق بما وعدہ فرمود۔ پس آیا یافتید شما آنچہ وعدہ فرمود پروردگار شما از روئے حق۔ پس گفت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رسول اللہ چیست اینکہ حرف مے زنید از اجساد کہ نیست آنہارا ارواح یا آیا کلام مے کنی از اجساد بے روح فرمود نبی صلی اللہ علیہ وسلم قسم بآنکہ نفس محمد بدست او است نیستید شما شنوندہ تر برائے آنچہ کہ میگویم از ایشاں، ودر روایتے است نیستید شما شنوندہ تر از ایشاں لیکن ایشاں جواب نمی دہند۔ ایں حدیث در کتب صحاح متفق علیہ است یعنی بر صحت ایں حدیث اتفاق کردہ اند ✦ ✦

قَالَ خَرَجَ رسولُ اللهِ صلی اللہ علیه وسلم فی جنازةِ رَجلٍ فلمّا وُضِعَ قال عمرُ بنُ الخطاب لا تُصَلِّ علیه یارسولَ اللهِ فانه رجلٌ فاجرٌ فالتفتَ رسولُ اللهِ صلی اللہ علیه وسلّم الی النّاسِ فقال هل رَاٰهُ احدٌ منکم علٰی عملِ الاسلامِ فقال رجلٌ نعم یارسولَ اللهِ حرسَ لیلةً فی سبیلِ اللهِ فصلّٰی علیه رسولُ اللهِ صلی اللہ علیه وسلم وحثٰی علیهِ الترابَ وقال اصحابُکَ یظنّونَ انّکَ مِن اهلِ النارِ و اَنَا اشهدُ اَنّکَ من اهلِ الجنةِ الحدیث ومن حدیثِ عائشةَ رضی اللهُ تعالٰی عنها ما من رجلٍ یزورُ قبرَ ابیهِ فیجلسُ عندهٗ اِلّا استانسَ بهٖ حتی یقومَ ٭ ومن قولِهٖ صلعم السلامُ علیکمْ یا اهلَ القبورِ یغفرُ اللهُ لنا ولکم وانتم سلفٌ ونحن بالاثر اخرجه الامام الحافظ الترمذی فی سُنَنِه دلالةً الی السّمعِ والشعورِ واهلیةِ الخطابِ

ترجمہ گفت برآمد رسولِ خدا صلی اللہ علیه وسلم در جنازهٔ مردی پس ہرگاه که نہاده شد گفت عمر ابن خطابؓ ای رسولِ خدا بر و نماز مخوان که ہر آئینه او مرد نافرمان است پس رسول خدا صلی اللہ علیه وسلم سوی آدمیان التفات فرمود و گفت آیا از کسی از شما او را بر عملِ اسلام دیده است پس مردی گفت آری ای رسولِ خدا شبی در راهِ خدا او پاسبانی کرده ۔ پس برو رسولِ خدا صلی اللہ علیه وسلم نماز خواند بروی یعنی بر قبر او خاک ریخت و فرمود یارانِ تو گمان میکردند که تو از اہلِ نار ہستی و من گواہی میدہم که ہر آئینه تو از اہل جنت ہستی تا آخر حدیث واز حدیثِ عائشه است رضی اللہ تعالٰی عنها که نیست از مردی که گورِ پدر خود را زیارت کند و نزد او می نشیند مگر آرام یابد باو صاحبِ گور تا آنکه بایستد ٭ واز قولِ او صلعم است اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ الخ یعنی سلامتی باد بر شما ای اہل قبور بخشد خدا برای ما و برای شما و شما پیشین ہستید و ما پسین بر نشانِ شما ہستیم ۔ این حدیث را امام حافظ ترمذی در سُنَنِ خود بر آورده است بنا بر دلالت سوی شنیدن و آگاه بودن و داخل شدنِ خطاب باہل گور ٭

سمع و شعور و اہلیت برای اہل قبور المرجانی و خلافش باول خطاب ... مخصوص نسبت ٭

وقوله صلعم السلام علیکم ما خصّ له صلعم بل وجد من اصحابه صلعم حتی الان ممّن تبعهم والّا فکیف منهم ش ای ان لم یکن غیر مخصوص له صلعم فکیف کان منهم ای ممن اصحابه صلعم وممن تبعهم فالسمع و الشعور واهلیة الخطاب امرٌ اجماعیٌ م فخلاف الثابت ماوّلٌ بما لا یعارض الثابت ش الخلاف بما استدلّ به المخاصمون فی عدم السماع والشعور فهو ماوّلٌ بما لا یعارض الثابت م وقال رسول الله صلعم ان اراد عونا فلیقل یا عباد الله اعینونی یا عباد الله اعینونی یا عباد الله اعینونی ط حصن حصین فحرف النداء للقریب والبعید فلا محذور للبعید من الانبیاء لاعجازهم والاولیاء کرامتهم وقال رسول الله صلعم اذا نفلتت دابة

ترجمه وقول او صلعم السلام علیکم برائی او صلعم خاص کرده شد بلکه از اصحاب او صلعم یافته شد تا این زمان از هر کس که ایشان را پیروی کرد ـ ورنه پس چگونه است از ایشان یعنی اگر او را صلعم غیر مخصوص نبود بلکه مخصوص بودے خبر پس از آنان که از اصحاب او صلعم هستند واز هر کسی که ایشان را پیروی کرد چگونه آمدی ـ پس شنیدن وشعور واهلیت خطاب برائی اهل قبور امر اجماعی است ـ بنابرین خلاف ثابت تاویل کرده شود بانچه که ثابت را معارض نشود یعنی خلاف بانچه که مخاصمین بر دو دلیل گرفته اند در عدم سماع وشعور پس او تاویل کرده شود بانچه که معارض ثابت نشود + فرمود رسول خدا صلعم یعنی اگر اراده کند کسے مدد را بخواهد پس باید که بگوید اے بندگان خدا مرا یاری کنید ای بندگان خدا مرا یاری کنید ای بندگان خدا مدد کنید سه بار + این حدیث شریف در حصن حصین آمده از معجم طبرانی + پس درین حدیث شریف که حرف ندا است قریب وبعید هر دو را است + پس هیچ وباکی نیست برائی بعید که از انبیا را اند بنابر اعجاز شان واز اولیاء بنابر کرامت شان ـ وفرمود رسول خدا صلعم یعنی هر گاه که سواری سواری واژگون شود

بیانکه نداء نزدیک و بعید برابر است
پس خود صفت کمال است برائے بعید از انبیا
و اولیا بنا بر اعجاز و کرامت +

فليُنادِ أعينوا عبادَ الله رحمكم الله موصل حصن
حصين والعبادُ عامةٌ والاستعانةُ والنداءُ بوجو
قدرتهم وسمعهم فلا خصوصيةَ الاستعانةِ والندا
وجودِ القدرةِ والسمع لاحياءهم فلا منع لامواتهم
فإنَّ الاستعانةَ والنداءَ لثابتين ولو من عبادٍ خاص
واحياءٍ ✤ فقولُه تعالى لا تُسمِعُ الموتى الآيه يُصرِّح
ش صفةٌ لقوله تعالى لا تسمع الموتى م بقول
تعالى وما انت بمسمعٍ من في القبور الآية اى جسدٌ ميتٌ
والمراد به الكفارُ وهم احياءٌ ويسمعون يأوّل بمعنى
الذى يدل عليه نظمُ القرانِ المجيدِ تشبيهًا استعا
فى وجهٍ مقصودٍ تخصيصًا ش اى فى وجهٍ مقصودِ انفاعٍ

ترجمہ پس باید که ندا کند - مدد کنید ای بندگان خدا - و در روایتی است رحم کند خدای
شمارا - این حدیث شریف در حصن حصین است از بزار و از ابی یعلی موصلی - و مصنف ابن ابی ش
و اینجا لفظ عباد عام ست - و استعانت و ندا بسبب وجود قدرت شاں و سمع شان است
این استعانت و ندا و وجود قدرت و سمع را برائی زندگان شاں خصوصیت نیاد پس
اموات شاں ہم منع نیامد - پس ہر آئینہ استعانت و ندا ہر دو البتہ ثابت اند اگرچه از
خاص باشد و از زندگان است ✤
پس قول او تعالی لا تُسمِعُ المَوتیٰ الآیہ در سورۂ نمل رکوع ششم یعنی تو موتی و میت را
شنانید و بگوش او رسانی این قول تصریح کرده میشود بقول او تعالی و ما انت بمسمع من
القبور الآیہ در سورۂ فاطر رکوع سوم یعنی تو شنانندہ و بگوش رسانندہ نیست ہر کس را که
ہستند یعنی جسد مردہ ہستند و مراد باو کافران اند حالانکه آنہا زندگان اند و می شنوند - پس
قول تاویل کرده شود بمعنی مجازی آنکه بر و نظم قرآن مجید دلالت میکند که این بطور تشبیه و استعا
شده است بسبب اہمال التعمیم از راہ خصوصیت نمودن در وجہ مقصود که آن انتفاع با لاسماع ا

بیان آنکه استعانت و ندا و وجود
قدرت و سمع برا حیا مخصوص نیست
و موتی را ممنوع نیامد و ہر دو اول
خواہ از عباد
باشند ثابت

ن تفسیر آیہ لا تسمع الموتی الآیہ و
و ما انت بمسمع من فی القبور
آیہ که دریں ہر دو از موتی و من فی
القبور کافران مراد اند - و از اسماع
معنی مجاز انتفاع بالاسماع در وجہ
مقصود بیان بر بعث مراد اند تخصیصاً
... بر تعمیم اہمال معنی موضوع است
... دلائل نص قرآنی ✤

من یؤمن علی البعث م لا لتعمیما ش ای لا فی وجہ مقصد
سماع من کل مسمع لکل مستمع بمعنی موضوع م لاھمالہ
فقولہ تعالیٰ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۰ وھم یسمعون
یتکلمون ویبصرون ویعقلون وقولہ تعالیٰ وَمَا اَنْتَ
بِھَادِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلَالَتِھِمْ ۰ والاعمی یکون مھتدیا
وقولہ تعالیٰ عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی وَمَا یُدْرِیْکَ
لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰی اَوْ یَذَّکَّرُ فَتَنْفَعَہُ الذِّکْرٰی الآیۃ فکیف
علی ظاھر اللغۃ ش ای معنی موضوع م فالحاصل
ان الاسماع خاص بعثا علی مقصود ش الذی
یتعلق ببعث النبی عم م فناول بمعنی مجاز ای انفاع
اجابۃ الحق لمن یؤمن بالا سماع۔

ترجمہ برای کسیکہ ایمان بر بعث آرد یعنی مقصود ازیں قول کہ بسبب اہمال تعمیم بطور تشبیہ و استعارہ
است کہ کسیکہ ایمان بر بعث نبی علیہ السلام می آرد بگوش او در افگندہ بالخصوص او را بہرہ مند گردانیدن
است ۰ زیرا ایں قول از راہ تعمیم بمعنی موضوع واقع شدہ است ازیں روکہ ہر شنانندہ ہر شنوندہ را شنانیدن
مقصود است ازانکہ دریں صورت اہمال تعمیم است کہ کلام بہ تعمیم مہمل میشود بلکہ نظم ایں آیت بطور تشبیہ و
استعارہ بہ بیان آوردن ہمچو قول او تعالیٰ است در سورہ بقر رکوع دوم صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا
یَعْقِلُوْنَ ۰ یعنی کر و ناشنوا و گنگ و نابینا ہستند پس ایشان نمی فہمند۔ حالانکہ آناں می شنوند و کلام میکنند
و می بینند و می فہمند ۰ و ہمچو قول او تعالیٰ در سورہ نمل رکوع ششم وَمَا اَنْتَ بِھَادِی الْعُمْیِ عَنْ
ضَلَالَتِھِمْ یعنی و تو راہ نماینستی نابینایان را از گمراہی شان۔ حالانکہ اعمی یعنی نابینا مہتدی ای راہ یافتہ
می شود و بنا بر فرمودن او تعالیٰ در سورہ عبس پارہ عم عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی وَمَا یُدْرِیْکَ
لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰی اَوْ یَذَّکَّرُ فَتَنْفَعَہُ الذِّکْرٰی الآیۃ یعنی ترشروی کرد و روگردانید باینکہ آمد پیش او
نابینا و چہ رسید ترا باشد کہ او تزکیہ و تہذیب یابد یا بپذیرد پس این پند او را نفع دہد ۰ پس چگونہ یعنی
بظاہر لغت یعنی بر معنی موضوع محمول شوند۔ پس حاصل اینکہ اسماع یعنی شنانیدن دریں آیۃ مذکورہ خاص برای
بعث است بر بنائی مقصودی کہ متعلق بہ بعث نبی علیہ السلام است۔ پس ماول است بمعنی مجاز یعنی نفع دادن
و بہرہ مند گردانیدن باجابت و قبولیت حق برای کسیکہ ایمان آرد کہ این انتفاع با سماع است یعنی شنانیدن

بیان تفسیر آیۃ وما انت بہادی العمی الخ [illegible]
[illegible] ۰
[illegible]

علیٰ مَا ذُکرَ السببُ مقامَ المسببِ صحۃٌ متعلق للنفی والبعثِ
بثبوتٍ متقدمٍ **ش** فلیس عاماً بلا خصوصِ بعثِ النبیِّ
عم علےٰ مقصودِ الذی یتعلق ببعثِ النبیّ عم بمعنی موضوع
اذ ھو غیرُ مقصودٍ ھُنا والنفی مخالفٌ لثابتٍ ای اسماعِ
الموتیٰ بمعنی موضوعٍ و لبداھۃِ المقصودِ وھُملُ البعثِ
ای بعث النبی عم لاسماعٍ والاسماع علی البعث
م و موتیٰ ومَنْ فی القبورِ ھو جسدٌ متعطلُ خصوصِ
العملِ ھُنا **ش** اذ الموتُ علیٰ مقصدِ تعطیلٍ
من آثارِ الدنیا فالتعطلُ خاصٌ عملاً ھُنا م فیراد بھا
الکفارُ استعارۃً علے المبالغۃِ فی وجہ التشبیہ
بمعنی مجاز لبطلانِ معنی موضوعٍ **ش** لموتی اذ
اسماعُ الموتیٰ بمعنی موضوعٍ ثابتٌ م فاُصرّحِ بتصریحٍ آخر

ترجمہ بربنای آنکہ سبب بجای مسبب ذکر کردہ شدہ - وتاویلش بنا بر صحت ہست برای نفی و بعث
بہ ثبوتِ متقدم - زیرا کہ اگر بعث ثبوت متقدم نباشد پس نفی ازچہ شود و صحتش بغیر ثبوتش نباید پس
ایں اسماع عام ہست بمعنی موضوع بلا خصوصیتِ بعث نبی علیہ السلام بربنائی مقصودی کہ آں بہ بعث نبی
علیہ السلام متعلق می شود ازانکہ او یعنی اسماع عام اینجا غیر مقصود است - و آں نفی مخالف
است ثابت را یعنی اسماع موتیٰ را کہ بمعنی موضوع است و آں کفار بودند احیاء کہ می شنیدند - و مخالف
است برای بداہتِ مقصود کہ بعث ہست ازانکہ بعث نبی عم برای اسماع حق ہست و اسماع حق متوقف
بر بعث پس نفی ایں اسماع مخالف ہست بداہتِ بعث را کہ مقصود است - و ہم مہمل بعث ہست ازانکہ
بعث اہمال خود اسماع ہست و نفی اسماع اہمال بعث پس بربنائی معنی موضوع نفی اسماع چگونہ راست
آید - و موتیٰ و ہر کہ در قبور است او جسدی ہست کہ خصوصِ عمل را اینجا متعطل است یعنی دریں عالم
برزخ عمل برائی او مخصوص نیست ازانکہ موت بر مقصود مرادِ تعطیل است یعنی خالی گذاشتن جسد است
از آثار دنیا پس درینجا تعطل از روی عمل خاص شدہ - پس از موتیٰ کفار مراد شود بطور استعارہ بربنائی
مبالغہ در وجہ تشبیہ بمعنی مجاز برای بطلان معنی موضوع کہ برای موتیٰ ہست ازانکہ اسماع موتیٰ بمعنی موضوع
ثابت ہست و دریں معنی تصریح میکنم بتصریح دیگر

بیرون معنی موتیٰ از روی موضوع و مجاز

قال سبحانه فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ
إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَنْ
ضَلَالَتِهِمْ ط إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ
مُّسْلِمُوْنَ ۝ إعلم أن الإسماع بمعنى موضوع عامٌّ
من كل مُسْمِعٍ لكل مُسْتَمِعٍ بمعنى موضوع
ولا يختص بالمقصود الذى يتعلق ببعث النبى عم فَمَا
يختص ش بالمقصود الذى يتعلق ببعث النبى
عم كما قال سبحانه إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ
بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ م ماوّل بمعنى مجازٍ هو انفاع
باجابة الحق لمن يؤمن ش اى من هو اهلٌ باجابة
ايمانٍ بالحق م بالاسماع على ما ذكر السبب مقام المسبب

ترجمه فرمود سبحانه در سوره روم رکوع پنجم فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ
إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ ط إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ
بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ یعنی پس ہر آئنہ تو مردہ را نمی تواں شنانید و نه کر را تواں شنانید خواندن و
دعوت خود را بآواز یا بشارت ہر گاہ کہ اوشاں پشت دادہ باز گردیدند - و نه تو نابینا را رہ نمائی از گمرہی
شاں - نه تواں شنانید تو مگر کسے را کہ بآیات ما ایمان می آرد پس ہماناں مسلمانان اند +
بدانکہ اسماع بمعنی موضوع یعنی شنانیدن و در گوش انداختن عام است از ہر مُسْمِع یعنی شنانندہ
و در گوش رسانندہ برائی ہر مُسْتَمِع بمعنی موضوع یعنی ہر گوش دارندہ - و ایں اسماع بمعنی موضوع عام
مختص نشود بمقصودے کہ آں تعلق می دارد بہ بعث نبی علیہ السلام - پس آنچہ کہ مختص شود بہ
مقصودی کہ تعلق بہ بعث نبی عم دارد چنانچہ گفت سبحانہ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ
بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ یعنی تو نتواں شنانید مگر کسی را کہ بآیات ما ایمان می آرد و ہماناں اند
اسلام آرندگان - پس بمعنی مختص ماوّل است بمعنی مجاز کہ او انفاع است باجابت حق برائی کسیکہ ایمان آرد
باسماع یعنی کسیکہ او اہل است بقبولیت ایمان بحق - و ایں انفاع یعنی بہرہ مند گردانیدن باسماع بر نام ہمی است کہ آنچہ سبب بجائے

تفسیر آیہ کریمہ لا تسمع
ولا تسمع الصم الدعاء

بیان معنی موضوع ...
بہ بعث مختص نہ شود ...
بجز در آخر آیہ ...

بیان تاویل ...
بمعنی مجاز کہ او انفاع ...
حق است ...
مسبب آمدہ ...

فالانتفاع قد یکون بالاسماع و قد یکون بالذی یفیدہ ش
ای الانتفاع م فیشتمل معنًا بالاسماع علی غلبۃ المحاورۃ
بالاسماع فسوف تعرف بحجۃ قاطعۃ وان الموت قد یکون
بمعنی مجاز ای تعطل اذا الموت یعطل کما قال سبحانہ
کیف یحیی الارض بعد موتھا ای تعطلھا عن الانبات
فیھا فالموتی متعطلون عن اجابۃ الحق لما فات عنھم
وقت اجابۃ الحق فلا یفیدھم الاسماع والذی یفید الاجابۃ
فعلی ھذا مفعول ثان للاسماع متوسع بحذفہ فالموتی
بمعنی مجاز ھم الکفار استعارۃً فی وجہ تعطلھم التام
عن اجابۃ الحق والصم بمعنی مجاز ای متعطلین عن استماع
ش ای استجابۃ م الحق والدعاء دعاء الرسول صلعم الی
الحق حقیقتًا او مجازًا ای ما یفھم بہ الدعوۃ کالاشارت ولکن
الصم یفیدھم الاشارت فلذا قال اذا ولوا مدبرین +

ترجمہ پس انتفاع یعنی بہرہ مند گردانیدن گاہی بہ اسماع میشود و گاہی بآن کہ انتفاع را فائدہ دہد پس معنا باسماع
شامل شود بر بنائی غلبہ و کثرت محاورہ باسماع و عنقریب در حجت قاطعہ مذکور شود خواہی شناخت - و ہر آئینہ موت
گاہی بمعنی مجاز شود یعنی تعطل از آنکہ موت معطل میکند چنانچہ گفت سبحانہ در سورہ روم رکوع پنجم کیف یحیی الارض
بعد موتھا یعنی زمین را چگونہ زندہ میکند بعد موت او یعنی تعطل او از انبات کہ لازم است یعنی بعد معطل شدن او
از روئیدگی در و پس موتی آنند کہ از اجابت حق متعطل اند یعنی خالی گذاشتہ شوندہ از آنکہ آنچہ وقت اجابت حق بود از ایشان
فوت شد پس ایشان را اسماع و آنکہ فائدہ اجابت دہد مفید نخواہد شد پس بر بنای این اجابت مفعول ثانی است برای اسماع یعنی از
لا تسمع کہ بحذف خود متوسع است پس موتی بمعنے مجاز ہمان کفار اند بطور استعارہ در وجہ تعطل تام شان از اجابت حق
و صم یعنی کر ہم بمعنی مجاز است یعنی متعطلین از استماع حق یعنی از استجابۃ حق کہ خواست پذیرائی حق است - و دعاء
خواندن رسول صلی اللہ علیہ وسلم است سوی حق از روی حقیقت یا از روی مجاز یعنی آنچہ باو خواندن مفہوم شود چون اشارت
ولیکن صم کہ اشارت آنہا را فائدہ میدہد پس بنا برین گفت اذا ولوا مدبرین یعنی ہرگاہ کہ آنہا پشت دادہ باز گردیدند +

بیان معنی موت و موتی و صم و دعاء و ادبار و ترکیب مجازا و حقیقتا الخ

فالادبار بیان التولیة علی نهایته فاذا لا یفید هم الاشارة وهما
بمعنی مجاز ای انکار الحق غایة الانکار فهم الکفار استعارتًا
فی وجه تعطلهم التام عن استماع الحق بالاسماع واستفادة
الحق بالاشارة + واعلم ان لا یتوقف الجزاء المقدم علی الشرط
والموخر وهما بمعنی موضوع اذ لیس عدم اسماع الصم علی شرط
التولیة والادبار بمعنی موضوع فالشرط بمعنی مجاز یشیر الی
التعطل التام بما لا یستفیدون بالاشارات فی حالة الادبار
یلزم ان الجزاء بمعنی مجاز استقامة المعنی ش ای لاستقامة
للمعنی صرو الهادی والعمی بمعنے مجاز ای هادی الی الحق
للعمی ای متعطلین عن اهتدائهم علی صراط مستقیم الحق

ترجمه پس این ادبار یعنی پشت دادن بیان تولیت است بمعنی رو گردانیدن بر
بنای نهایت او یعنی انتهای رو گردانی پشت دادن است که درین هنگام اشارت بایشان هم سود نمیدهد
حالانکه هردو ادبار و تولیت بمعنی مجاز اند یعنی انکار حق غایت انکار پس از روی استعاره بیان کفار هم
بوجه تعطل تمام شان از استماع حق باسماع یعنی از گوش داشتن حق بیکار محض شده که دعوت رسول بگوش شان
انداختن بوجه تعطل تمام شان باجابت سودمند نیاید. و هم استفادهٔ حق باشارت یعنی باشارت هم بوجه
تعطل تام خود از دعوت حق فائدهٔ اجابت حاصل نمی توانند + و بدان اینکه جزاء مقدم بر شرط موخر
اینجا متوقف نمیشود و حالانکه هر دو شرط و جزا بمعنی موضوع باشند زیرا که عدم اسماع صم بر شرط تولیت و
ادبار که هر دو بمعنی موضوع آیند نیست یعنی تولیت و ادبار هر دو چون بمعنی موضوع آیند عدم اسماع صم
در صورت شرط بر هر دو بنا یعنی آنکه ایشان خود بهری چون نمی شنوند در تولیت شنانیدن شان شود
و ادبار بنا دادن یعنی قید پشت داده رو گردانیدن چه نفع دهد. پس جزای مقدم عدم اسماع صم بر شرط
موخر تولیت و ادبار بهیچوجه متوقف گردد. پس این شرط بمعنی مجاز سوی تعطل تام اشارت میکند بسبب
آنکه بنا بر حالت ادبار باشارت مستفید نتوانند یعنی فائده نمی برند و این لازم شود اینکه هر آئینه جزا
بمعنی مجاز است بنا بر استقامت برای معنی - و هادی و عمی هم بمعنی مجاز است یعنی هدایت کننده سوی حق
برای نابینایان که متعطل و بیکاران اند از هدایت یابی خود شان بر صراط مستقیم حق +

وَلَا اَعمٰی الضّالُ لَا یھتدی علٰے صراطٍ مستقیمٍ بالاسماع والاشارۃِ والضلالۃُ ضدُّ الاھتداءِ فھم الکفّارُ استعارۃً فی وجہِ تعطّلھم التامّ عن اِھتدائھم علی الحقِ بالاسماع والاشارۃِ فاختلافُ التشبیہِ علی اختلافِ کیفیۃِ المشبّہِ والمشبہ بہ فاِن تدبّرتَ اَصبتَ اِنْ شاءَ اللہُ تعالٰی ش ای الموتٰی لَیستمعونَ ولا ینفعونَ بالاسماع بخلافِ الصُّمّ لا یستمعونَ فلا ینفعونَ بالاسماع ولٰکِنْ یُمکِنُ اَنْ ینفعوا بالاشارۃِ فاَشدُّونَ من الموتٰی فی وجہِ عدمِ الانفاع بخلافِ العُمیِ لا ینفعونَ بالاسماع والاشارۃِ فاَشدُّونَ من الصُّمّ فی وجہِ عدمِ الانفاع م

ترجمہ واَعمٰی گمراہ بصراطِ مستقیم باسماع واشارت راہ نمی یابد۔ وضلالت ضدِ اہتدا است ٭ پس آنہا کفاراند بطور استعارہ در وجہ تعطل تامِ شاں از اہتداءِ خود شان بر حق باسماع واشارت یعنی آنہا ہماں کفاراند کہ از رہنمونیٔ خود بر حق باسماع واشارت چوں بالکلیہ بیکار و معطل محض شدند در وجہ تعطل تامِ خود بطور استعارہ بموتٰی و صُمّ و عُمی نام نہادہ شدند۔ پس اختلافِ تشبیہ بر اختلافِ کیفیتِ مشبہ و مشبہ بہ است کہ اگر فکر کنی برسی اگر خواست خدا تعالٰی۔ یعنی حاصلِ اختلاف آنکہ موتٰی البتہ نمی شنوند و باسماع نفع نمیگیرند۔ بخلاف صُمّ کہ آنہا نہ گوش دارند و نہ از اسماع نفع گیرند ولیکن امکان دارد کہ از اشارت نفع حاصل کنند پس از موتٰی در وجہ عدمِ اسماع سخت تراند بخلاف عُمی کہ آنہا باسماع و ارشارت ہر دو نفع نمیگیرند پس از صُمّ در وجہ عدمِ انتفاع سخت تراند۔ پس حاصل معنی آیتِ کریمہ مذکورہ فَاِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ الاٰیۃ باعتبار معنی محقق مجاز بطور استعارہ از روی تحقیق با تعلق نسبت بمعنی موضوع ہمچنیں بر آمد سیفرماید او تعالٰی کہ اے رسول من پس ہر آئینہ تو نتواں شنانید بہ بہرہ مندی دعوتِ حق کفار مردہ دلاں را کہ گویا موتٰی اندو نہ تو بہرہ مند گردانی بشنانیدن بخواندن سوی حق بآواز یا باشارہ آں منکرانِ سخت را کہ گویا کر ہستند از پذیرائی و استجابتِ حق ہرگاہ کہ انکارِ حق را بغایتِ انکار رسانیدند کہ گویا پشت دادہ رو گردانیدند۔ و نہ تو آں گمراہاں را براہِ راست حق رہنمائی ہستی کہ از گمرہی خود بیکار محض و معطل تام شدہ گویا نابینا آمدہ اند۔ پس خواندنِ خود را کہ دعوت سوی حق است بآواز یا باشارہ تو نمی تواں شنانید و بہرہ و نفع بداں دعوت نرسانی و رہ راست حق وانمائی کہ مبعوث نشدہ گو مندہ و رہنمایندہ مگر کسی را کہ ایمان آرد بآیاتِ ما یعنی اہلیتِ قبولیتِ ایمان بحق دارد پس ہماں اند اسلام آرندگان یعنی مسلمانان اند ٭ ٭٭

اختلاف کیفیت تشبیہ
وصم و عمی بنا بر
مشبہ و مشبہ بہ و بیان
فرق فیما بینہم

الحجۃ القاطعۃ

اعلم ان نفی اسماع الذی مذکورٌ فی الاٰیۃ الشریفۃ اِن تسمع الا من یؤمن باٰیٰتنا فھم مسلمون ۝ الاٰیہ لا یمکن ان یکون بمعنی موضوعٍ اذ الذی عامٌ من کل مُسمِعٍ لکل مستمعٍ الذی بمعنی موضوعٍ ولا یختص لمن یؤمن بل ھو شامل العموم فلا یصح النفی بعدم ثبوتٍ متقدمٍ ولا یصح الاستثناء لاثباتٍ من منفیٍ ونفیٍ من عمومٍ ولا یصح البعث فلا یصح العموم فخصوص الذی فی نظمٍ لاحقٍ ش ای الا من یؤمن باٰیٰتنا ص یلزم ان نفی اسماعٍ بمعنی مجازی الذی خاصٌ

ترجمہ الحجۃ القاطعۃ

یعنی ایں حجت قاطعہ است کہ دلائل مخالفین قطع میکند ذی بُرّ دارد بطور کہ فیصلہ کلی ازو حاصل شود۔ بدانکہ نفی اسماع کہ دریں آیت شریف اِن تسمع الا من یؤمن باٰیٰتنا فھم مسلمون الاٰیہ مذکور است ممکن نیست کہ بمعنی موضوع باشد ازانکہ معنی موضوع عام است از ہر شنانندہ برائی ہر گوش دارندہ آنکہ ہر دو بمعنی موضوع باشد۔ و ایں معنی موضوع برائی کسیکہ ایمان می آرد خاص نمی شود بلکہ او عام را شامل است۔ پس ایں نفی بسبب عدم ثبوتِ متقدم درست نیاید۔ و نہ ایں استثناء بنا بر اثبات از منفی و نفی از عموم راست شود۔ و نہ ایں بعث کہ با سماع حق است صحت پذیرد۔ پس عموم درست نباشد۔ ازانکہ نفی را ثبوتِ متقدم باید کہ ازو نفی کردہ آید و در صورت نفی اسماع عام از ہر مسمع و مستمع ثبوت متقدم ثابت نہ شود کہ ازو ایں نفی کردہ شود پس ایں نفی چگونہ درست آید۔ و استثناء مفیدِ حصر و تحقق است کہ در موجود باشد نہ در معدوم و موجود ثابت است پس استثناء حصر و تحقیق کند برائی آنچہ کہ در وی از اثبات است نہ از نفی و ایں نفی از عموم است پس اثبات و تحقق او ازو چگونہ شود و استثناء چگونہ راست آید۔ و بعث برائی اسماعِ حق است و اسماع برو متوقف و در نفی عام او اہمال بعث پس چگونہ صحت پذیرد حالانکہ بعث برائی ایمان آرندگان ظاہر لہذا نفی عام مخالف ہدایت و ظاہر پس بمقابلہ ہدایت مقصود ایں عموم نفی اسماع بمعنی موضوع درست نباشد۔ و خصوصیکہ آں در نظم لاحق است یعنی الا من یؤمن باٰیٰتنا لازم میکند کہ ہر آئنہ نفی اسماع بمعنی مجازاست چنانکہ خاص است برائی کسیکہ ایمان می آرد

لمن یؤمن استقامۃ المعنی ہو انتفاعٌ باجابۃ الحق لمن یؤمن
ش ای من ہو اہلٌ باجابۃ ایمانٍ بالحق م بالاسماع
و بالذی یفیدہ فہم مسلمون علی التاثیر والتاثر فحینئذٍ
یصحّ ش بالخصوص م مالا یصحّ ش بالعموم ای
النفی والاستثناء والبعث م ومفعول لا تسمع متوسّعٌ بحذف
وہو الموتی والصمّ والعمی وہم الکفار علی خصوص المحل من
نظمٍ سابقٍ بمعنی مجاز فحاصل الکلام الشریف انّ ما
بُعثتَ مسمعًا وہادیًا الّا لمن یؤمن ای من ہو اہلٌ باجابۃ
ایمانٍ بالحق فقولہ لا تسمع الموتی وما انت بمسمعٍ من فی
القبور ولا تسمع الصمّ وما انت بہادی العمی کقولہ تعالی
لستَ علیہم بمصیطرٍ وما انت علیہم بوکیل واللہ تعالی اعلم بالصواب
وانہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لمحی الموتی ومسمع الصمّ ومبصر
العمی ولو بمعنی موضوعٍ او مجازٍ باعجازہ صلعم فکیف النفی

ترجمہ واین اختیار معنی مجاز بنا بر استقامت معنی است واو انتفاع است باجابت حق برای کسیکہ ایمان آرد یعنی کسیکہ او اہل است باجابت ایمان بحق باسماع وبآن کہ اورا مفید باشد پس ہمانان اسلام آرندگان بر بنائی تاثیر وتاثر یعنی اثر کردن واثر گرفتن از قول وفعل مسمع بحق - پس درینحالت بخصوص درست آید آنچہ بعموم راست نشود یعنی نفی واستثنا وبعث - ومفعول لا تسمع بحذف خود متوسع است و آن موتی وصمّ وعمی است وآنہا کفار اند بر بنائی خصوص محل از نظم سابق بمعنی مجاز - پس حاصل کلام شریف آنکہ بتحقیق ما بُعثتَ مسمعًا وہادیًا الّا من یؤمن ای من ہو اہلٌ باجابۃ ایمانٍ بالحق یعنی تو برانگیختہ نشدی شنوانندہ ورہنما مگر کسی را کہ ایمان آرد یعنی کسیکہ او اہل باشد بقبولیت ایمان بحق - پس قول او تعالی لا تسمع الموتی - وما انت بمسمعٍ من فی القبور - ولا تسمع الصمّ - وما انت بہادی العمی ہمچو قول اوست تعالی کہ در سورہ غاشیہ رکوع اول پارہ عمّ است لستَ علیہم بمصیطرٍ یعنی بر آنان مصیطر یعنی داروغہ وبرگماشتہ نیستی - وہمچو در سورہ انعام رکوع سیزدہم وما انت علیہم بوکیلٍ یعنی ونیست تو بر آنان وکیل - واللہ تعالی اعلم بالصواب - حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم البتہ موتی را زندہ کنندہ است - وکر را شنوانندہ - ونابینا را بینا کنندہ اگرچہ بمعنی موضوع لہٗ یا مجاز باعجاز خود صلعم پس چگونہ باشد نفی این

بیان آنکہ اسماع بمعنی انتفاع است باجابۃ حق کسی را کہ اہل است

بیان حاصل معنی آیت ان تسمع الا من یؤمن الخ

اعلم ان کلام البعض فی نفی السمع والاسماع لموتی بمعنی موضوع
باستدلال الآیة الکریمة وللموتی حالة معروفة فی السمع
والاسماع وتعلق الروح بالجسد بکیفیة اخری عن اولی کیف
یشاء اللہ تعالیٰ فلما لم یثبت النفی فی الوجہ المخصوص **ش**
ای فی السمع والاسماع لموتی بمعنی موضوع لوجود حالة معروفة
لموتی وعدم دلالة الآیة الکریمة علیہ **م** بقی الثبوت العام
ش فی السمع والاسماع ولو لحی ومیتة بمعنی موضوع **م** علی
حالہ وما ذکرہ **ش** فی النص **م** نفی اسماع من مسمع
بمعنی مجاز الذی قد ثبت لا اسماع بمعنی موضوع الذی قد
ثبت فکیف نفی سمع من سامع وتعذر اسماع **ش** مسمع **م**
لایلزم تعذر سمع **ش** سامع **م**

ترجمہ بدانکہ ہر آئینہ کلام بعضی در نفی سمع واسماع برای موتی بمعنی موضوع باستدلال
این آیت کریمہ است حالانکہ برای موتی در سمع واسماع حالت معروف ہست ہمچنانکہ در احادیث است
وتعلق روح بجسد برای موتی بکیفیت دیگر است از اولی کہ ہمچنان است کہ خدا تعالیٰ میخواہد۔ و
ہرگاہ کہ ثابت نشد این نفی درین وجہ مخصوص یعنی در سمع واسماع برای موتی بمعنی موضوع بنا بر بودن
حالت معروف برای موتی وبنا بر نبودن دلالت آیت کریمہ برین نفی کہ وجوہش ذکر کردہ آمد۔
باقی ماند آن ثبوت کہ عام است در سمع واسماع اگرچہ ہست برائی زندہ ومردہ بمعنی موضوع بر
حال خود۔ وانچہ در نص ذکر کردہ شد نفی اسماع است از مسمع بمعنی مجاز آن کہ بتحقیق ثابت آمدہ
از نص بتخصیص الا من یؤمن۔ نہ نفی اسماع است بمعنی موضوع از نص کہ آن ہم
بتحقیق ثابت شدہ است بنص بنفی خاص از عموم ثابت بمعنی موضوع ورنہ نفی از کجا
آمد بدون ثبوت متقدم۔ پس چگونہ است نفی سمع از سامع یعنی نفی شنیدن
از شنوا بنص۔ وتعذر اسماع مسمع لازم نمی آرد تعذر سمع سامع یعنی معذوری شنانیدن
شنانندہ شنیدن شنوا را معذوری لازم نمیکند ✦

مطلب وان قيل يمكن ان لا يعينوا

وَاِن قيل يمكن ان لا يعينوا ولا يسمعوا فى وقتٍ ش اى بعض وقتٍ م لعدم العصمة والحفظ يحتمل سلبه فلا دليل على نفي الاعانة والسماعة وسلب الحفظ فى الوقت ش اى وقت الاستعانة والنداء م وهذا الاحتمال الى النهاية يلزم نفيهما ش الضمير الى الاعانة والسماعة وهما من الكرامة او الى الحفظ والكرامة م فى كل وقتٍ و هذا خلاف الثابت والجزاء ش اى ادعاء ان يمكن ان لا يعينوا ولا يسمعوا فى وقتٍ م من الكلِ ش اى هذا الاحتمال الى النهاية يلزم نفيهما فى كل وقتٍ م وَاِن قيل يمكن اَن يعينوا ويسمعوا فى وقتٍ بوجودِ الحفظِ والحفظ يحتمل ثبوته لتقدمه من السلب فالثبوت اقوى ش لان الثبوت مقدم على السلب وفى الجواز جانب اولٍ قويٌ لوجوده وهو الثبوت م فدليل امكانِ الاعانة والسماعة موجودٌ فى الوقتِ

ترجمه - واگر گفته شود اینکه مدد کردن و نشنیدن شان در وقتی چند از اوقات ممکن باشد بسبب عصمت نبودن در اولیاء - وحفظ که احتمال دارد سلب خود را پس نیست دلیلی بر نفی اعانت وسماعت و بر سلب حفظ درینوقت یعنی وقت استعانت وندا - واین احتمال تا نهایت وانتها نفی هر دو دهر وقت لازم آرد یعنی نفی اعانت وسماعت در هر وقت کند حالانکه این هر دو از کرامت اند پس کرامت کجا ماند یا این احتمال نفی حفظ وکرامت کند که مراد از هر دو یا این هر دو باشند - واین امر خلاف ثابت است وجز است از کل یعنی دعوی کردن امکان نشنیدن ومدد نکردن در وقتی چند این جز است از کل یعنی از این احتمال تا نهایت که نفی هر دو لازم آرد در هر وقت - واگر گفته شود که مدد کردن وشنیدن در وقتی بوجود حفظ یعنی در وقت یافته شدن حفظ ممکن باشد در هر وقت حال اینکه حفظ محتمل ثبوت خود باشد بسبب تقدم او از سلب - پس این ثبوت قوی تر است از انکه هر آئینه ثبوت مقدم است بر سلب - و در جواز جانب اول قوی است بسبب وجود او و او ثبوت است پس دلیل امکان اعانت وسماعت در وقت

آنکه اگر گفته شود که مدد کردن ونشنیدن در وقتی از اوقات ممکن است بعدم عصمته او باحتمال سلب حفظ با تفصیل ... الش

بحث آنکه اگر گفته شود یاری کردن وشنیدن در وقتی ممکن است احتمال حفظ مع جواز ثبوت حفظ بعقل و نقل تفصیلاً - الخ

ش اى وقت الاستغاثة والنداءِ م وهذا الاحتمالُ الى النهايةِ يلزم ثبوتهما ش الضمير الى الاعانةِ والسماعةِ وهما من الكرامة او الى الحفظِ والكرامة م فى كلِّ وقتٍ وهذا هو الثابت والجزءُ ش اى دعوى ان يمكن ان يعينوا ويسمعوا فى وقتٍ م من الكلِّ ش اى من هذا الاحتمالِ الى النهايةِ يلزم ثبوتهما فى كلِّ وقتٍ م فالقولُ على قوله سبحانه اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ وَفِى الْاٰخِرَةِ ۝ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَيُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۝ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ الاٰيه فكيف يحتمل سلب الحفظ وفى زاد اللبيب وخزانة الجلالى قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا تحيّرتم فى الامور فاستعينوا من اهل القبور الحديث

ترجمہ یعنی وقت استعانت وندا موجود است - وایں احتمال تا غایت وانتہا ثبوت ہر دو لازم کند در ہر وقت یعنی ثبوت اعانت وسماعت کہ ہر دو از کرامت اند یا ثبوت حفظ وکرامت - وایں ہمو ثابت ہست وجزء است از کل یعنی دعوی امکان اعانت وسماعت در وقتی - ایں جزء است از کل یعنی ازیں احتمال کہ تا نہایت لازم کند ثبوت ہر دو در ہر وقت - پس ایں قول بر بنائے قول او سبحانہ است در سورۂ یونس رکوع ہفتم اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۝ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ یعنی آگاہ باشید کہ ہر آئینہ اولیائے خدا اند کہ بر آناں نہ خوف است ونہ ایشاں اندوہگین شوند ہمانا بگروید ند وبودی ترسیدہ بودند - ایشاں را مژدہ است در زندگی دنیا ودر آخرت - کلمات خدا را تبدیلے نیست - ایں ہمو فوز عظیم یعنی رستنی بزرگ است - وانکہ در سورۂ ابراہیم رکوع چہارم است وَيُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۝ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ یعنی ثابت وبرجا دارد خدائے بزرگ آناں را کہ ایمان بقول ثابت آوردند در حیات دنیا ودر آخرت - وہر آئینہ خدائے برتر خلاف نمیکند میعاد یعنی وعدہ کردہ را الخ ۔ پس چگونہ اکنوں محتمل باشد سلب حفظ - ودر زاد اللبیب وخزانہ جلالی است کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر گاہ کہ در امور حیران وسرگشتہ شوید شما پس از اہل گورہا مدد خواہید تا آخر حدیث ۔

آیت کریمہ در ثبوت حفظ وسلب اولیاء از دنیا نشد ۔

بیان استعانت از اہل قبور بنا بر حدیث وبقول امام محمد الاسلام محمد غزالی

ش قال حجۃ الاسلام محمد الغزالی کل من یستمد فی حیاتہ یستمد بعد وفاتہ انتہی
وفی المختصر الطیبی واما الاستمداد باھل القبور فقد انکرہ بعض الفقہاء فان
کان الانکار بانہ لا سماع لھم ولا علم لھم ولا شعور بالزائر واحوالہ فقد
یثبت بطلانہ وان کان بانہ لا قدرۃ لھم ولا تصرف لھم فی ذلک الموطن
حتی یمدوا بل ھم محبوسون عن ذلک ومشغولون بما عرض لانفسھم
من المحنۃ فلیس ذلک کلیا خصوصا فی شان المتقین الذین ھم اولیاء اللہ
فیمکن ان یحصل لارواحھم عند الرب من القرب فی البرزخ والمنزلۃ والقدرۃ
علی الشفاعۃ والدعاء وطلب الحاجت لزائرھم المتوسلین بھم کما یحصل
یوم القیمۃ انتہی م فیا ایھا الغافلون الا تتنبھون علی الحق واعلم ان
الاعجاز والکرامۃ محیطان من بدایۃ الی نہایۃ ففی الحادث الخارج خارجا
ش ای فمحیطان فی الوجود الحادث الخارج من الذھن خارجا م وفی
الحادث الذی ذھنا ش ای ومحیطان فی الوجود الحادث الذھنی ذھنا م علی مرکزیتھما اصلا

مطلب ان الاعجاز والکرامۃ محیطان من بدایۃ الی نہایۃ

ترجمہ گفت حجۃ الاسلام محمد غزالی رح ہر آنکہ در حیات خود مدد خواستہ شود بعد وفات خود مدد خواستہ شود تا خر شد و در مختصر
طیبی ہست - ولیکن مدد خواستن باہل گورہا پس تحقیق انکار کردہ اند او را بعض فقہا - پس اگر این انکار بآن ہست کہ برائی اہل قبور سماع نیست و نہ
علم است برائی شان و نہ شعور است بزائر و احوال او پس تحقیق ثابت میشود بطلان او - و اگر این انکار بآن ہست کہ برائی شان قدرت نیست و نہ
تصرف ہست شان را درین وطن کہ مسکن شان ہست تا کہ مددگاری دہند بلکہ ایشان محبوس اند و باز داشتہ شدہ ازین و مشغول اند بانچہ کہ پیش
شدہ برائی نفسہائے شان از محنت - پس این از روئی کلی نیست خصوصا در شان پرہیزگاران کہ آن ہمہ اند اولیاء خدا کہ در آیات کریمہ مسطور
بالا ذکر کردہ آمدند + پس ممکن است اینکہ حاصل باشد ارواح شان را نزد رب از قرب و نزدیکی در برزخ - و منزلت و قدرت
بر شفاعت - و دعا و طلب حاجت برائے زائر شان کہ توسل کنندگان و وسیلہ گیرندگان اند بایشان چنانچہ حاصل
خواہد شد روز قیامت انتہی - یعنی تمام شد قول صاحب مختصر طیبی + پس اے غفلت کنندگان آیا بیدار و ہشیار نمی شوید بر حق
و بدانکہ ہر آئینہ اعجاز و کرامت ہر دو از ابتدا تا انتہا محیط و فرا گیرندہ اند پس محیط اند در وجود حادث کہ
خارج از ذہن ہست از روئے خارج - و محیط اند در وجود حادث آنکہ ذہنی است از روئے ذہن بر بنائے
مرکز بودن ہر دو - بطور اصل

بیان ثبوت استمداد از اہل قبور و علم و شعور و قدرت و تصرف برائی اہل قبور خصوصا از اولیاء اللہ از مختصر طیبی +

محیط اند در وجود حادث خارجی و ذہنی بحثیت مرکز خود
قدیم قدیما اند مکہ اشتغال ... اند باثریت خود بر ابتداء الی النہایۃ

ش ای المرکزیۃ لیست بتبع فللانبیاءِ عم مر وذاتًا ش ای المرکزیۃ لیست بعرضٍ فللانبیاءِ عم مر وعرضًا وتبعًا ش ای المرکزیۃ لیست باصلٍ وذاتٍ فللاولیاءِ مر وفی الذهنی القدیم من مصداقٍ متقدم وهو من افعال اللہ تعالیٰ قدیمًا ید لان علیها باثریتهما منها فی العالم کما نبّہ اللہ تعالیٰ فی سورۃ ابراهیم اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُهَا فِی السَّمَآءِ ۙ تُؤۡتِیۡۤ اُکُلَهَا کُلَّ حِیۡنٍۭ بِاِذۡنِ رَبِّهَا ؕ وَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿﴾ وَ مَثَلُ کَلِمَۃٍ خَبِیۡثَۃٍ کَشَجَرَۃٍ خَبِیۡثَۃِۣ اجۡتُثَّتۡ مِنۡ فَوۡقِ الۡاَرۡضِ مَا لَهَا مِنۡ قَرَارٍ ﴿﴾ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِالۡقَوۡلِ الثَّابِتِ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ یُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیۡنَ ۟ۙ وَ یَفۡعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ ﴿﴾

ترجمہ یعنی این مرکزیت بطور اصل است که نیست بتبع واز رو عرض ذات است بعرض پس این مرکزیت اصلی وذاتی برای انبیا علیهم السلام است - ومرکزیت بطور عرض وتبع که اصلی وذاتی نیست پس این برای اولیا است رضی اللہ عنهم - یعنی اعجاز وکرامت هر دو در بنائے مرکزیت خود محیط اند از ابتدا تا انتها ما تحت مرکز خود هر وجود حادث خارجی را که خارج از ذهن است در خارج وهر وجود حادث ذهنی را در ذهن خواه باعتبار اصل که تبع نباشد واین اعتبار اصلیت مرکز بوجه اولو العزمی ونبوت است - وخواه باعتبار ذات که عرض نباشد واین احاطت مرکزیت بوجه نبوت بنا داست بغیر اولو العزمی - وخواه باعتبار عرض وتبع که هیچو اول اصلی وذاتی نیست بلکه عرض وتبع او است - پس مرکزیت اصلی وذاتی برای انبیاء اولو العزم وغیر اولی عزم است - ومرکزیت عارضی وتبعی در تحت اصلی وذاتی بعرض وتبع هر دو نوع انبیا برای اولیا را حاصل است که هر دو وجود حادث خارجی وذهنی ما تحت مرکز خود را محیط است از ابتدا تا انتها - ودر ذهنی قدیم این اعجاز وکرامت از مصداق متقدم اند که او از افعال خدای تعالی است از روی قدیم که دلالت میکنند بر این افعال بر دو اعجاز وکرامت باثریت خود که از آن افعال است درین عالم - یعنی اعجاز وکرامت درین عالم اثر افعال قدیمه الہیہ آمده که باثریت خود از نها برین افعال قدیمه او تعالی دلالت می نمایند وبواسطہ مصداق متقدم که او ازین افعال است در ذهنی قدیم اند از روی قدیم - چنانچه آگهی داد خدای برتر در سورۂ ابراهیم رکوع چهارم اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُهَا فِی السَّمَآءِ الخ یعنی آیا ندیدی چگونه خدای برتر مثل زده است یعنی بیان کرده وآن این است که کلمه طیبه همچو درخت طیبه یعنی پاکیزه که بیخ او ثابت ومضبوط است وشاخهای او در آسمان اند - میدهد ثمرهای خود بحکم پروردگار خود هر وقت - ومیزند خدای برتر برای آدمیان این مثلها برخود خواهند شاید که ایشان یاد آرند وتامل کنند - ومثل کلمه خبیثه یعنی سخن گنده وپلید همچو درخت پلید وگنده است که برکنده شده است از بالای زمین که نیست او را هیچ قرار - ثابت ومضبوط میکند خدای برتر آنان را که ایمان آورده اند بقول ثابت در حیات دنیا وآخرت - وگمراه میکند برتر ظلم کنندگان را - ومیکند خدای برتر آنچه می خواهد ❖

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ اِعْلَمْ اَنَّ الْمُرَادَ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَبِشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ تَشَخُّص مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تعالى صلعم روحًا وَاِنْ قِيْلَ الْقُرْاٰنُ الْمَجِيْدُ وَمُحَمَّدٌ صلعم اَقْرَبُ لِلْاَوَّلِ وَلٰكِنْ لَا يَنْطَبِقُ التَّمْثِيْلُ كَمَا حَقُّهُ لِاَنَّهُ ش اي القران المجيد م تبيانًا من عوارضه صلعم فی وجهٍ لا مثله صلعم و فی وجهٍ عکسه ش اے محمد صلعم تبيانٌ للقران المجيد مصداقًا من عوارضه صلعم م بخلاف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لِاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مثله وصفًا وتعريضٌ له وهو المقصود من ضرب المثل فكان مصداقًا لمسلوباتٍ منفيةِ الالوهيةِ انتزاعًا منه صلعم ووجودًا به صلعم ودليلًا على موجوداتٍ منزهةٍ مثبتًا الالوهية مظهرتًا بها ش اى بالموجودات المنزهة م اَصْلُهَا ثَابِتٌ

ترجمہ آیا ندیدی سوی آناں که نعمت و احسان خدا بکفر و ناشکری بدل کردند و فرود آوردند قوم خود را بدار ہلاکی یعنی بجای و سرای که در آں ہلاکی و خرابی ہست۔ و آں جہنم است۔ در رسند او یعنی بنشینند بآں۔ و ایں جایگاه خراب است۔ بدانکه ہر آئینه مراد بکلمه طیبه لا اله الا الله ہست و بشجره طیبه تشخص روحی حضرت محمد رسول الله تعالیٰ صلعم است۔ و اگر گفته شود که قرآن مجید او محمد صلی الله علیه وسلم نزدیک تر است برائے اول ولیکن ایں تمثیل چنانکه باید منطبق نشود ازانکه قرآن مجید تبیان و شرح ہست از عوارض او صلعم در وجہے که از عوارض شرح آمده نه مثل او صلعم است بتمامه و در وجہی عکس او ہست یعنی محمد صلعم تبیان و شرح است برائے قرآن مجید از روئے مصداق از عوارض خود صلعم بخلاف کلمه لا اله الا الله ازانکه محمد رسول الله از روئے وصف مثل او ہست و تعریض است برائے او و ہمیں مقصود است از بیان مثل پس او صلعم مصداق باشد برائے مسلوبات منفیة الالوہیت یعنی مسلوباتی که از الوہیت نفی کرده شده و از و صلعم منتزع آمده و از روئے وجود باو صلعم اند۔ و او صلعم دلیل باشد بر موجودات منزہه که مثبت الوہیته اند و مظہرت او ہم بموجودات منزہه یعنی آں موجودات که منزه و پاکیزه آمده و از انہا اثبات الوہیت شده۔ مراد آنکه او صلعم مصداق و دلیل میشود برائے مسلوبات منفیة الالوہیت و بر موجودات منزہه مثبتة الالوہیة از روئے انتزاع و وجود از و باو صلعم۔ و از روئے مظہرت بموجودات منزہه۔ پس انطباق تمثیل کلمه طیبه باو صلعم بنا بر مظہرت موجودات و التزام مسلوبات کلی و تمام میشود بخلاف قرآن مجید که او فقط شرح و تبیان عوارض او صلعم است و باعتبار مصداق از عوارض خود او صلعم تبیان قرآن مجید واقع شوده پس قرآن مجید بتمثیل چگونه انطباق یابد بمسلوبات و موجودات که او صلعم ازینها بهیچ مده حالانکه قرآن مجید فقط بیان عوارض او صلعم است۔ اَصْلُهَا ثَابِتٌ یعنی بیخ آں شجره پاکیزه ثابت و مضبوط است☆

بیان آنکه مراد از کلمه طیبه و شجره طیبه شخص روحی او صلعم است و قرآن نیست ☆

گفته شود که تمثیل طیبه بر قرآن مجید و او صلعم هر دو...

بیان آنکه مقصود از مثل مثال وصفی و تعریض است ☆

رفی موجوداتٍ قدیمةٍ من حیثِ انتزاعِهما التضمنی منها ففی ترکِ المستقرِ اشارةٌ الیٰ انّ لامکانَ له وفرعهما فی السّماءِ من حیثِ تمکنهما فی عالمِ الشهودِ اشارةٌ الیٰ توسعِها وانّ کلاًّ من سفلیاتٍ یستفیضون من علویاتٍ وهما فی تضمنه انتزاعًا منه صلعم تؤتی اُکلها ای اثمارها هی ما یترتب من تضمنهما من اضافاتِها اختیاریةً او اضطراریةً بتوسع مفعولٍ فی نحو فی کلِّ حینٍ فی الدنیا والاخرة باذنِ ربهما تعالیٰ کما یشاء فمن الاذن جواز اختیارٍ مضافٍ ش من اللّٰه تعالیٰ ای غیر مستقل م فی الایتاءِ وسلبه لتشریفها وتعظیمها وتوافقُ الاذن مقصودٌ فلا یظهر خلافه وورد فی الحدیثِ الصحیحِ انما انا مبلغٌ واللّٰهُ یهدی وانما انا قاسمٌ واللّٰه یعطی ذکره السیوطی فی الجامعِ الصغیرِ

ترجمہ در موجوداتِ قدیمہ از حیثیتِ انتزاعِ تضمنیِ آں شجر ازاں موجوداتِ قدیمہ۔ و در ترکِ مستقر و قرارگاہ ایں شجر اشارت است سوی آنکہ او را مکانے نیست یعنی ایں لامکانی است۔ وفرعها فی السماء یعنی و شاخہائی او در آسمان اند از حیثیتِ تمکن یعنی جائی گرفتن و قائم شدن او در عالم شہود کہ اشارت است سوئے توسعِ او و آنکہ ہر یکے از سفلیات اند تمام از علویات مستفیض اند و فیض میگیرند و ایں ہر دو در تضمن او بطور انتزاع از وصلعم مستفیض از ایں رو اشارت است سوئے علویات آمد تؤتی اکلها یعنی میدہد ثمرہائی خود۔ و آں آنچہ کہ مترتب میشود از تضمن شجر از اضافات و بطور اختیاری یا اضطراری ہر آنکس را کہ میخواہد بتوسع مفعول و ہم بحذف او و فعل را متعدی بدو مفعول است۔ کل حین یعنی ہر وقت در دنیا و آخرة۔ باذن ربهما بحکم پروردگار خود کہ بر تجلیات او میخواہد ہست۔ پس ایں جا اذن مضاف است سوئے رب۔ و ایں اختیار با جازت است از خدا تعالیٰ یعنی غیر مستقل است پس ایں اذن مقصود جواز اختیار مضاف است یعنی اختیار یکہ نسبت دادہ شدہ از خدائی برتر است کہ غیر مستقل است در ایتا و سلب او یعنی دادن و باز گرفتن و بش بنا بر تشریف و تعظیم شجرۂ مبارک کہ او صلعم است و مقصود توافق اذن است از آنکہ اذن جواز اختیار شجر است کہ از و تعالیٰ اجازت اختیار است و جواز اختیار دادن و باز گرفتن ہر دو شامل است۔ پس مراد از ایں اذن جواز اختیار مقصود است و ایں بنا بر تشریف و تعظیم شجرۂ مبارک است کہ او صلعم اند۔ و اذن بنا بر وقت خلافِ آں نمی شود بہتر توافق معلانی است و ہمیں توافق اذن است کہ مقصود است پس آں چہ پروردگار باذن او صلعم موافق آمد خلافش ظاہر نخواہد شد۔ و در حدیث صحیح وارد شدہ انما انا مبلغ الخ یعنی جز ایں نیست کہ من رسانندہ ام و خدا بر راہ میگذارد و جز ایں نیست کہ من قسمت کنندہ ام و خدائے کریم بخشش میکند ایں حدیث را سیوطی در جامع صغیر ذکر آوردہ

بیان آنکہ اذن جواز اختیار است بطور دادن و باز گرفتن پس دادن او صلعم اختیاری و اضطراری ہر دو در یں زمان برائے ہر موجود است و ذکرش بنا بر تشریف و تعظیم او صلعم است

بیان آنکہ او صلعم اصل الاکوان است و تمکنِ شجر تضمنی از موجوداتِ قدیمہ و ... مستفیض اند ... سفلیات از علویات ... صلعم

اِعْلَمْ اَنَّ التَّبْلِيغَ وَالْهِدَايَةَ وَالْقِسْمَةَ وَالْاِعْطَاءَ عَامُّ الْمَفْعُولِ بِمَا صَ
عَنِ الْفَاعِلِ وَبِمَا صَدَرَ عَلَيْهِ لِمَرْكَزِيَّتِهِ صلعم لِكُلِّ مَوْجُودٍ دَلَالَةُ النَّظ
ش قَالَ ابْنُ الْحَجَرِ الْمَكِّيُّ فِي شَرْحِهِ عَلَى الْهَمْزِيَّةِ اِنَّ النَّبِيَّ صلعم هُوَ
الْخَلِيفَةُ الْاَعْظَمُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالَى فِي جَمِيعِ شُيُونَاتِهِ لَا سِيَّمَا فِي قِسْمَةِ الْاَرْزَا
وَالْعُلُومِ وَالْمَعَارِفِ وَالطَّاعَاتِ وَمِنْ ثَمَّ قَالَ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ اِنَّمَا
قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي + وَلِاَجْلِ هٰذَا عَدُّوْا مِنْ خَصَائِصِهِ اَنَّهُ اُعْطِيَ
مَفَاتِيحَ الْخَزَائِنِ انتهى + وَفِي اللُّؤْلُؤِ الْمُطَهَّمِ بَيْنَ جَوَاهِرِ الْمُنَظَّمِ اِ
خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ الَّذِي جَعَلَ خَزَائِنَ كَرَمِهِ وَمَوَائِدَ نِعَمِهِ طَوْعَ
يَدَيْهِ وَاِرَادَتِهِ يُعْطِي مِنْهَا مَنْ يَشَاءُ وَيَمْنَعُ مِنْهَا مَنْ يَشَاءُ وَالْعَالِ
بِالصَّوَابِ هُوَ اللّٰهُ انتهى **م** وَقَالَ سُبْحَانَهُ لِسُلَيْمَانَ عم هٰذَا عَطَا
فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ الْاٰيَةَ مُتَوَسِّعَةً لِمَعَانٍ +

ترجمہ بدانکہ ہر آئنہ دریں حدیث تبلیغ یعنی رسانیدن وہدایت یعنی راہ نمودن وقسمت یعنی بخش
کردن واعطا یعنی بخشایش نمودن از روئے دلالت نظم عام المفعول است یعنی ہر یک مفعول خود عام ہمی خواہ
بآنچہ کہ صادر شد از فاعل و بآنچہ کہ آں بریں صدور یافت بنا بر مرکزیت او صلعم برائے ہر موجود یعنی ہر چہ کہ از فاعل حقیقی
شد و ہر چہ کہ آں بریں صادر شد ایں ہر دو تبلیغ وہدایت وقسمت واعطا ہر یک را عام مفعول است بنا بر مرکزیو
صلعم برائے ہر موجود۔ مراد آنکہ او صلعم رسانندہ وبہرہ بخش وہادی ومعطی است برائے ہر موجود ہر چہ بود از خدای فاع
شد و ہر چہ کہ بریں آں صدور یافت بنا بر مرکزیت او صلعم کہ برائے ہر موجود است۔ گفت ابن حجر مکی در شرح خود کہ بر ہمز
کہ ہر آئینہ نبی صلعم کہ او خلیفہ اعظم از خدائی برتر است در ہمہ شیونات یعنی در ہمہ مخلوقات بر ہمہ حالات خصوصا در قسمت
وعلوم ومعارف وطاعات۔ واز اینجاست کہ گفت دریں حدیث صحیح اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي یعنی ہمیں است
بخش کنندہ ام وخدا می بخشد۔ واز ایں رو شمار کردند از خصائص او صلعم اینکہ او صلعم کلیدہا گنجینہا دادہ شد۔ آخر شد
حجر مکی۔ ودر کتاب لؤلؤ المطہم بین جواہر المنظم است کہ او صلعم خلیفہ اعظم خدائی برتر است آنچنان کہ گنجینہائے کرم خود
ونعمتہائے خود او تعالی فرمانبر دوست او وارادہ او صلعم گردانیدہ از انہا ہر کرا میخواہد بخشش میکند وہر کہ را خواہد باز
ودانندہ بصواب ہمو است خدای برتر انتہی + وفرمود سبحانہ در سورۂ ص رکوع سوم آخر برائے سلیمان علیہ السلام هٰذَا عَ
فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی ایں بخشش ما است پس تو منت بنہ بردن یا بازدار بغیر حساب۔ ایں آیۃ متوسع است معنی

بیان تفسیر حدیث شریف اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ الخ و اسم ہر یک از تبلیغ وہدایت وقسمت واعطا است وخلیفۂ اعظم است در موجودات وقسمت ارزاق وعلوم ومعارف وطاعات الخ

بیان آنکہ خزائن کرم ونعم خود تعالی بدست وارادہ او صلعم است

بیان تفسیر کریمہ ہذا عطاؤنا فامنن او امسک الخ +

منها قال ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما اعطِ من شئت او امنع من
شئت بغیر حساب ای لیس علیک حرج فیما اعطیت و فیما امسکت تفسیر
کبیر و هکذا فی الجلالین ولمّا کان الاختیار فی الاعطاء والامساک لسلیمان
عم فکیف کان لسیّد الرسل حبیب الله تعالیٰ صلعم و یضرب الله
الامثال فی المستقبل للناس کالمثل المذکور بوجود الاولیاء لعلّهم
یتذکّرون ۝ ترجّیًا بامکان اختیار مضاف شفقةً و رحمةً لانّه
لذو فضل علی الناس و المراد بمثل کلمة خبیثة کشجرة خبیثة
اجتثّت من فوق الارض ای لا اصلها فی موجودات قدیمة الّا
فی مسلوبات منبتة علیها من موجودات ممکنة التزامًا منها فما لها
من قرار فی مقصد فعلم ان لیست الشجرة غیر ما ذکر فیدرک الاعجاز
والکرامة کما قیل فیا ایها العارفون احفظوا انظارکم عن الزیغ

ترجمہ از آنست کہ گفت ابن عباس رضی اللہ عنہما اعطِ من شئت او امنع من شئت بغیر حساب ای لیس علیک
حرج فیما اعطیت و فیما امسکت ۔ از تفسیر کبیر است و ہمچنین است در جلالین ۔ یعنی بخش ہر کرا خواہی یا منع کن ہر کرا
خواہی بے حساب یعنی بر تو حرج نیست در آنچہ عطا کردی و در آنچہ باز داشتی ۔ و ہرگاہ کہ اختیار در عطا و امساک یعنی در دادن و باز داشتن
برای سلیمان علیہ السلام است پس برای سید رسل حبیب خدای برتر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چگونہ و چہا باشد ۔ و یضرب اللہ الامثال
و بیان خواہد کرد خدای برتر مثلہا در زمانہ آئندہ للناس برای آدمیان ہمچو مثل مذکور بوجود اولیاء لعلّہم یتذکّرون ۝
شاید ایشان یاد آرند و تفکر کنند امید و امید بامکان اختیار مضاف کہ بانک است از خدای برتر یعنی بنا بر امید دانیدن
اختیار کہ از راہ شفقت و رحمت است از آنکہ او تعالیٰ البتہ صاحب فضل و بخشش است بر آدمیان ۔ و مثل کلمة خبیثة کشجرة
خبیثة اجتثّت من فوق الارض و سخن گندہ ہمچو درخت گندہ است از بالای زمین ۔ اینجا مراد بمثل از کلمہ خبیثہ ہمچو شجرہ خبیثہ
کہ بیخش برکندہ شدہ است از بالای زمین ۔ از آن است کہ اصل و بیخ او در موجودات قدیمہ نیست ۔ چنانکہ ضدش شجرہ طیبہ اصلش
موجودات قدیمہ است ۔ مگر در مسلوبات است کہ الٰہی دادہ شود بر آنہا از موجودات ممکنہ از روی التزام آنہا یعنی الٰہی بر مسلوبات
از پی موجودات ممکنہ است بسبب التزام آنہا بی کہ وجود ممکن از و بر آمدہ و عدم کہ از موجود حقیقی سلب است بوجود موجودات ممکنہ
لزوم یافتہ و از و بر مسلوبات الٰہی آمد ۔ فما لہا من قرار پس نیست او را ہیچ قرار در مقصد مراد ۔ پس دانستہ شد کہ این درخت
بجز ذکر کردہ شدہ غیر او نیست تا معجزہ و کرامت چنانچہ گفتہ شد ادراک کردہ و شناختہ شود ۔ پس ای اہل عرفان و شناسندگان نظرہای خود را از کجی

بیان آنکہ امکان اختیار عطا و امساک ... از راہ شفقت و رحمت ... صاحب فضل حقیقی ...

بیان آنکہ شجرہ خبیثہ از مسلوبات آمدہ کہ اصلش در موجودات نیست و در تو قف مسلوبات

يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في المثل اي لا اله الا الله محمد
رسول الله في الحيوة الدنيا وفي الآخرة اي بعد الحيوة الدنيا في البرزخ
فلا يحتمل سلب الايمان الحقيقي كما قال سبحانه هم المؤمنون حقا الآية
ويضل الله الظالمين اي المعرضين بخذلان بحكمة ويفعل الله ما يشاء
من هداية قوم وقيامهم عليها ومن اضلال قوم فنبه عن المضلين
الم تر الى الذين بدلوا نعمة الله وهي اكل الشجرة الطيبة كفرا واحلوا
قومهم اي معهم قومهم دار البوار جهنم يصلونها اي هم وقومهم
تاكيد وتفسير على احلوا قومهم وبئس القرار ظاهر فاعلم انما الروح
اثر من الامر فمنتزعة منه اتحادا في ترتبها وتغايرا في تعاقبها

ترجمه يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت ثابت و مضبوط خواهد داشت خدای برتر آنان را که ایمان آوردند بقول ثابت درین مثل یعنی لا اله الا الله محمد رسول الله ـ في الحيوة الدنيا وفي الآخرة در حیات دنیا و آخرة یعنی بعد حیات دنیا در برزخ ـ و ابتدا از وقت موت است پس احتمال سلب ایمان حقیقی نباشد چنانچه فرمود سبحانه هم المؤمنون حقا الآیه یعنی همانان اند ایمان آورندگان از روی حق ـ ويضل الله الظالمين و گمراه میکند خدای برتر ظلم کنندگان را یعنی رو گردانندگان را از حق یعنی بترک نصرت و بسبب بهرگی بحکمت و دانائی ويفعل الله ما يشاء و میکند خدای برتر آنچه میخواهد از هدایت قوم و قیام شان بران هدایت ـ و از گمراه کردن قوم پس بیدار و هوشیار فرمود از گمراه شدگان که آنها از ضائع گردانندگان و هلاک کنندگان اند که گمراهی خود بدین حالت رسیدند الم تر الى الذين بدلوا نعمة الله آیا ندیدی سوی آنان که نعمت و احسان خدا را بدل کردند و آن نعمت ثمرهای درخت پاکیزه اند یعنی حسنات او صلعم کفرا واحلوا قومهم بکفر و ناشکری و فرود آوردند قوم خود را یعنی قوم خود را با خود ـ دار البوار جهنم يصلونها بدارهلاکی که جهنم است در رسند و بنشینند آنان و قوم شان بجهنم ـ يصلونها تاکید و تفسیر است احلوا قومهم یعنی درآوردند قوم خود را با خود بدار هلاکی که جهنم است و در رسند اورا ـ وبئس القرار و این جایگاه خراب است که ظاهر است ـ و بدانکه جز این نیست که روح اثری است که از امر است پس منتزع از امر است از روی اتحاد در ترتب خود و بنابر تغایر در تعاقب خود ـ یعنی ترتب وجود روح که از امر با انتزاع اثر دارد بسبب اتحاد است که مجازاً درین هر دو است و بنا بر مغایرت است که حقیقتاً درین هر دو است که از پس آمدنش پیدا است ـ پس انتزاع واقع یعنی اثر گرفتن بنابر اتحاد است در ترتب وجود و بسبب تغایر است در تعاقب روح که عقب امر است با نظر امر و این اتحاد و تغایر و ترتب و تعاقب در صورت انتزاع است ـ پس بصیغه حرف من درین آیت کریمه در سوره بنی اسرائیل که روح را گفتیم قل الروح من امر ربي برای انتزاع است پس روح منتزع است و من منتزعه ـ یا این روح مبین از امر است و من مبینه

یعنی بیان کننده

بیان آنکه قول ثابت کلمه طیبه است ـ و آخرت برزخ و ابتدایش موت و دران ایمان حقیقی احتمال سلب نیست

بیان آنکه گمراهی بخذلان بحکمت است برای رو گردانان

بیان گمراه کردن و هلاک کردن کفار است بلکه گمراهی برای گمراه کنان

بیان آنکه روح اثر امر است

بیان آنکه ظلم و معصیت قوم شان در دوزخ است

منها قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما اعطِ من شئت او امنع من شئت بغير حساب اى ليس عليك حرج فيما اعطيت وفيما امسكت تفسير كبير وهكذا فى الجلالين ولما كان الاختيار فى الاعطاء والامساك لسليمان عم فكيف كان لسيد الرسل حبيب الله تعالى صلعم ويضرب الله الامثال فى المستقبل للناس كالمثل المذكور بوجود الاولياء لعلهم يتذكرون ۝ ترجيا بامكان اختيار مضاف شفقتًا ورحمةً لانه لذو فضل على الناس والمراد بمثل كلمة خبيثة كشجرة خبيثة اجتثت من فوق الارض اى لا اصلها فى موجودات قديمة الا فى مسلوبات منبتة عليها من موجودات ممكنة التزامًا منها فما لها من قرار فى مقصد فعلم ان ليست الشجرة غيرما ذكر فيدرك الاعجاز والكرامة كما قيل فيا ايها العارفون احفظوا انظاركم عن الزيغ۔

ترجمہ ازانست کہ گفت ابن عباس رضی اللہ عنہما اعطِ من شئت او امنع من شئت بغیر حساب ای لیس علیک حرج فیما اعطیت وفیما امسکت۔ از تفسیر کبیر است وہمچنین است در جلالین۔ یعنی بخش ہر کرا خواہی یا منع کن ہر کرا خواہی بیحساب یعنی بر تو حرج نیست در آنچہ عطا کردی و در آنچہ باز داشتی۔ وہرگاہ کہ اختیار در عطا و امساک یعنی در دادن و باز داشتن برای سلیمان علیہ السلام ہست پس برای سید رسل حبیب خدای برتر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم چگونہ وچرا باشد۔ ویضرب اللہ الامثال وبیان خواہد کرد خدائے برتر مثلہا در زمانہ آئندہ للناس برای آدمیان ہمچو مثل مذکور بوجود اولیاء لعلہم یتذکرون ۝ شاید ایشاں یاد آرند وتفکر کنند انشاء اللہ باسید امکان اختیار مضاف کہ بآنکس ہست از خدای برتر یعنی بنابر امید دادن اختیار کہ از راہ شفقت ورحمت ہست از آنکہ او تعالی البتہ صاحب فضل وبخشش است بر آدمیان۔ ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض وسخن گندہ ہمچو درخت گندہ ہست از بالای زمین۔ اینجا مراد بمثل از کلمہ خبیثہ ہمچو شجرہ خبیثہ کہ بیخش بر کندہ شدہ است از بالای زمین۔ ازان ہست کہ اصل وبیخ او در موجودات قدیمہ نیست۔ چنانکہ ضدش شجرہ طیبہ اصلش موجودات قدیمہ است۔ مگر در مسلوبات ہست کہ الٰہی مادہ شود برآنہا از موجودات ممکنہ از روئے التزام بآنہا یعنی الٰہی بر مسلوبات ازیں موجودات ممکنہ است بسبب التزام مطابق کہ وجود ممکن از وبر آمدہ وعدم کہ از موجود حقیقی سلب است بوجود موجودات ممکنہ لزوم یافتہ واز و بر مسلوبات الٰہی آمد۔ فما لہا من قرار پس نیست او را ہیچ قرار در مقصد او۔ پس دانستہ شد کہ این درخت بجز ذکر کردہ شدہ غیر او نیست پس معجزہ وکرامت چنانچہ گفتہ شد ادراک کردہ وشناختہ شود۔ پس کہ اہل عرفان وشناسندگان نظرہائے خود از کجی

بیان آنکہ امکان اختیار اعطاء وامساک بطریق شفقت تمسک بہ آیت کریمہ در بیان فضل حقیقی او سبحانہ

بیان آنکہ شجرہ خبیثہ از مسلوبات آمدہ کہ اصلش در موجودات نیست و در توقف مسلوبات

يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى المثل اى لا اله الا الله محمد
رسول الله فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ اى بعد الحيوة الدنيا فى البرزخ
فلا يحتمل سلب الايمان الحقيقى كما قال سبحانه هم المومنون حقا الاية
وَيُضِلُّ اللهُ الظّٰلِمِينَ ۚ اى المعرضين بخذلان بحكمة وَيَفْعَلُ اللهُ مَا يَشَاءُ
من هداية قوم وقيامهم عليها ومن اضلال قوم فنبه عن المضلين
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللهِ وهى اكل الشجرة الطيبة كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا
قَوْمَهُمْ اى معهم قومهم دَارَ الْبَوَارِ ۙ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا اى هم وقومهم
تاكيد وتفسير على احلوا قومهم وبئس القرار ظاهر فاعلم انما الروح
اثر من الامر فمنتزعة منه اتحادا فى ترتبها وتغايرا فى تعاقبها

ترجمه يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ثابت ومضبوط خواهد داشت خدای برتر آنان را که ایمان آوردند بقول
ثابت درین مثل یعنی لا اله الا الله محمد رسول الله ـ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ در حیات دنیا و در آخره یعنی
بعد حیات دنیا در برزخ ـ و ابتدا از وقت موت است پس احتمال سلب ایمان حقیقی نباشد چنانچه فرمود سبحانه هم المومنون حقا الایه یعنی همانان
اند ایمان آورندگان از روی حق ـ وَيُضِلُّ اللهُ الظّٰلِمِينَ ۚ و گمراه میکند خدای برتر ظلم کنندگان را یعنی رو گردانندگان از یکجا
یعنی بترک نصرت و بی بهرگی بحکمت و دانائی وَيَفْعَلُ اللهُ مَا يَشَاءُ ۝ و میکند خدای برتر آنچه میخواهد از هدایت قوم و قیام شان
بران هدایت ـ و از گمراه کردن قوم پس بیدار و هوشیار فرمود از گمراه شدگان که آنها از ضائع گردانندگان و هلاک کردندگان
اند که بگمرهی خود برینحالت رسیدند اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللهِ آیا ندیدی سوی آنان که نعمت و احسان خدا را بدل کردند
و آن نعمت ثمرهای درخت پاکیزه اند یعنی حسنات او صلعم كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ بکفر و ناشکری و فرود آوردند قوم خود
یعنی قوم خود را با خود را ـ دَارَ الْبَوَارِ ۙ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا بدار هلاکی که جهنم است در میروند و بنشینند آنان و قوم
شان بجهنم ـ یصلونها تاکید و تفسیر است احلوا قومهم یعنی در آوردند قوم خود را با خود بدار هلاکی که جهنم است و در روند
او را ـ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ و این جایگاه خراب است که ظاهر است ـ و بدانکه جز این نیست که روح اثری است که از امر است
پس منتزع از امر است از روی اتحاد در ترتب خود و بنا بر تغایر در تعاقب خود ـ یعنی ترتب وجود روح که از امر با انتزاع اثر او است
بسبب اتحاد او است که مجازا درین هر دو هست و بنا بر مغایرت است که حقیقتا درین هر دو هست که از پس آمدنش پیدا است ـ تعیین
انتزاع واحد یعنی اثر گرفتن بنا بر اتحاد است در ترتب وجود و بسبب تغایر است در تعاقب روح که متعاقب است با امر و این اتحاد
و تغایر و ترتب و تعاقب بصورت انتزاع است ـ پس بخصوص حرف من درین آیت کریمه در سوره بنی اسرائیل که روح را هم
قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّي ـ برای انتزاع است پس روح منتزع است و من منتزعه ـ یا این که روح مبین از امر است و من مبینه
یعنی بیان کننده

مطلب انما الروح اثر من الامر

بیان آنکه قول ثابت کلمه طیبه است ـ و آخرت برزخ و ابتدایش موت و درین ایمان حقیقی احتمال سلب نیست

بیان آنکه گمرهی بخذلان بحکمت است برای رو گردانان

بیان گمراه کردن و به ضائع نمودن گمراهان

بیان آنکه گمرهی برای ره یافتگان است

بیان آنکه بجای نعمت و شکر آن نعم و قوم شان در دوزخ است

بیان آنکه روح از امر است

اَوْ مُبَیِّنَۃٌ لِرَفْعِ جَہْلٍ عَنْ وَجْہٍ وَاجِبٍ لَہَا وَہُوَ حُدُوْثٌ اَوْ قِدَمٌ لِدَلَالَۃٍ
مِنَ الْجَوَابِ لَا لِرَفْعِ اِبْہَامٍ عَنْ وَجْہٍ جَائِزٍ لَہَا وَہُوَ اَیُّمَا کَانَ لِعَدَمِ دَلَالَۃٍ
اِلَی الْحُدُوْثِ اَوِ الْقِدَمِ فَمِنْ ذٰلِکَ **ش** اَیْ کَوْنِہَا مُبَیِّنَۃً **م** یَرْجِعُ الْاَمْرُ
اِلَی الْاِنْتِزَاعِ وَاِلَّا فَکَانَتْ عَیْنَ الْاَمْرِ عَلَی التَّبْیِیْنِ فَکَانَتْ مِنَ الْحِجَابِ فَلَیْسَتْ
مَخْلُوْقَۃً وَہٰذَا بَاطِلٌ حَقِیْقَتًا فَتُضَافُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی تَضَمُّنًا وَالْتِزَامًا
بِالْمَوْجُوْدَاتِ لِتَوَقُّفِ تَرَتُّبِ وُجُوْدِہَا مِنْہُ سُبْحَانَہٗ فَمِنَ الْمَوْجُوْدَاتِ
الْاِلٰہِیَّۃِ کَمَا قَالَ سُبْحَانَہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ الْاٰیۃ بِاِضَافَۃٍ مُغَایِرَۃٍ
مِنَ الْمَسْلُوْبَاتِ غَیْرُہَا وَالْاَمْرُ مِنْ حِجَابَاتٍ حَادِثَۃٍ لَا مَخْلُوْقَۃٍ وَاِنْ لَّمْ یَکُ
حِجَابًا فَلَزِمَ التَّسَلْسُلُ بِالْخَلْقِ لِلْاَمْرِ وَاِنْ یَکُ بِمَعْنٰی لَا ہُوَ عَیْنُ ذَاتٍ وَلَا ہُوَ
غَیْرُہَا فَلَزِمَ قِدَمٌ لِاَثَرِہٖ وَہِیَ حَیَّۃٌ بِحَیَاتٍ عَیْنِہَا فَلَا تَمُوْتُ فَتَعْبُدُ مَعْبُوْدَہَا

ترجمہ و ایں بیان بنا بر رفع جہل است از وجہ واجب برای او یعنی برای روح و آں وجہی است کہ روح را جہل بر داشتن از وے لازم است از آنکہ بیان بنا بر رفع جہل از وجہ واجب و جائز ہر دو می شود و واجب از جائز ضروری است پس رفع جہل از وجہ واجب درینجا وجہ واجب کہ از و رفع جہل است او حدوث است یا قدم بسبب دلالتی کہ از جواب است یعنی از جواب کریمہ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ بگو کہ ایں روح از امر رب است۔ ایں بیان روح از امر رب کہ وجہ واجب قدیم است دلالت می شود کہ رفع جہل از وجہ واجب است پس ازیں دلالت جواب دانستہ می شود کہ در کریمہ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ یعنی از تو می پرسند نسبت روح سوال از حقیقت روح است در وجہ حدوث یا قدم او و رفع جہل از وے برای روح واجب و ضروری است۔ بنا بریں رفع جہل نسبت روح از وجہ واجب ازیں بیان جواب کردہ آمد کہ روح قدیم نیست بلکہ حادث از امر رب است۔ نہ ایں روح بیان است برای رفع ابہام و پوشیدگی از وجہ جائز کہ برای روح است ہر چہ کہ او باشد از آنکہ سوی حدوث یا قدم دلالتی از و یافتہ نشود۔ پس ازیں نسبت کہ روح مبیّنہ است امر سوی انتزاع ہم باز میگردد۔ ورنہ پس روح بر بنائی تبیین عین امر گشت و از مرتبہ حجاب شد پس مخلوق نیست و ایں باطل است از روی حقیقت و تحقیق۔ پس نسبت کردہ شود روح سوی خدای برتر از راہ تضمن و التزام بموجودات بنا بر توقف ترتب وجود خود از و سبحانہ یعنی چونکہ وجود روح در ترتب یعنی راست و درست شدن خود باو سبحانہ متوقف و وابستہ است پس سوی او بطور تضمن و التزام بموجودات او تعالیٰ نسبت کردہ شود۔ پس از موجودات آں روح الٰہیہ است یعنی منسوب بالٰہ چنانچہ فرمود سبحانہ نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ الْاٰیۃ در سورۂ حجر رکوع سوم۔ و سورۂ ص رکوع پنجم۔ یعنی دمیدم در وے از روح خود باضافت مغایرہ از آنکہ تغایر روح باضافت یای متکلم ظاہر است۔ و از مسلوبات آں روح غیر الٰہیہ است یعنی بخدای برتر منسوب نیست۔ و امر از حجابات حادثہ است مخلوق نیست۔ و اگر حجاب نباشد پس تسلسل بخلق برای امر لازم آید۔ و اگر امر بمعنی لا ہو عین ذات و لا ہو غیرہا باشد یعنی امر ہمچو صفات و افعال او تعالیٰ نہ عین ذات و نہ غیر ذات مراد باشد پس برای اثر او قدم لازم آید۔ و آں روح زندہ است بحیات خود کہ عین او است پس نمی میرد۔ و عبادت میکند معبود خود را۔

یعنی نظام ... امر مخلوق ... حادث است ... لا عین و لا غیر
... صفات ... ذات ...

وَتَصَرُّفٌ من وصفِها منضمنًا بموجوداتٍ او مسلوباتٍ بما شاء الله تعالیٰ
من عالم المثال وعالم الشهود فصحّت الاویسیة هی عبارةٌ عن کسبِ
الذی فی المثال ففی الشهود من المثال۔ ولا منع بخصوصیّته علی تعمیمٍ
مُسلَّمٍ ویُسمّٰی ش ای الکسب المثالی م اُویسیًا تشبیهًا باحتیاج اویسٍ
قرنی رض به صلعم مثالیًا وقد تُعطٰی جسدًا مثالیًا الذی لایراه غیر صاحبِ
المثال وقد تُعطٰی جسدًا شهودیًا ولا یُدرٰی اَ هُو الاوّل او اٰخرہٗ
فیتأثّرُ من آثارِ عالم الشهود ویُرٰی عمومًا وقد لبعضٍ ولا یعرف اَمْ هُوَ
مِن المثال اَوْلا ویُعرف بالاوّلِ او مثلِه لا بخلافه ش کما ذکر حضور
حوّا واٰسیه ومریم وقت ولادتِ حضرة رحمةٍ للعٰلمین صلعم وممّا فعلن
فی عقد الجوهر من سیّد جعفر البرزنجی ومن غیره فی تالیفه م

ترجمہ و بگرداند و تصرف میکند از وصف خود در حالیکہ متضمن میباشد بموجودات یا مسلوبات یعنی بانچہ بانقدر کہ خدا
برتر خواستہ است از عالم مثال و عالم شہود۔ پس صحیح آمد اُویسیت و آں عبارت است از کسب آنکہ در مثال است پس در
شہود از مثال۔ و منع نیست بخصوصیت بر تعمیم مسلم۔ یعنی چوں عبادت و تصرف ایں روح از عالم مثال مسلم آمد پس کسب
و اکتساب او در عالم مثال صحیح آمد۔ و ایں صحت کسب مثالی کہ عام است بخاص شدنش باطل نشود از آنکہ بخصوصیت تعمیم
اصل تعمیم کہ مسلّم است منع نگردد۔ و ایں کسبِ مثالی بطور اویسیت نام نہادہ شود بنا بر تشبیہ با حتیاج حضرت اُویس
قرنی رضی اللہ عنہ با و صلعم از روئے مثالی یعنی ایں کسب مثالی کہ باُویسیت نام نہادہ می شود بنا بر تشبیہ بحضرت
اویس قرنی است رضی اللہ عنہ از آنکہ حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ باو صلعم در عالمِ مثال بکسب احتیاج داشت۔
و گاہے ایں روح جسدِ مثالی بخشیدہ شود کہ آنرا بجز صاحب مثال غیر او نمی بیند۔ و گاہے جسد شہودی عطا کردہ شود و نمی
شناختہ شود آیا او اول است یا آخر یعنی دیگر او۔ و ایں متاثر می شود از آثار عالم شہود۔ و دیدہ می شود از
از روئے عام و گاہے دیدہ می شود برائے بعض۔ و نمی شناختہ شود آیا او از مثال است یا نیست بلکہ
شناختہ شود باوّل یعنی ہمو اوّل است یا مثل او است و بخلاف او شناختہ نمی شود۔ چنانچہ مذکور
است حاضر شدن حضرت حوا و آسیہ و مریم وقت ولادت حضرت رحمتِ عالمیان صلی اللہ
علیہ وسلم۔ و آنچہ ایشاں کردند۔ در کتاب عقد الجوھر از سید جعفر برزنجی و از غیر او در تالیف
خود۔

بیان کیفیت جسد مثالی و کیفیت ... و شرح وغیرہ

وهٰذا ليس من لزوم ممنوع للتناسخ والموت هو موجود بوجوده فيحضر ويذبح وان لم ش اے ان لم يك موجودا بوجوده م فكيف ش فكيف يحضر ويذبح م لا هو محض نزع روح عن جسد بل هو يعرضه ش اي الموت يعرض الجسد م فتنزع فی الحال ولا يحتاج بعروضه الى سبب بل يعرض شیٔ فی حال عروضه اولا ويبقی تعلق الروح بالجسد بكيفية اخرى عن اولی كيف يشاء الله سبحانه قال الله تعالى وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ٥ فقتل نفس التی هی معنی من هو تعطيلها عن مرادها الذی من مسلوباته تعالى باتصافها بما من موجوداته تعالى فمن قتل جسد غاية التعطيل كما قال سبحانه فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ وان لم يرو هذا فكيف قتل النفس بعدم تجزيتها فكيف الخير ش اے الخير الموقوف علے

ترجمہ — واین نیست از لزوم کہ برای تناسخ ممنوع است یعنی لزوم تناسخ ممنوع است نہ غیر او واین از لزوم نیست پس ممنوع نیست۔ وموت کہ او بوجود خود موجود است پس حاضر کردہ شود وذبح کردہ شود ورنہ پس چگونہ است یعنی اگر موجود بوجود خود نباشد پس چگونہ حاضر کردہ شود وذبح کردہ شود۔ نہ او محض کشیدن روح است از جسد بلکہ این موت جسد را عارض شود ودرہماں حال نزع روح شود۔ وموت محتاج نباشد بعارض شدن خود سوئے سببے بلکہ درحال عارض شدن موت بجسد چیزے عارض می شود یا نہ شود۔ وبعد عارض شدن موت تعلق روح بجسد بکیفیت دیگر از اولی باقی ماند ہمچنانکہ خدائے سبحانہ خواہد۔ کہ فرمود خدای برتر درسورہ بقرہ رکوع نوزدہم وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ٥ یعنی ومگوئید برائے ہرکس کہ کشتہ شود درراہ خدا مردگان۔ بلکہ زندگانند ولیکن شما نمی دانید۔ پس قتل نفس آنکہ معنی ومراد است کسی او تعطیل است یعنی بیکار کردن نفس از مراد او کہ آں از مسلوبات او تعالی است بوجہ اتصاف نفس بانچہ کہ از موجودات او تعالی است۔ جائز است قتل جسد کہ غایت تعطیل است چنانچہ گفت سبحانہ درسورہ بقر رکوع ششم فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ یعنی بکشید نفسہای خود را این کشتن نفسہای شما برای شما بہتر است نزد آفرینندہ شما۔ واگر این معنی کہ گفتہ شد برای قتل نفس مرادنہ شود وخواستہ نہ شود پس چگونہ قتل نفس باشد بسبب عدم تجزیہ نفس یعنی نفس چوں جزو جزو وپارہ شدن نمی تواند کشتنش چگونہ حاصل آید وچوں کشتنش حاصل نشود پس خیر کہ برقتل نفس موقوف است چگونہ برآید۔

بیان اثبات وجود موت وکیفیت وحقیقت آں وبعد موت تعلق روح بجسد

۲۶ بحث تفسیر آیۃ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ الخ

بیان معنی قتل نفس وقتل جسد

م والموتُ کنایۃٌ من تعطّلِ النفس عما یتعلّق بالجسد لانہ یعطلہا عنہ
ش ای عما یتعلق بالجسدِ م فنہي ش الموتُ الذی ہو تعطّلٌ
مقصودٌ فی النہي حقیقتًا لا القولُ م نہیًا ش مصدرٌ مجہولٌ و
مفعولٌ مطلقٌ م خاصًا بقتلٍ فی سبیلِ اللّٰہِ تعالیٰ لا عامًا بغیرہ بل
اَحیاءٌ خصوصًا باَعلیٰ من حیاتٍ التی بغیر قتلٍ فی سبیلِ اللّٰہِ تعالیٰ
تصریحًا کما قال سبحانہ بل اَحیاءٌ عند ربّہم یُرزقون فرحین بما اٰتٰہم
اللّٰہ من فضلہٖ نعندہ ربّہم یتعلق بما قبلہ فالحیوۃُ خاصّۃُ التی
لا تشعرونہا ولو لا ش ای لا یتعلق بما قبلہ م فعامّۃٌ تشعر لا
ش ای لا یتعلق م بما بعدہ فیُرزقون بعمومِ الرازقِ فکان الرزق
من اللّٰہ تعالیٰ ومن غیرہٖ تعالیٰ بما شاء اللّٰہ تعالیٰ فالرزقُ مطلقٌ وعامٌ
من الدنیا والاٰخرۃ باطلاقٍ وعمومِ رازقٍ ومرزوقٍ بہ وما اٰتٰہم ش
کما یقال اللّٰہمّ ارزقنی علمًا نافعًا وعملًا صالحًا

ترجمہ و موت کنایہ از تعطّلِ نفس است از انچہ کہ متعلق میشود بجسد از آنکہ موت نفس را از انچہ کہ بجسد تعلق دارد معطل و بیکار میکند۔ پس در آیتِ کریمۂ بالا از حکم لا تقولوا الخ نہی و ممانعتی کہ از مردہ گفتن کردہ شد آں ہمہ تعطّل مقصود ہست دریں نہی حقیقتًا نہ صرف قول یعنی مردہ نگفتن۔ و ایں نہی کہ نہی کردہ شدہ است بمردہ گفتن بمعنی تعطّلِ مقصود۔ خاص است بقتلی کہ در راہِ خدا حاصل آمد نہ عام است کہ بغیر قتل ایں راہ نیست۔ بلکہ مقتولانِ راہِ خدا زندہ اند خصوصًا بہ برتر از حیاتی کہ بغیر قتل است در راہ خدا از روئ گردانیدن از حالی بحالی چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ آلِ عمران رکوع ہفدہم بل احیاءٌ عند ربّہم یُرزقون فرحین بما اٰتٰہم اللّٰہ من فضلہٖ یعنی آں مقتولانِ راہِ خدا زندہ اند نزد پروردگارشان رزق دادہ شوند۔ فرحان و شادان ہستند بانچہ کہ خدای برتر از فضلِ خود دادہ است شانرا۔ پس دریں آیت کریمہ عند ربّہم متعلق بما قبلِ خود می شود۔ پس ایں حیات کہ تعلق با بعد دارد خاص است چناں کہ شما ادراک نمی دانید و آں زندہ ماندن شان نزد پروردگار شاں۔ و اگر عند ربّہم بما قبلِ خود متعلق نباشد پس حیات عام است کہ دانستہ میشود لہٰذا بما بعد خود متعلق باشد پس رزق دادہ شوند بعموم رازق بنا بر فعلِ مجہول کہ فاعلش مذکور نیست۔ پس ایں رزق از خدای تعالیٰ و از غیر او تعالیٰ باشد بانچہ خدائی برتر خواستہ است۔ و ایں رزق مطلق است عام از دنیا و آخرۃ است بسبب اطلاق و عمومِ رازق یعنی رزق دہندہ و مرزوق بہ یعنی انچہ بدو رزق دادہ شود وما اٰتٰہم یعنی انچہ داد شانرا چنانچہ گفتہ شود اللّٰہمّ ارزقنی علمًا نافعًا وعملًا صالحًا خدایا مرا علم نافع و عمل صالح رزق کن

بیانِ معنی متن

۲۷ بحث تفسیر کریمہ بل احیاءٌ عند ربّہم الخ

بیان آنکہ چرا تخصیص بمقتولین راہِ خدا حیات و رزق ... و مرزوق بہ ... در ... لو حورات ...

فلا یکون مخصوصًا بالماکولات والمشروبات والملبوسات ولا مانعًا م فمثابو
بالحسناتِ ومعصومون من السیئاتِ ومنهم المدبراتِ امرًا ش ای
یُنکرون لما یؤمرون م ولولا ش کذا ای لا یتعلق بما بعده فیتعلق بما
بعد م فخاص لا یشعر ولا دلیل علیه ش ای علی انه خاص لا یشعر اذ
ما قال الله تعالیٰ ولکن لا تشعرون کما قال احیاءٌ ولکن لا تشعرون م
ولا یراد حیات التی هی صفة ذاتیة لانها ما نزلت هی بل ما هی صفة
ذاتیة من الروح عمومًا ش ما نافیة وما موصولة لانها باقیة بالروح
فی البرزخ علی السویة للمقتول وغیره عمومًا بخلاف حیوٰة التی خصت
للمقتول المخصوص م وان یرد قتل جسد فیرد قولنا ش ای قولنا
ان قتل جسد غایة التعطل وله الحیوٰة کما ذکر م وان لم ش ای ان
لم یرد قولنا م فما الخیر فیه فالحیوٰة لقوله تعالیٰ ثابتة والموت اشارة

ترجمہ پس ایں رزق بماکولات ومشروبات وملبوسات یعنی باشیائے خوردنی ونوشیدنی وپوشیدنی مخصوص نباشد ومانع
غیر ایں باشد پس بحسنات ثواب دادہ شوند وازسیئات نگاہداشتہ شوند۔ وازایشاں مدبرات امرا اند یعنی تدبیر کنندگان امر
مراد آنکہ تدبیر میکنند برای آنچہ کہ حکم کردہ شوند۔ واگر چنیں است کہ با بعد خود متعلق نباشد پس متعلق بما بعد باشد پس خاص باشد
بحیثیتی کہ دانستہ شود۔ وبریں دلیلی نیست یعنی بر آنکہ او خاص است چناں کہ ندانستہ شود از آنکہ نفرمود خدائے برتر ولکن لا تشعرون
بجائیکہ گفت احیاءٌ ولکن لا تشعرون یعنی ہر کہ در راہ خدا کشتہ شود او را مردہ مگوئید بلکہ زندہ اند ولیکن شما نمی
شناسید۔ واز ایں حیات آں حیاتی مراد نباشد کہ او صفت ذاتیہ است از آنکہ متحقق است کہ ایں صفت از روح عموماً
زائل نشد بلکہ ہر آنچہ کہ او صفت ذاتیہ است از روح بالعموم زوال پذیر نیست۔ زیرا کہ صفات ذاتیہ روح در برزخ بروح
باقی ہستند برای مقتول وغیر مقتول ہر دو علی السویہ عموماً یعنی مقتول وغیر مقتول ہر دو دریں بقاء صفت ذاتیہ
روح خواہ ایں حیات　　باشد یا غیر ش عموماً برابر اند وخصوصیتی نیست برائی کسے از ایں ہر دو بخلاف حیاتے
کہ برائے مقتول مخصوص خاص کردہ شد۔ واگر ارادہ کردہ شود قتل جسد پس قول ما مراد شود کہ ہر آئینہ قتل
جسد غایت تعطل است وبرائے او حیات است چنانچہ ذکر کردہ شد۔
واگر قول ما مراد نہ شود پس در خیر نیست کہ گفتہ شد ذٰلکم خیر لکم عند بارئکم۔ پس بنا بر فرمودن
او تعالیٰ ایں حیات ثابت است۔ وموت اشارتے است سوئے نقل۔

۱ـ بیان کہ حیات جو صفات ذاتیہ سے ہے وہ مقتول وغیر مقتول کے لیے برابر ہے عموماً
[illegible]

الی التعطل فلا یلزم التعطل للجسد وان لم ش ای ان لم یکن الموت
اشارتًا من التعطل م فکیف النهی عمّا ثبت ش ای عروض الموت م و
الاثبات عمّا زال ش ای تعلق الروح بالجسد والحیوة کما فی الدنیا م
فما الاستبعاد فی التصریف من الجسد الشهودی والمثالی لانه لا یستبعد
ممّن قتل نفسًا فی الحیوة الدنیا وجسدًا ش الواو حالیة ای لبیان
حالة جسد اشارةٌ الی ان لا استبعاد فی التصریف وجسدًا تمیز بالعطف
علی نفسًا م منه ش ای بعض من قتل النفس م فالانبیاء اعلی الاحیاء
بالقتل الاول المذکور اصلًا لا الثانی المشهور حصرًا والاول یستجمعه
ش ای الثانی م فاکبر لا ش ای لا یستجمع م الثانی الاول فاصغر
قال رسول الله تعالی صلعم رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر
وقال صلعم الانبیاء احیاءٌ فی قبورهم ویصلّون الحدیث ش وقال
الحافظ السیوطی فی التنویر انّ النبی صلّی الله علیه وسلم حیٌّ بجسده
وروحه وانّه یتصرّف ویسیر فی اقطار الارض وفی الملکوت بهیئته التی

ترجمہ سوئے تعطل پس لازم نمیشود این تعطل برائے جسد۔ واگر موت اشارت از تعطل نمیشود پس نہی چگونہ شود از انچہ کہ ثابت شدہ است
از عارض شدن موت۔ وچگونہ اثبات شود از انچہ زائل شدہ یعنی تعلق روح بجسد وحیات چنانچہ در دنیا است پس چہ استبعاد است در تصرف
ازین جسد شہودی ومثالی یعنی در برگشتن وگردانیدن جسد شہودی ومثالی چہ دوری وبعد شمردن واقع شود از انکہ این تصریف از کسیکہ کشتہ شد
از روئے نفس مستبعد ودور شمردہ شود در حیات دنیا حالانکہ از روئے قتل جسد کہ از قتل نفس بعض است یعنی در تصریف استبعاد باوجود
نیست از روئے قتل جسد۔ پس انبیاء برترین زندگانند بقتل اول مذکور یعنی بقتل نفس در راہ خدا بنا بر اصل بودن شان نہ ثانی مشہور
یعنی بقتل جسد از روئے حصر۔ واول مستجمع شود ثانی را پس اکبر است۔ نہ ثانی اول را مستجمع باشد کہ بعض اوست پس اصغر است کہ فرمود
رسول خدائے تعالی صلے اللہ علیہ وسلم رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر یعنی برگردیدیم از جہاد اصغر سوئے
جہاد اکبر۔ وفرمود صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورهم ویصلون الحدیث یعنی انبیاء زندگانند در گورہائے شان ونماز
میخوانند تا آخر حدیث۔ وگفت حافظ سیوطی در کتاب تنویر آنکہ ہر آئینہ نبی صلعم زندہ است بجسد خود وروح خود وہر آئینہ او صلعم تصرف
میکند وسیر ورفتار میکند در کنارہائے زمین ودر ملکوت وبہیئتے کہ

بیان آنکہ از موت تعطل برائے جسد لازم نیاید۔

بیان آنکہ قتل نفس کہ از قتل جسد اولی واعم است تصریف جسد شہودی ومثالی مستبعد نیست وانبیاء را بنا بر اصل اعلی الحیات بقتل نفس فی سبیل اللہ۔

وقتل نفس جہاد اکبر است از قتل جسد در راہ خدا کہ جہاد اصغر است +

بیان آنکہ انبیاء در گور زندہ اند ونماز خوانندہ اند بجسد وروح وتصرف وسیر در ملکوت واین عالم جہان میکنند بیشتر از وفات۔ وزمین جسد شان متغیر نکند در این مسئلہ قطعی است بتواتر اجماع +

کان قبل وفاته ولم یبدل منه شیٔ وایضا فیه واذن لهم ای الانبیاء فی الخروج من قبورهم والتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی وایضا قال الحافظ فی انباء الاذکیاء بحیوة الانبیاء ان حیات النبی فی قبره وحیوة سائر الانبیاء معلومة عندنا علما قطعیا لما قام عندنا من الادلة القطعیة فی ذلک وتواترت بها الاخبار منها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الانبیاء احیاء فی قبورهم ویصلون وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم حرم الله علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء واخرج ابو نعیم فی اخبار المدینة عن سعید بن المسیب قال لم ازل اسمع الاذان والاقامة فی قبر رسول الله صلی الله علیه وسلم ایام الحرة حتی عاد الناس هـ وقال الله تعالی

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین ۔ اعلم ان الیقین مصدر کالنذیر وهو تحقق علم البدایة وحتی للتبیین والعبادة تتعلق بالجوارح والقلب ویدل علیه الیقین والاحسان وان قیل علی الاختلاف هو الموت فلیس لغتا بل یحقق یقین بما هو حق بالموت عموما فیراد به موت فی مقصده

ترجمہ کہ پیش از وفات اوبود واز وے ہیچ تبدیل کردہ شد۔ ونیز درست کہ اذن دادہ شدہ برای انبیاء در برآمدن از گورہا وتصرف در ملکوت علوی وسفلی۔ ونیز گفت حافظ در کتاب انباء الاذکیا بحیوة الانبیاء کہ حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم در قبر او وحیات تمام انبیاء نزدما از روئے علم قطعی معلوم است از انچہ دلائل قطعیہ قائم شدہ نزدما۔ واخبار بداں متواتر آمدہ۔ ازاں جملہ است کہ گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ انبیاء ہم زندگانند در گورہائے شاں ونماز میخوانند۔ وفرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اینکہ خدا حرام کردہ بر زمین کہ جسدہائے انبیاء را بخورد۔ وبیرون آوردہ ابونعیم در اخبار مدینہ این حدیث از سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کہ گفت می شنیدم ہمیشہ اذان واقامت از گور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در ایام حرہ یعنی در زمانہ خرابی کہ یزید بن معاویہ نمود تا آنکہ باز گردید مردمان۔ وفرمود خدا برتر واعبد ربک حتی یاتیک الیقین ۔ در سورہ حجر ختم یعنی پرستش کن پروردگار خود را تا آنکہ ترا یقین آید۔ بدانکہ ہر آئینہ یقین مصدر است ہمچو نذیر وآن ہست تحقق علم بدیہیہ۔ وحتی برائے تبیین است۔ وعبادت تعلق دارد بجوارح وقلب کہ یقین واحسان بروے دلالت می نماید۔ واگر گفتہ شود بر بنای اختلاف کہ او موت است پس نیست این معنی از روئے لغت بلکہ یقین متحقق میشود بآنچہ کہ او حق است بموت عموما پس مراد شود موت یا در مقصد ۔

تفسیر کریمہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین ۔

تفسیر کریمہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین ۔

بیان آنکہ از یقین موت مراد نیست لیکن بر مقصد کہ مراد شود در وا ز موت عبادت مطلقہ ساقط نشود بلکہ سقوط فرض در وجوب عبادت وتقیہ ۔

فیسقط تقیید الفرض و الوجوب علی العبادۃ علی تقیید الموت وقتاً

ش ای وقتاً مقیداً بتقیید الموت **م** لا العبادۃ المطلقۃ علی اطلاق

الیقین وقتاً **ش** ای وقتاً مطلقاً باطلاق الیقین **م** فلا مضارۃ فیہما

فیعبد اللہ سبحانہ فی عالم المثال - والامر الیہ صلعم تشریفا بالخطاب

بمحبوبیتہ صلعم علی اصل معروف **ش** ہو عدم صحۃ الامر الیہ صلعم

م والی غیرہ صلعم مراداً ویتعلق بتحقق الیقین ای اعبد ربک حتی یتحقق

الیقین علی حقیقۃ العبادۃ للمعبود وہو لا یزول وصفا للروح ولا منع

بخصوصیۃ للاولیاء ولتبعہم بالانبیاء والثانی لغیر الانبیاء من التبع

ش الواو حالیۃ لبیان حال الثانی ہو القتل جسداً **م** فلا فضل

للشہداء علی الانبیاء ولکنہم مشترکون بالاولیاء فی الولایۃ التابعۃ

علی قدر نصیب بتشرف وجہ خاص غایۃ تعطیل نفس عن مرادہا الذی

من مسلوبات تعالی باتصافہا بما ہو من موجوداتہ تعالی تضمنا بقتل جسد +

ترجمہ و دریں صورت تقیید فرض و وجوب آں کہ از اشارت امر است بر عبادت بر بنائی تقیید موت ساقط شود

از روی وقت یعنی فرض و وجوب عبادت دراں وقت کہ مقید بہ تقیید موت است ساقط شود نہ عبادت مطلقہ

شود بر بنائی اطلاق یقین کہ مقید بوقتی نیست بلکہ باطلاق خود مطلق است بی قید بوقتی - پس درمیان ہر دو

معنیہائی مختلفہ یعنی یقین و موت ہیچ مضارت یعنی نقصان و ضرر باہم نیست پس در عالم مثال خدائی سبحانہ

عبادت کردہ شود - و امر سوئی او صلعم بنا بر تشریف است بخطاب بسبب محبوبیت او صلعم بر اصل معروف کہ امر سوئے

او صلعم صحت نیابد باعتبار عصمت او صلعم و باعتبار تعریف مرانا کہ برائی ممنوع امکان فقد قصد امر لغو باشد مگر برائے

تشریف خطاب چنانچہ گذشت در اصل ذکر کیفیت امر - و سوئے غیر او صلعم ایں امر بنا بر مراد است - و ایں امر عبادت

کہ دریں آیت است متعلق میشود بتحقق یقین یعنی پرستش کن پروردگار خود را تا آنکہ یقین متحقق شود بر حقیقت عبادت

برائی معبود - و ایں یقین زائل نمی شود کہ روح را وصف آمدہ - و ایں منع نیست بخاص شدن وے برائے اولیاء اللہ

بسبب تبع شاں بانبیاء علیہم السلام - حالانکہ ثانی یعنی قتل جسد کہ برائے غیر انبیاء است از تبع است بانبیاء

پس برائے شہداء بر انبیاء فضل نیست ولیکن ایشاں باولیاء در ولایت تابعہ مشترک اند بر قدر نصیب بسبب تشرف یعنی حصول شرف

وجہ خاص کہ غایت تعطیل نفس است از مراد نفس وآں مسلوبات او تعالی اند بسبب اتصاف نفس بانچہ کہ از موجودات

او تعالی است تضمنا بقتل جسد +

بادراکه اصالتًا م باستثناءِ بحسبِ الحالِ والعلمِ العادی وانکارُ الثابت سفاهة
فامّا من العقل کما هو لا یخفی علی العاقلِ من المذکورِ واما من النقلِ فالآیات
فی الجوازِ ش ای جوازِ علم الغیب م فی آخر سورة البقرة یعلم ما بین ایدیهم
ای فی زمانٍ حالٍ وما خلفهم ای فی زمانٍ مستقبلٍ فعلمه ماضٍ الذی
لا یثبت باستقلاله من کیفِ الممکنِ ش متعلق لا یثبت م بالحال
ش متعلق ثابتٍ خبر مبتدءٍ هو علم ماضٍ م اذ هو یعرض عدمٍ لاحقٍ
بوجود الحالِ فیقتضی عدمًا فیحتاج الی الحالِ فی استقرارهِ فبعلمه ش
مصدر مجهولٍ اذ علم العدمِ بالوجودِ م بخلاف الحال والمستقبل اذ الحالُ
موجودٌ مستقلٌ والمستقبل بعدمٍ سابقٍ فیقتضی الوجود فلا یحتاج الی الحال فی استقراره
فبعلمه ش مصدر مجهولٍ م فالکلام فی الاستقلالِ من حیث عدم
احتیاجه الی غیره وجودًا واستقرارًا وعلمًا ولا یحیطون بشیءٍ من علمه
ای من علمه یتعلق بالمعلوماتِ فی الزمانین ففیه نکتة بتنزه علمهِ
ومنع حصره مع حدوثِ معلوماته وحصرها وان لم یعلم هذا فکیف تجزیة
علمه البسیطِ الا بما شاء ای بمعلومٍ من معلوماته وشاء یدل علی تحققِ الفعل

ترجمہ اوست با ادراک و اصالتًا توانائی داده است۔ و لیکن از عقل چنانچه بر عاقل پوشیده نیست از بیان مذکور۔ و لیکن از نقل پس آیات اند در جواز علم غیب
در آخر سورۂ بقره یعلم ما بین ایدیهم یعنی میداند در زمان حال که پیش شان است وما خلفهم و در زمان مستقبل که پس شان است پس
علم ماضی آن که باستقلال خود از کیف ممکن ثابت نمیشود ثابت بحال است از آنکه او بعرض عدم است که لاحق بوجود حال شده او را سوی عدم کشیده یعنی
گردانید پس مقتضی بعرض عدم لاحق بوجود حال تقدم عدم میخواهد و سوی حال در استقرار خود احتیاج دارد پس دانسته شدن خود را و محتاج شد از آنکه علم
بعدم با وجود است و در علم مجهول۔ بخلاف حال و مستقبل از آنکه حال موجود مستقل است و مستقبل بعدم سابق است و مقتضی وجود است پس سوی
حال در استقرار خود احتیاج ندارد و بدانسته شدن خود هم و محتاج نباشد۔ و این کلام در استقلال است از حیثیت عدم احتیاج او سوی غیر او از
وجود و استقرار و علم و لا یحیطون بشیء من علمه و آنان در نگیرند و احاطه نمی توانند چیزی را از علم او یعنی از علم او که تعلق دارد بمعلومات
دریں ہر دو زمان حال و مستقبل و درین نکته است بتنزه علم او و منع حصر او با وصف حدوث معلومات آن علم و حصر آن معلومات۔ و اگر این چیز را
نشود تسلیم پس چگونه تجزیه علم بسیط او نکرده شود یعنی علم بسیط حق چگونه تجزیه پذیرد جز جز شدن تواند الا بما شاء مگر بآنچه که خواسته
است یعنی بدیگری معلوم از معلومات او انقدر که خواسته اینجا لفظ شاء بر تحقق فعل دلالت میکند بنا بر عینیت مشیئت که …

فنعلم العادیات وغیرها فی ای زمانٍ لغیر اللہ سبحانہ اضافتنا بالاستثناء

من المستثنی منہ یدل علی منع الاستقلال عن غیر اللہ سبحانہ تعمیماً

متحقق فلا دلیل علی منع علم الغیب لغیر اللہ سبحانہ الا علی جوازہ وفی

سورۃ القصص واوحینا الی امّ موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ

فی الیمّ ولا تخافی ولا تحزنی انا رادّوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین

وفی ال عمران واذ قالت الملٰئکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ

اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین ٥

من الاٰیتین علم الغیب لغیر الرسول ثابتٌ **ش** عند اہل سنۃ وجماعۃ

خلافاً للمعتزلین **م** وفی سورۃ الجن عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً

الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصداً

اعلم انہ تعالی عالم الغیب **ش** الذی بخلاف الشھود وبنسبۃ الی من لم یحضر لہ

ترجمہ پس علم عادیات وغیر عادیات در ہیچ زمان غیر خدای سبحانہ را از روی اضافت بخلق خالق ثابت ومتحقق است بسبب استثناء

از مستثنی منہ کہ بر منع استقلال از غیر خدای سبحانہ دلالت میکند کہ بطور تعمیم است پس دلیلی نیست بر منع علم غیب برای غیر خدای سبحانہ

مگر بر جواز او ۔ ودر سورہ قصص است رکوع اول واوحینا الی امّ موسیٰ ان ارضعیہ ٥ فاذا خفت علیہ

فالقیہ فی الیمّ ولا تخافی ولا تحزنی ٥ انا رادّوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین ٥ وما وحی

کردیم وفہمادیم مادر موسی را اینکہ شیر نوشانی او را یعنی از شیر خورانیدن او ۔ چون بترسی براو پس او را در دریا بیافگن و ترس

وغمناک مشو ۔ ما او را سوی تو باز گرداننده ایم واو را از رسولان آورنده ایم ۔ ودر سورہ آل عمران رکوع پنجم است واذ قالت

الملٰئکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ

ومن المقربین ٥ وچون فرشتہا گفتند ای مریم ہر آئینہ خدا ترا بشارت ومژدہ میدہد بکلمہ از وکہ نام او مسیح عیسی ابن مریم

او با قدر وجاہ است در دنیا وآخرت واز مقربان خدا است ۔ ازین ہر دو آیت علم غیب برای غیر رسول ثابت است نزد

اہل سنۃ وجماعۃ ومعتزلہ را اختلاف است درین ۔ ودر آخر سورہ جن است عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً الا

من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصداً یعنی دانندہ غیب است

پس یاری نمیدہد بر غیب خود کسی را مگر آنکس را کہ پسند فرمود از رسول وہر آئینہ او در کشد در گرداگرد از پیش او واز پس او ملائکہ را نگہبان ۔ بدانکہ ہر آئینہ او تعالی دانندہ غیب است آنکہ بخلاف شہود است وبنسبت الی من لم یحضر لہ است یعنی غیب است

بہ نسبت کسی کہ او را حاضر نماید ۔

تفسیر آیۃ الکرسی عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول ۱۲

تفسیر کبیر عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول

وهذا ش اے كلّ ما ذكرنا في الصدر من الغيب مر من بداهة ألا ترى في نفسك ما ذا رأيتَ في الرؤيا هو عالمُ المثال وما ذا تعلمُ لا تعلمُ من قبلُ وإن قيل امتناعُ حضورِ غيبٍ بأنّ ما حضر ففي حضورٍ وهو شهودٌ بخوابه يتعلّق بما جاز استحضارُه وغيبُ الذي خلافُ شهودٍ آخرُ من غيبِ الذي خلافُ حضورٍ فهو بذاته فلا نفي له من علمه سبحانه فالله عالمُ الغيبِ والشهادةِ ش اى جنس الغيب والشهادة من كلّ خلقٍ مر بتمامها جزءً وكلًّا بنفسهما فهو علّامُ الغيوبِ نفي عالمِ الغيب نكتةٌ بعلمِ أخفى الخفيات واشدّ غيب المغيبات واعلم انّ حضورَ غائبٍ بمعنى خلافِ حاضرٍ لا يحصل بنفسه والغيبُ منفيٌّ عليه منه ش اى من غائبٍ فنفيُ الغائبِ بنفي الغيبِ مر الّا ش يحصلُ حضورُ الغائبِ والغيبِ مر بإنباءٍ من حاضرٍ بشرطِ جوازِ استحضارِه وحضورُ غائبٍ بمعنى خلافِ شهودٍ وبنسبةٍ الى من لم يحضر له يحصل بنفسه لانّ الغائبَ ههنا يتحقّق بنفسه ـ وينكشفُ المغيباتُ برفعِ الحجبِ الى ما شاء الله تعالى

ترجمہ و ایں از بداہت است تمام آنچہ کہ از غیب در صدر مذکور آمد ـ آیا نمی بینی در نفس خود چیست آنکہ دیدی در خواب کہ او عالم مثال است وچیست آنکہ میدانی کہ از ایں پیش نمیدانستی ـ و اگر گفتہ شود امتناع حضور غیب بانطور کہ آنچہ حاضر آمد پس بحضور او شہود است پس غیب کجا ماند کہ حضورش گفتہ شود لہذا ممتنع آمد ـ پس جوابش متعلق می شود بما جائز استحضارہ یعنی آنچہ کہ حاضر آمدنش در حضور خودش جائز شد ـ و غیبی کہ خلاف شہود است دیگر است از غیبی کہ خلاف حضور است پس اعیانات خود ذات پس نفی نیست او را از علم او سبحانہ چنانچہ در رکوع آخر سورۂ حشر است فالله عالمُ الغيبِ والشهادةِ پس خدا دانندۂ غیب و شہادۃ است یعنی جنس غیب و شہادت از ہر خلق تمام او بطور جزو کل بنفس آں ہر دو فہو علّامُ الغیوب پس او بغیبہا نیکو دانندہ است نفی در عالم الغیب یعنی در غیب دانندگی نکتہ ایست بدانستن اخفی الخفیات و اشدّ غیب المغیبات یعنی پوشیدگیہائی پوشیدہ تر و سخت تر غیب غیبہا ـ و بدانکہ ہر آئینہ حضور غائب کہ بمعنی خلاف حاضر است آں حضور بنفس غائب حاصل نمیشود حالانکہ غیب از و منفی علیہ است یعنی بر غیب از غائب آگہی دادہ شود پس نفی غائب نفی غیب باشد ـ مگر حضور غائب و غیب حاصل میشود باگاہ کردن حاضر بشرط جواز استحضار او کہ حضور آمدنش جائز باشد ـ و حضور غائب کہ بمعنی خلاف شہود است و بنسبت بہمت سوی کسیکہ او را حاضر نشد آں حضور بنفس غائب حاصل شود لہذا کہ ہر گز غائب انجا است کہ محقق و ثابت میشود بنفس خود ـ و غیبیات منکشف میشوند برداشتن حجابہا تا آنچہ کہ خواستہ است خدائے برتر

بیان نفی غیب بمعنی خلاف شہود و خلاف حضور در تفسیر عالم الغیب والشہادۃ

بیان حضور غائب بمعنی خلاف حاضر

بیان حضور غائب بمعنی خلاف شہود

اعجازاً او کرامةً ومعونةً بتصفیةٍ وتزکیةِ النفس بتقوی الله تعالی باتیانِ
ما اتی به الرسول من الایمانیاتِ والاحکامیاتِ فالرسول اولی بکشفها ورسولنا
صلعم اعلی ش لعلوّه فی خلقه صلعم اجماعاً م الخلقِ کلّه بانکشافها
کما هو بشواهدِ الخلقةِ علی تفاوتِ درجاتها بدیهیٌ والله تعالی احقُّ بعلمها
لکن احاطةَ علمٍ بکلّها فی انٍ وجوباً لغیره تعالی ممنوعةٌ وفی اوانٍ جوازاً له صلعم
جائزةٌ ش کما ذکر فی ذکر کیفیةِ احاطةِ علمه صلعم م فاما انکشاف المغیبات مع خلاف ما اتی به الرسول
فهو استدراج ویحصل بانواع ویصل بالمسلوبات فمشترک الاسم بخلاف ما فی اتیان ما اتی به الرسول انه یصل بالموجودات فمشترک الوصف والله
یهدی من یشاءُ الی صراطٍ مستقیمٍ ولیس تعارضٌ فی المسئلةِ لانّ علمَ
الغیبِ بالاضافةِ وهو ثابتٌ فخلافه ماولٌ فرفع التعارض فی منعه
وجوازه من العقلِ ش ای بادراکِ العقلِ اصالتاً م والنقلِ ش ای
لا یدرکه العقلُ اصالتاً لعلوِّ لطافته الا بنقل الناقل الذی ایده الله تعالی

ترجمه از روی اعجاز و کرامت و معونت بتصفیه و تزکیه نفس بتقوی خدا تعالی به بجا آوردن آنچه که آورد این رسول از ایمانیات
و احکامات آورده است پس رسول بکشف مغیبات اولی است . و رسول ما صلعم که برترین خلق اند تمام و از اینا بر علو او صلعم در خلق خود
از روی اجماع پس از همه برتر آمد بانکشاف مغیبات چنانچه او بدیهی است بشواهد یعنی بدیه نمایان خلقت بر تفاوت درجات آن که دیده نمیشود
خدای برتر است و او برتر است بعلم آن مغیبات لیکن احاطه علم بتمام آن از روی وجوب در آن واحد برای غیر او تعالی ممنوع است و از روی جواز
در آوان برای او صلعم جائز است چنانچه در ذکر کیفیت احاطت علم او صلعم ذکر کرده شد . و لیکن انکشاف مغیبات مع خلاف آنچه که آورد رسول آن
پس او استدراج است و این حاصل شود بانواع و بمسلوبات می پیوندد پس مشترک به اسم است بخلاف آنچه یعنی آن مکاشفات که به بجا آوردن آنچیز است که
رسول آورده که هر آئینه او بموجودات می پیوندد پس باو مشترک وصف است یعنی در کشف استدراجی که خلاف ما اتی به الرسول است و مکشف
یا دائم ما اتی به الرسول که از ایمانیات و احکامیات است برابر هر دو و اطلاق اسم کشف غیب میشود پس هر دو در اسم مشترک آمده نه در حقیقت
بخلاف آن غیب که به بجا آوردن آنچه که او رسول آورده کشف شد که هر آئینه این مکاشفات یعنی بموجودات می پیوندد پس این کشف که باوصاف
اتی به الرسول است بموجودات مشترک الوصف است و الله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم که دیده نورد کوع بخشم آمده یعنی خدا
رهنمایی میکند هرکرا خواهد سوی صراط مستقیم که روشن است . و درین مسئله تعارض نیست از آنکه علم غیب ثابت است بالاضافت و نسبت است یعنی بخلق خالق و حال
نیست که او ثابت آمده پس خلاف او ماول است پس این تعارض که در منع غیب و جواز او از عقل و نقل رفع شد مع استثناء آن غیب که
است و علم عادی است که بدرس و تدریس و کسب حاصل شود ظاهر آید . و انکار ثابت سفاهت یعنی فرومایگی و بیخردی است از آنکه آنچه از عقل
است او بادراک یعنی در رسیدن است باصل عقل و آنچه از نقل است او را عقل اصالتاً در نمی آید بسبب علو و بلندی لطافت او مگر بنقل ناقل

بیان انکشاف مغیبات که رفع
حجابست آنچه که رسول آورده
و آنکه بخیر کشف آن
اولی است و رسول ما صلعم
برتر است و احاطه آن بعلم
آن در وجوب غیر او تعالی را
ممنوع و بطور جواز او صلعم
در آوان جائز +

ش الضمير الى الحضور **م** فالغيبُ والغائبُ ثبتا بانباءٍ مما جاز استحضارهُ وقد غاب ومما جاز عدمُ استحضارهِ وقد حضر لا يتحققانِ فى حضور الله سبحانه بوجوبِ الاستحضار لا الذات لسلب الحضورِ وثبوته فهو بعرضه فان نفى السلبُ فلا يثبتُ الغيبُ فى علم الله سبحانه لكن النوعين **ش** الغيب الحقيقي والمجازي **م** يتحققان فى حضورِ غيره تعالى وبمعنى خلافِ الشهودِ المثالُ والروحُ والقدمُ فعالَمُ الاجسامِ شهودٌ وعالَمُ المثالِ غيبٌ وعالَمُ الروح غيبُ الغيب والقدم غيبُ الغيوب وهكذا للملائكة الشهودُ والمثالُ والروحُ مناسباً لهم فعالَمُ الملكوت عندنا كالمثال وعندهم الشهودُ اذ يُدركونه بحواسٍ ظاهرةٍ فالغيبُ عندهم مثالهم وغيبُ الغيب ورائه ولا تخرجُ الانسانيةُ من حدها باتصافها بصفات الملكيةِ بل تعرج من الملكيةِ بافضليتها منها فى اتصافها ظلاً بموجوداتٍ قديمةٍ و لا تدرك مرتبةٌ منها بنفسها الا بصفةٍ فى حدها فالشهودُ يُدرك بحواسٍ ظاهرةٍ

ترجمه پس غیب وغائب که هر دو ثابت آمدند بخبر دادن از آنچه که حضور خواستنش جائز شد در انحالیکه او غائب است و از آنچه که حضور نخواستنش جائز شد در انحالیکه او حاضر است این هر دو متحقق نشوند در حضور خدای سبحانه بسبب وجوب استحضار مگر ذات هر دو که بنا بر سلب حضور و ثبوت حضور اند. پس او بعرض او است یعنی بعرض است بحضور از آنکه سلب و ثبوت از عوارض حضور اند پس اگر نفی کرده شود سلب پس غیب ثابت نماند در علم او سبحانه. لیکن این هر دو اقسام غیب حقیقی و مجازی متحقق می شوند در حضورِ غیر او تعالی. و غیبی که بمعنی خلاف شهود است مثال و روح و قدم است. پس عالم اجسام شهود است. و عالم مثال غیب. و عالم روح غیب الغیب. و قدم غیب الغیوب. و همچنین است ملائکه را شهود و مثال و روح که مناسبت شان را. پس عالم ملکوت نزد ما همچو مثال است و نزد شان شهود از آنکه ایشان او را بحواس ظاهره ادراک میکنند و می شناسند پس نزد شان غیب مثال شان است. و غیب الغیب وراء او یعنی پس و سوائے او. و انسانیت بسبب متصف شدنش بصفات ملکیه از حد انسانیت خارج نشود بلکه عروج میکند و بلندی شود از صفات ملکیت بسبب افضلیت خود از ملکیت در متصف شدن خود بطور ظل بموجودات قدیمه. و مرتبهٔ از شهود و مثال و روح بنفس مرتبه شناخته شود مگر بصفت در حد آن صفت. پس شهود شناخته می شود بحواس ظاهره.

[illegible]

[illegible]

بیان فضیلت انسان از ملائکه و تمایز مراتب شهود و مثال و روح و تمایز ظاهر و باطن

ای مایتعلق بالشهود - والمثال بحواس باطنة ش بمقابلة حواس ظاهرة
م ای مایتعلق بالمثال وهی مرتبة صفة ظاهرة له والروح بصفة باطنة
للمثال وهی صفة ظاهرة للروح لان الظاهر والباطن لا یمتازان الا
بانطباقهما علی ماهیة واحدة بتقابلهما ش المجرور متعلق یمتازان محذوف
بعد حرف الاستثناء م بینهما - والبتة ینزل الادراک من الروح الی المثال
ومنه الی الشهود ویعرج من عکس النزول وان لم یکونا منطبقین علی ماهیة
واحدة فکیف الامتیاز بتقابل بینهما فیهما بل بطلا والنزول والعروج
ش معطوفان علی الامتیاز م لتغایر ماهیة لهما وعدم اتحاد الحقیقتین
حقیقتا ش عطف علی التغایر والجواب ان قیل اتحدتا م وعدم انقلاب
حقیقة الی حقیقة اخری ش عطف علی ماقبله والجواب ان قیل
انقلبتا م والقدیم لا یعلمه بنفسه الا هو فیدرک بدلالة بغیره لان ماعلم
احیط واحاطة غیره علیه ممتنعة فهو الایمان بالغیب فی معرفة الله تعالی

ترجمہ یعنی آنچه که متعلق میشود بشهود - ومثال بحواس باطنه بمقابله حواس ظاهره یعنی آنچه که متعلق می شود بمثال او بر
مثال مرتبه صفت ظاهره هست - وروح شناخته میشود بصفت باطنه که برای مثال هست حال آنکه آن صفت ظاهره هست روح را
از آنکه ظاهر و باطن هردو ممتاز نه شوند مگر بمنطبق شدن هردو - بر ماهیت واحده بتقابل هردو تمیز کرده شوند درمیان هردو - والبته
ادراک از روح سوی مثال نزول میکند و از مثال سوی شهود - وهمچنین عروج میکند بترتیب از عکس نزول - واگر هردو بر ماهیت
واحده منطبق نشوند پس امتیاز ظاهر و باطن که درمیان هردو متقابل است مدین هردو چگونه شود بلکه هردو باطل شوند - وهمچنین
چگونه نزول وعروج شود بسبب تغایر ماهیت که برای هردو هست - وبسبب متحد نشدن هردو حقیقت از روی حقیقت از آنکه در دو حقیقت
اتحاد از روی حقیقت نمی شود مگر بطور مجاز ورنه دو حقیقت واحده است نه دو - واین نیز جواب هست اگر گفته شود که هردو متحد آمده اند
بسبب منقلب نشدن حقیقت سوی حقیقت دیگر - از آنکه امتیاز هردو متقابل است و در انقلاب یکی بدیگری تقابل نمی ماند پس امتیاز
از کجا آید حالانکه هردو در آنچه که امتیاز دارند اشتراک مثال در دو حقیقتا ممتنع است - چنانچه بیانش واضح تر در ذکر
اصول در اصل سی ام ذکر کیفیت اشتراک وبعض حقیقتا مذکور آمده اگر خواهی آنجا ببین - واین جواب هست
نیز اگر گفته شود که هردو منقلب آمده اند یعنی از حالی بحالی بگردیدند - وقدیم را ادراک بنفس او نمیتواند مگر او - پس بدلالت غیر او شناخته شود
از آنکه آنچه دانسته شود احاطه کرده شود و احاطت غیر او بر وی ممتنع است - پس همو ایمان بغیب است در معرفت خدای تعالی

وفضّل بعضهم على بعضهم على قدر نصيب فيصرّف تصريفاً على من يُقتل في سبيل الله تعالى بفعله وهمته اختياريين واضطراريين ودعائه وشفاعته لكنكم ما اصبتم بها ش اى حيوة التى بقتل النفس فى سبيل الله تعالى م فلا تشعرون فنفى الشعور دليل على ان ما اصبتم بها ومغايرتها من حيوة التى لغير مقتول فى سبيل الله تعالى لان ما حصل شعر. وفقنا الله تعالى يهدى من يشاء بفضله واياكم وصلى وسلم على محمد نبى الرحمة وعلى جماله كما يحبه ويرضاه وشفعه فينا وترحمنا به +

ترجمه وفضیلت داده شد بعض شان بر بعض شان بر قدر نصیب پس بگرداند و تصرف میکند از روی گردانیدن برتر آنان کسیکه کشته شد در راه خدا تعالی بفعل خود و همت خود بر دو اختیاری و اضطراری و دعای خود و شفاعت خود لیکن شما نیافتید آن حیاتی را که بقتل نفس در راه خدای تعالی است فلا تشعرون یعنی پس شما نمی فهمید. پس نفی شعور دلیل است بر آنکه هر آینه شما در نیافتید آن حیات را و مغایرت آن را از حیاتی که برای غیر مقتول است در راه خدا تعالی زیرا که هر آینه آنچه حاصل شد دانش و آگهی داده شد. توفیق دهاد ما را خدای برترکه راه نماید کسی را که میخواهد بفضل خود خاص شما را و صلى وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى جماله كما يحبه ويرضاه وشفعه فينا وترحمنا به و رحمت و سلامتی باد بر محمد صلعم که نبی رحمت است و بر جمال او چنانکه دوست دارد او را و خوشنود شود باد و او را شفیع کن در میان ما و رحمت کن ما را باد +

ذكر كيفية غيب وعلمه ومافيها

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلى على رسوله محمد ونستشفعه وعلى اله واصحابه واتباعه اجمعين + اعلم ان غيباً اما بمعنى ضد حضور وشهود فهو عدم مجهول

ترجمه این ذکر بیان غیب و علم او است و هرچه در واست

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلى على رسوله محمد ونستشفعه وعلى اله واصحابه واتباعه اجمعين

بدانکه هر آینه غیب یا بمعنی ضد حضور و شهود است پس او عدم مجهول است. و یا بمعنی خلاف حضور و شهود است. و خلاف آنست که وجود و غیر مثل او باشد یعنی این وجود خلاف. هیچ وجودی نباشد که از و خلاف کرده شد.

ذکر کیفیت غیب و علم او و ما فیها

ذکر بیان غیب و علم او و هرچه در وست

اقسام غیب و تعریف

یا بمعنی ضد حضور و شهود است

وَاَمَّا بمعنی خلافِ ش اے وجود غیرِ مثلِہ م حضورٍ وشہودٍ فغیبٌ
الذی بمعنی خلافِ حضورٍ ما ینبّئُ علیہ ممّا جاز استحضارُہ وقد
غابَ ش وہو غائبٌ م فالغائبُ ما ینبّئُ علیہ مما جاز عدمُ استحضارہ
وقد حضر ش وہو حاضرٌ م وقد یکونانِ ش ای الغیبُ والحضورُ م
بمعنی غائبٍ وحاضرٍ مجازاً فما حضر وما غاب وعکسُہ فالغیبُ لا یثبتُ الّا
بانبائہ من حضورٍ جائزٍ وان لم یشترط جوازُ الاستحضارِ وعدمِہ فلزم
وجوبُہما فالغیبُ والغائبُ ممتنعانِ بامتناعِ انبائہما من الوجوب ش
ای ان لم یشترط جوازُ الاستحضار وعدمہ فلزم وجوبُ الاستحضار او
وجوبُ عدم الاستحضار فانبائہما ممتنعٌ من الوجوب فما یسمّی الغائبُ فما
یبنی علی الغیب وکیف عُلم انہ لغائبٍ فکیف انباءُ الغیب منہ م ہذا
تعریفُ الغیبِ والغائبِ بحقیقتہما - وان قیل غائبٌ وغیبٌ بمقابلۃ من لم
یحضرلہ ش قیل بمقابلۃ غیر عالمہما لکن الحضورَ اُعِمّ من کلِّ وجہ
م فلا یتحققان حقیقۃً الّا ش یتحققان م مجازاً بسلب الحضور وثبوتہ

ترجمہ پس غیب کہ بمعنی خلافِ حضور است چیزی است کہ بروآگہی دادہ شود از آنچہ کہ استحضارش یعنی حضور خواستنش جائز شد حالانکہ او غائب است
پس غائب چیزی است کہ بروآگہی دادہ شود از آنچہ کہ عدمِ استحضارش یعنی حضور نخواستنش جائز شد حالانکہ او حاضر است - وگاہی ہر دو غیب وحضور
بمعنی غائب وحاضر مجازاً می‌شود - پس آنچہ حاضر است غائب نیست وعکسش یعنی آنچہ غائب است حاضر نیست - پس غیب ثابت نمی‌شود مگر بانباء او از حضور
جائز - واگر جوازِ استحضار وعدمِ او شرط کردہ شود پس وجوبِ ہر دو لازم شود - پس ایں غیب وغائب ہر دو ممتنع آیند بسبب امتناع انباء ہر دو
از وجوب یعنی اگر جوازِ استحضار وعدمِ استحضار شرط نکردہ شود پس وجوبِ استحضار یا وجوبِ عدمِ استحضار لازم شود پس بسبب وجوبِ انباء ہر دو
ہر دو ممتنع آید - پس غائب خبر دادہ نشود - وچیست کہ بر غیب خبر دہد - وچگونہ دانستہ شود کہ ہر آئینہ او از غائب است - وچگونہ است خبر دادن
غیب ازو یعنی از غائب - ایں تعریفِ غیب وغائب است بحقیقتِ آں ہر دو - واگر گفتہ شود کہ غیب وغائب بمقابلہ کسی است کہ ہر دو غیب
وغائب او را حاضر نشدند - گفتہ شد ایں قول بمقابلہ غیر دانندہ ہر دو وآں کسی است کہ ہر دو را دانندہ نیست لیکن ایں حضور
کہ دریں جا است از ہر وجہ عام کردہ شد - پس غیب وغائب ہر دو حقیقتاً متحقق نخواہند شد مگر مجازاً بسلب وثبوتِ حضور یعنی
حضور غیب وغائب نام کردہ شود بسبب حاضر نبودن اگرچہ ثابت است یا ثبوت حضور غیب وغائب نام نہادہ شود بسبب دانستہ نشدن +

تعریف خلاف غیب کہ بمعنے خلاف حضور است

تعریف معنی غائب و حاضر و استعمال مجازی او

بیان جواز وعدم جواز استحضار و وجوبش و امتناع غیب غائب مع تعریف حقیقی شاں +

اقوال در تعریف غیب وغائب

م العامِ له سبحانه وغيره ش عادتًا او بغيرِها ويدلُّ على عمومِه عدمِ اختصاصه لمختص م والاظهارُ بمعنى الامدادِ الذى يقع فيما وقع قبله ش اي الاظهار م فلا يظهر على غيبه الخاص له سبحانه ش لا لغيره سبحنه عادتًا ويدلّ على الغيب الخاص اضافتُ الغيب الى الضمير م الا من ارتضى من رسولٍ فلا نفي من علم الغيب العامِ لعامٍ من الانبياءِ وغيرهم من المؤمنين ومن علم الغيب الخاصِ لخاصٍ من الانبياءِ ولما الاستثناءُ عن نفي علمِ الغيبِ الخاصِ بجوّزه لغيره سبحانه فالعام ش فيجوز علمُ الغيبِ العام م بالاولوية ش عند اهلِ سنةٍ وجماعةٍ خلافًا للمعتزلين اذ عندهم الرسولُ من ملكٍ وللمتوهّبين م فيدلُّ على جوازِ احاطةٍ كليةٍ علمًا بالغيب للرسولِ لعمومِ اللفظين ش اي الغيب والرسول م فلسيدِ الرسل صلعم بخصوصية قرينةِ الكلامِ بمقدار ش متعلق يدلُّ وان وقع صفةً او حالًا للاحاطةِ الكليةِ علمًا متعلق ثابتةً م احاطةِ مركزيتهم في شرح الصدرِ ش

ترجمہ ایں غیب عام است برائی او سبحانہ وغیر او بطور عادت باشد یا بغیر عادت۔ ودلالت میکند بر عموم ایں غیب عدم اختصاص او برائی مختص۔ و اظہار بمعنی امداد است آنکہ واقع شود در آنچہ کہ او پیش از اظہار و امداد وقوع یافت۔ پس او سبحانہ امداد ویاری ندہد بر غیب خاص خود کہ او سبحانہ راست نہ غیر او سبحانہ را از روئی عادت۔ و بریں غیب خاص دلالت میکند اضافت غیب بسوئی ضمیر است۔ مگر یاری دہد کسی را کہ پسند آورد از رسول۔ پس نفی نیست از علم غیب عام از انبیاء وغیر شان از مومنین و نہ نفی است از علم غیب خاص خاص را از انبیاء۔ وہرگاہ ایں استثناء کہ از نفی علم غیب خاص است او یعنی علم غیب خاص را برائی غیر او سبحانہ جائز دارد پس ایں استثناء علم غیب عام باولویت جائز دارد نزد اہل سنت وجماعت درحالیکہ خلاف است برائی معتزلہ زیرا کہ نزد شاں ایں رسول مراد است از فرشتہ۔ و خلاف ہست برائی وہابیہ ہم۔ و ایں استثناء دلالت میکند بر جواز احاطہ کلیہ بطور علم لغیب برائی رسول بنا بر عموم ہر دو لفظ غیب و رسول کہ در کریمہ آمدہ اند یعنی ایں استثناء بسبب عموم ہر دو لفظ غیب و رسول کہ دریں کریمہ آمدند دلالت میکند کہ رسول را اندر علم احاطہ کلی لغیب جائز است۔ پس دلالت میکند برائی سید رسل صلعم بخصوصیت قرینہ کلام کہ دلالت بمقدار احاطہ مرکزیت شان است حالانکہ ایں احاطہ مرکزیت شان در شرح صدر ثابت آمدہ۔ یا پس دلالت میکند برائی سید رسل صلعم بخصوصیت قرینہ کلام بر جواز احاطہ کلی لغیب بطور علم کہ ثابت است بمقدار احاطہ مرکزیت شاں حالانکہ ایں ثابت است در شرح صدر۔

متعلق ثابتةً حالٌ لاحاطةٍ مرکزیتہم م ولو فی اٰنٍ او اٰوانٍ ش کما
ذُکرَ فی ذکرِ کیفیۃِ احاطۃِ علمہٖ صلعم کما ہو عند اہلِ سُنۃٍ وجماعۃٍ من
المتصوفین م وانّ ش مفعول علم علی العطف م لفظَ مَن معمٌّ ولفظَ مِن مخصِّصٌ لان
لیس تبیینٌ بمِن الّا لتخصیصٍ من تعمیمٍ وتخصیصٍ بعد تعمیمٍ لاینفی جوازَ امرٍ مخصَّصٍ
لغیرِ مخصَّصٍ لہ لاشتراکہما ش ای مخصَّص لہ وغیر مخصَّص لہ م فی العموم ان لم یکن ش الضمیر المستتر
الی الامر المخصوص م ممتنعًا فی وجہِ الجوازِ جانبٌ اوّلٌ قویٌّ ش الجملۃ
حالٌ من جوازِ الذی مضافٌ الی الامر فالواو حالیۃٌ والّا عطفٌ علی الجملۃِ
م ولاینفی نقصانُ فہمِ المستفہمِ ہذہِ البلاغۃَ الی المرام فی فصاحۃِ
الکلام مع التوسّع للمقاصد وانّ الرسولَ غیرُ الملَکِ ش عند اہل
سُنۃٍ وجماعۃ خلافًا للمعتزلین فعندہم ہو ملَکٌ م وانّہ انسانٌ بدلالۃِ
یسلُکُ من بینِ یدیہِ ومن خلفِہٖ رصَدًا لان الملَکَ غنیٌّ من الملَکِ فی امرہٖ
وفی سورۃِ النحل ویومَ نبعثُ فی کلِّ امّۃٍ شہیدًا علیہم من انفسِہم وجئنابک

ترجمہ اگرچہ درآن واحد باشد یا درآوان چنانچہ در ذکر کیفیت احاطۂ علم او صلعم ذکر کردہ شد بحیثیکہ او ہست نزد اہل سنۃ وجماعۃ از
متصوفین یعنی از صوفیہ رحمہم اللہ تعالی۔ وبدانکہ ہر آئینہ لفظ مَن بالفتح کہ در مِن از لفظی ہست مُعمّم یعنی عام دارندہ ہست۔ ولفظ مِن
بالکسر از مِن رسُولٍ مخصِّص است یعنی خاص کنندہ۔ انانکہ اینجا بمِن تبیین نیست کہ از کسی بیان کردہ باشد مگر برای تخصیص ہست از
تعمیم۔ وتخصیص بعد تعمیم نفی نمیکند جواز امر مخصَّص را برای غیر مخصَّص لہ یعنی امر کہ خاص کردہ شدہ ہست جواز ش نفی نمیکند جواز امری را
کہ برای او تخصیص نکردہ شدہ ہست بنابر اشتراک ہر دو مخصَّص لہ وغیر مخصَّص لہ در عموم اگر آن امر مخصوص ممتنع نباشد حالانکہ در وجہ جواز
جانب اول قوی ہست ونہ نفی میکند نقصان فہم مستفہم این بلاغت را کہ سوئ مرام است در فصاحت کلام مع توسع برای مقاصد یعنی این کلام
فصیح کہ برای مقاصد توسع دارد وبلاغت سوئ مرام میرساند اینچنین بلاغت وفصاحت متوسع بمقاصد وموصل بمرام را از نقصان
فہم مستفہم نفی نتوان کرد۔ وبدانکہ رسول در کریمۂ مذکورہ غیر ملک است یعنی فرشتہ نیست نزد اہل سنۃ وجماعۃ حالانکہ خلاف است
معتزلین را کہ نزد شان او ملک وفرشتہ است۔ وحال آنست کہ ہر آئینہ او انسان ہست بدلالت یسلُکُ مِن بینِ یدیہ ومن
خلفِہٖ رصدًا یعنی بطور نگاہداشت از پیش وپس او مقرر میکند بلانکہ فرشتہ از فرشتہ در امر خود بی نیاز وغنی است۔ ودر سورۂ نحل است
رکوع دوازدہم ویومَ نبعثُ فی کلِّ امّۃٍ شہیدًا علیہم من انفسِہم وجئنابک شہیدًا علی ہؤلاء
ودران روز در ہر گروہ شہید یعنی گواہ خواہیم برانگیخت بر آنان از نفسہای شان یعنی از جنس ہای شان وبیاریم ترا

شہیدًا علی ہؤلاءِ ولیس الشہادۃ الا بعلمِ المشہود بہ فلما یشہد فکیف یجہل فہذہٖ

تدل علی ان الرسول عم کثیر العلم بالمغیبات فی ان ش لکثرۃ المعلومات فی ای

فی حدم کرۃ واخرج البزار والطبرانی فی الاوسط وابو نعیم بسندٍ صحیحٍ قال رسول

اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی ان قال رأیتُ ما تعمل امتی بعدی فاخترتُ لہم

الشفاعۃ الحدیث م وکم من ایۃٍ فی القران المجید تدل علی الدعوی والایات فی

المنع ش ای منع علمِ الغیب م فی سورۃِ النمل قل لا یعلم من فی السمٰوٰتِ

والارضِ الغیبَ الا اللّٰہ وما یشعرون ایان یبعثون ۵ وفی سورۃ لقمان ان اللّٰہ

عندہٗ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدًا

وما تدری نفسٌ بای ارضٍ تموت ان اللّٰہ علیم خبیر ۵ وفی سورۃ الانعام وعندہٗ مفاتح

الغیب لا یعلمہا الا ہو وغیرہا لیست معارضۃً للاولی لان الغیب باضافۃ اللّٰہ سبحانہٗ

ثابتٌ فتاول ش الضمیر المستتر الی ایاتٍ فی المنع والاصل ان معارض الثابت

ان کان خلافہ لا ضدہ یاول بوجودِ غیرِ مثلہ لان ما ثبت لا ینفی الا الذہنی

دلیل دوم از علم غیب از حدیث

بیان آیا تیکہ در منع علم غیب نفی تا دلالت ثابتہ

ترجمہ گواہ بریں ہمہ کسان۔ و شہادت نیست مگر بعلم مشہود بہ یعنی گواہی نباشد مگر بعلم چیزی کہ بدو گواہی دادہ شود کہ دیدہ است

او۔ پس ہرگاہ کہ شاہد باشد پس چگونہ جاہل باشد پس این آیت دلالت میکند برانکہ این رسول علیہ السلام کثیر العلم است بمغیبات

در یکی از بسبب کثرت معلومات در آن واحد در صدم کرۂ خود۔ و بزار و طبرانی در اوسط بر آوردہ است و ابو نعیم بسند صحیح کہ فرمود رسول خدا

صلی اللّٰہ علیہ وسلم تا آنکہ فرمود دیدم آنچہ عمل خواہد کرد امت من پس من۔ برای ایشان شفاعت را پسندیدم تا آخر حدیث۔ و بسی است آیات

در قرآن مجید کہ بریں دعوی دلالت میکند۔ و آیا تیکہ در منع علم غیب اند۔ در سورہ نمل رکوع پنجم است قل لا یعلم من فی

السمٰوٰت والارض الغیب الا اللّٰہ وما یشعرون ایان یبعثون یعنی بگو اے حبیب من نمیدانند کسیکہ در آسمانہا و زمین

است غیب را مگر اللّٰہ۔ و ایشان نمیدانند کہ کدام وقت برانگیختہ و برداشتہ شوند۔ و در سورہ لقمان است رکوع چہارم ان اللّٰہ عندہٗ علم

الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدًا وما تدری نفس

بای ارض تموت ان اللّٰہ علیم خبیر یعنی ہر آئینہ خدای برتر کہ نزد اوست علم قیامت و فرود آورد باران را۔ و داند آنچہ در رحمہای

مادران است و نمیداند ہیچ نفس کہ فردا چہ حاصل خواہد کرد۔ و نمیداند ہیچ نفس کہ در کدام زمین یا بچہ خاک خواہد مرد۔ ہر آئینہ خدای برتر بسیار دانندہ آگاہندہ است۔ و در سورہ

انعام است رکوع ہفتم وعندہٗ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو و نزد اوست کلیدہای غیب نمیداند آنہا را مگر او۔ و بجز این ہمہ آیات مذکورہ غیر آنہا معارض نیستند

آیاتی را کہ دلالت بر اثبات علم غیب اند۔ زیراکہ ہر آئینہ غیب باضافت و نسبت یعنی بجانب خدای سبحانہ ثابت است پس این ہمہ آیات کہ در منع علم غیب اند تاویل کردہ شوند بر چیزیکہ بخلاف است

و قاعدہ این است کہ ہر آئینہ معارض ثابت اگر او خلاف ثابت باشد نہ ضد او تاویل کردہ شود بوجود غیر مثل او زیرا کہ آنچہ ثابت شدہ است نفی کردہ نشود مگر ذہنی

الذی لصلح لوجودٍ خارجٍ وهو غیر ثابتٍ بنسبةٍ اُخری فیأوّل النفیُ لا النبوت
لتقدّمه م بوجهٍ بالخلاف فرفعُ التعارضِ باستثناءٍ بحسب الحالِ او بحسب
العاداتِ المخصوصةِ فلا ش ای فلا یثبت م منعاً مطلقاً والّا التعارضُ و
مخالفة البداهة مما فی نفسِ المعرضِ ومن الاعجازِ والکرامةِ فی المغیباتِ ش
الالف واللام للجنسِ م لانه افلا یتدبّرون القرانؕ ولو کان من عند غیر اللّٰهِ لوجدوا
فیه اختلافاً کثیراً فالخمسةُ المشهورة من المغیبات افرادُها فاربعةٌ منها
فی الاعجازِ والکرامةِ الا الساعةَ ش فارجع لثبوتها الی کتُبِ السِیَرِ من الاحادیث
فی اعجازِ النبیِ صلعم ومن غیرها فی کرامةِ الاولیاءِ رض فتدبّر م واللّٰهُ
تعالیٰ اعلم والموفقُ والحفیظ ✦

اللّٰهمّ صلِّ وسلّم علیٰ محمّدٍ نبیّ الرّحمةِ وعلیٰ جمٰالِهٖ
کما تحبّه وترضاه وشفّعه فینا
وترحمنا بهٖ

ترجمہ آنکہ وجود خارج را صلاحیت دارد حالانکہ او غیر ثابت ہست بنسبت دیگر پس نفی تاویل کردہ شود نہ ثبوت بسبب تقدم
او پس رفع تعارض ثابت باستثناء ہست بحسب حال یا بحسب عادت مخصوصہ یعنی انچہ حسب حال یا حسب عادت مخصوصہ است
از استثناء آں ازاں غیب تعارض رفع شود۔ پس منع مطلق ثابت نشود ورنہ تعارض است۔ ومخالفت بداہت از انچہ کہ در نفس
معرض است یعنی رو گردانندہ واز اعجاز وکرامت کہ در جنس مغیبات ہست لازم است یعنی از اعجاز وکرامت کہ در ہر جنس مغیبات
ثابت ببداہت است ازیں بداہت انچہ کہ در نفس معرض است مخالفت لازم آید ومخالفت او بداہت باطل پس اعراض ازو
چگونہ گردد۔ افلا یتدبّرون القراٰن ولو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیه اختلافاً کثیرا
کہ در سورہ نساء رکوع یازدہم است۔ یعنی آیا پس فکر نمی کنید ونمی اندیشید در قرآن۔ واگر او نزد غیر خدا بودی البتہ دریافتندی درو
اختلاف بسیار۔ پس آں پنج مشہورہ از مغیبات افراد ہا نند۔ وچہار ازاں ثابت اند در اعجاز وکرامت مگر ساعت وقیامت
پس برائے ثبوت اینہا رجوع کن سوی کتب سیر از احادیث در اعجاز نبی صلے اللہ علیہ وسلم واز غیر آں در کرامت اولیاء رضوان اللہ
علیہم اجمعین پس بیابی۔ وخدائے برتر دانا ہست وتوفیق دہندہ است ونیک نگاہ دارندہ ✦

اللّٰهمّ صلِّ وسلّم علی محمّدٍ نبیّ الرّحمةِ وعلیٰ جمٰالِهٖ کما تحبّه وترضاه
وشفّعه فینا وترحمنا بهٖ ✦

ذکر کیفیة العلم والمعرفة والعارف والمعروف ومتعلقاتها ومافیها مع المطالب الاخری

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین ✤ اعلم ان العلم صفة متوسعة لمعلومات جامعة ومانعة واختصاصه بمعین معرفة وهذا علی حکم التعدیة فیهما فلعالم علم حصولی هو صفة علم منسوب بحصوله العالم ش الضمیر المتصل الی علم مفعول المصدر م ای بحصله بغیریته به ش ای بعالم م بزیادته علی مرتبة ذاته فیحتاج لعلم معلوماته الی غیره وحضوری هو صفة علم منسوب بحضوره لعالم ای بحضوره فی نفسه بعینیته به فی مرتبة ذاته فلا یحتاج الی غیره ش هو الزیادة فالحاصل ان عالما بعلمه الحصولی

ترجمه ذکر در بیان علم و معرفت و عارف و معروف و متعلقات او و آنچه درو است با مطالب دیگر ✤

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین بدانکه هر آئینه علم صفتی است متوسعه برای معلوماتی که جامعه ومانعه باشند واختصاص یعنی خاص شدن این علم بمعلوم معین معرفت است . واین علم بر بنای حکم تعدیه است درین هر دو یعنی علم مصدر متعدی است که بمعلوم متعدی شود خواه صفت متوسعه باشد بمعلومات خواه بمعلوم معین مختص . پس بنابرین حکم تعدیه عالم را از دو علم چاره نیست یکی علم حصولی است و صفت علم است که نسبت کرده شده است بحصول بسبب حصول عالم او را یعنی این علم را عالم حاصل میکند بغیریت این علم بعالم که زیادت است این زیادت بر مرتبه ذات عالم بعینیت این علم بعالم . پس عالم محتاج میشود علم معلومات خود را سوی غیر خود چرا که این علم بعالم بعینیت نیست بلکه بغیریت است پس این غیریت بمقابله عینیت است لهذا احتیاج مر غیریت را بواسطه بعلم معلومات ضروری است . و عالم را دیگر علم حضوری است و صفت علم است نسبت کرده شده است بحضور بسبب حضور او عالم را یعنی بحضور علم در نفس عالم بعینیت آن علم بعالم در مرتبه ذات عالم . پس عالم سوی غیر خود که او زیادت است محتاج نمیشود برای علم معلومات خود . پس حاصل آنکه عالم بعلم خود که حصولی است

Margin notes:

ذکر کیفیة العلم والمعرفة والعارف والمعروف ومتعلقاتها ✤

بیان علم حصولی وعلم حضوری ✤

ذکر بیان علم و معرفت و عارف و معروف و متعلقات او وغیره ✤

بیان علم حصولی وعلم حضوری

يحتاج لعلم معلومه الى غيره اى مرتبة غيرية علم بعالم لانها واسطة بين عالم
ومعلوم وبعلمه الحضوري لا يحتاج لعلم معلومه الى غيره اى مرتبة غيرية علم
بعالم بل يعلم بمرتبة عينية علم بعالم لانها واسطة بين عالم ومعلوم كقولهم
ان عالما يحتاج الى غيره اى معلوم الذى هو غير نفسه فى مرتبة علم حصولي
فيعلم غيره ولا يحتاج لعلم معلومه الى غيره اى معلوم الذى هو غير نفسه
فى مرتبة علم حضوري فيعلم نفسه **م** لعلم معلوماته فعلم نفسه وغيره ايضا
فى الوجهين **ش** اے ثابت فى وجه علم حصولي وعلم حضوري **م** لا يستغنى
احدهما عن قنيته ولا يلزمه شئ غيرهما المعلومه فعلم عدم مطلق باصالته
ممتنع **ش** فلا اصل للسوال المشهور اى ان علم العالم القديم عدما فى مرتبة
العلم الحضوري فلزم ان العدم عينه وان لم يعلم فلزم الجهل والسوال مستبعد
لان العدم المطلق لا يحكم بمعلوميته الا ان يقال الحادث مفعول علم ولان لما
علم غير نفسه فهو حصولي ولما علم نفسه فهو حضوري على تعريف الحصولي والحضوري كقولهم

ترجمہ البتہ برای علم معلوم خود محتاج شود سوی غیر خود یعنی سوی مرتبہ غیریت علم کہ بعالم است از انکہ این مرتبہ غیریت
واسطہ است درمیان عالم و معلوم۔ و عالم بعلم خود کہ حضوری است برائی علم معلوم خود محتاج نمی شود سوی غیر خود یعنی
سوی مرتبہ غیریت علم کہ بعالم است بلکہ میداند بمرتبہ عینیت علم کہ بعالم است از انکہ این مرتبہ عینیت واسطہ است
درمیان عالم و معلوم۔ مثل قول شان اینکہ عالم البتہ محتاج شود سوی غیر خود یعنی سوی معلومی کہ او غیر نفس او است
در مرتبہ علم حصولی پس میداند غیر خود را۔ و نہ محتاج شود عالم برائے علم معلوم خود سوئے غیر خود یعنی سوئے معلومی کہ او غیر نفس او است در مرتبہ علم حضوری پس میداند
نفس خود را۔ پس علم نفس عالم و علم غیر او نیز۔ در ہر دو وجہ کہ ثابت است یعنی در وجہ علم حصولی و علم حضوری ہر یکے از این ہر دو بے نیاز نمی شود
از قسیم یعنی شریک خود۔ و نہ لازم شود عالم را چیزی غیر این ہر دو برائے معلوم خود۔ پس علم عدم مطلق باصالت خود ممتنع است پس این سوال را
اصلے نیست یعنی اگر دانستہ قدیم عدم را در مرتبہ علم حضوری بدانست پس لازم شد اینکہ عدم عین او است واگر ندانست پس جہل لازم آمد
و این سوال مستبعد آمد یعنی از مضمون عقل و اعتقاد بعید شمردہ شد از انکہ عدم مطلق بمعلومیت خود حکم
کردہ شود دیگر اینکہ در سوال مذکور بجائے عدم حادث گفتہ شود بنا بر مفعول از فعل بدانست کہ ترجمہ علم
آمد۔ و از انکہ بر بنائے تعریف حصولی و حضوری ہمچو قول شان کہ انیست چون عالم غیر نفس خود بدانست پس
او علم حصولی است و چون نفس خود بدانست پس او علم حضوری است +

فلا يرد عليه شيء م د علم نفسه وحادث مع علم عدم منبئ عليه منبئ المنبئ على عدم مطلق بتعلقه ش المجرور متعلق علم الحادث والضمير الى الحادث م بفعل عالم وشبه صنعه عنه تضمنًا والتزامًا حصوليًا و حضوريًا ضروريًا معًا وفي خلافه ش اى خلاف ما عرف لعلم حصولي و حضوري م كما هو المشهور يلزم عينيته غير العالم به في علم حضوري وغيريته عين العالم به في علم حصولي والا الجهل من جهة في حدهما ✦

ضميمة مناسبة المحل

اعلم ان ربط خلق الذي بين خالق ومخلوق باعث العلم والحكم منهما ش اى من مخلوق الى خالقه ومن خالق الى مخلوقه م والا بطل العلم والحكم اعلم ان الله تعالى علم نفسه وتقدس وتبارك مع صفاته حتى الفعل الحجابي مع اثره وهو مفعول له من حيثية حدوثه ش مجرورين مع مضاف اليه يتعلق بعلم او يتعلق بمفعوله والضمير في حدوثه راجع الى مفعوله او الى الفعل الحجابي وهما مرادان ولم يختلف معناهما باختلاف مرجع الضمير فليس الفعل الحجابي ومفعوله قديمًا م ولو في علمه تعالى ولو جود خارج من علمه تعالى

ترجمه پس بر وے چیزی یعنی هیچ سوال وارد نمی شود - و دانستن نفس خود و حادث مع علم عدم بطور حصولی و حضوری عالم را منزه کی است بسبب تعلق حادث بجدوث خود بفعل عالم و بسبب شبه صنع حادث از عالم بطور تضمن و التزام - و با حادث علم عدم از انست که علم عدم که بر عدم مطلق آگهی دهنده از حادث بر وآگهی است پس بنا بر تعلق حدوث حادث بفعل عالم و بسبب مثل شبه صنع بود از عالم اند و تضمن والتزام - و اینها خبر دادن حدوث حادث بعلم عدم وا دو بعدم مطلق بدانستن نفس خود دانسته او دانستن حادث مع متعلقاتش بتعلق فعل و صنع خود بحیثیت قیام حقیقی صفات بذات بطور علم حصولی و حضوری معا ضروری است ورنه بدون علم این همه فعل و صنع بیکار و معطل آید و مخلوق مصنوع ممتنع آمده خلق و صنع او چگونه شود که خلاف بداهت است - و در خلاف آنچه که برای علم حصولی و حضوری تعریف کرده شد چنانچه مشهور است عینیت غیر عالم بعالم در علم حضوری و غیریت عین عالم بعالم در علم حصولی لازم شود ورنه جهل لازم شود از جهتی در حد هر دو -

ضمیمه مناسب این محل - بدانکه هر آئینه ربط خلق آنکه درمیان خالق و مخلوق است بجائی باعث علم و حکم است از هر دو یعنی از مخلوق خالق و از خالق سوی مخلوق خود ورنه بدون ربط علم و حکم هر دو باطل شد بدانکه هر آئینه خدا برتر دانست نفس خود که پاکیزه و مبارک است مع صفات او فعل حجابی مع اثر او که مفعول او است از حیثیت حدوث او اگرچه در علم او تعالی است و اگرچه بوجود خارج است از علم او تعالی یعنی دانستن مفعول بحیثیت حدوث مفعول است که بفعل فاعل بوقوع آمده یا بحدوث فعل حجابی است که بسبب تعلق اثر بفعل حجابی علم فاعل مفعول که اثر حجابی محید آمده حاصل شد که این فعل حجابی و مفعولش هر دو قدیم نیستند - و این فعل حجابی آن فعل نیست که وصف فاعل است بلکه این فعل مرتبه حجاب است که بفعل فاعل که وصف فاعل است حدوث یافته - و مراد این فعل حجابی که اثر مخلوق است مراد آنکه حادث غیر مخلوق است و تفصیل او در ذکر کیفیت انتهای مرتبه حجاب درمیان قدیم و حادث مخلوق مذکور آمده آنجا باید دید ✦

[illegible] ... از علم او تعالی است و اگر چه در علم او تعالی است ... است - و با اختلاف معلوم تغیر نیاید ✦

فعلمه تعالی متعلّق بما هو قدیمٌ و بما هو حادثٌ ولم یتغیر باختلاف المعلومات حتی ما بلغ العلم فاعلم انّ المعرفة موقوفةٌ فی نفسِ عارفٍ فلا یعرف ما فی غیرها فالمعرفة حقیقیتاً بما قام بقیامه الحقیقی فی نفسِ عارفٍ و مجازیتاً بما قام بقیامه المجازی فیها والقیام المجازی لا یتحقق الا بما قام بقیامه الحقیقی فی نفسِ عارفٍ وهو شبه الذی هو وجه معرفةٍ فاعلم انّ الشبه لتکیف علمٍ فی مرتبةِ مثالٍ بکیفیةِ معلومٍ لا ما یقوم فیه وعلیه کصورةٍ فی مرات وعلی غیرها فیحتاج الی وجودٍ متقدمٍ منه فانّ حصول شیٔ صنعاً یحتاج الی شبهٍ متقدمٍ منه وعلماً **ش** عطفٌ علی صنعاً ای حصول شیٔ علماً **م** علی وجهین بنفسه من حیث انّ الشبه یحتاج الی نفسِ شیٔ وهو مقصودٌ و بشبهه **ش** عطفٌ علی بنفسه **م** من حیث ان معرفة شیٔ تحتاج الی شبه الذی هو وجه معرفةٍ فلا نزاع والحق انهما معاً بتاخرٍ رتبیٍّ فلا یعرف عارفٌ غیر ما هو متقدمٌ من شبهٍ متقدمٍ **ش** من مصنوعٍ **م** لصنعٍ ومتقدمٌ من شبهٍ متاخرٍ **ش** من معلومٍ **م** لعلمٍ

ترجمہ پس علم او تعالیٰ متعلق است بانچہ کہ او قدیم است و بانچہ کہ او حادث است و باختلافِ معلومات تا انچہ کہ این علم در رسید تغیر نیافت و بدانکہ ہر آئینہ معرفت موقوف ہست در نفسِ عارف پس نشناختہ شود انچہ کہ در غیر او ہست پس معرفت از روی حقیقی بآں چیز است کہ بقیام حقیقی خود در نفس عارف قائم است۔ و بطور مجازی بانچہ کہ قائم بقیام مجازی است در وی یعنی در نفسِ عارف و قیام مجازی ثابت و متحقق نشود مگر بانچہ کہ در نفسِ عارف بقیام حقیقی قائم است۔ و او شبہ است آنکہ او ہست وجہ معرفت۔ و بدانکہ ہر آئینہ شبہ البتہ تکیفِ علم است یعنی چگونگی علم در مرتبہ مثال بکیفیتِ معلوم نہ انچہ کہ قائم شود در وی و بر وی ہمچو صورت در آئینہ و بر غیر او پس آں شبہ محتاج باشد سوئی وجود کہ متقدم از وست پس ہر آئینہ حاصل شدنِ چیزے بطور صنع البتہ محتاج باشد سوئے شبہ کہ از آں شی متقدم است و حصولِ شی بطور علم بر دو وجہ است یکی بنفسِ شے ازیں حیثیت کہ شبہ البتہ احتیاج دارد سوئی نفسِ شے کہ او مقصود ہست۔ و دوم بشبہ شے ازیں حیثیت کہ معرفتِ شی البتہ احتیاج دارد سوئی شبہ آنکہ او وجہ معرفت ہست پس نیست نزاعی۔ و حق ہمیں ہست کہ ہر آئینہ علم ہر دو معاً است بتاخر رتبی یعنی ایں ہر دو ماندن از روے رتبہ است نہ بطور حقیقت۔ پس عارف نمی شناسد مگر آں چیز را کہ او متقدم است از شبہ کہ متقدم ہست او از مصنوع برای صنعِ ایں مصنوع۔ و متقدم از شبہ متاخر کہ از معلوم ہست برای علم ہست

بیان علم الا شیاء بانفسہا و باشباہہا

بیان آنکہ معرفت موقوف در نفس عارف است

بیان علم اشیا بنفس آنہا و بشبہ آنہا معاً بتاخر رتبی است +

فوسیلۃُ معرفۃٍ لھما **ش** اے لِمَا ھو متقدمٌ من شبہٍ متقدمٍ لِصنعٍ ومتقدمٌ من شبہٍ متاخرٍ لعلمٍ **م** وصفٌ جامعٌ ومانعٌ والجامعُ ظِلٌّ ذی ظِلٍّ والمانعُ مسلوبُہٗ وھو معارضُہٗ وان نُفِیَ احدُھما **ش** اے احدٌ من وصفٍ جامعٍ ومانعٍ **م** فالمعرفۃُ ممنوعۃٌ فالتابعیۃُ والمتبوعیۃُ وھی العابدیۃُ والمعبودیۃُ بمعرفۃ الوصفِ الجامعِ والمانعِ فھی مورثۃُ التصدیقِ وھو حصولُ معرفۃِ شئٍ کما ھو ھو وھنا الاسمُ للمعنیٰ **ش** ای حصول معرفۃِ شئٍ کما ھو ھو لا المعنی مصدری **م** ومحلہُ القلبُ العنصریُ ومبدأُہ من حدِ اعلیٰ مرتبۃ حواسٍ باطنۃٍ الی حدِ اسفلِھا الی مرتبۃِ مثالٍ **ش** الی انتہائیہٖ علیٰ اصلِ غیرِ جنسٍ **م** فمن تصدیقٍ الی تصورٍ **ش** اے الی انتہاءِ تصورٍ علیٰ اصلِ غیرِ جنسٍ **م** وھو حصولُ شبہِ شئٍ کما ھو ھو لقصدٍ **ش** غیرِ معینٍ **م** وھنا الاسمُ للمعنیٰ **ش** ای حصول شبہِ شئٍ کما ھو ھو لا المعنی مصدری **م** ومحلہ الدماغُ ومبدأُہٗ من حدِ اعلیٰ مرتبۃِ مثالٍ الی حدِ اسفلِھا الی مرتبۃِ شہودٍ **ش** الی انتہائیہٖ علیٰ اصلِ غیرِ جنسٍ **م** فالتصدیقُ والتصورُ ھما اعتباران زائدانِ علی المعرفۃِ بنسبتِھما الی معروفٍ

ترجمہ پس وسیلہ معرفت برای ہر دو یعنی برای آنچہ کہ او متقدم است از شبہ متقدم کہ برای صنع است و ہم متقدم است از شبہ متاخر کہ برای علم است۔ و صفِ جامع و مانع است۔ و وصف جامع ظل ذی ظل ہست یعنی عکس صاحبِ عکس۔ و وصف مانع مسلوب ذی ظل کہ او معرض او ست یعنی این مسلوب جائے ظہور ظل است۔ و اگر یکے از ہر دو وصف جامع و مانع ہست بہ بود ر تصدیق است۔ مورثۃ نتیجہ را بمعنی برانگیختن و فروختن است یعنی از ینجا تصدیق برانگیزد و میفروزد۔ و او یعنی تصدیق حصولِ معرفتِ چیزی است ہمچنان کہ او او ست۔ و اینجا تصدیق اسم است برای آن معنی کہ او حصولِ معرفتِ شئ است کما ہو ہو نہ برای معنی مصدر۔ و محل تصدیق قلبِ عنصری است۔ و مبدء یعنی جائے آغاز او از حدِ اعلیٰ مرتبہ حواس باطنہ تا حدِ اسفل مرتبۂ او تا مرتبۂ مثال۔ آرے تا ای انتہائیہ بر قاعدۂ غیر جنس است کہ در ہر دو دخول یکے بدیگری نباشد۔ و از تصدیق تا تصور کہ او حاصل شدن شبہ چیزی است ہمچنان کہ او او ست برای قصد غیر معین۔ و حرف تا در ین جا ہم بر قاعدۂ غیر جنس است۔ و تصور باعتبار آن معنی کہ او حصول شبہ شئ است ہمچنانکہ او او ست اینجا اسم است نہ برای معنی مصدری۔ و محل او دماغ است۔ و مبدء او از حدِ اعلیٰ مرتبۂ مثال تا حدِ اسفلِ او تا مرتبۂ شہود۔ حرف تا اینجا ہم بر قاعدۂ غیر جنس است پس تصدیق و تصور ہر دو اعتبار اند زائد بر معرفت بہ نسبت و باعتبار تعلقِ ہر دو بمعروف

۳ بیان تصدیق و تصور
بیان محل و مبدء تصدیق
بیان محل و مبدء تصور

وَالتَّصْدِيقُ يَتَعَلَّقُ بِحِسِّيٍّ وَبِغَيْرِهِ بِدَلَالَةِ الْبَيِّهِ وَالتَّصَوُّرُ ش يَتَعَلَّقُ م بِحِسِّيٍّ

فَقَطْ فَالْمَعْقُولُ غَيْرُ حِسِّيٍّ وَكَدَلَالَةٍ وَنِسْبَةٍ وَرَبْطٍ مِنْهُ ش فَمُسْتَنْبَطٌ مِنَ

الْكَلَامِ اَنَّ الْحِسِّيَّ مُصَدَّقٌ بِتَصَوُّرِهِ ضِمْنًا وَالْمَعْقُولَ مُصَدَّقٌ بِدَلَالَةِ الْبَيِّهِ بَحْتًا

فَلَمَّا اُرِيدَ عِلْمُ شَيْءٍ فَيَنْبَعِثُ عِلْمُهُ مِنْ مَحَلِّ تَصْدِيقٍ اِلٰى مُرَادٍ مِنَ الْحِسِّيَّاتِ وَيَتَوَجَّهُ

مِنْ مَحَلِّ تَصَوُّرٍ اِلَيْهِ وَيَتَعَلَّقُ بِهِ فَيَحْصُلُ شِبْهُهُ فِي مَحَلِّ تَصَوُّرٍ بِقِيَامِهِ الْحَقِيقِيِّ

فَيُعْلَمُ فِي مَحَلِّ تَصْدِيقٍ تَوَسُّعًا اَوِ اخْتِصَاصًا اَوْ اِثْبَاتًا اَوْ نَفْيًا وَاَلٰى مُرَادٍ مِنَ الْمَعْقُولَاتِ

بِدَلَالَةِ الْبَيِّهِ بَحْتًا وَكَيْفِيَّةُ الْاِنْبِعَاثِ وَالتَّعَلُّقِ وَالْحُصُولِ مَجْهُولَةٌ عَلَى التَّحْقِيقِ

فَالتَّصْدِيقُ مُقَدَّمٌ مَقْصُودًا وَقَرِيبٌ بِاَعْلَاهُ وَمُؤَخَّرٌ حُصُولًا ش اَيْ حُصُولَ

شَيْءٍ م فِي حَدِّ اعْتِبَارِهِ وَالتَّصَوُّرُ مُؤَخَّرٌ سَبَبًا وَمُقَدَّمٌ فِي حَدِّ اعْتِبَارِهِ حُصُولًا

سَبَبِيًّا ش اَيْ حُصُولَ شِبْهِهِ شَيْءٍ بِسَبَبِهِ م فَلَيْسَ مَقْصُودًا بِذَاتِهِ اِلَّا بِسَبَبِيَّةٍ

وَالْقَلْبُ فِي الْحَالِ ش اَيْ حَالَ التَّصَوُّرِ م لَاهٍ وَسَاهٍ وَالتَّصْدِيقُ مِنْ اَفْعَالٍ

اخْتِيَارِيَّةٍ بِخِلَافِ الْمَعْرِفَةِ ش اَيْ لَيْسَتْ بِاخْتِيَارِيَّةٍ م فَيُشَرَّفُ حَوَاسُّ

ظَاهِرَةٌ فِي عَالَمِ الشُّهُودِ بِاِقْرَارِهِ وَالْاِقْرَارُ مَا هُوَ فِي عَالَمِ الشُّهُودِ مِنْ اَثَرِهِ مَا هُوَ فِي عَالَمِ

الْمِثَالُ تَصْدِيقًا

ترجمہ و تصدیق بحسی و بغیر حسی تعلق دارد بدلالت سوئے او۔ و تصور فقط بحسی تعلق دارد۔ پس معقول غیر حسی است و بجائے دلالت و نسبت و ربط از معقول آمده۔ پس ازیں کلام مستنبط است یعنی بیروں آورده که حسی ضمنًا بتصور خود مصدق یعنی تصدیق کرده شده است از آنکه تعلق تصور فقط بحسی است پس حسی ضمنًا باو مصدق آمده۔ و معقول مصدق است بدلالت سوئے خود از روئے بحث یعنی تصدیق معقول صرف بدلالت آمده خالص از هر چیز از آنکه معقول غیر حسی است۔ و چوں دانستن چیزے اراده کرده شود۔ پس علم از محل تصدیق که قلب عنصری است برانگیزد سوئے مرادی که از حسیات است۔ و متوجه میشود از محل تصور که دماغ است سوئے مراد شئ حسی و متعلق شود باو پس شبه محل تصور بقیام حقیقی خود حاصل شود پس دانسته شود آں چیز در محل تصدیق از روئے توسع یا اختصاص یا از روئے اثبات یا نفی و چوں علم دانستن چیزے از محل تصدیق سوئے مرادی که از معقولات است برانگیزد صرف بدلالت است سوئے آں شئ از روئے بحت۔ و کیفیت انبعاث یعنی انگیختگی علم۔ و تعلق۔ و حصول۔ بر بنائے تحقیق مجهول است پس تصدیق مقدم است از روئے مقصود و قریب است باعلاء او یعنی بمرتبه مقصود است و از روئے حصول شئ در حد اعتبار خود مؤخر است۔ و تصور از روئے سبب مؤخر است۔ و در حد اعتبار خود از روئے حصول سببیت یعنی حصول شبه شئ که بسبب او است مقدم است۔ پس ایں تصور مقصود بذاته نیست مگر بنا بر سببیت او۔ و در یں حال یعنی در وقت تصور قلب لاهی یعنی غافل و بیخبر است۔ و تصدیق از افعال اختیاریه است بخلاف معرفت که اختیاریه نیست پس حواس ظاهره در عالم شهود باقرار او مشرف شوند

بیان اعتبار زائد تصدیق تصور بمعرفت و تعلق او بحسی و غیر حسی در دوم فقط بحسی و تصدیق حسی بتصور و تصدیق معقول بدلالت سوئے او

بیان کیفیت علم شئ حسی و غیر حسی که چگونه برخیزد و از کجا و بچه ره آرد و از کجا بوسیله کدام و چگونه حاصل آید

کیفیت انبعاث علم و تعلق و حصول مجهول است

بیان آنکه بنا بر مقصود تصدیق مقدم و بنا بر حصول مؤخر است

و تصور بنا بر سبب مؤخر است و از روئے حصول مقدم و بذاته مقصود نیست

تصدیق از افعال اختیاریه است

فتصدیقُ الذی یفید للایمان الشرعی بقبولِ المصدَّقِ واقرار الذی یدلُّ علی
علی صحةِ التصدیقِ باتیانِ اثرِ التصدیقِ وهو مصدَّقٌ حقیقةً وان لم
یکن فی التصدیقِ مصدَّقاً لکنّه دلیله ظنّاً ولا یکذّب به وعالم الشهود
لتکمیلِ المعرفةِ والحکمةِ فالاقرارُ فی حکمه کالتصدیقِ فی حکمه فرضاً و
وجوباً واستحباباً شرعیاً وعقلیاً ولیس اقرارُ اللسانِ بدلیلٍ علی التصدیقِ
الّا ظنّاً ومجازاً ولا یکذّب به ولا یزولُ التصدیقُ بزوالِ الاقرار الّا الدلیل
علیهِ ولا یزول الاقرارُ الّا بضدّهِ **ش** ای بانکارِ ما هو مقرٌّ **م** والیقینُ
تحققُ علمٍ لمعلومٍ من حیث هو هو فلا یصله الشکُّ الذی یمنع تحققه
فلا یزیدُ ولا ینقص فی حدّه لکنه اذا کانَ لمعلومٍ غیرِ الذی علمَ من قبلُ
فیزیدُ فی غیرِ حدِّ الذی حصل من قبل فهما متغایران باعتبارِ المعلومِ فالزیادةُ
علیهِ من غیرهِ لا فی حدّه واعلم انما الایمانُ بعد زوالِ الکفر فان زاد او نقص
الایمانُ لزم الکفرُ فی الحالِ ولا یجتمعانِ - واعلم انما المصدَّقُ مغایرُ تصدیقه
ش ای لیس عین تصدیقه **م** مع ربطهِ به لا ینقطع **ش**

ترجمہ پس تصدیق آنکہ مفید میشود ایمان شرعی را بقبول مصدَّق ہست یعنی بچیزے کہ تصدیق کردہ شد - و اقرار آنکہ دلالت میکند بر صحت تصدیق
بآمدن اثر تصدیق است و او در حقیقت مصدَّق است اگرچہ در تصدیق مصدَّق نباشد لیکن او یعنی اقرار از روئے ظن دلیل تصدیق ہست کہ
باقرار کذب کردہ نشود و دروغ نگفتہ شود - و عالم شہود برائے تکمیل معرفت و حکمت ثابت آمدہ پس اقرار در حکم خود ہمچو تصدیق ہست
در حکم او از روئے فرض و وجوب و استحباب کہ از راہِ شرعی و عقلی است - و اقرار زبانی دلیل بر تصدیق نیست مگر بطور ظن و مجاز یعنی اقرار
زبانی دلیل ظنی ہست کہ بجاز بر تصدیق محمول شود و باقرار دروغ و باطل گفتہ نشود - و بزوال اقرار تصدیق زائل نمیشود مگر زائل شود
دلیل تصدیق ہست - و اقرار زائل نمیشود مگر بضد او یعنی بانکار آنچہ کہ او مقر ہست یا بانکار چیزی کہ او را اقرار کردہ - و یقین
تحقق علم است برائے معلوم من حیث هو هو یعنی از نظر کہ او ہست پس نمیرسد او را شک آنکہ تحقق او را مانع باشد پس یقین در حد خود
بیش و کم نمی شود لکن او ہرگاہ برائے معلوم غیر آن باشد کہ از پیش دانستہ شد پس بیش میشود در غیر حد آن کہ از قبل حاصل شد پس باعتبار معلوم
ہر دو متغایر اند پس دیگر بر او غیر او است نہ در حد او - و بدانکہ جز این نیست کہ ایمان بعد زوال کفر است - پس اگر ایمان بیش شد یا کم کفر در حال لازم
شد - و ایمان و کفر ہر دو مجتمع نمی شوند - و بدانکہ جز این نیست کہ مصدَّق مغایر تصدیق خود ہست یعنی نیست عین تصدیق او با ربط تصدیق بمصدَّق
کہ منقطع نشود این ربط +

بیان الیقین وتعریفہ ولا یزید ولا ینقص +

ای ربطُ التصدیقِ بالمصدَّقِ لا ینقطع م فالمصدَّقُ لا یتحقق دونَ التصدیقِ والتصدیقُ لا یتحقَّقُ دونَ المصدَّقِ ش فهما لازمٌ وملزومٌ بینهما م فمِن هنا الایمانُ والاسلامُ لم یتفرقا تفرقةً کلیةً بینهما ش ومن هنا الالفاظُ المترادفةُ کالایمانِ والعملِ والتصدیقِ والاقرارِ کلها بمرادٍ واحدٍ م فوجودُ العلمِ والمعرفةِ والتصدیقِ والیقینِ علی وجودِهم الحاصلِ باطلٌ الّا علی تجدُّدِهِ بمثلهِ فتشخصهم ش اعلم انَّ العلمَ علی وجودہ علم معلومه وهو باطل وقس علیهِ المعرفةَ والتصدیقَ والیقینَ وانَّ تشخصَ ماهیةٍ مجردةٍ متجددٌ لانَّهٗ هو عینُ نفسِها لا تشخصَ زائدٌ علیها منها م علی تشخصهم الحاصلِ الزائدِ علی ماهیةٍ منها باطلٌ لا ش یبطلُ م تشخصُهم علی تشخصِهم الذی هو عینُ ماهیةٍ اذ هو یتجدَّدُ معها الّا علی العلمِ معرفةٌ وعلیها تصدیقٌ وعلیهِ توصیفٌ وتکمیلُهم علی بناءِ مفعولِهم فی عالمِ الشهودِ فضلاً عن حدِّهم ش

ای ان یتم الفعل علی المفعول ١٢

ای زیادةٌ تمیزٌ من التکمیلِ

ترجمہ یعنی مصدَّق گو مغائر تصدیق خود است ولیکن درمیانِ شاں ربط است چنانکہ یکی بدیگر جدا نمی شود۔ پس مصدَّق بغیر تصدیق متحقق نشود و نہ تصدیق بغیر مصدَّق ثابت آید پس ہر دو درمیانِ ہر دو لازم و ملزوم اند۔ واز ینجا است کہ ایمان و اسلام ہر دو جدا نیامدند چنانکہ درمیانِ ہر دو تفرقۂ کلیہ یعنی کامل جدائی باشد۔ واز ینجا است کہ ایں الفاظ مترادف آمدند چوں ایمان و عمل و تصدیق و اقرار کہ ہمہ آنہا بمرادِ واحد اند۔ پس وجودِ علم و معرفت و تصدیق و یقین بر وجودِ حاصلِ شاں باطل است مگر بر بنائے تجددِ او بمثلِ او۔ بدانکہ ہر آئینہ علم بر وجودِ خود علمِ معلوم خود است کہ او باطل است۔ و قیاس کن بریں معرفت و تصدیق و یقین را۔ و بدانکہ ہر آئینہ تشخصِ ماہیتِ مجردہ متجدد است یعنی نو آئیندہ ازانکہ ایں تشخص او عینِ نفسِ ماہیت است تشخص زائد بر ماہیت کہ از ماہیت است۔ پس تشخص شاں بر تشخصِ حاصلِ شاں کہ ایں زائد بر ماہیت است از ماہیت باطل است۔ واز ین باطل نمی شود تشخصِ شاں کہ بر تشخصی است کہ او عینِ ماہیتِ شان است ازانکہ او با ماہیت متجدد میشود۔ پس معلوم شد کہ وجودِ علم و معرفت وغیرہ و تشخص شاں بر وجودِ علم و بر تشخصِ زائد ہر دو حاصلِ شاں باطل است مگر آں علم وغیرہ بر بنائے تجددِ او کہ بمثلِ او است باطل نمی شود۔ و نہ باطل شود تشخص کہ زائد است بر تشخصِ ماہیت کہ ایں عینِ ماہیت است کہ با ماہیت متجدد شدہ۔ مگر بر وجودِ علم وجود معرفت صحیح و درست است و بر معرفت تصدیق و بر و توصیف و تکمیلِ شاں بر بنائے مفعولِ شاں در عالمِ شہود است ازانکہ فعل بر مفعول تمام شود و ایں تکمیلِ شاں بطور فضل و زیادت است از حدِ تعینِ شاں ◆

بیان الوجود علی الوجود باطل

بیان التشخص جو زائد علی ماہیت و عین ماہیت

بیان آنکہ وجود بر وجود باطل است مع کیفیت ہر دو تشخص کہ زائد بر ماہیت و عین ماہیت است

بیان آنکہ بر وجودِ علم وجود معرفت و بر تصدیق و بر توصیف درست و صحیح است طفلا در حد تعین شاں ◆

ای هٰذا تکمیلهم زائد عن حد تعینهم ھ لانتهاء معرفة المقصودات
بدلائل التی فی عالم الشهود فللاقرار درجات علی وفق ما فی عالم المثال ش
ای من العلم والمعرفة والتصدیق والیقین ھ وهٰذا الکلام فی وجه
لطیف فان اصبته فاستکثرت فی الخیر وان رغبت فلك مالك ، فاعلم ان
المؤمن من ش من تشیر الی انتزاع وتبعیض ھ ظل موجودات قدیمة
متضمنا بها بقیامه المجازی عنها فالوجود ش ای وجود المؤمن ھ مشترك
بها ش ای بموجودات قدیمة ھ وصفا وهی منشاءه فتابعیته ومتبوع
له وعابدیة ومعبود له من هٰذه ش ای هٰذه الموجودات القدیمة ھ
فالتوفیق ش الذی مصطلح الشرع الشریف ھ ثابت ش بتوفیق المؤمن
بموجودات قدیمة ھ والتوفیق یتعلق بالفعل والموفق مفعول متعاقب
لا متقدم اذ هو غیر معقول ولا متاخر اذ هو متباعد ممنوع ولا معه اذ هو فی ثابتین
ولا احتیاج بینهما فانی لا اظن ان یراد معه بمعنی متعاقب والظل یقتضی قربة
ورویة وفناء کلها نظریة

بیان المؤمن وعابدیته ومعبوده والتوفیق

ترجمہ — واین تکمیل در عالم شهود بدین سبب آمده که انتهاء معرفت مقصودات بدلائل است که آنها در عالم شهود اند
پس برای اقرار درجها اند بر وفق آنچه که در عالم مثال است یعنی درجهای اقرار بر موافقت وسازواری آنچیز است که در عالم مثال
است از علم و معرفت و تصدیق و یقین — واین کلام در وجه لطیف است پس اگر رسی او را بصواب پس در خیر بیشی
گرفتی واگر کجی کردی پس برای تست آنچه برای تو هست — پس بدانکه هر آینه مومن از ظل موجودات قدیمه است یعنی انتزاع شده
از بعض عکس موجودات قدیمه آمده که بسبب قیام مجازی ازان موجودات این ظل بموجودات تضمن دارد — پس وجود مومن از
روی وصف بموجودات قدیمه شریک هست که منشاء این وجود همو موجودات قدیمه است — پس تابعیت او یعنی تابع شدن مومن
ومتبوع بودن او وعابد شدن او ومعبود برای او ازین موجودات قدیمه است — پس توفیق که در لغت دو چیز را موافق کردن است که
آن در شرع شریف اصطلاح آمده بتوفیق مومن بموجودات قدیمه ثابت هست — وتوفیق متعلق بفعل باشد — وموفق
یعنی توفیق یافته مفعول است متعاقب فعل نه متقدم از انکه تقدم مفعول از وی غیر معقول است — ونه متاخر از انکه تاخر
او متباعد هست وبعد باهم ممنوع — ونه مع او هست از انکه مفعول در ثابتین هست یعنی ثابت است اندر دو ثابت — ودر میان هر دو فعل ومفعول
احتیاجی نیست — پس هر آینه من گمان نکنم اینکه اراده کرده شود با او یعنی مع او بمعنی متعاقب — وظل قربت ورویت وفنا را میخواهد
در دنیا که همه ها نظریه اند

بیان مومن وعابدیت ومعبودیت وتوفیق

بیان قربت ورویت وفنا نظریت حقیقیه

فی حدِ اعتبارِها مع قربةٍ حقیقیةٍ غیرَ مکیفاتٍ بحسب حقیقةِ مقربٍ الیه ومرئیٍ ومفنیٍ به وهو ذو ظلٍ فی الدنیا ش متعلق یقتضی م بجرِّه الی رویةٍ حقیقیةٍ مع قربةٍ حقیقیةٍ وفناءٍ نظریٍ فی حدِ اعتبارٍ فی الجنة ش متعلق بجر م قال سبحانه وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ ۝ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ وکلّ ذٰلک ما ذکر فی الرویةِ بحسب ارادةِ المعبودِ لا منعًا ش فجازت رویةٌ حقیقیةٌ فی الدنیا لانه تعالیٰ قادرٌ علی ان یخلقَ بصرَ الذی یراه تعالیٰ فی الدنیا کما یخلقه فی الجنة لرویةٍ حقیقیةٍ وقیل فی الکلامِ کیف سؤال الرسول علی الممنوعِ ای رَبِّ أَرِنِي فقیل نعم کیف علی الممنوعِ ای لیست رویةٌ حقیقیةٌ فی الدنیا ممنوعةً بل هی جائزةٌ بدلیلِ رَبِّ أَرِنِي م فیجوزُ بعدُ نظریٍ لجواز نفیِ قربةٍ نظریةٍ لا بعدُ حقیقیٍ لوجوبِ قربةٍ حقیقیةٍ ولا فناءٌ حقیقیٌ لامتناع فناءٍ فی غیرِهِ حقیقتًا وما من قربٍ فی طاعةٍ هو نظریٌ او اتصالیٌ یوصلُ الی حقیقیٍ او مجازیٍ معلومٍ او مجهولٍ وقیل من متشابهاتٍ والبعدُ فی المعصیةِ

ترجمہ درحدِ اعتبارِ خود ها مع قربتِ حقیقیه حال آنکه اینهمه که نظریه اند باعتبارِ حقیقتِ مقرب الیه یعنی آنکه قربت ونزدیکی حاصل شده است وباعتبارِ حقیقتِ مرئی یعنی آنکه دیده شده است وباعتبارِ حقیقتِ معنی به یعنی آنکه بعد وفنا حاصل کرده است غیر مکیف اند یعنی کیفیتش معلوم نیست - واو ذو ظل یعنی صاحبِ ظل است که از وی عکس وسایه حاصل آمده ومقرب الیه است ومرئی ومعنی به در دنیا - پس این ظل در جنت سوی رویتِ حقیقیه میکشد مع قربتِ حقیقیه وفنارِ نظری در حدِ اعتبار این همه - فرمود سبحانه وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ ۝ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ در سوره قیامته رکوع اول - یعنی رویها باشند بران روز تر وتازه - سوی پروردگارِ خود نگران - واینهمه آنچه که در رویت مذکور آمده بحسبِ ارادهٔ معبود است آنچنانکه او خواهد - نه از روی منع که منع نیست - پس در دنیا رویتِ حقیقیه جائز شد از آنکه او تعالیٰ قادر است برآنکه پیدا کند بصرِ بینائی که او تعالیٰ را در دنیا به بیند چنانچه خواهد آفرید بصر را در جنت برای رویتِ حقیقیه - ودرین کلام گفته شد که سوال رسول حضرت موسیٰ علیه السلام چگونه باشد بر ممنوع که گفت رَبِّ أَرِنِي یعنی ای رب بنما پس گفته شد آری چگونه بر ممنوع باشد یعنی رویتِ حقیقیه در دنیا ممنوع نیست بلکه این بدلیل رب ارنی جائز است پس بعدِ نظری جائز باشد بسبب آنکه نفی قربتِ نظریه است نه بعدِ حقیقی بسبب وجوب قربتِ حقیقیه - ونه جائز باشد فنارِ حقیقی از آنکه فنا در غیرِ خود حقیقتاً ممتنع آمد - وآنچه از قرب که طاعت است نظری است یا اتصالی که سوی حقیقی یا مجازی معلوم یا مجهول می پیوندد - وگفته شد که این قرب از متشابهات است - وبعد که در معصیت است

بیان آنکه رویتِ حقیقی در دنیا جائز باشد مع دلائل او +

بیان آنکه بعدِ نظری جائز است نه بعدِ حقیقی ونه فنای حقیقی - وقربِ طاعت نظری است یا اتصالی وغیره +

هو سلبُ المذكورِ فاعلم ان غايتنا التحقيقِ في مسئلةِ رويةٍ في الدنيا كما يُشرَفُ
الرائي بها انّها واقعةٌ في عالمِ المثالِ لانّه غايةُ شبهٍ ظلاً **ش** تقعُ **م**
في عالمِ الشهودِ ولو وقعت في رؤياء و يقظةٍ وانما يكشفُ عالمُ المثالِ لبعضِ
اولياءِ اللهِ تعالىٰ في يقظةٍ فلا منع لها في اليقظةِ وهذه الرؤيةُ بحجابٍ منسوبٍ
اليه تعالىٰ من تنزيهه تعالىٰ او تشبيهه تعالىٰ ولا تحصر بصورةٍ معينةٍ حتّے
تمنعَ في غيرِها تحدث بحكمتِه وقدرته تعالىٰ كما يشآءُ وهو الحكيمُ القديرُ
كما ذكر في تقريره في محلِه **ش** اي ذكر كيفيةِ اثباتِ مرتبةِ الحجابِ بين القديم
والحادثِ المخلوقِ **م** وقد تأوّل الصورةُ بما شاءَ اللهُ تعالىٰ فههنا مسئلةُ
وحدةِ الوجودِ **ش** الاضافةُ بمعنى في **م** مصطلحةُ متصوفينَ في عروجِ
نظرِهم الى موجوداتٍ قديمةٍ من غيرِ تمايزِ مسلوباتِها لانّ تمايزَ مسلوباتِها
موقوفٌ على ابنائها من حادثٍ فهما **ش** اي الحادث والمسلوباتُ التي
مُنبتةٌ عليها من الحادث **م** يفنيان من علم الذي ظلٌّ من علمِ موجوداتٍ قديمةٍ
بقطعِ نظرٍ عن غيرِها اعتبارًا من جهةٍ فلا يقابلهما غيرُها في العلم **ش**

ترجمہ او سلب مذکور است. پس بداں کہ ہر آئینہ انتہائی تحقیق در مسئلہ رویت در دنیا چنانچہ بینندہ بدو مشرف میشود آنکہ او واقع است در عالم مثال از آنکہ ایں عالم بطور ظل شبہ را غایت آمدہ. نہ ایں رویت در عالم شہود واقع شود اگرچہ در خواب یا در بیداری واقع شود. و جز ایں نیست کہ عالم مثال برائی بعض اولیاء اللہ تعالیٰ در بیداری کشف می شود پس برائی مثال در بیداری منع نیست. و ایں رویت بحجاب است کہ بسوی او تعالیٰ نسبت کردہ شدہ است از تنزیہ او تعالیٰ یا تشبیہ او تعالیٰ. و ایں رویت حصر کردہ نمی شود بصورت معین تا کہ منع شود در غیر صورت کہ آں صورت بحکمت و قدرت او تعالیٰ چنانکہ او میخواہد حادث می شود و او است حکیم و قدیر یعنی بسیار صاحب حکمت و صاحب قدرت چنانچہ ذکر کردہ شد در تقریر او یعنی در قرار دادن تعبیر حجاب در محل او یعنی ایں بیان در ذکر کیفیت اثبات مرتبہ حجاب درمیان قدیم و حادث مخلوق است. و گاہی تاویل کردہ شود صورت بانچہ کہ خواست خدا تعالیٰ پس ہمیں جا است مسئلہ وحدۃ الوجود و ایں اضافت است بمعنی فی یعنی وحدت در وجود اصطلاح کردہ متصوفین است کہ در عروج نظر شاں سوی موجودات قدیمہ ایں وحدۃ وجود پیش آید بسبب تمیز نماندن مسلوبات موجودات قدیمہ از آنکہ تمایز مسلوبات آنہا موقوف است بر آگہی دادہ شدن شاں از حادث. پس ہر دو یعنی حادث و مسلوبات آنکہ از حادث بریں آگہی دادہ شدہ است فانی میشوند از علم آنکہ ظل از علم

بیان وحدت الوجود و وحدت الشہود

بیان انتہائی تحقیق مسئلہ رویت

بیان وحدت وجود و وحدت شہود

کیفیت وجودی

ای علم الذی ظلٌ من علمِ موجوداتٍ قدیمۃٍ بقطع نظرٍ عن غیرِھا اعتباراً
من جھۃٍ م لکنّ تامل فی ظلِ علمِ موجوداتٍ قدیمۃٍ بقطع نظرٍ عن غیرِھا
ان لا یعلم موجوداتٍ قدیمۃٍ بنفسہا لحدوثہ فیحتاجُ الی دلالۃٍ بنفسہٖ لا بغیرِہٖ
لکن لا یصلُ الی تمایزِ نفسِہٖ فتعذّر فالصوفی بائنٌ عما فنی وکائنٌ فیما بقی
وماھو مع تمایزِ مسلوباتٍ وحدۃُ الشھودِ ش بمعنی مقابلۃٍ والاضافۃ بمعنی
فی م لانّ مسلوباتٍ مبنیۃٌ علیھا من حادثٍ فھما ش ای الحادث و
المسلوبات التی مبنیۃٌ علیھا من الحادثِ م یبقیانِ فی علمِ الذی ظلٌ من علمِ
موجوداتٍ قدیمۃٍ وغیرِھا مستجمِعھما اعتباراً من جھتین فیقابلہا غیرُھا
مع روابطِ التی بینہما ش ای موجوداتٍ قدیمۃٍ وغیرِھا من حادثٍ م
فھھنا احوالٌ فیجدُ وحدۃَ الوجودِ الواجب سبحانہ دلالۃً من غیرِہٖ سبحنہ
الی ما نصیبُہٗ من الولایۃِ الخمسۃِ فیجد کلّہ منہ سبحنہ فیجد انّہ ھو العارفُ
والمعروفُ بنفسہٖ سبحنہ فینزلُ باستجماعِ العلمِ المذکورِ مع معیۃٍ وقربٍ واحاطۃٍ

ترجمہ یعنی دریں علم آنکہ از علم موجودات قدیمہ ظل است کہ او از غیرِ آں موجودات قطع نظر دارد و ایں ظل از روے اعتباری است کہ ازیں جہت است۔ لیکن در ظلِ علم موجودات قدیمہ کہ بقطع نظر از غیرِ او ست تامل است یا تامل و فکر کن آنکہ ایں ظل موجودات قدیمہ را بنفس اینہا بسبب حدوث خود نمیداند پس محتاج باشد سوے دلالت بنفس خود نہ بغیرِ خود لیکن سوے تمایزِ نفس خود مہلت نمی یابد بسبب سرعتِ فنای خود۔ پس متعذر آمد کہ تمایزِ نفس خود کند و آگہی او مسلوبات را بمقابلہ موجودات بماند۔ پس صوفی بائنٌ عما فنی وکائنٌ فیما بقی است یعنی از انچہ کہ فانی شد بائن و جدا است و در انچہ کہ باقی است کائن و شوندہ است۔ و آنچہ کہ او مع تمایزِ مسلوبات است وحدتِ شہود است۔ و اینجا شہود بمقابلہ وجود است۔ و اضافت بمعنی فی یعنی وحدت شہود کہ مقابلِ وجود است ازانکہ مسلوبات آنکہ بر او از حادث آگہی او دہ شدہ اند پس ہر دو حادث و مسلوبات کہ بریں از حادث آگہی است باقی مانند در علم آنکہ از ظل است از علم موجوداتِ قدیمہ و غیر او کہ ہر دو را ایں علم جمع آورندہ است از روے اعتبار کہ او را از ہر دو جہت است پس دریں علم غیرِ موجودات مقابلِ او می شود مع روابط و تعلقاتیکہ درمیان ایشاں ہر دو است یعنی موجوداتِ قدیمہ و غیر او از حادث۔ و اینجا احوال اند۔ پس می یابد وحدتِ وجودِ واجب سبحانہ را بدلالت از غیرِ او سبحانہ تا انچہ کہ نصیبِ او ست از ولایتِ خمسہ۔ و می یابد کہ سر آئینہ شان اینست کہ ہو عارف و معروف بنفس او سبحانہ است۔ پس نزول کند باستجماع علم کہ مذکور آمد مع معیت و قرب و احاطت

مع تجاوزِ رتبتي فی حدودھم بحق الیقینِ فلا یطیقُ النطق فی حالِہ
فقد صدق قولہ صلعم من عَرَفَ ربَّہٗ فکلّ لسانہ ۔ فقد حق قولہ صلعم
المؤمن مرآۃ المؤمنِ ۔ فی الوجھین ش ای وجہِ وحدۃِ الوجودِ ووجہِ
وحدۃ الشہودِ م مع تفاوتِ وجہٍ فینتشئ الاصلُ ش ای المؤمن مرآۃ المؤمن
م فی فروعِہ حتی ماشاءَ اللّٰہُ تعالیٰ سنذکرہ ان شاءَ اللّٰہ تعالیٰ فاعلم فی
وحدۃِ الوجودِ اختلافُ الحالِ فمنہ المذکورُ ومنہ ان لولم تتمایز مسلوبات
کالمذکورِ لابد لہ ش ای لبعض الحالِ من غیرِ المذکورِ م من وجودٍ مطلقٍ
متمایزٍ من تقییدِ اعتباراتٍ لہ وھما علیٰ ماھیۃٍ واحدۃٍ لا علیٰ ماھیتینِ
ففیہ ش ای وجود مطلق م انکشافُ بداھۃِ وجودِ الذاتِ تعالت فی
مرتبۃِ حقِ الیقینِ حتی انمحیٰ حادثٌ من علمٍ حادثٍ فلا یمیّز حاسٌ ومحسوسٌ
انّ الذاتَ تعالت وغیرھا معقولٌ علیٰ اعتبارہٖ والتحقیقُ انّ الذاتَ تعالت
بحاسۃٍ ومحسوسۃٍ بل ھی موجودۃٌ ببداھتھا مع صفاتِھا تنزھًا وغیرھا

ترجمہ مع تجاوز رتبی در حدود شاں بحق الیقین ۔ پس گویائی طاقت ندارد در حال خود ۔ پس البتہ راست آمد
قول او صلعم من عرف ربہ فکل لسانہ یعنی ہر کہ شناخت رب خود را پس گنگ شد زبان او ۔ والبتہ محقق
شد قول او صلعم المؤمن مرآۃ المؤمن یعنی مومن آئینہ مومن ہست ۔ در ہر دو وجہ یعنی در وجہ وحدۃ الوجود
و در وجہ وحدۃ شہود مع تفاوت وجہ کہ عنقریب ذکر آمدہ یعنی فانی شدن یا باقی ماندن حادث و مسلوبات از علم
آنکہ ظل است از علم موجودات قدیمہ بقطع نظر از غیر ایں موجودات یا مع غیر ایں مع تمایز مسلوبات بارہ والبتہ کہ
بیان موجودات وغیر ایں از حادث ہست پس جاری شود ایں قاعدہ کہ مومن آئینہ مومن آئینہ ہست در فروع او
تا آنچہ کہ خواستہ ہست خدائے تعالیٰ ۔ اگر خدائے تعالیٰ خواہد عنقریب ذکر کنیم ۔ پس بدانکہ در وحدت وجود اختلاف
حال ہست ۔ پس بعض از و مذکور است ۔ و از و ہست آنکہ اگر مسلوبات مثل مذکور متمایز نشد ۔ برائے بعض حال از غیر مذکور چارہ
نیست کہ از وجود مطلق باشد کہ متمایز است ایں وجود مطلق از تقیید اعتبارات کہ برائے او ہست ۔ و بیان تقیید
اعتبارات در ذکر صفات مذکور آمدہ ۔ و ہر دو یعنی وجود مطلق مع تقیید اعتبارات ثابت بر ماہیت واحدہ اند نہ بر
ماہیتین ۔ پس در وجود مطلق انکشاف بداہت وجود ذات برتر است در مرتبہ حق الیقین تا آنکہ حادث از علم حادث محو و پاک شود
پس حاس و محسوس تمیز کردہ شود مگر ذات تعالیٰ و غیر او معقول باشند باعتبار او ۔ و سزاوار نیست کہ ذات تعالیٰ حاسہ و محسوسہ نیست
بلکہ او موجود ہست ببداہت خود مع صفات خود بطور تنزہ و غیر او

بیان معنی الحدیث الشریف من عرف ربہ فکل لسانہ الحدیث والمومن مرآۃ المومن الحدیث فی ضمن الکلام

بیان اصل من الاصول فی وحدۃ الوجود

بیان معنی حدیث کل لسانہ والمومن مرآۃ المومن فی ضمن الکلام

بیان اصل من الاصول در وحدۃ الوجود

انکشاف وجود ذات او تعالیٰ بطور بداہت در مرتبہ حق الیقین

حاسٌ ومحسوسٌ لکنّہ انمحیٰ من علمہ فتعذّر وانتساب الحس الیہا المنقصۃ فناءِ غیرہا وھٰذہ الحالۃُ اللاحقۃُ فی شہود قربِ الذی بعقرب من احوالِ الولایۃِ الثانیۃِ ولما تمّ الفناءُ لا یبقیٰ فی علمہ الا اللّٰہ تعالیٰ بلا دلالۃٍ الیہ تعالیٰ فلا یمتاز الحسُ ولکن فیہا نظرٌ ای اذ افنت دلالۃٌ لا یصلُ الی اللّٰہ تعالیٰ تحقیقاً وما قیل اذا وصل الیہِ تعالیٰ لا یحتاجُ الی دلالۃٍ لیس بحقٍ

ش اذ حقق انّ اللّٰہ تعالیٰ لا یعرفُ الا بدلالۃٍ اذ لا یحیطُہ تعالیٰ علم حادث فتعارض فیما قیل م فعلی العارفِ تعقّل حادثٍ مخلوقٍ مستشرع فنائہ لوجوب الدلالۃِ ش الی المعروفِ الموجودِ بداھتًا م وفیہ ش ای وجودٍ مطلقٍ م انکشافُ مرتبۃِ حجابِ الذی حدث من اسمائہ وصفاتہ تعالیٰ بقدرتہ تعالیٰ وھو غیر مخلوقٍ وللحجاب اضافۃٌ مجہولۃُ الکیفِ فی حدوثہ تحقیقاً الیہ سبحانہ ویتشابھہ حادثٌ مخلوقٌ یحتاجُ لکونہ جامعاً بہ

ش ای حجاب م ولا یمیّز احدُھما بالتعذّرِ فلا یفھم سرُّ قوسینِ الذی رقم فی ذکر کیفیۃِ السلوکِ المعنوی ش الذی فی معرفۃ النفس لمعرفۃ اللّٰہ سبحانہ م

ترجمہ حاس ومحسوس است لکن ایں غیر از علمِ حادث محو شد پس متعذر آمد ومعذور شد۔ وانتساب حس سوئے ذات بسبب کمی نقصانِ فنائی غیر اوست۔ وایں حالت لاحق شود در شہودِ قرب کہ آں بمقرب باشد ایں از احوال ولایت ثانیہ است۔ وہر گاہ کہ فنا تمام شود در علمِ او باقی نماند مگر خدای تعالیٰ بلا دلالتی سوئی او تعالیٰ۔ پس امتیاز حس نباشد ولیکن در نظر وتامل است یعنی چوں دلالت فانی شد سوئے خدا تعالیٰ از روی تحقیق نہ پیوندد۔ وآنچہ گفتہ شد کہ چوں واصل شد سوئے او تعالیٰ حاجت سوئے دلیلی نباشد تحقیق نیست ازانکہ محقق شدہ است کہ ہر آئینہ خدای تعالیٰ ہرگز شناختہ نشود مگر بدلالت زیراکہ علمِ حادث لحاظہٗ او تعالیٰ نکند پس معارضت افتاد در آنچہ گفتہ شد پس برعارف لازم آمد تعقلِ حادث مخلوق کہ فنائے او نیز دوندہ است بسبب وجوب دلالت سوئے معروف موجود کہ اندر وی بداہت است۔ ودر وجود مطلق انکشافِ مرتبہ حجاب است آں کہ از اسمائے او وصفاتِ او تعالیٰ بقدرتِ او تعالیٰ حادث شدہ وایں مرتبہ حجاب غیر مخلوق است۔ ومر ایں حجاب نسبت واضافت است سوئے او تعالیٰ سبحانہ کہ در حدوث خود از روی تحقیق مجہولۃ الکیف است یعنی کیفیت حدوث ایں حجاب مجہول است وادر حادث مخلوق کہ محتاج است مشابہ دمانند میشود بسبب جامع شدنِ حادث مخلوق بحجاب۔ وبسبب تعذر ہر دو تمیز کردہ شود پس سر قوسین آنکہ نوشتہ شد در ذکر کیفیت سلوک معنوی کہ آں در معرفت نفس است برائے معرفت خدای سبحانہ مفہوم نمی شود

انکشاف ومرتبہ حجاب

بیان الوجود الخاص والعام

وفیه ش ای وجودِ مطلق م انکشاف حقیقةِ ش ای ماهیةِ م الانسانیۃ الجامعةِ لحقیقتہا ش ای علتہا م تضمنًا بوجوداتہا والتزامًا بہا ولاندری ش حقیقة الانسانیة الجامعة لحقیقتہا م فی حدّها هی هی لتعذرہا فاعلم انما الوجودُ وصفٌ منطبقٌ بالعینیة بما قام بہ وهو موصوفٌ مضافٌ الیہ فقولنا خاصٌ ش ای مانعٌ الغیرَ کوجودِ زیدٍ م فلا کلامَ فیہ واما عامٌ ش ای لا یمنع الغیرَ کوجودِ زیدٍ وعمرٍو م فمشترکٌ فمتحدٌ مجازیٌ فی الوصفِ ومتغایرٌ حقیقیٌ فی الماهیةِ لا عکسَ ش ای متحدٌ حقیقیٌ فی الوصفِ ومتغایرٌ مجازیٌ فی الماهیةِ م اذا الاتحادُ الحقیقیُ ممتنعٌ ش کما ذکر فی کیفیةِ الاصول الخ فی وصل ذکر کیفیةِ الاشتراکِ م والوصفُ قائمٌ بالموصوفِ المتقدمِ رتبةً وهو محققُ العمومِ بتغایرہِ الحقیقیِ ش اعلم انہ اذا کانَ وصفٌ عامًا لزمہ تغایرُ ماهیاتِ التی قامَ بہا الوصفُ حقیقتًا اذ هو محققُ العمومِ الذی فی الوصفِ واذا کانت ماهیةٌ عامةٌ لزم لہا تغایر اوصاف التی قامت بالماهیةِ حقیقتًا

انکشاف ماہیت بنابر علت

بیان وجود خاص وعام

ترجمہ و در وجودِ مطلق انکشافِ حقیقت یعنی انکشاف ماہیت انسانیت جامعیت بسبب حقیقت او یعنی علت او بود از روی تضمن بموجودات آں علت و حقیقت واز روی التزام بموجودات۔ و ایں حقیقتِ انسانیہ جامعہ بنابر حقیقت و علتِ او در حدِ خود ہی ہی یعنی چنانکہ باید دانستہ نمیشود از روی تعذر۔ پس بدانکہ جز ایں نیست کہ وجود وصفی است منطبق بعینیت با نچہ کہ او بدو قائم است و او موصوفست مضاف الیہ کہ سوئی او نسبت کردہ شدہ۔ پس او یا خاص است یعنی غیر را مانع چوں وجود زید پس در وی کلامی نیست۔ و یا عام است یعنی غیر را مانع نمی شود چوں وجود زید و عمرو پس ایں وجود مشترک ہست کہ در وصف متحد مجازی و در ماہیت متغایر حقیقی نہ عکس یعنی در وصف متحد حقیقی و در ماہیت متغایر مجازی از آنکہ اتحاد حقیقی ممتنع است چنانچہ در ذکر کیفیتِ اصول الخ در اصل ذکر کیفیت اشتراک ذکر آمدہ۔ و از آنکہ وصف قائم است بموصوف متقدم کہ از روی رتبہ ہست۔ حال آنکہ او یعنی موصوف محقق عموم است بتغایر حقیقی خود۔ نہ عکس یعنی ایں نیست کہ موصوف قائم است بوصفِ متقدم از روی رتبہ از آنکہ ایں محال است۔ بدانکہ جز ایں نیست کہ چوں وصف عام باشد او را تغایر ماہیاتی کہ بدو ایں وصف حقیقتًا قائم شدہ است لازم شود از آنکہ تغایر محقق است عموم را آنکہ در وصف است و ہرگاہ کہ ماہیت عام باشد او را تغایر اوصافیکہ بماہیت حقیقتًا قائم شدہ است لازم شود

اذ ھو محقق العموم الذی فی الماھیۃ م لا عکس ش ای الموصوف
قائم بالوصف المتقدم رتبۃ م اذ ھذا محال فاعلم ان الوصف قد یکون
مصدرا بانتزاع الاوصاف منہ مع شیٔ اخر ش وان لم یکن مع شیٔ
اخر فلم ینتزع منہ الاوصاف فلم یکن مصدرا م والوصف لا یلاحظ بلا انتزاع نصدر
لا تصدق الا مع شیٔ اخر فلا تصدق فی القدم اذ لا یثبت فی القدم شیٔ اخر الا
ش یصدق م الوصف ش فی القدم م فاعلم ان تمایز الاطلاق بالتقیید
ش الباء للمقابلۃ م والتقیید بالاطلاق ش الباء للمقابلۃ م وھما
علی ماھیۃ واحدۃ فنفس التقیید علیہا بقیام حقیقی من جھۃ اخری لا
من جھۃ واحدۃ ش لانہما لا یتحققان من جھۃ واحد فعلیک التامل
م فالاطلاق ما زاد علی ماھیۃ اذ لا ینتزع من ماھیۃ لکن یحکم بمقابلۃ
التقیید والتقیید زائد علی ماھیۃ اذ ینتزع منہا من جھۃ اخری فالتقیید
شیٔ اخر منہا ش وان لم یکن شیٔ اخر منہا لا یحصل م فیشبہ بانتزاع
الذی فی المصدر وھو ممنوع فی القدم فبطلا ش الاطلاق والتقیید م فاللہ
سبحنہ فی ذاتہ وصفاتہ تعالت وتقدست منزہ عن الاطلاق والتقیید فی مرتبۃ القدم
واعلم ان الاطلاق والتقیید یمیزان علی ماھیۃ واحدۃ بتقابلہما لا علی ماھیتین لعدم التقابل

ترجمہ از آنکہ این تغایر محقق است عمومی را کہ در ماہیت است۔ پس بدانکہ ہر آئینہ وصف گاہی مصدر میباشد بسبب انتزاع
اوصاف از وی مع چیزی دیگر۔ واگر چیزی دیگر نباشد پس اوصاف از وانتزاع نیابند پس مصدر نشود۔ ووصف بانتزاع لحاظ نکردہ شود پس مصدر بودن او صادق نیاید مگر باشی دیگر۔ پس این مصدریت در قدم صادق نیاید از آنکہ در قدم شیٔ دیگر
ثابت نمی شود دیگر وصف در قدم صادق آید۔ پس بدانکہ ہر آئینہ تمایز اطلاق بمقابلہ تقیید ثابت است وتمایز تقیید بمقابلہ
اطلاق حالانکہ ہر دو بر ماہیت واحدہ از جہت متحقق نباشند پس لازم برتست تامل وفکر۔ پس اطلاق بر ماہیت زیادت نیست
از آنکہ ماہیت منتزع نشود لیکن بمقابلہ تقیید حکم کردہ شود۔ وتقیید زائد بر ماہیت است از آنکہ از و منتزع میباشد از
جہت دیگر پس تقیید از ماہیت چیزی دیگر است۔ واگر تقیید از ماہیت چیزی دیگر نباشد تقیید حاصل نشود پس این
تقیید مشابہ میشود بانتزاعی کہ اودر مصدر است واو در قدم ممنوع است پس اطلاق وتقیید ہر دو باطل آمدند۔ وخدای سبحانہ در ذات وصفات
خود کہ برتر وپاک اند از اطلاق وتقیید در مرتبہ قدم منزہ است۔ وبدانکہ ہر آئینہ اطلاق وتقیید بتقابل ہر دو بر ماہیت واحدہ متمیز کردہ
شوند نہ بر دو ماہیت بسبب عدم تقابل از آنکہ ماہیتین مقابل نمی ماند

بیان ان الاطلاق والتقیید والتنزل والصورۃ لا یتحقق فی القدم لانعدام قدمہما وحدوثہما

بیان اطلاق وتقیید وتنزل وصورت بر ہیولی در باب قدم وحدوث او۔

اطلاق نیست زیادت بخلاف تقیید کہ زاید بر ماہیت است

خدای سبحانہ از اطلاق وتقیید در ذات وصفات خود منزہ است

والوصف مغايرٌ فی حدہ من ماهيةٍ فی حدها فلا يصدق الاطلاقُ بالماهية والتقييدُ بالوصف فلما كانا علیٰ ماهيةٍ واحدةٍ فتغيرُ التقييدِ يلزم حدوث ماهيةٍ يقوم بها وعدمه قدمها **ش** ای عدم تغير التقييد يلزم قدم الماهية **م** فحينئذٍ عدمُ الحدوث او القدم او اجتماع النقيضين او وجودُهما **ش** ای القدم والحدوث **م** علیٰ حدهما فعلیٰ ماهيتين والرابعُ **ش** ای وجودهما علیٰ حدهما **م** حقٌّ اذ لا يتحقق غيرہ **ش** ای غير الرابع هو القدمُ المحض و الحدوثُ المحض واجتماعُ النقيضين **م** واعلم انّ الجهة الاخریٰ كانت من الصفات الثبوتية فثابتةٌ فی القدم **ش** فليست حادثةً **م** وان كانت من الصفات السلبية فمسلوبة فی القدم **ش** فليست قديمةً **م** فكيف معلومةٌ الّا منبئةٌ عليها من حادثٍ فمعلومةٌ فكيف الاطلاق قدمًا والتقييدُ حدوثًا وهما علیٰ ماهيةٍ واحدةٍ **ش** فبطل لعدم تحققهما علیٰ ماهيةٍ واحدةٍ **م** وكالتقييدِ التنزلُ والصورةُ علی الهيولیٰ كما تعارفهم لجهلاءِ الحقائق لكن تقيدَ الذات باعتبار تقييد صفاتها هی لا غيرها وتنزل الذات باعتبار تنزلِ صفاتها هی لا عينها متعينان فی حدهما قدمًا

ترجمہ و وصف مغایر است در حد خود از ماہیت در حد ماہیت پس صادق نشود اطلاق بماہیت و تقیید بوصف ـ و ہرگاہ کہ ہر دو بر ماہیت واحدہ باشند پس تغیر تقیید لازم بود حدوث ماہیت اگر بر و تقیید قائم باشد ـ و عدم تغیر تقیید لازم بود قدم ماہیت را پس درین حال عدم حدوث یا قدم یا اجتماع نقیضین یا وجود ہر دو قدم و حدوث بر حد ہر دو است پس بر دو ماہیت است ـ و این قسم چہارم در صور مذکورہ یعنی وجود قدم و حدوث ہر دو در حد ہر دو حق است از آنکہ غیر او یعنی غیر این صورت چہارم کہ او قدم محض است و حدوث محض و اجتماع نقیضین این ہر سہ صورت متحقق و ثابت نمی شود ـ و بدانکہ ہر آئینہ جہت دیگر اگر از صفات ثبوتیہ باشد پس این ثابت است در قدم پس نیست حادث ـ و اگر صفات سلبیہ باشد پس این در قدم مسلوب است پس نیست قدیم ـ پس این چگونہ دانستہ شد مگر آنکہ بر و از حادث آگہی دادہ شد پس دانستہ شد پس چگونہ است اطلاق از روی قدم و تقیید از روی حدوث حالانکہ ہر دو بر ماہیت واحدہ آمدند پس باطل شد بسبب عدم تحقق ہر دو بر ماہیت واحدہ ـ و مثل تقیید تنزل و صورت است بر ہیولیٰ چنانچہ برای جہلای حقایق متعارف است یعنی کلام روزمرہ ایشان است ـ لیکن تقیدِ ذات باعتبار تقیید صفات خود کہ این غیر او نیست ـ و تنزل ذات باعتبار تنزل صفات خود کہ این عین او نیست ہر دو در حد خود ما از روی قدم متعین و معتبر اند ۔

وتنزل الصفات هي لاعينها الى مرتبة الحجاب حدوثاً صحيح والصورة على الهيولى
تصدق على مرتبة الحجاب مع اصله فلا التقييد والتنزل فى ذات بحت ولا الى مرتبة
سفلية التى تحت الامر كما هو تعارف جهلاء الحقائق فظن المتعصبون على الله ظن
الجاهلية وسبحان الله عما يصفون نحو۔ واما الذين فى قلوبهم زيغ فيتبعون
ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله مرضيا ايها
المستفهم افهم كلامنا على اصول تعصم مما يقدح فى ايمان المحكمات فاعلم ان لو
تعارضت المسئلتان فتساقطتا فما به الاعتقاد ولو تخالفتا فاعتقاد باحدى منهما
فى تساويهما واجب لايهما ولا ترجيح للمختار فما يقال للاخرى وللمعتقد غيرها
وجب او بقوي عن ضعيف منهما فيأول الضعيف بالقوي والقوة لتحقق وحدة
الشهود بمحكمات منصوصات والضعف لتحقق وحدة الوجود التى بمتشابهات
واردات والمتشابهات تأول بالمحكمات ولو ردت احدهما فرد ما من الشريعة

بیان اعتقاد فی مسئلہ وحدت الوجود

ترجمہ وتنزل صفات کہ ادعین او نیست تا مرتبہ حجاب از روی حدوث درست صحیح ہست۔ وصورت بر ہیولی صادق آید بر مرتبہ
حجاب مع اصل او پس نیست تقیید و تنزل در ذات بحت و نہ سوی مرتبہ سفلیہ آنکہ تحت امر است چنانچہ او تعارف جہلای حقائق است
فظن المتعصبون على الله ظن الجاهلية وسبحان الله عما يصفون۔ پس گمان کرد متعصبین یعنی یاری
دہندگان وحمایت کنندگان بر خدای برتر گمان جاہلیت ونادانی حالانکہ پاک ہست خدای برتر از آنچہ کہ ایشان وصف میکنند
پس حق ہست این کلام پاک کہ در شروع سورہ آل عمران ہست چنانچہ میفرماید او تعالی واما الذين فى قلوبهم زيغ فيتبعون
ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله یعنی ولیکن آنانکہ در دلہای
ایشاں کجی ہست پس پیروی میکنند آں چیز را کہ شباہت شود از و بطلب فتنہ وطلب تاویل او ونمیداند تاویل او مگر خدای برتر۔ ای
مستفہم بیاندیش کلام ما بر اصولیکہ باز مانی از آن چیزیکہ قادح وآتش زنندہ باشد در ایمان محکمات۔ پس بدانکہ ہر آئینہ اگر دو مسئلہ
باہم متعارض آیند پس ہر دو باہم ساقط شوند پس چیست کہ بر و اعتقاد کردہ شود۔ واگر ہر دو باہم مخالف آیند پس اعتقاد بیکے
از آن ہر دو در صورت مساوی شدن ہر دو واجب ہست نہ ہر دو و برائے مختار ترجیح نیست پس برائے دیگر چہ گفتہ شود۔ و چہ گفتہ
شود برای اعتقاد کنندہ غیر آنچہ کہ واجب شد۔ یا اعتقاد واجب ہست بقوی از ضعیف از آن ہر دو پس ضعیف بقوی تاویل کردہ
شود۔ وقوت برای تحقیق وحدت شہود ہست بمحکمات منصوصات قرآن مجید۔ وضعف ثابت ہست برای تحقیق وحدت وجود
ہست کہ بمتشابہات واردات ہست۔ ومتشابہات بمحکمات تاویل کردہ شوند واگر رد کردہ شود یکی ہر دو پس رد کردہ شود آنچہ از شریعت

تقیید و تنزل در ذات بحت ... امر است کہ متعارف جہلای حقائق است

بیان اعتقاد در مسئلہ وحدة الوجود

او من الطریقۃ والطریقۃ فضلہا فکیف تثبت اخریھما لانہ ردُّھا بردّھا وعکس ھذا وثبوتہا بثبوتہا وعکس ھذا فاعتقاد بما ھو من علم الذی ظل من علم موجودات قدیمۃ بقطع نظر عن غیرھا اعتبارا من جھۃ لا یقدح فی ایمان بمحکمات وبما ھو لابد لہ من وجود مطلق علی حکم المعذور لمن تعذر باستیلاء حالہ لا لمتعصب تعصبا فانہ الحد وتزندق ومن ورائہ ان الاختلاف فی المسئلتین فی کیفیۃ ربط الحادث بالقدیم بانہ منتزع بقیامہ الحقیقی بہ او بقیامہ المجازی لا فی القدیم کما ھو باسمائہ وصفاتہ الا بشیٔ کما فی الصفات فی کیف غیریتہا وعینیتہا بالذات واصل الایمان فی التوحید بالقدیم لا مع کیف الربط فلا نزاع فی اعتقاد التوحید اجمالا وھو مقصود فان اخطا فی تفصیل الحق بطلت صحۃ صواب الاجمال، والاختلاف بانہ ھو بقیام حقیقی من متشابہات نظریۃ لصوفی صافی حقیقی فی عروج نظرہ الی موجودات قدیمۃ فھو معذور وان شاء اللہ تعالی مغفور ومن تصنع وتعصب وتعقد الحد وتزندق بانکارہ الحدوث بقیامہ المجازی بالقدیم نعوذ باللہ تعالی منہ

ترجمہ یا از طریقت است وطریقت فضل شریعت است پس چگونہ خواہد شد دیگر آں ہر دو از آنکہ ہر آئینہ شان نیست کہ رد او برد او ست وعکس ایں۔ وثبوت او بثبوت اوست وعکس ایں۔ پس اعتقاد بانچہ کہ او از علمی کہ ظل است از علم موجودات قدیمہ بقطع نظر از غیر خود اند روی اعتباری کہ از یکجہت است ایں اعتقاد در ایمان بمحکمات قادح نمیشود۔ واعتقاد بانچہ کہ لو برائی او ضروری است از وجود مطلق بر حکم معذور است برائی کسیکہ معذور آمد بسبب استیلائی حال خود نہ برائی مستعصب از روی تعصب پس ہر آئینہ او الحاد کرد وزندیق شدہ۔ وآنروراہ او ہر آئینہ اختلاف ثابت است دریں دو مسئلہ کہ ہر دو ثابت اند در کیفیت ربط حادث بقدیم بایطور کہ او منتزع بقیام حقیقی است بدو یا بقیام مجازی بدون اختلاف در قدیم است چنانچہ او باسماء وصفات خود ہست مگر بچیزی چنانچہ در صفات است در کیف غیریت او وعینیت او بذات۔ واصل ایمان در توحید قدیم است نہ مع کیفیت ربط پس در اعتقاد توحید از روی اجمال نزاعی نیست وہو مقصود است۔ واگر در تفصیل حق خطا کرد صحت صواب اجمال باطل شد۔ واختلاف بانیکہ او بقیام حقیقی است از متشابہات نظریہ است برائے صوفی صافی حقیقی در عروج نظر او سوئے موجودات قدیمہ پس معذور است وان شاء اللہ تعالیٰ مغفور۔ وہر کہ تصنع وتعصب کرد یعنی خود را بحقیقی وانمود وکراہت کرد بظاہر نہ در اصل با اعتقاد داشت باو آں الحاد کرد وزندقہ آورد یعنی او از دین برگشت وبیدین شد بسبب انکار حدوث را کہ بقیام مجازی خود است بقدیم نعوذ باللہ تعالیٰ منہ یعنی پناہ میخواہیم بخدائے تعالیٰ از او +

بیان آنکہ اختلاف صوفیہ در مسئلہ وحدت شہود کیفیت ربط حادث بقدیم بانتزاع حقیقی ومجازی از متشابہات نظریہ است کہ معذور اند نہ در قدیم باسماء وصفات او مگر بچیزے ہمچو کیفیت صفات در عین وغیر بذات پس در اصل ایمان اجمالی توحید کہ بغیر کیفیت ربط است نزاع نیست ولیکن از خطا در تفصیل بطلان صحت صواب اجمال است +

وبتحقق الدعوی بقیامه المجازي بالقدیم بوجود المسلوبات فیه **ش** کما فی تنبیه الذی فی ذکر کیفیة سلوك الذی فی معرفة النفس لمعرفة الله سبحٰنه **م** فایاك وخطوات المتعصبین والکافر من **ش** متعلق ثابت تشیر الی انتزاع وتبعیض **م** ظل مسلوبات منبئة علیها من موجودات حادثة تضمنا **ش** تمییز من مصدر خبر محذوف ای ثابت متعلق به من ظل **م** بها ملتزما **ش** حال الکافر الی تضمنا **م** عن موجودات قدیمة بقیامه المجازي عنها فالوجود مشترك بها اسما وهی منشائه فتابعیته ومتبوع له وعابدیته ومعبود له من هذه **ش** المسلوبات **م** فالخذلان **ش** الذی مصطلح الشرع الشریف **م** ثابت **ش** بخذلان الکافر عن تضمن موجودات قدیمة **م** والخذلان یتعلق بالفعل والمخذول مفعول متعاقب لا متقدم **ش** اذ هو غیر معقول **م** ولا متاخر **ش** اذ هو متباعد ممنوع **م** ولا معه **ش** اذ هو فی ثابتین ولا احتیاج بینهما فانی لاظن ان یراد معه بمعنی متعاقب

ترجمه واین دعوی که حادث با قدیم بقیام مجازی خود هست ثابت ومتحقق میشود بوجود مسلوبات که در او هست چنانچه در تنبیه آمده که آن در ذکر کیفیت سلوک که آن در معرفت نفس برائی معرفت خدائی سبحانه هست مذکور است پس نگهدار خود را خاص وقدمهائی متعصبین را باخود - وکافر از ظل مسلوبات بطور تضمن بود ثابت است یعنی انتزاعش از بعض عکس مسلوبات بطور تضمن بمسلوبات واقع آمده که از موجودات حادثه بر مسلوبات آگهی داده می شود حالانکه این کافر موصوف ملتزم است بواسطهٔ وجود حادث از موجودات قدیمه بقیام مجازی خود از و یعنی از موجودات قدیمه پس این وجود کافر مشترک هست در وجود بموجودات قدیمه از روئی اسم واین مسلوبات منشاء او هست یعنی وجود کافر از مسلوبات که جائی نشو او هست منتزع آمده وجود یافته است پس مسلوبات منشاء او است وبموجودات قدیمه در وجود بطور اسم مشترک هست باطلاق اسم وجود نه در حقیقت - پس تابع شدن کافر ومتبوع برائی او وعابد شدن او ومعبود برائے او ازین مسلوبات هست - پس خذلان یعنی گذاشتن آنکه در شرع شریف اصطلاح آمده ثابت هست بخذلان کافر از تضمن موجودات قدیمه وپیوستن بمسلوبات - وخذلان متعلق بفعل باشد - ومخذول یعنی گذاشته شده مفعول متعاقب هست نه متقدم از انکه او غیر معقول است ونه متاخر از انکه او متباعد ممنوع است ونه متبع او از انکه او در ثابتین هست واحتیاجی درمیان این هر دو نیست - پس هر آئینه من گمان نکنم که مع او یعنی با او بمعنی متعاقب مراد هست یعنی پس آینده

بیان انکار فرعون ربوبیت و معبودیت را از خدا

بیان انکار فرعون ربوبیت و معبودیت برائے او وخذلان

وجود کافر

خذلان

م فقد احتجب من الموجودات لتضمنه بالمسلوبات قال سبحانہ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُوْنَ فما ش يقصد به التعميم م وصل وصل الى اصله تضمنه لقوته بالتضمن على الالتزام فان تغير فقد حق قوله تعالى يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ٥ فهو يصل الى اصله فقد حق قوله صلعم كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ وقد حق قوله صلعم كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ وقد حق قوله صلعم من عرف نفسه ش من حيث حدوثها وظليتها من ذي ظل باضافة تحليلية فى نفسه م فقد عرف ربه ش من حيث قدمه باضافة مغايرة بين ربٍ ومربوبه م فاقرب للموجود ربه فما ش من الموجود م علم علم ربه قبله ش من جهة عدمه السابق م و معه وقريبه ومحيطه ش من جهة وجوده م وبعده ش

ترجمہ پس تحقیق کہ فراز موجودات محجوب شد بسبب تضمن او بمسلوبات فرمود سبحانہ در سورہ تطفیف رکوع اول پارہ عم كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُوْنَ ٥ یعنی نہ چنین است ای تحقیق ہمیں است کہ ہر آئینہ ایشاں از پروردگار خود دراں روز البتہ محجوب شوند۔ پس ہر آنچہ کہ (مقصود بدو تعمیم است) پیوست پیوست سوی اصل خود کہ متضمن شد او را بنا بر قوت خود بسبب تضمن کہ بر التزام است زانکہ رابطہ تضمن بر رابطہ التزام قوی است واگر متغیر شد پس تحقیق محقق آمد قول او تعالیٰ کہ در سورہ رعد رکوع ششم است يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ٥ یعنی محو کند خدائے برتر آنچہ می خواہد و ثابت میکند و نزد او ست اصل کتاب۔ پس او می پیوندد سوی اصل خود۔ پس تحقیق حق آمد قول او صلعم كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ یعنی ہر چیز سوی اصل خود باز گردد۔ و تحقیق آمد قول او صلعم كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ یعنی ہر آسان کردہ شدہ آنچیز است کہ برائے او پیدا شد۔ و تحقیق حق آمد قول او صلعم مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ یعنی ہر کہ شناخت نفس خود را از حیثیت حدوث و ظلیت نفس از ذی ظل باضافت تحلیلیہ کہ در لفظ نفسہ واقع است بمعنی نفس خود پس او شناخت پروردگار خود را از حیثیت قدم او باضافت مغایرت کہ در لفظ ربہ واقع است یعنی درمیان رب و مربوب او۔ پس قرب برائے موجود رب او ست پس آنچہ از موجود دانستہ شد رب آں موجود کہ قبل موجود است از جہت عدم آں موجود کہ آں عدم سابق او ست۔ و دانستہ شد کہ رب آں موجود با موجود است و قریب موجود و محیط موجود و ایں از جہت وجود موجود است و دانستہ شد کہ رب آں موجود بعد موجود است +

بیان حجاب کا فراز موجودات بنابر وصل و رجوع باصل خود +

مزجمۃ عدمہ اللاحق م بربطہ اثر بربہ معًا توسعًا واختصاصًا ش ای توسع العلم بجمیع القبلیۃ والمعیۃ
والقربۃ والاحاطۃ والبعدیۃ معًا واختصاصہ باحدی منھنّ او توسع الرب بالقبلیۃ والمعیۃ
والقربۃ والاحاطۃ والبعدیۃ معًا واختصاصہ باحدی منھنّ م فلا یجمع القبلیۃ بالمعیۃ والبعدیۃ ش
للمنافات م الا المعیۃ بالقربۃ والاحاطۃ ش لعدم المنافات م فعلم
غیرہ لعلمہ ش ای الرب م حتی لا یعلم غیرہ لغیرہ والقصد تبع العلم
فالایمان والکفر والشرک متفرع من العبادۃ فالایمان المشروع برب الذی من
موجودات قدیمۃ۔ والکفر المشروع بانکارہ حجۃ علی حقیقتہما والشرک متضمن
بکفر فقد حق قولہ تعالی فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحًا ولا
یشرک بعبادۃ ربہ احدًا ہ فالمعنی ان الرب خاص لافراد من والعمل
الصالح ما ہو یصلح للرب ونسیان منہما لایزیلہما ش لان النسیان بعد تحقق
العلم لایزیلہ م بل فی الحال کامر تقدیری فاذا مؤبّد

ترجمہ از جہت عدمیکہ لاحق موجود است بسبب ربطیکہ اثر است برب او معًا بطور توسع واختصاص یعنی
از روی توسع علمیکہ بجمیع اینہا است از قبلیت ومعیت وقربت واحاطت وبعدیت معًا - واز روی اختصاص علم بیکی از اینہا
یا از روی توسع رب بقبلیت ومعیت وقربت واحاطت وبعدیت معًا۔ ویا از اختصاص رب بیکی از اینہا پس قبلیت با معیت
وبعدیت بسبب منافات گرد نیاید مگر معیت با قربت واحاطت بسبب عدم منافات گرد شود۔ پس علم غیر رب بسبب علم
رب است تا آنکہ غیر رب دانستہ نشود بسبب غیر رب۔ وقصد علم را تابع باشد۔ پس ایمان وکفر وشرک متفرع از عبادت
است ۔ پس ایمان مشروع کہ برب است کہ آں از موجودات قدیمہ است حجت است برحقیقت او وکفر مشروع کہ بانکار ہماں
رب است حجت است برحقیقت او پس ایمان وکفر مشروع ہر دو حجت است برحقیقت ہر دو۔ وشرک متضمن بکفر است پس
تحقیق حق آمد قول او تعالی کہ در آخر سورہ کہف است من کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحًا ولا
یشرک بعبادۃ ربہ احدًا ہ یعنی پس ہر کہ اینچنیں است کہ لقای رب خود را آرزومندی شود پس باید کہ
کار کند عمل نیک وشریک نکند بعبادت رب خود کسی را۔ پس بایں معنی ہر آئینہ رب خاص آمد برای افراد من
کہ ہر کس است۔ وعمل صالح آں چیز است کہ او برای رب صلاحیت دارد۔ ونسیان از ایمان وکفر ہر دو زائل نمیکند ہر دو را
از آنکہ نسیان بعد تحقیق علم است کہ او تحقق را زائل نمیکند بلکہ در یں حال ہمچو امر تقدیری است پس در آں وقت مؤبد
است یعنی ایمان وکفر در آں وقت ہمچو امر تقدیری دائم است وہمیشگی داشتہ +

بیان فالایمان والکفر والشرک تفرع من العبادت فالایمان المشروع
والکفر المشروع حجۃ علی حقیقتہما وتفسیر الآیۃ الکریمۃ من کان یرجو لقاء
ربہ الخ ونسیان من الکفر والایمان لا یزیلہما۔

بیان آنکہ وکفر وشرک متفرع از عبادات است وایمان وکفر مشروع حجت برحقیقت
ہر دو است۔ وتفسیر کریمہ من کان یرجو لقاء ربہ الخ ونسیان از ایمان وکفر ہر دو زائل نمیکند

وَمنشاءٌ فی موجوداتٍ حادثةٍ هو حادثٌ اوّلٌ فیها منشاءُ انتزاعٍ لغیرهٖ کلّهٖ تضمّنًا والتزامًا منه فقد حقّ قوله تعالیٰ قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِعلم انّ مقصودَ الیاءِ المضافةِ الیها محمّدٌ رسولُ الله تعالیٰ صلعم بدلالةِ الاضافة فی رحمةِ الله وان لم یکن کذا فتجب اضافةُ الرحمةِ الی یاءٍ توافقًا للاولیٰ کقوله تعالیٰ یا عبادِ فَاتَّقُوْنِ ؕ وقل لِعبادیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ الآیه واعلم ان ربط خلقٍ بین خالقٍ ومخلوقٍ لا یقتضی وجهًا من عبودیة هی متابعة بل الربط محقّقها فالبتة وجه عبودیة هی متابعة ربط ظلیة بین ظلٍّ وذی ظلٍّ ومحقّقها ربط خلق فان لم یکن فالظلُّ معدومٌ فغیر محکوم فانظر ان نور محمّد صلّی الله تعالیٰ علیه واٰله وسلم من نور الله تعالیٰ وغیره صلعم من نوره صلعم فعلی بناء ربط ظلیةٍ محمّد صلعم عبد الله تعالیٰ وغیره صلعم عبد الله تعالیٰ وایضًا عبد محمّد صلعم والله تعالیٰ اعلم بالصواب

ترجمہ ومنشاء در موجودات حادثہ است وحادث اول است در موجودات حادثہ کہ اول منشاء انتزاع است برائے غیر حادث تمام اوشدہ تضمن والتزام از حادث پس تحقیق حق آمد قول او تعالیٰ در سورۂ زمر رکوع ششم قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا ؕ یعنی بگو ای حبیب من کہ ای بندگان من آنانکہ اسراف ذنوب کردند بر نفسهای خود نومید مشوید از رحمت خدا ہر آئینہ خدا بخشد گناہان را تمامہ۔ بدانکہ ہر آئینہ مقصود یائے کہ مضاف الیہ عباد است محمد رسول خدا تعالیٰ است بدلالت اضافت کہ در رحمة الله است یعنی رحمت خدا است۔ واگر چنین نباشد پس اضافت رحمت سوئے یا واجب است بنا بر توافق برائی اولیٰ ہمچو قول او تعالیٰ در سورۂ زمر رکوع دوم یا عباد فاتقون ؕ یعنی ای بندگان من پس بترسید مرا۔ پس اینجا ہر دو یائی ضمیر را مرجع یکی است واجب بحق بنا بر توافق۔ وہمچو قول او تعالیٰ در سورۂ ابراہیم رکوع پنجم قل یا عبادی الذین اٰمنوا یقیموا الصلوٰة وینفقوا مما رزقنٰهم الآیہ یعنی بگو ای حبیب من برائی بندگان من آنانکہ ایمان آوردند برپا دارند نماز را وخرج بکنند از آنچہ کہ رزق دادیم شان را الخ۔ ودر اینجا ہم مرجع ضمیر واحد متکلم وجمع متکلم ہر دو یکی واجب شود بنا بر توافق۔ وبدانکہ ہر آئینہ ربط خلق کہ درمیان خالق ومخلوق است نمی خواہد وجہی را از عبودیت کہ متابعت است بلکہ این ربط محقق عبودیت است۔ والبتہ وجہ عبودیت کہ او متابعت است ربط ظلیت است درمیان ظل وذی ظل ومحقق عبودیت ربط خلق است۔ واگر ربط خلق نباشد پس این ظل معدوم است پس غیر محکوم است۔ پس ببین کہ نور محمد صلی الله تعالیٰ علیہ والہ وسلم از نور خدا تعالیٰ است وغیر او صلعم از نور او صلعم۔ پس بر بنائے ربط ظلیت محمد صلعم بندۂ خدا تعالیٰ است وغیر او صلعم بندۂ خدا تعالیٰ است ونیز بندۂ محمد صلعم والله تعالیٰ اعلم بالصواب

بیان منشاء فی موجودات حادثۃ ہو حادث اول بیان منشاء انتزاع لغیرہ تضمنا والتزاما منہ۔ وتفسیر الآیۃ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم الخ

فالعباد عامٌ من التضمن والالتزام فی الخلق مطلقا ثم تخصیص بالذین اسرفوا
علی انفسهم انسانا کما قال سبحانه ان الانسان لفی خسر ثم بلا تقنطوا من رحمة الله
مؤمنا کما قال سبحانه یعذب من یشاء ویغفر لمن یشاء ثم بان الله یغفر الذنوب
جمیعا ولیا قال سبحانه الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون ه فالحکم
علی تفاوت التخصیص مع تفاوت التضمن والالتزام فرفع تعارض یغفر
الذنوب جمیعا بمقابلة ما من وجه فی اسراف الذی لا یغفر **ش** هو شرک
وکفر **م** وخلافه **ش** عطف علی تعارض والضمیر الی یغفر الذنوب جمیعا
م بمقابلة ما من وجه فی اسراف الذی یغفر او لا علی مشیئة تعالی **ش** هو
ذنب مع وجود الایمان **م** فالمؤید بهما **ش** الضمیر الی ما لا یغفر والی ما یغفر
اولا علی مشیئة تعالی **م** قوله تعالی ان الله لا یغفر ان یشرک به ویغفر ما
دون ذلک لمن یشاء ع

ترجمہ - پس ایں عباد کہ در آیہ مذکور قل یا عبادی الخ آمدہ عام است از تضمن و التزام در خلق از روئے مطلق - باز تخصیص
بہ الذین اسرفوا علی انفسهم از روئے انسان است چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ عصر پارہ عم ان الانسان لفی خسر
یعنی ہر آئینہ انسان البتہ در نقصان است - باز تخصیص بر عباد بہ لا تقنطوا من رحمة الله از روئے مومن است چنانچہ
فرمود سبحانہ یعذب من یشاء ویغفر لمن یشاء در سورۂ مائدہ رکوع ششم یعنی عذاب میکند ہر کرا میخواہد و بخشد برائے
ہر کسیکہ میخواہد - باز تخصیص بہ ان الله یغفر الذنوب جمیعا از روئے ولی است کہ گفت سبحانہ در سورۂ یونس رکوع ہفتم
الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون ه یعنی آگاہ باشید کہ ہر آئینہ اولیاء خدا اند کہ ترس نیست
بر ایشاں و نہ ایشاں غم خواہند کرد - پس ایں حکم بر تفاوت تخصیص است مع تفاوت تضمن و التزام - پس برداشت تعارض
یغفر الذنوب جمیعا کہ بمقابلۂ ما من وجہٍ است در اسراف آں کہ لا یغفر است کہ او شرک و کفر است یعنی بسبب عموم
مغفرت ذنوب کہ در یغفر الذنوب جمیعا است بمقابلۂ عدم مغفرت کفر و شرک کہ از لا یغفر است در تفسیر اسراف
بسبب عموم انسان کہ بالا مذکور آمدہ دریں آیت مذکورہ تعارض پیدا می شد - آں تعارض بمقابلۂ آنچیزی کہ از یک وجہ
اسراف است برداشت - و برداشت خلاف یغفر الذنوب جمیعا بمقابلۂ آنچہ کہ من وجہ در اسراف است کہ آں یغفر او لا یغفر
علی مشیۃ تعالیٰ است یعنی بخشد یا نہ بخشد بر مشیت او تعالیٰ است کہ آں ذنب است مع وجود ایمان - پس مؤید ہر دو یعنی آنچہ کہ لا یغفر
و آنچہ کہ یغفر یا لا علی مشیۃ تعالیٰ قول او تعالیٰ است در سورۂ نساء رکوع ہفتم ان الله لا یغفر ان یشرک به ویغفر
ما دون ذلک لمن یشاء یعنی ہر آئینہ خدا ہرگز نمی بخشد آنکہ با او شرک کردہ شود و در خواہد بخشید آنچہ سوائے ایں است ہر کرا کہ میخواہد -

ای من غیر توبۃ والا یغفر بہا الشرک وغیرہ وجواب السائل ہل یغفر اللہ
قتل سید الشہداء حمزۃ رض بالایمان متضمن فی تخصیص بلا تقنطوا
من رحمۃ اللہ ویمکن ان یقال فی جواب السائل یغفر بمعنی اسم صفۃ **ش**
ای غافر **م** وجمیعًا تمیز من الذنوب لا تاکید ای ان اللہ تعالیٰ غافر
الذنوب من کل صنف علی قرینۃ السوال دون الشرک والکفر ومنشاء فی
مسلوبات ہو حادث اول فیہا منشاء انتزاع لغیرہ کلہ تضمنا ولا بد من
اول فی کل واحد من المراکز ولا یعجبک قولی اذ لا بد للخلق من اول وان
یکون من موجودات او مسلوبات فان کان المخلوق کلہ اولا دفعۃ ولیس
تقدم وتاخر فی معین فکان الشبہ من الصانع لکل واحد من اول فلزم
ان یساوی کل مصنوع فی کل وصف وکان وجود مسلوبات فیہم فی خارج
ممنوعًا لعدم منشاء شبہہ فی صانعہ وہو خلاف بداہۃ او کان ثبوت متقدم
تشبہ للمسلوبات فی الصانع وہو خلاف حقیقۃ فاعلم ان الصانع یحتاج فی انتزاع
ثان الی اول انتزاعًا وارادتہ وعلمہ بہما معًا

ترجمہ یعنی ہمہ بجز شرک از غیر توبہ ست ببخشد خواہ نبخشد ورنہ بتوبہ شرک وغیرہ ہم بخشیدہ شود۔ وجواب این سائل کہ آیا
خدا قتل سید الشہداء حضرت حمزہ را خواہد بخشید بایمان متضمن است در تخصیص بہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ ممکن باشد کہ
گفتہ شود در جواب سائل کہ یغفر در آیہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا بمعنی اسم صفت یعنی غافر است
وجمیعًا تمیز است از ذنوب نہ تاکید۔ پس مضمون عبارت از آیت مذکور چنیں آید کہ ان اللہ تعالیٰ غافر الذنوب
من کل صنف علی قرینۃ السوال دون الشرک والکفر ہر آئینہ خدا بخشندہ گناہان است از ہر قسم بقرینہ
سوال نہ شرک وکفر۔ ومنشا کہ در مسلوبات ہست وحادث اول است در وی کہ منشا انتزاع است برای غیر خود تمامہ
او را از روی تضمن۔ وچارہ نیست از اول در ہر واحد از مراکز۔ وترا قول من در عجب نیفگند از انکہ برای خلق از اول چارہ
نیست اگرچہ آن اول از موجودات باشد یا از مسلوبات۔ پس اگر این مخلوق بتمامہ دفعتًا اول است ونیست تقدم وتاخر در
معین پس شبہ از صانع برای ہر واحد از اول است پس لازم شد کہ ہر مصنوع در ہر وصف مساوی باشد ووجود مسلوبات در اینہا در خارج
ممنوع شود بسبب عدم منشاء شبہ او در صانع او۔ واو خلاف بداہت است یا مسلوبات را برای شبہ ثبوت متقدم در صانع باشد
واو خلاف حقیقت است۔ پس بدانکہ ہر آئینہ صانع البتہ محتاج شود در انتزاع ثانی سوی اول بطور انتزاع وارادت وعلم صانع باول وثانی ہر دو معًا است +

بیان منشاء در مسلوبات ہو حادث اول فیہا منشاء انتزاع لغیرہ کلہ تضمنا +

ولا بد من اول فی کل واحد من المراکز والاول الذی فی موجودات حادثۃ ہو محمد صلعم +

بیان منشاء کہ در مسلوبات ہست وحادث اول است منشاء انتزاع است +

۳۰ بیان آنکہ از اول در ہر واحد از مراکز چارہ نیست و اول یکہ در موجودات حادث است او محمد است صلعم +

فتاخر رتبی لغیر اولٍ فی ارادتہ وعلمہ فی الوجہ **ش** ای وجہ احتیاج
الانتزاع **م** لا زمانی وان لم فکیف **ش** ای ان لم یکن الاحتیاج الی اولٍ
لثانٍ فثانٍ بذاتہ اول فکل واحدٍ اولٌ وھٰذا اِبطالُ الاوّلِ خلافُ عقلٍ و
بداھۃٍ فکیف یمکن **م** ابطال اول واحد وھو ظل من اول واحدٍ قدیمٍ
وانتزاعٍ **ش** ای من جھۃ الاتحادِ **م** ثان **ش** یوجد **م** باولٍ حادثٍ
لا من اولٍ قدیمٍ لان المسلوبات بمقابلۃِ قدیمٍ عدمٌ مطلقٌ وبمقابلۃِ اولٍ حادثٍ
منبئۃ علیھا منہ **ش** من جھۃ التغائر **م** ثم ممکنۃٌ فی محلھا **ش** ای فی
محل امکانھا **م** فتمیز بانبائھا **ش** المصدر مجھول والضمیر الی مسلوبات **م**
منہ فی علمِ واجبٍ معًا فاعلم ان اول الذی فی موجوداتٍ حادثۃٍ ھو محمد صلعم
رسولنا من اللہ الرحمٰن الرحیم ونعتصم فی معرفۃ الرسول بحسناتہ الذاتیۃ
ش ای ما ھو لیس بعرضٍ **م** بالاصالۃ **ش** ای لیست بتبعٍ **م** فحینئذٍ ضدھا
مسلوب عنہ فھو دلیل منطبق فی حدِ مرکزیۃ علی حقیقۃِ الرسالۃ ھی منشاء تعینہ
فی القدمِ بوجوداتہ علی موجوداتِ القدیم وبمسلوباتہ علی مسلوباتِ القدیم

ترجمہ پس برای غیر اول در ارادت وعلم او در وجہ احتیاج انتزاع تاخر رتبی باشد نہ زمانی۔ واگر نیست پس چگونہ است یعنی اگر احتیاج نباشد سوئے اول برای ثانی پس ثانی بذاتہ اول است پس ہر واحد اول است۔ واین ابطالِ اول است کہ خلافِ عقل وبداہت است پس چگونہ ممکن باشد ابطالِ اولِ واحد، حالانکہ او ظل است از اولِ واحدِ قدیم۔ وانتزاعِ ثانی کہ از جہت اتحاد است یافتہ شود باولِ حادث نہ از اولِ قدیم یافتہ شود از انکہ ہر آئینہ مسلوبات بمقابلۂ قدیم عدم مطلق است و مقابلۂ اول حادث از حادث بر آنہا آگہی دادہ شود از جہتِ تغایر۔ باز ممکن در محلِ امکانِ خود است۔ پس تمیز باگہی دادہ شدن مسلوبات است از اول حادث در علم واجب معًا۔ پس بدانکہ ہر آئینہ اولیکہ در موجودات حادثہ است او محمد است صلعم رسولِ ما از خدائے رحمٰن رحیم۔ پس چنگ میزنیم در معرفتِ رسول بحسنات ذاتیہ او یعنی آنچہ کہ او عرض نیستند کہ آن حسنات باصالت اند یعنی بہ تبع نیستند۔ پس دریں ہنگام ضدِ حسنات از رسول مسلوب اند۔ واین رسول دلیل است کہ منطبق است در حدِ مرکزیتِ خود در حقیقت رسالت کہ آن حقیقت منشاء تعین رسول است در قدیم بموجوداتِ رسول بر موجوداتِ قدیم وبمسلوباتِ رسول بر مسلوبات قدیم +

فھو علی دعویٰہ لا الٰہ الا اللہ انی رسول اللہ دلیل بنفسہ النفیسۃ ش
خبر مع المتعلق المقدم والمؤخر م ولیس للمکذب الا الجہل ختم کلامنا
وفرضنا ان یات المکذب علی ما ادعا بدلیلٍ فنقول لا بد للخلق من
مصداقٍ اولٍ فمن ش ای من ھو اولٌ م فلا دلیل بیدہ حقا ویکذب
بالکذب حتی لا یبقی الا دعوی الاولِ فقولہ صلعم اول ما خلق اللہ نوری
وظھورہ صلعم فی عالم الشھود فی الاخر علی ترتیبٍ ضروریٍ من ادم علیہ السلام
ومنشاؤ تعینہ تعین الفعل ھو موثر لاثار حادثۃ الی محمدٍ صلعم ومنشاء
تعینہ تعین الذات دلیلٌ علی الترتیب الضروری وجودا منہ صلعم الی ادم
علیہ السلام فیمتنع نظیرہ مطلقا ای خارجا فظاھر وذھنا لان کل ماھو ذھنیٌ
یحصل من مصداقٍ خارجٍ وفی الخارج منعہ فکیف فی الذھن تحقق کقولہ
تعالیٰ لیس کمثلہ شیءٌ الایۃ اعلم انما فصاحۃ القراٰن المجید اعجاز فثابتۃ
وزیادۃ الکاف تمنعھا فباطلۃ کما ھو المشھور ش ای فصاحۃ القراٰن المجید
اعجاز وزیادت الکاف والزیادۃ تمنع الفصاحۃ م فان تدبرت فی الایۃ

ترجمہ و این رسول بر دعوی خود لا الٰہ الا اللہ انی رسول اللہ دلیل است بنفس نفیسہ خود۔ و نیست برای مکذب مگر
جہل پس تمام شد کلام ما۔ و بالفرض اگر مکذب بر آنچہ کہ دعوی کرد دلیلی بیارد پس بگوئیم کہ برای خلق از مصداق اول چارہ
نیست۔ پس کیست کہ او ہست اول۔ و دلیلی نیست اند دی حق بدست او۔ و تکذیب کردہ و دروغ داشتہ شود بآنچہ کہ تکذیب کرد
و دروغ داشت تا آنکہ باقی نماند مگر دعوی اول پس قول او صلعم اول ما خلق اللہ نوری یعنی اول چیزی کہ آفریدہ خدا نور
من است۔ و ظہور او صلعم در عالم شہود در آخر بہ ترتیب ضروری از آدم علیہ السلام کہ منشاء تعین او علیہ السلام تعین فعل است
کہ او مؤثر است برای آثار حادثہ تا محمد صلعم کہ منشاء تعین او صلعم تعین ذات است۔ این قول و ظہور او صلعم دلیل است بر
ترتیب ضروری کہ از روی وجود است از و صلعم تا آدم علیہ السلام۔ پس ممتنع کردہ شود نظیر او صلعم مطلقا یعنی بطور خارج پس ظاہر است و هم
از روی ذہن زیرا کہ ہر آنچہ کہ او ذہنی است حاصل میشود از مصداق خارج و حال اینکہ در خارج منع نظیر وی است پس چگونہ در ذہن نظیر او باشد
پس متحقق شد مانند قول او تعالیٰ در سورہ شوریٰ رکوع دوم است لیس کمثلہ شیءٌ الآیۃ یعنی نیست ہمچو مثل او چیزی الخ۔ بدانکہ
جز این نیست کہ فصاحت قرآن مجید اعجاز است پس فصاحت ثابت است۔ و زیادت حرف کاف فصاحت ثابتہ را مانع میشود پس این زیادت باطل است
چنانچہ مشہور است یعنی فصاحت قرآن مجید اعجاز است و زیادت حرف کاف و اینکہ زیادت مانع فصاحت شود۔ پس اگر در این آیت بیاندیشی و تدبر کنی

تفسیر الکریمہ لیس کمثلہ شیء الآیۃ

یظهر لك انما مثل مثل وصفی انطباقا بمظهریته به سبحنه و هو محمد صلعم ممتنع ذاتا هي تشخص مانع فله سبحانه **ش** ای مخصّ له سبحانه اوفلزم له سبحانه **م** بالاولویة الا **ش** استثناء من ممتنع **م** وصفا بدلالة لفظ المثل للمضاف علی جامعیته بوصف المضاف الیه وشبه صنعه من موجودات قدیمه واعلم ان المعرفة والایمان والاخلاص والخلوص بالله تعالی تتوقف علی محمد صلعم لدلالة منه صلعم الیه سبحنه فهو سبحانه سمیع بقول القائلین وبصیر بحقیقة القلوب فی التصدیق والنفاق نعوذ بالله تعالی منه ونسئله التوفیق وقیل ان یمکن ظهور الذات مکررا ثم وثم بعد فناء زعما فیمکن نظیره صلعم نعم بل من ظهور الفعلیة الی ظهور الذات علی ترتیب ضروری لا من الذات المجردة کما زعم لکنه ما اخبر به قران مجید وخبر صادق ودیننا بهما فکلامنا معهما لا بزعم مجرد فلا دلیل علیه فالتوقف علی ما قیل احداث فی الدین علی الزعم المجرد نعوذ بالله تعالی من شرور انفسنا ۰ ولا یجوز ظهور الانبیاء من مرکز تعین الذات تحت الاول لعدم التعدد والتجزی فی مرتبة الذات

ترجمه ترا ظاهر شود که جز این نیست که مثل مثل وصفی که از روئے انطباق باشد بمظهریت خود باو سبحانه حالانکه او محمد صلعم است که ممتنع است یعنی مظهر بودن خود باو سبحانه در وصف منطبق آید پس مثل این مثل وصفی بطور انطباق از روئے ذات ممتنع است که این ذات تشخص است مانع پس برائے او سبحانه مخصوص است یا او سبحانه را لازم است این امتناع باولویت ـ مگر ممتنع نیست از روئے وصف بدلالت لفظ مثل که مضاف است بر جامعیت خود بوصف مضاف الیه وبدلالت شبه صنع مثل از موجودات قدیمه ـ وبدانکه هر آئینه معرفت وایمان واخلاص وخلوص بخدا تعالی متوقف است بر محمد صلعم بنابر دلالت پس او سبحانه شنونده است قول قائلین را وبیننده است حقیقت دلها را در تصدیق ونفاق نعوذ بالله تعالی منه ونسئله التوفیق یعنی پناه میجوئیم بخدا تعالی از نفاق ومیخواهیم ازو توفیق ـ وگفته شد بطور زعم که ظهور ذات از روی تکرار ثم وثم یعنی باز وباز بعد فنا ممکن است پس نظیرش صلعم ممکن باشد ـ آری بلکه از ظهور فعلیه تا ظهور ذات است بر ترتیب ضروری نه از ذات مجرده چنانچه گمان کرد لاکن شان نیست که قرآن مجید وخبر صادق باو خبر نداده ودین ما بآن هر دو است پس کلام ما با هر دو است نه بزعم مجرد پس نیست دلیلی برو ـ پس توقف برانچه که گفته شد احداث در دین است بر زعم مجرد ونعوذ بالله تعالی من شرور انفسنا پناه میجوئیم بخدا تعالی از بدیهائے نفسهائے خویش ـ وجائز نباشد ظهور انبیا از مرکز تعین ذات تحت اول ازانکه تعدد وتجزی در مرتبه ذات معدوم است

بیان آنکه معرفت وایمان واخلاص وخلوص متوقف باوست صلعم وخدا سمیع وبصیر قول قائل وحقیقة دلها است در تصدیق ونفاق +

كما ظهر الانبياء من مركز تعين الصفات لوجود تعدد الصفات منشائهم
وان يكن ظهور الانبياء من تعين الصفات على بناء استجماع المركز الاول الذاتي
الصفات بعد ظهور النبي من مركز تعين الذات فتختلط المراكز ويبطل بناء الملل
والترتيب الضروري واعلم ان الدلالات النظرية في البحث مضطربة على
اختلاف النظر ولا يصل نظر كل ناظر الى حقيقة ثابتة فالاكتفاء بامتناع نصي
اولى كما قال الله تعالى ولكن رسول الله وخاتم النبيين ه نبوتا فرتبة بدلالة لفظ
النبيين مستغرقا لا معهودا اذ لا تثبت النبوة بعده نقلا ولا عقلا مخالفا
النقل والحقيقة المذكورة الا زعما مجردا محدثا في الدين فتثبت مستغرقا
بالدليل وبجمع الكثرة وبوجه آخر اي ان كان معهودا فكان كلا فهو مستغرق
او بعضا فلا دليل عليه صراحتا ومحلا واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما آتيتكم
من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه
نظم الآية الكريمة يقتضي خاتم النبوة ارفع الرتبة س ثم تفسيره في ذكر كيفية

ترجمہ چنانچہ انبیاء از مرکز تعین صفات ظاہر آمدند از آنکہ منشاء صفات وجود تعدد صفات است۔ و اگر ظہور انبیاء از تعین صفات برین بنا کہ استجماع مرکز اول ذاتی صفات را بعد ظہور این نبی باشد کہ مرکز تعین ذات است پس ہمہ مرکزہا مختلط و آمیختہ شوند و بناء ملتہا و ترتیب ضروری باطل شود۔ و بدانکہ ہر آئینہ دلالتہای نظریہ بنا بر اختلاف نظر درین بحث مضطرب آمدند و نظر ہر ناظر سوی حقیقت ثابتہ واصل نمیشود و نمیرسد پس بامتناع نصی اکتفا یعنی بسندہ کردن اولی است چنانچہ گفت خدای برتر در سورہ احزاب رکوع پنجم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ہ یعنی ولیکن رسول خداست و ختم کنندہ انبیاء۔ و این ختم از روی نبوۃ است پس از روی رتبہ بدلالت لفظ النبیین کہ بروی لام استغراق است نہ معہود از آنکہ نبوۃ بعد او ثابت نمی شود بطور نقل نہ بطور عقل کہ مخالف نقل و حقیقت مذکورہ شود مگر بطور زعم مجرد کہ محدث در دین است یعنی در دین چیزی نو آوردہ شدہ و نو پیدا کردہ شدہ است۔ پس برین دلیل و بجمع کثرت لفظ نبی این لام استغراق ثابت می شود۔ و بوجہ دیگر یعنی اگر لام معہود باشد پس یا بطور کل باشد و او مستغرق است یا بطور بعض پس بطور از روی صراحت و محل دلیلی نیست۔ چنانچہ فرمود او سبحانہ در سورہ آل عمران واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ یعنی در ہر گاہ عہد گرفت خدای برتر از انبیاء برای آنچہ کہ دادم شما را از کتاب و حکمت باز عہد گرفت کہ شما را رسولی آید تصدیق کنندہ مر آنچہ کہ با شماست تا کہ مر نا البتہ ایمان آورید و مر نا البتہ او را یاری کنید۔ پس نظم آیہ کریمہ مقتضی خاتم نبوت است کہ بلند ترین رتبہ است تفسیرش در ذکر کیفیت۔

بیان دلالات نصیہ فی ختم نبوۃ صلعم وفی منع نظیرہ صلعم فاکتفا بامتناع نصی اولی منہا الآیۃ الکریمۃ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ومنہا واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ الخ ومنہا الاحادیث الشریفۃ

بیان دلالات نصیہ در ختم نبوۃ صلعم و در منع نظیر او صلعم واکتفا بامتناع نصی اولی از آنہاست آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین واز آنہاست واذا اخذ اللہ میثاق النبیین الخ واز آنہاست احادیث شریفہ

اخذ میثاق از انبیاء باثبات عظمتہٖ وفضل حضرۃ نبی الانبیاء برغیرش
علیہم الصلوٰۃ والسلام ھ وکما عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا
اول شافع ومشفع ولا فخر رواہ الدارمی وقال صلعم فضلت علی الانبیاء
بست الی ان قال ختم بی النبیون رواہ مسلم فی کتاب المساجد وفی المشکوٰۃ
عن جبیر بن مطعم قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان یقول انا العاقب
والعاقب الذی لیس بعدہ نبی متفق علیہ وعن ثوبان قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الی ان قال وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی فانہ صلعم خاتم
النبیین رتبۃ وزمانا علی اجماع اہل سنۃ وجماعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقال
التفتازانی فی المقاصد قد دلت النصوص وانعقد الاجماع علی انہ خاتم
النبیین لا نبی بعدہ وانہ افضل الانبیاء انتہی ولما علم ان نور محمد صلعم
ماخذ انتزاع غیرہ تضمنا والتزاما منہ بحصول شبہ خلق غیرہ صلعم عن
موجوداتہ صلعم او مسلوباتہ صلعم بقیام مجازی بموجودہ صلعم

ترجمہ اخذ میثاق از انبیاء نوشتہ شد مع اثبات عظمت و فضل حضرت نبی الانبیاء برغیرش برو و برشان صلوٰۃ و
سلام باد - و ہمچناں از جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ است آنکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود منم قائد یعنی لشکر کش رسولاں
و ہیچ فخر نیست یعنی بریں رتبہ فخری ندارم و منم ختم کنندۂ انبیاء و ہیچ فخر نیست و منم اول شافع و مشفع یعنی
شفاعت کنندہ و شفاعت کنانندہ و مرا فخری نیست - ایں حدیث را دارمی روایت کردہ - وفرمود صلعم من
فضیلت دادہ شدم بر انبیاء بشش چیز تا آنکہ فرمود ختم کردہ شد بمن انبیاء - ایں حدیث را مسلم در کتاب
مساجد روایت نمودہ - و در مشکوٰۃ است از جبیر بن مطعم کہ گفت شنیدم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را تا آنکہ
میفرمود منم عاقب و عاقب آنکہ بعد او نبی نباشد - ایں حدیث متفق علیہ است یعنی اصحاب صحاح برو اتفاق آوردہ
در صحتش - و از ثوبان است رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ گفت فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ فرمود و منم ختم کنندۂ انبیاء
کہ بعد من نبی نیست - پس ہر آئینہ او صلعم خاتم انبیاء است از روی رتبہ و زمانہ بر اجماع اہل سنۃ و جماعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و گفت
تفتازانی در مقاصد کہ تحقیق نصوص دال اند و اجماع منعقد شدہ است بر اینکہ او صلعم خاتم انبیاء است کہ بعد او نبی نیست و اینکہ
او صلعم افضل انبیاء است انتہی - و ہرگاہ دانستہ شد اینکہ نور محمد صلعم ماخذ است انتزاع غیر او را صلعم از روی تضمن و التزام از ماخذ بحصول
شبہ خلق غیر او صلعم را از موجودات او صلعم و از مسلوبات او صلعم بقیام مجازی بموجودات او صلعم ہ

فلزم احاطة المركز الخ

ومركزه فلزم احاطةُ المركز وقربته ومعيته لما فيه من الماخوذ مجهولة
الكيف بالتنزه وهكذا لكل واحدٍ من الماخذ مركز لما فيه من الماخوذ
فللاخذ تقدمٌ رتبيٌ وللماخذ تاخرٌ رتبيٌ فی المعية والقربة والاحاطة
بالماخوذ فکل واحدةٍ منها **ش** ای من المعية والقربة والاحاطة **م**
كانت حقيقةً ونظريةً وثبتت القربة بالنص القرآنی اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الاية وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الاية ظنا علی
اختصاص الولاية بالمعانی وتحققها التزامها بالتولی **ش** كما ذكر تفسيره فی
ذكر كيفية الرسالة والنبوة والولاية الخ **م** وليس علم غير الاخذ بالماخوذ
ضروريًا الا بما شاء الله تعالیٰ لمن شرح صدره به **ش** ای بما شاء الله تعالیٰ **م**
فلما جاز علم الماخذ بالماخوذ فلا يمكن نفی علمه بكل ما منه بل هو الثابت ظنًا و
الظن تابع الاذعان وان نفی ببعض ظنا فلا دليل عليه والی النهاية خلاف
الثابت **ش** ای جواز علم الماخذ بالماخوذ وليس تقاطع وتداخل فی بسائط

ترجمہ واین نور شریف او صلعم مرکز غیر او ست. پس احاطت مرکز و قربت او و معیت او لازم آمد برای آنچه که درو ست
ماخوذ مجهول الکیف بالتنزه یعنی این احاطت و قربت وغیره بسبب تنزه در کیف مجهول ست. همچنین مرکز
را از ماخذ مرکز است برای آنچه که در وی ماخوذ است. پس برای آخذ تقدم رتبی است و برای ماخوذ تاخر رتبی است در معیت
وقربت و احاطت بماخوذ. پس هر یک ازین معیت و قربت و احاطت از روی حقیقی است و از روی نظری. و قربت
ثابت است بنص قرآنی که در سوره مائده رکوع هشتم است انما ولیکم الله ورسوله والذین آمنوا الآیة و ایضا
در سوره و رکوع مذکوره ومن یتول الله ورسوله والذین آمنوا الآیه از روی ظن بر اختصاص ولایت
بسبب معانی ولایت و محقق میکند این معانی را التزام او بتولی. چنانچه ذکر کرده شد تفسیرش در ذکر کیفیت
رسالت و نبوت و ولایت. و علم غیر آخذ بماخوذ ضروری نیست مگر با آنچه که خواست خدای برتر برای کسی که شرح
فرمود صدر او را با او یعنی با آنچه که خدای برتر خواسته است. پس هرگاه که علم یعنی دانستن ماخذ بماخوذ جائز آمد پس نفی علم
او ممکن نباشد بتمام آنچه که از واست بل و از روی ظن ثابت است و ظن تابع اذعان است. و اگر
نفی کرده شود بعض از روی ظن پس دلیلی نیست بر او. و تا نهایت این خلاف ثابت است از آنکه جواز
علم ماخذ بماخوذ ثابت است. و تقاطع و تداخل نیست در بسائط

منزھۃ موسعۃ مشبھۃ الی ماشاء اللہ تعالیٰ ش بعلو تکلمہما
(منزہ دادہ شدہ — توسیع کردہ شدہ — تشبیہ دادہ شدہ)
بین منزھۃ وموسعۃ مشبھۃ مر وقد یفاض التشخص الزائد من
(تنزیہ دادہ شدہ — توسیع دادہ شدہ)
مدبجھا یستجمع فاعلم ان التوسع بتعدد المثال والجسم کما لبعض الاولیاء کرامۃً
(جمع)
من قدرتہ تعالیٰ فللانبیاء بالاولویۃ اعجازاً لاینافی وحدت التشخص الزائد
فلاباس فی قولِ الذی نُسب الی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی تحت تفسیر
الآیۃ الکریمۃ اللہُ الذی خلق سبع سمٰوٰتٍ ومن الارض مثلھن الایہ سبع
ارضین ش معنی مثلھن مر فی کل ارضٍ نبیٌ کنبیکم وش کان مر
اٰدمُ کاٰدمکم ونوحٌ کنوحکم وابراھیم کابراھیمکم وعیسیٰ کعیسیکم کما رواہ
الحاکم فی مستدرکہ ورواہ غیرہ بطریقٍ مختلفٍ وقال ابن عباس رضـ لوحدثتکم
بتفسیر ھذہ الآیۃ لکفرتم وکفرکم بتکذیبکم بہا انتھیٰ وینبغی ان یذکر
موسیٰ کموسٰکم لانہ من اولی عزم فھذا المثل تمثلٌ مثالیٌ اوجسمیٌ

فلاباس فی قول الذی نسب الی ابن عباس رضـ

ترجمہ منزہہ وموسعہ ومشبہہ یعنی در اشیائی بسیطہ کہ تنزیہ دادہ شدہ وتوسیع دادہ شدہ وتشبیہ دادہ شدہ
باینمعنی کہ مرتبہ مثال بخشیدہ شدہ اند در وہم دریکدیگر در شدن وباہم قطع نمودن یکدیگر را نیست الی ماشاء اللہ
تعالیٰ یعنی تا آنچہ کہ خواست خدا تعالیٰ ہست بتکلم آنہا کہ منزہہ وموسعہ ومشبہہ اند۔ وگاہی تشخص زائد را کردہ شود تشخص زائد
ماخذ پس مستجمع میشود۔ پس بدانکہ ہر آئینہ توسع بتعدد مثال وجسم چنانچہ لبعض اولیا را بطور کرامت است از قدرت او تعالیٰ پس
برای انبیا بطور اعجاز بااولویت است کہ وحدت تشخص زائد را منافی نباشد۔ پس باکی نیست در قولی کہ نسبت کردہ شدہ سوی
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما در تحت تفسیر آیت کریمہ کہ در سورۂ طلاق رکوع دوم ہست اللہُ الذی خلق سبع سمٰوٰتٍ
ومن الارض مثلھن الایہ سبع ارضین ش معنی مثلھن مر فی کل ارض نبی کنبیکم وش
کان مر اٰدم کاٰدمکم ونوح کنوحکم وابراھیم کابراھیمکم وعیسیٰ کعیسیکم یعنی خدائی است
آنکہ پیدا کرد او ہفت آسمان را واز زمین مثل آنہا یعنی ہفت زمین در ہر زمینی نبی است ہمچو نبی شما وہست آدم ہمچو آدم شما ونوح ہمچو
نوح شما وابراہیم ہمچو ابراہیم شما وعیسیٰ ہمچو عیسیٰ شما۔ چنانچہ این حدیث را حاکم در مستدرک خود روایت کرد۔ وروایت کرد او دیگران او
وگفت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لوحدثتکم بتفسیر ھذہ الآیۃ لکفرتم وکفرکم بتکذیبکم بہا انتھیٰ یعنی اگر
بیان کنم شما را تفسیر این آیت البتہ کافر شوید شما وکفر شما بتکذیب شما باشد باو۔ تمام شد قول حضرت ابن عباس رضـ در تفسیر آیت مذکورہ۔ وسزاوار
باشد کہ ذکر کردہ شد موسیٰ کموسٰکم یعنی موسیٰ ہمچو موسیٰ شما از آنکہ او علیہ السلام از اولی العزم است۔ پس این مثل تمثل مثالی یا جسمی است۔

ظهر كمالُ التوسعِ للمتمثِّل فلا للمتمثَّلِ وجودٌ مستقلٌ في المماثلة بل هو قائمٌ
بالمتمثِّلِ حدث منه وينبغي ظهور المثال والجسم على ما تحتَ مركزيتهم باولي
عزميتِهم مكلفاً وقع او غير مكلف لتعلقه بهم وجوباً والخمسةُ الممدوحةُ
من الانبياءِ اولي عزم محيطةٌ ما تحتَ مركزِها ومن سواها من الانبياءِ
من مركزٍ منها وفي السمٰوٰتِ ايضاً **ش** عطفٌ على في كلِ ارض **م** وان لم
تفهم وقوله رض على ما كشف عليه **ش** كما يشير اليه قوله رض ولو حدثتكم الخ
فلو كان تفسيرها على حديث النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لوجب عليه رض
اظهارهُ **م** فظنيٌ فلا يُحكم في العقائدِ وفي القول وجهٌ آخر ايضاً فاعلم ان
التشبيه يصدق في بعضِ وجهِ الذي مقصودٌ لا في كلِ وجوهٍ **ش** فالمشبه
لا يشبه بالمشبه به في كلِ وجوهٍ الا في وجهٍ مقصودٍ **م** ولا يظهر وجه مقصودٍ
في القولِ بدلالةِ الصراحة ولا بدلالةِ القرينة فالتشبيه محمولٌ على فهم
قائلِه وفي الزمانِ رجلٌ **ش** هو محمد قاسم النانوتوي **م** تكلم بوجودٍ مستقلٍ

ترجمہ که برای متمثل کمال توسع ظاهر شده است۔ پس برای متمثَّل ای آنکه مثال آمد یعنی صورت
مثالی را وجود مستقل نیست در مماثلت بلکه او قائم به متمثل است یعنی بمثال گیرنده که ازو حادث شده است۔ و سزاوار
باشد ظاهر شدن مثال وجسم برانچه که تحت مرکزیت شان است بسبب اولی عزمیت شان خواه آں ماتحت مکلف
واقع آمده یا غیر مکلف بنابر تعلق آں ماتحت بایشاں۔ که از روئی وجوب است۔ و ایں پنج ممدوحه از انبیاء که
اولی عزم اند محیط ماتحت مرکز خود اند۔ وہر که سوائے ایں خمسه ممدوحه از انبیا اند از مرکز ہماں پنج اند۔ ودر آسمانہا
نیز ظهور مثال وجسم است بنابر عطف بمجرد در ہر زمین اگرچه نفہمیدی۔ وقول او رضی الله تعالیٰ عنہما برانچه که برو
رضی الله تعالیٰ عنہما مکشوف آمد پس ظنی است که در عقاید حکم کرده نشود۔ چنانچه سوی قول او رض اشاره
میکند وَلَوْ حَدَّثْتُكُمْ۔ الخ۔ پس اگر تفسیرش بر حدیث نبوی صلعم بودے البته برو رض اظهارش
واجب آمدی۔ ودریں قول وجه دیگر ہم است۔ پس بدانکه ہر آئینه تشبیه صادق آید در بعض وجه آنکه
مقصود است نه در ہر وجوه۔ پس مشبه بمشبه به در ہر وجوه مشابه نشود مگر در وجه مقصود۔ ودریں قول وجه مقصود ظاہر
نمیشود بدلالت صراحت ونه بدلالت قرینه۔ پس تشبیه محمول باشد بر فهم قائل او۔ ودریں زمان مردے است که او محمد قاسم نانوتوی است و کلام کرده است

المماثلین لاولی عزمٍ ۔ وغرضه اثباتُ المثلِ لمحمدٍ نبی الله تعالٰی صلعم علٰی انه خاتم الانبیاءِ رتبةً لا زمانًا باستدلال الآیة الکریمة وَلٰکِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ الآیة والقولِ المذکور عن ابن عباسٍ رض فجاز وجودُ نبیٍ بعده صلعم واتبعه قومٌ فانه کُفِّرَ من علماءِ علّامةٍ من مکةِ المعظمةِ والهندِ ورُدَّ قوله بدلائلِ شرعیةٍ شکرالله تعالٰی سعیهم وجزاهم خیر الجزاءِ فاعلم ان ضمیرَ جمع المؤنث فی مثلهنّ یرجع الی السمٰوات فوجهُ التشبیه طباقٌ کما قال سبحانه سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا الآیة لا وجهٌ اُخر من اوصافٍ عرضیةٍ کوجود النجوم وغیرها فیها کما هو ظاهرٌ وذاتیةٍ کخلقها من حدیدٍ وغیره کما ورد فی الحدیث الشریف اِذ لا یصدق (ای وجه آخر) بداهة التشبیه وصراحةِ نصٍّ ولا یثبت فی طباق الارضین خلقةٌ مکلفةٌ وغیر مکلفةٍ من صراحةٍ قرآنیةٍ اِلّا غیر مکلفةٍ من صراحةٍ حدیثیةٍ

ترجمہ مماثلین برائی اولی عزم ۔ وغرض او اثبات مثل است برائی محمد نبی خداتعالٰی صلعم بریں بنا کہ او خاتم انبیاء ہست از روی رتبہ از روی زمان باستدلال آیت کریمہ کہ در سورہ احزاب رکوع پنجم است وَلٰکِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ه الآیه وبقول مذکور از ابن عباس رضی الله عنهما ۔ پس جائز شد وجود نبی بعد او صلعم ۔ و پیروی کرد او را قومی ۔ پس ہر آئینہ او تکفیر کردہ شد از علمای علّامہ از مکہ معظمہ وہند ۔ ورد کردہ شد قول او بدلائل شرعیہ کہ خداتعالٰی سعی شاں را مشکور فرماید و جزادہد شاں را جزائے بہتر ۔ پس بدانکہ ہر آئینہ ضمیر جمع مؤنث در مثلهن راجع می شود سوی سماوات ۔ پس وجہ تشبیہ طباق ہست چنانچہ فرمود سبحانہ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا الآیہ یعنی ہفت آسمانہا طبق بر طبق یعنی تہ بتہ ۔ نہ وجہ دیگر از اوصاف عرضیہ چوں وجود نجوم وغیرہ کہ دروست چنانچہ او ظاہر است ۔ ونہ از اوصاف ذاتیہ چوں خلق او از حدید وغیرہ در حدیث شریف وارد آمد ۔ از آنکہ وجہ آخر بداہت تشبیہ وصراحت نص صادق نیاید ۔ ونہ ثابت می شود وجہ تشبیہ در طباقِ زمینہا خلقت مکلّفہ وغیر مکلفہ از صراحت قرآنیہ مگر غیر مکلّفہ از صراحت حدیثیہ ✦

وَمَنِ ادَّعَا بِالمِثْلِيَّةِ بَعْدَ اِثْبَاتِ خَتْمِ الرُّتْبَةِ فَكَيْفَ اِذِ الخَتْمُ وَصْفٌ
مَانِعٌ فَالخَاتَمُ لَا يَشْتَرِكُ فِي الصِّفَةِ غَيْرُهُ وَاِذَا اُثْبِتَ خَتْمُ الرُّتْبَةِ
وَالكَلَامُ فِي الظُّهُورِ فِي عَالَمِ الشُّهُودِ فَعَلَى التَّرْتِيبِ الضَّرُورِيِّ
فَكَيْفَ لَا يَثْبُتُ زَمَانًا وَفِي مَعْنَى خَاتَمِ النَّبِيِّينَ بِكَسْرِ التَّاءِ اَوْ فَتْحِهَا اَجْمَعُوا
السَّلَفُ مِنْ اَهْلِ سُنَّةٍ وَجَمَاعَةٍ عَلَى اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ تَوَافُقًا بِالاَحَادِيثِ
الشَّرِيفَةِ وَادَّعَا بِمِثْلٍ (اى الرجل المذكور) اضافى **ش** اے جامعية المثل بمثله مجازًا
م وافترق بمثل حقيقي وحرز نفسه عما **ش** اى كفر **م** بقول
مثل حقيقي بزعمه وما فهم ان المماثلة باضافة لا
بحقيقة اذ هى **ش** اى المماثلة بحقيقة **م** ممتنعة
فكيف التحرز والله تعالى اعلم بالصواب +
اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة
وعلى جماله كما تحبه وترضاه وشفعه
فينا وترحمنا به

ترجمه وہر کہ دعوی کرد بمثلیت بعد اثبات ختم رتبہ پس چگونہ است۔ از انکہ ختم وصف مانع است پیغام سفتی است کہ غیر او دریں صفت مشترک نمی شود۔ وہرگاہ کہ ختم رتبہ ثابت کردہ شد حال آنکہ کلام در ظہور است در عالم شہود پس بر ترتیب ضروری است پس چگونہ از روی زمان ثابت نہ شود۔ ودر معنی خاتم النبیین بکسر تا یا بفتح تا اجماع کردند سلف از اہل سنت وجماعت برانکہ ہر آئینہ شان اینست کہ بعد او نبی نیست از روی توافق بہ احادیث شریفہ۔ ودعوی کرد شخص مذکور بمثل اضافی یعنی جامع شدن مثل بمثل خود از روی مجاز۔ وافتراق نمود یعنی جدا شدہ از دعوی بمثل حقیقی۔ ونگاہداشت نفس خود را از کفر بقول مثل حقیقی بزعم خود ونہ فہمید کہ مماثلت باضافت است نہ بحقیقت از انکہ مماثلت بحقیقت ممتنع است پس چگونہ است تحرز یعنی نگاہداشتن خود را۔ واللہ تعالے اعلم بالصواب + یعنی خداے برتر داننده تر است بصواب اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى جماله كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به یعنی خدایا درود وسلام بفرست بر محمد کہ نبی رحمت است وبر جمال او چنانچہ تو او را دوست داری واز او خوشنودی وشفیع کن او را درمیان ما ورحمت فرما بو ما را بہ

ذکر کیفیت تعظیم[16] و ادب و محبت حضرت حبیب الرحمن صلعم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ÷ تعظیم و ادب و حق و محبت بر صفہا ش و صفِ محبۃ آنست کہ نخواہد غیر محبوب را م آنحضرت صلعم بمعرفتِ صحیحہ نبوتش صلعم بوجہ تعالیٰ واجب است و بجا آوردنش از امکان بیرون لیکن تا تواند بجا آورده مستغفر باشد **قولہ تعالیٰ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ** ترجمہ ایں پیغمبر بہتر است بہر مومن از نفوسِ ایشاں بدلالت الف و لام استغراق تو افقاً باولویۃ مطلقہ ثابتہ در ہر وجہ مقصود تفصیل بمعانی ولایت عامۃ الاختصاص صراحتاً و اقتضاءً التزاماً

ترجمہ

ذکر حضرت[17] حبیب الرحمن صلعم کی تعظیم و ادب اور محبت کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ÷ یعنی ہم تعریف کرتے ہیں خدا کی اور اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور ہم درود پڑھتے ہیں اسکے رسول پر جنکا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور ان سے شفاعت کے طالب ہیں۔ اور ان کی آل اور ان کے اصحاب اور انکے سارے پیروؤں پر درود پڑھتے ہیں۔ آنحضرت صلعم کی تعظیم اور آپ کا ادب اور آپ کا حق اور آپ کی محبت جیسا محبت کا وصف ہے کہ غیر محبوب کو یعنی محبوب کے سوا غیر کو محبت نہیں چاہتی ہے۔ آپ کی نبوۃ کی صحیح معرفت کے ساتھ خاص اللہ کی وجہ میں واجب ہے۔ اور اسکا ادا کرنا امکان سے باہر لیکن جہاں تک ہو سکے بجا لا کر استغفار پڑھتا رہے۔ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ کا سورہ احزاب بارھویں رکوع میں **اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ** یعنی یہ پیغمبر بہتر ہے ہر مومن کے لیے ان کے نفسوں سے۔ اس آیت سے مطلق اولویت ثابت ہے نبی صلعم کو ہر وجہ میں ہر مومن پر کسی قسم خاص اولویت اور بہتری کی قید نہیں۔ اس دلیل سے کہ الف لام استغراق کا کل مومنین کے نفسوں کو بطور توافق و موافقت اس اولویت میں مستغرق ہو کر۔ پس ہر وجہ تفصیل میں کہ مقصود ہو لفظ ولایت کے عام معنوں کے اعتبار سے جو لغت میں قربت تکفل خلت مالکیت تصرف اور نصرت وغیرہ کے ساتھ مخصوص ہیں اس نبی کو صراحتاً و منطوقاً حاصل ہے اور اقتضاءً التزام یعنی لازم ہو جانے کے تقاضے سے ہر مومن کے لیے اسکے نفس سے بہتری حاصل ہے

ش چنانچہ در تفسیر کریمہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ہ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ہ در ذکر کیفیت الرسالۃ والنبوۃ والولایۃ والاعجاز والکرامۃ والاستدراج والاستعانۃ ومافیہا مع مطالبِ اُخرٰی مذکور است ؎ ایں دعویٰ متضمن دلیل است ای چوں ایں نبی از ما اولیٰ است پس او از ما اولی است واز غیر ما بما اولیٰ تر است +

تنبیہ از نجاری آنست کہ گفتند در امور دنیویہ بمصلحت خود از رسول صلعم دانا تر اند العیاذ باللہ تعالیٰ منہ بدلیلِ حدیث شریف در صحیح مسلم در کتاب الفضائل باب وجوب امتثال ما قال شرعا دون ما ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم من معایش الدنیا علی الرائی عن ھشام عن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ وعن ثابت عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر بقوم یلقحون فقال لو لم تفعلوا لصلح قال فخرج شیصا فمر بھم فقال ما لنخلکم قالوا قلت کذا وکذا قال انتم اعلم بامر دنیاکم الحدیث

ترجمہ جیسا ذکر کیفیت رسالت ونبوت وولایت واعجاز وکرامت واستدراج میں اور جو کچھ اسمیں ہے مع اور مطالب کے اس آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ہ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ہ کی تفسیر میں مذکور ہے جو سورہ مائدہ کے آٹھویں رکوع میں ہے۔ اور یہ دعوے قول خدا تعالیٰ متضمن دلیل ہے کہ دلیل اسکے ضمن میں موجود ہے اس طرح کہ جب یہ نبی ہمسے اولیٰ ہے تو ہمسے ہمارے سے بھی اولیٰ ہے یعنی جیسے ہمکو اپنے نفس سے قربت وخلت وتعشق وغیرہ حاصل ہے اُن سب میں نبی کو ہمارے نفس سے اولویت حاصل ہے۔ اور ہر ہمارے ساتھ کی شے سے جسکو ہم سے نسبت حاصل ہے اُس نسبت میں ہمسے ہمارے نبی کو اولویت ہے۔ پس ہمارے غیر سے ہماری نسبت اولیٰ تر ہے۔ یہاں ابیات کا رد بھی ہے جنھوں نے کہا کہ دنیوی کاموں میں اپنی مصلحت میں رسول اللہ صلعم سے وہ زیادہ دانا ہیں۔ خدا کی پناہ ایسے خیال سے یا خدا بچائے اس سے انکی دلیل بحدیث شریف ہے جو صحیح مسلم میں کتاب الفضائل کے اُس باب میں ہے جسمیں اُن چیزوں کی بجا آوری واجب ہونے کا بیان ہے جسکو آپنے شرعی ہونا ارشاد کیا نہ اُن چیزوں کی جنکو دنیا کے معایش یعنی اسباب زندگی سے حضور صلعم نے علی الرائی ذکر کیا یعنی میری رائے یہ ہے۔ کہ روایت ہے ہشام سے انکو عروہ سے انکو انکے باپ سے انکو حضرت عائشہ سے۔ اور روایت ہے اسی حدیث کی حضرت ثابت سے انکو حضرت انس سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ایک قوم کے پاس کہ پیوند لگاتے تھے درخت خرما کے باہم نر و مادہ میں تو فرمایا آپنے اگر نہ کروگے تم تو البتہ درست ہو جائینگے۔ کہا راوی نے پھر نکلا خراب یعنی چھوارا سوکھکر ردی ہوگیا۔ پھر گذرے حضور صلعم اُن پاس اور کہا تمھارا خرما کا کیا حال ہے تو انھوں نے کہا آپنے ایسا ایسا فرمایا تھا۔ فرمایا آپنے تم تمھارے دنیا کے کاموں کو بہتر جانتے ہو یعنی کہ دنیا کے کاموں میں بہتر دانا ہو۔ اور اسی قسم کی ایک حدیث دوسرے طریقہ سے دوسرے الفاظ میں ذکر کیفیۃ ہ کے آخر میں مذکور آئی ملاحظہ ہو +

بیان رد ابیات کا کہ وہ دنیوی امور میں اپنی مصلحت میں حضور صلعم سے زیادہ دانا ہیں
دلیل حدیث سے حالانکہ حدیث مقابل نص یعنی مؤول ہوگی مع بیان تاویل +

پس ماں ماؤل باشد در وجہی بعد ایں ثبوت باید دانست در آنتم اعلم مفضل علیہ بعدم ذکرش عام است و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کثیر العلم در ہر وجہ از ہمہ عالم است از انکہ تعلیم کردہ شد علم اولین و آخرین و ما لم یکن یعلم و دانا تر است بقرآن مجید آنکہ نیست رطب و یابس مگر دراں و اعجاز نبی غیرش را در ہر وجہ متقابل است و فضل نبی بر غیرش در ہر وجہ متقابل مستثنیٰ است ازیں عموم ورنہ اعتقاد بہتر در ہر وجہے از پیغمبر لازم فضل متقابل منافی فضل کلی و اعجاز پیغمبر است پس حاصلش اینکہ شما دانا تر اید یکی از دیگرے در امر دنیا لاحق بشما فضلاً من وجہ چنانکہ گفتہ شد ناداں بکار خود ہشیار و مرخص نتواں شد دراں کہ امر فرمود صلعم قال اللہ تعالیٰ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ط ظنون آنست کہ حضرت رحمۃ عالم صلعم تشدد بایشاں نفرمود از انکہ واقف نباشند از تفصیلات عقاید و تالیف فرمود رحمۃ از انکہ متشدد مبعوث نشد۔

ترجمہ بعض ثابت ہونے اولویت و بہتری کے یہ حدیث تاویل کی جاوے گی کسی وجہ میں۔ معلوم ہو کہ لفظ حدیث اَنْتُمْ اَعْلَمُ صیغہ اسم تفضیل ہے اس کا مفضل علیہ بسبب مذکور نہ ہونے کے عام ہے کیونکہ معلوم نہیں اس علم میں مخاطب کو کس پر فضیلت دی گئی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عموم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ آپ کا علم کثیر ہے ہر وجہ میں تمام عالم سے لہذا ہر وجہ میں آپ سب سے زیادہ عالم ہیں اسلیے کہ اگلوں اور پچھلوں کا علم اور مَا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُ یعنی جو نہ جانتے تھے۔ وہ سب سکھلائے گئے ہیں۔ اور قرآن مجید کے خوب جاننے والے ہیں کہ کوئی تر و خشک ایسا نہیں ہے جو اسمیں نہ ہو یعنی ہر شے کا بیان اس میں ہے تو آپ سب کے عالم ہیں۔ اور نبی کا اپنے غیر کو عاجز کرنا ہر وجہ میں متقابل ہے۔ پس نبی کی فضیلت اُسکے غیر پر ہر وجہ میں متقابل ہے ورنہ پیغمبر صلعم سے بہتر کا اعتقاد ہر وجہ میں متقابل کی فضیلت کا لازم کرنے والا ہے جو منافی ہے فضل کلی اور اعجاز پیغمبر کا۔ پس حاصل آخر فقرہ حدیث کا یہ ہے کہ تم دنیا کے کاموں میں جو تمکو لاحق ہیں آپسمیں ایک دوسرے سے کسی نہ کسی وجہ میں زیادہ دانا ہو جیسا کہا گیا ہے ناداں بکار خود ہشیار یعنی نادان بھی اپنے کام میں ہوشیار ہے۔ اور جسمیں کہ حضور صلعم نے حکم فرمایا بجز تعمیل رخصت نہیں ہو سکتی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ یعنی نہیں ہے کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کے لیے جبکہ حکم جاری ہو جاوے اللہ اور اسکے رسول کا یہ کہ ان کو اُن کے کام میں کچھ اختیار ہو یعنی بعد اجرائے حکم اللہ و رسول کے مومنین کو بجز تعمیل کوئی اختیار نہیں رہتا۔ گمان یہ ہے کہ حضرت رحمت عالم صلعم نے اُنپر تشدد نہ فرمایا کیونکہ وہ عقاید کی تفصیلات سے واقف نہ ہونگے بلکہ براہ رحمت تالیف فرمائے اسلیے کہ آپ سخت و شدید نہیں پیدا ہوئے +

وتواند شد کہ ورود ایں حدیث قبل نزولِ کریمہ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ الخ باشد واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب پس در حقوقِ خودش صلعم غالب باشد از حقوقِ خود تاں بہمہ گر در ہر وجہ ازیں جا است ہر قدر کہ در محبت اکمل است در محبوبیۃ افضل پس تا او صلعم در ہر وجہ از ہمہ محبوب تر نباشد حقِ محبتِ او صلعم موفیٰ نتواند شد فرمود صلعم وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَّفْسِہٖ وَمَالِہٖ وَوَلَدِہٖ وَوَالِدَیْہِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ صحیح بخاری است ازینجا کہ عرض داشت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا ثَلٰثٌ اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّفَقَةُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنْ تَکُوْنَ بِنْتِیْ تَحْتَ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وقولہ تعالیٰ وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِہِمْ عَنْ نَّفْسِہٖ الآیۃ ترجمہ نباید کہ میل کنند بنفسہائے خود یعنی حقوق نفوسِ خود از نفسِ او صلعم یعنی تجاوز از حق نفسِ او صلعم ✤ ومنجملہ مقاصدِ ایں کریمہ مناسب اینجا ہمیں است ومنافعِ محبت با رسول مقبول صلعم از کریمہ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمْ لَا یُصِیْبُہُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَطَؤُوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْکُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ

ترجمہ اور ممکن ہے کہ اس حدیث کا ورود اس آیتِ کریمہ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ الخ کے نازل ہونے سے پہلے ہوا اور خدائے تعالیٰ درستی کو زیادہ جاننے والا ہے۔ پس خود تمہارے آپس کے ہر وجہ کے حقوق سے خود اپنے حقوق میں حضور صلعم غالب ہوں گے۔ پس یہیں سے ہے کہ جسقدر جو محبت میں کامل تر ہے محبوبیت میں افضل ہے۔ پس جب تک حضور صلعم ہر وجہ میں سب سے محبوب تر نہ ہوں گے آپ کی محبت کا حق پورا ادا نہ ہو سکے گا جیسا صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا حضور صلعم نے قسم ہے اُس ذات کی کہ میری جان اُسکے ہاتھ میں ہے نہیں مومن ہوگا کوئی تمہارا جبتک کہ میں اُسکی جان اور اُسکے مال اور اُسکی اولاد اور اُسکے والدین اور سب آدمیوں سے زیادہ اُسکو محبوب نہ ہو جاؤں۔ اور یہی وجہ ہے کہ عرض کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب ہو گئیں مجکو دنیا سے تین چیزیں ایک دیکھنا روئے مبارک رسول اللہ صلعم کا۔ دوسری خرچ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ تیسری یہ کہ میری بیٹی ماتحت حکم رسول صلعم ہوئی۔ اور فرمانا خدائے تعالیٰ کا سورۂ توبہ رکوع پندرہ میں وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِہِمْ عَنْ نَّفْسِہٖ الآیہ اور نچاہیے کہ میل کریں اپنے نفسوں کی طرف یعنی اپنے نفسوں کے حقوق کی طرف حضور صلعم کے نفس سے تجاوز کر کے یعنی حضور صلعم کے نفس کے حق سے بڑھکر مطلب یہ کہ اپنی جانوں کو آپکی جان سے زیادہ نہ چاہیں۔ اور اس آیت کریمہ کے مقاصد میں سے یہاں کے مناسب یہی ہے۔ اور رسول مقبول صلعم کے ساتھ محبت کے فائدے اس آیت کریمہ سے واضح ہیں جو سورۂ توبہ رکوع پندرہ میں ہے ذٰلِکَ بِاَنَّہُمْ لَا یُصِیْبُہُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَطَؤُوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْکُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا کُتِبَ لَہُمْ بِہٖ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ یعنی یہ اسلئے کہ نہیں پہنچتی ہے انکو پیاس اور نہ محنت اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور نہیں قدم رکھتے ہیں یعنی نہیں پاؤں پھیرتے ہیں کہ غصہ ہوں کافر یعنی کافروں کو غصہ میں لاویں

قول حضرت صدیق بر غلبہ حقوق حضرت صلعم بر قلب محبت و ایمان بر ہمہ اشیا

تفسیر کریمہ ولا یرغبوا بانفسہم عن نفسہ الآیہ

مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا کُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ واضح و قوله تعالیٰ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ترجمہ تحقیق ما فرستادیم ترا گواہ و مژدہ دہندہ برحمت و نعمت خدای منعم و شفاعت خود و ترسانندہ از عذاب خدای منتقم۔

تنبیہ باید دانست مفعول ثانی **ش** اے مرسل الیہم ارسلنک کہ ہماں مفعول شاہد و مبشر و نذیر کہ صفت مفعول مخاطب است بحذفش توسیع عموم مفعول مفید عظمت و فضلش صلعم است و کیفیۃ این عموم اللہ تعالیٰ دانا است و ہر کہ دانشش بخشیدہ شود و باید دانست کہ لتؤمنوا متعلق ارسلنا بسبب مفعول مخاطب نتواند شد پس بضرورت اقتضاء لتؤمنوا متعلق بہ ربط نظمی مناسب مقدر است کہ از فصاحت و بلاغت است ازینجا است کہ فرستادیم محمد را صلعم شاہد و مبشر و نذیر بحال شما از بہر گرویدن شما بخدای یگانہ و یکتا و برسول او تعالیٰ ختم الانبیاء و قوت دادن شما مر او را صلعم چنانکہ طمانینت دہد باخلاص شما در حق اللہ تعالیٰ و ہم حق رسول صلعم تعظیماً له صلعم **ش** بر دلالت توقروہ ازینجا رفع اشتباہ آنست کہ شاید آنحضرت صلعم

تفسیر قوله تعالیٰ انا ارسلنک شاهدا و مبشرا و نذیرا الآیۃ

ترجمہ اور نہ دشمن سے کوئی چیز چھینتے ہیں مگر لکھا جاتا ہے اسپر انکو نیک عمل بیشک اللہ نہیں کھوتا حق نیکی والوں کا۔ اور فرمایا خدا تعالیٰ کا سورہ انا فتحنا رکوع اول میں اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا یعنی بیشک بھیجا ہے ہمنے تمکو گواہ اور بشارت دینے والا رحمت اور خدا و نعم کی نعمت کا اور اپنی شفاعت کا اور ڈرانیوالا خدای منتقم یعنی بدلا لینے والے کے عذاب سے۔ **تنبیہ** معلوم ہو کہ صیغہ ارسلناک کی جسکا مفعول ثانی مرسل الیہ یعنی جسکی طرف رسول بھیجا۔ اور شاہد اور مبشر اور نذیر کہ ضمیر مخاطب مفعول بہ کے صفات میں انکا بھی ذی مفعول ہے اپنے محذوف ہونیکے سبب مفعول کے عام ہونیکی وسعت دیرہا ہے۔ اور یہ توسیع حضور صلعم کی عظمت و فضل کو مفید ہے۔ اور کیفیت اس عموم کی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور جسکو اسنے اسکی سمجھ بخشی ہو۔ اور معلوم ہو کہ لتؤمنوا متعلق ارسلنا کا بسبب مفعول مخاطب کے نہیں ہوسکتا ناچار اسکے خاص متعلق ہے کہ تقاضہ کی ضرورت کے سبب متعلق بہ کیلیے کوئی نظم مناسب معنی بہ جو فصاحت و بلاغت کا سبب ہے۔ پس یہاں یہ مطلب و معنی ہوے کہ ہمنے محمد صلعم کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا بھیجا تمہارے حال کے موافق تمہارے گرویدہ ہونیکے واسطے یگانہ و یکتا خدا کے ساتھ اور اسکے رسول ختم الانبیاء کے ساتھ۔ اور تمہارا خاص حضور صلعم کو قوت دینا اسطرح کہ تمہارے اخلاص سے تسلی حاصل ہووے وہ اخلاص کہ اللہ تعالیٰ کے حق کی بابت ہو اور رسول صلعم کے حق کی بابت بھی آپ کی تعظیم کے لحاظ سے و آپ کی امتیاج کے۔ اسلیے کہ توقروہ کی دلالت تعظیم و ادب کی مقتضی ہے۔ پس یہاں سے یہ شبہ بھی کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

تفسیر آیۃ انا ارسلنک شاهدا و مبشرا و نذیرا الآیۃ دلیل تعظیم و ادب حضور صلعم

احتیاج بخلق دارند چہ آنحضرت صلعم از احتیاجِ غیر خدای عز وجل مستغنی است **شعر**

منّت منہ کہ خدمتِ سلطاں ہمیکنم + منّت بدار اینکہ بخدمت بداشتت ه

وبزرگ داشتن شما مر اورا صلعم بوقارِ رسالت وصفاتِ او صلعم در حق الله تعالیٰ وہم حقِ نفسِ او صلعم باید دانست رجوعِ ضمیر متصل در تعزروہ وتوقروہ بحضرت صلعم است بدلالت وقفِ مطلق والا وقف جل پس وصل باشد وحال آنکہ فصل ثابت است وایں ابتلا تعزروہ وتوقروہ غیر موقت است وضا بنا بر عدم توقیت لتومنوا باستمرار معنی مصدر ومضارع معطوف علیہ وباعث توقیر یعنی رسالت ودر عدم توقیت لتومنوا وتوقیت تعزروہ وتوقروہ حجتی بالخصوص نتواں آورد وبجا نا وردن توقیر کفر است بلزومِ استخفافِ رسولِ معظم بوقارِ رسالت وصفاتش صلعم بخلاف تعزیر کہ لازم استخفاف نیست وتائیدی بریں بقوله تعالیٰ است فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ترجمہ پس لیکن آنانکہ گرویدند باو صلعم وقوت طمانینت دہ دانند او را صلعم باخلاص خود ما ومدد کردند او را صلعم در حق الله تعالیٰ وحق نفس او صلعم

ترجمہ خلق کی احتیاج سے دور ہوگیا کیونکہ آنحضرت صلعم غیر خدای عز وجل کی احتیاج سے مستغنی ہیں **شعر** چاکری کرنیکا احساں مت جتا + شکر کر سلطاں نے چاکر کر لیا + اور تمہارا آنحضرت صلعم کو بزرگ رکھنا آپ کی رسالت اور آپ کی صفات کے وقار وعزت کے سبب حق اللہ کی وجہ میں ہے اور آپکے بھی حق نفس کی وجہ میں صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہو کہ تعزروہ اور توقروہ کی ضمیر متصل کا رجوع حضرت صلعم کی طرف ہے کیونکہ آگے اسکے وقف مطلق ہے جو بالکل تو قیر پر دلالت کرتا ہے۔ اور اگر ضمیر کا رجوع اللہ کی طرف کیا جائے تو وصل ہوگا وقف جل ٹھہریگا حالانکہ وقف مطلق فصل کو ثابت کرتا ہے پس لا محالہ رجوع ضمیر کا رسالت کی طرف ہے تاکہ فصل ثابت ہو اور اسی لیے وقف مطلق ہے۔ اور یہ ابتلا اور آزمایش تعزروہ اور توقروہ یعنی مدد اخلاص وادب کی جو بسبب حکم فرض ہے غیر موقت ہے کہ مقید وقت نہیں اسلیے کہ لتومنوا میں بسبب معنی مصدری کے استمرار ہے اور اسکا معطوف علیہ مضارع ہے کہ وہ بھی بذات خود اور باعتبار عطف مستمر ہے۔ اور سبب توقیر جو رسالت ہے اسمیں بھی استمرار ہے لہذا تینوں بوجہ استمرار مقید وقت نہیں۔ اور لتومنوا کے موقت نہ کرنے اور تعزروہ اور توقروہ کے موقت کرنیکے لیے کوئی خاص دلیل وحجت نہیں لا سکتے اور حضور صلعم کی توقیر کا بجا نہ لانا کفر ہے کیونکہ رسول معظم کو وقار رسالت اور آپکے صفات کے مقابل میں عدم توقیر میں استخفاف رسالت لازم ہے بخلاف تعزیر کے کہ اسمیں استخفاف لازم نہیں۔ اور اسکی تائید اس قول اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ پس لیکن جو لوگ کہ آپکے ساتھ گرویدہ ہوگئے اور انھوں نے آپکو اپنے اخلاص سے تسلی دینے والی قوت دی یعنی اپنا اخلاص ظاہر کرکے آپ کے اطمینان کو قوی کردیا اور آپ کی امداد کی یہ سب خدا تعالیٰ کے حق کی وجہ میں اور آپ کی جان کی حق کی بابت

تطوعاً و پیروی کردند نورے راکہ فرود آوردہ شد یعنی قرآن مجید باو صلعم **مش** متعلق پیروی کردند
هم انقیاداً در ہماں حق اللہ تعالیٰ و حق نفس او صلعم عموماً ہماناں آنند فلاح یابندگان ۞ باید
دانست کہ قرآن مجید متبع متوان شد مگر باو صلعم و مفید تمیز تطوع و انقیاد عطف است ورنہ اہمال
باتحاد اتبعوا و معہ متعلق اتبعوا است بقرب معنوی و اقتضائی فعل مفعول ثانی را نہ انزل چہ
صلۂ علی و الیٰ را خواہد نہ مع را و الا تخصیص نزول محقق حکم نبوت لازم تقدم رتبی باو صلعم بحکم
ثبوت معینہ در ثابتین و تبع عوارض دون ما قامت بہ نتواند شد **توضیح** باید دانست نزول
متقدم زمانی مقابل نزول متاخر زمانی است پس نزول متقدم زمانی محقق حکم نبوت نیست مگر
نزول متاخر زمانی پس نزول متاخر زمانی نزول متقدم رتبی است و نزول متاخر رتبی نیز
پس نزول متقدم رتبی محقق حکم نبوت است و نزول متاخر رتبی محقق استعداد نبوت پس
ایں باید دانست ثابتین بے احتیاج یک بدگر در وجہ ثبوت در زمان معیت ہستند۔

ترجمہ براہ تطوع یعنی شوق و خوشی سے ۔ اور انھوں نے اس نور کی پیروی آپ کے ساتھ بھی براہ انقیاد یعنی
تابعداری سے ۔ جو اتارا گیا یعنی قرآن مجید عام اُسی حق کے بابت جو اللہ تعالیٰ کا ہے اور آپ کی جان کا ۔ یہی لوگ ہیں کہ
فلاح پانے والے ہیں ۔ معلوم ہو کہ قرآن مجید جو متبع ہے پیروی نہیں کیا جا سکتا مگر آنحضرت صلعم کے ساتھ ۔ اور تطوع اور
انقیاد کے تمیز ہونے پر عطف جملہ فائدہ دے رہا ہے ورنہ اتبعوا کے اتحاد میں اہمال واقع ہوگا ۔ اور معہ متعلق اتبعوا کا ہے
معنوی قربت کے سبب اور فعل اتبعوا کے مفعول ثانی کو چاہنے کے سبب نہ انزل کا کیونکہ یہ فعل صلۂ علیٰ اور الیٰ کو چاہتا ہے نہ مع کو
ورنہ انزل معہ میں تخصیص نزول کی کہ حکم نبوت کی محقق لازم تقدم رتبی ہے بحکم ثبوت معینہ ثابتین میں حضور صلعم کے ساتھ خاص
نہ ہو سکے گی اور بغیر ما قامت بہ تبع عوارض نہ ہو سکے گا ۔ حاصل یہ کہ آیت مذکورہ فالذین الخ میں اگر لفظ معہ متعلق اتبعوا
نہ کیا جائے گا تو اول یہ قباحت لازم آئیگی کہ وہ نور جسکی اتباع کا حکم ہے یعنی قرآن مجید بغیر آنحضرت صلعم کے کیسے پیروی کیا جا سکتا ہے علاوہ
اتحاد اتباع پر جملہ کے عطف ہونے سے تطوع اور انقیاد کی تمیز ہو رہی ہے کیونکہ بغیر شوق و رضا اور تابعداری پیروی نہیں ہوگی ۔ سوم
اتباع کو آپکی معیت کے ساتھ معنوی قرابت ہے کیونکہ یہ مفعول ثانی کا خواہشمند ہے جو اس سے یعنی معہ سے بہتر نہیں ہو سکتا ۔ نہ لفظ معہ انزل
کا متعلق ہے اسلیے کہ اسکا صلہ علیٰ یا الیٰ آتا ہے نہ مع ۔ سوم اگر معہ کو اتبعوا کے متعلق نہ کرینگے تو تخصیص نزول کی حضور صلعم کے ساتھ
نہ ہو سکے گی کیونکہ تخصیص حکم نبوت کی محقق اور ثابت کرنیوالی ہے اور تقدم رتبی کو لازم ہے ۔ اور یہ دونوں ثابتین یعنی محقق حکم نبوت اور تقدم
رتبی ثبوت معیت کے حکم میں ہیں یعنی اپنی وجہ ثبوت میں بغیر احتیاج ایک کے دوسرے سے خود زمان معیت میں ہیں چنانچہ اسکی تشریح توضیح الحق میں آتی ہے ۔ چہارم عوارض بھی
بغیر متبوع کے تابع ہو کیسے ثابت ہوگا کیونکہ قیام عوارض بغیر ما قامت بہ یعنی جسکے ساتھ وہ قائم ہوں اسکے بدون نہیں ہو سکتا تو بغیر ما قامت بہ تبع عوارض بھی
نہ ہو سکیگا ۔ **توضیح** معلوم ہو کہ نزول متقدم زمانی مقابل ہے نزول متاخر زمانی کا ۔ اور نزول متقدم زمانی محقق حکم نبوۃ نہیں ہے بلکہ نزول متاخر زمانی محقق حکم
نبوت ہے اسلیے کہ حکم نبوت نزول وحی سے ثابت ہوگا تو لامحالہ نزول متاخر ہوگا نبوت سے لیکن چونکہ حکم نبوت کا محقق نزول ہے لہذا نزول کو تقدم رتبی حاصل ہے
پس نزول متاخر زمانی نزول متقدم رتبی ہے اور نزول متاخر رتبی بھی ۔ اور نزول متقدم رتبی محقق حکم نبوۃ ہے ۔ اور نزول متاخر رتبی محقق استعداد نبوۃ ۔ اسکے بعد

وتحقیقِ حکمِ نبوة باحتیاجِ نزولِ متقدمِ ربّی است وسخن درہمین است **متن** نہ در تحقیقِ استعدادِ نبوة

کہ بجائی خود بنابر نزول ثابت است و دریجا مقصود **ھ** پس معیتِ منزل تحقق حکم نبوة نتواند شد مگر

محقق غیر اولو العزمی و دراینجا اولو العزمی مراد است انتہی وازانجا کہ سرانجام امر بفعل موقوف اتباعِ

رسول است اتباعِ کتاب دون الرسول صورت نہ بندد و اتباعِ کتاب استقلالاً مخالف کتاب است

قال سبحانہ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ الآیہ وعموم مفعولین اُنْزِلَ در

ضمنِ اتباعِ رسول اللہ تعالیٰ صلعم مشیر اجتماعِ کل ملتِ متبوع معہ با فائدہ فضل او است **متن** اے

رسول اللہ تعالیٰ وملتش صلعم **ھ** ولطیفۂ تلمیح دوام از معہ بقولِ قائل بتعلقِ اُنْزِلَ مشیرِ دوام

نزول ست وآن باطل وبتعلقِ اِتَّبَعُوا مشیرِ دوامِ تبع است وآن مشتمل تقریر ولیکن تلمیح دوام از

معہ صحت ندارد **متن** چہ معیت در ثابتین مقتضی دوامِ ثبوتِ معیت نیست **ھ** فکیف **متن**

اشارت دوام **ھ** ازینجا پیدا است کہ صحتِ ایمان در تطوع وانقیادِ اوامر ونواہی ومرخصات

در تبع او است صلعم وفلاح متعلق بآن وقولہ تعالیٰ

ترجمہ اور تحقیق حکم نبوة کی اور اسکا اثبات نزولِ متقدم ربّی کی احتیاج کی بنا پر ہے یعنی حکم نبوة کو اپنی تحقیق واثبات میں نزولِ متقدم ربّی کی احتیاج ہے اور کلام اسی میں ہے نہ تحقیق استعداد نبوة میں کلام ہے اسلیے کہ تحقیق استعداد نبوة بجائے خود بسبب نزول ثابت ہے کیونکہ اگر استعداد نبوة نہ ہوتی تو نزول وحی کیسے ہوتا اور بے استعداد بار وحی کا متحمل کیونکر ہو سکتا اور یہاں پر یہ مقصود کلام نہیں ہے بس معیت منزل تحقق حکم نبوة نہیں ہو سکتی یعنی کتاب خدا کا نبی کے ساتھ ہونا نبوة کا محقق نہیں ہو سکتا بلکہ حکم نبوة کا محقق نزول متقدم ہوگا ہاں البتہ منزل کا نبی کے ساتھ ہونا نبی کے غیر اولو العزم ہونیکو ثابت کر دیگا حالانکہ یہاں نبی کا اولو العزم ہونا مراد ہے بس معیت محقق غیر اولو العزمی ہے اور یہاں اولو العزمی مراد ہے انتہی۔ اور چونکہ حکم کا سرانجام فعل کے ساتھ رسول کی پیروی پر موقوف ہے اور پیروی کتاب کی بغیر رسول کے صورت نہیں حاصل کر سکتی۔ اور مستقل کتاب کی پیروی مخالفِ کتاب ہے کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ نساء رکوع آٹھ میں اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ الآیہ یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور صاحب امر کی تم میں سے اور اُنْزِلَ کے ہر دو مفعولوں کا عام ہونا رسول اللہ تعالیٰ صلعم کے اتباع کے ضمن میں اشارہ کر رہا ہے کہ آپکی ملت متبوعہ کے ساتھ تمام ملتوں کا اجتماع آپکے ہمراہ ہے اور معیت آپکی اور آپکی ملت کی فضیلت کا فائدہ بھی یہ ہے کہ آپکی اور آپکی ملت کے تحت میں علاوہ آپکی ملت متبوعہ کے تمام ملتیں مجتمع ہیں اور آپکی نبوة ورسالت جامع تمام انبیاء اور رسولوں کی نبوة ورسالت کی ہے اور لطیفہ تلمیح دوام جو معہ سے اُنْزِلَ کے تعلق کے سبب قائل کے قول کے موافق دوام نزول کا مشیر ہے وہ باطل ہے۔ اور اتبعوا کے تعلق کے سبب معہ دوام تبع کا مشیر ہے اور مشتمل تقریر ہے۔ ولیکن معہ سے تلمیح دوام کی صحت نہیں ہوتی کیونکہ معیت ثابتین میں ثبوت معیت کے دوام کی مقتضی نہیں ہے یعنی معیت کا دو ثابت میں ہونا معیت کے ہمیشہ ثابت ہونیکو نہیں چاہتا تو اشارہ دوام کا کیونکر صحت پذیر ہوگا یہیں سے ظاہر ہے کہ ایمان کی صحت اوامر اور نواہی اور رخصات کی بجا آوری میں خوشی کے ساتھ بجز آپ کی پیروی میں ہے اور فلاح اسی کے ساتھ معلق ہے۔ اور قول خدای تعالیٰ کا سورۂ حجرات ہیں یہ ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ ترجمه ای آنانکه ایمان گزیدند پیشی مکنید پیش خدای عزوجل و رسول او تعالیٰ صلعم در قول و فعل در مامورات و عادیات و بترسید خدای عزوجل را تحقیق الله تعالیٰ شنوا و دانا است ۔ باید دانست لا تقدموا متوسع المفعول است بحذف و فهم از نجا است که وقت ذکر خدا عزوجل و رسول مقبول صلعم که ضمیر این کریمه در حکم مذکور است قول و فعل نامناسب وقت نیارد بل بمقتضای معنی بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ هیبت و محبت در گرفته باشد و این نهی بر وی غیر موقت است و الا بعطف رسوله در مامورات که غیر موقت است چه توان گفت ۔ و قوله تعالیٰ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۔ ترجمه ای کسانیکه بایمان گزیدند با یچمی باید بلند مسازید آوازهای خود را بر آواز پیغمبر صلعم و آواز بلند مکنید برای او صلعم گفتن سخن مقاصد یا خطاب همچو آواز بلند کردن بعض شما برای بعض گفتن سخن مقاصد یا خطاب که مختار در مساوات و مماثلت است یعنی سخن نرم با ادب و تعظیم کنید و بصفت یا نبی الله یا رسول الله یا حبیب الله خطاب کنید برای آنکه باطل میشود اعمال شما بسوء ادب و شما نمیدانید ✦

ترجمه يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ یعنی اے وہ جنھوں نے ایمان اختیار کیا خدای عزوجل اور اُسکے رسول صلعم کے سامنے قول و فعل میں جو مامورات و عادیات میں ہوں پیشی نکرو اور خدا عزوجل سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے ۔ معلوم ہو کہ لَا تُقَدِّمُوْا اپنے مفعول کے حذف ہونیکے سبب متوسع المفعول ہے ۔ اور یہ بھی یہیں سے ثابت ہے کہ خدائے عزوجل اور رسول مقبول کے ذکر کے وقت جو اسی آیت کا ضمیر ہے اور مذکور کے حکم میں ہے کوئی قول و فعل جو وقت کے مناسب نہ ہو وہ اور نہ کرے بلکہ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کے معنی کے مقتضی پر اللہ و رسول کے حضور کو مد نظر رکھکر ہیبت و محبت کو لیے ہے ۔ اور یہی ممانعت غیر موقت ہے یعنی یہ ممانعت وقت کی مقید نہیں ورنہ عطف رَسُوْلِهٖ کی نسبت امورات میں جو غیر موقت ہیں کیا کہہ سکو گے ۔ اور قول خدای تعالیٰ کا سورہ حجرات پہلے رکوع میں ہے يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۔ یعنی اے ایسے لوگو جنھوں نے جس چیز کے ساتھ کہ چاہیے ایمان اختیار کیا ۔ اپنی آوازوں کو پیغمبر صلعم کی آواز پر بلند مت کرو ۔ اور مقصدوں یا خطاب کی باتوں کے کہنے میں حضور صلعم کے لیے آواز بلند مت کرو جیسا تمھارے بعض کا بعض کے واسطے مقصدوں یا خطابوں کی باتوں کے کہنے میں آواز کا بلند کرنا ہوتا ہے کہ مساوات و مماثلت میں اختیار کیا جاتا ہے یعنی کلام نرم ادب اور تعظیم کے ساتھ کرو اور آپ کو یا نبی الله یا رسول الله یا حبیب الله صفت سے پکارو ۔ کیونکہ بے ادبی سے تمھارے اعمال باطل ہو جاتے ہیں اور تمھیں معلوم نہیں ہوتا ✦

تفسیر قوله تعالیٰ يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعمالكم وانتم لا تشعرون ✦

تفسیر قوله تعالیٰ يا ايها الذين امنوا لا تقدموا بين يدي الله ورسوله واتقوا الله ان الله سميع عليم ✦

تفسیر کریمہ يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي ✦

بایدد انست بر قول الف ولام عہد است یا استغراق مدلل از ثبوتِ صحیح متقدم برای نہی و از مشبہ بہ مقولہ محذوف متوسع ووجہ تشبیہ جہر القول مع المقول است و لفظ بعضکم لبعض مفید معنی مساوات و مماثلت است وحبطِ عمل بلزوم کفر بہ ترکِ تعظیم قبل نزولِ فرضیۃ تحرز از منہی عنہ پس بعد نزولش چہ پیش آید نعوذ باللہ تعالیٰ منہ **تنبیہ** ازینجا رد آنست گفتند کہ تعظیم آنحضرت صلعم ہمچو تعظیم برادرِ کلاں بس است و دلیلے آوردند از حدیث شریف پس آں ماوّل باشد در وجہے بعد ایں ثبوت چہ نیست کہ بعد نزول ایں کریمہ کسے خطاب باسمِ محمد و کنیت ابو القاسم نمیکرد حضرت عباس رض باوجود قرابتے خطاب بصفت یا نبیَ اللہ و یا رسولَ اللہ و یا حبیبَ اللہ میکرد پس چہ جائی آنست گفتند و باید دانست کہ اخوتِ حقیقی با آنحضرت صلعم باطل است مگر مجازی کہ مشیر معنی مماثلت و مساوات است پس آں ماوّل باشد بوجہی ورنہ معارض شود مر نہی لَا تَجْهَرُوا الخ را بدانکہ بعد نزول نہی لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ہر کہ بوقت است در مسجد نبی صلعم ہنوز منع صوت باخذ صحابہ رض است بنا بر قرب نبی صلعم ہمانا کہ حضرت نبی صلعم زندہ و دانا و شنوا است در قبر مبارک

ترجمہ معلوم ہو کہ اس آیت میں قول پر الف لام عہد کا ہے یا استغراق کا کیونکہ نہی کو واسطے کوئی امر ثابت متقدم کا ہونا ضروری ہے جسپر ممانعت وارد ہو لہذا اس ثبوت متقدم سے جو نہی کے لیے ہے قول معہود پر دلالت ہو رہی ہے۔ اور مشبہ بہ یعنی جسمیں قول معہود و مشخص نہیں بسبب توسع کلام استغراق پر دلالت پائی جاتی ہے اور مقولہ بھی حذف ہونیکے سبب متوسع ہے۔ اور وجہ تشبیہ جہر بالقول ہے مقول کے ساتھ ہے تو اسمیں بھی معیت مقولہ کے سبب توسع موجود ہے۔ اور لفظ بعضکم لبعض مساوات اور مماثلت کے معنی کا فائدہ دے رہی ہے۔ اور حبط عمل یعنی عمل کا باطل ہونا ترک تعظیم سے کفر لازم ہونیکے سبب ہے تا کہ قبل نزول فرضیت۔ منہی عنہ سے تحرز کرے اور بچے ورنہ ممانعت کی چیزونکی فرضیت کا نزول ہو جانیکے بعد کیا ہو سکتا ہے بجز کفر وارد ہونیکے اللہ تعالیٰ اس سے پناہ دے۔ **تنبیہ** یہاں سے اسکا بھی رد ہو گیا جنھوں نے کہا کہ تعظیم آنحضرت صلعم مثل تعظیم بڑے بھائی کے کافی ہے۔ اور حدیث شریف سے دلیل لائے پس وہ حدیث اس ثبوت کلام الٰہی کے بعد کسی وجہ میں تاویل کیجاویگی کیا ایسا نہیں ہے کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونیکے بعد اسم محمد اور کنیت ابو القاسم کے ساتھ کوئی نہ خطاب کرتا تھا نہ پکارتا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود ایسی قرابت کے یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ اور یا حبیب اللہ صفت کے ساتھ خطاب کرتے تھے پس کہاں تک اور گنجائش ہے ایسی بات کی جو انھوں نے کہی۔ اور معلوم ہو کہ حقیقی اخوت آنحضرت صلعم کے ساتھ باطل ہے مگر مجازی جو مماثلت اور مساوات کے معنی کی اشارت کرتی ہے پس وہ حدیث کسی وجہ کے ساتھ تاویل کیجاویگی ورنہ خاص نہی لا تجہروا کے معارض ہوگی۔ معلوم کرو کہ نہی لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کے نزول کے بعد کہ نہی موقت ہے مسجد نبی صلعم میں ابتک آواز بلند کرنیکی ممانعت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اختیار کرنیکی وجہ سے قربت نبی صلعم کے سبب۔ یہی بات ہے کہ حضرت نبی صلعم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور جانتے ہیں اور سنتے ہیں ؂

[illegible]

ہرگاہ باوجودِ فرضیتِ موقت عمل بر معنی غیر موقت کردند در غیر موقت کہ نفسِ فرضیت ہمچناں بود چہا باید و ایں غیر موقت تائیدی آرد بر اخذ صحابہؓ و در شانِ اہلِ ادب پیغمبر باید قوله تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○ ترجمہ تحقیق کسانیکہ پست میکنند آوازہای خود را نزد پیغمبر خدای تعالیٰ صلعم یعنی بجز نرم باد ب میگویند آں گروہ آنند کہ آزمودہ ہست اللہ تعالیٰ ای خالص کردہ ہست دلہائی شاں ابرای تقویٰ و برای آناں آمرزش گناہان ہست و مزدی لازم العظمۃ در تقابلِ عمل یا غیرِ شاں از ینجا است کہ بجا آوردنِ ادب از تقویٰ ہست و سبب آمرزش گناہان غیر متوب تحتِ مشیئۃ بدانکہ بنا بر مراعات معنی عند رسول اللہ ہنوز غضِ صوت در مسجدِ نبی صلعم باخذ صحابہؓ است ہمانا کہ حضرت نبی صلعم زندہ و دانا و شنوا است در قبر مبارک و از ینجا آداب زیارتِ قبرِ نبی صلعم آنرا اینکہ سزاوار جناب برکت مآب صلعم بحیاتِ ایں عالم بود پیدا است ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰى جَمَالِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِهٖ

ترجمہ جب باوجود موقت فرضیت کے انھوں نے معنی غیر موقت پر عمل کیا تو غیر موقت میں جسکی نفس فرضیت اسی طرح ہو کیا کچھ چاہیے۔ اور یہ غیر موقت صحابہؓ کے عمل و اختیار کے تائید کر رہا ہے۔ دیکھو اہل ادب کی شان میں فرماتا ہے قول خدای تعالیٰ سورہ حجرات پہلے رکوع میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○ یعنی بیشک جو لوگ اپنی آوازوں کو پیغمبر خدا صلعم کے نزدیک پست کرتے ہیں یعنی نرم ادب سے بات کہتے ہیں وے وہی گروہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو تقویٰ کے واسطے آزما لیا ہے یعنی خالص کر لیا ہے۔ اور انھیں کے واسطے گناہوں کی بخشش ہے اور بدلہ ہے جو لازم عظمت ہو اُن کے عمل کے مقابلہ میں یا اُن کے غیر کے مقابل میں۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ ادب بجا لانا پرہیزگاری و تقویٰ کی سبب سے ہے۔ اور سبب سے اُن گناہوں کی بخشش کا جو غیر منسوب تحت مشیت ہوں یعنی جنسے توبہ نہوئی ہو بلکہ با تحت مشیت خدا ہوں۔ معلوم کرو کہ عند رسول اللہ کے معنی کی مراعات یا رعایتوں کے سبب مسجد نبی صلعم میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل و اختیار کرنے سے ابتک آواز پست کرنا موجود ہے یعنی باتباع صحابہؓ اب تک آواز بلند کرنے کی مسجد نبی صلعم میں ممانعت ہے یہی بات ہے کہ حضرت نبی صلعم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور جانتے ہیں اور سُنتے ہیں۔ اور یہیں سے آداب زیارت قبر نبی صلعم کے جن آداب کے ساتھ آپ کی جناب برکت مآب کو اس عالم دنیا کی زندگی میں سزاوار تھے ظاہر ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰى جَمَالِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِهٖ یعنی خدایا درود و سلام بھیج محمد پر جو نبی رحمت ہیں اور آپکے جمال پر جیسا تجھے اُس سے محبت ہے اور تو اُس سے راضی ہے اور شفیع بنا ہمارے لیے اسکو اور اسکے سبب ہم پر رحمت کر ○

تفسیر قوله تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

تفسیر قوله تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

ذکر کیفیت وجوب خسران دارین از ایذائے حضرت حبیب الرحمن صلعم با دیگر منافع ؛

۱۴ ذکر کیفیت وجوب خسران دارین از ایذائے حضرت حبیب الرحمن صلعم با دیگر منافع

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰

مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّ الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا والذین یؤذون المؤمنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا و اثما مبینا ۰

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۰ بدانکہ ایذائی حضرت حبیب الرحمن صلی اللہ علیہ وسلم موجب خسران دارین است قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۰ ترجمہ تحقیق کسانیکہ میرنجانند اللہ تعالیٰ ورسول او تعالیٰ صلعم را دور افگند اللہ تعالیٰ ایشان را از رحمت خود در دنیا و آخرت و مقرر کرد برائی شان عذاب خوار کنندہ چوں این دوری و عذاب بر قدر ایذا تواند شد نہ مطلق ش ای دوری و عذاب مطلق ھم چہ بعض آں کفر باشد و بعض آں نہ ۰ کریمہ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ۰ ترجمہ کسانیکہ میرنجانند مومنین و مومنات را بانچہ بجہ نکردہ اند پس تحقیق برداشتند بہتان وگناہ جدا کنندہ از نیک

ذکر بیان ایذائی حضرت حبیب الرحمن صلعم کو موجب نقصان ہر دو جہاں ہے مع دیگر فائدوں کے ؛

ترجمہ

۱۴ ذکر بیان دونو جہان کے نقصان و ٹوٹا واجب ہونے کا حضرت حبیب الرحمن صلعم کی ایذا کے سبب مع فائدوں کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان تفسیر کریمہ اِنَّ الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ الخ والذین یؤذون المؤمنین والمومنات الخ

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ معلوم کر کہ حضرت حبیب الرحمن صلعم کی ایذا دونو جہان کے خسران یعنی ٹوٹے اور نقصان کا موجب ہے ۔ فرمایا خدای تعالیٰ نے سورہ احزاب رکوع سات میں اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۰ بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلعم کو رنج پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں انکو اپنی رحمت سے دور پھینکدیا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے عذاب خوار کرنیوالا مقرر کر دیا ہے ۔ یہ دوری اور عذاب مطلق نہیں ہے بلکہ ایذا کی مقدار پر ہو سکتا ہے کیونکہ بعض دوری و عذاب کفر تک ہوتا ہے اور بعض نہیں ۔ اور یہ آیت کریمہ بھی جو آیت مذکورہ کے بعد ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ۰ اور جو لوگ مومنین اور مومنات کو ان چیزوں کی بابت جو انہوں نے بجد و کوشش حاصل نہیں کی ہیں ستاتے ہیں پس یقینی انھوں نے بہتان باندھا اور گناہ ذمہ لیا جو نیکی سے دور کرنیوالا ہے

باید دانست ذات سبحانہ منزہ است از تاذی بنفسہ پس نسبت تاذی بسبحان بواسطہ غیرہ باتحادِ مجازیش باو سبحانہ بالعرض ش مربوط بنسبت تاذی بسبحان بالعرض م باشد عموماً۔ پس تخصیص نمود بہ تاذی رسول بعطفِ تفسیری العوارض یعنی تاذی تعظیماً لہ ش مربوط تخصیص نمودم صلعم بفارقِ عصمۃ پس فرمود بہ تاذی مومنین بنا بر فرق احکام ایذا یعنی لعنہم اللہ و اعدّ لہم وعیداً از اثماً مبیناً تنبیہاً پس ثانی تحتِ مشیئۃ تواند شد بخلاف اول بر دلالۃ فرق حکم صیغہ فاعل از ماضی بر تحقق و عدم تحقق و در مقابلۂ عصمۃ از حفظ بعطفِ مذکور استینافاً ش مربوط است بہ تاذی مومنین یعنی بعطفِ تفسیر استینافاً کہ عطف بر جملہ خواہد شد م تخصیصاً للاولیاء و تعمیماً لغیرہم بفارقِ حفظ از معونۃ و لفظِ مومنین فارق است میان انبیاء و اولیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام بفارق من وجہٍ ای از وجہ ایمان برسالۃ بنفسِ مبارکِ خودش نہ بتوحیدِ حق سبحانہ و شامل است میانِ اولیاء و غیرہم بشمولِ عام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین ۰

ترجمہ معلوم ہو کہ ذات اللہ سبحانہ بنفسہ ایذا پانے سے پاک ہے پس نسبت ایذا پانیکی اللہ سبحانہ کی طرف اسکے غیر کے واسطے میں سبب انکے مجازی اتحاد کے اُسی سبحانہ کے ساتھ عام طور پر عارضی واقع ہوئی ہے کیونکہ اتحاد مجازی کے سبب واسطہ غیر اسمیں بالعموم عارض ہے لہذا یہ نسبت بالعرض ہوگی عموماً پھر بنا بر تفسیر عوارض عطف تفسیری لاکر تاذی رسول یعنی رسول کے ایذا پانیکی تخصیص فرمائی بغرض تعظیم حضور صلعم کیونکہ آپکی عصمت آپ کی عظمت و شان کو علیحدہ بتلا رہی ہے اور عموم سے فارق ہے۔ اسکے بعد از سر نو عطف تفسیری لاکر تاذی مومنین کو مذکور فرمایا تاکہ فرقِ احکامِ ایذا معلوم ہو کیونکہ لعنہم اللہ اور اعدّ لہم میں وعید ہے کہ وہ وعید رحمت خدا سے دوری اور خواری عذاب کے اور اثماً مبیناً میں تنبیہ ہے کیونکہ بھلائی و نیکی سے دور کرنیوالا گناہ ہوتا ہے پس بخلاف اول کے امر ثانی جسمیں تنبیہ ہے خدا تحت مشیت ہونا چاہیے۔ کیونکہ فرق حکم صیغہ فاعل کا ماضی سے تحقق اور عدم تحقق پر دلالت کر رہا ہے اسلیے کہ صیغہ ماضی لعن اور اعدّ سے تحقق حکم ثابت ہو رہا ہے کیونکہ ماضی تحقق فعل پر دلالت کرتا ہے۔ اور اثماً مبیناً صیغہ اسم فاعل سے عدم تحقق ظاہر ہے۔ اور عصمت کے مقابلہ میں جو از سر نو عطف تفسیری لاکر ایذائے مومنین کا بیان ہوا اسمیں از راہ تحفظ اولیاء اللہ کیلیے تخصیص ہے اور انکے غیر کے لیے تعمیم یعنی اس حکم عدم تحقق تحت مشیت میں جو ایذائے مومنین پر تنبیہا ہے بسبب حفاظت خدا جو اولیاء اللہ کے ساتھ ہے اولیاء اللہ کے لیے اس حکم میں خصوصیت ہے بمقابلہ عام مومنین کے کہ انکو خدا کیطرف سے معونت ہے کیونکہ یہ مسئلہ عقاید کا مسلم و متفق علیہ ہے کہ انبیاء معصوم ہیں اور اولیاء اللہ محفوظ اور عام مومنین کو خدا کی طرف سے معونت۔ پس حفظ جو اولیاء اللہ کے ساتھ ہے انکی شان کو اس حکم ثانی میں عام مومنین سے خصوصیت کے ساتھ علیحدہ بتلا رہی ہے اور معونت مومنین سے فارق و جدا کر رہی ہے۔ اور لفظ مومنین فرق پیدا کر رہا ہے درمیان انبیاء اور اولیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے۔ یہ فارق من وجہ ہے کیونکہ انبیاء کے لیے خود ان کے نفس مبارک کی رسالت کا ایمان ایک وجہ فارق ہے عام مومنین کے ایمان سے نہ ایمان توحید حق سبحانہ کہ سبکو شامل ہے۔ اور درمیان اولیاء اللہ اور انکے غیر میں یعنی عام مومنین میں یہ لفظ شامل ہے کیونکہ ایمان توحید و رسالت میں بسبب وجہ مساوات انکو مساوی طور پر شمول عام ہے لیکن مع الفارق ثابت ہے جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین +

از وجہ مساواتِ ایمان در توحید و رسالت **ش** تنبیہ ایں جملہ معطوفہ دلیل دعوی است و ہم جواب سوالِ مقدر بر وجہ تخصیص رسول از تعمیم اشتراک در ایمان و ردِ آنست کہ گفتند با رسول اللہ تعالیٰ برابرند در اخوتِ ایمانی بدلیلِ حدیث شریف پس آں ماؤل باشد بوجہی بعد ثبوت فارق **شعر**

نسبتی نیست بذاتِ تو بنی آدم را بہتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

و ہمچنیں شمول اولیاء اللہ تعالیٰ بفارق ثابت **م** پس ایذا ئیست قلبی لقولہ تعالیٰ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ترجمہ پس شاید کشندہ نفس خودی بر حال ایشاں اگر نگرویدند بایں حدیث یعنی قرآن مجید از روئی اندوہ ۔ ولقولہ تعالیٰ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا ترجمہ ہر آئینہ صبر کنیم برانچہ ایذا کردید ما را × و آں ترک ادب است در حق اللہ تعالیٰ و ایذا ئیست نفسی کہ معلوم عام است و آں ترک ادب است در حقِ نفس و ایں ہر دو

ترجمہ پس یہ جملہ معطوفہ آیت دلیل دعوی ہے اور سوال مقدر کا جواب بھی کیونکہ تخصیص رسول تعمیم اشتراک ایمانی میں ظاہر ہے اسلیے کہ رسول کو اپنے خاص نفس مبارک کی رسالت کا ایمان مخصوص کر رہا ہے بخلاف اولیاء اللہ وغیرہ مومنین کے کہ انکو اپنے غیر یعنی رسول کی رسالت کے ایمان کی ضرورت ہے کیونکہ رسول کو ایمان رسالت میں اپنے نفس خاص پر ایمان ہونا چاہیے اور غیر رسول کو رسول پر ۔ پس اپنے نفس خاص پر ایمان ہونے اور غیر پر ایمان لانے میں فرق بین ہے اور اسی سے تخصیص رسول بمقابلہ مومنین پیدا ہے ۔ اب یہاں سے اُن لوگوں کا بھی رد ہو گیا جنھوں نے رسول اللہ تعالیٰ صلعم کو بدلیل حدیث شریف اخوت ایمانی میں برابر مانا کیونکہ بعد اس ثبوت فارق کے جو آیت کریمہ سے مذکور ہوا وہ حدیث شریف جسپر انکی دلیل کا مدار ہے کسی وجہ میں تاویل کی جاویگی اسلیے کہ بعد ثبوت حکم آیت حدیث سے امر ثابت کی نفی ہو سکتی بلکہ حدیث کی کسی وجہ کے ساتھ تاویل کی جاوے گی ۔ تیس یہ امر حق ہے **شعر** بنی آدم سے کیا نسبت تمھاری ذات والا کو + کہ بہتر عالم و آدم سے ہو عالی نسب کیسے + اور اسی طرح شمول عام اولیاء اللہ تعالیٰ کا مومنین کے ساتھ ثابت بفارق ہے کیونکہ حفظ خدا انکی شان میں تخصیص کو ثابت کر رہی ہے ۔ تیس ایذا یا قلبی ہے یا نفسی ہے ۔ قلبی بسبب فرمانے اللہ تعالیٰ کے فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا کہ سورہ کہف اول رکوع میں ہے یعنی پس شاید کہ آپ اپنے نفس کو ہلاک کرنیوالے ہیں اُن کے حال پر اگر وہ گروہ نہ ہوئی اس حدیث یعنی کلام الٰہی پر از روئی غم و اندوہ کے ۔ یعنی آپکو انکے ایمان نہ لانے کا اسقدر غم ہو گیا ہے کہ آپکے لیے اندیشہ ہلاکی ہے ۔ اور بسبب فرمانے اللہ تعالیٰ کے وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا کہ سورہ ابراہیم رکوع دوم میں ہے ۔ اور البتہ ہم اُس چیز پر صبر کرینگے جو تمنے ہمکو ایذا دی ۔ اور ایذائی قلب بسبب ترک ادب کے ہے حق اللہ تعالیٰ میں یعنی ادب کا چھوڑ دینا ہے اللہ تعالیٰ کے حق میں ۔ دوسرے ایذائی نفس مبارک کہ معلوم عام ہے ۔ اور یہ ترک ادب ہے آپکے حق نفس کی بابت ۔ اور یہ دونو

ش اے حق اللہ تعالیٰ و حقِ نفس **م** مشترک اند بہر اختیار و ترکِ ادب پس آدابِ زیارتِ قبور کہ ترکش مستلزمِ ایذای مقبور باشد نیز مرعی خواہد شد چنانکہ از رسول اللہ تعالیٰ وغیرش صلعم بنسبت بزائر و مزور در حدِ خود ہا کہ بحالتِ حیات سزاوار او بود ثابت است قولاً و فعلاً چنانکہ در فتاویٰ عالمگیری است کیفیۃ الزیارۃ کزیارۃ ذٰلک المیت فی حیاتہ من القرب والبعد کذا فی خزانۃ الفتاویٰ و این اجمال را **ش** یعنی اجمال ہر اختیار و ترک را **م** تفصیلے است مختلف فیہ کہ این مختصر نتابد مگر اصلی میگویم **ع** اگر عاقلی یک اشارت بس است ✤ در حق اللہ تعالیٰ اختیار استحباب است عبادتاً و عادتاً و در حقِ نفس آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگرے مپسند و طریقہ تمایز موافق نفس اینست کہ آنچہ از دیگری نہ پسندی از خود مپسند و این نتوانی مگر بمحبت آری محبت خود ادیبی است کہ صد ادب می آموزد بہترین آدابِ امر است پس اطاعتِ امر رسول صلعم در مرضات فرض است و مفیدِ ادب و حذر ایذا، و خیر خود ست

ترجمہ یعنی حق خدا اور حق نفس مبارک صلعم ہر اختیار اور ترک ادب میں مشترک ہیں کیونکہ جو ادب کہ رسول اللہ کی نسبت اختیار کیا جائے گا یا ترک ہوگا وہ باعتبار رسالت کے خدا کی نسبت کر ضرور ہوگا لہذا ترک و اختیار ادب رسول میں حق خدا اور حق رسول کا اشتراک لازمی ہوگا۔ پس آداب زیارت قبور بھی کہ انکا ترک مقبور کی ایذا کا مستلزم ہے رعایت کیے جاینگے کیونکہ کسی مزار مومن کے ترک ادب سے جس کا وہ حالت حیات میں مستحق تھا صاحب مزار کو ایذا ہوتی ہے جیسا کہ حضور صلعم اور آپکے سوا اوروں سے زائر کے لیے اور جسکی زیارت کی جاوے دونوں کی نسبت حسب حیثیت اپنی اپنی حد میں کہ حالت زندگی میں انکے لیے سزاوار تھا قول اور فعل سے کہنا اور کرنا ثابت ہے جیسا فتاویٰ عالمگیری میں کیفیۃ الزیارت میں خزانۃ الفتاویٰ کے حوالے سے مذکور ہے کزیارۃ ذٰلک المیت فی حیاتہ من القرب والبعد یعنی جیسے اس میت کی زیارت اسکی زندگی میں نزدیک و دور سے۔ اور اس اجمال یعنی ہر اختیار و ترک کی بڑی تفصیل ہے جسمیں اختلاف ہے کہ اس مختصر میں اسکی گنجائش نہیں مگر ایک قاعدہ بیان کیے دیتے ہیں **ع** عاقل کے لیے اشارہ بس ہے ✤ چنانچہ وہ اصل یہ ہے۔ کہ حق اللہ میں اختیار استحباب ہے یعنی ایسی چیز اختیار کرنا عبادت اور عادت کے طور پر جو پسند کی گئی ہے۔ اور حق نفس میں یہ قاعدہ ہے کہ جو تو اپنے لیے نہ چاہے وہ دوسرے کے واسطے مت پسند کر۔ اور اسکے تمایز کا طریقہ نفس کے موافق یہ ہے کہ جو کچھ تجھکو دوسرے سے پسند نہ ہو وہ اپنی ذات سے غیر کے لیے نہ پسند کر اور یہ نہیں ممکن ہے مگر بذریعہ محبت۔ ہاں محبت خود ایسا ادیب ہے کہ سو ادب سکھلا دیتا ہے اور آداب میں سب سے بہتر بجا آوری حکم خدا ہے پھر اطاعت امر رسول اللہ صلعم فرض ہے مرضیات میں یعنی وہ امر جنکی خوشنودی ہے عادیات میں۔ اور یہ ادب اور ایذا سے بچنے اور اپنی بہتری اور خیر کے لیے مفید ہے

قبر کا ادب نہ کرنا مقبور کی ایذا کو مستلزم ہے بدلیل حدیث وفقہ ۔

اجمالی قاعدہ ادب کے ترک و اختیار کا

تفسیر قولہ تعالیٰ ما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امرًا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم و من یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضلالًا مبینًا

بقولہ تعالیٰ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ۝ ترجمہ ہرگز نیست ہر مومن و مومنہ را ہرگاہ کہ جاری کرد اللہ تعالیٰ و رسول مقبول او تعالیٰ صلعم امری را اینکہ باشد برائے شاں رخصت از امر شاں و ہر کہ نافرمانی کند اللہ تعالیٰ و رسول مقبول او تعالیٰ را صلعم پس بتحقیق گمراہ شد گمراہی کہ دور کنندہ از نیک است + ہر دو عطف نسق **ش** عطف نسق آنست کہ صحیح باشد دراں تردید **م** لفظ رسول بر لفظ اللہ بدلالت شان نزول ایں کریمہ و قد دال است بر تاکید تحقق فعل از ماضی **تنبیہ** ازینجا رد آنست کہ گفتہ شد در رخصات عادیہ مخالفت امر رسول اللہ تعالیٰ صلعم جائز است و دلیلے آوردند از حدیث شریف عن رافع بن خديج قال قدم نبي الله صلى الله عليه وسلم المدينة وهم يأبرون النخل فقال ما تصنعون قالوا نصنعه قال لعلكم لو لم تفعلوا كان خيرا

تفسیر کریمہ ما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امرًا۔ الخ

ترجمہ بسبب فرمانے خدای تعالیٰ کے مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ۝ سورۂ احزاب رکوع پانچ میں۔ یعنی ہرگز نہیں ہے کسی مومن مرد یا مومنہ عورت کو جبکہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول مقبول صلعم نے کسی امر کو جاری کیا ہے کہ اُن کے لیے اختیار و رخصت ہووے۔ اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول مقبول صلعم کی گمراہ ہوگیا ایسی گمراہی میں جو نیکی سے جدا کرنیوالی ہے۔ اس آیت کریمہ میں لفظ اللہ پر رسول کا

تعریف عطف نسق

ہر دو جگہ شان نزول کی دلالت سے عطف نسق ہے یعنی وہ عطف جسمیں تردید صحیح ہوتی ہے۔ اور قد فعل ماضی کے تحقق ہونیکی تاکید پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعد اجرائی حکم خدا یا حکم رسول مومن کو کسی امر میں اختیار نہیں رہتا بجز تعمیل چارہ نہیں۔ پس جیسے حکم خدا میں اختیار باقی نہیں اور تعمیل بغیر چارہ نہیں ہوتا ایسے ہی حکم رسول میں

بیان یہ کہ مخالفت حضور صلعم در رخصات عادیہ میں جائز نہیں +

عدم اختیار و تعمیل لابُد منہ ہے اور حکم ہر دو یکساں اور فرض ہیں۔ اسی طرح اللہ یا رسول کی نافرمانی میں گمراہی یکساں ہے خواہ کسی ایک کی ہو عقاب وہی ہے اور اُسکے تحقق میں تاکید یکساں ہے۔ اسجگہ اس قول کا بھی رد ہوگیا جو کہا گیا کہ رخصات عادیہ میں یعنی وہ امور عادیہ جنمیں رخصت و اختیار ہے۔ رسول اللہ صلعم کے حکم کی مخالفت جائز ہے اور یہ حدیث شریف دلیل میں لاتے ہیں جو رافع ابن خدیج سے مروی ہے کہ کہا اُنھوں نے آئے نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو اور اہل مدینہ درخت خرما کے پیوند چڑھاتے تھے یعنی نر و مادہ کا جوڑ دے رہے تھے۔ پس فرمایا آپ نے تم کیا کرتے ہو اُنھوں نے کہا ہم اسکی اصلاح کرتے ہیں آپ نے فرمایا شاید اگر تم نہ کرو گے تو بہتر ہو جاویں گے۔

فترکوہ فنقصت قال فذکروا ذلک لہ فقال انما انا بشر اذا امرتکم بشیٔ من امر دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشیٔ من رائی فانما انا بشر رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ پس آں ماول باشد بوجہے بعد ایں ثبوت باید دانست کہ رخصت در رخصات قبل امراست نہ بعدش از انکہ فرمود حق سبحانہ ماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم واذا امرتکم بشیٔ من رائی فانما انا بشر رد نہ فرمود لاتاخذوہ مظنون برآنست کہ حضرت رحمت عالم صلعم تشدد بایشاں نفرمود از انکہ واقف نباشند از تفصیلات عقاید و تالیف فرمود رحمۃ از انکہ مشدد مبعوث نشد و تواند شد کہ ورود ایں حدیث شریف قبل نزول کریمہ ماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ الخ باشد واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ تو انھوں نے اسکو چھوڑ دیا پس ناقص ہو گئے درخت کہا راوی نے پھر انھوں نے یہ حضور سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا میں تو بشر ہی ہوں۔ جب میں تمکو کسی چیز کا تمھارے دین کے کام میں سے حکم کروں تو اسکو اختیار کرو اور لو۔ اور جب میں تم کو کسی چیز کا میری رائے سے حکم کروں تو میں تو بشر ہی ہوں۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔ اور اسی طرح مشکوٰۃ میں ہے۔ اور اسی مضمون کی حدیث اس سے پہلے ذکر کیفیۃ تعظیم وادب الخ کے شروع میں بسند والفاظ مختلفہ مذکور ہو چکی ہے ان شاء فلیرجع اگر خواہش ہو رجوع کرے۔ پس یہ حدیث شریف بعد ثبوت حکم آیت شریف مذکورہ کے کسی وجہ سے تاویل کی جاویگی۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ امور رخصات عادیہ میں رخصت امر سے پہلے ہے نہ اسکے بعد کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے ماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم سورہ احزاب کے پانچویں رکوع میں یعنی جب حکم خدا و رسول مومنین کے لیے جاری ہو جاوے تو انکو اپنے امر میں اختیار نہیں رہتا۔ اور فرمایا رسول مقبول صلعم نے جبکہ میں تمکو کسی چیز کا اپنی رائے سے حکم کردوں تو میں تو بشر ہی ہوں۔ پس فانما انا بشر فرمایا لاتاخذوہ نہ فرمایا یعنی مت لو اسکو یا نہ اختیار کرو گمان اسکا ہے کہ حضرت رحمت عالم صلعم نے انپر تشدد نہ فرمایا اس سبب سے کہ وہ عقاید کی تفصیلات سے واقف نہ ہونگے بلکہ از روی رحمت تالیف فرمائی اسلیے کہ خدا نے آپ کو متشدد اور سخت نہیں پیدا کیا۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس حدیث شریف کا ورود آیت کریمہ ماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ الخ کے نزول سے پہلے ہوا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب خدا تعالیٰ ہی صواب کو بہتر جانتا ہے۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ ✦

حدیث نخل باآیت ماول ہوگی

امور عادیہ میں رخصت امر سے پہلے ہے نہ بعد

۱۴
ذکر کیفیت تعظیم و محبت ملائکہ و صحابہ و تابعین وغیرہم علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام با دیگر منافع +

ذکر کیفیت تعظیم و محبت ملائکہ و صحابہ و تابعین وغیرہم علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام با دیگر منافع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی اٰلہٖ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین ٭ تعظیم و محبت ملائکہ کلہم اجمعین خصوصاً ملائکہ کرام علی نبینا وعلیہم السلام بانچہ باید واجب ست و آں باعتقاد عصمت ایشانست لقولہ تعالیٰ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ ترجمہ نافرمانی نمیکنند اللہ تعالیٰ را آنرا کہ حکم فرمود شان را ٭ و گفتن علیہ السلام برائی مخصوصان و رحمہ اللہ تعالیٰ برائے دیگراں چنانچہ معروف ست و حذر از خطاب و انتساب ناسزا لقولہ تعالیٰ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْکٰلَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ ٭ ترجمہ ہر کہ دشمن شد

ترجمہ

۱۴
بیان ذکر تعظیم و محبت حضرات ملائکہ و صحابہ و تابعین وغیرہم کا علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام مع بیان اور فائدوں کے

۱۵ بیان ذکر تعظیم و محبت حضرات ملائکہ اور صحابہ اور تابعین وغیرہم کا ہمارے نبی پر اور انپر صلوۃ و سلام ہو جو مع بیان اور فائدوں کے ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی اٰلہٖ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین ٭

۱
تعظیم و محبت ملائکہ انکی عصمت کے سبب واجب اور دشمنی انکی کفر ٭

خواص ملائکہ کے لیے علیہ السلام اور باقی کیلیے رحمہ اللہ تعالیٰ کہنا اور برے خطاب و نسبت کرنے سے انکے بچنا چاہیے

۱ تعظیم و محبت کل ملائکہ تمام کی خاصکر ملائکہ کرام کی جو فرشتوں میں بزرگ ہیں ہمارے نبی پر اور انپر سلام ہو جیسی اور جس چیز میں چاہیے واجب ہے ۔ اور یہ انکی عصمت کے اعتقاد کے سبب ہے کہ وہ معصوم ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے انکو گناہ سے پاک رکھا ہے اور جس کام کے مامور ہیں اسکی بجا آوری میں مشغول ہیں اسکی نافرمانی انکا کام نہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو سورہ تحریم کے اول رکوع میں اٹھائیسویں پارہ میں لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ٭ یعنی اسکی نافرمانی نہیں کرتے ہیں اس کام میں جس کا انکو اللہ نے حکم فرمایا اور کرتے ہیں وہی جو حکم کیا جاتا ہے ۔ اور خواص ملائکہ کے واسطے سلامتی بھیجنا الفاظ علیہ السلام کہکر اور انکے سوا باقی ملائکہ کے لیے خدا سے طلب کرنا الفاظ رحمہ اللہ تعالیٰ کہکر جیسا کہ معروف ہے ۔ اور پرہیز کرنا ایسے خطاب و نسبت کرنے سے جو انکی شان میں نہیں ہیں ناسزا ہو اس فرمانے کے سبب مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْکٰلَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ

یعنی جو شخص دشمن ہے

برائی اللہ تعالیٰ و فرشتگانِ او و پیغمبرانِ او و جبریل و میکال علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پس
بہ تحقیق اللہ تعالیٰ دشمن است مر کافران را + ازینجا است کہ دشمنی با ملائکہ و پیغمبران کفر است و تعظیم صحابہ
و اہلِ بیت کہ ہمہ از اصحاب ہستند لوجہ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین و آل باعتقادِ محفوظیت
و فضلِ ایشان است بہ برکت و حرمتہ صحبتہ حضرت افضل المرسلین صلعم و حفظِ مراتبِ فضلِ ایشان
و محبتہ بہ نسبت دائرہ ایشان بحضرت صلعم و اتصاف بصفاتِ آں مظہرِ صفاتِ اللہ الجلیل الاکبر و صفاً
لقولہ علیہ السلام مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّىْ اَحَبَّهُمْ و گفتن رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ
وقت ذکر اسمِ شریفِ شاں لقولہ تعالیٰ اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ
الْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ الآیہ و
استثناء بعض ازیں بشارت بوجہے نتواند کرد باید دانست بعد صحتِ صحابیتہ و زیادت دعای خیر

ترجمہ اللہ کا اور اُسکے فرشتوں کا اور اُسکے رسولوں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا پس بیشک اللہ تعالیٰ دشمن ہو خاص کافروں کا
پس اس سے یہ ثابت ہو کر فرشتوں اور پیغمبروں کے ساتھ دشمنی کفر ہے۔ اور تعظیم و محبت صحابہ اور اہل بیت کی کہ یہ بھی سب
اصحاب رسول اللہ صلعم کے ہیں جو خاص اسی رسول کی وجہ کے سبب سے جو واجب ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین۔
اور یہ تعظیم بسبب اعتقاد محفوظیت اور انکے فضل کے ہو جو حضرت افضل المرسلین صلعم کی صحبت کی برکت اور حرمت کے سبب انکو حاصل ہے
اور انکی فضیلت کا حفظ مراتب اور انکی محبت اُن نسبتوں کے سبب سے ہو جو آنحضرت صلعم اور اُن کے درمیان دائر ہیں۔ اور اُن کی اوصاف کے
متصف ہو جانیکے سبب سے ہو اُن صفات کے ساتھ وصف میں جو خدائی جلیل و اکبر کے صفات کی مظہر کی صفتیں ہیں یعنی صحابہ
اور اہل بیت کے فضل مراتب اور انکی محبت اس اعتبار سے نگاہ رکھنا چاہیے جو آنحضرت صلعم کے ساتھ انکی نسبتیں ہیں اور جس
قدر رسول اللہ صلعم کے اوصاف کے ساتھ کہ آپ اللہ جل جلالہ کی ذات و صفات کے مظہر ہیں وہ اپنی صفات میں متصف
ہو کر مظہر ذات و صفاتِ رسول صلعم قرار پائے ہیں ہو کیونکہ فرمایا حضور علیہ السلام نے جس نے اُنسے محبت کی پس میری محبت کے سبب اُنسے محبت کی
اور انکی تعظیم وقت ذکر انکے اسم شریف کے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ کہکر۔ کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کے تیرھویں رکوع میں
اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ الآیہ
یعنی اگلے سبقت کرنیوالے جو مہاجرین اور انصار ہیں اور جنھوں نے احسان کے ساتھ انکی پیروی کی اللہ اُنسے راضی ہو اور وے اللہ سے راضی ہیں
آخر آیت تک۔ اس بشارت خدا سے بعض صحابہ کا استثناء کسی وجہ کو سبب نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ صحابہ مہاجرین انصار بالعموم اس بشارت میں شامل
ہیں بلکہ احسان کے ساتھ جو انکے پیرو ہیں وہ بھی بشارت میں شامل ہیں پس بعض کیونکر اس بشارت سے علیحدہ کیے جا سکتے ہیں گو کوئی وجہ واقع
ہوئی ہو جبکہ خدا کی طرف سے انکا استثناء نہیں کیا گیا تو ہمکو سب کی اطاعت واجب اور اسکا خلاف منع ہو۔ معلوم ہو کہ بعد صحیح ہونے انکی
صحابیت کے اور اُن کے حق میں دعائے خیر زیادہ ہو نیکے

تعظیم و محبتہ صحابہ و اہل بیت لوجہ الرسول واجب ہے +

ذکر صحابہ کے وقت رضی اللہ عنہ کہنا بدلیل النص

بشارت خدا سے بعض صحابہ اور انکے تابعین کا استثنا نہیں ہو سکتا ہو جبکہ وہ بشارت میں شامل ہیں +

وبشارات از قرآن مجید و حدیث شریف بی استثناء بعض تفصیص مختلف مُتَخَصِّصِین احوالِ مُشاجرات در تصحیح عقیدہ کہ از اصل قرآن مجید و حدیث شریف است نہ از غیرش دخلے ندارد قال اللہ تعالیٰ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ترجمہ بفرما ای حبیب من این راہِ من کہ می بینید این است کہ میخوانم سوئے خدائی معبودِ واحد بر حجۃ یا بینش باطن ہستم من و ہر کہ پیروی کردمرا ۔ یعنی این خوانندم و پیروی کردنِ پیروان از سر حجۃ یا بینش باطن است کہ از خدای تعالیٰ است نہ از نادانشی و خودرائی ۔ وقال تعالیٰ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ترجمہ تالیف بخشید میان دلہائے شان ۔ و از اینجا است کہ تجویز کینہ و عناد میانِ شان نتوان شد ۔ وقال تعالیٰ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ترجمہ روزے کہ نہ رسوا کند اللہ تعالیٰ این نبی را و آنانکہ گرویدند با وے صلعم بانکہ بر سر حق ہستند و بعظمتش صلعم وقال تعالیٰ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ

ترجمہ اور قرآن مجید و حدیث شریف سے اُن کی نسبت بشارتیں ثابت ہوئے کہ اُن بشارتوں میں کسی کی نسبت اُن میں سے کوئی استثناء نہ کیا گیا ہو ۔ احوال مشاجرت کے تصریح بیان کرنیوالوں کے بعض مختلف تصریح عقیدہ کی تصحیح میں کچھ دخل نہیں رکھتے ہیں کیونکہ اصل تصحیح عقیدہ کی قرآن مجید اور حدیث شریف ہی ہے ۔ نہ اُسکے سوا کوئی اور مختلف بیانات ہی جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ سورہ یوسف رکوع آخر میں ۔ یعنی فرما دیجئے ای میرے حبیب یہ میری راہ کہ تم دیکھتے ہو یہ ہے کہ میں خدائے معبود یکتا کی طرف بلاتا ہوں میں حجت پر باطن کی بینائی پر ہوں اور جسنے میری پیروی کی ۔ یعنی یہ میرا بُلانا اور پیرو لوگونکی پیروی کرنا از سر حجت ہی یا بینائی باطن کی راہ سے ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی نا سمجھی اور خود رائی سے نہیں ہے ۔ اور فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورہ آل عمران رکوع گیارہ میں اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ یعنی خدائے تعالیٰ نے ان کے دلوں کے درمیان تالیف بخشی ہے یعنی اُلفت پیدا کردی ہے ۔ یہیں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اُن کے درمیان کینہ و عناد کا جائز کرنا نہیں جانا جا سکتا بلکہ اس کا جائز جاننا درست نہیں بلکہ انکار نص کے سبب خوف کفر ہے نعوذ باللہ ۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ اُس دن اس نبی کو رسوا نہ کریگا اور نہ ان لوگونکو جو حضور صلعم کے ساتھ گرویدہ ہو گئے ہیں ۔ اس وجہ سے کہ وہی برسرِ حق ہیں ۔ اور حضور صلعم کی عظمت کے خیال سے انکی رسوائی اللہ کو منظور نہ ہوگی اس لیے کہ آپ مقبول خدا ہیں پس بخیال عظمت و مقبولیت آپکے گرویدہ اصحاب بھی مقبول و معظم ہونگے اور یوم قیامت رسوائی سے محفوظ رہینگے اور فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورہ انا فتحنا رکوع آخر میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ یعنی محمد صلعم پیغمبر خدا عزوجل ہیں اور وے لوگ کہ اُن کے ساتھ ہیں سخت تر ہیں

[illegible]

تفسیر کریمہ قل ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ الخ

تفسیر کریمہ الف بین قلوبہم ۔

تفسیر کریمہ یوم لا یخزی اللہ النبی الخ

تفسیر کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ الخ

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ
وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ترجمہ محمد پیغمبر خدای عزوجل است و آنانکہ با او ہستند
سخت ترند بر کفار ای در غلبہ بہر وجہ و مہربانند با ہمدگر می بینی ایشانرا بسیار راکع و ساجد ظاہرا و باطنا
میخواہند فضل از خدای عزوجل و خوشنودی۔ علامت شان در روہای شانست از اثر انوار سجود ہای
مقبول ✦ از ینجا است ہر کہ اصحاب را رضی اللہ عنہم مہربان ہمدگر و جویای فضل خدای عزوجل در اعمال
نداند منکر صفت رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ و يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا است پس حکم
منکر نزد علما رحق است ✦ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ج صلے وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ
اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ
بِهِمُ الْكُفَّارَ ط ترجمہ اینکہ مذکور شد مثل ایشان در تورات است و مثل ایشان در انجیل مثل
کشتی است کہ برآورد خوید خود را پس قوت داد او را پس سخت قوی شد پس استاد بر ساق خود

ترجمہ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا لقف يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ
فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط کفار پر یعنی غلبہ میں ہر وجہ کے ساتھ۔ اور مہربان ہیں آپس میں۔ آپ انکو ظاہر و
باطن بہت رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا دیکھتے ہو۔ وہ خدای عزوجل سے فضل اور خوشنودی چاہتے ہیں
انکی علامت ان کے چہروں میں ہے مقبول سجدوں کے انوار کے اثر کی۔ یہیں سے ثابت ہے کہ جو شخص اصحاب رضی
اللہ تعالی عنہم کو آپس میں مہربان۔ اور خدای عزوجل کے فضل کا اعمال میں جویا اور متلاشی نہ جانے وہ صفت
رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ یعنی وے آپس میں رحیم و مہربان ہیں۔ اور يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا یعنی خدائے
عزوجل سے فضل و خوشنودی کے جویا ہیں۔ ان دونو صفتوں کا منکر ہے۔ پس منکر کا حکم ایسے شخص کی نسبت
جو علمار کے نزدیک ہے حق ہے اور علمای حق ایسے شخص کو منکر جانتے ہیں۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي
التَّوْرٰىةِ ج صلے وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ
فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط
بقیہ آیت مذکورہ سورۂ فتح۔ یعنی یہ کہ مذکور ہوا ان کی مثل توریت میں ہے اور ان کی مثل
انجیل میں۔ جیسے کوئی کھیتی ہے کہ اپنے کلّوں یا سوؤں کو نکال لائی۔ پھر اس کو
قوت دی۔ تو سخت مضبوط ہو گئی۔ پھر اپنی ساق پر کھڑی ہوئی۔

ای بقوتِ بالغۂ خود کہ شاد میکند آن زرع از حسنِ ذاتی و عرضیٔ خود زرّاع را و ایں تمثیل در انجیل
از بہر آنست تا بخشم آرد آں مُمثّل بہ سببِ ایشاں ای محمدٌ رسول اللہ والذین معہ کفار را
کہ اشارت تخصیصی بہ یہود و نصاریٰ است و تعمیمی بغیر شاں + باید دانست دریں مثل زرع
عبارت است از محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم و شطئہ از صحابہ و آزرہ از تربیت ظاہری و باطنی
شاں و استغلظ از رسیدنِ شاں بحدِ رسیدنی و استویٰ علیٰ سوقہ از صحتِ اجتہاد و زرّاع
از خدای مدبر الامر چنانکہ فرمود ءَاَنتم تزرعونہ ام نحن الزارعون ہ گفتند از ینجاست
کہ احتیاط در آنست کہ زرّاع جز حق سبحانہ را نباید گفت و حال آنکہ لفظ جمع ش زرّاع م و تشبیہ
جواز ش کردہ الحاصل ایں شادیٔ پروردگار و پیچ و تاب کفار بسرگرمی اختیار مرضیاتِ حق تعالیٰ
بذاتِ خود صلعم و توابع رض است پس شادی شود سبحانہ بملاحظہ کمال ظہورِ استجماعی مقصودِ ان اعرف
در مقابلۂ اضدادہ وعد اللہ الذین اٰمنوا و عملوا الصٰلحٰت منہم مغفرۃً و اجرًا عظیمًا

ترجمہ یعنی پیروں کے بل بسبب اپنی قوت بالغہ کے کہ وہ کھیتی اپنے حسن ذاتی اور عرضی سے زرّاع کو یعنی کھیتی کرنیوالوں کو خوش کرتی ہے
اور یہ تمثیل انجیل میں اسواسطے ہے تاکہ وہ مثل مارنے والا یعنی اللہ سبحانہ انکے سبب یعنی محمد رسول اللہ اور اُن کے ساتھیوں کے۔ کفار کو غصہ میں
لاوے۔ بالخصوص انہیں یہود و نصاریٰ ہیں کیونکہ اشارت تخصیصی انہیں کیطرف ہے اور تعمیمی اشارہ میں انکے سوا سب کفار شامل ہیں۔ معلوم
ہو کہ اس مثل میں زرع یعنی کھیتی عبارت ہے محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم سے۔ اور شطئہ یعنی اُس کھیتی کے کنگھے یا سوئے عبارت ہے
صحابہ سے۔ اور آزرہ یعنی اسکی قوت دینے سے مراد ہے صحابہ کی تربیت ظاہری اور باطنی۔ اور استغلظ یعنی پوری مضبوطی پر کہ انکا
پہنچنے کے لائق حد تک پہنچ جانا۔ اور استویٰ علیٰ سوقہ یعنی پنڈلیوں کے بل کھڑی ہو جانا مراد اُن کا صحت اجتہاد ہے۔ اور
زرّاع یعنی کاشتکار کہ وہ خدای مدبر الامر ہے جو ہر کام کی تدبیر کرتا ہے جیسا فرمایا سورہ واقعہ رکوع دوم میں ءَاَنتم تزرعونہ
ام نحن الزارعون ہ یعنی کیا تم اسے اگاتے ہو یا ہم اگانیوالے ہیں۔ یہ قول انہیں کا ہے جنہوں نے کہا کہ احتیاط اسمیں ہے کہ
لفظ زرّاع بجز حق سبحانہ اور کسیلئے نہ کہنا چاہیے حالانکہ یہ لفظ جمع ہے اور مقام تشبیہ میں ہے۔ پس اسکے جمع ہونے اور تشبیہ میں آنے نے
اس لفظ کا جواز کر دیا۔ الحاصل یہ خوشی پروردگار کی اور کفار کا پیچ و تاب۔ خود حضور صلعم کی ذات پاک کا اور آپکے
پیروان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حقتعالیٰ کی رضامندیوں کو سرگرمی سے اختیار کرنیکے سبب ہے۔ پس اللہ سبحانہ
اپنا کمال ظہور استجماعی جو ان اعرف کا مقصود ہے اضداد کے مقابلہ میں ملاحظہ کرکے خوش ہوتا ہے۔ یعنی خدای پاک اپنا
پورا ظہور استجماعی جس سے اس کا پہچانا جانا مقصود ہے بمقابلہ اضداد میں دیکھتا ہے تو اپنے مقصود سے فتح پر اپنا ظہور تام اور کمال جیسا چاہیے
پورا جمعیت کی حالت میں ملاحظہ کرنے سے خوش ہوتا ہے۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا و عملوا الصٰلحٰت منہم مغفرۃً و اجرًا عظیمًا ہ

ترجمہ وعدہ کرد اللہ تعالیٰ کسانی راکہ گرویدند بخدای عز وجل و رسول مقبول او تعالیٰ صلعم و عمل شائستہ کردند یعنی حسن سرانجام ماموربہ کہ از ایشان اند یعنی صحابہ **ش** تبیین است از کسانیکہ گرویدند **م** ستاری گناہا نرا در تحت مشیئتہ و ثمر لازم العظمتہ + باید دانست لفظ مِنْهُمْ دلالت میکند بر تخصیصِ صحابہ درین اشتراک تعمیمِ مومنین صالحین پس منعِ جواد نباشد غیر مخصص و لفظ مَغْفِرَةً مطلق است از تقییدِ توبہ موعودِ مغفرت پس این وعدہ در غیر متوب بداخل تحت مشیئتہ باشد ع ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا + و لفظ اَجْرًا عَظِيْمًا بجزای لازم العظمتہ اعمالِ حسنہ جان نثاری بامرِ رسول اللہ تعالیٰ صلعم لوجہ اللہ تعالیٰ در تقابلِ عملِ خود و غیر خود وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَاَلْتُ رَبِّيْ عَنْ اِخْتِلَافِ اَصْحَابِيْ مِنْ بَعْدِيْ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِيْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا اَقْوٰى مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ

ترجمہ یعنی وعدہ کرلیا اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لیے جو خدای عز وجل اور اُسکے رسول مقبول صلعم کے ساتھ گرویدہ ہو گئے اور جیسے کہ چاہییں اُنھوں نے عمل کیے کہ وہ ماموربہ کا یعنی حکم خدا و رسول کا اچھی طرح سرانجام کرنا ہی۔ اور یہ عاملین صالحین جو صحابہ میں انھیں گرویدہ لوگوں میں ہیں۔ انکے لیے اُسنے ستاری گناہوں کا وعدہ کرلیا ہی وہ گناہ جو تحت مشیت ہیں۔ اور ویسے عوض کا جسمیں انکی عظمتہ لازم ہوتی ہو۔ معلوم ہو کہ اس اشتراک تعمیمِ مومنین صالحین میں جو کل مومنین صالحین کو آئی عموم میں شریک کیے ہوے ہے لفظ مِنْهُمْ یعنی اُنمیں سے صحابہ کی تخصیص پر دلالت کرتا ہی کہ انکو اس لفظ سے شرکیہ عموم مومنین صالحین میں ایک خصوصیت حاصل ہے۔ پس خصوصیت غیر مخصص کے لیے جبکہ خصوصیت نہیں ہی جواد کی منع نہیں کرسکتی لہذا جائز ہے کہ عام مومنین صالحین بھی اس وعدہ مغفرت اور اجر عظیم میں شامل و شریک ہوں۔ اور لفظ مَغْفِرَةً یہاں توبہ موعود مغفرت کی تقیید سے مطلق ہے یعنی یہ مغفرت اُس قسم کی مغفرت نہیں ہے جو توبہ پر وعدہ کی گئی ہے بلکہ بے قید مطلق واقع ہوئی ہے پس یہ وعدہ جو غیر متوب میں واقع ہوا یعنی بغیر توبہ وعدہ بخشش ہے یہ خدا کے تحت مشیت داخل ہوگا ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + **ترجمہ** دیکھو فرق راہ کا ہر کا ں سے کہاں تلک + اور لفظ اَجْرًا عَظِيْمًا اعمال حسنہ کی ایسی جزا پر دلالت کرتے ہیں جو لازم عظمتہ ہے۔ یہ اپنے اور اپنے غیر کے عمل کے مقابلہ میں امر رسول اللہ تعالیٰ صلعم پر لوجہ اللہ تعالیٰ جان نثاری ہی جسکے ثمرہ میں یہ اجر عظیم ہے اور یہی اعمال حسنہ ہیں۔ اور روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا آپ نے سنا میں نے رسول اللہ صلعم سے کہ فرماتے تھے میں نے میرے رب سے میرے بعد اپنے اصحاب کے خلاف کی نسبت پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے میری لیے وحی فرمائی ای محمد صلعم یعنی تیرے اصحاب میرے نزدیک وہ منزلت رکھتے ہیں جو ستاروں کی آسمان میں ہے کہ بعض انکے بعض سے قوی تر ہیں۔ اور ہر ایک کے واسطے نور ہے

فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّا ھُمْ عَلَیْہِ مِنْ اِخْتِلَافِھِمْ فَھُوَ عِنْدِیْ عَلٰی ھُدًی قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمُ اھْتَدَیْتُمْ رَوَاہُ رَزِیْنٌ فِی الْمِشْکٰوۃِ

ترجمہ پیغمبر مود صلعم پرسیدم از پروردگارِ خود از اختلاف اصحابِ خود بعدِ خود پس وحی فرمود اللہ تعالیٰ بطرف من ای محمد تحقیق اصحابِ تو نزدِ من ہمچناں منزلہ اند کہ نجوم در آسمان بعض شاں قوی تر است از بعض و برائی ہر یک نور است پس ہر کہ اختیار کرد چیزے را از آنچہ کہ او شاں براند از اختلاف با خودہا پس آں نزدِ من بر ہدایت است ✦ ازینجا صحتِ اجتہادِ شاں عیان است و اصحاب من مانندِ ستارگانند پس ہر کہ از ایشاں پیروی کرد بدیدراہ یافتید ✦ و در تشبیہ بہ نجوم توسعِ اسرار است مشتاق تواند دریافت و ازینجا مستدی مقتدائے ہدایت ✦ وقال صلعم اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ وَمَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ فِی الْمِشْکٰوۃِ **ترجمہ** لفظِ مبارک اللہ مفعول بتر سید یا مفعول می ستایم یا استعجاباً و تکرارِ لفظِ مبارک تاکید است حاصل آنکہ بترسید خدائی را عز و جل

ترجمہ پس جسنے کسی چیز کو اختیار کیا اُس چیز سے کہ وہ اُسپر ہیں اُن کے آپس کے اختلاف سے پس وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔ یہاں سے اُنکے اجتہاد کی صحت عیاں ہے۔ پھر فرمایا حضرت عمرؓ نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب مانند ستاروں کے ہیں پس اُنمیں سے جس کسی کے ساتھ تمنے پیروی کی تو تمنے راہ پائی۔ اور اس تشبیہ میں جو نجوم کے ساتھ واقع ہوئی اسرار کا توسع ہے یعنی اس مثل میں بڑی وسعت سے بھید بھرے ہیں کہ مشتاق ہی دریافت کر سکتا ہے۔ اور یہیں سے مقتدی کا ہدایت پانا ثابت ہے۔ اور فرمایا حضور صلعم نے ڈرو تم اللہ سے۔ یا میں خدائے عز و جل کی ستایش و تعریف کرتا ہوں یا تعجب ہے میرے اصحاب کے حال میں۔ ہرگز اُنکو میرے پیچھے نشانۂ تیر ملامت نہ بناؤ یا نہ گرفت کرو۔ پس جسنے محبت کی اُن کے ساتھ تو میری محبت کے سبب اُسنے محبت کی اور جسنے بغض کیا اُنسے اُسنے میری کینہ کے سبب اُنسے کینہ کیا۔ اور جسنے اُنکو ایذا دی پس تحقیق مجھکو ایذا دی۔ اور جس نے مجھکو ایذا دی پس تحقیق خدا کو ایذا دی۔ اور جس نے خدائے عز و جل کو ایذا دی پس جلد ہے یہ بات کہ خدائے عز و جل اُسکو پکڑے گا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے چنانچہ مشکوٰۃ میں مذکور ہے۔ اس حدیث میں لفظ مبارک اللہ جو شروع میں مکرر آیا ہے مفعول ہے فعل محذوف ڈرو کا یعنی ڈرو تم اللہ سے۔ یا مفعول ہے اَحْمَدُ کا یعنی سراہتا ہوں میں اللہ کو۔ یا تعجب کی راہ سے واقع ہوا ہے یعنی تعجب ہے میرے اصحاب کے حال میں۔ اور تکرار اس لفظ مبارک کی بغرض تاکید ہے ✦

نمبر حدیث شریف بعد ترجمہ اللہ اللہ فی اصحابی
لا تتخذوھم غرضا من بعدی الخ۔

یا بی ستایم خدای را عزوجل یا تعجب است در حالِ اصحابِ من ہرگز مگیرید ایشان را نشانہ تیر
اے تیر ملامت از پسِ من پس ہر کہ محبت کرد با ایشاں پس بحبِ من محبت کرد با ایشاں و ہر کہ کینہ آورد در
با ایشاں پس بکینِ من کینہ آورد با ایشاں و ہر کہ ایذا کرد ایشاں را پس بتحقیق ایذا کرد مرا و ہر کہ ایذا کرد مرا پس بتحقیق ایذا کرد خدای عزوجل
و ہر کہ ایذا کرد خدای را عزوجل پس زود است اینکہ بگیرد خدای عزوجل اورا + بدانکہ اصل اخذ ممنوع
الجواز است پس مؤکد باشد بمقتضای اصل **ش** اے نگزرد از سر مواخذہ **م** از اینجاست کہ منصب
یاوہ نزد پس ثبوت وصحتِ اینچنیں سلامت احوالِ دنیوی واخروی شان و منع ملامت و مطاعنت
مبغض را مواخذہ و خسارت بر قدر تفاوت مراتب بغض و مبغض الیہ است تا آنکہ بیم زیانِ ایمان است
مطلقًا و ورود نہی در مطاعنۃ و نزول وعدۂ مغفرت بوقوعِ ما بہ المطاعنۃ و ما بہ المغفرت مشارٌ عنہما
ش اے ورود نہی و وعدۂ مغفرت **م** منقوض نگردد۔ و تواند شد کہ ظن برخلاف حقیقت باشد
پس اجتناب ازاں باید و قال سبحانہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ

ترجمہ معلوم کر کہ آخر حدیث میں الفاظ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ میں لفظ اخذ کی اصل ممنوع الجواز ہے یعنی اخذ میں
قاعدہ ہے کہ اسمیں جواز کی ممانعت ہے پس اصل کے مقتضا کے موافق یہ لفظ مؤکد ہوگا۔ یعنی اللہ مواخذہ ضرور کریگا اور اسکے
خیال مواخذہ نگذریگا۔ یہیں سے ہے کہ منصب بیہودہ بعد ثبوت اور صحت انکی دنیوی اور اخروی احوال کی ایسی سلامتی کے
اور بعد منع ملامت اور مطاعنت کے مواخذہ سے بچھوٹے کا کیونکہ کینہ کرنیوالے کے واسطے مواخذہ اور خسارہ بغض اور مبغض الیہ کے
تفاوت مراتب کے اندازہ پر ہے یعنی جس مرتبہ کا کینہ ہوگا اور جس سے کینہ کیا ہے اُسکے مرتبہ کے اندازہ پر مواخذہ اور خسارہ کینہ
کرنے والے کے واسطے ہے یہانتک کہ مطلق ایمان کے زیاں کا خوف ہے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا بِحَقِّ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
صلعم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ اور ورود نہی کا مطاعنت میں اور نزول وعدہ مغفرت یہ دونوں مابہ المطاعنت
اور ما بہ المغفرت کے واقع ہونیکے سبب کہ یہ دونوں ان دونوں سے مشار ہیں منقوض نہ ہوں گے۔ یعنی جبکہ باہم
اُن میں طعن کرنے کی ممانعت وارد ہو چکی ہو اور اُن کے لیے وعدۂ مغفرت کا نزول ہو چکا ہو اگر
ایسی چیز جس سے مطاعنت اور مغفرت کا واقع ہونا ثابت ہو جیسا کہ اس نہی اور وعدہ سے اُن
دونوں کے واقع ہونے کا اشارہ پایا جاتا ہے اُس نہی اور وعدہ کا حکم اس وقوع سے نہ ٹوٹے گا +
اور ہو سکتا ہے کہ برخلاف حقیقت کے ظن ہووے پس اس سے پرہیز کرنا چاہیے کہ فرمایا اللہ
سبحانہ نے سورہ حجرات رکوع دو میں یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ
یعنی اے گروہ لوگو بہت سے گمان کی باتوں سے پرہیز کرو کہ تحقیق

بعض الظن اثم ترجمہ اے گروندگان بپرہیزید بسیارے را کہ از گمان است تحقیق کہ بعض گمان گناہ است۔ و بمقابلہ ثبوت فضائل کہ از قرآن مجید و حدیث شریف است در صورت تحقق حق بجانبی بجانب دیگر بیش از خطای اجتہادی کہ موعود یک ثواب است مظنون نتواند شد پس اے بیخبر بکدام سودائے نافرجامی **تنبیہ** ازینجا و تحذیر است از آنکہ در مشاجرات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ با حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بتقصیص مختلف مقصصین در تقابل حدیث شریف و قرآن مجید اعتقاد خلاف اہل سنۃ و جماعۃ گزینید العیاذ باللہ تعالیٰ منہم وافضل ایشاں حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ اول است پس حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی پس حضرت عثمان ذی النورین خلیفۂ ثالث پس حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہم بنا بر اجماع بر تفضیل مذکور و ترتیب خلافت از روی اتباع نصوص پس آں اجماع قرن بعد قرن و ایں بحث طویل منتہی میشود بر اجماع پس ہر کہ خواہد رجوع کند بکتب مطولہ متوسعہ مفصلہ اہل سنۃ و جماعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ تعالیٰ می برد براہ راست ہر کرا می خواہد

ترجمہ بعض گمان گناہ ہے۔ اور مقابلہ میں ثبوت اُن فضائل کے جو قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہیں اس صورت میں کہ ایک جانب حق کا تحقق ہو جاوے تو دوسری جانب میں خطائے اجتہادی سے بڑھ کر جس پر ایک ثواب ملنے کا وعدہ ہے گمان نہ ہو سکے گا یعنی جب اُنکے فضائل قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہو چکے ہیں تو اس ثبوت کے مقابلہ میں اگر کوئی ایک اُن میں حق بجانب بھی تحقق اور ثابت ہو جاوے تو دوسرے کی نسبت خطائے اجتہادی سے بڑھ کر گمان نہو سکیگا کہ اُس خطا پر بھی ایک ثواب ملنے کا وعدہ ہے۔ پس اے بیخبر تو کس سودائے نافرجام میں پڑا ہے **تنبیہ** یہاں سے اثبات کا رد ہے اور اثبات سے تحذیر بھی ہے کہ مشاجرات میں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پیش آئے مختلف۔ قصہ گویوں کے قصص بیان کرنیکے سبب جنہوں نے بمقابلہ حدیث شریف اور قرآن مجید خلاف اہل سنۃ و جماعۃ اعتقاد اختیار کیا خدائے تعالیٰ اُس سے پناہ دے۔ یعنی حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو مشاجرات یعنی جھگڑے پیش آئے انمیں مختلف قصہ گویوں کے قصے بیان کرنیکے سبب جنھوں نے حدیث شریف اور قرآن مجید کے مقابلہ میں خلاف اہل سنۃ و جماعۃ جو اعتقاد اختیار کیا خدا تعالیٰ اُس سے پناہ میں رکھے۔ نہ چاہیے ایسی خراب اعتقادی کو کہ رد اس کا مذکورہ بالا نصوص سے بخوبی ظاہر ہے۔ اور صحابہ میں افضل حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول ہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم ہیں۔ پھر حضرت عثمان ذی النورین خلیفہ سوم ہیں۔ پھر حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ چہارم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیونکہ تفضیل مذکور اور ترتیب خلافت پر اتباع نصوص کے سبب کہ پیروی قرآن و حدیث ہے اجماع ہے پھر وہ اجماع قرن بعد قرن ہوتا آیا اور یہ بحث طویل انجام اجماع پر منتہی ہوتی ہے پس جسکو خواہش ہو اہل سنۃ و جماعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مطولہ متوسعہ مفصلہ یعنی بڑی بڑی وسیع بیان التفصیل والی کتابوں کی طرف رجوع کرے۔ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے سیدھے راستہ پر لیجاتا ہے +

بیان رد و تحذیر خلاف عقیدۂ اہل سنۃ و جماعۃ در باب مشاجرت بنا بر اختلاف قصہ گویاں۔

بیان فضیلت و ترتیب خلافت صحابہ رضی

و تعظیم و محبت تابعین و تبع تابعین لقوله علیه السلام عن عمر قال قال صلی الله علیه وسلم اکرموا اصحابی فانهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم فی المشکوٰة ۔ و علمائے ربانی کہ در صفتِ ایشاں کریمہ وهو یتولی الصالحین ۝ و در علاماتِ ایشاں کریمہ والذین امنوا وکانوا یتقون ۝ است بملاحظہ نسبتہ دائرہ و صفاتِ تضمنی با رسول اللہ تعالیٰ صلعم و تعظیم و محبت مومنین و علمائے مجازی گو صفتِ ایں علما کقوله سبحانه انما یخشی الله من عبادہ العلماء ط نباشد لاکن تعظیم ایشاں بعلمِ دینِ حق کہ دارند واجب و سلطانِ عادل بملاحظہ نسب دائرہ تا حضرت صلعم مع تفاوتِ درجاتِ حکم نسبتہ بمنتسبان و صفاتِ تضمنی با رسول اللہ تعالیٰ صلعم قال صلعم لا یؤمن عبد حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه صحیح بخاری اے از ہر آنچہ سزاوار است وقال صلعم ان من اجلال الله

ترجمہ اور تعظیم و محبت تابعین اور تبع تابعین واجب ہے کیونکہ فرمایا حضور علیہ السلام نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب کی کرامت اور عزت کرو کیونکہ وہ تم میں بہتر لوگ ہیں پھر انکی جو ان سے قریب ہیں پھر انکی جو انسے قریب ہیں یہ حدیث مشکوٰۃ میں ہے ۔ اور تعظیم و محبت علمائے ربانی کی جنکی صفت میں یہ کریمہ ہی جو سورہ اعراف رکوع آخر میں وھو یتولی الصالحین ۝ یعنی اور وہی متولی ہیں نیکبختوں کے اور انکی علامت پہچان میں یہ آیت کریمہ جو سورہ یونس رکوع سات میں ہے والذین امنوا وکانوا یتقون ۝ یعنی اور جو لوگ ایمان لائے اور وہ متقی ہیں ۔ یہ علامتِ تقوی بملاحظہ اُس نسبت دائرہ اور صفات تضمنی کے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو حاصل ہیں یا بملاحظہ اُس نسبت اور صفات کے ہے کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ دائرہ و متضمن ہیں ۔ اور تعظیم و محبۃ جملہ مومنین اور علمائی مجازی اگرچہ ان علمائے مجازی کی صفت نہ فرمائی اللہ تعالیٰ نے ہو کہ رکوع چار میں سورہ فاطر کے ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ط یعنی اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو علما ہیں ۔ لیکن انکی تعظیم دین حق کے جاننے کے سبب جو انکو حاصل ہے واجب ہے اور تعظیم و محبت سلطان عادل کی ان نسبتوں کا لحاظ کرکے کہ حضرت صلعم تک دائر ہیں جنمیں منتسب یعنی اس شخص کے حال کے اعتبار سے جسکو نسبت حاصل ہے حکم نسبت میں متفاوت درجہ کا لحاظ ہوگا ۔ اور ان صفات کا لحاظ کرکے جو رسول اللہ تعالیٰ صلعم کے ساتھ متضمن ہیں ۔ فرمایا حضور صلعم نے نہیں مومن ہوتا ہے کوئی بندہ یہانتک کہ محبت رکھتا ہے اپنے بھائی کے واسطے وہی جو اپنے نفس کے واسطے محبوب رکھتا ہے ہر اس چیز سے کہ لائق ہے ۔ یہ حدیث صحیح بخاری کی ہے ۔ اور فرمایا حضور صلعم نے کہ تحقیق اللہ کے اجلال اور بزرگی دینے سے

۳ بیان وجوب تعظیم و محبۃ تابعین و تبع تابعین بنص حدیث ۔

۴ بیان وجوب تعظیم و محبۃ علمائے ربانی در وصف و علامتِ شاں بنص قرآن ۔

۵ بیان وجوب تعظیم و محبت جملہ مومنین و علمائے مجازی بسبب علم دین حق کے بنص حدیث و آیۃ

۶ بیان وجوب تعظیم و محبۃ سلطان عادل بلحاظ نسبتوں اور صفات کے حضور صلعم کے ساتھ بنص حدیث و آیت

تفسیر قولہ تعالیٰ واخفض جناحک للمومنین

اِکْرَامُ ذِی شَیْبَۃِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَیْرِ الْغَالِی فِیْہِ وَلَا الْجَافِیْ عَنْہُ وَاِکْرَامُ السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ **ش** غالی آنست کہ جہد کند در تجوید قرأت بفکر وتدبر وعمل بآنچہ درانست وجافی پہلوتہی کنندہ است یعنی معرض از تلاوت واز عمل بآں **م**

وقال اللّٰہ تعالیٰ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ہ فرود آور بازوی خود را برائے مومنان * یعنی تعظیم کن چنانکہ از بزرگاں بخورداں می زیبد نہ چنانکہ از خورداں بہ بزرگاں پس برائے رسول اللہ تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ودیگر مومنان حسب حال است۔

واین امر مخصوص الغیر است کہ از روئے لطف محبت بحضرت حبیب اللہ تعالیٰ است چہ امر نسبت بآں موصوف بہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ہ صحت نہ پذیرد۔

بدانکہ اشنع خصائل مخاصمہ در تفاضل از یک دیگر انبیاء اللہ تعالیٰ واولیاء اللہ تعالیٰ خلاف نص است علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام در مرتبہ شریعت یا در مرتبہ طریقت

مربوط بعلی کلمۃ ۱۲ متعلق اشنع ۱۲

ترجمہ ایک مسلم ذی شیبہ یعنی بوڑھے مسلمان کا اکرام اور بزرگی کرنا ہے اور حامل قرآن یعنی اچھا قرآن پڑھنے والے اور عمل کرنے والے کا جسکے پڑھنے میں غلو نہ ہو۔ ایسے شخص کا جو تلاوت قرآن اور اُسکے عمل سے منہ پھیرتا ہو اور اکرام وبزرگی سلطان کی کرنا جو منصف ہو۔ **غالی** وہ ہے جو تجوید قرأت میں بفکر وسوچے اور عمل کے اس چیز وسے جو اس میں ہے جہد کرتا ہے یعنی کوشاں ہے تجوید قرأت میں اسطرح کہ فکر وتدبر کو کام میں لاتا ہے اور اُس چیز کا جو اس میں ہے عمل کرتا ہے۔ اور **جافی** خالی پہلو کرنے والے کو کہتے ہیں یعنی تلاوت اور عمل کتاب سے اعراض کرنیوالا ہو۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ حجر کے آخر رکوع میں **وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ** ہ یعنی اپنے بازو دنکو مومنین کے واسطے جھکا دیجئے یعنی تعظیم کیجئے جیساکہ بزرگوں سے چھوٹوں کی نسبت زیب دیتا ہے نہ ایساکہ چھوٹوں سے بڑوں کے واسطے۔ پس رسول اللہ تعالیٰ صلعم اور اور مومنین کے لیے حسب حال ہے یعنی جیسا جو جسکے لائق ہو اُسکے موافق حال کی تعظیم ہے۔ اور یہ امر مخصوص الغیر ہے یعنی یہ حکم تعظیم مومنین حسب آیت مذکورہ غیر کے واسطے مخصوص ہو یعنی آنحضرت صلعم کے لیے البتہ خطاب بحکم حضرت حبیب الرحمٰن کے ساتھ لطف محبت کے طریق سے ہو اسلیے کہ یہ امر ایسی کی نسبت جسکا وصف اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ہو صحت نہیں قبول کرتا۔ آیت مذکورہ سورہ نٓ رکوع اول میں ہو جسکا مطلب یہ ہو کہ بیشک آپ البتہ خلق عظیم پر ہیں یعنی آپ کی جمیع عادات یقینی بہت بزرگ ہیں۔ معلوم کرو کہ بدترین خصائل مرتبہ شریعت یا مرتبہ طریقت میں انبیاء اللہ تعالیٰ اور اولیاء اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک دوسرے کی نسبت فضیلت دینے میں باہم جھگڑنا ہے جو خلاف نص ہے علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

بیان معنی غالی اور جافی کہ الفاظ حدیث ہیں *

تفسیر کریمہ واخفض جناحک للمومنین

یعنی خدا تعالیٰ

بیان اس کا کہ بدترین خصائل مرتبہ شریعت یا مرتبہ طریقت میں باہم اولیاء وانبیاء کے یکدوسرے فضیلت دینے میں جھگڑنا ہے اور اسکا رد خلاف نص ہے

مگر آنچہ از قطعیات نصوص ست از اعتقادیات است نہ برائے مخاصمت در تقابل و آنچہ از
از ظنیات است میلان بآں گنجایش دارد نہ مخاصمت در تقابل بدانکہ فضل عند اللہ تعالیٰ
مقصود است و آں مجہول مگر آنچہ از قطعیات تواں دانست حکمش مذکور شد نہ در کثرت
اعمال چہ بسا است بسیار کنند و کم بردارند بسبب نقصان نیت یا برابر بسبب صحت و عدم
توسعِ نیت و بسا است کہ کم کنند و بسیار بردارند بسبب صحت و توسعِ نیت و ایں از فضلِ ربّ
ذو الفضل العظیم است و زیادت ثواب بہر سو محمول و مجہول است **ش تنبیہ**
ازینجا ردِ آنست کہ مظنۂ و تفاضلِ انبیاء و اصحاب و اولیاء
علیٰ نبیّنا و علیہم الصّلوٰۃ و السلام شعارِ دینِ خود ساختہ اند م

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِہٖ

ترجمہ مگر جس قدر آیات سے قطعی طور پر ثابت ہے وہ اعتقادیات سے ہے نہ مقابلہ میں باہم جھگڑنے کے واسطے۔ اور جو کچھ ظنیات سے ہے اُسمیں میلان کو گنجایش ہے نہ مقابلہ میں جھگڑنے کے لیے۔
سمجھ لے کہ فضیلت وہی مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ اور وہ مجہول ہے اُسکی کیفیت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے مگر جس قدر قطعیات سے جان سکیں سو اُس کا حکم مذکور ہو گیا۔ نہ فضیلت کثرت اعمال میں ہے کیونکہ بہت ہوتا ہے کہ بہت عمل کرتے ہیں اور نقصان نیت کے سبب فائدہ کم اُٹھاتے ہیں یا برابر نفع پاتے ہیں بسبب صحت عمل کے اور نیت متوسع نہ ہونے کے۔ اور بہت ہوتا ہے کہ کم عمل کرتے ہیں اور بہت نفع پا لیتے ہیں صحت عمل اور توسُّع نیت کے سبب۔ اور یہ فضل رب ہے جو بڑا ہی صاحبِ فضل ہے۔ اور ثواب کی زیادتی ہر طرف کو محمول ہے یعنی اسکا احتمال ہر طرف میں ہے حالانکہ مجہول ہے کہ علم اس کا خدا تعالیٰ کو ہے + **تنبیہ** یہاں سے اس بات کا ردّ ہے جنھوں نے کہ انبیاء اور اصحاب اور اولیاء علیٰ نبیّنا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مظنّت اور تفاضل یعنی انکی نسبت بدگمانی اور ان میں باہم فضیلت دینا اپنے دین کا شعار بنا رکھا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ حیث م
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِہٖ +

فضل کثرت عمل پر نہیں ہے بلکہ فضل عند اللہ مقصود ہے اور یہ مجہول مگر جو قطعیات سے معلوم ہو وہ اعتقادیات میں ہے نہ مقابلہ مخاصمت کے لیے

۱۹ ذکر کیفیتِ ایمان والدیہ المکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۹

ذکر کیفیتِ ایمان والدیہ المکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین + مستفہما دریں مجمل تامل درآ وبشوقِ مفصل بسوی دیگر برآ بدانکہ بروایات متعارضہ ومتخالفہ کلام مطول مستبعد فیہ درنفی ایمان والدیہ المکرمین صلعم است تا رفع تعارض و تخالف نہ شود مفسدہ عظیم بترتب حکم است اللھم انا نسئلک الحق حاصل قضیہ متنازعہ موقوف بر اصلے چند است

حاصل قضیہ متنازعہ موقوف بر اصول چند

قضیہ متنازعہ حدیث قال رسول اللہ تعالیٰ صلعم ان القبر الذی رایتمونی اناجی قبر آمنۃ بنت وھب وانی استاذنت ربی فی زیارتھا فاذن لی فاستاذنتہ فی الاستغفار فلم یاذن لی فیہ ونزل ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین الآیۃ

۲۰ بیان ذکر ایمان والدین رسول اللہ صلعم

۲۰

ترجمہ بیان ذکر حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین مکرمین کے ایمان کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

اے سمجھنے والے اس مجمل تحریر میں ذرا فکر سے نگاہ کر اور اگر تفصیل کا شوق ہے تو اوروں کی طرف متوجہ ہو۔ سمجھنا چاہیے کہ ایمان والدین مکرمین حضور صلعم کی نفی میں متعارض اور متخالف روایتوں کے ساتھ کلام بہت طویل مستبعد فیہ ہے یعنی جو روایتیں حضرت صلعم کی والدین کے ایمان کی نفی میں مذکور ہوئی ہیں ان میں باہم مخالفت اور معارضت واقع ہے اسی وجہ سے گفتگو دراز ہوگئی ہے کہ دیکھنے والا متحیر ہو جاتا ہے اور اپنی مراد نہیں حاصل کر سکتا۔ پس جب تک یہ تعارض اور تخالف نہ اٹھ جائیگا حکم مرتب نہ ہوگا اور اس حکم کے حاصل ہونے میں بڑا جھگڑا رہے گا۔ اے اللہ ہم تجھ سے حق کے طلبگار ہیں۔ قضیہ متنازعہ کا حاصل اور نتیجہ چند قواعد پر موقوف ہے قضیہ متنازعہ حدیث یعنی وہ قضیہ حدیث کا جس میں باہم جھگڑا ہے۔ فرمایا رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وہ قبر کہ تم نے مجھے دیکھا کہ میں مناجات کرتا تھا آمنہ بنت وہب کی تھی کہ جس سے میرے رب سے اسکی زیارت کی درخواست کی تھی تو مجکو اجازت ملگئی۔ پھر میں نے مغفرت مانگنے کی درخواست کی تو مجھے اسکی اجازت نہیں ہوئی اور یہ آیت اتری جو سورۂ توبہ کے چودھویں رکوع میں ہے ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ۰ الآیۃ یعنی نہیں ہے نبی کی شان اور ان کے لیے جو ایمان لائے یہ کہ مغفرت مانگیں مشرکین کے لیے آخر تک

بیان قضیہ متنازعہ حدیث

فَاَخَذَنِی مَا یَاخُذُ الْوَلَدَ لِلْوَالِدَۃِ مِنَ الرِّقَّۃِ فَذٰلِکَ الَّذِیْ اَبْکَانِیْ + وایں روایت
جامع بمطالب دیگر روایات در جانب نفی ایمان حسب دعوی مخالفین است و امام المحدثین بخاری
رحمہ اللہ تعالیٰ نزول ایں کریمہ در منع استغفار نسبتہ بابی طالب روایۃ فرمودہ کہ اقرب بقبول است
بدلالۃ الفاظ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا زیرا کہ وقت استغفار حضرت صلعم برای ابوطالب اصحابہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہم نیز قصد استغفار برای سلف مشرکین شاں مذکور است نہ دریں محل - و نیز اجتماع امرین
در وقتی مستلزم اشتراک ہمدگر نہ تواند شد مگر اشتباہے تواند آورد کہ بمقابلہ وجہ اتحاد و اختلاف رفعش
تواند شد ش دریں کلیہ اشارت است باجتماع منع استغفار برای امہ مکرمہ آنحضرت صلعم و منع استغفار
برائے مشرکین م پس نزول ایں آیت شریفہ بمکہ معظمہ بعد افتاجا مانع شرکت منع ضروری
ش اے استغفار برائے ابی طالب م تخصیصی نسبتہ بابی طالب دریں تعمیم منع ضروری
ش اے استغفار برای مشرکین م باتحاد حقیقۃ نتواند شد ش نزول ایں آیہ فاعل است

ترجمہ پس مجکو اُس چیز نے آلیا کہ فرزند کو ماں کے لیے رقت کی قسم سے لے لیتی ہے ۔ اور یہی وہ چیز تھی جس نے مجھے رُلایا ۔ اور
یہ روایت اُن دوسری روایتوں کے مطالب کی بھی جامع ہے جو مخالفین کے دعوی کے موافق نفی ایمان کی جانب میں ہیں ۔ اور امام
المحدثین بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول ابی طالب کی نسبت مغفرت مانگنے کی ممانعت میں روایت فرمایا ہے جو وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا کی دلالت الفاظ کے اعتبار سے قبول ہونے سے زیادہ قریب ہے ۔ کیونکہ حضور صلعم کے ابوطالب کے لیے
مغفرت مانگنے کے وقت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ان کے مشرکین سلف کے لیے مغفرت مانگنے کا ارادہ
مذکور ہے نہ اس محل میں جبکہ آپ نے اپنی والدہ مکرمہ کے لیے مغفرت طلب کی ہے ۔ اور دو امر کا ایک وقت میں جمع ہونا بھی
آپس میں مستلزم اشتراک نہیں ہو سکتا یعنی اثبات کو لازم نہیں کرتا کہ جب دو امر ایک وقت میں جمع ہوں تو دو نو امر میں
شرکت لازمی ہو جاتی ہے البتہ ایک شبہ لاحق ہو سکتا ہے کہ وہ شبہ وجہ اتحاد اور وجہ اختلاف کے مقابلہ کرنے سے رفع
ہو سکتا ہے ۔ تو ایسے دو امر جنکی طرف اس کلیہ میں اشارہ ہے ایک آنحضرت صلعم کی والدہ مکرمہ کے استغفار کی ممانعت
ہے ۔ اور دوم مشرکین کے واسطے استغفار کی ممانعت ۔ حالانکہ اس آیت شریفہ کا نزول مکہ معظمہ میں بعد
فتح مکہ معظمہ کے ہوا ہے ۔ پس یہ نزول آیت شریف ابوطالب کی نسبت جو منع تخصیصی ضروری استغفار
کی ہے اس کا اُس تعمیم منع ضروری میں جو مشرکین کے لیے استغفار کی ہے بسبب اتحاد حقیقت کے شرکت کا مانع
نہیں ہو سکتا ۔

منع ضروری تخصیصی نسبتہ استغفار ابیطالب تعمیم ضروری میں اتحاد حقیقت کے سبب مانع شرکت نہیں ہو سکتی +

م بل تواند شد کہ منعِ ضروری تخصیصی ش یعنی نسبتہ بہ ابی طالب م بسببے درین تعمیم مندرج باشد چہ آں ش اے منع ضروری تخصیصی م تخصیصہ حسب فرمودنِ حضرت صلعم کہ استغفار کنم تا آنکہ منع کردہ شوم ثابت نمی شود ش تنبیہ واگر مندرج نباشد نشاید کہ ایں تعمیم متضمن شرکت ابویہ المکرمین صلعم بسبب تخالفِ حقیقت باشد م مگر مانعِ شرکت ابویہ المکرمین صلعم بمنع ضروری بتخالفِ حقیقت ش استثنا ر باثبات از تواند شد یعنی آں نزولِ آیہ مانعِ شرکت ابویہ المکرمین صلعم تواند شد م بملاحظہ حاصل قضیہ متنازعہ باصولے کہ مذکور خواہد شد ان شاء اللہ تعالیٰ و در عدم تسلیم روایت امام المحدثین رح تعارضِ دیگر واقع شود از مفہوم اقتضائی ایمان از اذنِ زیارت ش بنا بر آنکہ اذنِ زیارتِ مشرکین بحکمِ نہی لا تقم علی قبرہ نتواند شد مگر برائے مومن م و بنا برین روایت فاخذ لی منا یاخذ الولد للوالدۃ الخ مربوط خلط باذن لی فیہ خواہد شد۔

ترجمہ بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ منع ضروری تخصیصی جو ابوطالب کی نسبت ہے کسی سبب سے اس تعمیم میں مندرج ہو جو مشرکین کی نسبت منع ضروری استغفار کی ہے اسلیے کہ وہ منع ضروری تخصیصی جو ابوطالب کی نسبت سے ہے اپنی اس تخصیص کے سبب کہ موافق فرمانے حضور صلعم کے ہے کہ میں یہانتک استغفار کروں گا کہ منع کردیا جاؤں ثابت نہیں ہوتی ہے۔ یعنی اس تعمیم ضروری میں کہ مشرکین کے استغفار کی ضروری ممانعت ہے نزول آیت شریفہ مذکورہ ابوطالب کی نسبت تخصیصی ضروری ممانعت استغفار کا بسبب حقیقت ایک ہونیکے کہ دونوں استغفار میں ممانعت ضروری ہے شرکت کا مانع نہیں ہو سکتا بلکہ تعمیم ضروری میں تخصیص ضروری کا بسبب اتحاد حقیقت اندراج ہو سکتا ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ خاص ابوطالب کی نسبت جو ضروری ممانعت ہے وہ اس عام ممانعت میں جو مشرکین کی نسبت ضروری ہے کسی سبب سے مندرج ہو جاوے اسلیے کہ نزول آیت مذکورہ اگر اس منع ضروری تخصیصی کا اس عام میں شرکت سے مانع ہوگا اور اسکا اندراج تعمیم ضروری میں ممکن نہ ہوگا تو خصوصیت ضروری ممانعت کی جو ابوطالب کی نسبت سے اس تعمیم ضروری کے مقابلہ میں ثابت نہ ہوگی حالانکہ خصوصیت استغفار بنسبت ابوطالب حضور صلعم کے اس فرمانے سے ثابت ہو رہی ہے کہ میں استغفار کیے جاؤں گا یہانتک کہ منع کیا جاؤں۔ چنانچہ سورہ توبہ رکوع اول میں آیت استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم الخ کے مضمون سے ظاہر ہے۔ **تنبیہ** اور اگر تخصیص اس تعمیم میں مندرج نہ ہوگی تو بھی نہیں ہو سکتا کہ وہی تعمیم بسبب تخالف حقیقت کے حضور والدین مکرمین کے شرکت کی متضمن ہو کیونکہ ان دونوں کی حقیقت میں تخالف ہے تو شرکت ان دونوں میں ممکن نہیں۔ پس جبکہ معلوم ہوا کہ نزول آیت شریف حضور صلعم کے والدین مکرمین کی شرکت کا عام مشرکین کی منع ضروری میں کہ وہ استغفار کی ضروری ممانعت ہے بسبب اختلاف حقیقت مانع ہو سکتا ہے ان اصول و قواعد کے موافق جو انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہونگے ان کے حاصل قضیہ متنازعہ کو ملاحظہ کرنے سے۔ اور امام المحدثین کی روایت کے تسلیم نہ کرنے میں بسبب مفہوم اقتضائے ایمان کے کہ اذن زیارت سے حاصل ہوا ہے ایک اور تعارض واقع ہوتا ہے کیونکہ اذن زیارت ایمان کا

ش **تنبیہ** اختیار کردہ شد در قضیۂ متنازعہ استدلال از قرآن مجید و حدیث شریف متوافق
در جانب اثبات ایمان تا سخن در ضعف روایۃ نماند م **کریمہ** لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ
الآیہ بنا بر قرءتی **حدیث** انا انفسکم نسباً و صہراً و حسباً لیس فی آبائی من لدن
آدم سفاح کلہا نکاح + **کریمہ** الَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۥ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ

ترجمہ آنکہ نگاہ می دارد ترا وقت قیام اے بودن تو بعالم شہود و نگاہ میداشت گردیدن ترا در
ساجدان اے از ساجدی بساجدی در عالم روح + بدانکہ دریں مراد یرٰی و تقوم بمعنی مجازی
است یعنی رویۃ بمعنی نگاہداشتن و قیام بمعنی بودن ای موجود شدن ش تفصیل و استدلال ایں مدعا
در ذکر کیفیت تفسیر کریمہ الذی یراک الخ تواں دریافت م **حدیث** اِنّی تَقَلَّبْتُ مِنْ صُلْبِ
آدَمَ اِلٰی خَیْرِ الْاَرْضِ ثُمَّ وَ ثُمَّ اِلٰی اَنْ وُلِدْتُ + بدانکہ خیر الارض پرہیزگاراند

ترجمہ - تنبیہ - قضیۂ متنازعہ میں قرآن مجید اور حدیث شریف متوافق سے جو اثبات ایمان کی جانب میں
استدلال اختیار کیا گیا ہے تاکہ کلام ضعف روایت میں نہ رہے - **کریمہ** لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ الآیہ سورہ توبہ کی
آخرت آیت ہے یعنی البتہ آچکا رسول تمہارا پاس تمہارے نفیس تر لوگوں سے - یہ اس قرأت کی بنا پر ہے جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے مروی ہے بفتح فا صیغۂ اسم تفضیل نفاست سے کہ متوافق حدیث ہے یعنی مطابق مضمون اس حدیث شریف کے ہے - یعنی میں
تم میں نفیس تر ہوں از روئے نسب اور نکاح یعنی سسرال اور حسب کے میرے آباء یعنی بزرگوں میں آدم تک کوئی
خرابی نہیں ہے بلکہ کل ان کے نکاح والے ہیں + اور **کریمہ** الَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۥ وَ
تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۥ کہ سورۂ شعراء کے آخر رکوع میں ہے - یعنی وہ جو تجھے وقت قیام نگاہ
رکھتا ہے یعنی تیرے عالم شہود میں ہونے کے وقت - اور تیرا سجدہ کرنے والوں میں پھرنا اور گشت کرنا نگاہ رکھتا تھا
یعنی عالم روح میں ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے کی طرف -
معلوم ہو کہ اس آیت میں یَرٰی اور تَقُوْمُ سے معنی مجازی مراد ہیں کیونکہ یَرٰی رؤیت سے ہے جس کے
حقیقی معنے دیکھنا ہیں - یہاں معنی مجازی اس کے نگاہ رکھنا مراد ہیں - اور تقوم قیام سے ہے جس کے حقیقی معنے کھڑا ہونا
ہیں - یہاں مجازی معنی ہونا یعنی موجود ہونا مراد ہیں - اس مدعا کی تفصیل اور اس کا استدلال اسی آیت کریمہ الذی
یراک الخ کی تفسیر کے ذکر کیفیت میں معلوم کرنا چاہیے - جیسا یہ حدیث کہ متوافق ہے مضمون آیت کریمہ مذکورہ سے -
حدیث یعنی میں پھیرا گیا اور منتقل ہوا ہوں آدم علیہ السلام کی پشت سے بہتر اہل زمین کی طرف پھر اور پھر یہاں تک
کہ پیدا کیا گیا میں - معلوم ہو کہ خیر الارض یعنی بہتر اہل زمین پرہیزگار لوگ ہیں -

تفسیر قولہ تعالیٰ الذی یراک حین تقوم ۥ و تقلبک فی الساجدین

بیان آیت و حدیث متوافق نسبت نفاست نسب اجداد نبوی صلعم +

تفسیر قولہ تعالیٰ الذی یراک حین تقوم ۥ و تقلبک فی الساجدین مع حدیث متوافق مضمون در باب نگاہداشت نور نبی صلعم بصلب ساجدین

کما قال سبحانہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ الآیہ ازینجا است کہ ابوت آزر مسلّم الکفر ممنوع المغفرت نسبتہ بحضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام حقیقتاً صحیح نباید **ش** ورنہ بدعوی حضرت سید الصادقین صلعم متضاد باشد پس تاویل کردہ شود بمجاز **م** مگر مجازاً وہو المحقق والمشہور **ش** گویند کہ پدر حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام تارخ است۔ **م** پس دعائی حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ بے تاویل دور از حقیقت یعنی والدیت نسبتہ بحضرت آدم مستوجب المرحمۃ وحضرت حوا متحقق المغفرۃ علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام وآزر ممنوع المغفرت **ش** دوری تاویل از حقیقت بتحقیقِ معنی والدین واستیجابِ رحمتہ نسبت بحضرت آدم وتحققِ مغفرۃ بحضرت حوا رضؓ ومنعِ مغفرۃ نسبتہ آزر واضح است **م** نسبتہ بوالدین حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بدآمدہ سوقِ کلام کہ در دعائے خیر سلف وخلف است تواند شد بمچو دعائے حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ

ترجمہ جیسا فرمایا حق سبحانہ نے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ الآیہ سورہ حجرات دوسرے رکوع میں۔ یعنی بیشک تم میں زیادہ مکرم اور بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہی جو زیادہ تم میں متقی ہے۔ آخر تک۔ یہیں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آزر مسلّم الکفر ممنوع المغفرت کی ابوت حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت حقیقت میں صحیح نہیں آتی ہے یعنی آزر جسکا کفر مسلم ہے اور بخشا جانا ممنوع ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت اُس کا باپ ہونا حقیقت میں صحیح نہیں آتا ہے۔ مگر بطور مجاز کے کیونکہ حقیقی حالت میں حضرت سید الصادقین صلعم کے دعوی سے متضاد ہوگا اور باہم ایک دوسرے کے ضد ہو جاوینگے۔ پس ناچار آزر کا باپ ہونا حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی نسبت معنی مجازی کی طرف تاویل کیا جاویگا۔ اور یہی محقق اور مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ تارخ ہیں۔ پس یہ دعا حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی جو سورہ ابراہیم رکوع چھ میں ہی رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ یعنی اے رب ہمارے مجھے اور میرے ماباپ کو بخشدے بدون تاویل کے حقیقت سے دور ہے۔ یعنی والدین ہونا نسبت حضرت آدم کے کہ سزاوار رحمت ہیں اور نسبت حضرت حوا کے کہ انکی مغفرت متحقق ہے علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام۔ اور نسبت آزر کے جسکی مغفرت ممنوع ہے۔ اور یہ دور ہونا تاویل کا حقیقت سے معنی والدین کے تحقیق سے اور حضرت آدم کی نسبت قبولیت رحمت کے وجوب یعنی رحمت کے ضروری ہونے سے اور حضرت حوا رضؓ کی نسبت تحقق مغفرت یعنی بخشش کے ثابت ومتحقق ہونے سے۔ اور آزر کی نسبت بخشش کی ممانعت ظاہر ہے۔ پس یہ دعا مذکورہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کی نسبت کہ سوق کلام کسی دعا اگلے لوگ کی دعا خیر میں اگلوں اور پچھلوں شامل ہیں چنانچہ الفاظ الحاق دعائے مذکورہ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ اسی کی طرف مشیر ہیں۔ وہ ویسی ہی ہو جاتی ہے جیسے حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی دعا جو سورہ نوح کے آخر رکوع میں ہے کہ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ یعنی اے میرے رب مجھکو اور میرے والدین کو بخش دے۔

بیان یہ کہ آزر مسلّم الکفر ممنوع المغفرۃ کی ابوت نسبتہ ابراہیم حقیقت میں صحیح نہیں ہے مگر مجازاً کیونکہ حقیقی باپ تارخ ہیں اور آزر چچا کہ مشہور ومحقق ہے

ش ازیں کریمہ ایمان والدین حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت است پس از تشبیہ اشارت است بر خیریتِ سلف تا والدین حضرت نوح عم و نیز استغفار و تبریٔ از حضرت ابرھیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نسبت بہ تنہا آزر منسوب بہ ابوت مجازی است کما فی قولہ سبحانہ قال ربِّ اغفِر لِاَبِی الآیہ وتَبَرَّأَ مِنْهُ الآیہ نہ نسبت بوالدین پس جائے آنست کہ بفہمند و نیز لفظ ابوین عام است بحقیقت و مجاز بخلاف والدین کہ مخصوص است بحقیقت چنانکہ مستعمل است در محاورہ مشہورہ کقولہ تعالیٰ قالوا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَائِكَ الآیہ وکما اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ الآیہ

ترجمہ کہ اس آیت کریمہ سے ایمان والدین حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت ہے۔ پھر اس تشبیہ سے اشارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلف کے خیر ہونے کا حضرت نوح علیہ السلام کے والدین تک ہو رہا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مغفرت مانگنا اور اس سے تبری کرنا یعنی بیزار ہونا بھی تنہا آزر کی نسبت میں مجازی باپ ہونیکے سبب منسوب ہے۔ جیسا حق سبحانہ کے قول سورہ شعراء کے پانچویں رکوع میں ہے کہ کہا ابراہیم علیہ السلام نے ربِّ اغفِر لِاَبِی اے میرے رب میرے باپ کو بخشدے آخر تک + اور سورہ توبہ کے رکوع چودہ ۱۴ میں تَبَرَّأَ مِنْهُ الآیہ یعنی تبری کی اس سے آخر تک کہ یہ سب مضمون سورہ توبہ کے رکوع چودہ ۱۴ میں کریمہ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيمَ لِاَبِيهِ الخ سے بخوبی لائح ہے۔ نہ نسبت والدین ہونیکے سبب کیونکہ مغفرت آپ سے تبری واقع ہوئی ہے نہ مغفرت والدین سے لہٰذا حضرت ابراہیم عم کا والدین کی نسبت تبری کرنا ثابت نہیں پس چاہیے کہ یہاں سمجھیں۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مغفرت والدین کے لیے یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ کہ اس دعائے خیر میں دال سوق کلام سے اگلے اور پچھلے مومنین تا قیامت شامل ہیں مثل دعائے مغفرۃ والدین حضرت نوح علیہ السلام کہ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ ہے ہونی چاہیے کہ اس کریمہ سے ایمان والدین حضرت نوح علیہ السلام ثابت ہے پھر تشبیہ سے سلف کی خیریت پر نوح علیہ السلام کے والدین تک اشارہ ہے۔ اور اس دعائے مغفرت حضرت ابراہیم علیہ السلام میں والدین ہونیکی نسبت کو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی طرف کرنا جو سزاوار رحمت اور مستحق مغفرت ہیں۔ اور نیز آزر کی طرف نسبت کرنا جسکی مغفرت ممنوع ہے بدون تاویل ہی حقیقت سے دور ہے۔ کیونکہ والدین کے معنی کی تحقیق اور حضرت آدم کی نسبت مستجاب رحمۃ۔ اور حضرت حوا کی نسبت محقق مغفرۃ سے تاویل کا دور ہونا حقیقت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اور سوائے اسکے مغفرۃ مانگنا اور اس سے بیزار ہونا اور تبری کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تنہا آزر کی نسبت سے جسکو باپ ہونیکی نسبت مجازی حاصل ہے جیسا آیات ربِّ اغفِر لِی الآیہ وتبرأ منہ الآیہ سے ظاہر ہے نہ نسبت والدین ہونیکے سبب پس چاہیے کہ اس مقام میں سمجھیں۔ اور پھر لفظ ابوین معنی حقیقی اور مجازی دونوں کے لیے عام ہے بخلاف والدین کے کہ حقیقی معنی کیلئے مخصوص ہے جیسا کہ استعمال محاورہ مشہورہ میں مثل فرمانے خدا تعالیٰ کے سورہ بقر رکوع سولہ میں قَالُوا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَائِكَ الآیہ اور سورہ اعراف رکوع تین میں كَمَا اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ الآیہ یعنی انھوں نے کہا ہم تیرے خدا اور تیرے باپ دادے کے خدا کی پوجا کرتے ہیں الخ اور

والبتہ بمعنی مجاز رجوع بمعنی مصدر حقیقی دائر میان فاعل ومفعول نمیکند فکیف التاویل المذکور یارب ترحم در نصورت ایں ہر دو کریمہ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ و رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وحدیث شریف اَنَا اَنْفَسُكُمْ وَاِنِّي نُقِلْتُ مِنْ صُلْبِ اٰدَمَ و کریمہ اَلَّذِيْ يَرٰىكَ مؤید ہمدگر است حدیث سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى صلعم عَنْ اَبَوَيْهِ فَقَالَ سَئَلْتُهُمَا رَبِّي فَيُعْطِيْنِي فِيْهِمَا وَاِنِّي لَقَائِمٌ يَوْمَئِذٍ اَلْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الحدیث سوال کردن حضرت صلعم نفس ابویہ المکرمین را صلعم مشیر محبت ورافت اتم وعطاہای نامعین بایشاں نیست ویعطینی بحذف مفعول ثانی وبصلہ فی مشیر توسع واشتراک بما بہ العطا است حدیث اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْحَجُوْنَ حَزِيْنًا فَقَامَ بِهٖ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ رَجَعَ مَسْرُوْرًا قَالَ سَئَلْتُ رَبِّيْ فَاَحْيٰى لِيْ اُمِّيْ فَاٰمَنَتْ بِيْ ثُمَّ رَدَّهَا حدیث قد رُوِيَ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاٰمِنَةَ بِنْتَ وَهْبٍ

ترجمہ اور البتہ معنی مجاز ایسے معنی مصدر حقیقی کی طرف جو فاعل ومفعول میں دائر ہیں رجوع نہیں کرتے ہیں تو تاویل مذکور کیونکر جائز ہے۔ اے رب رحم کر۔ اس صورت میں دونو آیت کریمہ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ اور رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ۔ اور حدیث شریف اَنَا اَنْفَسُكُمْ نَسَبًا وَصِهْرًا الخ اور اِنِّي نُقِلْتُ مِنْ صُلْبِ اٰدَمَ الخ اور کریمہ اَلَّذِيْ يَرٰىكَ الخ آپس میں ایکدوسرے کی تائید کر رہے ہیں۔ حدیث یعنی پوچھے گئے رسول اللہ تعالیٰ صلعم آپکے ماں باپ کی نسبت پس فرمایا آپنے کہ میں نے ان دونوں کے لیے میرے رب سے سوال کیا تو مجکو ان دونو کی بابت میرا رب بخشش فرما دے گا اور حال یہ ہے کہ میں بیشک ضرور قیام کرنے والا ہوں اس دن مقام محمود میں۔

اس حدیث میں حضور صلعم کا اپنے خاص والدین مکرمین کے لیے سوال کرنا اللہ سے محبت اور پوری رافت کا اشارہ کرتا ہے اور ان کے ساتھ غیر معین بخششوں کا۔ اور لفظ یعطینی جسکا مفعول ثانی محذوف ہے بنا بر حذف توسع مفعول کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور اپنے صلہ فی سے مشیر ہے ما بہ العطا کے اشتراک کا یعنی ایسی چیز کا جو بخشش کی ہے یا جسکے ساتھ بخشش ہے وہ آپکے والدین دونوکے درمیان مشترک ہے حدیث یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجون میں اترے غمگین ہوتے اور جب تک خدانے چاہا اسکے پاس کھڑے رہے پھر خوش ہوتے لوٹے اور فرمایا میں نے میرے رب سے سوال کیا تو میرے لیے میری ماں کو زندہ کیا اور مجپر ایمان لائیں پھر اللہ نے انکو لوٹا دیا حدیث یعنی تحقیق بعض صحابہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عبد المطلب اور آمنہ بنت وہب

تفسیر حدیث سئل رسول اللہ صلعم عن ابویہ فقال سئلتہما ربی الخ

تفسیر حدیث شریف جسمیں حضور کے والدین کی نسبت آپکا سوال ہے اور ان کے لیے اعطاء حق کا مژدہ۔

حدیث ایمان لانا والدین رسول اللہ صلعم کا زندہ ہوکر

حدیث اسلام والدین رسول اللہ صلعم زندہ ہوکر دونوکا بروایت بعض اصحاب رض

وَالِدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسلما لاَنَّ اللّٰہَ اَحْیَاھُمَا لَہٗ فَاٰمَنَا

اِیں روایات جامع مطالب دیگر روایات در جانب اِثباتِ ایمان و ایمان محمّد بر نبوت حضرت صلعم است + **اصل** تقدمِ دخولِ جنت نتواند شد بمنعِ خروج مگر تقدم دخولِ نار بخروج لازم پس رفعِ تعارض مثبتِ ایمان است **اصل** بعد ثبوت اخبارِ نبوی صلعم و آثار قولی و فعلی و حالی والدیہ المکرمین صلعم چنانکہ معروف و مشہور است اخبارِ دخول نار بخروج لازم تواند شد پس ازیں دخولِ نار دلیلی بر لزومِ خلود بنفیِ ایمان نتواند شد فتمّ الکلام فی اثبات المرام **اصل** بی ثبوتِ عصیانِ امرِ مرسل عذاب نمی شاید بعدمِ حجّت فرمود سبحانہ کریمہ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا + اگر رسولی دریں عالم نرسد بضرورت در آخرت خواہد رسید

ترجمہ والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونو اسلام لائے کیونکہ اللہ نے اُن دونوں کو آپکے لیے زندہ کردیا اور وے دونو ایمان لائے۔ یہ روایتیں دوسری اور ایسی روایتوں کے مطالب کی جامع ہیں جو آپ کی والدین کے اثبات ایمان اور آپ کی نبوت پر ایمان تازہ لانیکے ثبوت کی جانب ہیں۔ **قاعدہ** دخول جنت کا تقدم منع خروج کے سبب نہیں ہوسکتا ہے مگر تقدم دخولِ دوزخ خروج کے ساتھ لازم ہے پس رفع تعارض ایمان کا مثبت ہے۔ یعنی جنت میں داخل ہوکر وہاں سے نکلنے کی منع ہونیکے سبب جنت میں داخل ہونیکی پیشگی نہیں ہوسکتی البتہ دوزخمیں داخل ہونیکی پیشگی وہاں سے نکلنے کے ساتھ لازم ہے۔ پس جب اس آیت شریف مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ الخ کا نزول حضور صلعم کے والدین مکرمین کی نسبت اتحاد حقیقت کے منع استغفار ضروری میں اشتراک دونوں کا باہم ہوسکتا ہے اور ایک کی تخصیص دوسرے کی تعمیم میں مندرج ہوسکتی ہے۔ اور آپ کی والدہ کی نسبت نازل ہونا اس آیت کا صحیح نہیں آتا۔ پس یہ رفع تعارض حضور کے والدین کے ایمان کا ثبوت دیرہا ہے اور اذن زیارت مزید براں + **قاعدہ** اخبار نبوی صلعم اور آپکے والدین مکرمین کے قولی اور فعلی اور حالی آثار جیسا معروف و مشہور ہیں ثابت ہونیکے بعد دوزخ کے دخول کی خبریں خروج کے ساتھ لازم ہونی چاہییں۔ پس اس دخول نار سے لزوم خلود پر مع نفی ایمان کے کوئی دلیل نہیں ہوسکتی یعنی یہ دوزخمیں داخل ہونا دوزخمیں ہمیشہ رہنے کو لازم نہیں کرتا اور نہ ایمان کی نفی کرتا ہے۔ پس کلام مقصود کے اثبات میں پورا ہوا اور حضور صلعم کے والدین کے ایمان کا ثبوت ہوگیا +

قاعدہ بغیر ثبوت حکم مرسل کی نافرمانی کے عذاب نہیں لائق ہوتا ہے کیونکہ حجت موجود نہیں بلکہ معدوم ہے فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ میں کریمہ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا یعنی اور ہم نہیں عذاب کرنوالے ہیں جبتک کہ ہم کسی رسول کو نہ بعث کرلیں گے یعنی نہ بھیج لیں گے۔ اگر اس عالم میں کوئی رسول نہ پہونچے گا تو لامحالہ ضرورت کے سبب آخرت میں پہونچے گا۔

وحضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی است فرمود صلی اللہ علیہ وسلم حدیث اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ جَمَعَ اللّٰہُ اَہْلَ الْفَتْرَتِ وَالْمَعْتُوہِ وَالْاَصَمِّ وَالْاَبْکَمِ وَالشُّیُوخِ الَّذِیْنَ لَمْ یُدْرِکُوا الْاِسْلَامَ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَیْھِمْ رَسُوْلًا اَنْ اُدْخُلُوا النَّارَ فَیَقُوْلُوْنَ کَیْفَ نَدْخُلُھَا وَلَمْ یَاْتِنَا رَسُوْلٌ قَالَ وَاَیْمُ اللّٰہِ لَوْ دَخَلُوْھَا لَکَانَتْ عَلَیْھِمْ بَرْدًا وَّسَلَامًا ثُمَّ یُرْسِلُ اِلَیْھِمْ اَنْ اَطِیْعُوْا فَیُطِیْعُہٗ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یُّطِیْعَہٗ قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا پس غیر مدرک امرِ مرسل وجوبِ عذاب واعتبارِ حالتِ یاس نباشد بخلاف مُدرک پس عذری در احیا و ایمان بحکمِ اعجاز وعدمِ اعتبارِ حالتِ یاس نتواند شد **اصل**[۴] اقل مدتِ تاہل در زمانِ فترت بست[۲۵] وپنج سال است وحال آنکہ حضرت عبداللہ ہژدہ[۱۸] سالہ وحضرت آمنہ بست[۲۰] سالہ وفات فرمودند رضی اللہ تعالیٰ عنہما پس کجا است رفع عذر حالتِ فترت ٭ وایں دو اصل
لاحق است بدو اصل سابق

ترجمہ جیسا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے **حدیث** یعنی جب قیامت کا دن ہوگا اہلِ فترت یعنی کم عقل اور دیوانہ یعنی مجنون اور بہرہ اور گونگے اور ایسے بوڑھوں کو جنھوں نے اسلام نہیں پایا جمع کرے گا پھر انکی طرف قاصد بھیجے گا تاکہ وے دوزخ میں داخل ہوں تو وے کہیں گے ہماری پاس تو رسول آیا ہی نہیں ہم دوزخ میں کیونکر داخل ہو سکتے ہیں فرمایا قسم خدا کی اگر وے دوزخ میں داخل ہو جاتے تو انپر دوزخ سرد اور سلامت ہو جاتی۔ پھر اُن کی طرف رسول بھیجے گا کہ وے اطاعت کریں تو رسول کی وہی اطاعت کرے گا جس کسی کا ارادہ اطاعت کرنے کا تھا۔ فرمایا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پس پڑھو اگر تم چاہو تو یہ آیت وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ٭ یعنی اور ہم عذاب کرنے والے نہیں ہیں جب تک ہم کسی رسول کو نہ بھیج لیں گے۔ پس امر مرسل کے غیر مدرک پر یعنی جسنے امر مرسل نہ حاصل کیا ہو اسپر عذاب واجب نہیں اور نہ اسکی حالت یاس کا یعنی وقت موت کا اعتبار ہے بخلاف اسکے جسنے امر مرسل حاصل کر لیا ہو پس بحکم اعجاز زندہ کرنے اور ایمان میں کوئی عذر نہیں اور عدم اعتبار حالت یاس بھی نہیں ہو سکتا ہے۔

قاعدہ زمانہ فترت میں تاہل کی اقل مدت پچیس[۲۵] سال ہیں۔ اور حال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ نے اٹھارہ برس کی اور حضرت آمنہ نے بیس[۲۰] برس کی عمر میں وفات پائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ پس حالت فترت کا بھی رفع عذر نہیں ہے یعنی عذر فترت قائم ہے اور یہ دونوں قاعدے اول کے دونوں قاعدوں کے ساتھ لاحق ہیں۔ یعنی چلنے والے ہیں ٭

اصل در اوائلِ اسلام حضرت سیدِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام از استغفارِ مومنِ مقروض ممنوع بودند لما جاء فی الحدیث نفسُ المؤمنِ معلّقةٌ بدَینہ حتّیٰ یقضی۔ پس منعِ استغفار دلالتی قطعی بر کفر ندارد بل درینجا جانب دیگر بتقابلِ اخبار اقرب است و این اصل جوابِ فاضل بر سوالِ فاضل است **حاصل** بملاحظۂ اصلین سابقین ناچار خبرِ نار و بکاءِ حضرت صلعم و منعِ استغفار ماوّل بوجہ من الوجوہ غیرِ کفر است واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقتہٖ و بملاحظہ اصلین زاہقین اقرب تاویلات اخبارِ نار قبل از اطلاع حالِ اہلِ فترت است چنانکہ در حالِ اطفالِ مشرکین فرمودہ بودند کہ با در و پدرِ خویشان در آتش ہستند و بعد نزولِ کریمہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی فرمودند در جنت ہستند و اخبارِ ایمان پس از ان پس منعِ استغفار پس احیاء، و الّا ارتفاعِ تعارض و تاویلِ تخالف نتواند شد و بعض ماتَ ابویہ بالکفر حوالت بقائلش تواند شد **حکم** در صورتِ اختلافِ روایات

ترجمہ قاعدہ ۔ ابتدائے اسلام میں حضرت سیدِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مومنِ مقروض یعنی قرضدار کے استغفار کی ممانعت تھی کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ مومن کا نفس اپنے قرضہ میں معلّق ہے یہانتک کہ وہ ادا ہو۔ پس استغفار کی ممانعت کوئی دلالت قطعی کفر پر نہیں رکھتی ہے بلکہ یہاں اخبار ایمان و کفر کا مقابلہ کرنے میں دوسری جانب یعنی ایمان کی اقرب ہو۔ اور یہ قاعدہ سوال فاضل پر جواب فاضل ہے۔

حاصل ۔ اول کے دونو قاعدوں کے لحاظ کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خبرِ دوزخ اور حضرت صلعم کا گریہ فرمانا اور استغفار کی ممانعت ۔ ناچار کسی ایسی وجہ کے ساتھ وجوہ میں سے تاویل کیے جاویں کہ نسبت کفر نہ رکھتی ہو واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقتہٖ اور خدا تعالیٰ اسکی حقیقت سے بہتر داناہے ۔ اور پچھلے دونو زاہق یعنی مٹنے والے قاعدوں کے ملاحظہ سے یہ حاصل ہوا کہ قریب تر تاویل اخبارِ نار کی یہ ہو سکتی ہے کہ یہ خبر اہل فترت کے حال کی اطلاع کے پہلے کی ہے۔ جیسا کہ اطفال مشرکین کے حال میں فرمایا تھا کہ وے اپنے اپنے ما باپوں کے ساتھ دوزخی ہیں ۔ اور بعد نزول کریمہ کے جو سورۂ فاطر کے تیسرے رکوع میں ہے لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی یعنی نہیں بوجھ اٹھاویگا بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ۔ آپنے فرمایا جنت میں ہیں ۔ اور ایمان کی حدیثیں اسکے بعد کی۔ پھر ممانعت استغفار کی۔ پھر زندہ کرنا۔ نہیں تو تعارض رفع نہ ہو سکے گا اور نہ تخالف کی تاویل ہو سکے گی۔ اور ماتَ ابویہ بالکفر اسکے قائل کے حوالہ ہونے چاہئیں جس نے کہا کہ آپکے والدین کفر میں مرے

حکم خیال کرنیکا مقام ہے کہ اختلاف روایات کی صورت میں۔

باختیارِ جانبِ ایمان چہ جدل و اعتساف است و باختیارِ جانب کفر چہ عدل و انصاف خود بفرمایند عدل و محبت و ادبِ عظمت حضرت حبیب الرحمن صلعم ہمیں اعتساف و انصاف را خواہر با آنکہ حکم فقہ حنفی میدانند قال فی الدر المختار لا یفتی بتکفیر مسلم کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذٰلک روایۃ ضعیفۃ و نیز عجب است کہ باوجود وقائع کثیرہ ارہاصات وقت تشرف صلب حضرت عبداللہ و بطنِ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و وقتِ ولادت و بعدش و اخبار منامیہ انبیاء و ملائکہ علیٰ نبیّنا و علیہم الصلوٰۃ والسلام و اخبارِ احجار و اشجار و کاہنان و راہبان بظہور خاتم النبیین مسمیٰ بہ محمد و احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم از صلب حضرت عبداللہ رض و بطن حضرت آمنہ رض

ترجمہ جانب ایمان کے اختیار کرنے میں کیا جدل و اعتساف ہے یعنی کیا جھگڑا ہے اور کونسی حد سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اور کفر کی جانب اختیار کرنے میں کونسا عدل اور انصاف حاصل ہو جاتا ہے۔ خود ہی فرمائیں کہ انصاف اور محبت اور حضرت حبیب الرحمن صلعم کی عظمت کا ادب کیا اسی اعتساف اور انصاف کا خواہاں ہے۔ باوجود اس بات کے کہ حکم فقہ حنفی جانتے ہیں کہ کہا ہے در مختار میں کہ مسلمان کی تکفیر پر فتویٰ نہیں دیا جاتا جبکہ اس کے کفر میں خلاف ہو اگرچہ یہ خلاف ایک ضعیف روایت ہو۔ اور تعجب ہے کہ حضرت عبداللہ رض کی پشت مبارک اور حضرت آمنہ رض کے بطن مبارک میں نور نبی صلعم کے تشریف لانے کے وقت۔ اور ان کی ولادت کے وقت اور اس کے بعد باوجود بہت سے واقعات ارہاصات کے یعنی وہ معجزات جو قبل ولادت اور عین ولادت اور بعد ولادت آپ سے ظہور پائے جو ارہاصات کہلاتے ہیں۔ اور انبیاء اور ملائکہ علیٰ نبیّنا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اخبار منامیہ یعنی باوجود انبیاء اور ملائکہ سے خواب میں آپ کے تولد کی اطلاعیں پہنچنے کے۔ اور پتھروں اور درختوں اور کاہنوں اور راہبوں کی اطلاعیں حاصل ہونے کے کہ حضرت خاتم النبیین جنکا نام پاک محمد اور احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہوگا حضرت عبداللہ رض کی پشت اور حضرت بی بی آمنہ رض کے بطن سے ظہور پائیں گے

کہ ش بیان وقائع ارہاصات و اخبارم برحضرت عبد اللہ رضہ وحضرت آمنہ رضہ
رونمودند ش چنانکہ در کتب حدیث شریف در رسالۂ میلاد از ابن جوزی و سید جعفر
برزنجی وغیرہما علماء متقدمین ومتاخرین مذکور است م ایمان نیاوردند وخلقی
بہ شنیدن ایمان آوردند نہ تو نمی ترسند از ایذاء حضرت حبیب الرحمن صلعم
قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا
وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ۔ باآنکہ در قصہ حضرت سُبیعہ بنت ابی لہب
میخوانند کہ از ایذاء اقرباء ایذاء خود مبارک فرمود وایذاء خود مبارک را ایذاء خدائے تبارک شعر

اے چنگ فرو بردہ بخون دل حافظ فکرت مگر از غیرت قرآن خدا نیست

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ
کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ
فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِہٖ

ترجمہ جیسا حدیث شریف کی کتابوں میں اور میلاد کے رسالوں میں ابن جوزی اور سید جعفر برزنجی اور
ان دو لوگوں کے سوائے علمائے متقدمین اور متاخرین سے مذکور ہے ۔ آپ کے حضرت عبد اللہ رضہ اور آپ کی والدہ
حضرت آمنہ رضہ جنپر یہ تمام واقعات اور اخبارات ظہور پائے ایمان نہ لائیں ۔ اور ایک مخلوق سنکر ایمان لائے
کیسے اچنبھے کی بات ہے ۔ کیا تجھے حضرت حبیب الرحمن صلعم کی ایذا کا خوف نہیں اور کیا وے ایذائے محبوب خدا سے
نہیں ڈرتے ہیں کہ فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورہ احزاب کے رکوع ستہ میں اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ
وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ۔ بیشک جو لوگ
اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی اور اُن کے لیے عذاب
سخت مقرر فرمایا ۔ باوصف اسکے کہ حضرت سُبیعہ بنت ابی لہب کے قصہ میں پڑھتے ہیں کہ آپ نے
ایذائے اقربا کو ایذائے خود مبارک فرمایا ۔ اور ایذائے ذات مبارک کو ایذائے خدائے تبارک شعر

خونِ دل حافظ سے تو ہاتھونکو رنگیں کرچکا غیرتِ قرآن حق کا تجکو اندیشہ نہیں

اللھم صل و سلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہ کما تحبہ و ترضاہ
وشفعہ فینا و ترحمنا بہٖ

ذکر کیفیت آثار مجمع علیہا اہل سنت وجماعت رض

۲۰ ذکر کیفیت آثارِ مجمع علیہا اہلِ سنت وجماعت رض

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ از آثار مجمع علیہا اہل سنت وجماعت رض این است مخالف این متخاصم است تعظیم اللہ تعالیٰ ومحبتہ وتعظیم الرسول صلعم ومحبتہ وتعظیم الشیخین ومحبتہما وتعظیم الختنین ومحبتہما وتعظیم السبطین ومحبتہما والمسح علی الخفین والصلوۃ علی الجنازتین والصلوۃ عقب الامامین وحکم الایمان علی الآثمین ودخول الدارین الموجودتین بما ہو فیہما الآن قال سبحانہ وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض اعدت للذین آمنوا باللہ ورسلہ الآیہ وفیہ دلیل علی ان الجنۃ مخلوقۃ من انوار التنزیل ۔ وفی بدء الخلق من ابن مجہ رح عن ابی ہریرۃ رض قال قلت یا رسول اللہ مم خلق الجنۃ قال من الماء قلت ما بناؤہا قال لبنۃ من ذہب ولبنۃ من فضۃ الی آخر الحدیث

ذکر بیان مسائل اجماعیہ آثار اہل سنت وجماعت رض کہ مخالف اسکا متخاصم ہے

۲۱ ترجمہ۔ بیان ذکر اہل سنت وجماعت کے اجماعی آثار کا یعنی اُن اصولوں کا جن پر سب کا اجماع ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ اہل سنت وجماعت کے آثار جن پر سب کا اجماع ہے ہیں انکا مخالف متخاصم ہے یعنی جو اُن کی مخالفت کرے وہ خصومت کرنیوالا جھگڑالو ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اسکی محبت رسول اللہ صلعم کی تعظیم اور انکی محبت۔ شیخین یعنی حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعظیم اور انکی محبت۔ ختنین یعنی حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعظیم اور انکی محبت۔ سبطین یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعظیم اور انکی محبت۔ مسح خفین پر یعنی دونوں پیر کے موزوں پر مسح کرنا۔ صلوۃ جنازتین پر یعنی نیک و فاسق دونوں کے جنازہ کی نماز پڑھنا۔ صلوۃ عقب الامامین یعنی نیک و فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا۔ حکم الایمان علی الآثمین یعنی کبیرہ وصغیرہ گناہ کرنے پر ایمان کا موجود رہنا۔ دخول الدارین الموجودتین بما ہو فیہما الآن یعنی جنت اور دوزخ میں داخل ہونا کہ وہ دونوں مع اُن چیزوں کے کہ انمیں ہیں فی الحال موجود ہیں۔ جیسا کہ فرمایا حق سبحانہ نے وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض اعدت للذین آمنوا باللہ ورسلہ الآیۃ یعنی اور جنت جس کا عرض آسمان و زمین کی چوڑائی کی مانند ہے ان لوگوں کیلئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لا چکے ہیں۔ اور اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جنت مخلوق ہے۔ یہ تفسیر انوار التنزیل میں ہے۔ اور کتاب بدء الخلق میں ابن مجہ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ کہا انھوں نے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کس چیز سے بنائی گئی فرمایا پانی سے میں نے عرض کیا اسکی عمارت کس چیز کی ہے فرمایا ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی آخر حدیث تک

بیان تعظیم ومحبت خدا ورسول وشیخین وختنین وسبطین رضی اللہ عنہم

مسح موزوں پر نماز صالح و فاسق کے پیچھے اور انکے جنازہ کی نماز صغیرہ وکبیرہ گنہگار پر مومن کا حکم

جنت و نار فی الحال تمام اشیاء کے جو انمیں ہیں موجود ہیں بدلیل قرآن وحدیث

جنت مخلوق ہے بدلیل نص قرآنی وآثار کے

وفی الصحیح البخاری فی باب ما جاء فی صفۃ الجنۃ وانہا مخلوقۃ وقال سبحانہ
فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ہ قولہ اُعِدَّتْ
لِلْکٰفِرِیْنَ ہ دلیل علی اَنَّ النَّارَ مخلوقۃ معدّۃ لہم الآن ہ من انوار التنزیل
وفی الصحیح البخاری فی باب صفۃ النار وانہا مخلوقۃ ففی الجنۃ نعیم للمؤمنین
بما ہو منہا لقولہ تعالیٰ جَنَّتَانِ ۝ ذَوَاتَا اَفْنَانٍ ۝ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ۝ فِیْهِمَا
مِنْ کُلِّ فَاکِهَةٍ زَوْجٰنِ ۝ جزاء العمل لا بجرد العمل الذی یتشکل ولو کان کذا
ایضا کما ہو ثبت والرؤیۃ بالعین لقولہ صلعم یراہ المؤمنون وہم فی الجنۃ باعین
رؤسہم ✱ ولقولہ تعالیٰ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ والبقاء فیہا علی
التشخص لقولہ تعالیٰ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ہ وَفِیْهَا مَا تَشْتَهِیْهِ الْاَنْفُسُ
وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ وَاَنْتُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ہ وَلَیَجْزِیَ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ہ

ترجمہ اور صحیح بخاری شریف کے اُس باب میں جو صفت جنت میں آیا ہے یہ کہ وہ مخلوق ہے ان الفاظ سے وانہا مخلوقۃ
اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بقر کے تیسرے رکوع میں فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ
لِلْکٰفِرِیْنَ ہ یعنی پس بچو آگ سے جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہے۔ کافروں کے واسطے مقرر ہے۔ پس خدا سبحانہ کا فرمانا
اعدت للکافرین یعنی کافروں کے واسطے مقرر ہے اس بات کی دلیل ہے کہ آگ یعنی دوزخ کافروں کے لیے اسوقت طیار
پیدا کی ہوئی۔ یہ کتاب انوار التنزیل میں ہے۔ اور صحیح بخاری شریف کے باب صفت نار میں ہے کہ وہ مخلوق ہے ان
الفاظ سے وانہا مخلوقۃ۔ اور جنت میں مومنین کے لیے نعمتیں ہیں جو اسی جنت کی ہیں۔ کیونکہ فرمایا خدا
تعالیٰ نے جَنَّتَانِ ہ ذَوَاتَا اَفْنَانٍ ۝ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ۝ فِیْهِمَا مِنْ کُلِّ فَاکِهَةٍ زَوْجٰنِ ۝ کہ یہ تمام آیات
سورہ رحمٰن کے تیسرے رکوع میں ہیں اور معنی انکے یہ ہیں۔ یعنی وہ دو نو باغ ہیں کہ دونو وہ گنجان شاندار درختوں کے ہیں۔ جن
دونوں میں نہریں دو دو بہ رہی ہیں۔ جن دونوں میں ہر میوہ دو دو طرح کے ہیں۔ یہ عمل کا بدلہ ہے ایسا بدلہ کہ مجرد عمل متشکل نعمت ہوجائے
اگرچہ ایسا بھی ہو جیسا کہ وہ ثابت ہے۔ اور جنت میں رویت العین ہے یعنی دیدار خدا ان آنکھوں سے ہوگا۔ کیونکہ فرمایا حضور صلعم نے یعنی
مومنین اسوقت کہ جنت میں ہونگے خدا کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھینگے۔ اور اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰی
رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ سورہ قیامت کے اول رکوع میں یعنی بہت چہرے اس دن اپنے رب کی طرف دیکھ کر تر و تازگی پانے والے ہونگے۔ اور
بقا یعنی موجود رہنا جنت میں بحیثیت تشخص کی بنا پر ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ یعنی
اور جنت میں وہ چیزیں ہیں جنکو نفس چاہتے ہیں اور آنکھیں لذت پاتی ہیں۔ اور تم اسمیں ہمیشہ رہوگے۔ اور سورہ توبہ کے رکوع پندرہ میں
لَیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ہ یعنی البتہ خدا اُس چیز کا کہ وہ عمل کرتے تھے بہت اچھا بدلہ دیتا ہے +

…زخ مخلوق ہے اور فی
…ال مع ان تمام اشیاء کے
…سمیں ہیں موجود ہے

…ین کے یہ جنت میں نعمتیں ہیں
…ومیں ہیں اور یہ کہ عمل نعمت کی
…عمل ہو جاوے ضروری نہیں
…راہ ایسا بھی ہو +

…نت میں دیدار خدا ان
…نکھوں سے ہونا

…نت میں باقی رہنا مع اسی
…تشخص کے بنص آیات

لفظ وجوہ یومئذ ناضرۃ و الیٰ ربہا ناظرۃ و اولئک وہم و انتم دال است بر تشخص حاصل مشار الیہ ولفظ فیہا بظرفیۃ ولفظ خالدون بر دوام بقاء تشخص حاصل ظرف و مظروف ولفظ ما تشتہیہ الانفس بر خواست اختیاری نفوس بنعماء عام از جنۃ ولفظ ناظرۃ وتلذ الاعین بر رویت ولفظ احسن ما کانوا یعملون بر عدم لزوم تشکل عمل فکیف لزوم تشکل الاعمال بنعمائہا الذی ثبت بظنی وہو خاص واضطراری ومحدود بالعمل بنفی ما دونہ وارتفاع اعتبار التشخص الحاصل معتقد من اتبع توحید الفلسفۃ وان جزاء العمل وبقاء التشخص الحاصل ثابتان بقطعی محکم و فی النار تعذیب بما ہو منہا لقولہ تعالیٰ اولئک اعتدنا لہم عذابا الیما جزاء العمل لا بمجرد العمل الذی یتشکل ولو کان کذا ایضا کما ہو ثبت والبقاء فیہا علی حیث التشخص للکافر۔

بیان دلائل بقاء تشخص بحصول حظ نعماء جنت و دیدار خدا بچشم سر در جنت

ترجمہ آیات مذکورہ میں الفاظ وجوہ یومئذ ناضرۃ۔ اور الیٰ ربہا ناظرۃ۔ اور اولئک اور ہم اور انتم تشخص پر دلالت کرتے ہیں جو حاصل مشار الیہ ہے کہ اُنکی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ اور فیہا ظرفیت مکانی پر۔ اور لفظ خالدون بقائے دائمی تشخص پر جو ظرف و مظروف کا حاصل ہے۔ اور لفظ ما تشتہیہ الانفس نفسوں کی اختیاری خواہش پر جنت کی عام نعمتوں کی جانب۔ اور لفظ ناظرۃ اور تلذ الاعین چشم سے دیکھنے پر جسکو تشخص لازمی ہے۔ اور لفظ احسن ما کانوا یعملون عمل کے لازمی تشکل نہ ہونے پر یعنی یہ نہیں ہے کہ عمل کا نعمت کی صورت میں متشکل ہونا لازمی و ضروری ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ اعمال کا نعمتوں کی صورت میں متشکل ہونا جسکا ثبوت ظنی ہے اور وہ تشکل اعمال بھی خاص ہی صورت کا ہے بسبب خصوصیت اعمال اور اضطراری ہے کہ عمل ہی متشکل ہو۔ اور عمل پر محدود ہے حسب حیثیت مقدار عمل۔ کہ وہ اپنے ماسوا کی نفی کو لازم ہی کرتا ہو۔ اور یہ اعتبار تشخص حاصل کہ معتبر ہے کیسے مرتفع ہو سکتا ہے جسکا ثبوت ظرف و مظروف اور ضمائر کا مشار الیہ ہونے سے حاصل ہے۔ اور انکا اعتقاد بھی غلط ہے جو توحید فلسفہ کے متبع ہیں۔ حالانکہ جزائے عمل اور بقائے تشخص حاصل یہ دونو ثابت ہیں قطعی محکم آیات سے اور دوزخ میں عذاب ہے اُس چیز کا جو دوزخ کی ہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کے تیسرے رکوع میں اولئک اعتدنا لہم عذابا الیما۔ یعنی یہی لوگ ہیں کہ ہمنے اُن کے لیے عذاب دردناک مقرر کر رکھا ہے۔ یہ عمل کا بدلہ ہے نہ ایسا بدلہ کہ مجرد عمل متشکل بعذاب ہو جاتے ہیں اگرچہ ایسا بھی ہو جیسا کہ وہ ثابت ہے۔ اور بقا یعنی موجود رہنا دوزخ میں کافر کے واسطے تشخص کی حیثیت کی بنا پر ہے۔

بیان یہ کہ عمل کا تشکل بنعمت ہونا لازم و ضروری نہیں اگرچہ یہ بھی ہو کہ ظنی ہے اور اول قطعی بنص کیونکہ تشکل عمل محدود و مخصوص و اضطراری ہے بنا بر خصوصیت و مقدار عمل۔

لقولہ تعالیٰ اُولٰئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ○ وَ نَادَوْا یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ ؕ قَالَ اِنَّکُمْ مّٰکِثُوْنَ ○ ہمچناں بقاءِ تشخص حاصل مشارالیہ از لفظ اُولٰئِکَ وَ ھُمْ وَ نَادَوْا و عَلَیْنَا وَ اِنَّکُمْ و از لفظ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ وَ مّٰکِثُوْنَ دوام بقاءِ ظرف و مظروف واضح و اگر مرتفع شود اعتباراتِ تشخص چنانکہ گفتند چہ فرق در رویت و حجاب ثابت است فرمود سبحانہ کَلَّاۤ اِنَّھُمْ عَنْ رَّبِّھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ○ و فضل الانبیاء علی الاولیاء و صلوٰۃ التراویح فی لیالی رمضان المبارک عشرین رکعات و ہنوز در تقابلِ

بدعات مبتدعین آثار اہل سنۃ وجماعۃ محصور بر ہمہ کہ گفتہ شد نتواند شد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَ عَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَ تَرْضَاہُ وَ شَفِّعْہُ فِیْنَا وَ تَرَحَّمْنَا بِہٖ ○

ترجمہ کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقر رکوع چار میں اُولٰئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ○ یعنی یہی لوگ دوزخ والے ہیں وے اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔ اور فرمایا سورۂ زخرف کے رکوع سات میں نَادَوْا یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ ؕ قَالَ اِنَّکُمْ مّٰکِثُوْنَ ○ یعنی وے پکاریں گے اے مالک کہیں فیصلہ کر چکے ہم پر تیرا رب ۔ کہے گا مالک بیشک ابھی تمہیں رہنا ہے اسی طرح بقائے تشخص حاصل مشارالیہ جس کی طرف اشارہ ہے الفاظ آیات مذکورہ اُولٰئِکَ ۔ اور ھُمْ ۔ اور نَادَوْا ۔ اور عَلَیْنَا ۔ اور اِنَّکُمْ سے ۔ اور لفظ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۔ اور مّٰکِثُوْنَ سے ظرف و مظروف کا بقائے دائمی واضح ہے ۔ اور اگر اعتباراتِ تشخص اٹھا دیئے جاویں جیسا کہ لوگوں نے کہا تو رویت اور حجاب میں کیا فرق ثابت رہے گا ۔ کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ تطفیف پارہ عم میں کَلَّاۤ اِنَّھُمْ عَنْ رَّبِّھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ○ یعنی ہرگز یہ بات نہیں بیشک وے اپنے رب سے اُس دن البتہ محجوب ہوں گے ۔ اور تفضیل انبیاء کی اولیاء پر اور نماز تراویح کی رمضان المبارک کی راتوں میں بیس رکعت ۔ اور ابھی تک مبتدع لوگوں کی بدعتوں کے مقابلہ میں اہل سنت وجماعت کے آثار جو ایسے مسائل ہیں کہ اُن پر سب کا اجماع ہے صرف انہیں پر محصور نہیں ہو سکتے جو بیان میں آئے ۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

بیان دلائل عذاب دوزخ مع بقائے تشخص اور وجہ کچھ دوزخیں قسم عذاب سے ہے ○

بیان یہ کہ اعتبارات تشخص نہ رہنے میں رویت و حجاب کا فرق نہ رہے گا ○

بیان تفضیل انبیاء بر اولیاء

بیان نماز تراویح بیس رکعت

بیان یہ کہ بمقابلہ ابتداع مبتدعین دیگر آثار اہل سنت وجماعت ایسے اور بھی ہیں جن پر سب کا اجماع ہے اور حصر صرف مذکورہ بالا پر نہیں ہو سکتا ○

۲۱ ذکر کیفیت تعظیم و محبت شعائر اللہ تعالیٰ و شعائر الرسول صلعم وغیرہ

ذکر کیفیت تعظیم[۲۱] و محبت شعائر اللہ تعالیٰ و شعائر الرسول صلعم وغیرہ صلعم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علیٰ رسولہ محمد و نستشفعہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

تعظیم و محبت قبلتین کما قال سبحانہٗ فی بیوتٍ اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیہا اسمہٗ الآیہ و ما یتعلق بہما و کتب منزلہ بانچہ شاید۔ و تعظیم و محبت دین اللہ و آں التزام بانتظامش و حرمتش در دل است علیٰ تفاوت الحال بش مربوط است تعظیم و محبۃ حالا م فرض است یا واجب یا سنت ش انہما معطوف علیہ و معطوف خبر مبتدا است

یعنی تعظیم و محبت م و تعظیم مسجد بما یتعلق بہ من حقہ لقولہ تعالیٰ من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب الآیہ

۲۲ ذکر بیان تعظیم و محبت شعائر خدا و رسول وغیرہ کا

ترجمہ بیان[۲۲] ذکر تعظیم و محبت اُن چیزوں کا جو خدائے تعالیٰ اور رسول صلعم اور بزرگان دین سے منسوب ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علیٰ رسولہ محمد و نستشفعہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

۱ تعظیم و محبت قبلتین بدلیل کریمہ اور جو انسے متعلق ہیں۔

تعظیم و محبت قبلتین یعنی کعبہ معظم اور بیت المقدس کی جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ نور رکوع پانچ میں فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیہا اسمہ الآیہ یعنی اُن گھروں میں کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اُنکو بلند کرنیکا اور وہاں اُسکا نام پڑھنے کا آخر آیت تک۔ اور تعظیم و محبت اُن چیزوں کی جو اُنھیں دونوں قبلتین سے متعلق ہیں۔ اور تعظیم و محبت خدا کی طرف سے اتری ہوئی کتابوں کی جیسی ہونی چاہیے۔ اور تعظیم و محبت اللہ کے دین کی اور یہ اُسکا انتظام کے ساتھ التزام کرنا ہے اور اُسکا ادب و حرمت دل میں ہے۔ اور یہ تعظیم و محبت حسب حال متفاوت ہوگی کیونکہ کیفیت تعظیم و محبت باعتبار مراتب احکام دین فرض ہوگی یا واجب یا سنت پس اُسی ادب کے لحاظ سے جو اُسکے دل میں باعتبار مراتب احکام دین ہو اُسی مرتبت انتظامی کے ساتھ اُسکا التزام کریگا لہٰذا یہ تعظیم و محبت دین حسب حال متفاوت ہوگی۔ اور تعظیم مسجد کی مع اُس چیز کے کہ حقوق مسجد اُس سے متعلق ہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ حج کے چوتھے رکوع میں من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب الآیہ یعنی جو ادب کرے اللہ کی نشانی چیزوں کا سو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے تا آخر آیت

۲ تعظیم و محبت کتب منزلہ حق۔

۳ تعظیم و محبت دین خدا التزام بتفاوت مراتب۔

۵ تعظیم مسجد کا حقوق متعلقہ مسجد بنص کریمہ

وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ الآیہ ونہی از سوءِ ادب است لقولہ تعالیٰ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ الآیہ و از نوعِ تعظیم و محبتِ شعائر تعظیم و محبتِ آثارِ انبیاء و اولیاء و تبرک باوست صلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا و علیھم چنانکہ بستن حضرت یعقوبؑ پیراہن حضرت ابراہیمؑ را تبرکًا و حفظًا بر بازوی حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیھم الصلوٰۃ والسلام در تفاسیر تواں یافت ش در تفسیر کبیر است مرویست کہ ہرگاہ حضرت ابراہیمؑ برہنہ در آتش انداختہ شد حضرت جبرئیلؑ پوشانیدنش قمیصی از حریرِ جنت و آں نقلاً بحضرت یعقوبؑ رسید حضرت یعقوبؑ در چیزی سخت نہادہ بگردن حضرت یوسفؑ آویخت م و تعظیمِ آثارِ رسول اللہ تعالیٰ صلعم و تبرک بآں فی المشکوٰۃ عن اسماء بنتِ ابی بکرٍ اخرجت جُبَّۃَ طیالسۃٍ الیٰ اَنْ قالت کان النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یلبسھا ونحن نغسلھا للمرضیٰ نستشفی بھا رواہ مسلمٌ و تعظیمِ آثارِ صحابہ و آثارِ اولیاء و تبرک

ترجمہ اور مَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ الآیہ سورہ حج رکوع چہارم میں۔ یعنی جو معظم رکھے اللہ کے آداب کو تو وہ بہتر ہے اُسکے لیے اُسکے ربّ کے نزدیک تا آخر۔ اور شعائر اللہ کے ساتھ بے ادبی کی ممانعت ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کے پہلے رکوع میں یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ الآیہ یعنی بے حرمت نہ کرو اللہ کے نام لگی چیزوں کو آخر تک۔ اور اقسام تعظیم و محبت شعائر میں ایک قسم انبیاء اور اولیاء کے آثار کی تعظیم و محبت ہی اور اُنسے برکت حاصل کرنا ہے درود ہو جیو اللہ کا ہمارے نبی پر اور اُنپر۔ جیسا حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیراہن کو حضرت یوسف علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بازو پر بغرض تبرک اور حفاظت باندھنا کہ تفسیروں میں معلوم کر سکتے ہو چنانچہ تفسیر کبیر میں ہی۔ روایت ہی کہ جب ابراہیم علیہ السلام برہنہ آگ میں ڈالے گئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حریرِ جنت کی ایک قمیص آپکو پہنائی اور وہ منتقل ہو کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو ملی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کسی سخت چیز میں رکھکر حضرت یوسف علیہ السلام کی گردن میں لٹکا دی۔ اور آثار رسول اللہ تعالیٰ صلعم کی تعظیم اور اُس سے برکت لینا کہ مشکوٰۃ میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک جبہ طیلسانی نکالا یہانتک کہ کہا بی بی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو پہنتے تھے اور ہم اسکو مریضوں کے واسطے دھوتے ہیں اور اُس سے ہم شفا پاتے ہیں یا حاصل کرتے ہیں کہ حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔ اور تعظیم آثار صحابہ اور آثار اولیاء کی اور اُن سے برکت لینا

بیانِ ممانعت بے ادبی شعائر خدا بنص

تعظیم و تبرک آثار رسول اللہ تعالیٰ صلعم بنص حدیث

باں بملاحظہ احوال اصحاب و اولیاء خود اظہر است ~~ش~~ چنانکہ داشتن حضرت خالدرض
موی سر مبارک حضرت سید عالم صلعم در کلاہ خودش و مظفر و منصور شدن ببرکت آں
و ہمچنیں بسا است و داشتن آثار پیران طریقت و تبرک باں تا ایندم در سلاسل طریقت
موجود و محمود است کہ بملاحظہ کتب سیر صحابہ و اولیاء رض معلوم تواند شد ھ وقصہ
تابوت سکینہ بر تعظیم و تبرک بشعائر دلیلی اشہر لقولہ تعالیٰ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ
إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ
مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ
إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ه و ازاں است تعظیم و محبت مدینہ منورہ شرفہا اللہ
تعالیٰ شرفا و تعظیما لقولہ علیہ السلام المدینۃ خیر من مکۃ ولقولہ
علیہ السلام اللھم ان اخرجتنی من احب البقاع الی فاسکنی فی
احب البقاع الیک

ترجمہ کہ احوال صحابہ اور اولیاء اللہ کے ملاحظہ سے خود ظاہر تر ہے یعنی خوب اچھی طرح سے معلوم ہوتا ہے۔
جیسا حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی ٹوپی میں موئے سر مبارک حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا
اور اسکی برکت سے فتحمند اور منصور ہونا۔ اور اسی طرح بہت ہے۔ اور پیران طریقت کے آثار رکھنا اور انسے برکت
لینا اسوقت تک طریقت کے سلسلوں میں موجود ہے اور محمود ہے کہ اسکو اچھا جانتے ہیں جو کتب سیر صحابہ
اور اولیاء رضی اللہ عنہم کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور قصہ تابوت سکینہ کا شعائر کی تعظیم
اور انسے برکت لینا پر ایک بہت مشہور دلیل ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ بقر کے رکوع بتیس میں
وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ
وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ه یعنی اور فرمایا ان کے لیے نبی نے کہ بیشک نشانی اسکی سلطنت کی
یہ ہے کہ تمھارے پاس تابوت آویگا جسمیں طمانینت رحمت کی ہے تمھارے رب سے اور کچھ بچی چیزیں ہیں جو
اولاد موسیٰ اور اولاد ہارون علیہما السلام چھوڑ گئی اسکو فرشتے اٹھاتے ہیں۔ بیشک اسمیں تمھارے لیے پوری نشانی ہے
اگر تم مومن ہو۔ اور اسی قسم تعظیم شعائر میں تعظیم و محبت مدینہ منورہ کی ہے اللہ تعالیٰ اسے بہت ہی بڑھکر شرف و عزت
سے مشرف کرے کیونکہ فرمایا حضور علیہ السلام نے مدینہ بہتر ہے مکہ سے اور اس سبب کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے کہ اے پروردگار اگر تونے مجھے ایسی جگہ سے نکالا
جو سب جگہوں میں مجھے زیادہ محبوب ہے پس تو مجھے ایسی جگہ میں سکونت دیجیو جو تجھے تمام جگہوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے

۱۰ تعظیم محبت مدینہ منورہ و در بعض نسخ ان ملایہ است

وبسیار است اخبار فضائلِ مدینہ منورہ ولیکن اختصار گرفتم بر حسبِ مدعا و اختلاف فرمودند بعضِ
علماء بفضلِ مکہ معظمہ عظمہا اللہ تعالیٰ تعظیماً بدلیل آنکہ قال صلعم واللہِ انک لخیرُ
ارضِ اللہِ واحبُّ ارضِ اللہِ ولولا انّی اُخرِجتُ منکِ ما خرجتُ ۰ بفہم
در بندی این فضل مدینۃ الرسول صلعم جزئی من وجہٍ است نہ کلّی پس نیست نزاعی در فضل
ہمدگر برقع تعارض پس فضلِ مکہ معظمہ در حدِ او است و فضلِ مدینہ منورہ در حدِ او کرّمہا اللہ
تعالیٰ تکریماً و تفاضل ہمدگر بفضلِ کلّی ند تقابل نمیکند در باب انچہ در و است سوّ آ
تعارض و امانت طرفی از طرفین ھم و اینکہ مکہ معظمہ محل نور حجابی مسجود الیہ محمدٌ رسول اللہ
تعالیٰ است و حقیقتِ آں تعیّن ذاتی باعتبار فعّالیۃ مبدءِ الربوبیۃ است کہ سق بیان
صفت تعیّن ذاتی ھم علۃ وجود باجود صلعم کہ مش بیان صفت وجود باجود صلعم ھم
مبدء و موادِ عالم است و از مراتب الٰہیاتِ شاملۂ مسجودیۃ الٰہ مسجود لہ محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم

ترجمہ اور فضائل مدینہ منورہ کے اخبار بہت ہیں لیکن مینے مدعا کے موافق اختصار کرلیا۔ اور بعض علماء نے
مکہ معظمہ کی فضیلت میں اختلاف فرمایا اللہ تعالیٰ اسکی عظمت کو معظم کرے۔ اس دلیل سے کہ فرمایا حضور صلعم نے قسم خدا
کی بیشک تو البتہ بہتر ہے خدا کی زمین میں سے اور محبوب تر ہے خدا کی زمین میں سے اور اگر میں نہ نکالا جاتا تجھسے نکلتا میں
کسی دردمندی سمجھ میں مدینہ رسول صلعم کی یہ فضیلت جزئی من وجہٍ ہے نہ کلّی کیونکہ ایک وجہ خاص کے سبب جزئی
فضیلت مدینہ رسول صلعم کو حاصل ہے نہ کلّی طور پر لہذا اس فضیلت جزئی من وجہٍ سے تعارض فضیلت ٹھہرجاتی
سبب کہ دونوں میں ہوتا تھا کوئی نزاع باہمی فضیلت میں نہیں ہے۔ پس مکہ معظمہ کی فضیلت اپنی حد میں ہے اور مدینہ
منورہ کی فضیلت اپنی حد میں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو بزرگی میں مکرم رکھے۔ اور مقابلہ میں کلّی فضیلت کے ساتھ
ایک کو دوسرے پر بہ دردمند فضیلت نہیں دیتا ہے کیونکہ مقابلہ میں معارضہ طرفین ہے اور طرفین سے ایک کی
کی امانت۔ معلوم کر اسمیں جو کچھ ہے ۰ اور یہ کہ مکہ معظمہ محل نور حجابی ہے جو حضرت محمد رسول خدا تعالیٰ
صلعم کا مسجود الیہ ہے کہ اسی طرف سجدہ کیا گیا۔ اور حقیقت اس نور حجابی کی تعین ذاتی ہے جو باعتبار فعالیت
کہ مبالغہ فاعل ہے یعنی سب سے بڑھ کر کرنیوالا۔ مبدء ربوبیت ہے کہ جہاں سے رب ہونیکی ابتدا ہے۔ اور یہی تعین
ذاتی علت وجود حضور صلعم کی جو عالم کا مبدء اور مواد ہے علت ہے جو سبب ظہور وجود مبارک ہے۔
اور یہی تعین ذاتی کہ علتِ وجود باجود حضور صلعم ہے خدا کے خدائی مرتبوں سے ہے جو شامل مسجودیت
ہیں وہ مرتبہ ہے کہ محمد رسول خدائے تعالیٰ صلعم کا مسجود لہ ہے جسکو واسطے آپ نے سجدہ کیا ہے ۰

اختلاف فضیلت در بیان مکہ و مدینہ
و ترجیح بعض بحدیث اجل فیصلہ ۰

ش این است مربوط است از علۃ وجود باجود صلعم معطوف علیہ واز مراتب الٰہیات معطوف

م اگرچہ حقیقۃ نورِ محمد صلعم کہ مبدء تعین او ست صلعم اعلیٰ وافضل است از حقیقۃ نورِ حجابی بسبب مبدء یتش برای حقائق الٰہیات ولیکن آں نورِ حجابی از منسوبات اللہ تعالیٰ است بقیام حقیقیش باللہ تعالیٰ واین نورِ حادثی از مخلوقات اللہ تعالیٰ است بقیام مجازیش باللہ تعالیٰ وکلام در نفسِ وجودِ ایں ہر دو است نہ در حقیقۃ ایں ہر دو٭

واشتمالِ ذات مبارک صلعم بانوار حجابی کلی آوانی است پس جزئی آنی باشد وفضل نورِ حجابی کعبہ معظمہ بکلیۃ آنی است ش فضل کلی راست باحاطۃ جزئی واین تبیین حقیقۃ جواب سوال مقدر است کہ ازیں عبارت میتواں یافت م واحب البقاع بودن مکہ معظمہ بخاطر عاطر حضرت محبوب رب العالمین بوجہ نورِ حجابِ المقصود ومعبود است واحب البقاع بودن مدینہ مکرمہ بجناب رب العالمین بوجہ وجود باجود صلعم پس شرف المکان بشرف المکین خود فارق فی الفضل بیّن است ودر فضل مدینہ مکرمہ بر مکہ معظمہ تاویلِ فضلِ جزئی تواند شد بخلاف فضلِ مکہ معظمہ بوصف خیر ارض اللہ واحبُّ ارض اللہ کہ جز کلی نتواند شد

ترجمہ اگرچہ حقیقت نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کا مبدء تعین ہے کہ جہاں سے آپ کے تعین کی ابتدا ہوئی حقیقتِ نورِ حجابی سے اعلیٰ وافضل ہے کیونکہ مبدء ہونا حقیقت نورِ محمدی کا حقائق الٰہیات کے لیے ہے۔ ولیکن وہ نورِ حجابی خدا تعالیٰ کے منسوبات سے ہے کیونکہ اسکو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام حقیقی ہے اور یہ نورِ محمدی حادثی مخلوقاتِ خدا سے ہے کہ اسکو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام مجازی ہے۔ اور کلام ان دونو کے نفس وجود میں ہے نہ ان دونو کی حقیقت میں۔ اور اشتمال ذات مبارک حضور صلعم کا انوار حجابی کلی آوانی سے ہے پس یہ اشتمال شریف جزئی آنی ہوگا۔ اور فضیلت نورِ حجابی کعبہ معظمہ کی کلیۃ آنی کے سبب ہے۔ اور کلی کو فضل جزئی پر جزئی کا احاطہ کرنے کے سبب ہے۔ اور یہ بیان کرنا حقیقت میں جواب ہے سوال مقدر کا جو اسی عبارت سے نکلتا ہے۔ اور مکہ معظمہ کا سب جگہوں سے محبوب تر جگہ ہونا حضرت محبوب رب العلمین کی خاطر عاطر میں خدا مقصود ومعبود کا محل نورِ حجاب ہونیکے سبب سے ہے۔ اور مدینہ مکرمہ کا جناب رب العالمین میں احب البقاع ہونا بسبب فرودگاہ وجود باجود حضور صلعم ہے۔ پس شرف مکان کا مکین کے شرف کے سبب خود فارق بیّن فضل ومنزلت میں ہے جس سے علانیہ منزلت میں فرق ظاہر ہے۔ اور مدینہ مکرمہ کے فضل میں جو مکہ معظمہ پر جیسا حدیث سے ظاہر ہے فضل جزئی کی تاویل ہو سکتی ہے بخلاف فضل مکہ معظمہ کے کہ بہتر خدا کی زمین اور محبوب تر خدا کی زمین اسکا وصف ہونیکے سبب سوائے کلی کے اور فضل اسکا نہیں ہو سکتا

وبقطعِ نظر ازیں فضلِ مقصود بالانتساب اگر فضلی دیگر باشد غیر مقصود است والبتہ زمینکہ مشرف باشد بمحلِ جسدِ طیّب صلعم اشرف جملہ روی زمین و آسمان است سوائی زمینکہ محلِ نورِ حجابی است و عرشِ عظیم کہ محلِ نورِ مسجودلہ است اگر بریں بمطالب اختلاف دعویٰ شان و دلیل آں چنانکہ اختیار فرمودند و ایں دلیل در مندمیریں بہتری آں کہ اختیار کرد ان شاء اللہ تعالیٰ ۔ والبتہ عنصرِ قلب شریف حضرت صلعم افضل است از ماہیتہ عرشِ عظیم بحکمِ تبعِ عنصر بروح در مسلویاتش والبتہ عنصرِ قلبی افضل است از عنصرِ غیر قلب بر تفاوتِ حدِ خودہا در تبعِ روح بفارقِ موجودات از مسلویات مخصوصہ محمدی صلعم ۔ وقلبِ بسیط شریف حضرت صلعم افضل است فضلاً بعد فضلٍ از عرشِ عظیم بانکہ تعین عرشِ عظیم جزئی ست بائی مجہول مفید معنی تقلیل ہم است از نورِ محمد صلعم با حلِ انوارِ قدیم در آوان بلزومِ تجدد امکان خود و دران بلزومِ قرارِ تشخصِ زائد خود

ترجمہ اور قطع نظر اس فضل کے کہ انتساب میں یہی فضل مقصود ہے اگر کوئی اور فضل ہوگا وہ غیر مقصود ہے اور البتہ وہ زمین جو حضرت صلعم کے جسد طیب کے حل سے مشرف ہے یعنی وہ زمین جسنے جسد مبارک کو اُٹھا رکھا ہے تمام روی زمین اور آسمان سے اشرف ہے سوائے اُس زمین کے کہ محل نورِ حجابی ہے اور سوائے عرش عظیم کے جو نورِ مسجودلہ کا محل ہے ۔ اگر تو ہماری علماء کے اختلافی مطالب اور اُنکی دلیل جو کچھ اُنھوں نے اختیار فرمائی ہیں معلوم کریگا اور اس دردمند کی دلیل کو تو جو بہتری کہ اختیار کی ہے اُسکو انشاء اللہ تعالیٰ پہنچ جائیگا اور بیشک عنصرِ قلب شریف حضرت صلعم عرش عظیم کی ماہیت سے افضل ہے کیونکہ عنصرِ مسلوبات روح میں تابع روح کے ہے جیسے روح اعلیٰ کو روح تابع کے فوقیت و فضل ہے اسلیے کہ عنصر تابع روح ہے ۔ اور البتہ عنصرِ قلبی افضل ہے عنصر غیر قلب سے اپنے اپنے حد کے تفاوت پر جبکہ تبع و پیروی روح میں موجودات محمدی کا آپکے مخصوصہ مسلوبات سے فرق کا لحاظ کریں ۔ اور قلبِ بسیط شریف حضرت صلعم عرش عظیم سے افضل ہے فضیلت کے بعد بڑھکر فضیلت سے ۔ اسلیے کہ تعین عرش عظیم نور محمد صلعم کا ایک جزو قلیل ہے باوجود حل انوار قدیم کے متعدد آنوں میں بسبب لزوم تجدد اپنے امکان کے اور آن واحد میں بسبب لزوم قرار اپنے تشخص زائد کے ۔ کیونکہ حدوث ماہیت امکانی کیلیے حدوث لازمی ہے اور حدوث بعد فنا تعدد امکان زمان کی مستلزم ہے لہذا تعین عرش کو حل انوار قدیم کا متعدد آوان میں باعتبار تجدد خلق ماہیت ضروری ہے ۔ اور تشخص زائد کو جو ماہیت پر ایک شئے زائد علاوہ ماہیت ہے اپنے دوام بقا میں فنا نہونیکے سبب قرار لازمی ہے کہ آن و زمان واحد کا مستلزم ہے لہذا تشخص عرش کو حل انوار قدیم کا بسبب لزوم قرار آن واحد میں ہوگا ۔

وتعینِ قلب بسیط شریف کلّی ش بیائی مجہول مفید معنی تعظیم ھم است باحلِ انوارِ قدیم در آوانِ بلزوم تجدد امکانِ خود و در آن بلزوم قرار تشخصِ زائد خود و تشرف اتصاف کلّی در آوان فضیلتی دیگر است کہ عرش عظیم نصیبی جزئی ہم ازاں نیست و دریں تبیین حقیقۃ جواب خطاہا فکریست فکر سلیم در قرارِ نسب مخصوصۃ الوجہ فی محلہ باید تا از آنچہ باید برآید ش ای از آنچہ باید برآمد برآید ھم

وہمچنین است تعظیم ومحبۃ دیگر آثار ش صلعم مختلف الحقایق متحد النسبۃ المختصر **شعر**

برزمینیکہ نشانِ کفِ پای تو بود + سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

تا آنکہ اگر بشنود کہ اثری از دست صلعم گو محقق نباشد تعظیم ومحبۃ لازم است چہ نفی آں ثابت نتواند شد وہمین است عادت سلفِ ما والا سوء ادب در تعظیم ومحبت ظاہر + ش در حال امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ مذکور است در مدینہ منورہ ہر جا کہ عمارت قدیم میدید بادب تمام می بود نظر بر آنکہ شاید آں رسولِ خدا حبیبِ کبریا صلعم وقتی دستے بآں رسانیدہ باشد ازینجا ظاہر است کہ برای تعظیم آثار صحت روایت درکار نیست صرف احتمال کافی باشد

ترجمہ اور تعینِ قلب بسیط شریف ایک بڑا کلّی ہے انوار قدیم کا آوان متعددہ میں حامل ہونیکے سبب خود کے امکان کے تجدد لازم ہونے سے اور آنِ واحد میں اپنے تشخص زائد کے قرار کے لازم ہونے سے۔ اور اتصاف کلّی کا شرف جو آوان میں ہوتا ہے ایک دوسرا فضل ہے کہ عرش عظیم کو اُس سے ایک جزئی حصہ بھی نہیں ہے۔ اور اس تبیین یعنی بیان کرنے میں حقیقت کے جواب ہے فکری خطاؤں کا پس نسبتیں کہ وجہ مخصوصہ رکھتی ہیں اُنکو اپنے اپنے محل میں ٹھہرانے میں فکر سلیم چاہیے تاکہ جو جس چیز سے کہ حاصل ہونا چاہیے حاصل ہووے۔ اور اِسی طرح تعظیم ومحبت ہے حضور صلعم کے اور دوسرے آثار کی جنکی حقیقتیں مختلف ہیں اور نسبت متحد ہے۔ مختصر یہ ہے **شعر**

جس جا نشانِ پائے مبارک ہو آپ کا + برسوں ہی سجدے اہلِ بصیرت کیا کریں

یہانتک کہ اگر سن لیوے کہ حضور صلعم کا کوئی اثر ہے گو محقق نہ ہووے تعظیم ومحبت لازم ہے کیونکہ اسکی نفی ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور ہمارے سلف کی یہی عادت ہے۔ نہیں تو تعظیم ومحبت میں بے ادبی ظاہر ہے۔ چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے حال میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ میں جہاں کہیں پرانی عمارت دیکھتے تھے پورے ادب کے ساتھ ہوتے تھے یہ خیال کرکے کہ شاید کبھی اُس رسولِ خدا حبیبِ کبریا نے اُسپر دست مبارک لگایا ہووے۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ تعظیم آثار کے لیے صحت روایت درکار نہیں صرف احتمال کافی ہے +

تعظیم آثار کے لیے احتمال کافی ہے صحت روایت درکار نہیں بدلیل عمل حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالے ۔

هم وا ز حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ روایت کردہ اند فرمود صلعم مَنْ زَارَ قَبْرِی بَعْدَ مَوْتِی فَکَاَنَّمَا زَارَنِی فِی حَیَاتِی وَ مَنْ لَمْ یَزُرْ قَبْرِی فَقَدْ جَفَانِی + ازیں حدیث شریف شرف بالانتساب وحضور مدینہ منورہ کہ موقوف علیہ تشرف بزیارت مرقد مبارک صلعم وحذر از جفای خاص است **ش** یعنی عدم حضور مدینہ منورہ وعدم تشرف بزیارت بابرکت حضرت صلعم هم مؤکد است وایں جفای عدم حضور مشترک بہمہ تفاوت درجات خود بمقابلہ شرائفِ حضور است پس محکوم باشد بر مرتبہ مستجمعہ قال سبحانہ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ الآیہ علی معنی القراءتین واز تشبیہ مراتب حکم قبر وآداب استنباط می تواں کرد **ش** **تنبیہ** ازینجا رد آنست کہ گفتہ شد تعظیم آثار وتبرک باں شرک است وسخن ہای نازیبا نیز العیاذ باللہ تعالیٰ منہ هم اللّٰہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہٖ

ترجمہ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ سے لوگوں نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے میری موت کے بعد میری قبر کی زیارت کی پس گویا میری زندگی میں میری زیارت کی اور جسنے میری قبر کی زیارت نہیں کی پس بیشک اُسنے مجھپر جفا کی۔ اس حدیث شریف سے شرف بالانتساب کی تاکید ہے یعنی نسبت ہونیکے شرف کی تاکہ معلوم ہو کہ نسبت میں کیونکر شرف حاصل ہوتا ہے۔ اور ایسی ہی مدینہ منورہ کی حاضری کی جسپر شرف حاصل ہونا موقوف ہے کہ وہ زیارتِ مرقدِ مبارک حضور صلعم ہے۔ اور جفائے خاص سے بچنے کی تاکید ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں حاضر نہ ہونا اور حضرت صلعم کی زیارت بابرکت سے شرف حاصل نہ کرنا ہے۔ اور یہ حاضر نہ ہونے کی جفا اپنے تمام متفاوت درجوں کے ساتھ اُن شرفوں کے مقابلہ میں ہے جو حاضر ہونے میں حاصل ہوتے ہیں۔ پس اس جفا کا مرتبہ مستجمعہ پر حکم ہوگا فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ توبہ کے آخر رکوع میں عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ الآیہ دونوں قراءتوں کے معنے کی بنا پر۔ یعنی بھاری ہے اُس رسول پر جو تمہارے نفسوں سے ہے یا تمہارے نفیس تر لوگوں سے ہے یہ کہ تم تکلیف پاؤ۔ اور حدیث مذکور میں جو تشبیہ ہے اُس سے حکم قبر اور آداب کے مرتبوں کا استنباط کر سکتے ہیں۔ **تنبیہ** یہیں سے اسبات کا رد ہوگیا جو کہا گیا کہ آثار کی تعظیم اور اُس سے برکت حاصل کرنی شرک ہے اور ایسے ہی اور نازیبا باتوں کا۔ خدا تعالےٰ اُن سے پناہ دے اللّٰہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہٖ ٭

۱۲ تاکید شرف بالانتساب وحضور مدینہ بزیارت مرقد مبارک صلعم وحذر از جفا کہ عدم حضور مدینہ وعدم تشرف بزیارت بحض حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ ومراتب حکم وآداب قبر ورد اقوال مخالفین بحکم تعظیم وتبرک آثار ورد سخنان نازیبا

۲۲

ذکر کیفیت صحتِ اشتراک وصفی یا اسمی باللہ سبحانہ در وجہے از وجوہ باضافۃ اللہ تعالےٰ

(ای خلق ۱۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ مخلوق را از اشتراکِ وصفی یا اسمی باللہ سبحانہ در وجہی از وجوہ باضافۃ اللہ چارہ نبود و ایں بحث مطول از جاہائے خودش مبیّن است در اشتراکِ وصفی بصفتِ رأفۃ و رحمۃ اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِیْمٌ ۔ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔ در اشتراک وصفی بتخلیق فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ۔ در اشتراک وصفی بترزیق وَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ ۔ در اشتراک وصفی بشکر

ترجمہ ۔ بیان ذکر وصفی یا اسمی اشتراک کی صحت کا اللہ سبحانہ کے ساتھ کسی وجہ میں وجہوں سے جو خدا تعالیٰ کی اضافت یعنی خلق میں ہیں یعنی یہ ذکر اس بیان میں ہے کہ مخلوق خدا تعالیٰ کا اللہ سبحانہ کے ساتھ وصفی یا اسمی اشتراک صحیح ہے خواہ اشتراک کسی وجہ میں ہو سکے وجہوں میں سے باعتبار اس نسبت کے جو خلق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے خدا تعالیٰ کے پیدا کرنے سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ مخلوق کو اللہ سبحانہ کے ساتھ وصفی یا اسمی اشتراک یعنی نام یا وصف کی شرکت ہو جانے کسی وجہ میں تعلق خدا کی نسبت کے وجوہ سے چارہ نہیں ہے ۔ اور یہ بحث مطول جو بہت دراز ہے اپنے مقاموں سے بخوبی ظاہر جیسا وصفی اشتراک میں صفتِ رأفت و رحمت کے ساتھ خدائے تعالیٰ کا یہ کلام ہے جو سورۂ بقر رکوع سترہ میں ہے اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔ یعنی بیشک اللہ آدمیوں پر بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے ۔ اور یہ کلام جو سورۂ توبہ کے آخر رکوع میں ہے لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔ یعنی یقینی آچکا ہے تمہارے پاس رسول تمہاری جنس سے یا تمہارے نفیس تر لوگوں سے ایسا کہ بہت گراں ہے اس پر کہ تم مشقت میں پڑو ۔ حریص ہے تم پر یعنی تمہاری تلاش رکھتا ہے ایمان لانے کو ۔ مومنین کے ساتھ بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے ۔ اور وصفی اشتراک میں صفتِ تخلیق یعنی پیدا کرنے یا بنانے کی نسبت یہ کلام الٰہی جل جلالہ سورۂ مومنون کے اول رکوع میں ہے فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ یعنی سب سے عمدہ پیدا کرنے والوں میں اللہ ہی برکت والا ۔ اور وصفی اشتراک میں صفت ترزیق یعنی روزی دینے کی بابت یہ کلام حق سبحانہ سورۂ جمعہ کی آخر آیت میں ہے وَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ ۔ یعنی اللہ روزی دینے والوں میں سب سے بہتر ہے ۔ اور وصفی اشتراک میں صفت شکر کی نسبت خدا تعالیٰ کا فرمانا اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ الآیہ ۔ سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع میں یعنی شکر ...

ذکر کیفیۃ صحۃ اشتراک وصفی یا اسمی باللہ سبحانہ در وجہی از وجوہ باضافۃ اللہ تعالےٰ ۔ ۲۲

مطلب بیان اشتراک وصفی

(حاشیہ:) ... اللہ ... الآیۃ

بیان ذکر صحۃ اشتراک وصفی یا اسمی کا اللہ سبحانہ کے ساتھ وجوہ خلق خدا تعالیٰ سے کسی وجہ میں ۲۲

مطلب بیان اشتراک وصفی

اشتراک صفۃ رأفت و رحمت ۱

اشتراک صفۃ تخلیق ۲

اشتراک صفۃ ترزیق ۳

اشتراک صفت شکر ۴

بعطفِ نسق پس از واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ تخصیص عبادت مخصوصۃ اللہ المعبود موقوفۃ النیۃ لہٗ عزوجل مانع شکر غیر مخصوص بہ سبحانہ نبود مگر شکر مخصوص بہ سبحانہ را اگر شکر نشود در اشتراکِ شکر کہ از عبادت است شرک فی العبادۃ حقیقتاً بکریمہ ان اشکر لی ولوالدیک ثابت خواہد شد بل تساقط۔ واز ینجا البتہ از نظم واعبدوا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ نیز تخصیص عبادت مطلقہ علی انواعہا مخصوصۃ اللہ المعبود موقوفۃ النیۃ لہٗ عزوجل مانع عبادت غیر مخصوصہ بسبحانہ لغیرہ سبحانہ نشود ورنہ شکر ہم ممنوع در اشتراکِ وصفی باطاعۃ اطیعوا اللہ ورسولہ الآیہ

عطفِ نسق

ترجمہ اس آیت میں عطف نسق ہی جسمیں تردید صحیح ہے جو عطف مذکور کا منشا ہی۔ پھر یہ آیت واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ جو سورہ بقر کے اکیسویں رکوع میں ہی یعنی اور خاص اللہ کا ہی شکر کرو جبکہ تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو۔ اس کو ایسی عبادت کی تخصیص ہے جو اللہ معبود کی مخصوصہ ہو کہ وہ اللہ عزوجل کے لیے ہی موقوفۃ النیۃ ہو۔ یہ تخصیص ایسے شکر کی مانع نہیں ہو سکتی جو اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص نہ ہو مگر اس شکر کی جو مخصوص اللہ سبحانہ کے ساتھ ہو کہ وہ شکر مخصوص غیر کےلیے ممنوع ہے۔ اسلیے کہ اگر شکر مخصوص اللہ سبحانہ کے ساتھ مراد نہ ہوگا تو اشتراک شکر میں کہ یہ بھی عبادت ہے اس آیت کریمہ اِنِ اشکر لی ولوالدیک سے شرک فی العبادت حقیقتاً ثابت ہو جائیگا بلکہ تساقط ثابت ہوگا کہ ایک کا دونوں میں کو ساقط کریگا۔ حکم دیا جائیگا یا دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کےلیے حکم سقوط پیدا کریگا جس سے دونوں کا سقوط ثابت ہوگا مطلب یہ آیت جو اللہ اور والدین کی نسبت ہی اگر اس میں عطف نسق مراد لیکر تردید کا صحیح ہونا تسلیم نہ کیا جائے گا تو دوسری آیت شکر سے جو خاص اللہ کے لیے ہے عبادت میں حقیقتاً اور واقعی شرک ثابت ہو جائے گا بلکہ انجام شکر مخصوص کا تساقط ثابت ہوگا کیونکہ شکر بھی منجملہ عبادت ہے پس یہ اشتراک شکر عبادت میں حقیقی شرک پیدا کرکے تخصیص شکر وعبادت کا مانع ہوگا اور یہ منع تخصیص شکر وعبادت شرک حقیقی کے سبب تخصیص شکر جو آیت ثانی سے ظاہر ہے ساقط کریگا اور تخصیص کا سقوط عبادت وشکر مخصوصہ کو کہ ثابت ہے ساقط کرکے آپسمیں تساقط ثابت کریگا۔ لہذا معلوم ہو کہ آیہ واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ سے عبادت مخصوصہ خدائے معبود کی کہ خاص اسی کے لیے نیت موقوف کرکے کی ہو تخصیص عبادت اسی شکر کو غیر کے واسطے منع کرتی ہے جو اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص ہو نہ ایسے شکر کو جو اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص نہ ہو کیونکہ اگر اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص شکر مراد نہوگا تو شکر خود عبادت ہے آیہ ان اشکر لی ولوالدیک الآیہ سے اشتراک شکر میں شرک فی العبادت حقیقتاً ثابت ہوگا اور یہ شرک حقیقی فیما بین عبادت مخصوصہ کو ساقط کریگا جیسا بیان ہوا۔ پس یہاں سے البتہ اس نظم جملہ اعبدوا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون سے بھی۔ یعنی اللہ خاص اسکی ہی عبادت بندگی کرو جبکہ تم خاص اسکی بندگی کرتے ہو۔ کہ یہ نظم جملہ متوافق مضمون آیہ واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون کے اس تخصیص عبادت مطلقہ کی بنا بر اسکے اقسام کہ جو خاص خدائے معبود کی اسکے لیے خاص نیت موقوف کرکے کیگئی ہیں۔ یہ ایسی عبادت کی مانع نہوگی جو غیر مخصوص اللہ سبحانہ ہو غیر اللہ سبحانہ کے واسطے ورنہ شکر بھی ممنوع ہوگا۔ اور وصفی اشتراک میں صفت اطاعت کے بارہ میں اللہ کا یہ حکم سورہ احزاب رکوع چار میں ہے۔ اطیعوا اللہ ورسولہ الآیہ یعنی اطاعت کرو تم اے مومنو اللہ اور اس کے رسول کی +

شکر مخصوص موقوف النیت بسبحانہ مانع شکر غیر مخصوص بسبحانہ نہیں ہوتا مگر مانع شکر مخصوص بسبحانہ +

شکر بھی از قسم عبادت ہے

بعطفِ نسق فی حق اللہ تعالیٰ وحق الرسول صلعم بدلالۃ شانِ نزول وَاطیعوا اللہ ورسولہ الآیہ بعطفِ تفسیری بدلالۃ شانِ نزول در اشتراک وصفی بقنوت مَن یقنت منکن للہ ورسولہ الآیہ بعطفِ نسق بدلالۃ شانِ نزول در اشتراکِ وصفی بایمان فَاٰمنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلناہ الآیہ در اشتراکِ وصفی بربوبیۃ فرمود سبحانہ حکایتاً از حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام یاصاحبی السجن امّا احدکما فیسقی ربہ خمراً الآیہ در اشتراکِ وصفی بہ برات اذانٌ من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٔ من المشرکین ۵ ورسولہ ط باید دانست وقف مطلق بے بی تقیدی باختلاف لامقتضی ثبوتِ متقدم بیانِ لفظ مشرکین ورسولہ لازم جواز ہر قیدی از قیود بحکم وصل وفصل مفید اشارتِ عطفِ تفسیر وہم عطفِ نسق افادت

ترجمہ بیان اللہ تعالیٰ کے حق اور رسول صلعم کے حق کی بابت شان نزول کی دلالت سے عطف نسق ثابت ہوتا ہے۔ اور آیت سورۂ انفال رکوع چہارم کی اَطیعوا اللہ ورسولہ الآیہ میں۔ یعنی اے مردو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔ شان نزول کی دلالت سے عطف تفسیری ہے۔ اور وصفی اشتراک صفت قنوت یعنی بجا آوری حکم کی نسبت یہ آیت کریمہ سورۂ احزاب رکوع چار میں ہے ومن یقنت منکن للہ ورسولہ الآیہ یعنی اور جو تم میں سے اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کریگی الخ۔ اسمیں بھی دلالت شان نزول کے اعتبار سے عطف نسق ہے۔ اور اشتراک وصفی میں ایمان کے باب میں یہ آیہ سورۂ تغابن رکوع اول میں ہے فَاٰمنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلناہ الآیہ یعنی پس ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول اور اُس نور کا جسکو ہم نے اتارا الخ۔ اور اشتراک وصفی ربوبیت کے بارہ میں کہ حضرت حق سبحانہ نے حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت حکایت کر کے فرمایا سورۂ یوسف رکوع پنجم میں یاصاحبی السجن امّا احدکما فیسقی ربہ خمراً الآیہ یعنی اے میرے قید خانہ کے ساتھیو تم دونوں میں سے ایک جو ہے وہ تو اپنے رب کو شراب پلائیگا الخ۔ اور اشتراک وصفی برات یعنی بری ہونیکے بارہ میں اللہ کا قول سورۂ توبہ رکوع اول میں اسطرح ہے اذانٌ من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ ط یعنی اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن لوگوں کو خبر سنا دینا ہے اسبات کی کہ اللہ بری اور الگ ہے مشرکین سے اور اسکا رسول۔ بیان سمجھنا چاہیے کہ اس آیت میں لفظ رسولہ کے بعد وقف مطلق یعنی بغیر کسی قید کے وقف کا آنا اور اسکے ساتھ ہی لفظ مشرکین پر وقفہ لا کا اختلاف بغیر کسی کے نزدیک بیان آتا ہے۔ اور کہ یہ وقف لا بیان لفظ مشرکین اور رسولہ کے ثبوت متقدم کا مقتضی ہے یہ وقف مطلق مع اختلاف لا بحکم وصل وفصل کہ عطف تفسیر اور عطف نسق دونوں کی اشارت کو مفید ہونیکی قید دونوں سے ہر ایک قید کے جائز ہونیکو لازم کرتا ہے۔

۷ اشتراک صفت قنوت

۸ اشتراک صفت ایمان

اشتراک صفت ربوبیۃ

۹ اشتراک صفت برات

وقف مطلق مع وقفا مختلف فیہ کے اسرار آثار یا یہ اک مستقلہ بحکم وصل فصل متضمن بعطف تفسیری و عطف نسق الخ

براءتِ تابعہ و مستقلہ **سش** بمقابلۂ تابعہ ہم میکنند و عدم قبول مستقلہ انتفائی عصمت
است در اشتراک وصفی بخشیدن ولو انھم رضوا ما آتاھم اللہ و رسولہ سیؤتینا
(در سورہ توبہ ۱۰)
اللہ من فضلہ و رسولہ انا الی اللہ راغبون ہ واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ
وانعمت علیہ الآیہ در اشتراک وصفی برضا ، واللہ و رسولہ احق ان یرضوہ ان
کانوا مومنین ہ در اشتراکِ وصفی باغنا ، و فضل وما نقموا الا ان اغناھم اللہ
و رسولہ من فضلہ ج در اشتراک وصفی بانتساب قل الانفال للہ والرسول ج

ترجمہ براءت تابعہ اور مستقلہ جو مقابلہ تابعہ میں ہے دونوں کا فائدہ دیتا ہے۔ اور مستقلہ براءت کا نہ ماننا
عصمت کی نفی کرنا ہے۔ مطلب یہ کہ اس وقف مطلق میں مع اختلاف لا کے براءت علیحدگی اللہ اور اُسکے رسول
کی مشرکین سے خواہ براءت تابعہ ہو یا مستقلہ ہر دو قسم کی براءت کا فائدہ حاصل ہے کیونکہ لفظ رسولہ کے بعد
جو وقف مطلق ہے وہ بےقید ہے۔ اور لفظ مشرکین کے بعد جو وقف لا ہے اُسکے ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف
ہے حالانکہ نفی ثبوت متقدم کی مقتضی ہے۔ پس بحکم وصل و فصل بہ عطف تفسیری اور عطف نسق دونوں کی جانب
اشارت کا فائدہ دے رہا ہے۔ لہٰذا وقف مطلق اُسی حکم وصل و فصل مذکورہ کے موافق قیود میں سے ہر قید
کے جائز ہونے کو لازم کرتا ہے۔ چنانچہ درصورت وصل یعنی تسلیم وقف لا کہ مقتضی ثبوت متقدم ہے بہ تبع بریت خدا
باعتبار عطف تفسیر اُسکے رسول کی بریت بھی مشرکین سے حاصل ہے اور یہ براءت تابعہ ہے۔ اور درصورت فصل
یعنی عدم تسلیم وقف لا باعتبار عطف نسق براءتِ خدا و رسول کی ہر ایک بالاستقلال مشرکین سے ثابت ہے
والاستقلہ براءت نہ ماننے میں عصمت رسول کی نفی کرنا ہے۔ اور اشتراک وصفی بخشش کرنے میں یہ کلام الٰہی جل جلالہ
سورہ توبہ کے رکوع ہفتم میں ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ
سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗٓ اِنَّآ اِلَی اللّٰہِ رٰغِبُوْنَ یعنی اور کیا خوب ہوتا اگر وے راضی ہوتے
جو دیا اُنکو اللہ نے اور اُسکے رسول نے۔ اور کہتے بس ہے ہمکو اللہ دے رہیگا ہمکو اللہ اپنے فضل سے اور اُسکا رسول ہمکو ہمیں
چاہیئے۔ اور سورہ احزاب رکوع پنجم میں وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الآیہ یعنی اور یاد کیجیے جبکہ تم اُسکو جسپر اللہ نے
احسان کیا اور تمنے بھی اُسپر احسان کیا یعنی بخشش کی یہ کہہ رہے تھے آخر تک۔ اور اشتراک وصفی رضا یعنی خوشنودی کے بیان میں
آیت کریمہ سورہ توبہ کے رکوع ہشتم میں ہے وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ اِنْ کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ہ یعنی وے اگر مومن ہیں
اُنکو اللہ اور اُسکے رسول کو راضی کرنا بہت ضرور ہے۔ اور اشتراک وصفی اغنا یعنی غنی کرنے اور فضل کے باب میں یہ کلام حق سورہ
توبہ رکوع نہم میں ہے وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ اور یہ سب عیب کرتے ہیں واسکے بدلہ میں کہ اللہ نے
اور اُسکے رسول نے اپنے فضل سے اُنکو دولتمند کردیا۔ اور اشتراک وصفی انتساب کے بارہ میں یہ کلام الٰہی ہے جو سورہ انفال کے ابتدا میں
قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ ج یعنی کہہ دیجیے کہ مال غنیمت اللہ کا اور رسول کا ہے

۱۰ اشتراک صفت بخشش
۱۱ اشتراک صفت رضا
۱۲ اشتراک صفت اغنا
۱۳ اشتراک صفت انتساب

در اشتراکِ وصفی بکفایت یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین ہ

در اشتراکِ وصفی بتولیت وامداد و اعانت فانّ اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المومنین ج والملائکۃ بعد ذلک ظہیرا ہ ہو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین الآیہ در اشتراکِ وصفی بقضاء امر وعصیان از امر ماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ط ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا ہ بہر دو عطفِ نسق میان لفظ اللہ و رسولہ بدلالۃ شان نزول این اشتراک وصفی از ایمانیات است بتفاوتِ مراتبِ فرضیۃ و وجوب و اباحۃ پس شرک بدین اشتراک مفروض است یا واجب یا مباح و اعراض از حقیقتِ آں کفر است العیاذ باللہ تعالیٰ منہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فیا ایہا الموحدون کیف کفرتم عن الشرک

۳۸ اشتراک صفۃ کفایت

ترجمہ اور اشتراکِ وصفی کفایت کی بابت یہ آیت ہے سورۂ انفال کے رکوع ہشتم میں یا ایہا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من المؤمنین ہ یعنی اے نبی تجکو اللہ کافی ہے اور ایمان والوں میں سے جنہے تیری پیروی کی۔ اور اشتراک وصفی دربارہ تولیت

۳۹ اشتراک صفۃ تولیت وامداد واعانت

وامداد و اعانت یہ کلام حق سبحانہ کی سورۂ تحریم کے رکوع اول میں ہے فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المؤمنین ج والملائکۃ بعد ذلک ظہیر ہ یعنی بیشک خدا وہی اُسکا مولیٰ یعنی رفیق ہے اور جبرئیل اور نیکوکار مومن اور فرشتے بعد اسکے اُسکے مددگار ہیں۔ اور سورۂ انفال کے رکوع ہشتم میں یہ آیت ہو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین الآیہ یعنی وہی ہے جسنے تجکو اپنی مدد اور مومنین سے قوی کیا۔

۴۰ اشتراک صفۃ قضاء امر وعصیان از امر

اور اشتراک وصفی بقضاء امر یعنی اجرائے حکم اور عصیان از امر یعنی حکم سے نافرمانی کی نسبت میں یہ آیت ہے سورۂ احزاب کے رکوع پنجم میں ماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ط ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا ہ یعنی نہیں ہے کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو یہ لائق کہ جب اللہ اور اسکا رسول کسی کام کا حکم دے تو انکو اپنے کام میں اختیار یا رخصت باقی رہے۔ اور جسنے اللہ اور اُسکے رسول کی نافرمانی کی تو بیشک وہ صریح گمراہ ہوگیا۔ اس آیت میں دونو جگہ بمقام اجرائے حکم اور نافرمانی حکم لفظ اللہ اور رسول کے درمیان شان نزول آیت کی دلالت کے اعتبار عطف نسق ہے۔ پس یہ اشتراک وصفی جسکا آیات سے ذکر ہوا ایمانیات سے ہے جسمیں مراتب کے تفاوت پر نظر کرنے سے کہیں اس اشتراک وصفی کا ایمان فرض ہے اور کہیں واجب اور کہیں مباح۔ پس شرک بھی اس اشتراک کے مقابلہ ایمان یا مفروض ہوگا یا واجب ہوگا یا مباح۔ اور اسکی حقیقت سے اعراض کفر ہے اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حالانکہ بجز امداد اللہ کے جو نہایت برتر اور بزرگ ہے توانائی اور قوت نہیں حاصل ہے۔ فیا ایہا الموحدون کیف کفرتم عن الشرک پس اے موحدو تم ظاہری کے اشتراک والے ہو شرک کے کیسے منکر ہوگئے +

بیان یہ کہ اشتراک وصفی ایمانیات سے ہے اور اعراض اُس سے کفر +

ش تنبیہ ازینجا ردِ آنست کہ گفتہ شد اشتراک تعظیمی شرک ہست چنانکہ سجدہ تعظیمی ولفظِ بندگی ومنتسبات مالی ومتشابہاتِ محضہ نیز چنانکہ خمیدن وقتِ سلام تعظیماً م باید دانست اشتراک وصفی یا اسمی لابد منہ شرک نیست آلبتہ اشتراکِ حادث بقدیم در وصفِ قدم ووجہِ مخصوص شرک ہست العیاذ باللہ تعالیٰ منہ واگرچہ دریں بحث اشتراک تفاصیل اجمالاً بپایاں رسید اما تفصیلے در تحقیقِ عبودیت ومعبودیت وعبادت وشرک مناسب نمود۔ باید دانست محقق عبودیۃ خود نبودن ہست ومحقق معبودیۃ خود بودن چنانکہ نزد اولوالالباب از قولِ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ بحذفِ خبر متوسع مقاصد **ش** ورنہ ربکم فصیح بود وزیادۃ خلافِ فصاحۃ م ہمیں معرفۃ مقصودہ عیانست **ش** از ربط وظلیۃ مربوب برب م

ترجمہ۔ تنبیہ یہاں سے اسکا بھی رد ہوگیا ہے جو کہا گیا کہ اشتراک تعظیمی شرک ہے جیسا سجدہ تعظیمی اور طواف تعظیمی اور لفظ بندگی اور مالی منتسبات یعنی جو مالی منتسب چیزیں ہیں کہ انکو نسبت دی ہے۔ اور متشابہات محضہ بھی یعنی وہ جنمیں صرف مشابہت ہی ہو جیسے سلام کے وقت تعظیم کیلیے جھکنا۔ سمجھنا چاہیے کہ اشتراک وصفی یا اسمی ایسا کہ اس سے چارہ نہو شرک نہیں ہے۔ البتہ اشتراک حادث کا قدیم سے وصف قدم اور وجہ مخصوص میں شرک ہی ہے ایسے شرک سے اللہ تعالے پناہ دے۔ اور اگرچہ اس بحث اشتراک میں جو تفاصیل تھیں انکا مجمل طور پر بیان تمام ہوگیا لیکن عبودیت اور معبودیت اور عبادت اور شرک کی تحقیق میں کچھ تفصیل مناسب معلوم ہوئی۔ پس معلوم ہو کہ تحقیقات عبودیت میں خود نبودن یعنی خود نہ ہونا ہی اور معبودیت کا محقق خود بودن یعنی خود ہونا ہی جیسا کہ اولوالالباب یعنی حضرات عقلا کے نزدیک قول اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سے یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ یہی مقصودہ معرفت بسبب اُس ربط وعلاقہ کے جو مربوب کا رب کے ساتھ ہی اور بسبب ظل وسایہ ہونے پروردہ کا انکو اپنے پالنیوالے سے ہے ظاہر و عیاں ہی کیونکہ اسمیں خبر کے حذف ہونیکے سبب مقاصد کا توسع پایا جاتا ہی ورنہ رَبُّکُمْ فصیح تھا اور زیادتی حرف با کی فصاحت کے خلاف ہے۔ مطلب یہ کہ عبودیت میں محقق واصلی بات خود نہ ہونا ہی۔ اور معبودیت میں محقق خود ہونا جیسا قول اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سے بڑے عقلمندوں کے نزدیک چونکہ اس میں حذف خبر کے سبب مقاصد کو توسع ہے یعنی مقصودات وسیع واقع ہوئی ہیں اسی مقصودہ معرفت بودن اور خود نبودن کا اظہار ہے جو رب معبود کی خود ہونے اور مربوب کی حالت عبودیت میں خود نہ ہونے پر دال ہے ورنہ بجائے بِرَبِّکُمْ کے رَبُّکُمْ فصیح تھا اور زیادتی ایک حرف کی بھی فصاحت کے خلاف ہے۔ پس حرف با قول اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ میں رب موجود کا مربوب محذوف کے ساتھ یعنی پالنیوالے کے خود ہونیکا پروردہ کے خود نہونے یعنی مفقود ہونیکے ساتھ ربط وعلاقہ بتلا رہا ہی تاکہ معلوم ہو کہ پروردہ اپنے پالنے والے کا ظل وسایہ ہو جو اپنے آپ نہیں ہی بلکہ ذی ظل کے خود ہونے پر اُسکا ہونا منحصر ہے لہذا عبودیت میں خود نہونا ظاہر ہے۔ یا یوں سمجھو کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ میں حذفِ خبر مقاصد متوسع خود نبودن کے جسپر مقصود معرفت کا ہی ربط وظلیت کے اعتبار سے بواسطہ حرف با رب معبود کے ساتھ کہ خود موجود ہونا اُسکا ظاہر ہے عیاں کر رہا ہی۔ پس رب موجود کے ساتھ کہ موجود مستقل بخود ہے اُسکے مربوب غیر مستقل موجود کو جو ربط بودن حادث کا بواسطہ باکی موجودہ حاصل ہے ہی تحت ظل خود بودن کے اُسکو ربط خود نبودن کی نگاہداشت توسع مقاصد کے لیے مقصود معرفت ہے واللہ اعلم م

ومراد از خود نبودن نفی خود بودن است نہ نفی بودن کہ مہمل است وکفر نعوذ باللہ تعالیٰ منہ
عبادت بجا آوردنِ فعل است بجہۃ عبودیت و دراں جہۃ امر شرط نیست اگرچہ باشد ونیت دراں شرط است
اطاعۃ بجا آوردنِ فعلی است بجہۃ امر و دراں جہۃ عبودیۃ و نیت شرط نیست اگرچہ باشد
پس اشتراکِ عبادت واطاعت در جہت امر تواند شد قربت بجا آوردنِ فعلی است
بجہتِ قربت بمقرب الیہ و دراں جہت امر و عبودیت واطاعت شرط نیست اگرچہ
باشد و دراں نیت شرط است پس اشتراکِ عبادت واطاعت وقربت در جہۃ قربت
تواند شد پس عبادت واطاعت وقربت جہتی عام بربطِ جامع ست کہ بخدائے پاک و
غیرش ہم یافتہ شود م دارد وجہتی خاص بربطِ مانع ست کہ بجز خدائے پاک بغیرش یافتہ
نشود دارد م شرک بر چند قسم است شرک فی الذات وشرک فی الصفات وشرک فی
الافعال آنست کہ واقع شود در نفسِ معبود از جہتِ خود بودن در ذات وصفات وافعال
وشرک فی العبادت آنست کہ واقع شود در عبادت بغیر معبود یا آنکہ مشترک شود در نسبتین

تعریف عبادت کی

ترجمہ اور مراد خود نہونے سے خود ہونیکی نفی ہے نہ نفی ہونیکی کہ مہمل ہے اور کفر ہے نعوذ باللہ تعالیٰ منہ ۔ اور عبادت ۔
کسی فعل کا عبودیت کی غرض سے ادا کرنا ہے ۔ اور اسمیں جہتِ امر شرط نہیں ہے گو جہتِ امر بھی پائی جاوے لیکن شرط نہیں البتہ
اسمیں نیت شرط ہے بخلاف اطاعت کے کہ بسبب امر کسی فعل کا ادا کرنا ہے ۔ اور اسمیں جہتِ عبودیت اور نیت شرط نہیں ہے گو یہ بھی

تعریف اطاعت کی ۔

پائی جاویں لیکن شرط نہیں البتہ جہتِ امر شرط ہے ۔ پس جہتِ امر میں عبادت اور اطاعت مشترک ہو سکتے ہیں ۔ اور قربت کسی فعل

تعریف قربت کی ۔

کا ادا کرنا قربت کی غرض سے ہے مقرب الیہ کے ساتھ یعنی جسکی قربت حاصل کرنی ہو ۔ اور اسمیں نہ جہتِ امر شرط ہے نہ جہت عبودیت
اور اطاعت گو یہ بھی ہوں لیکن شرط نہیں البتہ اسمیں نیت شرط ہے ۔ پس عبادت اور اطاعت اور قربت جہتِ قربت
میں مشترک ہو سکتے ہیں ۔ لہذا عبادت اور اطاعت اور قربت ایک جہت عام رکھتی ہے جو خدائے پاک اور اسکے
غیر میں ربط کی جامع ہو ۔ اور ایک جہت خاص رکھتی ہے جو طرفین میں ربط کی مانع ہو کہ خدائے پاک کے
سوا اس کے غیر میں وہ جہت نہ پائی جاتی ہو ۔

بیان اقسام شرک

شرک کی کئی قسمیں ہیں ایک شرک فی الذات جب ذات میں شرکت ہو دوسری شرک فی الصفات جب
صفات میں شرکت ہو تیسری شرک فی الافعال جب افعال میں شرکت ہو ۔ یہ تینوں قسم کا شرک ایسا شرک
ہے کہ نفس معبود میں واقع ہوتا ہے کیونکہ خود بودن یعنی اپنے آپ ہونا ذات وصفات اور افعال میں موجود ہے چہارم
شرک فی العبادت وہ یہ ہے کہ عبادت میں غیر معبود کے ساتھ واقع ہووے یا یہ عبادت دو نسبتوں میں مشترک ہووے

پس اگر فرق نہ کردہ شود بہ کیفیت نیت در نسبتین وقوع شرک شود در نفس معبود ہم وہم در نفس عبادت بمقابلہ ایمان ورنہ نہ چنانکہ عبادت بریا فرمود صلعم اَلرِّيَاءُ شِرْكٌ واین شرک بمقابلہ ایمان نیست نہ مزیل ایمان و پنجم شرک فی العلامۃ باختیار زنار و قشقہ وصلیب وغیرہ کہ علامت خاص بصاحب مذہب است واین از امارات کفر است اگرچہ باستہزا باشد بمقابلہ ایمان و ششم شرک فی المراسم باختیار ہمچو ریسمان رنگین در حلقہ آہنی بستہ کہ وقت معاقدت بر ساعد بندند و در ہندی کنگنہ گویند شاید کہ رسم مجوس است حرام است نہ شرک بمقابلہ ایمان و ہفتم شرک فی العادت باختیار عادت مخالف مذہب است عادتاً دال ظاہر است مکروہ است بمقابلہ عادت اہل اسلام و بہ نیت مشابہت حرام و مومن را باین مشابہت تکفیر نکنند بنا بر مذہب اہل سنۃ و جماعۃ و اگر تخصیص نکردہ شود فعل بہ نیت حکمتی فعل مہمل گردد من بعد باید دانست سجدہ کہ از سر عبودیت خاص برائے غیر حق تعالیٰ باشد شرک فی العبادت است

ترجمہ پس اگر دونوں نسبتوں میں کیفیت نیت پر فرق نہ کیا جائیگا تو نفس معبود میں شرک کا وقوع ہوگا اور نفس عبادت میں بھی جبکہ مقابلہ ایمان میں ہو۔ اور اگر نسبتوں میں کیفیت نیت کا لحاظ رکھا جاوے گا تو شرک نہ واقع ہوگا کیونکہ عبادت میں نیت شرط ہے نہ جہت اور جیسا عبادت بریا فرمایا حضور صلعم نے اَلرِّيَاءُ شِرْكٌ یعنی ریا شرک ہے۔ اور یہ شرک ایمان کے مقابلہ میں نہیں ہے اور نہ ایمان کو زائل کرنیوالا ہے۔ پانچویں شرک فی العلامۃ جیسے زنار اور قشقہ اور صلیب وغیرہ اختیار کرنے سے کہ یہ علامتیں خاص صاحب مذہب کی ہیں۔ اور کفر کے نشانات سے ہیں اگرچہ استہزا اور ٹھٹھول کی راہ سے ہوں جبکہ مقابلہ میں ایمان کے ہوں۔ چھٹی شرک فی المراسم یہ ایسی رسمیں اختیار کرنے سے ہوتا ہے جیسے رنگین کلاوہ میں لوہے کا چھلا باندھکر وقت نکاح کلائی میں باندھتے ہیں جسکو اہل ہند کنگنہ کہتے ہیں۔ شاید یہ مجوسیوں یعنی آتش پرستوں کی رسم ہے۔ یہ رسم حرام ہے نہ شرک ایسا جو ایمان کے مقابلہ میں ہے۔ ساتویں شرک فی العادت اور یہ خلاف مذہب عادت کو عادت بنا کر اختیار کرنا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مکروہ ہے جبکہ عادت اہل اسلام کے مقابلہ میں ہو۔ اور جب کہ بہ نیت مشابہت کفار ہو حرام ہے۔ اور مومن کی اس مشابہت کے سبب اہل سنت و جماعت کے مذہب کی بنا پر تکفیر نہ کریں گے۔ اور اگر فعل نیت کے ساتھ تخصیص نہ پاوے گا تو وہ فعل بسبب اہمال نیت اپنی حکمت میں مہمل ہو جاوے گا کیونکہ نہ معلوم ہوگا کہ اس فعل کی بنا کس حکمت پر ہوئی ہے پس بسبب عدم صحت حکمت و بنائے فعل وہ مہمل و عبث ہوگا۔ اب اسکے بعد معلوم ہونا چاہیے کہ سجدہ جو عبودیت کے خیال سے خاص غیر خدا کے واسطے ہووے یہ شرک فی العبادت ہے +

فرمود سبحانہ ومن آیاتہ اللیل والنہار والشمس والقمر لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون ۝ از لفظ للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون ۝ ظاہر است کہ مقصود فی النہی سجدہ عبودیۃ برائے غیر او تعالیٰ است و تخصیص ایاہ تعبدون بدو وجہ مخصوص للہ تعالیٰ است ورنہ مشکلے لاینحل است در تعارض واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ۝ وان اشکرلی ولوالدیک - واسجدوا لآدم ۝ واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون ۝ واز ہمیں کریمہ بر تفرقہ نیت دلیل میتوان گرفت و سجدہ کہ از بندگی خاص نباشد شرک فی العبادت نیست چنانکہ فرمود سبحانہ واذ قال ربک للملائکۃ انی خالق بشرا من طین ۝ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین ۝ فسجد الملائکۃ کلھم اجمعون الا ابلیس استکبر وکان من الکافرین ۝ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی استکبرت ام کنت من العالین -

(ص ۱۲)

ثبوت شرک فی العبادۃ سجدہ عبودیت میں قرآن مجید سے

ترجمہ چنانچہ فرمایا حق سبحانہ نے سورہ حم سجدہ رکوع پنجم میں ومن آیاتہ اللیل والنہار والشمس والقمر لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون ۝ یعنی رات اور دن اور سورج اور چاند خدا کی بعض نشانیاں ہیں - تم سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو اور اللہ کے لیے ہی سجدہ کرو جسنے انہیں بنایا جبکہ تم اسکی ہی یعنی خاص خدا کی ہی پوجا کرتے ہو - یہاں الفاظ للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون ۝ سے ظاہر ہے کہ ممانعت میں سجدہ عبودیت غیر خدا کے واسطے اسجگہ مقصود ہے - اور ایاہ تعبدون کی تخصیص خاص اللہ تعالیٰ کے لیے دو وجہ مخصوص ہے ورنہ تعارض میں ان آیات ذیل کے وہ مشکل پیدا ہوگی جو حل نہ ہوسکے گی چنانچہ وہ آیات یہ ہیں واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ۝ وان اشکرلی ولوالدیک کہ انکے مطالب کی مع معنے تصریح ہوچکی ہے اور اسجدوا لآدم یعنی سجدہ کرو آدم کا - اور واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون ۝ یعنی اور سجدہ کرو تم خاص اللہ کا جسنے انکو بنایا اگر تم خاص خدا کی ہی عبادت کرتے ہو - اور اسی آیت کریمہ - یعنی آیہ ومن آیاتہ اللیل والنہار والشمس الخ سے تفرقہ نیت پر بھی دلیل خاص ہوسکتی ہے اور جو سجدہ بندگی کے خیال سے خاص نہوگا وہ شرک فی العبادت نہیں ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورہ ص رکوع پنجم میں اذ قال ربک للملائکۃ انی خالق بشرا من طین ۝ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین ۝ فسجد الملائکۃ کلھم اجمعون ۝ الا ابلیس استکبر وکان من الکافرین ۝ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی استکبرت ام کنت من العالین یعنی جب کہا تیرے رب نے ملائکہ کو تحقیق میں بشر کو مٹی سے بنانیوالا ہوں پھر جب میں اسکو ٹھیک کروں اور اسمیں اپنی روح پھونک دوں تو اسکے لیے ساجدین بنکر گر پڑو - تو سب سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ اسکو تکبر نے لیلیا اور منکروں میں ہوگیا - فرمایا ای ابلیس کس چیز نے تجھکو سجدہ کرنے سے روکا اسکے لیے جسکو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا - کیا تو نے غرور کرلی - کیا تو بڑے رتبہ والوں میں ہوگیا

وفرمود حکایتاً وخروا لہ سجداً وقال یا ابتِ ھذا تاویلُ رویایَ من قبل قد جعلہا ربی حقاً الآیہ **ش** قال قتادۃ رض فی قولہ وخروا لہ سجداً کانت تحیۃ الناس یومئذٍ سجود بعضھم لبعضٍ تفسیر کبیر ھم باید دانست اختلاف کیفیۃ سجدہ ازانکہ سجدہ بمعنی سر بزمین نہادن وخمیدن است از لفظ فقعوا کہ بمعنی درافتید واز لفظ خروا کہ بمعنی بروی افتادند است مرتفع شد وقولہ تعالیٰ خرّ راکعاً و اناب بیان کیفیۃ اضطراب است یا اشارت بصلوٰۃ انابت واستغفار پس معنیش چنین باشد بروی افتادخماں یا عجز کناں وظاہر است کہ مقصود فی الکلام خرّ است وغایۃ عجز در سجدہ است ورنہ اجتماع متخالفین یعنی خرور و رکوع صورت نہ بندد واز لفظ لہ بتائید لما خلقتُ بیدیَّ وقال یا ابتِ ھذا تاویل رویای من قبل قد جعلہا ربی حقا تخصیص سجدہ برای حضرت آدم وحضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلامُ واضح تر۔

ترجمہ اور فرمایا حکایتاً وخروا لہ سجداً اس آیت میں ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجداً وقال یا ابتِ ھذا تاویل رویایَ من قبل قد جعلہا ربی حقاً الآیہ کہ سورہ یوسف رکوع یازدہم میں ہے یعنی اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو تخت پر اور وے سب حضرت یوسفؑ کے آگے سجدہ میں گر پڑے تو حضرت یوسفؑ نے کہا اے میرے باپ یہ میرے اُس پہلے خواب کی تعبیر ہے کہ تحقیق اُسکو میرے رب نے سچ کر دیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس قول وخروا لہ سجداً کی تفسیر میں یہ فرمایا کانت تحیۃ الناس یومئذٍ سجود بعضھم لبعضٍ یعنی وے اُسکے لیے مُنہ کے بل سجدہ کو گر پڑے۔ کیونکہ اُسوقت لوگوں کی یہی تحیۃ تھی کہ بعض بعض کو سجدہ کرتے تھے۔ جیسا تفسیر کبیر میں ہے۔ اب معلوم ہو چونکہ سجدہ کے معنے سر زمین پر رکھنا اور جُھکنا ہیں تو لفظ فقعوا سے جسکے معنے گر پڑو اور لفظ خروا سے جسکے معنے مُنہ کے بل پڑ گئے کے ہیں کیفیت سجدہ کا اختلاف اُٹھ گیا۔ رہا کلام الٰہی جل جلالہ خرّ راکعاً و اناب سو یہ بیان ہے کیفیۃ اضطراب کا یا یہ اشارہ ہے نماز انابت و استغفار کا۔ پس اسکے معنے یہ ہونگے کہ منہ کے بل گر پڑا جُھکتا یا عاجزی کرتا۔ اور جو یہاں مقصود کلام میں جو کچھ ہے وہ خرّ یعنی مُنہ کے بل گر پڑنا ہے حالانکہ انتہا عجز کی سجدہ ہی میں ہے ورنہ خرور اور رکوع یعنی مُنہ کے بل گر پڑنا اور جُھکنا ان دو متخالف کا اجتماع نہیں ہو سکتا اور اس اجتماع کی صورت کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور لفظ لہٗ یعنی اُسکے لیے یا اُسکے آگے جو آیات مذکورہ میں فقرہ فقعوا لہ ساجدین اور خروا لہ سجداً میں ہے اسکی تائید میں یہ فقرہ لما خلقتُ بیدیَّ یعنی اُسکو لیے جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا۔ اور وقال یا ابت ھذا تاویل رویایَ من قبل قد جعلہا ربی حقاً الآیہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے باپ سے یہ کہنا کہ میرے اُسی پہلے خواب کی تعبیر ہے جسمیں میں نے چاند سورج اور ستاروں کو مجھے سجدہ کرتے دیکھا تھا اب میرے رب نے اُسکو سچ کر دکھایا کہ تم سب نے سجدہ کیا۔ انھیں آیات میں موجود ہیں جو حضرت آدم اور حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہما

ونیز باید دانست کہ از ما اشارت بعموم منسوبات باللہ سبحانہ است چہ ما مستعمل است در غیر ذوی العقول
نیز غالبًا و صراحت بخصوص حضرت آدم علیہ السلام بقرینہ محلی و تخصیص خلقتُ بیدیّ است واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ
الصواب و ازینجا است کہ حکم شرک فی العبادات بریں سجدۂ تحیۃ لحوق کفر کند بر حاکم وجہ صورت عدم
ثبوت نسخ قیاس اینست کہ استکبار و انکار ازیں سجدہ بما یستحق کشند و اگر فرق نکردہ شود بہ نیت
تخصیص سجدہ این است کہ امر فرمود اللہ سبحانہ بشرک و شرک آورد حضرت یعقوب علیہ السلام و ایں متعارض خواہ
شد از نہی سجدہ عبودیۃ و عصمۃ نبی نہ موافق و نہ منسوخ ازینکہ شرک باتفاق جملۂ ملل منہی عنہ است
و اگر فرق کردہ شود خود ظاہر است کہ سجدہ عبودیت شرک است نہ غیر او ولیکن بعد ثبوت قطعی
نسخ غیر سجدۂ عبودیت از قرآن مجید چنانکہ معمول علم اصول است وقوعش کبیرہ باشد
ورنہ مباح باشد بقاعدۂ علم اصول

ترجمہ اور یہ بھی معلوم رہے کہ حرف ما جو فقرہ لما خلقت بیدیّ میں ہے گو اس سے اللہ سبحانہ کے عام منسوبات
کی طرف اشارہ ہو رہا ہے یعنی وہ عام اشیاء جو خدا کی طرف نسبت کی گئی ہیں۔ کیونکہ عربی میں حرف ما اکثر غیر ذوی العقول
میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن قرینہ محلی اور تخصیص خلقتُ بیدیّ پر نظر کرکے حضرت آدم علیہ السلام کے خاص ہونے پر
اسکی صراحت ہے یعنی حرف ما کا استعمال اکثر غیر عقل اشیا کے لیے زبان عرب میں ہوتا ہے لہذا اس سے اشارہ اگرچہ ان
عام اشیاء کی جانب ہے جو خدا کی منسوبات میں ہیں لیکن بقرینہ محل اور خاص خدا کے ہاتھ کی بنی ہوئی مخلوق کی خصوصیت
پر نظر کرکے حضرت آدم علیہ السلام کے خاص ہونے پر صاف و صریح اشارہ کر رہا ہے کیونکہ حرف ما کا استعمال کبھی صاحب
عقل کے لیے بھی ہوتا ہے گو اکثر اور غالب نہیں بخلاف مَن موصولہ کے کہ اسکا استعمال ہمیں اکثر اور غالب ہے۔ اور حقیقت
صواب کو اللہ برتر ہی جانتا ہے۔ اور یہیں سے معلوم ہو گیا کہ اس سجدہ تحیۃ پر حکم شرک فی العبادت اسکے حاکم پر کفر کو لاحق
کریگا بلکہ اسکے منسوخ ثابت ہونیکی صورت میں قیاس یہ ہے کہ اس سجدہ سے استکبار اور انکار بما یستحق کو کھینچ لیجائیگا
یعنی جو کلام الٰہی پر انکار و استکبار کا حکم ہے اسی کا وہ مستحق ٹھہرے گا۔ اور اگر تخصیص سجدہ کے ساتھ نیت میں فرق
کیا جاویگا تو یہ ہوگا کہ اللہ سبحانہ نے شرک کا حکم فرمایا اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے شرک ظاہر ہوا اور یہ شرک نہی و
ممانعت سجدۂ عبودیت سے جو غیر کے لیے منہی عنہ ہے اور عصمت نبی سے کیونکہ نبی معصوم شرک وغیرہ سے خدا کی پناہ
میں ہے متعارض ہوگا نہ موافق ہوگا اور نہ منسوخ کیونکہ نہ آیات موافق ہے رفع تعارض ہو کر توافق ہو سکے گا نہ
منسوخ ہوگا اسلیے کہ شرک بالاتفاق تمام ملتوں میں منہی عنہ ہے اور اسکی ممانعت ہر ایک نبی کی ملت میں ثابت ہے۔ اور اگر تخصیص سجدہ کی کرکے نیت کے
ساتھ فرق کیا جاویگا تو خود ظاہر ہے کہ سجدۂ عبودیت غیر کیلئے شرک ہے نہ اسکے سوا اور سجدہ۔ ولیکن قرآن مجید سے سجدۂ عبودیت کے سوا غیر سجدہ کا
منسوخ قطعی ثابت نہ ہونیکے بعد بھی جیسا کہ علم اصول کا معمول ہے سجدہ غیر کا واقع ہونا کبیرہ ہوگا ورنہ علم اصول کا قاعدہ پر مباح ہوگا جبکہ غیر
سجدۂ عبودیت کلام مجید سے منسوخ قطعی ثابت نہ ہوگا۔

واز کریمہ وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ۝ نسخ ونہی سجدہ تحیۃ ثابت نمی شود بسبب وقوع اختلاف در تحقیق لفظ ومعنی مساجد چنانکہ گفتہ شد کہ مساجد جمع مسجِد بکسر جیم اسم ظرف بمعنی موضع سجدہ است وایں کریمہ نازل شد تنبیہاً در منع مشابہت با یہود ونصاریٰ کہ عبادت میکنند حضرت عُزَیر وحضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام را با لوہیت در صوامع خودہا ودر منع مشابہت با مشرکین کہ گرد بیت الحرام میگفتند لبیک لا شریک لک الا شریک ھو لک وگفتہ شد کہ نازل گردید برائی کسانیکہ عرض کردند یارسول اللہ صلعم درین مسجد حضور نتوانیم بسبب دوری فرمان رسید کہ ہمہ مسجد برائی خدائی دانا وبینا است ہر جا کہ توانید عبادت با خلاص نمایید۔ وگفتہ شد کہ نازل گشت در اباحۃ آنکہ تمام روی زمین مسجد است برائی اُمۃ آنحضرت صلعم پس عبادت با خلاص کنید وگفتہ شد کہ مراد از مواضع سجود سجدہ است ای سجدہ مخصوص برائی خدائے عزوجل است

ترجمہ اور آیت کریمہ وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ۝ جو سورۂ جن کے اول رکوع میں ہے یعنی اور بے شک مسجدیں خدا کے ہی لیے ہیں سو تم نہ پکارو اللہ کے ساتھ کسیکو۔ اس کریمہ سے مساجد کے لفظ اور معنی کی تحقیق میں اختلاف واقع ہونیکے سبب سجدہ تحیۃ کا نسخ اور نہی یعنی منسوخ اور منع ہونا نہیں ثابت ہوتا ہے چنانچہ کہا گیا ہی کہ مساجد جمع مسجد بکسر جیم صیغہ اسم ظرف کا ہی جسکے معنی موضع سجدہ کے ہیں۔ حالانکہ یہ آیت کریمہ یہود اور نصاریٰ کے ساتھ مشابہت میں ممانعت کے لیے تنبیہاً نازل ہوئی ہے کہ وہ حضرت عُزَیر اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی اپنے اپنے عبادت خانوں میں خدا مانکر عبادت کرتے تھے۔ اور اُن مشرکین کی مشابہت میں منع کیلیے بھی جو بیت الحرام کے گرد لبیک لا شریک لک الا شریک ھو لک کہتے تھے نعوذ باللہ منہا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ آیت اُن لوگونکے لیے نازل ہوئی جنھوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس مسجد میں دوری کے سبب نہیں حاضر ہو سکتے حکم ملا کہ سب مسجدیں خدائے دانا اور بینا کے واسطے ہیں جہاں ہو سکے تم اخلاص سے عبادت کرو۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ آیت اس بات کی اباحت میں نازل ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے واسطے تمام روئے زمین مسجد ہے پس عبادت اخلاص سے کرو کہ خدا نے تمام روئے زمین کو تمھارے لیے مسجد بنا دیا اور عبادت کو ہر جگہ مباح کردیا جہاں چاہو اخلاص سے عبادت کرو۔ اور مساجد کی نسبت یہ بھی قول ہے کہ مواضع سجود سے مراد سجدہ ہے یعنی مراد ظرف سے مظروف ہی۔ اس صورت میں مطلب آیت یہ کہ سجدہ خدائے عزوجل کے لیے مخصوص ہے۔

تحقیق لفظ و معنی مساجد میں اختلاف نزول ہونا

اور یہ کہ سجدہ تحیۃ منسوخ و ممنوع نہیں ہے

وگفتہ شد کہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی بمعنی سجدہ است جنسا پس تنبیہ بر خصوصیۃ اجناس سجدہ برای خدائے عزوجل است و دریں دو صورت اخیرہ بقرینہ فلا تدعو مع اللہ احداً خصوصیۃ سجدہ عبودیت مفہوم میشود نہ سجدۂ تحیۃ و اگر گرفتہ شود از مساجد اجناس سجدہ ایں مدلول قطعی الثبوت نیست بسبب اختلاف و قرینہ مذکور تا ناسخ بود مر سجدۂ تحیۃ را و ایں اختلاف بمطالعہ تفاسیر متواں یافت الکنوں سخن است بتحقیق معانی احادیث طیبہ چنانکہ ذکر کرد صاحب مشکوٰۃ از شرح امام محی السنہ عن ابی خزیمۃ انہ رای فیما یری النائم انہ سجد علی جبہۃ النبی صلعم فاخبرہ فاضطجع لہ النبی صلعم وقال صدق رؤیاک فسجد علی جبہۃ النبی صلعم از لفظ صدق رؤیاک دلالۃ بر اشارت بجا آوردن ایں سجدہ است ظاہر است کہ دریں حدیث شریف صراحۃ سجدۂ عبودیت و تحیۃ نیست پس ظن آنست کہ ایں سجدہ تحیۃ باشد اگر سجدۂ عبودیت بودی حضرت صلعم رخصتش بر پیشانی نورانی و تاویل در کلام نفرمودے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

ترجمہ اور یہ بھی قول ہے کہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی ہے جس کے معنے جنس سجدہ ہیں پس اجناس سجدہ کی خدائے عزوجل کے لیے خاص ہونیکی تنبیہ ہے۔ اور ان دو آخری صورتوں میں فلا تدعوا مع اللہ احداً کے قرینہ سے سجدہ عبودیت کی خصوصیت سمجھی جاتی ہے نہ سجدۂ تحیۃ کی۔ اور اگر مساجد سے اجناس سجدہ ہی ان لیجاویں تب بھی یہ مدلول اختلاف اور قرینہ مذکور کے سبب قطعی الثبوت نہیں ہے کہ اسکا ثابت ہونا قطعی مانا جاسکے تاکہ خاص سجدہ تحیۃ کے لیے ناسخ بنجاوے۔ اور یہ اختلاف تفاسیر کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے اب احادیث طیبہ کے معانی کی تحقیق میں گفتگو ہے جیسا صاحب مشکوٰۃ نے ذکر کیا ہے شرح امام محی السنہ سے کہ حضرت ابی خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے روایت کی اس بارہ میں جو سوتا ہوا کوئی خواب میں دیکھتا ہے وہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر انھوں نے سجدہ کیا خواب میں پھر آپ سے آکر بیان کیا تو ان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چت لیٹ گئے اور فرمایا آپنے خواب کو سچ کر دے پس حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی نورانی پر سجدہ کرلیا۔ اس حدیث شریف میں لفظ صدق رؤیاک سے اس سجدہ کی بجا آوری کی اشارت پر دلالت ہے۔ ظاہر ہے کہ اس حدیث شریف میں سجدۂ عبودیت اور تحیۃ کی صراحت نہیں ہے۔ پس گمان یہی ہے کہ یہ سجدہ سجدۂ تحیت ہووے اگر سجدۂ عبودیت ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رخصت سجدہ کی پیشانی نورانی پر اور کلام میں تاویل نہ فرماتے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ؞

مطلب تفسیر حدیث ... عن ابی خزیمۃ انہ ... فیما یری النائم الخ

تفسیر حدیث شریف ... ابی خزیمہ کی سجدہ جبین ... کرنیکے باب میں ... رویاء ؞

واخرج الامام احمد بن حنبل رض عن عائشۃ رض انّ رسول اللہ صلعم کان فی نفر من المہاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد لہ فقال اصحابہ یارسول اللہ صلعم تسجد لک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال رسول اللہ صلعم اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم ولو کنت امرًا لاحدٍ لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا ۔

بدانکہ نظر بتعلق جواب باسوال ضرورتًا جواب از سوال خاص مجمل بضمن عموم عبادت خصوص معبود وعموم اکرام ومکرم مساوی المنزلت تفصیلاً بفصاحت کلام وبلاغت مرام است حاصل آنست کہ ہرچہ از جنس عبادت بدنی ومالی برائے معبود است برائے اکرام مساوی جائز است

ترجمہ اور حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے یہ حدیث نکالی ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گروہ میں مہاجرین اور انصار کے تھے کہ ایک اونٹ آیا اور اسنے آپکو سجدہ کیا تو آپ کے صحابے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکو چوپائے اور درخت سجدہ کرتے ہیں پس ہم آپکو سجدہ کرنیکے زیادہ لائق ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے رب کی بندگی کرو اور اپنے بھائیوں کی تکریم اور عزت کرو۔ اور اگر میں کسی کو کسی کے واسطے سجدہ کرنیکا حکم کرنیوالا ہوتا تو البتہ میں عورتوں کو ان کے شوہروں کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا +

یہاں سمجھنا چاہیے کہ جواب کو سوال کے ساتھ جو تعلق ہے اسپر نظر کرنے سے یہ بات ضرور معلوم ہوگی کہ سوال خاص کا جواب مجمل جسکے ضمن میں عموم عبادت اور خصوص معبود اور عموم اکرام اور مکرم مساوی المنزلت بطور تفصیل ہے پوری فصاحت کلام اور بلاغت مرام ہے۔ یعنی سوال وجواب کے تعلق میں جو ان کے درمیان ہے غور کریں کیونکہ مفہوم مطلب کے لیے انکے آپس کے تعلق میں غور ونظر کرنا ضروری ہے اور ضرور کئی امر معلوم ہونگے۔ ایک یہ کہ سوال رخصت سجدہ کی بابت ہے۔ دوسرے اسکا جواب مجمل ہے۔ تیسرے اس مجمل جواب کے ضمن میں عموم عبادت کا بیان ہے۔ چوتھے خصوص معبود کا اظہار ہے۔ پانچویں عموم اکرام کا حکم ہے۔ چھٹے ہمرتبہ لوگ بھی جو عموم اکرام میں شامل ہوکر مکرم سمجھے جاتے ہیں انکا بھی عموم ہے ساتویں اس حکم اکرام کی تفصیل مراتب ہے۔ آٹھویں باوجود مجمل کلام کے اسقدر مطالب مع التفصیل کہ بیان سے باہر ہیں اس کلام کا اپنے مقاصد میں فصیح وبلیغ ہونا بخوبی ظاہر ہے اور فصاحت یہ کہ بیان عام فہم حاوی مطالب ہو۔ اور بلاغت یہ کہ قلیل الفاظ میں کثیر معانی ہوں۔ حاصل یہ کہ جو کچھ بدنی اور مالی عبادت کی جنس سے بہ نیت عبودیت معبود کیواسطے ہو وہی بصورت اکرام بتفارق نیت برابر شخص کے اکرام کے لیے جائز ہے پس برتر کے لیے زیادہ مناسب ہے اور سجدہ بھی ایک قسم اسی کی ہے۔ مطلب یہ کہ سوال خاص عبادت سجدہ کا جواب عام عبادت پر حکم فرمانا اور اسمیں خصوص معبود کا اظہار کرنا پھر اکرام مساوی کا حکم اسی پر عطف کرکے اسمیں اولویت کا بقید سجدہ شرط لگانا ایسا مقتضی ہے کہ جو کچھ عبادت بدنی ومالی کہ معبود کیلیے مامور ہے بہ نیت عبودیت وہی مساوی کے اکرام کے لیے جائز ہے بہ نیت تحیۃ وکرامت پس اعلی کے اکرام کے لیے وہی اولی ہے حالانکہ سجدہ بھی منجملہ عبادت ہے تو ثبوت عبادت خاص عموم عبادت کے لیے کیسے مانع ہوگا +

مطلب تفسیر حدیث شریف اخرج الامام احمد عن عائشۃ رض ان رسول اللہ صلعم کان فی نفر من المہاجرین ... +

حدیث دوم مع رد ... تعظیم وادعائے ... سے سجدہ شتر میں ... صحابہ اور جواب ... صلعم مع ثبوت ... تحیۃ بدلائل مستنبط ... +

پس برائے اعلیٰ اولیٰ است و سجدہ ہم نوعی از انست از ینجا است کہ سجدہ و قیام بربط یدین و الانحناء و نذر مانند از ہر چہ باشد و ذبیحہ اکراماً روا است و بقطعِ تعلقِ مذکور جواب از سوال خواہد شد و نیز اصلی دیگر برائی استدلال بر جوازِ قیام بربط یدین و الانحناء و ذبیحہ اکراماً ثابت شد چنانکہ فقہاء جواز آنہمہ فرمودہ اند و ظاہر است کہ امر ثابت است نہ نہی مگر اشارۃً از عموم عبادت بغیر معبود کہ آں مراد است بجائی خود و مانع نشود سجدہ تحیۃ ثابت مذکور را و اگر مزعوم شود سجدہ تحیۃ معارض شود ثابت مذکور را فکیف الزعم۔ و خصوص اکرام باخوتِ حقیقی معارض شود عموم ثابت قرآنی و حدیثی را کہ باکرامِ غیر عام واقع است قال سبحانہ و اخفض جناحک للمؤمنین الآیہ و قال صلعم ان من اجلال اللہ اکرام ذی شیبۃِ المسلم پس عمومِ اکرام باخوت مجازی است ای بمعنی مساوی و اخوتِ حقیقی با حضرت سرور انبیاء صلعم ثابت نیست

ترجمہ پس بیانسے یہ مسئلہ حاصل ہو گیا کہ سجدہ۔ اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا۔ اور سلام کیلیے جھکنا۔ اور نذر کا کرنا جس چیز کی ہو۔ اور قربانی اکرام مکرم کے لیے جائز ہے۔ اور اگر اُس تعلق سے جو سوال و جواب کی نسبت مذکور ہے قطع نظر کیجاوے تو یہ جواب سوال خاص کا کیسے ہو گا بلکہ نہیں ہو سکتا ہے کہ قطع تعلق مذکور کرنے پر سوال خاص سجدہ کا یہ جواب ہو سکے سوائے اسکے ایک اصل اور قاعدہ اور بھی اکرام و تعظیم کے لیے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے۔ اور جھکنے۔ اور قربانی کرنیکے جواز پر دلیل اختیار کرنے کے واسطے ثابت ہے جیسا کہ فقہاء نے ان سبکو جائز فرمایا ہے۔ اور وہ ظاہر ہے اسطرح کہ حدیث مسطورہ میں جواب سوال میں جو امر ہے وہ ثابت ہے نہی یعنی کرنیکا حکم ہے ممانعت نہیں ہے مگر عموم عبادت سے اشارۃً غیر معبود کے لیے بھی ثبوت ہے کہ وہ بجائی خود مراد ہے اور سجدہ تحیۃ امر ثابت مذکور کا مانع نہیں ہوتا ہے کیونکہ سوال ثابت کا جواب ثابت میں بغیر نفی نہی واقع ہوا ہے۔ پس اثبات عبادت معبود مخصوص تعمیم عبادت غیر مخصوص کا نافی و مانع نہیں۔ اور حکم ثبوتِ اکرام ہر قسم کی تعظیم و تکریم کو شامل ہے اور سجدہ تحیۃ بھی تعظیمی اور اکرامی ہے تو بطور تکریم مکرم کے لیے جائز ہے اور امر ثابت مذکور کا کسی طرح مانع نہیں کیونکہ عموم عبادت میں تحت اکرام داخل ہے پس خصوص عبادت کو کسی طرح مانع اور اسکا معارض نہیں ہے۔ اب یہ زعم کہ سجدہ تحیۃ امر ثابت مذکور کا معارض ہوتا ہے کیسا زعم ہے۔ حالانکہ خصوص اکرام بھی حقیقی اخوت کے ساتھ اس حدیث کے الفاظ اکرموا اخاکم سے ثابت نہیں ہے اسلیے کہ وہ معارض ہوتا ہے عموم اکرام کا جسکا ثبوت قرآن اور حدیث سے اکرام غیر کے لیے عام واقع ہوا ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے و اخفض جناحک للمؤمنین الآیہ کہ سورہ حجر کے رکوع ششم میں ہے یعنی اور جھکا دیجیے اپنے بازو کو مومنین کیلیے یعنی انکا اکرام کیجیے جیسا بزرگوں کو خردوں کے لیے زیبا ہے۔ اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ تحقیق خدائے تعالیٰ کے اجلال و تعظیم میں سے بوڑھے مسلمان کی تعظیم و اکرام ہے۔ پس اس آیت و حدیث سے معلوم ہوا کہ عموم اکرام مجازی اخوت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے یعنی مساوی معنی میں خصوص اکرام حقیقی اخوت کے ساتھ کیونکہ حقیقی اخوت حضور سرور عالم و انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت نہیں ہے +

بیان جواز سجدہ تحیۃ و قیام دست بستہ و سلام بانحنار و نذر چیزے و قربانی اکرام مکرم کے لیے +

و مجازی منہی عنہ بکفر است لقولہ تعالیٰ ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم
لبعضٍ ان تحبط اعمالکم الآیہ و از لو کنت امراً الخ نفیِ آمریتِ مخصوصہ باین سجدہ بافادہ
استمرارش باقتضار ربط باحدٍ ھم ثابت است نہ نفیِ سجدہ بلکہ ثبوت باستحسانِ این
سجدہ داو گویتش برائی والدین و استادِ دین و رسول اللہ صلعم بمقابلہ زن و شو
است چہ ماموربہ نتواند شد مگر سجدۂ تحیۃ و نہ نفی امریۃ عامہ مستمرہ چہ آنحضرت صلعم آمر و
ناہی است عموماً و استمراراً ش بدلالۃ عموم لفظ آمر و ربط باحدٍ ھم و فی المواہب اللدنیہ
عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال دخل رسول اللہ صلعم و معہ ابو بکر و عمر و رجل

ترجمہ اور مجازی اخوت منہی عنہ بکفر ہے یعنی بسبب کفر کے قرآن مجید سے اسکی نہی و ممانعت ثابت لہذا ممنوع ہے
اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجرات کے پہلے رکوع میں ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط
اعمالکم الآیہ یعنی اور نہ پکارو زور سے آپکو وقت گفتگو جیسا بعض تمہارے بعضکو زور سے پکارتے ہیں کہ تمہارے اعمال
ایسی صورت میں اکارت ہو جاینگے آخر آیہ تک۔ اور فقرۂ حدیث لو کنت امراً الخ سے اسی سجدہ کی امریت مخصوصہ
کی نفی ثابت ہے جسمیں ربط احد کے اقتضار سے فائدہ استمرار ہے نہ نفی ہر سجدہ کی بلکہ اس سجدہ تحیۃ کے مستحسن ہونیکا ثبوت ہے
اور جورو خاوند کے مقابلہ میں والدین اور استاد دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اسکی اولویت ثابت ہے
کیونکہ ماموربہ نہیں ہو سکتا ہے سوائے سجدۂ تحیۃ کے۔ اور نہ امریت عامہ مستمرہ کی نفی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم عموماً اور
استمراراً آمر و ناہی ہیں جسپر امر کے لفظ کا عموم اور اسکا احد کے ساتھ ربط دلالت کرتا ہے۔ یعنی فقرۂ حدیث لو کنت
امراً الخ میں خاوند کے لیے بیوی کو سجدہ کرنیکے ساتھ ہر ایک کو ہر ایک کے لیے سجدہ کی امریت کی یعنی حکم کرنیکی شرط لگانے
جسمیں استمرار کا فائدہ ہے اسی مخصوص امریت کی نفی کا ثبوت ہے یعنی اس خاص وجہ میں سجدہ کیلیے خاص حکم کرنیکی نفی ہے۔ نفی سجدہ
کی اور نہ ہمیشہ کے عام امر ہونیکی بلکہ اس سجدہ کے مستحسن ہونیکی نسبت ثبوت ہے اسلیے کہ نفی ترتب اثر ثبوت ذہنی ثابت کی
ہوتی ہے پس ثابت کا نفی سے متقدم ہونا ضروری ہے۔ اور خاوند بی بی کے مقابلہ میں ماں باپ اور دینی استاد اور رسول اللہ صلعم
کے لیے اسکی اولویت ہے کیونکہ ثبوت متقدم میں ماموربہ نہیں ہو سکتا ہے مگر سجدۂ تحیۃ پس اسی کا حکم کیا جا سکتا ہے اور یہی مراد
ہو سکتا ہے اور اسی ثبوت کے عوارض ہیں سے کسی عارض کی نفی ہو سکتی ہے نہ عین ثابت کی لہذا نفی سجدۂ مخصوص کی ہے نہ عام سجدہ
کی اور نہ ہمیشہ کے عام امر ہونیکی نفی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم ہمیشہ کے لیے عام طور پر حکم کرنیوالے اور ممانعت فرمانیوالے ہیں جسپر لفظ
امر کا عام ہونا اور پھر اسکے ساتھ لفظ احد کا ربط دلالت کرتا ہے۔ اور کتاب مواہب لدنیہ میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا انھوں نے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے احاطہ میں داخل ہوئے اور آپکے ساتھ حضرت ابو بکر اور

من الانصار وفی الحائط غنمٌ فسجدت له صلعم فقال ابوبکر یا رسول الله صلعم نحن احقُ بالسجود لك من هذه الغنم فقال رسول الله صلعم لا ینبغی لاحدٍ ان یسجد لاحدٍ الا لِله تعالیٰ - باید دانست کہ بر لفظ سجود الف ولام عہد ذہنی تواند شد اعنی سجدہ کہ غنم بجا آوردہ و آں جز تعظیمی نتواند شد ازینجا است از صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نحن احق بالسجود لك من هذه الغنم نہ الف ولام استغراق کہ شامل سجدہ عبودیت تواند شد و آں برائی غیر اللہ تعالیٰ جائز نیست ولفظ ینبغی در محل جواز مستعمل است نہ وجوب پس حاصل ایں است کہ ایں سجدہ **ش** کہ سخن در آنست **م** سزاوار نیست کسی را برائی کسے لیکن سزاوار است برائی اللہ جل شانہ بجواز نفی **ش** در مستدرک منہ **م** واثبات **ش** در مستدرک **م** و درینصورت الا بنا بر استدراک است نہ تحصیر **ش** چہ جواز مانع تحصیر است

ترجمہ انصار کے رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور اس احاطہ میں ایک بکری تھی پس اُسنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا - اسپر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم آپ کو سجدہ کرنیکے اس بکری سے زیادہ حقدار ہیں اسوقت رسول اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کسیکو کسی کا سجدہ کرنا نہیں زیبا ہے لیکن خدائے برتر کے لئے یہاں یہ سمجھنے کی بات ہے کہ لفظ سجود پر فقرہ نحن احق بالسجود الخ میں الف ولام عہد ذہنی کا ہو سکتا ہے کہ مراد اس سے وہی سجدہ ہو جو بکری نے ادا کیا اور وہ سوائے تعظیمی کے اور نہیں ہو سکتا - اسی بنا پر قول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے نحن احقُ بالسجود لك من هذه الغنم یعنی بکری کی نسبت دیگر ہم کو زیادہ حقدار سجدہ بیان کرنا تاکہ معلوم ہو کہ مراد وہی سجدہ ہے جو بکری نے کیا جسمیں غایت تعظیم مقصود تھی - نہ الف ولام استغراق کا لفظ مذکور پر ہے جو سجدہ عبودیت کو شامل ہو سکتا ہے کیونکہ غیر خدا کے لیے ایسا سجدہ جائز نہیں ہے - اور لفظ ینبغی اور لا ینبغی کا استعمال محل جواز میں ہوتا ہے نہ وجوب میں پس فقرہ لا ینبغی لاحد ان یسجد لاحد الا لله تعالیٰ کا حاصل یہ ہوا کہ یہ سجدہ جس میں کلام ہے کسیکو کسی کے واسطے زیبا نہیں ہے لیکن زیبا ہے اللہ جل شانہ کے واسطے مستدرک منہ میں جواز نفی کے ساتھ اور مستدرک میں اثبات کے ساتھ - کیونکہ جملہ مستدرک منہ جسکی جواز نفی سے مفہوم اثبات مستدرک حاصل ہوا ہے اُسکے لفظ لا ینبغی میں نفی جواز کے اعتبار سے کسیکو کسی کے لیے سجدہ سزاوار نہوا جائز تھا اور جملہ مستدرک الا لِله تعالیٰ اس میں اسی اعتبار سے اُسی کا اثبات بوجہ استدراک واجب ہے پس جملہ سابق کا یہ مفہوم حاصل ہے - اور اس صورت میں حرف الا استدراک کے لیے ہے نہ تحصیر کے لیے کیونکہ جواز اثبات و نفی جس کا لا ینبغی مقتضی ہے وہ مانع تحصیر ہے لہذا حرف الا بمعنے حصر و استثناء یہاں نہیں مراد ہو سکتا بجز جواز اور استدراک کے ✦

بیان لفظ ینبغی و لا ینبغی کا استعمال محل جواز میں
ہے نہ وجوب میں ✦

م ونیز باید دانست کہ اَنْ یسجد ہم عام نتواند شد کہ عموم سجدۂ عبودیت را ہم مشتمل تواند شد و
آں در تحت لا ینبغی نتواند شد کہ منفی بہ ش برائے غیر اللہ تعالیٰ م و مثبت بہ ش برائے
اللہ تعالیٰ م بوجوب است پس سخن در سجدہ جائز تواند شد کہ سجدہ تعظیم است نہ م سخن سجدہ
م واجب کہ سجدہ عبودیت است پس ازیں حدیث شریف اولویۃ سجدہ تعظیم ہم برائے خدائے
عزوجل کہ شامل عبادت است تواں فہمید نہ نفی سجدۂ تحیۃ کہ معارض شود مر ثابت را و دریں
حدیث شریف ای ما رواہ ابو داؤد عن قیس ابن سعد رضؓ قال اتیتُ الحِیرۃَ فرایتہم
یسجدون لمرزبانٍ لہم فقلتُ لرسول اللہ صلعم کل احقُّ ان یسجد لہ فاتیتُ
رسول اللہ صلعم فقلتُ انی اتیتُ الحِیرۃ فرایتُہم یسجدون لمرزبان لہم فانت
احقُّ ان نسجدلک فقال لی ارایتَ لو مررتَ بقبری اکنتَ تسجد لہ فقلتُ لا
فقال لا تفعلوا +

ترجمہ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اَنْ یسجد سے سجدہ بھی عام مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ عموم سجدہ
عبودیت کو بھی شامل ہو سکے گا۔ اور سجدۂ عبودیت لا ینبغی کے تحت میں نہیں ہو سکتا اسلیے کہ منفی بہ
غیر خدا تعالیٰ کے واسطے ہے اور مثبت بہ خدا تعالیٰ کے لیے مرتبہ وجوب میں ہے یعنی سجدہ عبودیت کی نفی غیر خدا
کے واسطے اور اسکا اثبات خدا کے لیے واجب ضروری ہے۔ لہٰذا گفتگو سجدۂ جائز میں ہو سکتی ہے جو سجدۂ تعظیمی
ہے نہ سجدۂ واجب میں جو سجدۂ عبودیت ہے کہ اسمیں کلام کی گنجائش نہیں۔ پس اس حدیث شریف سے اولویت
سجدۂ تعظیم کی خدائے عزوجل کے لیے بھی کہ شامل عبادت ہے سمجھی جا سکتی ہے۔ نفی سجدۂ تحیۃ کی اس سے
مفہوم ہوتی ہے کیونکہ نفی میں خاص ثابت کے ساتھ معارضت پیدا ہو جاوے گی +

اور اس حدیث شریف میں یعنی جسکو ابو داؤد نے حضرت قیس ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا کہ کہا حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ میں مقام حیرہ میں آیا تو میں نے وہاں
کے حاکم کے لیے اُسکے لوگوں کو سجدہ کرتے دیکھا اُس وقت میں نے اپنے دل میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا کہ سب آپ کے لیے سجدہ کرنے کے زیادہ حقدار ہیں
پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے عرض کیا کہ میں مقام حیرہ
میں آیا تو میں نے وہاں کے مرزبان کے لیے اُس کے لوگوں کو سجدہ کرتے دیکھا پس آپ زیادہ مستحق
ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں تو آپ نے مجھے فرمایا کیا تو نے معلوم کر لیا جبکہ تو میری قبر پر گذر کیا ہے تو کیا
اُس کا سجدہ کرے اُسپر میں نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا مت کرو +

مطابق تفسیر حدیث شریف یعنی ما رواہ ابو داؤد

تفسیر حدیث جو حضرت قیس ابن سعدؓ سے ... مرزبان کے سجدہ کرنے کے

ایں شرط و جزا مبنی بر جوازش است ورنہ در صورت تخالف شرط و جزا ش ای قبل بلیٰ بمقابلہ
لا و قیل افعلوا بمقابلہ لا تفعلوا م مبنی بر عدم جواز ثابت خواہد شد و در صورت صحۃ منع از شرط
ش بحمل استفہام بمراد منع و باید دانست کہ حمل استفہام بمراد جواز ہم تواند شد م صحۃ منع از جزاء
معارض باثابت اعنی صدق روباک وغیر آں است و ایں منع عام ش بجمع مخاطب م سجدہ
تحیۃ مخصوص بتوقفش بر شرط و بمقابلش باثابت ش ای صدق روباک وغیر آں م ضعفاً
بعموم مفعول نہی بسجدہ ش متعلق بعموم م مشروط ش یعنی تواند شد کہ ایں نہی از سجدہ
مشروط باشد پس حاصل چنین است کہ اگر ہستی کہ سجدہ کنی قبر مرا بمعرفت سویت عظمتم در
حیات و ممات سجدہ کنی تو و ہر کہ عارف باشد و اگر نئی مکن تو و ہر کہ نباشد م

ترجمہ یہ شرط و جزا اسکے جواز پر مبنی یعنی خبر دی ہی گیا ورنہ شرط و جزا کے مخالف ہونیکی صورت میں جبکہ بمقابلہ
لا میں بلیٰ کہا جاوے۔ اور لا تفعلوا کے مقابلہ میں افعلوا کہا جاوے۔ تو اس شرط و جزا کا انبا یعنی آگہی عدم جواز
پر ثابت ہوگی۔ یعنی بطور استفہام حاضری مزار کی شرط پر اسمیں سجدہ کی قید لگانا اسکے جواز کی خبر دیتا ہی۔ ورنہ
جملہ شرطیہ میں بصورت خلاف بجائے نا کے ہاں اور بجائے مت کرو کے کرو کہا جائے تو یہ شرط و جزا نہ جائز ہونے پر خبر
دینے والے ثابت ہونگے۔ مطلب یہ کہ اسطرح کہنا کیا تو دیکھتا ہے اگر میرے مزار پر گذرے کیا ہی تو کہ اسکا سجدہ کر
مع اس جواب کے کہ نہیں تو حکم ہوا مت کرو۔ اسمیں اگر حاضر مزار ہونے پر سجدہ کرنیکا جواز نہ مانا جائیگا تو اسکے خلاف میں
یہ عبارت کہ کیا تو دیکھتا ہے اگر تو میرے مزار پر گذرے کیا ہے تو اسکا سجدہ کرے مع اس جواب کے کہ ہاں تو حکم ہو کہ کرو
تو یہ شرط و جزا دونوں نہ جائز ہونے پر آگہی دینے والے ثابت ہونگے۔ حالانکہ یہ سمجھنے کی بات ہے کہ حمل استفہام یعنی
کلام کا استعمال استفہام پر جو بطور سوال ہو محمول کرنا مراد کے جائز ہونے پر بھی ہو سکتا ہی۔ اور شرط سے ممانعت کے
صحیح ہونیکی صورت میں جبکہ شرط ممانعت کی مراد پر استفہام کے ساتھ محمول ہو حالانکہ حمل استفہام مراد جواز پر بھی
ہو سکتا ہے۔ جزا سے صحیح ہونا ممانعت کا ثابت کے ساتھ معارض ہوگا یعنی جبکہ حاضری مزار کے جواز کے منع کو لا
تفعلوا نہی پر صحیح مان لیا جاوے تو سجدہ کے جواز کی ممانعت کا صحیح ہونا اقوال ثابتہ کے معارض ہوگا جیسے صدق
روباک وغیرہ مذکور ہوئے۔ اور یہ منع عام کا لا تفعلوا جمع مخاطب کے ساتھ سجدۂ تحیۃ کا کہ اسکا توقف شرط پر ہونیکے سبب منع مخصوص ہے
اور اسکا مقابلہ ثابت کے ساتھ ہونیکے سبب یعنی صدق روباک وغیرہ کے کہ مذکور ہوچکے ہیں مع توقف شرط ضعف کی صورت میں
ہے تو منع عام مخصوص ضعیف مفعول نہی کے عام ہونیکے سبب یا نہی سجدہ مشروط سے ہے یعنی ہو سکتا ہی کہ یہ نہی سجدہ مشروط کی ہو۔ پس حاصل
اسطرح ہے کہ اگر تو ایسا ہی کہ میری مساوی عظمت کی معرفت کے ساتھ حالت زندگی اور موت میں میری قبر کا سجدہ کرے تو تو اور
جو عارف ہو کرے اور جب تجھے یہ معرفت نہیں ہے تو تو نہ کر اور جو شخص کہ اسکو یہ معرفت نہ ہو۔

یا نہی مفید اثبات ست ش ای تواند شد کہ نہی نفی مفید اثبات باشد پس حاصلش چنین است آنکہ گفتی کہ سجدہ مکنم قبر را چنین مکن تو و ہر کہ باشد تفرقہ است در عظمتم بحالت حیات و ممات ھم بحذف ش متعلق عموم ھم وجواز کش عام ست ش بجمع مخاطب ھم در تخالف شرط و جزا ش ای قیل بلی بمقابلہ لا و قیل افعلوا بمقابلہ لا تفعلوا ھم و توافقش بثابت ست ش اے صدق رؤیاک وغیر آں ھم قوتاً ثابت است پس ایں منع مخصوص بعرض دیگر ست ش یعنی شرط ھم بذاتش ضعیف معارض نشود مر عموم ثابت قوی را بلکہ از اشارت شرط و مفعول نہی در جانب نفی سجدہ قبر مبارک ہم ثابت پس برائے حضرت اکرم و مکرم صلعم در حالت

حیات بالاولویۃ ثابت

ترجمہ یا یہ منع عام مخصوص بصورت ضعف ایسی نہی ہے جو مفید اثبات کی ہے بسبب حذف کے مفعول نہی کے عام ہونیکے سبب یعنے ہو سکتا ہے کہ یہ نہی نفی کی ہو وے جو اثبات کو مفید ہو پس اسکا حاصل یہ ہے کہ وہ جو تونے کہا کہ میں سجدہ قبر کا نہ کروں ایسا مت کر تو اور جو کوئی ہو وے کیونکہ میری عظمت بحالت حیات و ممات میں تفرقہ ہوتا ہے۔ اور اس سجدہ تحیۃ کا جواز عام جمع مخاطب کے سبب شرط وجزا کے خلاف ہونیکی صورت میں جبکہ لا کے مقابلہ میں بلی اور لا تفعلوا کے مقابلہ میں افعلوا کہا جاوے۔ اور اسکے متوافق ہونیمیں امر ثابت کے یعنی صدق رؤیاک وغیرہ کے ساتھ از روئے قوت ثابت ہے۔ پس یہ منع مخصوص جو غیر کے یعنی شرط کے عارض ہونیکے سبب ضعیف ہے اپنی ذات میں خاص عموم ثابت قوی کا معارض نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بسبب اشارت شرط اور مفعول نہی کے کہ جو نفی کی جانب میں ہے سجدہ قبر مبارک کا بھی ثابت ہے۔ پس حالت حیات میں حضرت اکرم مکرم صلعم کیلیے اولویت کے ساتھ ثابت ہے۔ حاصل مطلب تقریر مذکور کا جو اس حدیث شریف میں اسکے آخر شرطیہ فقرہ سجدہ قبر مبارک کی نسبت سے یہ ہے کہ اسمیں شرط و جزا سجدہ تحیۃ کے جواز پر آگہی دی رہی ہے کیونکہ حضور صلعم کا یہ فرمانا کہ کیا تونے معلوم کرلیا کہ اگر تو میری قبر پر گذر کرے کیا تو ایسا ہی کہ اسکا سجدہ کرے جسکے جواب میں کہا گیا نہیں تو فرمایا مت کرو۔ ابتدا میں شرط بصورت استفہام مجول ہوا ہے۔ اور اس قسم کے سوال سے مراد کا جائز ہونا بھی مقصود ہوتا ہے پس یہاں جواز مقصود میں کلام ہوا ہے۔ اسلیے اگر محل استفہام مراد منع پر شرط مستحق منع سجدہ تحیۃ کے لیے ان لیا جاوے یعنی شرط زیارت قبر کی صورت میں سجدہ قبر کی ممانعت سوال کو بھی صحیح سمجھی جاوے تو اسکی جزا بھی سجدہ مذکور کی ممانعت کا صحیح ہونا امر ثابت صدق رؤیاک وغیرہ کے معارض واقع ہوگا۔ اور یہ منع جو لا تفعلوا یعنی مت کرو جمع مخاطب سے اپنی ذات میں عام ہے شرط زیارت قبر پر جو غیر چیز ہے متوقف ہونیکے سبب مخصوص ہو گیا ہے مگر بحالت ضعف۔ اور پھر امر ثابت مذکور سے مقابل ہونیکے سبب ضعیف مخصوص ہے پس ممکن ہے کہ یہ منع مخصوص مفعول نہی لا تفعلوا کے عام ہونیکے سبب نہی سجدہ مشروط سے ہو وے جسکا ماحصل اسطرح ہے کہ اگر تو ایسا ہی کہ میری مساوی عظمت کی معرفت کے ساتھ حالت حیات و ممات میں میری قبر کا سجدہ کرے تو تو اور جو عارف ہو کر اور جسکو یہ معرفت نہیں ہے تو تو مت کر اور جو شخص کہ اسکو یہ معرفت نہ ہو یا ہو سکتا ہے کہ یہ نہی اس نہی سے ہے جو مفید اثبات ہے یعنی نفی کی نہی ہے جسکا حاصل اثبات ہو جو حذف سے مفعول کے عام ہونیکے سبب یہ بھی اسی عموم میں شامل ہے پس حاصل اسکا اسطرح ہے کہ وہ جو تونے کہا کہ میں سجدہ قبر کا نہ کروں ایسا مت کر تو اور جو کوئی ہو وے کیونکہ میری عظمت حالت حیات و ممات میں تفرقہ نہیں ہے اور اگر یہ سب تسلیم کیا جاوے تو شرط و جزا کے خلاف ہونیکی صورت میں جبکہ بلی بمعنے ہاں بمقابلہ لا بمعنے نہیں ہے اور افعلوا بمعنے کرو بمقابلہ لا تفعلوا بمعنے مت کرو کہا جائیگا۔ تو اس وقت شرط و جزا سجدہ تحیۃ کے عدم جواز پر آگہی دینے والے ہونگے جسکا حکم امر ثابت سے متوافق ہو جائیگا کیونکہ افعلوا امر ثابت کا مقتضی ہے حالانکہ حکم ثابت صدق رؤیاک وغیرہ میں سجدہ تحیۃ کا حضرت نبی صلعم کی حالت حیات کیلیے ہے۔ اور امر مذکور میں جبکہ جمع مخاطب افعلوا سے بذاتہ اسکا جواز عام ثابت ہے اور امر ثابت سے اسکا توافق ہے تو اس عموم قوی ثابت خاص کا وہ منع مخ

یا منع جو غیر کے عارض سے مخصوص ہو وہ اپنی ذات میں
وہ ثابت قوت کا ضعیف معارض نہیں ہو سکتا ہے

وعن صہیب انّ معاذاً لما قدم من الیمن سجد للنبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا معاذ ما ھذا قال الیہود تسجد لعظمائہا وعلمائہا ورایتُ النصاری تسجد لقسیسہا وبطارقتہا قلتُ ما ھذا قالوا تحیۃ الانبیاء فقال علیہ السلام کذبوا علی انبیاءہم۔ مصرعہ تفسیر کبیر۔ ظاہر است کہ سجدہ حضرت معاذ رض تحیۃ بودہ وسکوت حضرت صلعم برآں وفرمود کہ دروغ گفتند برانبیائی خود چہ از کریمہ ماکان لبشر الخ ظاہر است وحکم شرک نفرمود۔ ازانجا کہ آنحضرت صلعم مبعوث بہ اوتیتُ بجوامع الکلم است ایں کلام بلاغت نظام کہ دریں بحث مذکور شد بحکمۃ است بنا بر موافقت مفہوم کریمہ ماکان لبشرٍ ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادًا لی ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون ٥

ترجمہ اور یہ حدیث بھی کہ روایت ہے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یمن سے آئے خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنھوں نے سجدہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا ای معاذ یہ کیا ہے عرض کیا یہود اپنے بزرگوں اور عالموں کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور میں نے نصاریٰ کو دیکھا ہے کہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں میں نے کہا یہ کیا ہے اُنھوں نے کہا سنت تحیۃ انبیاء ہے تو آپ نے فرمایا اُنھوں نے اپنے انبیاء پر جھوٹ کہا۔ یہ حدیث تفسیر کبیر سے نقل کی گئی۔ ظاہر ہے کہ سجدہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا تحیۃ کا تھا کہ خود اُنھوں نے قول یہود و نصاریٰ نقل کر کے حضور سرورِ عالم صلعم میں عرض کیا۔ اور حضرت صلعم کا اُس پر سکوت بھی ظاہر ہے کہ بعد وقوع فعل سوال فرمایا کہ یہ کیا ہے وقت وقوع فعل کچھ نہ فرمایا۔ اور یہ فرمایا کہ اپنے انبیاء پر اُنھوں نے جھوٹ کہا اسلیے کہ آیت کریمہ ماکان لبشرٍ الخ سے ظاہر ہے۔ کہ عنقریب معنی اُسکے مذکور ہونگے۔ اور اس سجدہ کے لیے حکم شرک نہ فرمایا۔ چونکہ آنحضرت صلعم کو آپ کی نعت وتعریف خود آپ کے زمانہ کے مطابق اُوتیتُ بجوامع الکلم ہے یعنی مجکو کلام ہائے جوامع جو جامع سے بھی بڑھ کر ہیں دیے گئے ہیں یہ کلام بلاغت نظام کہ اس بحث سجدہ میں اوپر کی حدیث مذکور ہوا حکمت پر مبنی ہے اس آیت کریمہ کے مفہوم کی موافقت پر کہ سورۂ آل عمران کے آٹھویں رکوع میں ہے مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ٥ یعنی بشر کو نہیں زیبا ہے جبکہ اللہ اُسکو کتاب اور حکم اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں کو کہے کہ میری بندگی کرنے لگو ولیکن کتاب الٰہی کی تعلیم اور اُسکی تلاوت کر کے ربانی اور خدا پرست بنجاؤ +

مع اشارت اباحت سجدہ تحیۃ و اولویتہ علیٰ تفاوت الدرجات بموافقت کریمہ فقعوا

لہٗ سٰجِدِیْنَ ہ و باید دانست در صورت تفرض باطل ثبوتِ دعوئ متخالفین رفع

تعارض با کریمہ و حدیث شریف مشکل تر خواہد بود تم الکلام فی اثبات المرام - ازیں بعد

سخن است درانچہ فقہاء رح فرمودند کما فی فتاوی الھندیۃ من سجد السلطان

علیٰ وجہ التحیۃ و قبل الارض بین یدیہ لا یکفر ولکن یأثم لارتکابہ الکبیرۃ

ھو المختار + قال ابو جعفر رح فان سجد السلطان بنیۃ العبادۃ او لم تحضرہ

النیۃ فقد کفر کذا فی جوھر الاخلاطی ولو قال للمسلم اُسجد للملک والا

قتلناک قالوا ان امرہ بذلک للعبادۃ فالافضل لہ ان لا یسجد کمن

اُکرہ علیٰ ان یکفر وکان الصبر افضلُ وان امرہ بالسجود للتحیۃ والتعظیم

لا للعبادۃ فالافضل لہ ان یسجد کذا فی فتاوی قاضی خان +

ترجمہ ساتھ ہی اس کے حدیث مذکور میں آپ کا کلام بلاغت نظام سجدہ تحیۃ کے مباح ہونے

کا اشارہ کر رہا ہے اور تفاوت درجوں کی بنا پر اُس کی اَولویت کو اس آیت کریمہ کے موافق بتلا رہا ہے کہ

فقعوا لہٗ سٰجِدِیْنَ ہ جس کے معنے اسی ذکر میں بیان فرق سجدہ عبودیت اور سجدہ تحیۃ کے تحت میں پوری

آیت کے ساتھ مرقوم ہو چکے ہیں - اور یہ بھی معلوم ہو کہ متخالفین کے ثبوت دعوے باطل کو مان لینے کی

صورت میں جو تعارض آیات کریمہ اور حدیث شریف کے ساتھ ہوگا اُس کا رفع کرنا اور دور کرنا بہت دشوار ہوگا

یہاں اثبات مقصود میں کلام تمام ہو گیا +

اب اس کے بعد گفتگو اس میں ہے جو فقہاء رحمہ اللہ نے فرمایا چنانچہ فتاوے ہندیہ[1] میں ہے جس نے

سلطان کو تحیۃ کی وجہ میں سجدہ کیا یا اُس کے سامنے زمین بوسی کی کافر نہ ہوگا ولیکن گناہ کبیرہ کرنیکے

سبب گنہگار ہوگا - اور یہی مختار ہے - ابو جعفر[2] رحمہ اللہ نے کہا - اور اگر کسی نے سلطان

کو سجدہ عبادت کی نیّت سے کیا یا اُس کو نیت یاد نہ آئی تو تحقیق اُس نے کفر کیا - جیسا کتاب جوہر

اخلاطی میں ہے - اور[3] اگر کہا کسی مسلمان کو کہ بادشاہ کو سجدہ کرو ورنہ ہم تجھکو قتل کرینگے کہا فقہا

نے کہ اگر اُس کو اس سجدہ سے عبادت کے لیے حکم کیا ہے تو اُسکو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے جیسے کوئی

کفر کرنے پر مجبور کیا جاوے اُس حال میں صبر افضل ہے - اور اگر تحیۃ و تعظیم کے لیے سجدہ کرنے کا حکم

کیا ہے نہ عبادت کے لیے تو اُسکو سجدہ کرنا افضل ہے جیسا فتاوے قاضی خان میں ہے +

وَتقبیلُ الارضِ بین یدی العلماءِ والزھادِ فعل الجہالِ والفاعلُ والراضی اثمان کذا فی الغرائب تجوز الخدمۃ لغیر اللہ تعالیٰ بالقیام واخذ الیدین والانحناءِ ولا یجوز السجود الا للہ تعالیٰ کذا فی الغرائب باید دانست مختار ہمین است کہ سجدۂ تحیۃ کفر نیست فلا نزاع فیہ ولکن کبیرہ پس انتظار صحت وثبوت اصلی برآنست وبرقول ابو جعفر رح البتہ سجدہ بہ نیتِ عبادت کفر است نہ بنیت تحیۃ ورنہ معارض شود امر مختار را ولیکن بدون نیت مخالف انما الاعمال بالنیات ہست پس دلیلی برکفر بودنش می باید وفرضنا بوسیدن زمین پیش علماء و زہاد از افعال جہال است ولیکن بر گنہگاری فاعل وراضی دلیلے باید چہ بسا است از افعالِ جہال کہ معصیۃ نباشد وایستادن وخمیدن ودست بر دست گرفتن کہ اینہم از ارکان عبادتہاست جائز است باشد کہ بفارق نیت باشد ورنہ بنیتِ عبادت کفر است ولیکن بر استثناء سجدہ از جواز دلیلی باید آورد اکنون منکر سجدہ تحیۃ را مجال تکفیر فاعلش نماند

ترجمہ اور زمین بوسی عالموں اور زاہدوں کے روبرو جاہلوں کا فعل ہے۔ اور اسکا کرنے والا اور پسند کرنیوالا گنہگار ہے چنانچہ کتاب غرائب میں ہے۔ جائز ہے غیر خدا تعالیٰ کی خدمت کھڑے رہکر اور دونو ہاتھ باندھ کر اور جھک کر۔ اور سجدہ بجز خدائے برتر کے نہیں جائز ہے جیسا غرائب میں ہے ۔

اب سمجھنا چاہیے کہ مختار یہی ہے کہ سجدۂ تحیۃ کفر نہیں ہے پس اسمیں تو جھگڑا نہ رہا ولیکن اسکا گناہ کبیرہ ہونا سو اسکے صحیح ہونے کا اور اُسپر کوئی قاعدہ کے ثابت ہونے کا انتظار ہے یعنی صحت گناہ کبیرہ کی اور اُسکے کبیرہ ہونے پر کوئی اصل کا ثبوت کہ اسکا انتظار ہے ۔ اور ابو جعفر رحمہ اللہ کے قول کی بنا پر البتہ سجدہ عبادت کی نیت سے کفر ہے نہ تحیۃ کی نیت سے۔ ورنہ امر مختار کا معارض ہوگا۔ ولیکن بغیر نیت یہ اِنَّمَا الاَعمَالُ بِالنِّیَّاتِ کے مخالف ہے کیونکہ اعمال نیت پر مبنی ہیں پس احکام اعمال بھی نیت پر مترتب ہونگے۔ لہذا اسکے کفر ہونے پر کوئی دلیل چاہیے اور سمجھے ہم کہ عالموں اور زاہدوں کے آگے زمین بوسی جاہلوں کا فعل ہے ولیکن اُسکے کرنیوالے اور اُس سے خوش ہونیوالے کی گنہگاری پر کوئی دلیل چاہیے کیونکہ جاہلوں کے بہت سے افعال ایسے ہیں جو معصیت نہیں ہوتے ہیں اور کھڑا ہونا اور جھکنا اور ہاتھ پر ہاتھ باندھنا کہ یہ بھی ارکان عبادت میں سے ہیں جائز ہیں لیکن لائق ہے کہ فارق نیت کے ساتھ ہوویں ورنہ عبادت کی نیت سے کفر ہیں ولیکن جواز میں سے سجدہ کے استثناء پر کوئی دلیل لانی چاہیے۔ اب سجدۂ تحیۃ کے منکر کو اُسکے فاعل کی تکفیر کی مجال نہ رہی ✦

۴ زمین بوسی عالموں اور زاہدوں کے آگے جاہلوں کا فعل ہے اور اسکا فاعل وراضی دونوں گنہگار ہیں ازغرائب

۵ سوای سجدہ ہر قسم کی ... بطور عزت غیر کے لیے جا... عبادت غرائب

حاصل و مختار یہ کہ سجدہ تحیۃ ... اور اسکے گناہ کبیرہ ثابت ہونے پر کوئی اصل سے دلیل ہونا ...

حکم کفر سجدہ پر بغیر نیت کے مقتضی دلیل ہے اور مخالف حدیث انما الاعمال الخ

چونکہ ارکان عبادت فارق نیت سے غیر کے لیے جائز اور بہ نیت عبادت کفر ہ

و جانب کبیرہ منظور فیہ ہست تا دلیلی واجب التسلیم موافق اصولِ فقہ نیاردو نیافتن مباحات در افعال صحابہ رض دلیلی بر حرمت نایافتہ نتواند شد بلکہ بسا از مباحات بوقتی واجب الادا گردد و بسا واجب الترک پس سخن در نفس امر است نہ در اداء ترک و ہر چہ آوردہ شد بر اثبات کافی است حاصل اینہمہ کہ گفتہ شد این ہست کہ امر بسجدہ تحیۃ نباید و نہ بر ساجد تکفیر و تفسیق از آنکہ امر و نہی صریحی دران یافتہ نشد بل جواز بالاشارت یافتہ شد پس مباح باشد و نیز باید دانست کہ ابو رافع قرظی و سید نجرانی گفتند ای محمد میخواہید کہ بہ پرستیم شما را و اختیار سازیم شما را ربِ خود پس فرمود معاذ اللہ آنکہ بہ پرستم غیر خدای خدای تعالیٰ را و آنکہ امر کنم بغیر عبادت اللہ سبحانہ پس نہ مبعوث کردمرا اللہ تعالیٰ باین و نہ امر فرمود باین پس نازل شد این کریمہ ماکانَ لبشرٍ الخ ایں چنین در تفسیر کبیر مذکور است ہم می تواند شد کہ صحابہ کرام وغیرہم رض سجدہ تحیۃ اعلانا نیاوردہ باشند تا نگویند کہ حضرت صلعم می پرستانند خود را باخفا و آں معلوم نیست

ترجمہ رہی جانب کبیرہ وہ منظور فیہ ہے کہ ہنوز انہیں غور و بحث باقی ہے جبتک کوئی دلیل واجب التسلیم اصول فقہ کے مطابق نہ لادیں۔ اور مباحات کا افعال صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہ ملنا نایافتہ چیز کے حرام ہونے پر کچھ دلیل نہیں ہو سکتا ہے بلکہ بہت سی مباحات کسی وقت میں واجب الادا ہو جاتے ہیں یعنی ادا کرنا انکا واجب سمجھا جاتا ہے اور بہت سی واجب الترک کہ ان مباحات کا ترک واجب سمجھا جاتا ہے پس کلام نفس امر میں ہے نہ ادا و ترک میں۔ اور جسقدر کہ اثبات پر بیان کیا گیا کافی ہے۔ حاصل اس سب کا جو کچھ کہا گیا یہ ہے کہ سجدہ تحیۃ کا حکم نہ دینا چاہیے نہ ایسا سجدہ کر لینے پر تکفیر و تفسیق کا حکم جاری کرنا چاہیے یہ کہ اسکو کافر و فاسق بنایا جاوے کیونکہ صریحی اور صاف صاف نہ انہیں حکم ہے اور نہ ممانعت پائی جاتی ہے بلکہ اشارتاً جواز پایا جاتا ہے پس مباح ہوگا۔ اور بھی سمجھنے کی بات ہے کہ تفسیر کبیر میں مذکور ہے جو ابو رافع قرظی اور سید نجرانی نے شان نزول آیت ماکان لبشر کی نسبت کہا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپکی پرستش کریں اور آپ کو ہم اپنا رب مان لیں تو فرمایا آپنے معاذ اللہ یہ کہ میں غیر خدائے تعالیٰ کی پرستش کروں اور یہ کہ خدائے سبحانہ کی عبادت کا غیر کے لیے حکم کروں پس مجھکو اللہ تعالیٰ نے اسکے لیے پیدا نہیں کیا اور نہ ایسی بات کا حکم کیا پس یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ماکان لبشر الخ ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اعلان کے طور پر سجدہ تحیۃ نہ ادا کرتے ہوں تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود کو پجاتے ہیں۔ مگر پوشیدہ طور پر اور یہ نہیں معلوم ہے کہ ایسا ہو +

واگر در اسرار درآئی یابی کہ سجدۂ تحیۃ در ضمنِ خود موصل بسجدۂ عبادت بہ تعالیٰ است مر عارف
باشد تعالیٰ را چنانکہ سجدۂ تحیۃ ملائکہ برائے حضرت آدم عم بنا بر مقصدے کہ از لِمَا خلقتُ
بِیَدَیَّ و نَفَختُ فِیہِ مِن رُّوحِی و اِنِّی جَاعِلٌ فِی الاَرضِ خلیفۃ ظاہر است
ش موصل الی اللہ تعالیٰ است م و ابلیس لعین از خودی در استکبار ماندہ محروم از معرفت
وسعادت شد نعوذ باللہ تعالیٰ من شرور انفسنا۔ وسجدۂ تحیۃ حضرت یعقوب برائے
حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام بنا بر مقصدیست کہ در کریمہ اِنَّمَا
اَشکُو بَثِّی وَحُزنِی اِلَی اللہِ ، وَاَعلَمُ مِنَ اللہِ مَا لَا تَعلَمُونَ ٥ ای ما لی فی حبِّ
یوسف عم مستتر است ش موصل الی اللہ تعالیٰ است م چنانکہ در ضمن سجدہ طرفِ قبلہ
سجدہ طرف نور حجابی است و در ضمنش سجدہ برائے اللہ سبحانہ است و در ضمنِ مسح و تقبیل
حجرِ اسود و مصافحہ و تقبیل ید اللہ تعالیٰ پس باید دانست اگر سجدۂ تحیۃ موصل الی اللہ تعالیٰ

ترجمہ۔ اگر تو اسرار میں درآئے یعنی انمیں غور وفکر کرے تو پائیگا کہ سجدۂ تحیۃ اپنے ضمن میں خاص عارف باللہ تعالیٰ
کو کہ معرفت خدا میں وہ مخصوص ہو سجدۂ عبادت کی طرف جو خالص خدائے برتر کے لیے ہے موصل یعنی ملانیوالا ہے جیسا
کہ حضرت آدم علیہ السلام کیواسطے سجدۂ تحیۃ ملائکہ کا۔ اُس مقصد کی بنا پر جو لِمَا خلقتُ بِیَدَیَّ ۔ اور نفختُ فیہ من روحی
اور اِنّی جاعلٌ فی الارض خلیفۃ سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف موصل ہے۔ یعنی آیات مذکورہ یہ ہیں یعنے
اُسکے لیے جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا سجدہ کا کون مانع ہوا۔ میں نے اسمیں میری کچھ روح پھونکدی ہے میں تحقیق زمین
میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اور ابلیس لعین خودی سے غرور و استکبار میں رہگیا معرفت اور سعادت سے محروم ہوگیا۔
نعوذ باللہ تعالیٰ من شرور انفسنا یعنی ہمارے نفسوں کی شرارتوں سے ہم خدائے برتر کی پناہ مانگتے ہیں۔
اور سجدۂ تحیۃ حضرت یعقوب کا حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کے واسطے اُسی مراد کی بنا پر ہے
کہ اس آیت کریمہ انما اشکو بثّی وحزنی الی اللہ ، واعلم من اللہ ما لا تعلمون میں کہ سورہ
یوسف کے دسویں رکوع میں ہے۔ پوشیدہ ہے ای ما لی فی حبِّ یوسف عم یہ موصل اللہ کیطرف ہے
جیسا ترجمہ کریمہ میں ملاحظہ ہو۔ یعنی میں تو اپنے احوال اور غم کا شکوہ اللہ ہی سے کرتا ہوں نہ غیر سے۔ مراد یہ کہ
جو کچھ حب یوسف میں مجھپر اسکے غم و حال وارد ہیں اور جس بپتا میں گرفتار ہوں میں ہی جانتا ہوں تمھیں کیا معلوم
تم جانتے ہی نہیں۔ اور یہ موصل اللہ کیطرف اسیطرح ہے جیسا کہ سمت قبلہ سجدہ کرنیکے ضمن میں سجدہ نور حجابی کی طرف ہے
اور اُسکے ضمن میں سجدہ اللہ سبحانہ کیواسطے ہے۔ اور حجر اسود کے چھونے اور چومنے کے ضمن میں خداوند تعالیٰ کے ید مبارک کا
مصافحہ اور چومنا ہے۔ پس سمجھنا چاہیئے کہ اگر سجدۂ تحیۃ موصل خدائے تعالیٰ کی طرف

بیان یہ کہ سجدۂ تحیۃ موصل بسجدۂ عبادت ہے اہل معرفت کے نزدیک ...
مقصد سجدۂ تحیۃ حضرت یعقوب کا حضرت یوسف علیہما السلام کے لیے کہ موصل الی اللہ ہے
سمت قبلہ و نور حجابی میں خدا کا سجدہ اور ضمن حجر اسود میں خدا کا مصافحہ و تقبیل

نباشد اثم است چنانکہ قیام لقولہ صلعم لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضہم
بعضاً **ش** شرح این حدیث شریف در ذکرِ کیفیۃ زیارتِ القبور در ذکر قیام مرقوم است
م و تواند شد کہ قولِ فقہا رح در حرمتِ سجدۂ تحیۃ برین مراد باشد زین پس اینکہ با اعتقاد
جوازش ترکِ عملش بوجہ غیر کہ جوازِ سجدۂ تحیۃ نداند و بر ساجد حکم کفر کند یا گمان سجدۂ عبودیۃ
بردہ روا فہمد و نیز اختلاف اولیٰ تر است کما ہو معمول العلماء و حکم کفر و شرک بر عامل
بیم کفر بر حاکم بسببِ اختلاف مدعا دارد و آنچہ از قول فقہا رح یافتہ می شود شاید
کہ برائے حفظِ نادان باشد اکنون سخن است در کیفیۃ طواف قال سبحانہ ولیطوفوا
بالبیتِ العتیق وقال سبحانہ انّ الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج
البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر
علیم الآیۃ

مطلب در کیفیۃ طواف تفسیر کریمہ ولیطوفوا الخ و ان الصفا والمروۃ الخ

ترجمہ نہ ہو گا گناہ ہے جیسا کہ قیام بنا بر فرمانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تم مت کھڑے
ہو جیسا کہ عجمی لوگ کہ بعض اُنکے بعض کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس حدیث شریف کی شرح ذکر کیفیۃ قبور
کے ذکر قیام میں مرقوم ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ فقہا رحمہم اللہ کا قول سجدۂ تحیۃ کے حرام ہونے میں اسی مراد
پر ہو۔ اس کے بعد یہ بات ہے کہ باوجود اعتقاد سجدۂ تحیۃ کے جائز ہونے کے اسکا ترکِ عمل اولیٰ
تر ہے یعنی بہت مناسب اسوجہ سے کہ غیر جو سجدۂ تحیۃ کا جواز نہیں جانتا ہو ایسا نہ ہو کہ اس سجدہ کرنے
والے پر وہ حکم کفر لگا دیوے یا وہ اسپر سجدۂ عبودیت کا گمان بیجا کر اسکو غیر کے لیے روا سمجھے۔ اور
پھر اس مسئلہ میں اختلاف ہونیکے سبب بھی باوجود اس کے اعتقاد جواز کے اس عمل کا ترک بہت مناسب
ہے چنانچہ یہی معمول علمار کا ہے۔ اور اس سجدۂ تحیۃ کے کرنیوالے پر کفر و شرک کا حکم دینا اُسکے حکم کرنیوالے
پر مدعا کے اختلاف کے سبب کفر کا اندیشہ رکھتا ہے۔ اور وہ جو کچھ فقہا رحمہ اللہ کے قول سے معلوم ہوتا
ہے شاید کہ وہ نادان کی حفاظت کے لیے ہو۔ اب گفتگو ہے کیفیۃ طواف میں فرمایا حق سبحانہ نے سورہ
حج کے رکوع چار میں وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ یعنی چاہیے کہ وہ اللہ کا طواف بواسطہ بیت عتیق کے
کریں۔ اور فرمایا خدائے سبحانہ نے سورہ بقر کے انیسویں ۱۹ رکوع میں اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ
اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ
شَاکِرٌ عَلِیْمٌ یعنی یہ کہ تحقیق صفا اور مروہ اللہ کے شعائر یعنی نشانیوں میں سے ہیں پس جسنے بیت اللہ کا حج کیا یا عمرہ ادا کیا
تو اسپر گناہ نہیں ہے یہ اُن دو کو کیوجہ سے اللہ کا طواف کرے اور جسنے شوق سے کچھ نیکی کی تو بیشک اللہ شاکر یعنی قدردان ہے

اِطَّوُّفَ بروزن اِفَّعُّلَ گرد گردیدن بخاصیتہ باب مفید تاکید فعل است و بہما شامل مفعولیۃ است نہ مفعول فیہ بمعنی بینہما بدلالۃ شمول بالبیت العتیق بمفعولیۃ نہ مفعول باید دانست لغۃ طواف در محل جر بمعنی موضوع **مش** اے گرد گردیدن **م** نتواند شد پس ایں طواف اگر از تعبد بہ تعالیٰ است برای غیر اللہ تعالیٰ شرک فی العبادت است پس طواف بیت عتیق **مش** کہ غیر اللہ تعالیٰ است **م** ہم شرک فی العبادت است و حال اینکہ اللہ تعالیٰ امر بشرک نمیفرماید و اگر از تعبد بہ تعالیٰ نیست برای غیر اللہ تعالیٰ شرک فی العبادت نہ ولیکن امر طواف عبث است و حال آنکہ اللہ تعالیٰ امر بعبث نمیفرماید پس باید دانست **اصل** بار تعدیہ برائے حصول مفعول است **مش** چنانکہ ذَهَبَ اللّٰہُ بِنُوْرِہِمْ **م** و بار تخصیص برای تخصیص مفعولی از مفعولین **مش** چنانکہ عطیتُ زیدًا بدرھمٍ **م** پس فعل متعدی بمفعولی بنا بر تعدیہ و تخصیص اصلی بار تعدیہ و تخصیص را نخواہد از ایں اصل است کہ لغت طواف **مش** کہ متعدی بمفعولی است

ترجمہ اس آیت شریف میں لفظ یَطَّوَّفَ جسکا مصدر اِطَّوُّفٌ بروزن اِفَّعُّلٌ کا اسکے معنے گرد پھرنے کے ہیں بسبب خاصیت باب تاکید فعل کو مفید ہے اور لفظ بِهِمَا مفعول فیہ بمعنی بینہما یعنی درمیان دونوں کے نہیں ہے۔ بلکہ شامل مفعولیت ہی جیسے حرف با کے سبب بیت العتیق کے ساتھ اسکا مفعولیت کو شامل ہونا دلالت کرتا ہے نہ خاص مفعول بجائے کو۔ اور سمجھنا چاہیے کہ لغت طواف کے اس محل میں سوائے معنی موضوع یعنی گرد پھرنے کے اور نہیں ہو سکتے۔ پس اگر یہ طواف خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہی بندگی اور عبادت ہونے میں ہے تو غیر اللہ تعالیٰ کے واسطے اسکا ہونا شرک فی العبادت ہے یعنی یہ طواف اگر خالص خدا کی ہی بندگی ہے تو غیر کے لیے شرک فی العبادت ہے خدا کا ہی طواف ہونا چاہیے نہ غیر کا۔ پس طواف خانہ کعبہ بھی کہ بظاہر غیر اللہ کا ہے شرک فی العبادت ہے۔ وحالانکہ اللہ تعالیٰ شرک کا حکم نہیں فرماتا ہے۔ اور اگر یہ طواف خالص خدا کی ہی عبادت نہیں ہے تو غیر خدا کے لیے یہ طواف شرک فی العبادت نہیں ہے۔ ولیکن طواف کا حکم عبث ہے۔ اور حال یہ ہے کہ خدائے برتر عبث کا حکم نہیں فرماتا ہے۔ اب ایک قاعدہ سمجھنا چاہیے۔ **اصل** حرف با تعدیہ کا مفعول کے حاصل ہونیکے لیے ہے جیسا ذَهَبَ اللّٰہُ بِنُوْرِہِمْ خدا انکا نور لے گیا۔ اور حرف با تخصیص کا دو میں سے ایک مفعول کے خاص کرنیکے لیے آتا ہے جیسا کہ عَطَیْتُ زَیْدًا بِدِرْھَمٍ میں نے زید کو درہم دیے۔ یعنی دینے میں تخصیص درہم کی تھی۔ پس فعل متعدی بیک مفعول چونکہ اصل میں متعدی اور مختص ہوتا ہے اپنے اصلی تعدیہ اور تخصیص کی بنا پر با تعدیہ اور تخصیص کی غرض نہیں رکھتا اور نہ انکی اسے خواہش ہوتی ہے۔ اسی قاعدہ مذکورہ کی بنا پر لغت طواف جو متعدی بیک مفعول ہے

تا مفعول آئندہ تعدیہ و تخصیص کا ... متعدی بیک مفعول

م بار تعدیہ فعل و تخصیص مفعول را نخواہد اصلاً پس صلۂ علیٰ در یطوفون علیہم و صلۂ با در لیطوفوا بالبیت العتیق معنی متفاوت دارد۔ مدخول صلۂ علیٰ بصحۃ مفعولیتش مفعول غیرش نخواہد و صلۂ با بعدم ضرورت تعدیہ فعل و تخصیص مفعول و عدم صحۃ تبعیض مفعول مقتضیٔ اخراج مدخول از مفعولیۃ و مفعول غیرش بضرورت است پس مفعول مقتضٰے بدلالۃ قرینہ اللہ سبحانہ است و صلۂ با مفید معنی سبب ایقاع فعل بواسطہ مدخول کہ شامل است مر مفعولیۃ را نہ فاعلیۃ را ش تنبیہ است ازینکہ در یمعنی مدخولش شامل فاعلیۃ ہم تواند شد چنانکہ کتبتُ بالقلم م نسبۃ بمفعول مقتضٰی است ش بریں تقدیر نظم شریف ولیطوفوا اللہ بالبیتِ العتیق خواہد شد

ترجمہ یہ بار تعدیہ فعل اور بار تخصیص مفعول کو ہرگز نہیں چاہتا ہے کیونکہ اسکے متعدی و مخصص اصلی ہونیکے سبب بار تعدیہ و تخصیص سے بے نیاز ہے۔ پس یطوفون علیہم میں صلہ حرف علیٰ کا اور لیطوفوا بالبیتِ العتیق میں صلہ حرف با کا معنی متفاوت رکھتا ہے۔ کیونکہ صلہ حرف علیٰ کا جس داخل ہوتا ہے جبکہ اس مدخول کا مفعول ہونا صحیح ہو تو وہ اپنا غیر مفعول نہیں چاہتا ہے۔ اور صلہ حرف با کا جبکہ فعل کے متعدی کرنے اور مفعول کے خاص کرنیکی اسکو ضرورت نہ ہو۔ اور نہ اسکو صحت تبعیض مفعول کی ضرورت واقع ہو تو وہ اپنے مدخول کو مفعولیت سے خارج کرے گا اور اپنے غیر مفعول کا بالضرور تقاضا کرتا ہے۔ یعنی جبکہ صلہ حرف با کو نہ فعل کے متعدی کرنے کی ضرورت ہے اور نہ مفعول کے خاص کرنیکی نہ اسکو کسی بعض مفعول کے صحت کی تو وہ اپنے مدخول کا مفعول ہونے سے خارج ہونا پسند کرتا ہے اور بضرورت اپنے غیر مفعول کی خواہش کرتا ہے۔ پس باعتبار دلالت قرینۂ حال شعائر اللہ مفعول مقتضٰی یعنی وہ مفعول جس کی خواہش اور تقاضا ہے۔ وہ اللہ سبحانہ ہے۔ اور صلۂ با ایسے معنی کو مفید ہے جو فعل کو مفعول کی نسبت واقع کرنے کے سبب کا بواسطۂ مدخول مقتضی ہو وہ مدخول کہ خاص مفعولیت کو شامل ہو نہ فاعلیت کو۔ یہ تنبیہ ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ اس معنی پر صلہ با کا مدخول شامل فاعلیت بھی ہو سکتا ہے جیسا کتبتُ بالقلمِ لکھا میں نے قلم سے۔ یعنی حرف با بواسطۂ مدخول کہ جو مفعولیت کو ہی شامل ہے اپنے فعل کو جسکا یہ صلہ ہے مفعول کی نسبت واقع کرنے کے لیے سبب کا خواستگار ہے نہ وہ مدخول جو فاعلیت کو شامل ہو جیسا کتبتُ بالقلم کہ اس میں حرف با کا مدخول قلم ہے جو خاص فاعل متکلم ہی کو شامل ہے ۔

م پس ایں طواف تعبداً لِلہ سبحانہ ماموربہ است و ہمچنیں س ق بہ تقدیر اَن یَطُوفُ اللہ بِھِمَا م طواف صفا و مروہ تعبداً لِلہ سبحانہ غیر ماموربہ از مباحات و طواف متغایر سعی است ش ش کما قیل فی الدلائل الشافعیۃ انہ رُفِعَ الجناح عن الطواف بِھِمَا لا عن الطواف بینھما و عندنا الاول غیر واجب و اَمّا الثانی ھو الواجب انتہیٰ تفسیر کبیر و ایں بتقدیر اَنْ لَّا یَطَّوَّفَ بِھِمَا است م پس ایں کریمہ دلالت نمیکند بر سعی میانِ صفا و مروہ لاکن ایں سعیِ رسول اللہ تعالیٰ صلعم کما ثبت انہ علیہ السلام سعی لَمَّا دَنَا من الصَّفَا فی حجتہ و قال اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ اَبْدَءُ بِمَا بَدَءَ اللّٰہُ بِہٖ فَبَدَءَ بِالصَّفَا فَرَقٰی عَلَیْہِ حَتّٰی رَاٰی البیتَ الحدیث امرًا من اللہ تعالیٰ باشد کما رُوِیَ عن النبی صلعم انہ قال اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ السَّعْیَ فَاسْعَوْا الحدیث

ترجمہ پس یہ طواف اللہ سبحانہ کی عبادت کے لیے ہی جسکا حکم کیا گیا ہے اسی طرح موافق تقدیر مذکور کے اس نظم شریف اَنْ یَطَّوَّفَ اللہ بِھِمَا کی تقدیر کی بنا پر۔ یعنی اللہ کا طواف کرنا اُن دونوں کے وسط میں ہے۔ طواف صفا اور مروہ کا اللہ سبحانہ کی عبادت کے لیے غیر ماموربہ جس کا حکم نہیں کیا گیا مباحات سے ہے۔ اور طواف متغایر ہوتا ہے سعی سے۔ جیسا کہ دلائل شافعیہ میں کہا گیا کہ گناہ اٹھا دیئے جاتے ہیں یعنی دور ہوتے ہیں طواف سے بواسطہ اُن دونوں کے نہ طواف سے درمیان اُن دونوں کے۔ اور ہمارے نزدیک اول غیر واجب ہے۔ اور دوسرا تو واجب ہی ہے۔ تمام ہوئی عبارت تفسیر کبیر کی۔ اور یہ مضمون تقدیر اَنْ لَّا یَطَّوَّفَ بِھِمَا کی صورت میں ہے۔ پس یہ آیت کریمہ درمیان صفا و مروہ سعی کرنے پر دلالت نہیں کرتی ہے۔ لیکن یہ سعی رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو آپ سے ثابت ہے موافق اس حدیث کے کہ بیشک حضور علیہ السلام نے سعی فرمائی جب قریب ہوئے صفا سے اپنے حج میں اور فرمائی یہ آیت کہ اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ الخ یعنے صفا اور مروہ اللہ کے شعائر سے ہیں۔ شروع کرو تم اُس سے جس سے اللہ نے ابتدا کی یعنی کلام الٰہی کی ابتدا لفظ صفا سے ہے۔ پھر اپنی سعی کو شروع کیا مقام صفا سے اور چڑھے اُس پر یہاں تک کہ خانہ کعبہ دیکھ لیا۔ آخر حدیث تک۔ پس یہ سعی آپ کی اللہ کے حکم سے ہوگی جیسا یہ حدیث نبی صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے سعی کو فرض کر دیا پس تم سعی کرو تا آخر حدیث

طواف صفا و مروہ سعی ہے بدلائل شافعیہ

سعی صفا و مروہ [illegible]

تسہیلاً و تبرکاً برائے امتہ بنا بر فعل حضرت ہاجرہ کما ھو المشہور **ش** الحکمۃ فی شرع ھذا السعی الحکایۃ المشھورۃ وھی اِنَّ ھاجر ام اسمٰعیل ع حین ضاق بھا الامر فی عطشھا و عطش ابنھا اسمٰعیل علیہ السلام اغاثھما اللہ تعالیٰ الیٰ ان قال ثم جعل افعالھما طاعۃ لجمیع المکلفین الی یوم القیامۃ و اٰثارھما قدوۃ للخلائق اجمعین انتھٰی تفسیر کبیر۔ و ازینجا تبرک فعل و آثار صلحا روا ست و نیز اختیار سنتہ صلحا از تطوع اولیٰ **م** باید دانست مدخول علیہ لاجناح در حکم وجوب وغیرہ ہمچنان تواند شد کہ پیش از دخولش بود و اگر ثابت نشود حکمی از پیش مباح باشد پس دخولش تامل فیہ **ش** ازیں اصل اشارت ہست باینکہ حکم طواف صفا و مروہ پیش از دخول لاجناح ثابت نیست مگر پس دخول کہ مباح باشد **م** و از مَن تطوّع خیرًا زیادت در عمل ثابت نشود بسبب عدم ثبوت حکم عمل پیش از دخول لا جناح برائے استدلال باثبات

ترجمہ پس یہ حکم اُمتہ کی آسانی کے لیے ہے اور برکت حاصل کرنے کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے فعل کی بنا پر جیسا کہ مشہور ہے کہ صاحب تفسیر کبیر نے اسطرح نقل کیا۔ یعنی جو کچھ حکمت اس سعی کے اجرا میں ہے وہ حکایت مشہورہ ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا ماحضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جب انکا اپنا اور انکے صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیاس سے حال تنگ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کی فریادرسی کی۔ یہانتک کہ کہا۔ پھر اُن دونوں کے افعال تمام مکلفین کے واسطے قیامت تک طاعت بنا دیے گئے۔ اور ان کے آثار مخلوق کے لیے پیشوا ہو گئے۔ انتہیٰ۔ اور یہیں سے صلحا یعنی نیکوں کے فعل و آثار سے برکت لینا روا ہے۔ اور نیکوں کی سنت کا اختیار کرنا بھی شوق و تطوع کی راہ سے بانسبت نوافل اولیٰ ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ لاجناح کا مدخول علیہ یعنی جسپر لاجُناح کا لفظ داخل ہو کر گناہ کی قید سے اُسکو تخفیف ہوئی ہے حکم واجب وغیر واجب ہو نہیں ویسا ہی اُسکو ہونا چاہیے جو قبل دخول اس قید کے اُسپر حکم تھا۔ اور اگر کوئی حکم پہلے سے ثابت نہ ہوگا تو اُسکے دخول کے بعد مباح رہے گا اسمیں تامل و غور کر۔ اس قاعدہ سے اسبات کا اشارہ کہ حکم طواف صفا و مروہ کا لاجناح داخل ہونے سے پہلے ثابت نہیں ہے مگر بعد لاجناح داخل ہونیکے لہذا یہ طواف مباح ہوگا۔ اور کریمہ مذکورہ کے فقرہ مَن تطوّع خیرًا سے یعنی جس نے شوق سے کچھ نیکی کی۔ زیادت عمل میں ثابت نہیں ہوتی ہے بسبب عدم ثبوت عمل کے لاجناح اُسپر داخل ہونے سے پہلے۔ کیونکہ جب تک لاجناح کی قید عمل پر عائد نہ ہوگی عمل بیک ثابت نہ ہوگا پس زیادت عمل میں کیسے ثابت ہوگی جبکہ حکم عمل اُسپر صادق نہ ہو؟

فعل و آثار صلحا سے تبرک جائز ہے اور اختیار انکی سنت کا تطوع سے اولیٰ ہے

سعی باین کریمہ بنا بر فعل و قول رسول اللہ تعالیٰ صلعم باشد چہ یافتہ شد طواف مگر سعی بجایش و اگر بار تبعیض گرفتہ شود **مِن** در بہما بصحۃ مفعولیتش ہم طواف ہم بشمول سعی مودی تواند شد واللہ تعالیٰ اعلم باید دانست شعائر مراد است از چیز کہ آگہی دہد از مقصود کما قال سبحانہ والبدن جعلناھا لکم من شعائر اللہ الآیہ پس انبیاء اللہ تعالیٰ و اولیاء اللہ تعالیٰ خیر الشعائر اند لما قال صلعم اِذا رُؤُوا ذُکِرَ اللہ الحدیث وقال سبحانہ مَن یُعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب الآیہ وقال سبحانہ من یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہ عند ربہ الآیۃ ＋ پس تعظیم شان علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام خیر التقویٰ و خیر است پس تعظیم شعائر غیر اللہ تعالیٰ را است چنانچہ تعظیم تابوت سکینہ کہ می برد بتعظیم اللہ سبحانہ بہ نیت ثانی

ترجمہ اور سعی کے ثابت کرنیمیں اس آیۂ کریمہ سے دلیل اختیار کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کی بنا پر ہوتا ہے کیونکہ آپکے قول و فعل سے طواف بتایا گیا مگر بجائے طواف سعی کا اثبات ہوا۔ لہٰذا سعی کا ثبوت اس آیۂ کریمہ سے حضور صلعم کے قول و فعل کی بنا پر ہوا کہ آپنے بجائے طواف سعی فرمائی نہ اس آیۃ سے کیونکہ بجز طواف اسمیں لفظ سعی مذکور نہیں ہے اور اگر بہما میں اُسکے مفعول ہونیکی صحت پر حرف مِن تبعیض کا مانا جاوے تو طواف بھی شمول سعی میں ادا کیا جا سکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ معلوم ہو کہ شعائر مراد ان چیزوں سے ہے جو مقصود کی آگہی یا اطلاع دیتے ہیں چنانچہ فرمایا حق سبحانہ نے وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاھَا لَکُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ الآیہ یعنی اور مکہ کی قربانی کے اونٹوں کو ہمنے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں بنا دیا۔ پس انبیاء اللہ تعالیٰ اور اولیاء اللہ تعالیٰ خیر الشعائر یعنی بہتر و عمدہ نشانیاں ہیں۔ کیونکہ فرمایا حضور صلعم نے یعنی جب وہ دیکھے جاویں یا نظر آویں خدا یاد آجاوے تا آخر حدیث۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ الآیہ یعنی جو کوئی اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے تو یہ تعظیم شعائر تقوی القلوب سے ہے یعنی دلونکی پرہیزگاری میں ہے یا یہ کہ پرہیزگار دل کے متقی لوگ ہیں شعائر اللہ میں یعنی داخل بیان شعائر اللہ میں۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ الآیہ یعنی جو کوئی خدا کی محترم اور حرمت دی ہوئی چیزونکی تعظیم کریگا تو وہ اُسکے لیے اُسکے ربکے نزدیک اچھی چیز ہے یا وہ اسکے واسطے بھلائی ہے اسکے رب کے نزدیک ＋ پس انبیاء اللہ تعالیٰ اور اولیاء اللہ تعالیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کہ محترم اور حرمات خدا اور خیر الشعائر ہیں خیر التقویٰ اور خیر ہے یعنی اچھی پرہیزگاری اور بھلائی ہے۔ پس جو شعائر غیر خدا کے ہیں انکی تعظیم غیر خدا تعالیٰ کے واسطے ہے جیسا تعظیم تابوت سکینہ کی نیت کرنیوالیکی نیت سے خدا سبحانہ کی تعظیم کو پہنچا دیتی ہے یہ نیت کرنیوالے کی نیت پر ہے ＋

مطلب بیان شعائر ＋

بیان شعائر و معنی شعائر ＋

انبیاء و اولیاء خیر الشعائر ہیں

تعظیم شعائر متقی لوگوں کا کام ہے ＋

تعظیم انبیاء و اولیاء الخ خیر التقوی و خیر ہے

تعظیم غیر خدا انبیاء کے شعائر کی شرک نہیں ہے بلکہ انکا اثر ثانی کی نیت پر ہے جیسے تعظیم تابوت سکینہ کو موصل تعظیم خدا کرتے ہیں

ش ورنہ اے اگر نباشد تعظیم غیر اللہ تعالیٰ بہ نیت تعظیم اللہ تعالیٰ م تعظیم غیر اللہ تعالیٰ غیر تعظیم مخصوص اللہ تعالیٰ شرک نتواند شد باید دانست کہ بیتِ عتیق مطوف است بآنکہ از شعائر اللہ تعالیٰ است بنور حجابی ربوبیۃ اللہ تعالیٰ کہ در اوست و صفا و مروہ مطوف است بآنکہ از شعائر اللہ تعالیٰ است بقدوم حضرت ہاجرہ رض کہ برو بود و ظاہر است کہ شعائر اللہ تعالیٰ غیر اللہ تعالیٰ ہستند پس طواف غیر اللہ تعالیٰ تعظیماً برای تعظیم اللہ تعالیٰ از عبادت اللہ تعالیٰ است ماموربہ باشد ہمچو طواف بیتِ عتیق یا غیر ماموربہ ہمچو طواف صفا و مروہ از انجا کہ جسد انبیاء اللہ تعالیٰ و بعض اولیاء اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ محل قلب محلِ نورِ حجابی ربوبیۃ اللہ تعالیٰ است اشرف از صفا و مروہ است طوافش ہمچو طواف بیتِ عتیق است اجراً و طواف قبر شاں کہ محل جسدِ شان است ہمچو طوافِ صفا و مروہ تطوعاً خیراً +

ترجمہ ورنہ تعظیم غیر خدا کی جبکہ خدا کی تعظیم کی نیت سے نہ ہو۔ غیر خدائے تعالیٰ کی تعظیم ایسی جو تعظیم مخصوص خدا کے غیر ہو شرک نہ ہونی چاہیے۔ معلوم ہو کہ آیت کریمہ مرقومہ میں بیتِ عتیق مُطوَّف ہے یعنی طواف کیا جاتا ہے اس سبب سے کہ نور حجابی ربوبیت خدائے تعالیٰ کے سبب جو اس میں ہے شعائر خدا میں شامل ہے یعنی بیت عتیق چونکہ اسمیں خدائے تعالیٰ کی ربوبیت کا نور حجابی ہے اس سبب سے خدا کے شعائر میں داخل ہو کر طواف کیا جاتا ہے لہذا بیتِ عتیق مُطوَّف ہے۔ اور صفا اور مروہ مُطوَّف ہیں اس سبب سے کہ خدائے تعالیٰ کے شعائر میں سے ہے اسلیے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے قدوم اُسپر تھے یعنی صفا و مروہ کا شعائر اللہ میں سے ہونا ببرکت قدوم حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ہے جو اُسپر تھے لہذا تبرکاً مطوَّف ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ شعائر خدا تعالیٰ جو کچھ ہیں وہ غیر خدائے تعالیٰ ہیں۔ پس غیر خدائے تعالیٰ کا طواف تعظیم کے طور پر خدائے تعالیٰ کی تعظیم کی غرض سے خدا تعالیٰ کی عبادت میں داخل ہے وہ یا ماموربہ ہوگا جسکے کرنیکا حکم ہے جیسے طواف بیت عتیق یا غیر ماموربہ ہوگا جسکے کرنیکا حکم نہیں ہے جیسے صفا و مروہ کا طواف۔ چونکہ جسم شریف انبیائے خدا اور بعض اولیاء اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا کہ محل قلب ہے اور قلب محل ہے نور حجابی ربوبیت خدائے تعالیٰ کا پس صفا اور مروہ سے اشرف ہے لہذا طواف جسد شریف مثل طواف بیت عتیق کے اجر میں ہے اور اُنکا طوافِ قبر شریف جو اُنکا محلِ جسد ہے مثل طواف صفا و مروہ کی ہے بطوع خیر میں کہ حصولِ خیر کی غرض سے از راہ شوق

اصل باید دانست ثبوت شئ بشئ لزوم نفی ما ورائش نکند تا نفی صریحش نباشد ورنہ قیاس کہ از اصول اربعہ اہل سنت و جماعت مجمع علیہ است باطل باشد **مش** و آن باطل نتواند شد با جماع **م** پس اگر نہی صریح واجب التسلیم بریں مدعا آوردہ شود ازاں گزیر نیست ورنہ قیاس جواز اینچنیں طواف بر مشروعیۃ طواف بیت عتیق است چنانکہ جواز بوسۂ ہر معظم از مشروعیۃ بوسۂ حجر اسود است **مش** کما فی الدر المنظم فی ذکر کیفیۃ زیارت القبور الخ قال الحافظ ابن حجر استنبط بعضھم من مشروعیۃ تقبیل الحجر الاسود جواز تقبیل کل من یستحق التعظیم من ادمی وغیرہ **م** و ازینجا است کہ بعض فقہاء ایں طواف را در آداب زیارت قبور نہادہ اند چنانکہ در فتاوی مجمع البرکات نقلاً از مطالب المؤمنین آوردہ است ویقوم عند وجہ المیت ویضع یدہ الیمنی علی تربتہ ویقول اللھم اغفر لہ فانہ قد افتقر الیک و ان کان قبر عبد صالح ویمکنہ ان یطوف حولہ فعل ذلک ثلث مرات **م** انتہی

ترجمہ قاعدہ معلوم ہو کہ ایک شے کا ایک شے سے ثابت ہونا اُسکے ماورا کی یعنی جو اُسکے سوا ہیں نفی نہیں کرتا ہے جب تک صاف طور پر اُسکی نفی نہ ہو چکی ہو۔ ورنہ قیاس کہ اہل سنت و جماعت کے اصول اربعہ میں سے ہے اور سب کا اسپر اجماع ہے باطل ہو جائیگا۔ حالانکہ قیاس بسبب اجماع باطل نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر ممانعت صریحہ جس کا ماننا واجب ہے اس مدعا پر لائی جائے تو اُس سے چارہ نہ ہوگا ورنہ ایسے طواف کے جائز ہونیکا قیاس بیت عتیق کے طواف کی مشروعیت پر ہے جیسا ہر معظم کے بوسہ کا جائز ہونا حجر اسود کا بوسہ مشروع ہونیکے قیاس پر ہے۔ چنانچہ کتاب دُرِ منظم کی کیفیت زیارت قبور الخ کے بیان میں مذکور ہے۔ کہا ہے حافظ ابن حجر نے کہ بعض علماء نے ہر ایک آدمی اور غیر آدمی کے بوسہ کا جواز جو مستحق تعظیم ہے حجر اسود کا بوسہ مشروع ہونے سے لیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض فقہاء نے اس طواف کو زیارت قبور کے آداب میں رکھا ہے جیسا فتاوی مجمع البرکات میں مطالب المؤمنین سے نقل کر کے بیان کیا ہے یعنی اور میت کے چہرہ کے پاس کھڑا ہووے اور اپنا دہنا ہاتھ اُسکی تربت پر رکھے اور کہے۔ اے میرے اللہ اسکو بخش دے کیونکہ وہ یقینی اب تیری طرف محتاج ہوگیا۔ اور اگر بندۂ نیک بخت کی قبر ہو اور اسکو اُسکے گرد طواف کرنا ممکن ہے یہ تین بار کرے بس ہو گیا +

بیان جواز طواف
قبر مومن صالح ا...
اولویت مومن صا...
می کی +

ازینجا است کہ طواف برائے احیاء صالحین اولیٰ بود **ش** فی الدُّر المنظم

فی ذکر کیفیۃ زیارت القبور الخ وبین الافراطِ والتفریطِ امورٌ

مشتبہات تعارضت فیہا الادلۃ واختلفت فیہا الاقوال کالطواف

حول القبر الشریف وتقبیل سدتہ العلیۃ ووضع الخد علیہ ومس

جدرانہ والتمرغ علی اعتابہ ونحوہا فالمشددون من العلماء

حرموہا وکرہوہا سدًّا لباب الذرائع لئلا تفضی الی المحرم

والمحققون منہم اباحوہا او استحبوہا تبرکًا بجنابہ المعظم

انتہی انظر الی اخر ما فیہ فی البحث **م** اللہم صل وسلم علی

محمدٍ نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما

تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا

وترحمنا بہ

ترجمہ یہیں سے ظاہر ہے کہ زندہ نیک بختوں کے لیے طواف اولیٰ ہوگا۔ اور درِ منظم میں کیفیت زیارت قبور الخ کے بیان میں لکھا ہوا ہے۔ یعنی اور افراط اور تفریط میں بہت امور مشتبہ ہیں جس میں دلیلیں متعارض ہیں اور باہم پیش آئی ہیں اور اقوال اُس میں مختلف ہیں جیسے طواف قبر شریف کے گرد۔ اور آپ کے آستانہ عالی کا چومنا۔ اور اُس پر رخسارہ رکھنا یا ملنا۔ اور آپ کی دیواروں کا مس کرنا۔ اور آپ کی چوکھٹ یا آستانہ پر لوٹنا اور ایسے اور امور۔ پس جو سخت علما ہیں اُنھوں نے تو اسکو حرام کیا اور مکروہ بتلایا تاکہ اُن ذرائع کا سدِ باب ہوجائے جو محرمات کو پہنچاتے ہیں۔ اور جو نرم علما ہیں انھوں نے اسکو مباح کیا اور مستحب ٹھہرایا ہے برکت حاصل کرنے کی بنا پر آپ کی جناب معظم سے بس تمام ہوا۔ اب اس بحث کی بابت جو کچھ اس کتاب یعنی درِ منظم کے آخر میں ہے تو خود دیکھیے۔ اللہم صل وسلم علی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

بیان اختلاف علماء مشددون ومحققون کا تحریم وکراہت میں اور اباحت واستحباب میں طواف قبر شریف۔ و تقبیل آستانہ علیہ۔ اور اُسپر رخسارہ ملنا۔ دیوار کا مس کرنا۔ آستانہ پر لوٹنا وغیرہ اور حکم تحریم وکراہت بغرض احتیاط سدِ باب حرمت وکراہت ہے

۲۳

ذکر کیفیۃ جواز انتساب لغیرہ تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ وفضل تخصیص موہوب بہ وموہوب لہ وتخصیص زمانی واصابت نفع عمل لغیر عامل بادیگر منافع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ انتساب لغیرہ تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ وتخصیص منتسب بہ جائز است بریں نیت کہ ایں حیوان یا غیر حیوان برای فلانست انتسابا یا نذرا یا ایں نماز وروزہ برائے فلانست

۲۴

ترجمہ

بیان ذکر اسبات کا کہ جائز ہے خدا کی وجہ میں غیر خدا کے واسطے کسی چیز کا منسوب کرنا اور موہوب بہ کی یعنی جو بخشش کریں یا بخشیں اور موہوب لہ کی یعنی جسکو بخشیں تخصیص کی فضیلت اور وقت کی تخصیص اور غیر عامل کو عمل کا نفع پہنچانا مع دیگر فوائد کے +

مطلب یہ کہ نذر ونیاز میں کسی چیز کا کسی کے واسطے لوجہ اللہ نسبت کرنا جائز ہے۔ اور یہ کہ نذر ونیاز خاص چیز کی کرنا۔ اور وہ خاص شخص کو دینا۔ اور اسکو خاص وقت میں کرنا بھی جائز ہے۔ اور اس قسم کی نذر ونیاز کی فضیلت بھی ثابت ہے۔ اور اسی طرح کوئی عمل کرکے کسی غیر کو کہ وہ اسکا عامل نہ ہو نفع پہنچانا اور بخشنا بھی جائز ہے۔ اور سوا اس کے اور بھی کئی فائدے اسکے اسی کے متعلق اس بحث میں مذکور ہیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین لوجہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کا غیر خدا کے واسطے نسبت کرنا۔ اور منتسب بہ کو بھی یعنی جو چیز نسبت کی۔ اس طرح نیت کرکے خاص کرنا کہ یہ حیوان یا غیر حیوان یعنی کھانا کپڑا وغیرہ کوئی چیز ہو فلاں کی نذر کا ہے یا فلاں کے واسطے

انتسابا باہم چنیں گفتن پس در صورت نبودن ہیچو انتساب و نذر مختص باللہ سبحانہ شرک نیست و نہ منتسب بہ و منذور بہ حرام بقول سعد بن عبادہؓ فانہ قال یا رسول اللہ اِنَّ اُمَّ سعدٍ ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماءُ فحفر بیرًا وقال ھذہٖ لاُمِّ سعدٍ رواہ ابوداؤد والنسائیؒ فی المشکوٰۃ ازینجا است کہ آب ہم با چیزے داشتن بہتر است وروی الطبرانی ودارقطنی اَنَّ رجلاً سال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال کان لی ابوانِ ابرّھما حال حیوتھما فکیف لی ببرھما بعد موتھما فقال لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اِنَّ مِنَ البِرِّ اَن تُصَلِّیَ لھما مع صلوٰتِکَ واَنْ تصومَ لھما مع صومک الحدیث فایُّ الصدقۃ افضل قال الماءُ مفیدِ فضل مطلق است وان تصلی لھما وان تصوم لھما مفیدِ فضلِ تخصیص منتسب بہ بحسب حال منتسب الیہ است۔

ترجمہ منسوب ہو۔ یا یہ نماز و روزہ فلاں کیواسطے منسوب ہے اور اسی قسم کا اور کہنا جائز ہی۔ پس یہ نذر اور نسبت چونکہ اُس نذر و نسبت کی جیسی نہیں ہوتی جو مختص اللہ سبحانہ کی ہوتی ہی لہذا اس صورت میں شرک نہیں ہی۔ اور نہ منتسب بہ اور منذور بہ یعنی جو چیز نسبت پائی اور نذر کی گئی حرام ہی۔ بنا بر قول حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ کہا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اے اللہ کے رسول سعد کی ما بیشک مرگئی پس کونسا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا آپنے پانی۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنوان کھودا اور کہا یہ سعد کی ما کیواسطے ہی۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہی جو مشکوٰۃ میں ہی۔ اور یہیں سی یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نیاز کی چیزوں کے ساتھ پانی رکھنا بھی بسبب اسکی افضلیت کے بہتر ہی۔ اور طبرانی اور دارقطنی نے روایت کیا۔ یہ کہ تحقیق ایک مرد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچھا پس کہا میرا ما باپ تھے کہ انکی زندگی میں دونو کے ساتھ نیکی کیا کرتا تھا اب انکی موت کے بعد میرے لیئے ان دونو کے ساتھ نیکی کیونکر ہی یعنی میں انکے ساتھ نیکی کیونکر کروں۔ تو فرمایا اسکو حضور نے آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو جیو کہ اب نیکی انکے ساتھ یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان دونو کیلیے بھی نماز پڑھ اور اپنے روزہ کے ساتھ ان دونو کیواسطے بھی روزہ رکھ۔ آخر تک حدیث کے۔ پس حدیث اول کے الفاظ فایُّ الصدقۃ افضل قال الماءُ یعنی کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی۔ پانی کی مطلق فضیلت کو مفید ہیں۔ کیونکہ اس سے پانی کی فضیلت بلا قید مطلق ثابت ہوتی ہی لہذا ہر قسم کی نیاز کے ساتھ پانی کا رکھنا بہتر ہوگا۔ اسلیے کہ تمام صدقات و خیرات میں فرمان رسول کریم سے اسکو افضلیت حاصل ہی پس ہر قسم کے صدقات کے ساتھ افضل شے کا ہونا اولیٰ ہوگا۔ اور دوسری حدیث کے الفاظ اَن تصلی لھما وان تصوم لھما سے یعنی اُن دونو کے واسطے نماز پڑھنا اور اُن دونو کیلیے روزہ رکھنا منتسب الیہ کے حال کے موافق منتسب بہ کے خاص کرنیکی فضیلت کا فائدہ بھی حاصل ہے۔ مطلب یہ کہ دوسری حدیث کے الفاظ مذکورہ سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جو چیز جس کے حال کے مناسب و مرغوب ہو ایسی شخص کے واسطے اُس چیز کا نذر و نیاز و صدقات و ہدایہ میں خاص کرنا فضیلت رکھتا ہے +

پانی کے ساتھ رکھنا [illegible] فضیلت

نماز روزہ کا مردہ کو ثواب بخشنا

واین نیت وکلام در انتساب لغیر اللہ تعالیٰ کہ غیر انتساب مختص باللہ تعالیٰ است بر محاورہ است باختصار مستعمل کلام بنا بر شہرت نسبت مختص باللہ تعالیٰ و اظہار نسبۃ مجہولہ لغیر اللہ تعالیٰ ہمچو انتساب فی قولہ تعالیٰ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ ۔ و بدانکہ انتساب ونذر لغیر اللہ تعالیٰ بر مقصدی لابدمنہ مشروع و مروج است قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ ذٰلک خیر لکم واطہر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم الآیہ وقال سبحانہ خذ من اموالہم صدقۃ الآیہ اینجا صدقہ بمعنی ہدیہ خاص از بہر تعظیم و تکریم رسول اللہ تعالیٰ است صلعم چہ غیرش برائے حضرت نبی معظم و مکرم صلعم ممنوع است لعظمۃ صلعم

ترجمہ اور اس طرح نیت وکلام کرکے غیر خدا کی طرف اسکو نسبت کرنا جو بغیر نسبت کیے خدا کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے محاورۂ کلام ہے کہ اس طرح کے استعمال سے کلام مختصر ہو جاتا ہے کیونکہ خدا کے ساتھ جو نسبت خاص ہے وہ محاورہ کلام میں اختصار کلام کی غرض سے بسبب شہرت اظہار نہیں پاتی ہے نہ اسکے ظاہر کرنیکی ضرورت ہوتی ہے بخلاف نسبت غیر خدا کے کہ وہ نسبت مجہولہ ہے اسکے اظہار کی ضرورت ہوتی ہے جیسا خود کلام الٰہی میں کہ نہایت فصیح اور ابلغ الکلام ہے اس قسم کی نسبت کا بخوبی اظہار ہے دیکھو قول اللہ تعالیٰ کا سورہ حم سجدہ رکوع چھ میں مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ یعنی جس نے عمل کیا نیک تو اسی کے نفس کے واسطے ہے ۔ حالانکہ عمل نیک وہی ہے جو اللہ کے واسطے ہو نہ اپنے نفس کے واسطے پس اللہ سبحانہ کا عامل کیواسطے عمل کا مخصوص فرمانا اور اپنی نسبت خاصہ کا اظہار نہ فرمانا بسبب شہرت اور اختصار کلام کے ہے اور یہی کہ فصاحت و بلاغت ہے ۔ اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ حسب الحکم مضمون آیات ذیل یہ نذر و نسبت کرنا غیر خدا کے واسطے ناچار مراد خاص پر مشروع ہوا ہے اور شرعاً جائز رکھا گیا اور رواج پایا ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ مجادلہ کے رکوع دوسرے میں یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰکُمْ صَدَقَۃً ذٰلِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاَطْہَرُ فَاِنْ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ الآیہ یعنی اے ایسے لوگو کہ ایمان لائے ہو تم جب سرگوشی یا عرض حاجت و مناجات کرو تم رسول سے تو پہلے تمھارے عرض کرنیکے صدقہ یعنی ہدیہ پیش کش کرو ۔ یہی تمھارے لیے بہتر ہے اور بہت پاکیزہ طریق ہے ۔ پھر اگر نہ پاؤ ایسی چیز کے لائق تو بیشک اللہ غفور رحیم ہے ۔ اور فرمایا حق سبحانہٗ نے سورہ توبہ رکوع تیرہ میں خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمْ وَتُزَکِّیْہِمْ بِہَا وَصَلِّ عَلَیْہِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمْ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یعنی لیجیے یا قبول کیجیے اے حبیب انکے مال سے جو آپکے لیے بطور ہدیہ خاص کے وجہ اللہ ہو اور اپنی عالی ہمتی اور بندگی رب کے خیال سے انکی نیت ہدیہ کے سرم کے سبب اعراض نہ کیجیے کیونکہ ممکن ہے کہ یا بعوض انکی ہدیے کے انکو ظاہر کو آپ جیسا چاہیے خوب پاک کر دوگے اور جیسا چاہیے انکے باطن کو بھی بخوبی پاک کردوگے اور آپکا احسان انپر بڑھیا سے بڑھیا ہوگا اور انپر رحمت کیجیے ۔ بیشک آپکی رحمت انکے لیے آرام ہے بسبب آپکی رافت اور نزول رحمت کے بر انتظار ہے ۔ اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شنوا اور دانا ہے ۔ یہاں مراد صدقہ سے خاص ہدیہ ہے بسبب تعظیم وتکریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ...

مطلب نفس کرکے یا ایہا الذین امنوا اذا

اثبات نسبت کرنا کسی چیز کا غیر کی طرف

نذر و نسبت غیر خدا مشروع و لائق ... یا ایہا الذین امنوا اذا

واستدامۃ ہدیہ باستدامۃ مناجات بجناب رسول اللہ تعالیٰ صلعم بتقائی حیات وتصرف دائمش صلعم است **ش** اثبات حیات وتصرف دائمی حضرت حیات النبی صلعم بافضلیت حیات درہمیں مکتوب ازجاہا واضح است اگر بینی وفہمی میتوانی واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم **م** ازینجا است کہ ہدیہ مخصوص برائی معظم ومکرم تعظیماً وتکریماً اولیٰ است پس ہر کہ حکم کرد ایں انتساب ونذر را بشرک چنان است کہ تقدیم کرد بنفس خود درترتب کفر وشرک درمقابلہ ہروجہ ثابت **ش** کفر درمقابلہ وجہ ثابت یعنی نصوص قرآن مجید وحدیث شریف چنانکہ مذکور شد بوجہ انکارش وانتسابش بشرک وشرک درمقابلہ صحۃ انتساب لغیر اللہ تعالیٰ برمقصدی لابدشہ باآنکہ خود غافل ازوست ازینجا رد آنست گفتند کہ گفتن اینکہ نماز وروزہ برائی فلان است وایں چیز برائی فلان شرک است **م** ونیز فضل تخصیص موہوب لہ وموہوب بہ

ترجمہ اور آپ کی بقائی حیات اور تصرف دائمی کے سبب ہدیہ درعرض حاجت ومناجات کی ہمیشگی بھی اسی آپ سے ثابت ہے۔ پس بسبب تعمیم مومن اور تعمیم وقت کے ہر مومن ہر وقت وزمانہ میں آپ کی حضور میں ہدیہ پیش کرکے یا حالت عذر میں بغیر ہدیہ مناجات عرض کر سکتا ہے۔ اور آپ بسبب بقائے حیات اور تصرف دائمی اس کے حاجات میں توجہ للہ امداد فرما کے اسکے لیے موجب رحمت اور باعث تسکین ہو سکتے ہیں۔ حضرت حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا ثبوت مع فضیلت حیات اور آپ کا دائمی تصرف اسی کتاب میں کئی جگہ واضح طور پر ہے اگر دیکھو گے اور سمجھو گے تو ممکن ہے واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم یعنی اللہ ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے سیدھے راستہ پر۔ یہ آیت سورہ توبہ کے رکوع چھٹے میں ہے۔ اور اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ معظم ومکرم کی تعظیم وتکریم کیلئے وہ ہدیہ جو انکے لیے خاص ہو اولیٰ ہے پس جس نے اس نذر اور نسبت کرنیکو شرک کا حکم دیا تو ہر وجہ ثابت کے مقابلہ میں گویا اُسنے اپنی ہی نفس پر کفر وشرک کے ترتب ہونے میں یعنی ثابت کرنے میں تقدیم کی۔ اور کفر مقابلہ وجہ ثابت سے یہ مطلب ہے کہ جسنے ان آیات قرآن مجید اور حدیث شریف کے مقابلہ میں جو نذر وانتساب کے ثبوت میں مذکور ہو چکی ہیں نذر ونسبت کرنے سے انکار کیا اور اُنکو شرک کہا تو بوجہ انکار آیات وحدیث اور اُن کے احکام کو شرک کہنے کے سبب۔ کفر پہلے اُسکی ذات خاص پر مترتب وثابت ہوگا۔ کیونکہ غیر خدا کی طرف نسبت کرنا جب مقصد خاص شرعیہ پر آیات وغیرہ مذکورہ سے صحیح ثابت ہوا تو اس صحت کے مقابلہ کرنے میں شرک لازمی ہوگا کہ اُس سے چارہ نہیں۔ اور طرفہ یہ کہ خود ہی اسکا غافل ہوگا۔ اب جنھوں نے کہا کہ اسطرح کہنا کہ یہ نماز وروزہ فلاں کے لیے ہے اور یہ چیز فلاں کیلیے ہے۔ شرک ہے اُنکے قول کا رد بھی یہیں ہوگیا۔ اور موہوب لہ اور موہوب بہ کہ یعنی جسکے نام بخشا اور جس چیز کو بخشا۔ خاص کرنیکی فضیلت بھی

ازینجا است کہ ذبح میکرد صلعم گوسپند برائی اصابت ثواب بحضرت خدیجہ رضؓ و بزنان احباء خدیجہ رضؓ می بخشید اخرج البخاری ومسلم و ترمذی عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا الی ان قالت ربما ذبح الشاۃ ثم یقطعہا اعضاء ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ الحدیث چہ دریں ورائی ثواب سرور روح حضرت خدیجہ رضؓ ہم ملحوظ بود کہ در حالتِ حیاتِ خود ہم بایشاں می بخشید و روزی نان باریک گندم از آتش بخت شدہ بر سفرہ حضرت سید عالم صلعم بود فرمودند برائی خدیجہ بخشند کہ او می پسندید و ایتاءِ ذی القربیٰ مقدم و مفید تر باستحقاق رحم دلیلے دیگر بر فضل تخصیص موہوب لہٗ است قال سبحانہ اٰتِ ذا القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل الآیہ ش **تنبیہ** ازینجا رد آنست کہ گفتہ شد تخصیص موہوب بہ و موہوب لہٗ بدعت است و تعیین زمانی سنت مستحبہ است کما فی التفسیر الکبیر

ترجمہ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاص حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ثواب پہنچانے کو بکری ذبح فرماتے تھے اور بی بی صاحبہ کی سہیلیوں کو خاص بخشش فرمایا کرتے تھے۔ اس حدیث کو بخاری ومسلم اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے جسکے بعض الفاظ یہ ہیں یہانتک کہ فرمایا بی بی صدیقہ رضؓ نے ربما ذبح الشاۃ ثم یقطعہا اعضاء ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ الحدیث یعنی اکثر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح فرماتے تھے پھر جوڑ جوڑ اُسکے جدا کرتے اور وے بی بی خدیجہ رضؓ کی چاہنے والیوں کے لیے بھیجتے تا آخر حدیث۔ اسلیے کہ اسمیں علاوہ خوشنودی روح حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آپ کو اسکا بھی لحاظ رہتا کہ حضرت بی بی صاحبہ اپنی حالت حیات میں بھی انھیں بخشش کیا کرتی تھیں۔ اور ایک روز گیہوں کی باریک روٹی آگ پر خوب سکی ہوئی حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر تھی آپ نے فرمایا کہ خدیجہ کیلیے اسے بخشدیں۔ کیونکہ وہ اس قسم کی روٹی پسند کیا کرتی تھیں۔ اور ذوی القربیٰ کو دینا باعتبار اُن کے استحقاق رحم کے زیادہ مقدم اور مفید ہے۔ پس موہوب لہٗ کے خاص کرنے کی فضیلت پر یہ ایک اور دلیل ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بنی اسرائیل کے رکوع تیسرے میں اٰتِ ذَا الْقُرْبیٰ حَقَّہٗ وَ الْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ الآیہ یعنی آپ اول قرابتی کو اسکا حق دیجیے پھر مسکین کو اور مسافر کو آخر تک **تنبیہ** یہاں پر اب اس کا بھی رد ہو گیا جو کہا گیا موہوب بہ اور موہوب لہٗ کا خاص کرنا بدعت ہے اور تعیین زمانی یعنی نذر و نیاز اور زیارت اور ایصال ثواب مقرر وقت پر کرنا سنت مستحبہ ہے جیسا تفسیر کبیر میں ہے ✦

مطلب تعیین زمانی سنت مستحب است

بیان نکات وقت مقرر کا سنت مستحب ہے
نذر و نیاز و زیارت و ایصال ثواب کا بوقت معین

انّہ صلعم کان یاتی قبور الشہداء رأس کلّ حولٍ فیقول سلامٌ علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار و الخلفاء الاربعۃ ھکذا یفعلون انتہی ازینجا ایصال ثواب سالانہ ہم ظاہر است پس قریب را زیارتِ قبر اولیٰ است و متعذر زیارت را ایصالِ ثواب و حاضری سال بسال بر مقابر کہ عرس عبارت ازانست ہم ازینجا است و در مشکوٰۃ شریف است از محمد بن النعمان برفع حدیث قال صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبر ابویہ او احدھما فی کل جمعۃٍ غفرلہ وکتب برًّا الحدیث وقال اللہ تعالیٰ واذکروا اللہ فی ایام معدودات الآیہ و روز سوم بخانہ اہل عزا رفتن و دعای خیر کردن و طعام فرستادن سنت است ازانکہ حضرت رحمۃ عالم صلعم بروز سوم بخانۂ آل جعفر رض ابن ابی طالب تشریف فرمود و فرزندان جعفر را دلداری نمود و دعای خیر کردم ایشان را و طعام فرستاد و مدارج النبوت و در کتاب فتاوی اوزجندی مؤلف ملّا علی قاری روایت است

ترجمہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہیدوں کے مزارات پر ہر برس کے شروع میں تشریف لے جاتے تھے اور اسطرح انکو مخاطب کرکے فرماتے کہ سَلامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّار یعنی تمپر سلامتی ہو جو بسبب اسکے کہ تمنے صبر کیا اور اچھا ہوا آخر ٹھکانہ۔ اور چاروں خلیفہ بھی بعد آپکے ایسا ہی کرتے رہے انتہی یعنی تمام ہوئی عبارت تفسیر کبیر۔ یہیں سے سالانہ ثواب پہنچانا بھی ظاہر ہے۔ پس قریب کیلیے زیارت قبر کی اولیٰ ہے۔ اور جو زیارت کو عذر کے سبب نہ جاسکے اُسکو ثواب پہنچانا۔ اور سال بسال مقابر پر حاضر ہونا کہ یہی مراد عرس سے ہے یہیں سے ثابت ہوتا ہے۔ اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت محمد بن نعمان رض سے ایک حدیث مرفوع ہے۔ کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے اپنے والدین کی قبر کی یا دونو میں سے ایک کی ہر جمعہ کے دن زیارت کی اُس کے گناہ بخشدیے جاوینگے اور وہ نیکوکار لکھدیا جاویگا آخر حدیث تک۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاذْکُرُوا اللہَ فِیْ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ الآیۃ اور یاد کرو اللہ کو کئی دن میں گنتی کے آخر آیت تک۔ اور تیجہ کے روز اہل میت کے گھر جانا اور دعائے خیر کرنا۔ اور کھانا بھیجنا سنت ہے۔ اسلیے کہ مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت رحمتِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم تیجہ کے دن آل جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لیگئے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں کی دلداری کی اور دعائے خیر خاص اُن کے لیے فرمائی اور کھانا بھیجا۔ اور کتاب فتاویٰ اوزجندی میں جو ملا علی قاری صاحب کی تالیف کی ہوئی روایت ہے +

زیارت قبر و ایصال ثواب و شرکت اعراس اولویت قریب کیواسطے متعذر کو

تیجہ کو میت کے گھر جانا دعا کرنا کھانا بھیجنا سنت ہے +

کان الیومُ الثالثُ عن وفاتِ ابراھیم بنِ محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم جاءَ ابو ذرٍّ عندَ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم معہ لبنُ الناقۃِ وخبزُ الشعیرِ فوضعہا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرء النبی علیہ السلام الفاتحۃَ مرۃً و سورۃُ الاخلاص ثلاث مراتٍ وقرء اللّٰھم صل علی محمد انت لہا اھل وھو لہا اھلٌ فرفع یدیہ ومسح وجہہ فامر بابی ذرٍ ان یُقسِّمہا وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثوابُ ھذہ الاطعمۃ لابنی ابراھیم الحدیث

ش باختلاف بعض الفاظ در ہدیۃ الحرمین ودریں روایت از اوزجندی بست و شش مہر از اکابر علماء حرم شریف یعنی مکہ معظمہ زادھا اللہ تعالی شرفاً وتعظیماً ثبت است پس معلوم شد ازینجا است کہ روز سوم وفاتحہ خواندن بطعام پیش از خوردن ورفع یدین ومسح برو وتقسیم طعام وایصال ثواب از عبادت مالی وبدنی ہمہ سُنّت است وقال اللہ تعالی وافعلوا الخیرَ لعلکم تفلحون ۵ الآیہ

مطلب تفسیر وافعلوا الخیر الخ

ترجمہ کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام صاحبزادہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تیسرا دن یعنی تیجہ تھا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اُنکے ساتھ اونٹنی کا دودھ اور جَو کی روٹی تھی پس اُسکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھدیا۔ تو نبی علیہ السلام نے سورۂ فاتحہ ایکبار۔ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھا اور یہ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَنْتَ لَھَا اَھْلٌ وَھُوَ لَھَا اَھْلٌ پڑھی۔ یعنی اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی کہ تو جس کے لائق ہے اور وہ جس کے لائق ہے۔ پھر آپ نے اپنے دونو ہاتھ اُٹھائے اور اپنے منہ پر پھیرے اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ اسکو تقسیم کردے۔ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے کا ثواب میرے بیٹے ابراھیم کے لیے ہے آخر حدیث۔ اور یہی حدیث ہدیۃ الحرمین میں بعض الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مذکور ہے۔ اور اسی روایت اوزجندی پر (حضرت مصنف کتاب ہذا فرماتے ہیں) کہ میں نے چھبیس مہریں بڑے بڑے علمائے حرم شریف یعنی مکہ معظمہ کی اللہ تعالی اُسکی شرافت اور عظمت کو زیادہ کرے۔ شمار کی ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ تیجہ کرنا اور کھانے سے پہلے کھانے پر فاتحہ دینا۔ اور دونو ہاتھ اُٹھانا۔ اور اُن کا مُنہ پر پھیرنا۔ اور کھانے کا تقسیم کرنا۔ اور کھلانا۔ اور ہر قسم کی عبادت مالی وبدنی کا ثواب پہنچانا سب سُنّت ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالی نے سورۂ حج رکوع دہم میں وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون الآیہ یعنی اور خیر کرو شاید تمکو فلاح ملے

مطلب تفسیر وافعلوا الخیر

بعموم زمان و مخیرٌ و مخیرٌ لہ و خیر و فلاحِ مخیر و مخیرٌ لہ **ش** باید دانست کہ عموم خیر شامل است عبادتِ مالی و بدنی و روحی را و عمومِ مفعول شامل است نفسِ خود و غیرِ خود را از احیاء و اموات چہ اصابتِ خیر بہر دو ثابت **ھ** پس تعیین روز دہم و بستم وغیرہ برائے خیر کہ شامل عموم است حسن است و اخرج انس ابنِ مالکؓ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اللیلۃ الاولیٰ عسیرۃٌ علی المیۃ فتصدقوا لہ وینبغی ان یواظبَ علی الصدقۃ للمیّت سبعۃ ایامٍ وقیل اربعین فان المیتَ یتشوّق الیٰ بیتہ الحدیث باید دانست تصدّقوا عام است از روئے مخاطب و صدقہ و متصدَّق لہ و زمان بدلالۃ عموم میّت و اربعین اولیٰ است از سبعہ و زیادت بریں ممنوع نیست کہ از تطوّع است

ترجمہ اس آیت شریف سے عموم زمان اور عموم مخیر و مخیرٌ لہ اور عموم خیر و فلاح مخیر و مخیرٌ لہ یعنی جو کچھ خیرات کریں اور جس کے لیے خیرات کریں اور خیرات کرنیوالے کا عام ہونا ہر وقت میں ثابت ہے۔ اور معلوم ہو کہ عموم خیر عبادت مالی و بدنی اور روحی کو شامل ہے۔ اور مفعول کا عموم شامل ہے اپنے نفس کو اور اپنے غیر کو خواہ زندے ہوں یا خواہ مُردے کیونکہ خیر کا پہنچانا دونوں کے واسطے ثابت ہے۔ مطلب یہ کہ اس آیت شریف میں خیر کیلیے قید وقت نہ ہونے سے بسبب عام ہونے وقت کے ہر وقت و زمانہ میں خیرات کرنا درست ہوا۔ اسی طرح جو چیز خیرات کی جاوے اور خیرات کرنیوالا جسکے لیے خیرات کی جاوے اُنکو بھی بغیر قید بالعموم ثابت ہونے سے یہ بھی سب عام ہوئی لہذا ہر قسم کی خیرات خواہ مالی ہو یا جسم سے یا روح سے ہر شخص کیواسطے خواہ کوئی ہو آپ ہو یا غیر زندہ ہو یا موتیٰ ہر وقت میں سبکو شامل ہے کیونکہ عموم زمان و مخیر و مخیرٌ لہ اور عموم خیر و فلاح اس سے بخوبی ظاہر ہے۔ اور اس خیر کے ثمرہ اور فلاح میں بھی وہی عموم موجود ہے تیسرے میت کیواسطے دسویں بیسویں وغیرہ کی تعیین یعنی ان تاریخوں کو مقرر کر کے اُنمیں خیر کرنا بسبب اسکے کہ اسی عموم میں یہ بھی شامل ہیں حسن ہے اور اچھا فعل ہے اور حدیث کے موافق ہے جیسا حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہلی رات میت پر بہت دشوار ہے پس اُسکے لیے صدقہ دو اور لائق ہے کہ میت کے لیے صدقہ کی مواظبت کرو یعنی صدقہ برابر جاری رکھو سات دن اور کہا گیا چالیس دن کیونکہ میت اپنے گھر کیطرف مشتاق ہوتی ہے تا آخر حدیث۔ معلوم ہو کہ اس حدیث شریف میں لفظ تصدّقوا یعنی صدقہ دو عام ہے اس راہ سے کہ مخاطب عام ہے کیونکہ مفعول اول اسکا بوجہ توسع مذکور نہیں ہوا۔ اور مفعول ثانی یعنی میت کے عام ہونے کے سبب صدقہ اور جسکو لیے صدقہ دیں اور اُسکا وقت بھی عام ہوا کیونکہ فعل تصدّقوا کہ متعدی بمفاعیل ہے انکا مذکور نہ ہونا بغرض توسع ہر ایک کے عموم پر دلیل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ہر شخص کو ہر میت کے لیے ہر قسم کا صدقہ ہر وقت دینا درست ہے۔ اور بہ نسبت سات کے چالیس دن تک صدقہ جاری رکھنا اولیٰ ہے۔ اور اس سے زیادہ کرنا ممنوع نہیں ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا تطوع ہے یعنی شوق عبادت زائدہ

ہر قسم کی خیرات ہر وقت کرنا درست ہے

ش نے بینی کہ زیادت عبادت نافلہ بر فرض و واجب از تطوع است وقال سبحانہ
فمن تطوع خیرًا فھو خیرٌ لہ **م** ازینجا است کہ چہل روز متصل تصدق کردہ باشد از
ہرچہ تواند **ش** از عبادت مالی وبدنی وروحی ہمانا کہ موافق کریمہ وافعلوا الخیر لعلکم
تفلحون است **م** ومواظبت ترک روزی از اربعین نخواہد پس بروز سوم ودہم وبستم
وچہلم بازیادت صدقہ نیز کہ درضمن اربعین است وششماہی وسالانہ نیز کہ درضمن عموم تصدق
است ونیست درینہا مگر زیادت صدقہ ثواب کہ مراد است وزیادت ممنوع نیست کہ در
معنی تطوع خیر است ودریں تعیین حکمتی است کہ بمقتضائی من جاء بالحسنۃ فلہ عشر
امثالھا چلہ دیگر حاصل میشود ونیز حکمتی دیگر ہم باشد واللہ تعالیٰ اعلم **ش** در ریاض
المقاصد ہست کہ در جامع الفقہ از مجموع الروایات است اما اگر کسی از ملک خود طعام میکند
وخلق را می خوراند بلی شبہ حلال است زیراکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بروح حمزہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سوم روز ودہم روز وبستم روز وچہلم روز وششماہی وسالانہ طعام دادہ وصحابہ نیز

ترجمہ کیا تمھیں نہیں معلوم کہ سوائے فرض اور واجب کے نفل عبادت کی زیادتی تطوع میں شامل ہے کیونکہ فرمایا
حق سبحانہ نے سورہ بقر کے تیئسویں رکوع میں فمن تطوع خیرًا فھو خیرٌ لہ یعنی پھر جو شوق ہی نیکی کرے تو وہ
نیکی اسکے لیے بہتر ہے۔ پس شوق خیر کا زیادتی کے ساتھ اولی ہوگا خیر کے کم ہونے سے۔ اسیں کرنیوالیکا نفع ہے لہذا صدقہ
چالیس دن کا بہ نسبت سات دن کے بہتر اور اولی ہوگا۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ برابر چالیس روز تک مالی وبدنی
وروحی عبادت میں جس چیز سے ہوسکے میت کے لیے تصدق اور خیرات کرتا رہے کہ بعینہ یہ آیت کریمہ وافعلوا
الخیر لعلکم تفلحون کے حکم کے موافق ہے۔ اور لگاتار چالیس میں سے ایکدن بھی ترک نہ کرے۔ پس تیجہ اور دسواں
وبیسواں وچہلم بھی اسی چالیس دن کے ضمن میں ہیں کہ انمیں اور زیادہ صدقہ ہوتا ہے۔ اور ششماہی اور سالانہ
کہ یہ بھی عموم تصدق کے ضمن میں آگیا پس ان سب میں بجز ثواب زیادہ ہونیکے کہ اصل مراد یہی ہے اور کیا ہے۔
اور ایسی زیادتی جس کا مطلب تطوع خیر یعنی شوق خیر ہو ممنوع نہیں۔ اور اس تعیین وتخصیص میں ایک حکمت ہے
کہ موافق حکم اس آیت کریمہ کے کہ سورہ انعام کے رکوع بیس میں ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا
یعنی جس نے ایک نیکی کی تو اسکے لیے اس جیسی دس اور ہونگی۔ ایک چلہ اور حاصل ہوجاتا ہے۔ اور سوائے اسکے اور بھی کوئی حکمت ہو واللہ تعالیٰ اعلم
بالصواب۔ اور ریاض المقاصد میں مذکور ہے کہ جامع الفقہ میں مجموع الروایات سے نقل کرکے اسطرح لکھا ہے۔ لیکن اگر کوئی اپنی ملک سے کھانا
کرے اور مخلوق کو کھلائے بے شبہ حلال ہے کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پر تیجہ اور دسویں اور بیسویں اور چہلم کے
روز اور چھ ماہی اور برسی کا کھانا دیا۔ اور صحابہ رض نے بھی

[illegible]

ہمچنیں کردند وہر کہ ازیں منکر باشد او از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجماع صحابہ رضی اللہ عنہم منکر باشد انتہیٰ ازینجا است کہ سوم وغیرہ سُنّت است ھم وتخصیص صدقہ برائے اموات بشب جمعہ وعیدین وشب برأت ازینجا است کہ در جامع الروایات فارسی از دستور القضات حدیثاً عنہ صلعم نقل کردہ کہ ارواح مومنان می آیند در شب جمعہ پس استادہ شوند بخانۂ فانی پس ندا میکنند ہریکے بآواز حزیں یا اھلی واولادی واقربائی بدہید برمن چیزے صدقہ ش فی دستور القضات من الفتاوی النسفیۃ ان ارواح المؤمنین یاتون فی کل لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ فیقومون بفناء بیوتہم ثم ینادی کل واحدٍ منہم بصوتٍ حزینٍ یا اھلی واولادی واقربائی اعطفوا علینا بالصدقۃ واذکرونا ولا تنسونا وارحمونا فی غربتنا وقلۃ حیلتنا فی قبرٍ ضیقٍ وسجنٍ وثیقٍ وغمٍ طویلٍ وفقرٍ شدیدٍ وقد کان ھذا المال الذی فی ایدیکم فی ایدینا لو ینفق فی طاعۃ اللہ تعالیٰ لم نسئل منہ شیئاً وانتم تاکلون وتشربون ونحن نحاسب ونعذب فان اعطوا رضوا بالصدقۃ ودعوا لہم بالبرکۃ

ترجمہ اسی طرح کیا۔ جو شخص اسکا منکر ہوگا پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا منکر ہوگا۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ تیجہ وغیرہ سُنّت ہے۔ اور صدقہ اموات کے واسطے خاص جمعہ کی رات اور عیدین کی راتوں اور شب برات میں کرنا یہاں سے ہے جو کتاب جامع الروایات فارسی میں کتاب دستور القضات سے بطور حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ مومنین کی روحیں جمعہ کی رات میں آتی ہیں اور فانی گھر میں کھڑی ہوتی ہیں پھر ہر ایک غمگین آواز سے پکارتی ہے ای میری اہل اور اولاد اور میرے قرابتیو مجھپر صدقہ کرو۔ جیسا دستور القضات میں فتاوی نسفیہ سے اسطرح منقول ہے کہ مومنین کی روحیں ہر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن میں آتی ہیں اور اپنے گھروں کے صحنوں میں کھڑی ہوتی ہیں پھر ہر ایک انمیں سے غمگین آواز سے پکارتی ہے ای میرے اہل یعنی گھر والو اور میری اولاد یعنی بچو اور میرے قرابتیو یعنی رشتہ دارو ہمپر صدقہ سے مہربانی کرو اور ہمکو یاد کرو اور ہمیں نہ بھولو اور ہماری غربت اور حیلہ اور اسباب کی قلت کی حالت میں ہمپر رحم کرو کہ ہم تنگیٔ قبر اور سخت قید میں اور بڑے غم اور سخت محتاجگی میں ہیں حالانکہ یہ مال جو تمھاری قبضہ میں ہے ہمارے قبضہ میں تھا۔ اگر خدا کی بندگی میں خرچ کیا جاتا تو ہم اسکی بابت کچھ پوچھے نہیں جاتے اور تم کھاتے پیتے ہو اور ہمپر حساب اور عذاب ہے۔ پھر اگر وہ مہربانی کرکے خرچ کرتے ہیں تو صدقہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں اور انکے لیے دعائے برکت کرتے ہیں +

بیان تخصیص فاتحہ شب جمعہ وعیدین اور شب برأت

والا فیرجعون منهم باکیا حزینا ثم ینادی کل واحد منهم بصوت حزین اللهم اقنطهم من الرحمة کما اقنطوا من الدعاء والصدقة ۔ وعن ابن عباس رضی الله عنهما یقول اذا کان یوم عید او یوم جمعة او یوم عاشوراء ولیلة نصف من شعبان یاتی ارواح الاموات ویقومون علی ابواب بیوتهم فیقولون هکذا ھم ۔ واز شرح امالی حدیثاً عنه صلعم که ارواح مسلمان ده سال ہر روز و ده سال در شبہائے جمعه و ده سال در شبہائے عیدین می آیند و بروایتی بعد سی سال تا قیامت در شب برأت و ہر شب جمعه می آیند وهو الصحیح و باید دانست تخصیص امری است که اگر گذاشته شود تخصیصی دیگر ناگزیر است تا آنکه عدم تخصیص ہم تخصیص است و در تحرز از تخصیص امر وافعلوا الخیر متروک مطلق شود و البته توقف اصابت ثواب در تخصیص و عدم اصابتش در غیرش باطل است و تحقیق جائز است مصافحه و معانقه بروز جمعه و عیدین که درین زمان مروج است

ترجمہ نہیں تو ان کے پاس سے غمگین روتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں۔ پھر ہر ایک انہیں سے غمگین آواز سے پکارتی ہے اے اللہ ان کو رحمت سے نا اُمید کر جیسا انھوں نے مجھے دعا، اور صدقہ سے نا اُمید کیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرماتے تھے جب عید کا دن یا جمعہ کا دن یا عاشورہ کا دن ہوتا ہے یا نصف شعبان کی رات یعنی شب برات ہوتی ہے تو مردوں کی روحیں آتی ہیں اور اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی ہیں اور کہتی ہیں ایسا ایسا یعنی جیسا اوپر کی حدیث میں بیان ہوا۔ اور جامع الروایات میں ایک اور حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جو شرح امالی سے نقل کی ہے کہ مسلمان روحیں دس برس تک ہر روز اور دس برس جمعہ کی راتوں میں اور دس برس عیدین کی راتوں میں آتی ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ تیس برس کے بعد قیامت تک شب برات میں اور ہر جمعہ کی رات میں آتی رہتی ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اور سمجھنا چاہیے کہ تخصیص ایسی بات ہے کہ اگر چھوڑ دی جاوے تو ایک دوسری تخصیص سے چارہ نہ ہوگا یہاں تک کہ عدم تخصیص بھی تخصیص ہے۔ اور تخصیص سے بچنے میں وَافْعَلُوا الْخَيْرَ یعنی خیر کرنے کا حکم بالکل چھوٹ جاتا ہے۔ اور یہ بات کہ ثواب کا پہنچانا صرف تخصیص میں موقوف ہو اور غیر تخصیص میں ثواب نہ پہنچا سکتے ہوں البتہ باطل ہے اور ایسے ہی مصافحہ اور معانقہ یعنی ہاتھ ملانا اور گلے ملنا جمعہ اور عیدین کے دن جیسا اس وقت میں رواج ہے جائز ہے۔

نہ توقفِ نیلِ ثواب بہ تخصیص جمعہ و عیدین بہ نفی جوازش بروزِ دیگر و نیز آمدنِ اقربار
و احبّار بخانہ اہلِ ماتم بنا بر ادائی حقُّ العبد لازم اجتماع ناگزیر است و سبب زیادتِ اسبابِ
مغفرت بکلمہ و کلام شریف و اطعام و اطعمۂ لطیف خصوصًا بروزِ سوم کہ روزِ اتمامِ ماتم
است و نفسِ اجتماع غیر ممنوع و لوجہہ تعالیٰ عین مشروع و نفیِ ایں ثابت نتواند شد
پس اجتماع موجب خیر در حقِ زندہ و مُردہ تواند شد **تنبیہ** ازینجا ردِ آنست
کہ گفتہ شد تخصیص زمانی و اجتماع بدعت است ھ پس تخصیص تاریخِ رحلتِ صلحا برائے
ایصال ثواب بایشاں اولیٰ است چہ آں روز رحمۃ در حقِ ایشان است وہم در حقِ
متعلقاتِ شاں چنانکہ وقت ولادتِ سعید سعد است لنفسہ وہم لغیرہ چہ نمیدانی کہ
وقت ولادتِ باسعادت و کرامۃ و رحمۃ حضرت رحمۃ للعالمین مکرم ترینِ اوقات بکرامۃ
کلی بوجہ سببیت وجود خیرات کلہا است و ہمچنین وقت مواصلت بحکم آنکہ فرمود صلعم

ترجمہ نہ یہ کہ اُسکا ثواب پانا جمعہ اور عیدین کی تخصیص پر موقوف ہو اور دوسرے دنوں میں اُسکے جواز کی نفی ہو یعنی اور دنوں میں مصافحہ اور معانقہ کرنے سے ثواب نہ ملتا ہو سو ایسا نہیں ہے۔ اور قرابتیوں اور دوستوں کا پُرسا کے لئے اہل ماتم اور میت والوں کے گھر حق العبد کے ادا کرنیکی غرض سے آنا بھی ناچار لازمی جمع ہونا ہے۔ اور اس اجتماع سے اور بھی اسباب مغفرت کے پیدا ہو جاتے ہیں بسبب ذکر کلمہ اور کلام شریف کے اور لطیف کھانوں کے کھلانے سے خصوصًا تیجہ کے دن کہ اتمام ماتم یعنی ماتم کے ختم کرنیکا دن ہے۔ اور نفس اجتماع یعنی جسکا نام جمع ہونا ہی کوئی منع نہیں کہ اُسکو ممنوع قرار دیں بلکہ غیر ممنوع ہے جب نفس اجتماع غیر ممنوع ہے تو لوجہ اللہ یعنی خدا کی وجہ میں عین مشروع ہوگا یعنی بالکل موافق شرع کے کہا جائیگا۔ اور اس ثابت کی نفی نہیں ہو سکتی۔ پس اجتماع زندہ و مردہ دونوں کے حق میں خیر کا سبب ہو سکتا ہے **تنبیہ** یہیں سے اسکا بھی رد ہو گیا جو کہا گیا کہ وقت کی تخصیص اور اجتماع بدعت ہے۔ پس صلحاء کی تاریخ رحلت کو اُن کے ایصال ثواب کے واسطے خاص کرنا اولیٰ ہے کیونکہ وہ روز اُنکے حق میں رحمت ہے اور اُن کے متعلقات کے حق میں بھی جیسا نیکبخت کے پیدا ہونے کا دن خاص اُسکے نفس کے لیے بھی اچھا ہے اور اُسکے غیر کے لیے بھی اچھا اسلیے کہ ولادت سعید سعد ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا وقت سعادت اور کرامت اور رحمت میں کلی کرامۃ کے سبب تمام وقتوں سے مکرم ترین ہے کیونکہ وجود مبارک صلی اللہ علیہ وسلم سراسر سبب خیرات ہے اسی طرح وقت وصال شریف بھی ہمہ وجوہ خیر و بہتر ہے موافق حکم اس حدیث شریف کے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

حیاتی خیرٌ لکم و مماتی خیرٌ لکم ؂ والموت جسرٌ یوصل الحبیب الی الحبیب

پس نسبت بخواص منفی از عموم **مش** اے منع عام **م** یا نسبت بعوام منفی از خصوص **مش**

ای منع مخصوص برائے عوام **م** دریں تخصیص اگر پیش آرند فهو المقبول والّا لا محذور

فی المراد **مش** در مجموع الروایات است اذا اراد ان یتخذ الولیمة یجتهد بادراک

یوم موته ویحتاط فی الساعة التی نقل روحه فیها لان الارواح الاموات

یاتون فی کل عامٍ فی ذٰلک الموضع فی تلک الساعة ینبغی ان یُطعم الطعام

ویُشرب الشراب فی تلک الساعة فانه بذلک یفرح روحه وان فیه

تاثیرًا بلیغًا هکذا فی خزانة الجلالی وجمع الجوامع عن جلال الدین السیوطی

وقد ذکر بعض المتاخرین من المشائخ المغرب الیوم الذی وصلوا فیه الی جناب

العزة وحظائر القدس یرجی فیه من الخیر والبرکة والکرامة والنورانیة

اکثر واوفر من سائر الایام

ترجمہ حیاتی خیرٌ لکم و مماتی خیرٌ لکم یعنی جیسی میری حیات تمھارے لیے خیر ہے ایسی میری موت بھی تمھارے حق میں بہتر ہے

اور فرمایا الموت جسرٌ یوصل الحبیب الی الحبیب یعنی موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب کی طرف پہنچا دیتا ہے

پس اس تخصیص میں خواص کی نسبت کہ کوئی خاص منع کہ منع عام سے ہو۔ یا عوام کی نسبت کہ اسی خصوص سے کوئی منع ایسا ہو

کہ وہ عوام کے لیے مخصوص ہو اگر پیش کریں جس سے معلوم ہو کہ فلاں وجہ میں خواص کے لیے تو منع نہیں آیا بلکہ عام کے لیے منع

آیا ہے تاکہ منع عموم سے منع خاص خواص کے لیے ثابت ہو۔ یا یہ کہ عوام کے لیے تو اسی خصوص سے منع مخصوص ہے اور خواص

کے لیے نہیں ہے تاکہ خصوص سے منع مخصوص عوام کے لیے ثابت ہو۔ تو وہی مقبول ہے حالانکہ نہ یہ ہے نہ وہ ہے بلکہ جیسا خواص کے

لیے منع تخصیص خاص نہیں عوام کے لیے بھی کوئی منع مخصوص نہیں اگر بیان کریں گے تو وہ مان لیا جائے گا نہیں تو اصل مراد کی اقبال

میں کیا اندیشہ ہے۔ جیسا مجموع الروایات میں ہے کہ۔ جب کوئی آدمی موتی کے ولیمہ مہیا کرنے کا ارادہ کرے تو اسکی موت کا دن

پانے کی کوشش کرے اور جس وقت میں اسکی روح نے نقل کی ہے اُس گھڑی کے لیے احتیاط کی جاوے کیونکہ اموات کی روحیں ہر برس

اسی ساعت میں اسی جگہ آتی ہیں یہ چاہیے کہ اسی ساعت میں کھانا کھلائے اور اسی ساعت میں پانی پلائے اسلیے کہ اس سے میت کی روح

کو فرحت ہوتی ہے اور بیشک اس میں میت کے حسب حال پوری پوری تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح کتاب خزانۂ جلالی میں ہے اور کتاب جمع الجوامع

میں جو حضرت جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ سے ہے۔ اور تحقیق ملک مغرب کے بعض متاخرین مشائخ سے مذکور ہے

کہ وہ دن جس میں اولیاء اللہ اور صالحین کی روحیں جناب عزت اور حظائر قدس کی طرف واصل ہوئی ہیں اور پہنچی ہیں اسی

خاص دن میں اور تمام دنوں سے زیادہ کثرت اور بہت ہی بہتایت سے خیر و برکت اور نورانیت کی اُمید کی جاتی ہے ۔

یوم وصال اولیاء اللہ
وصلحاء خیر و برکت و
نورانیت کثیرہ کا دن ہے

وھکذا فی سراج الھدایۃ لمولٰنا سید جلال الدین البخاری وفی حاشیۃ المظہری من ھدیۃ الحرمین ﴿ پس سفر برائے حضور مجالس اعراس حضرات اولیاء اللہ تعالیٰ بنا بر منافع زیارتِ قبر و تبرک تاریخ رحلت و لقاءِ دیگر صلحاء احسن خواہد شد بجوازِ عمومِ وقت ثابتست۔ پس منعِ وقتِ مخصوص مستلزم جوازِ وقت مخصوص است فکیف المنعُ۔ و نہی فی قولہ صلعم لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ ترجمہ نہ بندید کجاوہائے شتران مگر سوئے سہ مسجد یعنی مسجد حرام و مسجد نبی صلعم و مسجد اقصیٰ + مفید تاکید و تخصیص سفر دراز بہ نیل ثواب مخصوص این سہ باستثناء از نہی از مساجد غیرِ این سہ است زیرا کہ دریں استثناء مفرغ دلالتی بر منقطع نتواند شد مگر بر متصل از نفسِ مستثنیٰ ا +

ترجمہ اور اسی طرح کتاب سراج الہدایہ میں ہے جو حضرت مولانا سید جلال الدین بخاری رحمہ اللہ کی ہے۔ اور حاشیہ مظہری میں بھی ہدیۃ الحرمین سے اسطرح مذکور ہے۔ پس حضرات اولیاء اللہ تعالیٰ کی مجالس عرس میں حاضر ہونیکے واسطے سفر کرنا اس غرض سے کہ انکی قبر کی زیارت اور تاریخ رحلت کی برکت حاصل ہو اور وہاں اور صلحاء اور نیک بخت لوگوں کی ملاقات اور زیارت کے منافع اور فائدے حاصل ہوں بسبب جوازِ عموم وقت کے یہ جواز ثابت ہے اچھا اور نیک فعل ہوگا کیونکہ عموم وقت کا جواز ثابت ہے اور اس جواز کا ثبوت مذکور ہو چکا ہے کہ ہر وقت میں خیر کرنا اور خیر سے فائدہ اٹھانا جائز اور درست ہے تو اس عموم وقت کا جواز ثابت ہوتے ہوئے منع وقت مخصوص مستلزم جوازِ وقتِ مخصوص ہوتا ہے یعنی جس وقت مخصوص کی ممانعت کی جائیگی بسبب جواز عموم وقت کے وہی وقت مخصوص جواز کو لازم ہوگا پس ایک ہی خاص وقت میں منع و جواز دونوں مجتمع ہوں یہ اجتماع ضدین کیسے ہو سکتا ہے لہذا عموم وقت کے جواز کے ساتھ جو ثابت ہو چکا ہے منع وقت مخصوص کا کیسے ممکن ہے پس منع کیونکر ہے۔ اب ممانعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور کے اس قول میں لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ یعنی نہ باندھا جاوے کجاوے مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی مسجد حرام مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد اقصیٰ۔ یہ ممانعت خاص ان تین مساجد کے سوا غیر مساجد کی طرف کو ثواب پانیکی غرض سے سفر دراز کرنیکی ہے۔ کیونکہ یہ ممانعت بطور استثناء کے تاکید وحصر کا فائدہ دیتی ہے جو استثناء کا اصلی مقصود ہے اسلیے کہ اس استثناء میں بسبب مذکور نہ ہونے مستثنیٰ منہ کے کہ مفرغ ہے یعنی ذکر سے فارغ ہے کوئی دلالت منقطع ہونے پر نہیں ہو سکتی تا ہر قسم کے سفر کی نہی واقع ہو بجز متصل ہونیکے نفس مستثنیٰ سے کہ موجود ہے اسلیے کہ حصر وہ محقق موجود و اثبات میں ہوتا ہے جو نفی سے بالکل منقطع و غیر موجود ہو پس مساجد کہ مستثنے متصل و موجود ہیں انہی کا تین میں حصر ہو کر انہی تین کے سفر کی بغرض حصول ثواب اور باقی مساجد کے سفر کی ان تین کے سوا بسبب حصر نہی و ممانعت ہوئی اور یہی اتصال کی شرط ہے کہ طرفین یعنی مستثنٰے و مستثنےٰ منہ ایک جنس کے ہوں پس معلوم ہوا کہ اس حدیث شریف میں سوائے تین مساجد مذکورہ کے اور مسجدوں کے لیے بغرض نیل ثواب سفر دراز کرنیکی ممانعت ہے نہ ہر سفر کی

مطلب تفسیر حدیث شریف لا تشد الرحال الا

جواز زیارت قبور اولیاء کا ...

ثبوت جواز عموم مانع منع خصوص ہو کر اجتماع ضدین لازم آتا ہے +

بیان تفسیر حدیث شریف لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد +

ازانجاکہ سفر بضرورتِ حج وزیارتِ نبی صلعم وتحصیل علم دین ظاہر وباطن وجہاد وزیارت
استاد ومرشد طریقہ ووالدین گو درعالم برزخ باشند ودیگر مصالح عادیہ بتفاوت
مراتب ثابت ومحمود ہست کما قال سبحانہ اَلسَّآئِحُوْنَ الآیہ بعموم السّیاحۃ
بالخیر ش تفسیر معنی سائحون واطمینان ازمشوشات اختلاف ازتفسیر کبیر تواں
یافت ھ پس نہی باستثنا منقطع راست نیاید فیا ربِّ مالھؤلاءِ القوم
لا یکادون ان یفقھو حدیثا ش فی العینی من احسن محامل ھذا
الحدیث بان یکون المراد منہ حکم المساجد فقط وانہ لا تشدّ الرحال الی
مسجد من المساجد غیر ھذہ الثلثۃ واما قصد غیر المساجد من الرحلۃ فی
طلب العلم وفی التجارۃ وزیارۃ الصالحین والمشاھدۃ (ای القبور) وزیارت الاخوان
ونحو ذلک فلیس فی النھی انتھی من ھدیۃ الحرمین ھ ونیز ایصال نفع اعمال
ازفرض وواجب وسنت مالی وبدنی ودعائی برائی غیر عامل اگرچہ ازگزشتہ باشد
(نقش ایصال ۱۲)

ترجمہ کیونکہ ضرورت حج اور زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تحصیل علم دین ظاہر وباطن اور جہاد اور زیارت
استاد اور مرشد طریقت اور والدین اگرچہ عالم برزخ یعنی قبروں میں ہوں اور اور مصالح عادیہ یعنی
ضروری کاموں کی غرض سے سفر کرنا حسب ترتیب تفاوت مراتب کے ثابت اور محمود ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ
نے سورۂ توبہ کے رکوع چودہ میں اَلسَّآئِحُوْنَ الآیہ ای السَّائِرُوْنَ یعنی سیاحت کرنیوالے مراد یہ کہ عام طور پر
سیر وسفر کرنیوالے کہ خیر کے لیے ہوں کیونکہ یہاں سیاحت عام ہے جبکہ خیر کی وجہ میں ہو۔ اور معنی سائحون کی
تفسیر اور اسکے اختلافی جھگڑوں سے اطمینان حاصل کرنا ہو تو تفسیر کبیر دیکھیے۔ پس حدیث مذکورہ میں
استثنا منقطع سے نہی وممانعت صحیح نہیں آتی فیا ربِّ مالھؤلاءِ القوم لا یکادون ان یفقھو
حدیثا یعنی پس اے میرے رب اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ حدیث سمجھنے کی بھی فہم نہیں رکھتے۔ چنانچہ شرح عینی
میں اس حدیث کو بہت عمدہ معنی پر محمول کیا ہے کہ ہدیۃ الحرمین سے منقول ہے یہ کہ مراد حدیث سے فقط حکم
مساجد ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اونٹوں کے کجاوے سجدو نہیں کسی مسجد کی طرف نہ باندھو سوائے ان تین کے۔
ولیکن مسجدوں کے علاوہ دوسرے مقاصد کیلیے کجاوے اونٹوں کے کس کر سفر کرنا طلب علم میں اور تجارت میں اور زیارت
صالحین اور مشاہدہ یعنی زیارت قبور کے لیے اور زیارت برادرانِ دین اور ایسے ہی اور کاموں کی غرض سے سیر
ہو تو اس نہی میں نہیں ہے جس کی حدیث میں ممانعت ہے۔ اور ایسے ہی نفع اعمال کا کہ فرض وواجب اور سنت
ونفل مالی وبدنی کسی قسم کے ہوں اپنے غیر عامل کو پہنچا کر چاہے وہ گذر گیا ہو

مطلب ایصال نفع اعمال از احیا باموات واز اموات باحیا

بیان اثبات ایصال ثواب ونفع اعمال مشروعہ مطلقہ مالی وبدنی وغیرہ
بے قید زمان وایصال دعا برائے غیر عامل بے زمان

یا موجود یا آیندہ می شود کما فی قولہ تعالیٰ حکایتا عن نوح علیٰ نبینا وعلیہ السلام رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ط از مومنین و مومنات امۃ مرحومہ مراد است وَاَمْرًا اِلیٰ حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِہٖ صلعم مع اشتراک مع غیرہٖ صلعم وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثابت است و بفعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلیتُ مع رسول اللہ صلعم عید الاضحیٰ فلمّا انصرف اُتی بکبشٍ فذبحہ فقال بسم اللہِ اللہ اکبر اللّٰھم ھذا عنّی وعمّن لم یُضحّ من امتی رواہ احمد وابوداؤد والترمذی ش مِنْ اُمَّتِیْ عام است از گزشتہ و موجود و آیندہ کہ از امتش ہستند صلعم

ترجمہ یا موجود ہو یا ہنوز موجود نہ ہوا ہو بلکہ آنیوالا ہو پہنچتا ہے اور ایصال دعا بھی کہ وہ غیر عامل کے لیے غیر عامل کو پہنچتی ہے یعنی ہر قسم کی عبادت مشروعہ کا ثواب کسی ایسے کو کہ اُس نے نہ کی ہو مردہ زندہ آیندہ ایک کے لیے پہنچانے سے پہنچتا ہے۔ اور دعا بھی کہ ایسے شخص کے متعلق ہو پہنچتی ہے۔ جیسا خدای تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں حضرت نوح علی نبینا وعلیہ السلام کی نسبت سورۂ نوح کے آخر میں حکایت کر کے کہ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط یعنی اے رب مجھکو اور میرے ماباپ کو اور جو کوئی مومن میرے گھر میں داخل ہو اسکو اور سب مومن مرد اور مومنہ عورتوں کو بخشدے۔ مومنین اور مومنات سے یہاں امتِ مرحومہ محمدیہ کے مومن مرد اور عورتیں مراد ہیں۔ اور سورۂ محمد کے دوسرے رکوع میں اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت حکم کر کے اور آپکی ہمراہ آپکے سوا اور ول کو شریک کر کے اس قسم کی دعا کرنیکو ایصال غیر عامل کے لیے حکماً ثابت کر دیا خواہ وہ مردہ ہو یا زندہ یا آیندہ چنانچہ فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یعنی اے حبیب ہمارے آپ مغفرت طلب کیجیے خاص اپنے ذنب کیواسطے اور مومنین اور مومنات کے گناہ کے لیے۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بھی ثابت ہے کہ روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا حضرت جابر رضؓ نے کہ میں نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید الضحیٰ کی پھر جب لوٹے نماز سے رسول کریم۔ ایک مینڈھا لایا گیا تو آپ نے اُسکو ذبح کیا اور کہا بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ اے میرے اللہ یہ میری طرف سے اور اُس شخص کی طرف سے ہے جسنے میری اُمت میں سے قربانی نہیں کی۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس حدیث میں مِنْ اُمَّتِیْ کا لفظ تمام اُمت کو شامل ہے اسلیے کہ عام ہے یعنی میری اُمت سے آپکی اُمۃ گذشتہ اور موجود اور آیندہ سب مراد ہے

ایصال نفع

وازاموات

باحیاء بہمہ

و آز احیاء باموات بہ نماز جنازہ کہ فرض کفایہ است و آز اموات باحیاء بہمہ گر لقولہ علیہ السلام من دخل المقابر ثم قرء فاتحۃ الکتاب و قل ھو اللہ احدٌ و الھٰکم التکاثر ثم قال انی جعلتُ ثواب ما قرءتُ من کلامك لاھل المقابر من المؤمنین و المؤمنات کانوا شفعاء الی اللہ تعالیٰ ۔ لفظ کانُوا دلالت میکند بر تحقق فعل در زمانِ حال و مستقبل از شفعاء و الّا شفاعۃ در زمان ماضی لامعنی لہا است و آیں اشفاع عام الوجوہ مخصص بالوجہ دلالۃ لفظی از زیر حدیث شریف نتواند شد بل نظر بتائیداتِ مثبتِ مدعا اشفاعِ عام الوجوہ را توسع از اہلِ عالم روح و شہود و برزخ و آخرت بہمہ گر باخلافِ عالم تواند شد ق

ترجمہ اور زندوں سے مُردوں کو اعمال کا نفع حاصل کرنا جیسا نماز جنازہ میں کہ فرض کفایہ ہے جس میں عامل کا عمل غیر عامل کے لیے کفایت کرتا ہے ظاہر ہے اور مُردوں سے زندوں کو اُن کے آپس میں حضور علیہ السلام کے فرمانیکے سبب سے یعنی جو کوئی گورستان میں داخل ہوا پھر اسنے سورہ فاتحہ پڑھی اور قل ھو اللہ احد اور سورہ الھٰکم التکاثر پھر کہا تحقیق مینے جو کچھ تیرے کلام سے پڑھا اسکا ثواب میں نے اس گورستان کے تمام مومنین اور مومنات کے لیے کر دیا تو وہ سب اہل مقابر اللہ تعالیٰ کی طرف اس پڑھنے والے کے لیے شفیع ہو جاتے ہیں ۔ اس حدیث شریف میں لفظ کانُوا جو ماضی ہے تحقق فعل پر دلالت کرتا ہے اور لفظ شفعاء سے وقوع اس فعل کا زمانۂ حال و استقبال دونوں کے لیے دلیل ہے ورنہ شفاعت زمانہ ماضی میں ایسی بات ہے جسکے لیے کچھ معنی نہیں یعنی ایک بےمعنی بات ہے ۔ اور یہ شفاعت کرنا کہ ہر وجہ میں عام ہے اس حدیث شریف کے کسی لفظ کی دلالت سے کسی وجہ میں خاص نہیں کیا جا سکتا بلکہ اُن تائیدوں پر نظر کرکے جو مدعا ثابت کر رہی ہیں اس اشفاع عام الوجوہ کو توسع ہو سکتا ہے ہر ایک کے لیے آپس میں عالم روح اور عالم شہود اور عالم برزخ اور عالم آخرت کے رہنے والوں سے باوصف ان کے خلاف عالم ہونے کے ۔ خلاصہ یہ کہ اس حدیث شریف کے الفاظ کانُوا شُفَعَاء سے یعنی شفیع ہوں گے ایک تو تحقق شفاعت پر زمانہ موجود کے لوگوں اور آنے والوں کے لیے دلالت ہوتی ہے ۔ دوسرے جبکہ اس سے ہر طرح کی عام شفاعت کرنا پایا جا رہا ہے تو اس کا کسی خاص وجہ کی شفاعت کے لیے بغیر دلیل مخصوص کرنا نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث کا کوئی لفظ اسپر دلالت نہیں کرتا ۔ بلکہ جب ہم ہماری مدعا کی ثابت کرنیوالی تائیدات کو دیکھتے ہیں تو ہمکو ہر عالم والوں کے لیے کہ عالم روح ہو یا شہود عالم برزخ ہو یا آخرۃ نہیں ہر ہر ایک کو ہر ایک کیلیے آپسمیں باوصف خلاف ہونے عالم کے شفاعۃ کا توسع ثابت ہو سکتا ہے

بیان تحقق و توسع

زمانِ حال و مستقبل

ہر اہل عالم کا باہمہ

تنبیہ ازینجا است جواز خواندنِ قرآن مجید بر قبور و شعور مقبور بزائر و باید دانست
کہ انفاع و انتفاع ہمدگر از عالمِ شہود و آخرت و برزخ کہ مشترک بعالم شہود و آخرت
است مصرّح مذکوراست و انتفاعِ عالم شہود از عالمِ روح از روح مبارک صلعم و
بعض اولیاء اللہ تعالیٰ رضہ بملاحظۂ کتب سِیَر انبیاء و اولیاء عیاں خواہد شد چنانکہ
استغاثت و توسلِ انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام بروح مبارک صلعم و
توسلِ حضرت آدم عم بروح مبارک صلعم و دلیلی بر نفیِ افادتِ اختیاری حاصل
نتواند شد مگر بر اثباتِ افادتِ اختیاری و اضطراری و اگر باشد فلا عذر فیہ
واللّٰہُ تعالیٰ اعلمُ م و از اموات باموات لقولہٖ علیہ السلام اذا مات لاحدکم
المیتُ فاحسنوا کفنہ و عجّلوا انجاز وصیتہ واعمقوا لہ فی قبرہ وجنّبوہ جار السوء
قیل یا رسول اللّٰہ ھل ینفع الجار الصالح فی الاٰخرۃ قال ھل ینفع فی الدنیا

رواں کردن ۱۲

از اموات باموات

ترجمۂ تنبیہ یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبروں پر قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔ اور صاحب قبر کا اسکی زیارت کرنے والے سے آگاہ ہونے کا جواز بھی ثابت ہے۔ اور سمجھنا چاہیے کہ نفع پہنچانا اور نفع اُٹھانا آپس میں عالم شہود و آخرت سے اور عالم برزخ سے جو عالم شہود و آخرت دونو سے مشترک ہے یہ تو صراحتہ سے مذکور ہے۔ رہا نفع پانا عالم شہود کا عالم روح سے خاصکر روح مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بعض اولیاء اللہ تعالیٰ رضی اللہ عنہم سے یہ کتب سیر انبیا اور اولیاء اللہ کے ملاحظہ کرنے سے ظاہر ہوگا۔ جیسا کہ مدد لینا اور وسیلہ کرنا انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام کا روح مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور وسیلہ اختیار کرنا آدم علیہ السلام کا روح مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آس اختیاری فائدہ پہنچانے کی نفی پر کوئی دلیل نہیں حاصل ہو سکتی یعنی یہ کہ کوئی کسیکو اپنے اختیار سے فائدہ نہیں پہنچا سکتا ہو اسپر کوئی دلیل نہیں بلکہ اسکے اختیاری اور اضطراری فائدہ پہنچانے کے اثبات پر دلائل مل سکتی ہیں۔ اور اگر کوئی دلیل ہو تو اُس میں عذر نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور خدائے برتر ہی بہتر دانا ہے۔ اور اعمال کا نفع مردوں سے مردوں کو پہنچنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ثابت ہے کہ فرمایا جب تم میں سے کوئی جاوے تو اسکو کفن اچھا دو اور اسکی وصیت پوری کرنے میں جلدی کرو اور اسکی قبر گہری کھود و اور بد پڑوسی کو اس سے بچاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا پڑوسی نیکبخت آخرۃ میں نفع دیتا ہے فرمایا کیا دنیا میں نفع دیتا ہے

بیان ایصال ثواب مردوں کا اموات کو

تفسیر کریمۂ کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

قالوا نعم قال کذلک ینفع فی الاٰخرة ⁕ و مفهوم کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ
وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ⁕ و امثال هٰذا درحالتِ تعمیم نسبته بمومن و کافر معارضة
بآں **ش** ای بآنچه مذکور شد از اصابة ثواب بعملِ غیر **م** نمیکند چه ایں سخن در وجه استحقاقِ
جزا بعمل سیئه است عدلاً که نفی عفو و مغفرت و جزای بهتر از عملِ حسنه مثبت به فضل الله
یغفر لمن یشاء و مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا نتواند کرد نه بعملِ غیر **ش** ای
سخن نه بعملِ غیر است **م** و نفی بعض منعِ ثبوتِ بعض نمیکند همچو عکس ایں **ش** اے
چنانکه اثبات بعض نفی بعض نمیکند و عطفِ ایں جمله بر جمله است بطور دلیلِ دعوی **م**
علة دلیل اول یعنی که نفی عفو و مغفرت مثبت به الخ **م**

بیان تفسیر کریمۂ کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ⁕

ترجمه صحابہ نے عرض کیا ہاں فرمایا ایسا ہی آخرۃ میں نفع دیتا ہے۔ اور مفہوم آیات کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ
رَهِیْنَةٌ جو سورۂ مدثر کے رکوع دوسرے میں ہے۔ یعنی ہر نفس بسبب اُس چیز کے جو اُسنے کسب کیا گرو ہے۔ اور کریمہ
اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی جو سورۂ النجم کے آخر رکوع میں ہے۔ یعنی۔ یہ کہ نہیں ہے انسان کے واسطے مگر
وہی جو اُس نے سعی کی۔ اور ایسی ہی اور آیتیں جنکا مفہوم حالت تعمیم میں مومن اور کافر کی نسبت ہوتا ہو وہ
اُن ثبوتوں کی معارضت نہیں کرتا ہے جو غیر کے عمل سے ثواب پہنچانیکے بارہ میں مذکور ہو چکے ہیں۔ پس یہ اور اسی
قسم کی آیات اُن ثبوتوں کی عارض اور مانع اور حارج نہیں۔ اسلیے کہ یہ کلام یعنی مفہوم آیات مذکورہ اس استحقاق جزا کی وجہ میں
ہے جو بُرے عمل کی نسبت براہِ عدل ہے پس یہ وجہ استحقاق کہ عامل کے عمل بد کی جزا بنا بر عدل ہے یہ اُس عفو و مغفرت اور
جزائے بہتر نیک عمل کی جو مثبت بہ بنا بر فضل ہے نفی نہیں کرسکتی ہے کیونکہ عمل بد کا بدلہ جیسا عدل پر ہے اسی طرح عفو و مغفرت
اور بدلہ نیک عمل کا بہتر ملنا یہ خدا کے فضل سے ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے اور اسپر یہ آیتیں دلالت کررہی ہیں یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ
کہ سورۂ بقرہ کے آخر میں ہے یعنی جسے چاہتا ہے وہ بخشتا ہے۔ اور سورۂ قصص کے آخر رکوع میں یہ کریمہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ
فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا یعنی جو کوئی نیکی لایا پس اُس نیکی کا عوض اُسکے لیے اُس سے بہتر ہے۔ اور یہ کلام یعنی مفہوم آیات کسب و سعی
عمل غیر کی وجہ میں نہیں ہے جو اصابت ثواب کی نسبت مانع و معارض ہو حالانکہ مفہوم آیات مذکورہ بنا بر عدل ہے عمل بد کی استحقاق
جزا میں۔ اور ثواب کا ملنا اور عفو و مغفرت وغیرہ از راہ فضل ہے پس جو کلام بنا بر عدل استحقاق جزا میں ہے وہ عمل غیر کے یہ
اصابت ثواب وغیرہ کے جو فضل حق کی وجہ میں ہے کیسے نفی کرسکتا ہے۔ اور نفی بعض کی بعض کے ثبوت کا منع نہیں کرتی اسی طرح
اسکا عکس یعنی اثبات بعض کا بعض کی نفی نہیں کرتا ہے۔ حاصل یہ کہ وجہ استحقاق سزا کہ عمل بد کے سبب براہ عدل آیات مذکورہ کسب و سعی
سے ثابت ہے ہمیں اسی بعض وجہ استحقاق سزا کا ثبوت ہے یہ ثبوت بعض اُس عفو و مغفرۃ وغیرہ ثابت شدہ کی نفی نہیں کرسکتا کہ اسکا اثبات
براہ فضل دوسری آیات سے بخوبی ہو چکا ہے۔ مصنف کتاب رحمہ اللہ کا اسکے دلیل دعوی کو بطور عطف جملہ بر جملہ کے بیان کرنا ظاہر کرتا ہے اور غیرہ کا دو کیا

[illegible]

بدانکہ مَا سَعٰی و مَا کَسَبَتْ بمعنی مَا عَمِلَ مع نیت صحۃ نفس عمل است و سخن
در نیت صحتی است کہ وقوف جزای اُخروی بآنست و آں مقصودِ ما موصولہ است
بیان نیت صحتے ۱۲
کہ متغایر و متاخر نیت صحۃِ نفس عمل است بدلالۃ مفعولیۃِ ما موصولہ مر فعل بعدش را یعنی
بیان نیت صحتی مع متعلقاتش ۱۲
لوجہ اللہ تعالیٰ یا لغیرہ تعالیٰ پس ہر عمل رجوع میکند بنفس عامل در وجہ استحقاق جزای
اُخروی نہ استحقاق مایراد غیر جزای مذکور کہ خارج از بحث مقصود است + اکنوں کریمہ
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ را در تفسیر کریمہ کُلُّ امْرِءٍۭ بِمَا کَسَبَ رَهِیْنٌ الآیہ
مخصوص مومنین بسوقِ کلام سابق و لاحق وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا را در تفسیر کریمہ اَنْ
لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَ كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ

ترجمہ اور معلوم ہو کہ آیات مذکورہ میں لفظ مَا سَعٰی اور مَا کَسَبَتْ بمعنی مَا عَمِلَ مع نیت صحت نفس
عمل ہے یعنی مراد سعی و کسب سے وہ عمل ہے جو نفس عمل کی صحت کی نیت کے ساتھ ہو یعنی ایسی نیت سے عمل
کیا ہو کہ اُس سے عمل کی صحت ہوتی ہو۔ اور کلام جس نیت میں واقع ہوا ہے اُس سے نفس عمل کی صحت مراد
نہیں ہے بلکہ وہ صحت مراد ہے جسپر آخرت کا بدلہ موقوف ہو۔ اور یہی مَا موصولہ کا مقصود ہی جو مَا کَسَبَتْ
اور مَا سَعٰی میں آیا ہے۔ اور یہ نیت صحت جزائے اُخروی اُس نیت سے متغایر اور متاخر ہے جو نیت
صحت عمل کی ہے اس دلیل سے کہ مَا موصولہ خاص اپنے مابعد فعل کا مفعول ہوتا ہے خواہ وہ فعل
خدا کی وجہ میں ہو یا غیر خدا کی وجہ میں۔ پس ہر عمل عامل کے نفس کی طرف رجوع کرتا ہے اسی وجہ
میں استحقاق جزائے اُخروی ہے نہ اُس استحقاق میں جو جزائے مذکور کے غیر مراد ہو کہ یہ امر بحث
مقصود سے خارج ہے کیونکہ آیات کسب و سعی میں عامل کے اُسی عمل کا بیان ہے جسمیں استحقاق جزائے
اُخروی ہے پس یہی عمل عامل کے نفس کی طرف رجوع کرے گا نہ وہ جو اس جزائے مذکور کے علاوہ
کہ غیر ارادہ کیا جاتا ہے حالانکہ باعتبار شانِ نزول یہ آیات مخصوص کفار کے لیے ہیں جیسا عنقریب
بیان ہوگا۔ اب آیت کریمہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ جو سورہ حم سجدہ کے دوسرے رکوع
میں ہے۔ آیت کریمہ کُلُّ امْرِءٍۭ بِمَا کَسَبَ رَهِیْنٌ الآیہ کی تفسیر میں جو سورہ طور کے اول
رکوع میں ہے کہنا چاہیے کہ باعتبار سوق کلام سابق و لاحق مخصوص مومنین کے لیے ہے اور آیۃ
کریمہ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا کو جو سورہ حم سجدہ کے دوسرے رکوع میں ہے۔ آیۃ کریمہ اَنْ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا
مَا سَعٰی کہ سورہ نجم کے دوم رکوع میں ہے اور كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ کہ سورہ مدثر کے دوم رکوع میں ہے

مخصوص کا فرین بنظمِ عبارت سابق ولاحق تواں گفت نہ اینکہ **ش** ایں نفی در مقابلۂ ثبوت معنی ما عمل است **م** جزائی عملی بغیر عامل نتواند رسید کہ دلالۃ لفظی ازینہا ندارد و حالانکہ جزاء امری متاخر از عمل بفضلِ معطی ذو القوۃ المتین است کہ اورا مانعی حقیقی تخصیصاً بانتقال جزائے اعمال مطلق از حسنات وسیئات در صورتِ حقوقِ عباد کہ بقولہ علیہ السلام مصرح است فی المشکوٰۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ انّ قال ان کان لہ عملٌ صالحٌ اُخذ منہ بقدر مظلمتہ وان لم تکن لہ حسناتٌ اُخذ مِن سیّاٰتِ صاحبہ فحمل علیہ رواہ البخاری یا **ش** تردیاست بر حقوقِ عباد **م** بقصدِ عامل بغیر **ش** **ش** از غیرِ خود یعنی غیر عامل **م** در حسنات اگرچہ از فرضِ عین باشد تا مستحب لذا الی باشد تا بدنی نتواند شد **ش** فاعلش مانعی حقیقی **م**

ترجمہ ان دونوں کی تفسیر میں کہ مخصوص کافروں کے لیے باعتبار اُسکی نظم عبارت سابق ولاحق کے ہو کہنا چاہیے۔ نہ یہ کہ مَا سَعیٰ ومَا کَسَبَت فقط بمعنی مَا عَمِلَ ہے یعنی جو کچھ مَا عَمِلَ کے معنی سے ثابت ہو اُسپر خیال کرکے بدلا کسی عمل کا غیر عامل کو پہنچتا ہی نہیں سو ایسا نہیں ہے کیونکہ ان آیات کے کسی لفظ سے منع پر دلالت نہیں حاصل ہوتی۔ اور حال آنکہ ہر کام کا بدلہ کہ عمل سے متاخر ہوتا ہے یہ خدائے معطی ذو القوۃ المتین کے فضل سے ہے کہ عامل سے غیر عامل کی طرف جزائے اعمال پہنچانے میں اُسکے لیے کوئی حقیقی مانع نہیں ہو سکتا جسپر بطور تخصیص جزائے اعمال مطلق کے منتقل ہونے سے دلالت ہو رہی ہے کہ حقوق عباد کی صورت میں وہ اعمال روز جزا خواہ نیکیوں سے ہوں یا بدیوں سے باہم منتقل ہونگے کہ حضور علیہ السلام کے اس قول سے بصراحت معلوم ہو رہا ہے چنانچہ مشکوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ فرمایا اگر اُسکے لیے عمل نیک ہونگے تو لے لیے جاوینگے اُس سے اُسکے مظلمہ یعنی ظلم کے بدلہ کی مقدار پر۔ اور اگر نہیں ہیں اُسکی نیکیاں تو اُسکے ساتھی کی بدیوں سے لیکر وہ اُسپر لادے جاوینگی۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ یا عامل کے قصد کی صورت میں اپنے غیر کے ساتھ جو عامل نہ ہو فقط حسنات میں جزائے اعمال کے منتقل ہونے سے اگرچہ وہ عمل فرض عین ہو لیکر مستحب تک ہو کہ وہی مالی سے لیکر بدنی تک ہو بطور تخصیص دلالت ہو رہی ہے بس اس تخصیصی انتقال جزائے اعمال کے لیے کوئی مانع حقیقی نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ جزا ہر کام کی متاخر عمل سے بفضل خدائے معطی صاحب قوت متین سے ہے

واز ان تصلی لھما و ان تصوم لھما دلالہ بر تعمیم از فرض ونفل است نہ بر تخصیص وقیاس باید کرد دیگر عبادات را بر نماز کہ منجمع عبادات است و اگر تفصیلی زیادہ تر باید رجوع بکتبِ مفصلہ اہل سنت وجماعت لازم ست فی ذخیرۃ العقبیٰ للانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره عند اهل السنة والجماعة عن الصلوة والصوم والحج والصدقة والتلاوة وغیرها من جمیع انواع البر وتصل الی المیت وینفعه وقالت المعتزلة لیس له شیٔ من ذلك انتهیٰ وكذا فی البحر الرائق وغیره ھ والبتہ سقوط عمل از ذمہ غیر عامل در واجب لنفسہ بجزای عمل غیر نتواند شد پس نفعیکہ از عمل غیر رسد ایں استحقاقش باستحقاق عمل عامل است کہ می بخشد اورا کہ معلق بتقدیر وقضا است نہ بتبدلِ تقدیر وقضا

ترجمہ اور ان تصلی لھما اور ان تصوم لھما سے فرض ونفل کی تعمیم پر دلالت ہے نہ تخصیص پر۔ باقی اور عبادات کو نماز پر قیاس کر لینا چاہیے کہ یہ سب عبادات کی جامع ہے۔ اور اگر اس سے کچھ تفصیل زیادہ چاہیے تو اہل سنت وجماعت کی مفصلہ کتابوں کی طرف رجوع کرنا لازم ہے جیسا ذخیرۃ العقبیٰ میں مذکور ہے۔ کہ ہر انسان کو اپنے عمل کا ثواب اپنی غیر کے واسطے کر دینا اہل سنت وجماعۃ کے نزدیک ثابت ہے نماز اور روزہ اور حج اور صدقہ اور تلاوۃ وغیرہ سے تمام اقسام کی نیکی کا اور یہ ثواب میت کی طرف پہنچتا ہے اور اسکو نفع دیتا ہے۔ بخلاف معتزلہ کے کہ وہ کہتے ہیں میت کے لیے اس سے کوئی چیز نہیں ہے یعنی ایصال ثواب ونفع میت کو کچھ نہیں ہوتا۔ تمام ہوا قول صاحب ذخیرۂ عقبیٰ کا۔ اور اسی طرح بحر الرائق وغیرہ کتابوں میں ہے +

والبتہ وہ عمل جو اس کے نفس پر واجب ہے غیر کے عمل کے بدلے سے وہ عمل غیر عامل کے ذمہ سے چھوٹ نہیں سکتا اور نہ ساقط ہو سکتا ہے۔ پس جو نفع کہ عمل غیر سے پہنچتا ہے یہ استحقاق اسکو عمل عامل کے استحقاق سے بسبب اس کے بخشدینے کے حاصل ہوا ہے اسلیے کہ یہ فعل تقدیر وقضا سے معلق ہے نہ تقدیر وقضا کا کہیں بدل جاتا ہے۔ کیونکہ تقدیر وقضا کا بدلنا فاعلِ حقیقی حضرت حق کا کام ہے نہ فاعل حقیقی کے فعل تقدیر وقضا پر بندہ اپنے فعل کو معلق کر سکتا ہے پس محل اشتباہ اس مسئلہ میں یہی ہے اور فہم کی کجی کا یہی موقع ہے فہیم کو چاہیے کہ یہاں نظر کو زیغ سے بچائے اور اپنے اور خالق کے فعل کو بجائے خود نگاہ رکھے اللّٰھم احفظنی من سوء الفھم

یعنی جو عمل کہ غیر عامل پر بعوض جزای کے
سبب بدل ہونے ساقط نہیں ہو سکتا +

ازانجا کہ نزول کریمہ کُلُّ نَفْسٍ الخ مخصوص درشان کفار است بدلالۃ نظم ماقبل نہ مومنین بدلالۃ استثنار ما بعد ای اِلَّا اَصْحَابَ الْیَمِیْنِ ہ فائدہ نفی اصابۃ نفع عملِ غیر مخصوص ش صفتِ اصابۃ مع متعلقاتش م مومنین ازیں کریمہ نتواند شد ونہ تعارض وہمچنیں کریمہ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ الخ بدلالۃ دیگر از نظم وشان نزول وضرورت رفع تعارض واز ملائکہ بانسان لقولہ تعالیٰ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَلَآ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ه واز انسان بملائکہ شرکت بصلوٰۃ مع النبی صلعم اشہر است بلکہ ایں انفاع وانتفاع بعمل غیر در دیگر اشیار نیز تواند شد چنانکہ از تسبیح سبزہ برگور بصاحبِ گور عن ابن عباس رضہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی قَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّھُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ اِلَّا فِیْ کَبِیْرٍ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ لَا یَنْزِہُ مِنْ بَوْلِہٖ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ

ترجمہ اور چونکہ آیت کریمہ کل نفس بما کسبت رھینۃ کا شان نزول کفار کے حق میں مخصوص ہے کہ نظم ماقبل کی دلالت سے معلوم ہوتا ہے نہ مومنین کے حق میں کیونکہ استثنار ما بعد یعنی اِلَّا اَصْحَابَ الْیَمِیْنِ اسپر دلالت کرتا ہے۔ لہذا اس آیت کریمہ سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ یہ خاص مومنین کے حق میں غیر کے عمل کا نفع پہنچانے کی نفی کرتی ہے اور نہ ان آیات کی جنسے مومنین کے حق میں عمل غیر کے نفع پہنچانے کا ثبوت ہوتا ہے معارض ہوتی ہے اسی طرح کریمہ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کو اسکے نظم اور شان نزول وغیرہ کی دلالت اور اس کے رفع تعارض کی ضرورت پر نظر کر کے خیال کر لینا چاہیے۔ اور ملائکہ سے انسان کو نفع اعمال اللہ تعالیٰ کے قول سے ثابت ہے جیسا وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَلَآ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ کہ سورہ شوریٰ کے اول رکوع میں ہے یعنی اور فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے ہیں اور ان کے لیے جو زمین میں ہیں مغفرت مانگتے ہیں۔ آگاہ ہو کہ بیشک اللہ ہی غفور رحیم ہے۔ اور انسان سے ملائکہ کو نفع اعمال یہ شرکت درود میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشہور تر ہے۔ بلکہ عمل غیر سے نفع دینا اور لینا اور چیزوں میں بھی ہو سکتا ہے جیسا سبزہ گور کی تسبیح سے صاحب گور کو نفع کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گذرے اور فرمایا کہ یہ دونو صاحب قبر البتہ عذاب میں ہیں اور یہ دونو معذب نہیں ہیں مگر کبیرہ میں یعنی ایسے امر میں جس سے بچنا انپر شاق اور دشوار ہوتا تھا اور بڑا معلوم ہوتا تھا اور بھی کہا گیا کہ بسبب امر کبیر معذب ہیں جو علت عذاب ہے اس صورت میں حرف فی تعلیلی ہے۔ لیکن ایک انمیں اپنے پیشاب سے پرہیز نہ کرتا تھا

از تسبیح سبزہ برگور بصاحب گور وتفسیر حدیث شریف ان رسول اللہ صلعم مر علی قبرین الخ لٓہ امر کان ان یشق ویکبر علیہما الاحتراز عنہ وقیل فی التعلیل ۱۲

ثم اخذ جریدۃً رطبۃً فشقّھا باثنین فجعل علیٰ قبرٍ واحدۃً فقالوا یارسول اللہ لِمَ فعلت ھٰذا فقال لعلہ یخفف عنھما مالم ییبسا ہ وفی المشکوٰۃ باختلافِ اللفظ متفقٌ علیہ ایں فعل حضرت صلعم مخصوص باعجاز نتواند شد بدلالۃ تحویل تخفیف بہ مالم ییبسا نہ بفعلِ حضرت صلعم و در فتاویٰ ہندیہ است وضع الورد والریاحین علی القبور حسنٌ و نیز ایں انفاع و انتفاع اختیاری وہم اضطراری تواند شد کہ حقیقتش اہلِ ادراک حقائق خفیہ تواند دریافت

ش۔ **تنبیہ** ازینجا رد آنست کہ گفتہ شد نفعِ اعمال بغیر عامل نمیرسد پس از احیاء نفعی باموات نتواند شد ھم

اللّٰھم صلّ وسلم علیٰ محمدٍ نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہٖ کما تحبّہٗ وترضاہٗ وشفعہٗ فینا وترحمنا بہٖ

ترجمہ پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور اُسکو چیر کر دو حصہ کیا اور ہر ایک کی قبر پر رکھدیا۔ یہ دیکھ کر صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ آپ نے کیوں کیا تو آپ نے فرمایا امید ہے کہ دونوں کے عذاب میں تخفیف ہو جاوے جب تک یہ دونوں شاخیں خشک نہ ہوویں۔ اور یہی حدیث باختلافِ لفظ مشکوٰۃ میں ہے اور متفق علیہ ہے۔ اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ گلاب اور خوشبودار پھول قبروں پر رکھنا اچھا ہے۔ اور اس قسم کا نفع دینا اور لینا اختیاری اور اضطراری بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی حقیقت پوشیدہ حقیقتوں کے ادراک کرنیوالے ہی جان سکتے ہیں۔

تنبیہ یہاں اس بات کا رد بھی ہو گیا جو کہا گیا کہ اعمال کا نفع غیر عامل کو نہیں پہنچتا ہے پس زندوں سے اموات کو کچھ نفع نہیں پہنچ سکتا ہے اللھم صل وسلم علی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

اے خدا درود وسلام بھیج محمد صلعم پر کہ نبی رحمت ہیں اور اُن کے جمال پر جیسا تو اُن کو چاہتا ہے اور اُن کو پسند کرتا ہے اور اُن کو ہم میں سفارشی کر دے اور اُنکے وسیلہ سے ہم پر رحم کر۔

مطلب تحقیق معنی کریمہ ما اہل بہ لغیر اللہ وما اہل لغیر اللہ بہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً در تحقیق معنے کریمہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ **مقدمہ** بدانکہ اہلال بمعنی بر داشتن آواز مطلق است بذاتہ کہ اصلش رفع صوت است صراح و مقید است بعوارضہ با عموم تقیید بعوارض دالہ بر مدلول و متعدی بمفعولین است و گاہی مقتصر شود بمفعولی بر مقصود ے وگاہی مفعول مختص شود بباء و ہماں تقیید بعوارض مہلہ است چنانکہ ہماں تقیید قول بعوارض خودش مقولہ بجز اُهِلَّ بالتسمیۃ علی الذبیحۃ واهلّ المعتمر صاح بالتلبیۃ علی قرینۃ المحل تلبیہ وتسمیہ مہلہ است و ذبیحہ احد المفعولین بصلۂ علی واهلّ المولود اذا ولد واهلّ الرجل اذا رأی الهلال ش

بیان تحقیق معنی آیۃ ما اہل بہ لغیر اللہ وما اہل لغیر اللہ بہ

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً ۔ آیت کریمہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ جو سورۂ بقر کے اکیسویں رکوع میں ہے اور سورۂ مائدہ کے اول رکوع میں جو یہ آیت کریمہ مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ہے ۔ ان دونوں کے معنی کی تحقیق میں یہ بحث ہے ۔ **مقدمہ** معلوم ہو کہ اہلال کے ذاتی معنی مطلق آواز بلند کرنیکے ہیں کیونکہ اصل اسکی رفع صوت یعنی آواز بلند کرنا ہے جیسا لغت صراح میں ہے ۔ پس اہلال اس معنی کے اعتبار سے اپنی ذات میں مطلق یعنی بے قید ہے ۔ اور اپنے عوارض کے سبب مقید ہے مگر یہ تقیید بسبب عوارض کے کہ سب مدلول کی طرف دال یعنی رہنما ہیں عام ہے ۔ اور مصدر اہلال متعدی بدو مفعول ہے ۔ مگر کبھی خاص مقصود پر ایک مفعول کے ساتھ کوتاہ ہو جاتا ہے یعنی ایک ہی مفعول پر بس کر جاتا ہے ۔ اور کبھی مفعول حرف باکے ساتھ خاص کیا جاتا ہے ۔ اور یہی عوارض کے ساتھ مقید ہو جانا مہلہ ہے اسی طرح جیسا قول کا اپنے عوارض کے ساتھ مقید ہونیکا نام مقولہ ہے ۔ پس مہلہ ان الفاظ کو کہتے ہیں جنکے ساتھ آواز بلند کیجاوے جیسے اُهِلَّ بالتسمیۃ علی الذبیحۃ یعنی قربانی پر بسم اللہ کے ساتھ آواز بلند کی گئی اور اهلّ المعتمر کہ صراح میں ہے یعنی عمرہ حاصل کرنیوالے نے لبیک کہکر پکارا ۔ یہاں قرینۂ محل کے سبب بالتلبیۃ محذوف مقدر ہے پس ہر دو مثال میں تسمیہ اور تلبیہ مہلہ ہیں کہ بصلہ با خاص ہو کر رفع صوت انہیں سے ہوا ہے اور مثال اول میں ذبیحہ بصلہ علی جسپر رفع صوت بالتسمیہ واقع ہوا ہے اُهِلَّ کا مفعول ثانی ہے ۔ اور اسی طرح

معنی لغوی اہلال اور اسکا اطلاق و تقیید و مقیدبہ وغیرہ ۔ و معنی مہلہ وغیرہ مع امثال

وتواں گفت اہلَ التسمیۃَ بالذبیحۃ والذبیحۃَ بالتسمیۃ واہلَ المعتمرُ بالتلبیۃِ للہِ والتلبیۃَ للہِ وقال عمروًا بان یضربَ بکرًا وبعمرٍو ان یضربَ بکرًا م پس ازیں مقدمہ آسانی در فہم معنی ہر دو آیت کریمہ مذکورہ خواہد شد ان شاء اللہ تعالیٰ **تصریح** باید دانست مفسرین وفقہاء اہل سنت وجماعت رح اہلال را بخصوص محل بقید بذبح فرمودہ اند کہ از مطالعہ کتب تفسیر وفقہ تواں دریافت **ش** فی مدارکِ التنزیل ای ذبح للاصنام فذکر علیہ غیر اسم اللہِ واصلُ الاہلالِ رفع الصوتِ ای رُفع بہ الصوتُ للصنم وذٰلک قولُ اہلِ الجاہلیۃ باسمِ اللاتِ والعزّٰی وفی انوارِ التنزیلِ ای رُفع بہ الصوتُ عند ذبحہ للصنمِ وفی حاشیتہ معنی برفع الصوتُ للصنم ان یُذکر اسمہ عند الذبح علیٰ ما فی الکواشی وتاج البیہقی وغیرہما +

ترجمہ اور امثال مذکورہ کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں اہلَ التسمیۃ بالذبیحۃ اور اہلَ الذبیحۃ بالتسمیۃ اور اہلَ المعتمر بالتلبیۃ للہِ اور اہلَ المعتمر التلبیۃ للہ۔ اور ایسے ہی یہ مثال کہ قال عمروًا بان یضرب بکرًا یا۔ قال بعمرٍو ان یضرب بکرًا نصب وجر دونوں حالتوں میں۔ یعنی عمرو سے یا عمرو کو بکر کے مارنیکو کہا۔ پس جیسے مثال آخر سے مقولہ کا حال معلوم ہوا کہ ان یضرب بکرًا ہے اسی طرح اول کی مثالوں سے معلوم ہوا کہ جہاں تسمیہ اور تلبیہ ہے بحالت نصب وجر۔ اور ذبیحہ کہ معلہ حرف با کے ساتھ کبھی مخصوص ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ پس اس مقدمہ سے دو آیۃ کریمہ مذکورہ کے معنے سمجھنے میں آسانی ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ **تصریح** سمجھنا چاہیے کہ مفسرین اور فقہاء اہل سنت وجماعت نے خصوص محل کی دلالۃ سے اہلال کو ذبح کے ساتھ مقید فرمایا ہے یعنی محل خاص ہونیکی مناسبت سے اہلال کو ذبح کے معنے کے ساتھ مقید کر دیا ہے کہ تفسیر وفقہ کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ مدارک التنزیل میں ہے ای ذُبح للاصنام فذکر علیہ غیر اسم اللہ واصل الاہلال رفع الصوت ای رُفع بہ الصوت للصنم وذٰلک قولُ اہلِ الجاہلیۃ باسمِ اللاتِ والعزّٰی یعنی ذبح کیا جاوے بتوں کے واسطے پس ذکر کیا جاوے ذبیحہ پر غیر نام خدا کا۔ اور اصل اہلال آواز بلند کرنا ہے یعنی بت کیواسطے آواز ساتھ اسی اہلال کے بلند کی جاوے۔ اور یہ جاہلیت کا قول ہے کہ لات وعزیٰ بتوں کا نام لیکر ذبح کیا کرتے تھے۔ اور تفسیر انوار التنزیل میں ہے ای رُفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم وفی حاشیتہ معنی برفع الصوتُ للصنم ان یذکر اسمہ عند الذبح علی ما فی الکواشی وتاج البیہقی وغیرہما یعنی بلند کی جاوے ساتھ اسکے آواز وقت ذبح اسکو بت کے واسطے اور حاشیہ میں بت کیواسطے آواز بلند کیو جانیکے یہ معنی ہیں کہ بت کا نام

بیان تقیید اہلال بذبح باقوال مفسرین

وَمعنی مَا اُھِلَّ بہ لغیر اللہ نُودِی علیہ بغیر اسم اللہ و اقام للصنم مقام لغیر اللہ بدلیل قولہ تعالیٰ مَا ذُبِحَ علی النُّصُبِ تنبیہًا علیٰ اَنَّ المقصود بالخطاب هم المشرکون لانهم کانوا یستحِلُّون هذہ الامورَ ولیس المرادح شاید کہ المراد خبر مقدم باضمار قبل الذکر باشد و تخصیصُ الغیر بہ اسم مؤخر و علیٰ مَا ذهب الیہ الخ متعلق تخصیص والّا استقامتِ معنی عبارت بفہم نمی آید واللہ تعالیٰ اعلم بما قصد المحشی

مش تخصیص الغیر بہ علیٰ مَا ذهب الیہ عطاءٌ ومکحولٌ والحسنُ والشعبی وسعید ابن المسیب حیث اباحوا ذبیحۃ النصرانی اذا سمّی علیها باسم المسیح لانہ خلاف مذهبِ الائمۃ الثلثِ مالکٍ وابی حنیفۃ والشافعی رح فانهم اتفقوا علیٰ حرمتها عملًا بظاهر النصِّ + ازیں عبارت ظاہر است کہ دریجا تقیید اہلال بذبح است تا آنکہ نزد آئمہ ثلاثہ رح واز انچہ بر شرح و حاشیہ در تخصیص صنم بمقابلہ عموم غیر اللہ و مقصودیتِ خطاب بمشرکین۔

ترجمہ اور معنی مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے یہ ہو کر پکارا جاوے ذبیحہ پر غیر نام اللہ کا یعنی بت کا کیونکہ لغیر اللہ کی جگہ للصنم قائم کیا تاکہ غیر اللہ سے بت مراد ہو موافق دلیل قول خدائے تعالیٰ کے کہ سورۂ مائدہ کے اول رکوع میں ہے مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ یعنی جو ذبح کیا جاوے بت پر۔ اس آگہی کی غرض سے کہ مقصود خطاب سے وہی مشرکین ہیں کیونکہ وہ ان امور کو حلال جانتے تھے کہ بجائے نام خدا کے بتوں کے نام لیکر ذبح کیا کرتے تھے۔ اور اس آیت میں غیر کا خاص کرنا ذبیحہ غیر خدا کے واسطے اُس بنا پر مراد نہیں ہے جسکی طرف عطا اور مکحول اور حسن اور شعبی اور سعید بن مسیب گئے ہیں اس طرح کہ انھوں نے ذبیحہ نصرانی کا جبکہ اُسپر مسیح کا نام لیا جاوے مباح کیا ہے۔ اسلیے کہ یہ تینوں اماموں کے مذہب کے خلاف ہے یعنی حضرت امام مالک اور حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ کے کیونکہ انھوں نے بظاہر آیت پر عمل کر کے اُسکے حرام ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ چاہیے کہ شرح کے اس فقرہ ولیس المراد تخصیص الغیر بہ علیٰ مَا ذهب الیہ الخ میں لفظ مراد خبر مقدم ہو جسمیں ضمیر قبل ذکر ہو اور اسکا اسم تخصیصُ الغیر بہ مؤخر ہو۔ اور علیٰ مَا ذهب الیہ آخر تک متعلق تخصیص ہو۔ ورنہ عبارت کے معنی کا درست پانا اور ٹھیک ہونا سمجھ میں نہیں آتا اور خدائے برتر ہی خوب جاننے والا ہے اس چیز کو جو محشی کا مقصود ہے۔ ان عبارات سے ظاہر ہے کہ یہاں اہلال کا تقید ذبح کے ساتھ ہے۔ یہاں تک کہ ان تینوں اماموں کے نزدیک بھی اور جو کچھ شرح اور حاشیہ پر تخصیص صنم کے باب میں کہ بمقابلہ عموم غیر اللہ ہو۔ اور مشرکین کے ساتھ خطاب کی مقصودیت میں ہے

ولیس المراد الخ وارد تواند شد سخن کردہ نمی شود کہ بر لبیب ظاہر تواند شد وشاید کہ عبارت محشی مضطرب شد یا متغیر از ناسخ ھم پس مجرد بہ ترک تقیید اہلال بذبح بی دلالۃ راجحہ نزیبد چہ اعتزال از جماعۃ است پس اہلال بتقیید ذبح بتقیید مھلہ است بر چہار وجہ تواند شد اہلال برای اللہ سبحانہ یا برای غیر او سبحانہ و باسم اللہ سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ و ازیں چہار پنج وجہ دیگر بر آید اہلال برائے اللہ سبحانہ باسم او سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ یا برائے غیر او سبحانہ باسم او سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ یا باسمہ تعالیٰ مع اسم غیرہ تعالیٰ پس اہلال للہ تعالیٰ یا باسم اللہ تعالیٰ بہ نیت صحت زکوٰۃ در حکم حلۃ است و اہلال للہ تعالیٰ باسم غیرہ تعالیٰ و اہلال لغیرہ تعالیٰ باسمہ تعالیٰ یا باسم غیرہ تعالیٰ و باسمہ تعالیٰ مع اسم غیرہ تعالیٰ بر وجہ عطف باشد یا شرکت بہ نیت صحۃ زکوٰۃ در حکم حرمت است موافق مقصود ہر دو کریمہ

ترجمہ - اور فقرہ ولیس المراد الخ کی نسبت اعتراض وارد ہو سکتے ہیں اُنھیں کلام کرنیکی ضرورت نہیں کہ لبیب وعقلمند پر ظاہر ہو سکتا ہے - اور شاید کہ عبارت محشی کی مضطرب ہوگئی ہو یا ناسخ یعنی کاتب سے تغیر واقع ہوگیا ہو - پس اہلال کا تقیید جو ذبح کے ساتھ ہے اُسکو چھوڑ کر تنہا ہونا بغیر کسی دلالت راجحہ کے نہیں لائق ہے کیونکہ ایک جماعت سے علحدگی ہوتی ہے - پس اہلال ذبح کے تقید کے ساتھ کہ اُسیں مھلہ کا بھی تعین ہو چار وجہ پر ہو سکتا ہے **ایک** اہلال اللہ سبحانہ کے واسطے - **دوسرا** غیر حق سبحانہ کے واسطے - **تیسرا** اللہ سبحانہ کے نام سے **چوتھا** غیر حق سبحانہ کے نام سے - اور ان **چار** سے **پانچ** وجہیں اور نکلتی ہیں - **ایک** اہلال اللہ سبحانہ کے واسطے اُسی کے نام سے **دوسرے** اللہ سبحانہ کے واسطے اُسکے غیر کے نام سے **تیسرے** غیر حق سبحانہ کے واسطے اللہ کے نام سے **چوتھے** غیر حق سبحانہ کے واسطے اُسی غیر کے نام سے **پانچویں** اللہ تعالیٰ کے نام سے اُس کے غیر کے نام کے ساتھ - پس اہلال اللہ تعالیٰ کے واسطے جو اُسی کے نام سے ہو صحت ذبح کی نیت سے وہ حلال کے حکم میں ہے - اور اہلال اللہ تعالیٰ کے واسطے کہ اُسکے غیر کے نام سے ہو - اور اہلال غیر خدا کے واسطے کہ خدا کے نام سے ہو یا غیر خدا کے نام سے ہو - اور خدا کے نام سے غیر خدا کے نام کے ساتھ ہو عطف کی وجہ پر ہو یا شرکت کی وجہ پر ذبح کے صحیح ہونے کی نیت سے - ان چاروں صورتوں میں حکم حرام میں ہے موافق مقصود دو آیت کریمہ کے ٭

بیان وجوہ واقسام اہلال بہ نیت خدا وغیر خدا بنام خدا و بنام غیر خدا و تفصیل حکم حلت وحرمت کی اُس پر

ش فی الہدایۃ والثانیۃ ان یذکر موصولاً علی وجہ العطف والشرکۃ بان یقول بسم اللہ واسم فلان او یقول بسم اللہ وفلان او بسم اللہ ومحمدٍ رسول اللہ بکسر الدال فتحرم الذبیحۃ لانہ اُہِلَّ بہ لغیر اللہ فـ ھکذا فی الدر المختار باختلاف اللفظ ازیں عبارت ظاہر است کہ اہلال درین محل مراد بوقت ذبح است م پس در کریمہ ما اُہِلَّ بہ لغیر اللہ عموم مہلہ است باسم سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ از فاعل عام از مومن وکافر بتوسع فعل مجہول برائی فاعل عام باافادہ نسبت از صلہ لام پس حاصل آنست ہر جانور یکہ آواز برداشتہ شود باو یا براو بوقت ذبح از مومن یا کافر باسم اللہ سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ بنابر تقرب غیر خدائی عزوجل بحو تقرب مخصوص اللہ سبحانہ ودر کریمہ ما اُہِلَّ لغیر اللہ بہ خصوص مہلہ است برجوع ضمیر مجرور باسم اللہ سبحانہ تعبر بش از فاعل عام از مومن وکافر بتوسع مذکور باافادہ مسطور پس حاصل آنست ہر جانوریکہ آواز برو برداشتہ شود وقت ذبح از مومن یا کافر بنابر تقرب غیر خدای بحو تقرب مخصوص اللہ سبحانہ باسم اللہ سبحانہ وتواند شد کہ ضمیر راجع بما موصولہ باشد ولیکن خلاف فصاحت باشد بعدش بی تحقیق فائدہ بالغت تم

ترجمہ کہ ہدایہ میں ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ذکر کیا جاوے ملا کر عطف کی وجہ پر ہو خواہ شرکت کی اسطرح کہ کہے بسم اللہ واسم فلان یہ صورت عطف ہو۔ یا کہے بسم اللہ وفلان یا بسم اللہ ومحمدٍ رسول اللہ کہ اسمیں لفظ محمد کی دال کی زیر ہو۔ اور یہ دونوں شالیں صورت شرکت کی ہیں۔ پس ذبیحہ حرام ہو گا کیونکہ وہ ذبح ہوا ہے ان الفاظ مذکورہ سے غیر اللہ کے لیے۔ اور ایسے ہی درمختار میں ہے اختلاف لفظ کے ساتھ۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اہلال اس محل میں مراد بوقت ذبح ہے یعنی وہ اہلال مراد ہے جو ذبح کے وقت ہو۔ پس آیت کریمہ ما اُہِلَّ بہ لغیر اللہ میں مہلہ کا عموم ہے کہ اللہ کے نام سے ہو یا اسکے غیر کے نام سے۔ اور وہ مہلہ جس فاعل سے ہو وہ بھی عام ہے مومن ہو خواہ کافر کیونکہ فعل مجہول بسبب فاعل غیر معلوم کے فاعل کے عام ہونیکے لیے متوسع ہے مع فائدہ دینے نسبت صلہ لام سے یعنی صلہ لام سے فائدہ نسبت بھی اسی عموم فاعل کو حاصل ہو رہا ہے۔ پس حاصل یہ ہوا کہ جو کوئی جانور کہ اسکے ساتھ یا اسپر ذبح کیوقت مومن یا کافر سے اللہ سبحانہ کے نام سے یا غیر حق سبحانہ کے نام سے آواز بلند کی جاوے اللہ سبحانہ کی مخصوص قربت حاصل کرنیکی طرح اسکے غیر کی قربت حاصل کرنیکے لیے۔ اور آیہ کریمہ ما اُہِلَّ لغیر اللہ بہ کہ سورۂ مائدہ کے اول رکوع میں ہے۔ اسمیں مہلہ کا خصوص ہے کیونکہ ضمیر مجرور بہ کی بسبب قریب ہونے اسم اللہ کی اسکی طرف راجع ہے۔ اور یہی مہلہ مخصوص جس فاعل سے ہو وہ بسبب توسع مذکور کے مع افادہ مسطور کے اسی طرح عام ہے مومن ہو خواہ کافر۔ پس حاصل یہ ہوا کہ ہر کوئی جانور کہ ذبح کے وقت آواز بلند کیا جاوے یعنی پکارا جاوے مومن سے خواہ کافر سے خدا کی مخصوص قربت حاصل کرنیکی طرح اسکے غیر کی قربت حاصل کرنیکے لیے خدا کے نام سے + اور ہو سکتا ہے کہ ضمیر بہ کی ما موصولہ کیطرف

پس درینصورت ہم صلۂ باء باشارت تخصیص مذکور بمعنی علیٰ است باقتضائی
مفعول صلۂ علیٰ رابیں معنیش نودی علیہ باشد ودریں تحقیق زیادتی در تقریر دلو
منہا باستفادہ معنی لنسبتہ از صلۂ لام است وبس واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
وآں مضر دعوی متفق علیہ نیست بل بجائے خود ثابت است **ش** یعنی انتساب
لغیر اللہ تعالیٰ بنا بر تقربش ہمچو تقرب مخصوص اللہ تعالیٰ از مومن حرام است نعوذ
باللہ سبحانہ منہ **م** فتم الکلام ببلاغة المرام ولیکن نظر بامحاء خطرات مالایعنی
فضولی کردہ می شود بدانکہ اہمال ضمیر متصل نتواند شد بفائدۂ تخصیص مفعول از
ضمیر متصل بصلۂ باء **ش** ازینجا پیدا می شود کہ اگر فائدہ تخصیص مفعول از ضمیر
متصل بصلۂ باء مراد نہ شود اہمال ضمیر متصل لازم گردد **م** ونیز بدانکہ بر حرمت
موقوف انتساب کہ **ش** بیان انتساب **م** امری منوی است دلالتی از لفظ
اُہِلَّ نداشتہ شد چہ نہ گفتہ شد اُہِلَّ بہ بمعنی نُسِبَ مگر بمعنی مذکور واللہ تعالیٰ اعلم

ترجمہ پس اس صورت میں صلہ باء بھی بسبب اشارہ تخصیص مذکور کے بمعنی علیٰ ہے کیونکہ مفعول صلہ علیٰ کو
چاہتا ہے۔ پس معنی اُسکے نودی علیہ ہوتے ہیں یعنی پکارا جاوے اُسپر۔ اور اس تحقیق میں زیادتی درد منہ
کی تقریر میں صلہ لام سے معنی نسبت کا فائدہ اُٹھانے میں ہے اور بس واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اور
یہ امر دعوے متفق علیہ کو مضر نہیں ہے لیکن بجائے خود ثابت ہے کیونکہ **ش** تقرب مخصوص خدا کے بغیر خدا کی طرف
اُسکی قربت حاصل کرنے کی بنا پر مومن سے نسبت ہونا حرام ہے نعوذ باللہ سبحانہ منہ۔ پس یہ کلام
اپنی بلاغت مقصود کے ساتھ پورا ہوگیا ولیکن مالایعنی خطروں کے مٹانے کا خیال کرکے فضولی کی جاتی ہے
معلوم ہو کہ ضمیر متصل سے مفعول کو تخصیص کا فائدہ حاصل ہے اسلیے کہ بذریعہ صلہ باء کے مفعول ضمیر سے
متصل ہے لہذا ضمیر متصل مہمل نہیں ہو سکتی اور اہمال ضمیر متصل لازم نہیں آتا۔ اسجگہ سے ظاہر ہوتا ہے
کہ فائدہ تخصیص مفعول کا جو ضمیر متصل سے بذریعہ صلہ باء حاصل ہے مراد نہ ہوگا تو ضمیر متصل کا اہمال
لازم آئے گا۔ اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ انتساب جسپر حرام ہونا ٹھہرا رکھا ہے وہ ایک امر منوی ہے جو
نیت سے متعلق ہے اُسپر لفظ اُہِلَّ سے کوئی دلالت نہیں جانی جاتی کیونکہ اُہِلَّ بہ نُسِبَ
یعنی نسبت کیا گیا کے معنے میں نہیں کہا گیا مگر معنے مذکور یعنی ذبح میں واللہ
تعالیٰ اعلم

ثبوت افادۂ نسبت کا صلہ لام سے
اہمال ضمیر بغیر تخصیص ...
لزوم اہمال ضمیر ...
... بمعنی نسبت ...

ش پس مرتفع شد زعم حرمت بمعنی نسبت از لفظ اُهِلَّ بہ بنفی تقیید اہلال بوقت ذبح م واستفادہ معنی تعمیم از صراحت مَا موصولہ مبطل تخصیص ذبیحہ است وحال آنکہ سخن در تعلیم حلت وحرمت حیوانات مخصوص بذبح ش باشارۃ تخصیص مفعول بضمیر متصل بصلہ با و صراحۃ استثناء لاحق م است بخصوص نظم صراحتاً پس تعمیم لغت بمقابلہ خصوص نظم نتواں گرفت نمی بینی کہ در ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ عموم مَا موصولہ را در مقابلہ خصوص نظم مصرح گنجایش نیست ش پس مرتفع شد زعم تعمیم کہ از صراحت مَا موصولہ تواند شد م والتسمیۃ باسم شرط ذبح ومزکی مذکی غیر نجس العین است تا آنکہ غیر ماکول اللحم ہم مزکی شود در حد خود نہ بہر خوردن ش چنانکہ در فقہ مذکور است پس مرتفع شد زعم آنکہ منتسب لغیر اللہ تعالیٰ اگرچہ از ماکول اللحم باشد در حکم نجس العین است کہ پاک نمیگردد بہ تسمیہ وتکبیر م معنی مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ ترجمہ جانوری کہ ذبح کردہ شود از ذابح عام از مومن وکافر برای اصنام

نزد اصنام

ترجمہ پس اب جو زعم حرمت کا نسبت کے معنی کے سبب لفظ اُهِلَّ بہ سے بغیر تقیید اہلال کے ذبح کے وقت کے تھا وہ بھی نہ رہا یعنی جن لوگوں نے اہلال کو ذبح کے وقت کے ساتھ مقید ہونیکی نفی کر کے یا مقید ہونے سے انکار کر کے اور اُهِلَّ بہ کو نسبت کے معنی میں لیکر حرمت کا زعم کیا تھا وہ بھی اُٹھا دیا گیا۔ اور معنی تعمیم کا استفادہ جو مَا موصولہ سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے ذبیحہ کی تخصیص کو باطل کرتا ہے حالانکہ کلام باعتبار خصوص نظم یا نظم کی خصوصیت کے سبب اُن حیوانات کے حلال وحرام ہونیکی تعلیم میں ہے جو ذبح کے لیے مخصوص ہیں جیسے مفعول کی تخصیص پر اشارہ ہوتا ہے کہ صلہ باء کے سبب ضمیر کے متصل ہونے سے یہ تخصیص ثابت ہے۔ اور پھر استثناء لاحق کی صراحت سے یہ صراحتہً ہے۔ پس تعمیم لغت خصوص نظم کے مقابلہ میں نہیں اختیار کیجا سکتی۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ کریمہ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ میں مَا موصولہ کے عموم کو نظم مصرح کے خصوص کے مقابلہ میں جو خاص ہونے پر صراحۃ کر رہی ہے اُس عموم کی گنجایش نہیں ہے۔ تو زعم تعمیم کا جو مَا موصولہ کی صراحت سے ہو سکتا تھا جاتا رہا۔ اور اللہ کا نام لینا ذبح کی شرط ہے اور غیر نجس العین ذبیحہ کے پاک کرنیکی یہانتک کہ غیر ماکول اللحم بھی یعنی جس گوشت کا کھانا ممنوع ہے اپنی حد میں پاک ہو جاتا ہے نہ کھانیکے لیے جیسا کہ فقہ میں مذکور ہے۔ پس یہ زعم بھی اٹھ گیا کہ غیر خدا کی طرف نسبت کیا گیا اگرچہ ماکول اللحم ہو نجس العین کے حکم میں ہے کہ تسمیہ اور تکبیر سے بھی پاک نہیں ہوتا معنی کریمہ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ کے کہ سورۂ مائدہ کے اول رکوع میں ہے۔ یہ ہیں۔ کہ وہ جانور جو عام ذبح کرنیوالے مومن اور کافر کے واسطے بتوں کے پاس ذبح کیا جاوے +

بیان تفسیر و معنی کریمہ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ اور ... یقین
مکان ذبح و حرمت و کراہت کا سبب نہیں بجز

تسمیہ اللہ شرط ذبح و مزکی ذبیحہ غیر
ماکول اللحم کا اپنی حد میں پاک ہو جاتا ہو د
کھانیکو لیکن سوای نجس العین کو پس نسبت لغیر خدا

خصوص نظم کے مقابلہ میں تعمیم لغت غیر مختار ہے
پس زعم تعمیم ...

معنی ماذبح علی النصب +

عموم ذابح از مومن وکافر بنابر اشارت فعل مجہول بتوسع فاعل است ش
فی حاشیۃ انوار التنزیل قوله وما ذبح على النصب لعدم ذبحه ذبحا شرعيا
ان كان الذابح كافرا او لموافقة الكفار ان كان مسلما م وترک صلۂ لام
بربنائی شہرت انتساب لغیر اللہ تعالیٰ است ش فی انوار التنزیل وعلی
بمعنى اللام او على اصلها بتقدير انتهى ولم يذكر التقدير م واختیار صلۂ
علیٰ بر اشارت کراہت تعیین مکان ذبح پیشِ اصنام بدلالۃ علیٰ بر ظرفیۃ استعلائے
مجازی بنابر رفع مشابہت کفار سوائی حرمت انتسابی کہ مستفاد از صلۂ لام متروک
است نہ ش بر اشارتِ کراہت م مکانِ عام سوائی نزد اصنام یعنی تعیین
ذبح بہ منا از شعار اسلام است وغیر آں چنانکہ در صحیح نسائی است ان رسول اللہ
صلعم کان یذبح وینحر بالمصلی و غیر آں ناگزیر است ش پس مرتفع شد
زعم آنکہ تعیینِ مکان ذبح سبب حرمت و کراہت است م وباید دانست کہ مذبوح
علی النصب وما اهل به لغير الله وما اهل لغير الله بمدروطہ انتساب

ترجمہ اسمیں ذابح کا عموم مومن ہو خواہ کافر فعل مجہول کے اشارہ کی بنا پر ہے جسمیں فاعل کا توسع ہے۔ چنانچہ حاشیۂ انوار التنزیل میں ہے یعنی فرمانا اللہ تعالیٰ کا۔ جو چیز بتوں پر ذبح کی جاوے۔ یہ بسبب اسکے ذبح ذبح شرعی نہونیکے ہے جبکہ ذابح کافر ہو اور اگر مسلمان ہو کفار کی موافقت کے سبب ہے۔ پس وہ ذبح خواہ کسی سے ہو ذبح شرعی نہیں لہذا حرام ہے۔ اور اس آیت میں ترک صلۂ لام غیر خدا کے انتساب کے شہرت کی بنا پر ہے۔ جیسا انوار التنزیل میں ہے۔ اور علیٰ بمعنی لام ہے یا اپنی اصل پر ہے کسی تقدیر کے ساتھ۔ آخر ہوا کلام صاحب تفسیر کا۔ حال یہ ہے کہ مفسر نے تقدیر کو ذکر نہیں کیا۔ اور صلہ علیٰ کا اختیار کرنا تعیینِ مکان ذبح کی کراہت پر کہ بتوں کے سامنے ہو اشارہ کر رہا ہے یعنی یہ کہ بتوں کے سامنے ذبح کی جگہ مقرر کرنا کراہت میں ہے اسپر صلۂ علیٰ کے اختیار کرنے سے اشارہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ علیٰ ظرفیت پر دلالت کرتا ہے جسمیں استعلائے مجازی ہے اور یہ اس بنا پر کہ کفار کی مشابہت نہ ہو نہ بسبب حرمت انتسابی کے جو صلۂ لام سے مستفاد ہے کہ وہ متروک ہے۔ نہ اشارہ کراہت عام مکان کا ہے سوائے بتوں کی نزدیکی کے کیا تمھیں نہیں معلوم کہ ذبح کی تعیین منا میں شعار اسلام سے ہے اور سوائے اسکے اور مکان۔ جیسا صحیح نسائی میں ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح یا نحر یعنی اونٹ قربانی عیدگاہ میں کرتے تھے۔ اور اسکے سوا کہ دوسری چارہ نہیں ہے۔ پس یہ زعم بھی اٹھا دیا گیا کہ تعیینِ مکان ذبح یعنی ذبح کیلیے جگہ مقرر کرنا حرمت و کراہت کا سبب ہے۔ اور معلوم ہو کہ یعنی کیا اعتبار سے مذبوح علی النصب۔ اور ما اهل به لغير الله۔ اور ما اهل لغير الله بہ بہ

توافق وتفارق ہر سہ کریمہ ما ذبح علی النصب وما اہل بہ لغیر اللہ وما اہل لغیر اللہ بہ

متحد است معناً پس اگر ذبح بدون التسمیہ مراد نباشد فائدہ تخصیص مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ از مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ وما اہل لغیر اللّٰہ بہ نہ تواند شد و باتحاد تکرار بے فائدہ خواہد شد یا اہمال عطف و خود ظاہر است کہ از لفظ ذبح دلالتی بر معنی تسمیہ نیست چنانکہ از اُهِلَّ است ش فی حاشیۃ انوار التنزیل والاولیٰ ان یفرق بان هذا یشتمل مالم یسمّ احد عند ذبحه م و بتقریر دردمند زیادت اشارت مکانی از صلۂ علی است و بس واللّٰہ تعالیٰ اعلم و کیفیۃ اشارت مکانی مخالف مذہب اہل سنۃ وجماعۃ رحمہم اللّٰہ نباشد و از انجا کہ سخن در حرمت و حلت بر علتِ موت است اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ متعلق از مابعد مَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِهٖ است ش فی حاشیۃ انوار التنزیل قوله من ذلك اشارةٌ الی ما ذکرہ فی قوله وَالْمُنْخَنِقَةُ وما بعدها فیکون الاستثناء راجعًا الی الجمیع م ومعنی ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ترجمہ خوردن اینہمہ حرمات بد کاریست

ترجمہ انتساب کی وجہ میں متحد ہیں یعنی بتوں پر ذبح کیا ہوا۔ اور غیر خدا کے لیے بغیر تسمیہ ذبح کیا ہوا۔ یہ سب ذبیحے باعتبار معنی نسبت ہونیکی وجہ میں ایک سے ہیں۔ پس اگر بدون تسمیہ کے ذبح ہونا مراد نہ ہوگا تو مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ سے بتوں پر ذبح ہونیکی تخصیص کا جو فائدہ حاصل ہے وہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ اور ما اہل لغیر اللّٰہ بہ سے کہ یہ بھی غیر خدا کے واسطے بت کی طرح ذبح ہوتا ہے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور بسبب اتحاد معنی کے تکرار بیفائدہ ہوگی اور عطف مہمل ہو جائیگا۔ اور آیت اول میں خود ظاہر ہے کہ لفظ ذبح سے تسمیہ کے معنی پر کوئی دلالت ایسی نہیں ہے جیسا کہ اُهِلَّ سے ہے۔ چنانچہ حاشیہ انوار التنزیل میں ہے کہ مناسب تر یہ ہے کہ یوں فرق کیا جاوے کہ یہ شامل ہے اُس چیز کو کہ کوئی تسمیہ نہیں کیا گیا اُسکے ذبح کے وقت اور دردمند کی تقریر میں بھی صلۂ علی سے یہی اشارت مکانی کی زیادتی ہے اور بس واللّٰہ تعالیٰ اعلم اور کیفیت اشارت مکانی اہل سنت وجماعت رحمہم اللّٰہ کے مخالف مذہب نہیں ہوتی ہے۔ اور چونکہ کلام حرمت وحلت میں علتِ موت پر ہے تو اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ یعنی مگر جو تمنے ذبح کیا۔ کہ جزو آیت مذکورہ ہے۔ یہ استثنا متعلق ہے مابعد ما اہل لغیر اللّٰہ بہ سے۔ جیسا حاشیہ انوار التنزیل میں ہے کہ ذٰلِكَ سے (جو قول صاحب تفسیر ہے) اُس چیز کی طرف اشارہ ہے جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے قول میں ذکر کیا ہے اور وہ وَالْمُنْخَنِقَةُ اور اُسکا مابعد ہے۔ پس اس صورت میں استثنا سب کی طرف راجع ہوگا۔ اور معنی ذٰلِكُمْ فِسْقٌ کے یہ بھی جزو آیت مذکورہ کا۔ یہ ہیں کہ ان سب حرام کی ہوئی چیزوں کا کھانا برا کام ہے +

معنی ذلکم فسق

تعلق معنی الا ما ذکیتم بقول مفسرین

معنی ذلکم فسق بلحاظ خطاب مومنین مع افادت حرمت و اشارت معنی ذلک

واین حکم بر تخصیص مصرح عنہ مشار الیہ حسی قریب است کہ مَیتۃ تا اَن تَستَقسِمُوا بِالاَزلَامِ
است وفسق بمعنی کار بد است بدلیل خطاب بمومنان چہ مومن بعمل حرام کافر نمی شود و
خطاب واشعار بمومنین از حُرِّمَت عَلَیکُم۔ واضح ش چہ حلۃ وحرمۃ شرعی بمومنان است
نہ بکافران م بخلاف کافران کہ منسوب بکافر در ضمن کفر او است ش پس مرتفع شد
زعم آنکہ عامل وآکلش کافر گفتہ شود م بدانکہ در کریمہ مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِن بَحِیرَۃٍ وَّلَا
سَائِبَۃٍ وَّلَا وَصِیلَۃٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰکِنَّ الَّذِینَ کَفَرُوا یَفتَرُونَ عَلَی اللّٰہِ الکَذِبَ ط
وَاَکثَرُھُم لَا یَعقِلُونَ ۝ ترجمہ مشروع نکرد اند اللہ تعالیٰ از بحیرہ وسائبہ ووصیلہ و
حام حلۃ یا حرمۃ را ولکن آنانکہ کفر کردند افترا میکنند بر اللہ تعالیٰ دروغ را بانچہ اختیار کردہ اند
حرمتہ واکثر آنان نمی فہمند + ای افترا را کہ از سابقین شان آمدہ یا عذاب وعقاب افترا +

ترجمہ۔ اور یہ حکم مصرح عنہ مشارٌ الیہ حسی قریب کی تخصیص پر ہے یعنی ایسی چیزوں کی تخصیص پر ہے جنکی
تصریح ہو چکی ہے اور انکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ از روئے حس کے قریب ہیں کیونکہ لفظ ذلک اسم اشارہ حسی قریب کا۔ کہ یہ سب
مَیتۃ سے لیکر اَن تَستَقسِمُوا بِالاَزلَامِ تک آیۃ کریمہ مذکورہ میں بالتصریح مذکور ہیں۔ اور فسق کے معنی اسجگہ بری کام کے ہیں بسبب
دلیل کے خطاب آیۃ کریمہ میں مومنین کی طرف ہے کیونکہ مومن عمل حرام سے کافر نہیں ہوتا ہے۔ اور یہ خطاب اور آگہی مومنین کی طرف حُرِّمَت
عَلَیکُم سے ظاہر ہے۔ کیونکہ شرعی حلت وحرمت مومنوں کے واسطے ہے نہ کافروں کے لیے بخلاف کافروں کے کہ فسق
جو کافر کے ساتھ منسوب ہے وہ اسکے کفر کے ضمن میں ہے۔ پس یہ زعم اٹھا دیا گیا کہ اسکا کرنیوالا اور کھانیوالا کافر کہا جاوے +
معلوم ہو کہ آیت کریمہ جو سورہ مائدہ کے چودھویں رکوع میں ہے مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِن بَحِیرَۃٍ وَّلَا سَائِبَۃٍ وَّلَا
وَصِیلَۃٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰکِنَّ الَّذِینَ کَفَرُوا یَفتَرُونَ عَلَی اللّٰہِ الکَذِبَ ط وَاَکثَرُھُم لَا یَعقِلُونَ ترجمہ
یعنی اللہ تعالیٰ نے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام میں سے کسیکو حلال یا حرام ہونیکے لیے مشروع نہیں کیا یعنی اللہ
کی طرف سے انکی شرع کے موافق حلال یا حرام ہونیکی قید ان چیزوں کے ساتھ نہیں لگی ہے۔ ولیکن جنھوں نے کفر کیا وہی اللہ پر
جھوٹ کا بہتان لگاتے ہیں ایسی چیز سے کہ حرام ہونا انھوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اور ان میں اکثر نہیں سمجھتے ہیں اس بہتان کو
کہ اسی قسم کے بہتان انکے اگلوں سے بھی ہو چکے ہیں۔ یا اس بہتان کے عذاب وعقاب سے نافہم ہیں۔ وصیلۃٌ بروزن فعیلۃٌ وصل سے نکلا ہے جسکے
معنے جوڑ ملا رہنے والا ہیں۔ یہ اصطلاح میں اس بکری کو کہتے ہیں جو سات بار بچہ مادہ جنکر آٹھویں بار نر و مادہ دو بچے توام جنے۔ اور حام کہ در اصل
حامی تھا مصدر حمایت سے جسکے معنی بچانا ہیں اصطلاح میں۔ یہ وہ اونٹنی ہے جو دس بچے لایق سواری کے جنکر آیندہ سواری سے آزاد کر دی گئی ہو
زمانہ جاہلیت میں ان دونوں کو آزاد کرکے انکا ذبیحہ اور گوشت حرام جانتے تھے کہ اسلام میں حسب الحکم کریمہ مذکورہ یہ حرمت ممنوع ہو گئی کہ کفار کا اللہ پر
بہ افترا وکذب تھا۔ اور بحیرہ بروزن فعیلہ بحر سے نکلا ہے معنی کان پھاڑنا۔ یعنی وہ اونٹنی جو کان پھاڑ کر آزاد کر دی جاوے کہ زمانہ جاہلیت میں اسکو حرام جانتے تھے

باید دانست کہ سائبہ ماخوذ است از سَیْب بفتح اول و سکون ثانی بمعنی رفتن پس سائبہ رونده است و در اصطلاح ناقہ است کہ گذاشتہ شود مرفوعۃ الانتفاع بہا بر مراد نصِ مجید پس حیوان رونده غیر ناقہ را ہم بریں قیاس سائبہ میتوان گفت چنانکہ دریں دیارِ ہند کافراں بزعمِ خیرِ نفسِ خود یا غیر خود گاواں را مرفوع الانتفاع میگزارند و حرمتش افتراءِ صریح کافران است **مش** تخصیصِ سخن در سائبہ از انست کہ سخن در حرمتش رفتہ **م** اینجا کہ سخن جز تند ما اہل بہ لغیر اللہ وما اہل لغیر اللہ بہ است سائبہ شامل فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ تواند شد **مش** از اینجا ردِ آنست کہ سائبہ را حرام گفتند وحیوانی را کہ بنام بزرگان مخصوص گردد در حکم سائبہ گرفتند **م** **تنبیہ** اگر نیکو بنگری غالباً جز ایمان وصوم وصلوٰۃ و ما یتعلق بہم ہمہ افعال ظاہر و باطن لوجہ اللہ تعالیٰ تعلق لغیرہ تعالیٰ است چنانکہ دادن چیزی بکسی لوجہ تعالیٰ و اضحیہ حضرت نبی الرحمۃ صلعم از برای اُمّت و اضحیہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

ترجمہ اور سمجھنا چاہیے کہ لفظ سائبہ سیب سے نکلا ہے جس میں سین پر زبر اور یا کا جزم ہے معنی اسکے چلنے کے ہیں تو سائبہ کے معنی چلنے والا ہوے۔ اور اصطلاح میں اُس اونٹنی کو کہتے ہیں جو مرفوعۃ الانتفاع بہا چھوڑ دی جاتی ہے یعنی اس غرض سے کہ اُس سے کسی قسم کا نفع نہ لیا جاوے بلکہ اُس سے نفع حاصل کرنا موقوف اور ممنوع سمجھا جاوے کہ آیت مجید اسی مراد پر ہے۔ پس ہر جانور چلنے والے کو بھی جو اونٹنی کے علاوہ ہیں اسی قیاس پر سائبہ کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اس ملک ہندوستان میں کافر لوگ اپنے نفس کی یا غیر کی طرف کر خیر و خیرات کا گمان کر کے گائے بیلوں کو مرفوع الانتفاع چھوڑ دیتے ہیں اور وہ سانڈ کہلاتے ہیں اور اسکا حرام ہونا صریح کافروں کا بہتان وافترا ہے۔ اور سائبہ میں خاص کلام کرنا اس وجہ سے ہے کہ کلام اُسی کی حرمت میں واقع ہوا ہے حالانکہ اسکی حرمت کا فروں کی طرف سے محض افترا ہے۔ اور چونکہ کریمہ ما اہل بہ لغیر اللہ اور ما اہل لغیر اللہ بہ میں حرمت کی گفتگو ہے پس سائبہ کا کریمہ فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ کے شامل ہونا چاہیے جو سورۂ انعام کے چودھویں رکوع میں ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ کھاؤ اُس چیز کو جس پر اللہ کا نام لیا جاوے پس سائبہ ماکولات میں ہو سکتا ہے۔ اب یہاں پر انکا رد بھی ہو گیا جنھوں نے سائبہ کو حرام کہا۔ اور اُس جانور کو جو بزرگوں کے نام سے مخصوص ہوتا ہے حکم سائبہ میں لیا **تنبیہ** اگر تو غور سے دیکھے تو تمام افعال ظاہر و باطن کے جو خدا تعالیٰ کی وجہ میں ہوں سوائے ایمان اور روزہ اور نماز کے اور جو کچھ انکو متعلق ہے

سائبہ اور نیز وہ جانور کہ مرفوع الانتفاع بغرض خیر چھوڑے جاتے ہیں مثل سائبہ حرام نہیں ہیں کہ انکی حرمت افتراء صریح کفار ہے اور ایسے ہی وہ جانور کہ مخصوص بنام بزرگان ہوں حرام نہیں وہ حکم سائبہ میں ہیں

[illegible]

وامتہ از بہر حضرت نبی الرحمۃ صلعم وغیرہ صلعم کہ تا ایں دم است فی المشکوٰۃ عن حنش
قال رأیت علیا یضحی بکبشین فقلت لہ ما ھذا فقال اِنّ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اوصانی ان اُضحی عنہ فانا اُضحی عنہ مش این مسئلہ در کتب
اہل سنۃ وجماعۃ مکتوب ومعروف است ودریں تنبیہ اہتمام آنست کہ انتساب لغیرہ تعالی
لوجہہ تعالی از حسنات است با ابطال ادعاء آنکہ انتساب لغیر اللہ تعالی مطلقا حرام است
وجزائی عمل لغیر عامل نمیرسدم وگفتہ شد کہ حرمۃ سائبہ بسبب عدم خروج از ملک مسیّب
است بسبب عدم مقبوضیتش از جانبی دیگر انتہی وحال آنکہ خارج میشود بمجرد اخراجش
بدانکہ خروج بذاتہ شئی از ملک مخرج مشروط بقبض قابض غیرش نیست مگر
بعرض قصد شرط پس خروج مشروط بقبض بالحال یا بالمستقبل صوری یا معنوی

ترجمہ اور اُمت کا حضرت نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور آپ کے غیر کے واسطے کہ اس وقت تک جاری ہے - کہ مشکوٰۃ میں حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھونکو ذبح کرتے تھے تو میں نے آپ سے کہا یہ کیا ہے پس فرمایا حضرت نے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیّت کی ہے کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں پس میں آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں - یہ مسئلہ اہل سنۃ وجماعۃ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور مشہور ہے - اور اس تنبیہ میں اس بات کا اہتمام ہے کہ غیر خدا کے واسطے خدا کی وجہ میں منسوب ہونا حسنات سے ہے جس میں اس دعوی کرنے کا ابطال بھی ہے کہ غیر خدا کی طرف منسوب ہونا مطلق حرام ہے یعنی مطلق غیر خدا کی طرف نسبت ہونے سے حرام ہونیکا دعوٰی باطل ہے - اور نیز یہ دعوی بھی باطل ہے کہ عمل کا بدلہ غیر عامل کو نہیں پہنچتا ہے - اور یہ جو کہا گیا کہ سائبہ کا حرام ہونا سائبہ چھوڑنے والے کی ملک سے خارج نہ ہونیکے سبب ہی کیونکہ کسی دوسرے کی طرف سے اُسپر قبضہ کیا جانا نہیں پایا جاتا لہذا ملک غیر پر تصرف حرام ہے حالانکہ مُسیّب یعنی سائبہ چھوڑنے والے کے ذبح کی ملک سے اسکو خارج کرتے ہی سائبہ اُسکی ملک سے خارج ہو جاتا ہے - معلوم ہو کہ کسی چیز کا خارج کرنیوالے کی ملک سے بذاتہ نکل جانا اُسکے غیر قابض کے قبضہ کرنے پر مشروط نہیں ہے مگر قصدِ شرط عارض ہونے سے مطلب یہ کہ مالک کو اپنی ملک سے کسی چیز کے خارج کرنے پر اُس چیز کے بذاتہ اُسکی ملک سے نکل جانیکے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ جبتک غیر اُسپر قابض نہو تب تک اصل وہ چیز مالک کی ملک سے خارج نہیں ہوتی ہے بلکہ مالک کے خارج کرتے ہی خروج شئی ثابت ہو جاتا ہے مگر جبکہ مالک نے اپنے ارادہ میں دوسرے کے قبضہ کی شرط پر اسکو اپنی ملک سے خارج کیا ہو اُسوقت اُس شئی کے خروج کیلیے شرط قبضہ عارض ہو جایگی اور وہ شئے مالک کی ملک سے نکلنے کیلیے کسی غیر قابض کے قبضہ کرنے پر مشروط ہوگی - پس ایسا خروج مشروط بقبض بالحال یا بالمستقبل صوری یا معنوی

خروج شئ کا ملک سے غیر قابض کے قبض پر مشروط نہیں ہے مگر وہ کہ شرط سے مشروط ہو - دربیان حقیقۃ قبض کہ امر معنوی ہے بعض حدیث

حسب الشرط صحیح است از انجا کہ حقیقۃ قبض از روح مصرف بتعریف مصرف حقیقی است بر قبض معنوی مانعی حقیقتاً نتواند شد و ازینجا کہ جزائی اضحیہ بنفسہا است لقولہ علیہ السلام سمنوا ضحایاکم فانہا علی الصراط مطایاکم۔ نہ بغیرہا در صورت عدم خروج از ملک نقل اختیار اضحیہ حضرت نبی الرحمۃ صلعم از بہر امت برخلاف حقیقت خواہد بود العیاذ باللہ تعالیٰ من سوء الفہم والاعتقاد +

وازینجا است کہ نذر بنفس منذور بہ برائے منذور لہ غیر اللہ تعالیٰ و تصرف بمصارف لوجہ تعالیٰ نیابتاً از طرف منذور لہ بضرورت صحیح است وحساب بر ذمہ نائب پس ہوشیاری در کار لازم او باشد و نیز بدانکہ انتساب بغیرہ تعالیٰ بنحو انتساب مخصوص اللہ تعالیٰ از مومن نتواند شد بدلالت ایمان

ترجمہ حسب الشرط صحیح ہے یعنی جس کا خارج ہونا قبض کے ساتھ مشروط ہو خواہ وہ قبضہ کی شرط اُسی وقت کے لیے ہو یا آیندہ کے لیے اور وہ خروج ظاہر کا ہو یا باطن کا جیسی شرط ہو اُسی کے موافق وہ خروج مشروط صحیح ہے۔ کیونکہ حقیقت قبض کی مصرف کی روح سے ہے مصرف حقیقی کی تعریف کے سبب کہ اس قبض معنوی پر کوئی مانع حقیقتاً نہیں ہو سکتا ہے یعنی اصل میں قبض مصرف کی روح کا ہے اور یہ تعریف مصرف حقیقی ہی یعنی کسی حقیقی بھیجنے والے کو اپنی ارادہ کا پھیر لینا ہے اور یہی حقیقت قبضہ کی ہی جو ایک امر معنوی ہی اس معنوی قبضہ پر کوئی منع کرنیوالا حقیقت میں نہیں ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ قربانی کا بدلہ نفس قربانی سے ہے نہ اُسکے غیر سے اسلیے کہ فرمایا ہے حضور علیہ السلام نے کہ اپنی قربانیوں کو تم موٹا کرو کیونکہ وے پل صراط پر تمھاری سواریاں ہیں۔ پس درصورت ملک سے خارج نہ ہونیکے حضرت نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت کیواسطے قربانی کرنیکا اختیاری فعل حقیقت کے خلاف ہوگا خدا کی پناہ بری سمجھ اور اعتقاد سے + اور یہیں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نفس منذور بہ کا منذور لہ غیر اللہ کے واسطے نذر کرنا۔ اور مصارف لوجہ اللہ تعالیٰ میں منذور لہ کی طرف سے بضرورت نائب بنکر تصرف کرنا صحیح ہے۔ اور حساب نائب کے ذمہ۔ پس کام میں ہوشیار رہنا اُسکو لازم ہی۔ یعنی خاص کسی چیز نذر مانی ہوئی کو خدا کے سوا جسکے لیے نذر مانی ہو وہ نذر کرنا۔ اور اُس نذر کو ایسے کاموں میں کہ خدا کی وجہ میں ہوں کسی دوسرے شخص کا اُس شخص کی طرف سے جسکی نذر مانی ہو نائب بنکر خرچ کرنا یا تصرف مصارف لوجہ اللہ بضرورت صحیح ہی یعنی ضرورتکی صورتمیں۔ نائب کو حساب صحیح رکھنا اور کام میں ہوشیار رہنا لازم ہی اور اسکی مکافات نائب کے ذمہ ہی۔ اور یہ بھی معلوم ہی کہ انتساب غیر خدا کی طرف مثل انتساب مخصوص خدا کے مومن سے بوجہ دلالت اسکی ایمان کو نہیں ہو سکتا یعنی جیسا خاص خدا کے لیے نذر وغیرہ میں چیزیں منسوب ہوتی ہیں بعینہ اسیطرح اُسی اعتقاد سے غیر خدا کی طرف کسی چیز کا منسوب کرنا مومن سے نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ ایمان مومن کو ایسے اعتقادات کیطرف جس سے شرک پیدا ہو رہنمائی نہیں کرتا اور نہ ایسے امر کا مقتضی ہوتا ہی کیونکہ ثبوت ایمان مومن کا اسکی نفی پر دلالت کرتا ہے

پس فعل مومن را کہ صحتش بر نیت است **س ش** وآں امریست مخفی ونداني چوں نست
م منسوب بہ بدی نتواں کرد اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ مگر آنکہ کہ آشکارا گردد حنفی را
موافق حکم اہل سنۃ وجماعتِ حنفی ہدایتش لازم است نہ تکفیر ودریں ہر دو کریمہ سخن
صریح از حرمۃ حیوانات است نہ از منتسبات عامہ پس سخن صراحۃ حرمۃ منتسباتِ عا
از مومن وغیر مومن از ینہا نمی سزد بل تواند شد کہ افترا باشد والبتہ منتسبات لغیرہ
تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ از حیوان وغیر آں از مومن نوری بر نوری دارد بسبب نسبتین
بر تفاوتِ حال منتسب الیہ وخیرے برخیری اداءِ الحقِ العبد والحق سبحانہٗ
ومنتسبات لغیرہ تعالیٰ دون وجہہ تعالیٰ از حیوان وغیر آں ظلمتی دارد بسبب حرمۃ
اسراف یا شرک باللہ تعالیٰ وسائبہ منذورتا بہا بنا بر تقرب ہمچو تقرب مخصوص
اللہ تعالیٰ از شرک باللہ تعالیٰ است وآنکہ بنا بر تقرب نیست از اسراف است

ترجمہ پس مومن کے فعل کو جس کی صحت نیت پر موقوف ہو اور نیت ایک پوشیدہ امر ہے اور تجھ معلوم نہیں کہ وہ کیونکر ہے برائی کی طرف منسوب کرنا نہ چاہیے کیونکہ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنی بے شک بعض گمان گناہ ہے۔ مگر جبکہ ظاہر ہو جاوے تو حنفی کو موافق حکم اہل سُنّت وجماعت حنفیہ کے اُس کی ہدایت لازم ہے نہ اُس کا کافر بنانا یعنی ایسے شخص کو جسکی نیت میں فتور معلوم ہو مذہب حنفی کے موافق حنفی کو اُس کی ہدایت کرنا لازم ہے۔ اُس کی تکفیر کرنا اور اُسکو کافر بنانا نہ چاہیے۔ اور ان دو آیات کریمہ میں کلام کا حُرمۃ حیوانات کی نسبت ہونا ظاہر ہے یعنی جاندار کے حرام ہونے پر ان آیات میں گفتگو کی گئی ہے کہ ظاہر ہے نہ عام منتسبات کی نسبت۔ پس ان آیات میں عام منتسبات کی خواہ مومن سے ہوں یا غیر مومن سے صاف صاف حرام ہونے کی گفتگو کرنا نہیں زیب دیتا ہو بلکہ ہو سکتا ہو کہ افترا ہو۔ ہاں البتہ مومن سے جاندار یا غیر جاندار کا غیر خدا کے واسطے خدا کی وجہ میں منسوب ہونا بسبب دو نسبتوں کے نور پر نور ہے منتسب الیہ کے تفاوت حال پر یعنی جس کی طرف وہ شے منسوب ہے اُس شخص کی صلاحیت اور تقویٰ کے حال کے اعتبار پر زیادتی نور ہے۔ اور نیکی پر نیکی ہے بسبب ادا ہونے حق العبد اور حق اللہ کے۔ اور جو چیزیں کہ غیر خدا کے واسطے خدا کی وجہ میں منسوب نہ ہوں خواہ حیوان ہوں خواہ اور کچھ وہ بسبب حرمت اسراف یا شرک باللہ کے بہت ظلمۃ رکھتی ہیں۔ اور سائبہ نذر کیا ہوا بتوں کا مانند تقرب خاص خدا کے جو کہ قربت حاصل کر نیکی غرض ہو شرک باللہ میں ہو یعنی خدا کے ساتھ شریک کرنا ہو۔ اور جو تقرب کی بناپر نہیں ہو وہ اسراف میں ہے

پس حقِ تقوی اللہ تعالیٰ آنست کہ از منتسبات لغیرہ تعالیٰ کہ لوجہہ تعالیٰ نباشد پرہیزد
تا آنکہ از آب پاک از دستِ غافل **ش** پرہیزد **م** کہ فعلش لغیر اللہ تعالیٰ بود ازینجا
است کہ فعلِ خود ہم وقتِ غفلت لغیر اللہ تعالیٰ است و بی شبہ ظلمت منتسبات لغیر
اللہ تعالیٰ را جز صاحب دل نتواند دریافت و ہمچنین است ظلمۃ حرمۃ کسبی اشیاء مکسوبہ
ش **تنبیہ** ازینجا ردِ قولی است کہ منتسب لغیر اللہ تعالیٰ عموماً از حیوان وغیر آن
حرام است بدلیل کریمہ مَآ اُهِلَّ الخ و منتسب مشرک است بدلیل کریمہ ذٰلِکُمْ فِسْقٌ
م واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ
اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۔ اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ
وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ پس حق تقویٰ خدائے تعالیٰ کا یہ ہے کہ جو چیزیں غیر خدا کی طرف منسوب ہوں اور خدا کی وجہ میں نہ ہوں
خدائے ذوالجلال ان سے پرہیز کرے یہانتک کہ پاک پانی سے بھی اگر غافل کے ہاتھ کا ہو پرہیز کرے کیونکہ اس کا
فعل غیر خدا کے واسطے ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنا فعل بھی غفلت کے وقت غیر خدا کے لیے ہے۔ اور
ہمیں شک نہیں کہ غیر خدا کی طرف نسبت کی ہوئی چیزوں میں ظلمت ہوتی ہے لیکن بجز صاحب دل دوسرا
اسکو نہیں جان سکتا۔ اور اسی طرح جو چیزیں کسب کردہ ہیں یعنی اپنی محنت وسعی پر بھروسہ کرکے حاصل کی ہیں
اور خالص بخشش خدا کی نہیں ہیں انکی ظلمت حرمت کسبی کو بھی ایسا ہی خیال کرنا چاہیے یعنی انکی ظلمت حرمت
کسبی صاحب دل کے سوا اور نہیں معلوم کر سکتا **تنبیہ** اب یہاں پر ان لوگوں کا قول بھی رد ہوگیا
جنکے نزدیک غیر خدا کی طرف منسوب کی ہوئی چیز عام ایسی کہ وہ جاندار ہے ہو خواہ بیجان سے آیت
کریمہ مَآ اُهِلَّ الخ کی دلیل سے حرام ہے۔ اور یہ مذکور ہو چکا ہے کہ اس آیت میں کلام صراحتاً جاندار اشیاء
کی حرمت میں واقع ہوا ہے بالخصوص مومن کی نسبت ایمان کی دلالت سے اسکا حرام ہونا بھی نہیں ثابت ہوا
بلکہ افترا ہو سکتا ہے۔ دوم انکا یہ کہنا بھی رد ہوگیا کہ نسبت کرنیوالا کریمہ ذٰلِکُمْ فِسْقٌ کی دلیل سے مشرک ہے حالانکہ
فسق برا کام ہے۔ پھر مومن حرام فعل سے بھی کافر نہیں ہوتا انتہا یہ کہ گنہگار کہا جاوے۔ پس مشرک کریمہ مذکورہ سے کیسے
ہوسکتا ہے۔ اور حقیقت حال کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ اور اسکی طرف رجوع وانجام کرنا ہے۔ اے رب ہمارے اگر ہمسے بھول ہوئی ہو
یا ہم سے خطا کی ہو تو ہمسے مواخذہ نہ فرمائیو۔ اے اللہ درود وسلام بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ نبی رحمۃ ہیں اور آپکے جمال وحسن پر جیسے
تجھے انسے محبت ہے اور تو انکو ایسے پسند کرتا ہے اور انکو ہماری حق میں شفیع کر اور انکے طفیل ہم پر رحمۃ نازل کر برحمتک یا ارحم الراحمین

منتسب لغیر اللہ کو کریمہ ما اھل الخ سے حرام کہتے ہیں
اور منتسب کو مشرک کریمہ ذٰلکم فسق اللھم احفظنا ۔
آمین والحمد للہ رب العالمین ۔

ذکر کیفیتِ فضل ذکر میلاد حضرت سید العالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [۲۴]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلی آلہ و
اصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ اعلم ان وقت الولادۃ مع السعادۃ والکرامۃ
والرحمۃ لحضرۃ رحمۃ للعالمین اکرم الاوقات بکرامۃٍ کلیۃ لانہ مظہر
زمانی لمظہر الحسنات کلہا وسبب حصولہا فیومہا ولیلہا ش نقل
عن بعض الشافعیۃ ان افضل اللیالی لیلۃ مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم
رد المحتار باب الاحرام م وشہرہا وعامہا کذا واعلموا ان ہذا وقت
ینتظر الیہ الانبیاء والملائکۃ وما ہو اہل بالانتظار فسروا بظہورہ صلعم

ترجمہ

ذکر بیان فضیلتِ ذکر میلاد حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [۲۵]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ
واتباعہ اجمعین ی ستائیم خدائے را ویاری می خواہیم ازو ودرود می فرستیم بر رسول او کہ نام
پاکش محمد است صلعم ۔ و اورا شفیع میگردانیم ۔ ودرود می فرستیم بر آل او و اصحاب او و بر پیروان
او تمامہ ۔ بدانکہ ہر آئینہ وقتِ ولادت حضرت رحمت عالمیان کہ باسعادت وکرامت ورحمت است
بکرامت کلیہ مکرم ترین ہمہ اوقات است ۔ ازانکہ وقتِ ولادت شریف مظہر ہمہ حسنات را مظہر زمانی است
یعنی آں زمان محل ظہور مظہر جمیع حسنات است ۔ وسببِ حصولِ حسنات است پس روز
ولادت وشبِ ولادت وماہِ ولادت وسالِ ولادت شریف ہمچنان است کہ وقت ولادت
شریف یعنی از ہمہ روزہا وشبہا وماہہا وسالہا گرامی تر است چنانچہ منقول است ۔ کہ از بعض شافعیہ
کہ افضل شبہا شب پیدائش او صلی اللہ علیہ وسلم است ۔ از رد المحتار باب الاحرام ۔ وبدانید کہ ہر آئینہ ایں وقتے است کہ
انبیاء وملائکہ او را انتظار میکشیدند وآنچہ او اہل است بانتظار ۔ پس شادی نمودند بظہورش صلعم ۔

ذکر کیفیت فضل ذکر میلاد حضرت سید العالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [۲۴]

ذکر بیان فضیلت ذکر میلاد حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [۲۵]

علیٰ ما انعم اللہ تعالیٰ رحمتہ التی توقفت علیٰ شہودہٖ صلعم کما قال اللہ
تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین خصوصاً بظہورہٖ وعموماً بوجودہٖ
صلعم وقولہ صلعم للسائل عن صوم یوم الاثنین ذالک یوم ولدت فیہ
اشارۃٌ الی شرف الیوم وتعظیمہ بالتعبد فیہ والسرور فیہ بولادتہ صلعم
شکر اللہ الرحمٰن باظہارہٖ ایاہ رحمۃ للعالمین واوصی النبی صلعم بلالاً
بصوم یوم الاثنین وقال فیہ ولدت وفیہ انزل علیّ وفیہ ہاجرت و
فیہ اموت الحدیث فالتعیین لما ینبغی فیہ ظاہر فمن یعظمہ باتیان
الحسنات ویفرح بولادتہ صلعم فیہ فیشکر بنعمائہ سبحانہ ومن لا فلا
وقد تقرر من یفرح بنعمۃ المنعم لیفرح بہ ومن یفرح بشخص لیفرح بہ
فلیس الامر ممنوعاً الی الیوم الآخر فقال علماءنا شکر اللہ سعیہم ذکر
ولادتہٖ صلعم باجتماع الناس فی یوم معین بدعۃٌ حسنۃٌ بالاجماع

ترجمہ - برآنکہ خدائی برتر رحمت خود را اتمام کرد کہ متوقف بر شہود او صلعم بود چنانچہ فرمود خدائے برتر در آخر
سورہ انبیاء وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ۰ و نفرستادیم ترا مگر رحمت برائے عالمیان - و ایں
فرستادن رحمت خصوصاً بظہور اوست صلعم وعموماً بوجود او صلعم - و فرمودن او صلعم برائے
پرسندہ از روزہ روز دوشنبہ - ایں روزے است کہ درو آفریدہ شدم - اشارت است سوئے
شرف ایں روز و تعظیمش بہ پرستیدن و عبادت کردن است درو و بشاد شدن درو بولادتش صلعم
بمنت پذیری خدائی رحمٰن بظاہر نمودنش مر او را رحمت برائی ہمہ عالمیان - و وصیت فرمود نبی صلعم
حضرت بلال را رضی اللہ عنہ بروزہ داشتن یوم دوشنبہ و فرمود آفریدہ شدم درو - و نزول وحی شد
برمن درو - و ہجرت کردم درو - و بمیرم درو الحدیث - پس تعیین برائے آنچہ کہ زیبا است درو ظاہر است
پس ہر کہ گرامی و بزرگ دارد آں روز را بآوردن حسنات - و شاد شود بہ پیدائش او صلعم درو پس
و شکر بجا آرد بہ نعمتہائے او سبحانہ - و ہر کہ چنیں نکند پس او شکری بجا نیاورد - و مقرر شدہ است
ہر کہ شاد شود بنعمت منعم البتہ شاد شود با آنکس - و ہر کہ شاد شود بشخصی ہر آئینہ شاد شود آں شخص با و
پس ایں امر تا روز آخر ممنوع نیست - و گفت علمای ما خدائی برتر سعی شاں را مشکور دارد - کہ ذکر ولادت او
صلی اللہ علیہ وسلم باجتماع آدمیان در روز معین بدعت حسنہ است +

بیان آنکہ سنت روزہ یوم دوشنبہ و اشارت بہ تعیین
بیان آنکہ ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باجتماع بدعت حسنہ است

ولا اصل له فی الشرع الشریف للحیثیة المجموعیة وفی القرون الثلثة المنیفة وبعضهم استخرجوه قیاساً کما ذکر المتاخرون واخذوا به فقد اقتصرت عبارات المعتبر من کتاب سبیل الهدی والرشاد فی سیرة خیر العباد قال انما احدثه ملك عادل عالم وقصد به التقرب الی الله تعالی وحضر عنده فیه العلماء والصلحاء من غیر نکیر منه وارتضاه ابن دحیة وصنف له من اجله کتاباً فهؤلاء علماء متدینون رضوه واقروه ولم ینکروه انتهی وفی الباعث علی انکار البدع والحوادث وقال مثل هذا الحسن یندب الیه ویشکر فاعله ویثنی علیه وفی الدر المنظم وقد عمل المحبون للنبی صلعم فرحا بمولده الولائم فمن عمل ذلك الشیخ ابو الحسن المعروف بابن قفل قدس الله سره ویوسف الحجازی وقال رایت النبی صلعم ودنا الی وقال لاضربنك وکان بیده قضیب فقلت لای شیء یا رسول الله فقال حتی لا تبطل المولد ولا السنن

ترجمہ ودر شرع شریف برائے او باین حیثیت مجموعیہ اصلی نیست ونہ در قرون ثلاثہ منیفہ یعنی در زمان صحابہ وتابعین وغیرہ کہ عہد بزرگ ہست یافتہ نشد۔ وبعض شاں از روئی قیاس او را بر آوردہ اند چنانچہ متاخرین ذکر کردند وباو بر گرفتند۔ پس ہر آئینہ من برچیدم عباراتی کہ دریں مسئلہ تغیر کردہ شدند کہ از کتاب سبیل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ہست۔ گفت جز ایں نیست کہ او را بادشاہے عادل وعالم کہ ملک اربل بود بنا نمودہ وبدو ارادہ نزدیکی سوئی خدائی برتر کردہ۔ ودریں امر پیش او علماء وصلحاء بی انکار از وحاضر آمدند۔ واورا ابو الخطاب ابن دحیہ کلبی پسندیدہ۔ وازیں رو برائی شاہ کتابی تصنیف کردہ کہ نامش التنویر فی مولد البشیر والنذیر است۔ پس ایں ہمہ علمائی با دیانت باو رضی شدند واو را اقرار نمودند وازو انکار نکردند۔ انتہی۔ ودر کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث است کہ گفت ہمچنیں ہر آئینہ کار نیک ہست کہ از محاسن ونکوئیہا برشمردہ شود۔ وفاعلش شکر کردہ شود۔ وبر او ستایش وثنا کردہ آید۔ ودر کتاب در منظم است کہ تحقیق محبان ودوستداران نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنا بر شادی مولدش صلعم دعوتہا ترتیب داد ومعمول نمودہ پس کسیکہ ایں کار کرد وعمل نمود شیخ ابو الحسن المعروف بابن قفل است قدس اللہ سرہ ویوسف حجازی کہ گفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم را دیدم واو بمن متوجہ شد وفرمود البتہ ضرور خواہم زد ترا ودر دست مبارکش صلعم شاخ درخت بود پس گفتم یا رسول اللہ بچہ سبب پس فرمود تا آنکہ مولد را باطل نکنی یعنی فرو نگزاری ونہ سنتہا را فرو گزاری۔

بیان کیفیت بنائے میلاد شریف

میلاد وعمل حسن است و فاعلش مشکور وممدوح

بیان معمول صلحاء در ترتیب میلاد ودیدن آں صلعم در خواب وتہدید بزرگ خوشنودی ایں امر

وَیقول الشیخ ابو یوسف موسیٰ الزرھونی رایتُ النبیَّ صلعم فی النوم فذکرتُ له مایقوله الفقهاءُ فی عمل الولائمِ فی المولدِ فقال صلعم من فرِحَ بنا فرِحنا به، انتهیٰ وفی قولٍ زید والمحبُ مع احبابه ویقول المنصورُ البشار رایتُ النبیَّ صلعم فی المنامِ یقول لی قل له لایبطله یعنی المولد وما علیک ممن اکل وممن یاکل انتهیٰ وقال الحافظ وقد ظهر لی تخریجه علی اصلٍ ثابتٍ فی الصحیحین من انَّ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم قَدِمَ المدینةَ فوجدَ الیهودَ یصومون یوم عاشوراء فسألهم فقالوا هذا یومٌ اغرق الله فیه فرعونَ ونجی موسیٰ فنحن نصوم شکراً لله تعالیٰ فقال انا احقُ بموسیٰ منکم فصامه وامر بصیامه فیستفاد منه فعلُ ذٰلک شکراً لله تعالیٰ علیٰ مامنَّ به فی یومٍ معینٍ من ایجاعِ نعمةٍ ودفع نقمةٍ ویعاد ذٰلک فی نظیرِ ذٰلک الیوم فی کل سنةٍ والشکر لله تعالیٰ یحصل بانواع العباداتِ والسجودِ والقیامِ والصدقةِ والتلاوةِ

ترجمہ ومیگوید شیخ ابو یوسف موسیٰ زرھونی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم وباو صلعم ذکر کردم آنچہ او را فقہاء میگویند در عمل دعوتہا در بیانِ مولدِ مبارک۔ پس فرمود صلعم ہر کہ شاد شد بما شاد شدیم باو انتہیٰ۔ ودر قولے زیادہ کردہ شد ایں کہ دوست دارندہ با دوستانِ خود است۔ ومنصور بشار میگوید کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم کہ میفرماید مرا۔ بگو او را کہ باطل نکند او را یعنی مولد را فرو نگزارد و کردہ باشد۔ وچیست بر تو از کسیکہ خورد واز کسیکہ نخورد انتہیٰ۔ وگفت حافظ کہ این برائی من ظاہر شدہ است تخریج او یعنی بر آوردنِ او بر اصلے کہ ثابت است کہ در صحیحین است از ینکہ تحقیق رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بمدینہ در آمد پس یہود را یافت کہ روزہ روزِ عاشورہ میداشتند۔ پس پرسید آنہا را پس گفتند ایں روزی است کہ خدای برتر دریں روز فرعون را غرق کردہ وموسیٰ علیہ السلام را نجات دادہ۔ پس ما روزہ میداریم بنا بر شکر برائی خدائے برتر۔ پس فرمود صلعم ما سزاوار تریم از شما بموسیٰ پس روزہ داشت صلعم آن روز را وامر فرمود بروزہ ہائی او۔ پس از و مستفاد میشود وفائدہ حاصل آید کہ اینچنیں فعل بنا بر شکر برائی خدائی برتر است بر آنچہ کہ منت نہاد باو دریں روزِ معین از ایجادِ نعمت ودفع نقمت یعنی عذاب۔ وباز گردیدہ شود ایں فعل در نظیرِ ہمیں روز از ہر سال تا آنکہ عادت گیرد ومعتاد شود + وشکر برائے خدائی برتر حاصل آید بہ اقسامِ عبادات وسجدہا وقیام وصدقہ وتلاوت

تخریج میلاد بتعیین یوم نظیر یوم
عاشورہ از صحیحین بہ تحقیق حافظ

وای نعمۃ اعظم من النعمۃ ببروز ھذا النبی الکریم نبی الرحمۃ فی ذالک الیوم
وقال شیخنا رحمہ اللہ تعالیٰ فی فتاواہ عندی ان اصل عمل المولد الذی
ھو اجتماع الناس وقرءۃ ما تیسر من القراٰن وروایۃ الاخبار الواردۃ فی
مبدء امر النبی صلعم وما وقع فی مولدہ من الاٰیٰت و المعجزات ثم یمد لھم سماط یاکلون
وینصرفون من غیر زیادۃ علی ذالک من البدع الحسنۃ التی یثاب علیھا
صاحبھا لما فیہ من تعظیم قدر النبی صلعم واظہار الفرح والاستبشار
بمولدہ الشریف قال وقد ظھر لی تخریجہ علی اصل اٰخر غیر الذی ذکرہ الحافظ
وھو ما رواہ البیہقی عن انس ان النبی صلعم عق عن نفسہ بعد النبوۃ مع
انہ ورد ان جدہ عبد المطلب عق عنہ فی سابع ولادتہ صلعم والعقیقۃ
لا تعاد مرۃ ثانیۃ فیحمل ذالک علی ان ھذا فعلہ صلعم اظہارًا للشکر علی
ایجاد اللہ تعالیٰ ایاہ رحمۃ للعٰلمین وتشریفًا منہ صلعم کما کان یصلی علی

ترجمہ ۔ وکدام نعمت گرامی تر است ازیں نعمتی کہ ایں نبی کریم نبی رحمت است دریں روز آشکار اشد
وگفت شیخ ما رحمہ اللہ تعالیٰ در فتاوائی خود کہ نزد من است آنکہ اصل عمل مولد کہ او اجتماع وگرد آمدن مردمان
است وخواندن از قرآن آنچہ آسان باشد وخواندن روایت اخبار کہ در مبدء امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
وارد شدہ یعنی در امر بدو خلقت نور نبی صلعم مذکور آمدہ وآنچہ در جای پیدایش او صلعم از آیات ومعجزات
واقع شدہ ۔ باز گسترانیدہ شود و درا و گردد برائے شان سفرہ کہ بخورند ازاں وباز گردند بغیر زیادتی
براں ایں ہمہ او بدعت حسنہ است کہ صاحب وعامل آنہا بر ہمہ ثواب ومزد دادہ شود از ینکہ دروست
از تعظیم قدر نبی صلعم واظہار شادی است وشاد شدن است بمولد شریف نبی صلعم ۔ گفت
وتحقیق ظاہر شد برائے من تخریج او یعنی برآوردن ایں عمل بر اصلے دیگر غیر آنکہ او را حافظ
بیان کردہ ۔ وآں آنچہ بیہقی او را از انس رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ ہر آئینہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم از نفس مبارک خود بعد نبوت قربانی کرد وعقیقہ فرمود با آنکہ تحقیق وارد شدہ
کہ جدش عبد المطلب در روز ہفتم ولادت شریف از و صلعم قربانی عقیقہ کردہ ۔ وعقیقہ بار دیگر
باز نہ گردد ۔ پس حمل شود ایں بر آنکہ ایں فعل او صلعم اظہار است برائی شکر بر ایجاد خدائی برتر
کہ پیدا کرد مر او را رحمت عالمیان دا ز روئے تشریف است از و صلعم چنانکہ بر

بیان عملِ مولد وآنچہ در وی می شود

تخریج دیگر بر عملِ مولد از حدیث عقیقہ باظہار شکر کہ دلیل استحباب مولد است ومنع منکرات شرعی دریں عمل خیر +

نفسه كذلك فيستحب لنا ايضاً اظهار الشكر بمولده واطعام الطعام ونحو ذلك من وجوه القربات والمبرات انتهى وفى شرح سنن ابن ماجة الصواب انه من البدع الحسنة المندوبة اذا خلا عن المنكرات شرعاً انتهى ومن المواهب اللدنية قد روي ابو لهب بعد موته في النوم فقيل له ما حالك فقال فى النار الا انه خفف عنى كل ليلة اثنين وامص من بين اصبعى هاتين ماء واشار براس اصبعيه وان ذلك باعتاقى لثويبة عند ما بشرتني بولادة النبى صلعم وبارضاعها له وفى معراج المسلمين عن ابن عباس بن عبد المطلب قال كنت مواخيا لابى لهب ومصاحباً له فلما مات وقد اخبر الله تعالى عنه ما اخبر فحزنت عليه وهمني امره فسالت الله حولا ان يريني اياه فى المنام قال فرايت ناراً تلهب فسالته من حاله فقال الى النار فى العذاب فلا يخفف عنى العذاب الا ليلة الاثنين من كل الليالى والايام فانه يرفع العذاب عنى قلت وكيف ذلك فقال ولد فى تلك الليلة محمد

ترجمہ نفس مبارک خود درود وصلوٰۃ میخواند ہمچناں پس مستحب است برای ما نیز اظہار شکر بمولد او صلعم وطعام خورانیدن ومثل ایں کہ از وجوہ قربات ومبرات است یعنی از اسباب نزدیکیہا ونکوئیہا است بحضرت حق انتہی ودر شرح سنن ابن ماجہ است کہ صواب آنست کہ او از بدعت حسنہ مندوبہ است یعنی کار نو است نیک از محاسن وخوبیہای شمار کردہ شدہ ہرگاہ کہ از منکرات کہ شرع از و باز داشتہ خالی باشد۔ واز مواہب لدنیہ است کہ تحقیق ابولہب بعد موتِ خود در خواب دیدہ شد پس گفتہ شد او را چہ حال است ترا پس گفت او در آتش است مگر آنکہ تحقیق ہر شب دوشنبہ از من عذاب سبک کردہ شود یعنی تخفیف عذاب شود۔ ومی مکم از میانِ ایں ہر دو انگشتانِ من آب را۔ واشارہ کرد بسر ہر دو انگشتانِ خود۔ وہر آئینہ ایں تخفیف بآزاد کردنِ من است ثویبہ را وقتیکہ مرا خوشخبری داد او بولادتِ نبی صلعم وبشیر دادنِ او نبی صلعم را۔ ودر معراج المسلمین است از ابن عباس بن عبد المطلب گفت من مواخی ومصاحب ابولہب بودم یعنی با او برادری وصحبت میداشتم پس ہرگاہ کہ او مرد وبتحقیق خدای برتر از و آگہی داد بآں خبر کہ داد پس حزن کردم بر او وامر او ومرا در اندوہ آوارد۔ پس خواستم از خدا تا یکسال کہ مرا بنماید در خواب مر او را۔ گفت پس دیدم آتش را کہ زبانہ میزند وشعلہا می انگیزد پس پرسیدم او را از حال او پس گفت کہ سوی آتش است در عذاب یعنی حال آتش در عذاب کہ درد مبتلا بود بیان کردہ یعنی کہ ایں عذاب از من سبک نشود مگر شب دوشنبہ از ہر شبہا وروزہا پس ہر آئینہ آں عذاب دراں شب از من دور گردد۔ گفتم چگونہ است پس گفت زائیدہ شد دراں شب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وتخفیف عذاب بسبب ولادت صلعم نقصهٔ ابولہب از حدیث ابن عباس رضؔ

فجاءتني امة فبشرتني بولادته ففرحت بمولده واعتقتها فرحا فاثابني الله بان رفع عني العذاب في كل ليلة اثنين لذلك انتهى قال ابن الجوزي فاذا كان هذا ابولهب الكافر الذي نزل القرآن بذمه جوزي في النار بفرحه ليلة مولد النبي صلعم فما حال المسلم الموحد من امته عليه السلام يسر بمولده ويبذل ما تصل اليه قدرته في محبته صلعم لعمري انما يكون جزاؤه من الله الكريم ان يدخله بفضله العميم جنات النعيم ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه السلام ويعملون الولائم ويتصدقون في لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون في المبرات ويعتنون بقراءة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم ومما جرب من خواصه انه امان في ذلك العام وبشرى عاجلة بنيل البغية والمرام فرحم الله امرأ اتخذ ليالي شهر مولده المبارك اعيادا ليكون اشد علة على من في قلبه عناد ولقد اطنب ابن الحاج في المدخل في انكار ما احدث الناس من البدع والاهواء والتغني

ترجمه وکنیزک پیش من آمده مرا مژده داد بولادت او صلعم - پس شاد شدم به پیدایش او صلعم و آزاد کردم او را پس عوض داد خدای برتر بآنکه دور کرد از من عذاب در هر شب دوشنبه بسبب این انتهی - گفت ابن جوزی پس هرگاه که این ابولهب کافر بود آنکه قرآن بذم او ای به بد گفتن او فرود آمده در آتش آب داده شد بشادی شب پیدایش او صلعم - پس چه حال مسلم موحد است از امت او صلعم که به پیدایش او صلعم شادی کند و آنچه که برسد سوی او قدرتش یعنی هرچه بتواند در محبتش صلعم صرف نماید - بجان من جزای نیست که باشد جزای او از خدای کریم آنکه داخل کند او را بفضل عمیم خود در جنات نعیم - و هنوز زائل نشده دائم و قائم است که اهل اسلام بماه پیدایش حضور علیه السلام محافل و مجالس ترتیب میدهند - و دعوتها می آرند - و در شبهائی او اهتمام صدقات قسمت میکنند - و شادیها وا نمایند - و در نکوئیها زیادت کنند - و بخواندن مولد نبی کریم اهتمام و اشتغال میدارند که از برکات او بر ایشان هر فضل عام ظاهر آید - و از آنچه آزمایش کرده شد از خواص او آنکه هر آئینه او امان است در این سال و مژده و بشارت نزدیک است به بر آمدن هر حاجت و مراد - پس رحم کرد خدای بر آن مردی را که او شبهائی ماه مولد مبارک او صلعم عیدها گرفته بر کسیکه در دل او عناد هست این سخن تر و گران تر باعث و علت بود - والبته تحقیق ابن الحاج در مدخل سخن دراز کرده در انکار آنچه که آدمیان او را احداث کرده و پیدا نموده اند از بدعت و خواهشات نفسانی و سرائیدن

ابی میلاد را بشارت بر حصول جنت و عموم فضل +

بیان اینکه تا اینده اجماع است بر میلاد +

خواص میلاد در رفع حاجات +

بیان منهیات که در میلاد نباید +

بالآلات المحرمة عند عمل المولد الشريف فالله تعالى يثيبه على قصده الجميل ويسلك بنا سبيل السنة فانه حسبنا ونعم الوكيل انتهى وهكذا من العلماء الصلحاء فيقول الحزين والله ولى التوفيق البدعة كلها سيئة لقوله صلعم كل بدعة ضلالة فالكلام يمنع تخصيص ش هو وجه زائد على وجه متحد الذى به العموم م البعض من العام ش هو مشترك فى وجه متحد م بما ش متعلق بالتخصيص اے بوجه الذى م يعارض بالضد ما ش اى وجه الذى م به العموم فلا يسع التاويل فلزم التساقط ولا فادات الكل التاكيد والحصر وهو يمنعان الاستدراك والاستثناء والتخصيص وقد لا يفيد ش الكل التاكيد والحصر م فيجوز الاستثناء والاستدراك والتخصيص فالفرق ش ظاهر م بينهما ش اى كل للتاكيد والحصر وكل لغيرهما بالاستثناء وغيره المذكور م فان التخصيص لا يزيل اشتراك ش

اى وجه متحد م الذى به العموم

ترجمہ بآلات ومزامیر محرمہ کہ شرع اوراحترام داشتہ وقت عمل مولد شریف۔ پس خدائے برتر اورا ثواب دہد بر قصد او کہ جمیل ونیک ہست۔ وببرد مارا براہ سنت۔ پس ہر آئینہ او بس ست مارا ونیکو است وکیل انتہی۔ وہمچنان است از علماء کہ نیک بختان اند وصاحب صلاح اند۔ و اکنون میگوید این اندوہگین۔ وخدائے برتر صاحب توفیق است۔ کہ بدعہ تمام خود گناہ ہست بنا بر قول او صلعم كل بدعة ضلالة یعنی ہر بدعہ گمراہی است۔ پس این کلام شریف باز دارد تخصیص بعض را از عام یعنی از عام تخصیص بعض را منع میکند۔ وتخصیص وجہی است زائد بر وجہ متحد آنکہ باو عموم است۔ و عام آنکہ او مشترک است در وجہ متحد۔ واین منع تخصیص بعض از عام در کلام حدیث ازین وجہ است کہ او یعنی وجہ تخصیص معارض بضد گردد آن وجہ را کہ باو عموم است۔ پس این معارضت کہ بضد ہست تاویل را گنجایش نہ دارد پس تساقط لازم شد۔ وآنکہ لفظ کل تاکید وحصر را نفع می دہد۔ وہر دو یعنی تاکید وحصر استدراک واستثناء وتخصیص را منع میکنند۔ وگاہے لفظ کل حصر وتاکید را مفید نہ شود پس او با استثناء واستدراک وتخصیص ثابت است۔ پس فرق میان ہر دو ظاہر است یعنی کل برائے تاکید وحصر۔ وکل برائے غیر این ہر دو یعنی با استثناء واستدراک وتخصیص مذکورہ۔ پس ہر آئینہ تخصیص اشتراک را کہ در وجہ متحد است آنکہ با و عموم است زائل نمیکند+

الحق کہ بدعت سیئہ وضلالت است از بدعات ہمہ حرام است

بیان آنکہ بدعت تمام گناہ است ونفی بدعت حسنہ از حدیث کل بدعۃ ضلالۃ

تعریف عام وتخصیص

لفظ کل چون مفید حصر وتاکید است مانع استدراک واستثناء وتخصیص است وہر گاہ مفید ان نیست جایز است وبیان فرق کل دریں

ہر دو

والعموم والخصوص لا يعتبران الا فى العوارض فلا يجتمعان فى التعارض
ش الكلام المحقق تفسير ودليل على دعوى منع التخصيص بوجه الذى
يعارض بالضد وجه الذى به العموم م فكيف تخصيصها ش اى البدعة
من العام م وتحسينها ش استدلوا على صحة بدعة حسنة بقول عمر رض
فيما قيل فى اثبات التراويح ان رسول الله تعالى صلعم صلى التراويح بجماعة
فترك جماعتها من خوف نزول فرضيتها على امته صلعم فيصلونها فى بيوتهم
منفردين فلما زال سبب تركها هو خوف نزول فرضيتها اعاد جماعتها عمر رض
فقيل هذه بدعة فقال عمر رض نعمت البدعة م فقول عمر رض نعمت البدعة
جوابا فيما قيل بدعة لا يدل على انها بدعة عنده رض اذ كانت صلها رسول
الله تعالى صلعم بجماعة بل اعادة ش والاعادة ليست ببدعة م فهى
ش اى البدعة م احداث مفسدا فى الدين وما ليس بمفسد ليس ببدعة
فتسميته ما ليس بمفسد بالبدعة الحسنة بمساهمة اللفظ مجازا على ما لم يوجد عندهم فى الكتاب

بیان المقصد بقول عمر رض نعمت البدعۃ

ترجمہ و عموم و خصوص تعبیر کردہ شوند مگر در عوارض پس در تعارض مجتمع نہ شوند - و این کلام محقق
حدیث شریف تفسیر و دلیل است برین دعوی کہ تخصیص بوجہی ممنوع است کہ آن وجہی را کہ باو عموم است
معارض بضد باشد - پس چگونہ تخصیص بدعت بود از عام او و چگونہ تحسین بدعت باشد از ضلالتش تا آنکہ بدعت
حسنہ گفتہ آید - و حال اینکہ بر صحت بدعت حسنہ دلیل آوردہ اند از قول حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ در آنچہ
کہ گفتہ شدہ است در اثبات تراویح و آن اینست کہ رسول خدای تعالی صلی اللہ علیہ وسلم بر آئینہ نماز تراویح بجماعت
خواند - پس جماعتش ترک فرمود از خوف نزول فرضیتش بر امتش صلعم - پس مردمان در خانہای خود تنہا تنہا
میخواندند - و ہرگاہ سبب ترک جماعت کہ آن خوف نزول فرضیت تراویح بود دور شد عمر رضی اللہ عنہ جماعتش باز گردانید
پس گفتہ شد این بدعت است - پس فرمود عمر رضی اللہ عنہ نیکو است این بدعت - پس قول عمر رضی اللہ عنہ نعمت البدعۃ
یعنی نیکو است این بدعت - بطور جواب آنچہ گفتہ شد بدعت است دلیل نشود بر آنکہ او بدعت باشد نزدش رضی اللہ عنہ
چراکہ رسول خدای تعالی صلی اللہ علیہ وسلم او را با جماعت خواندہ است پس بدعت نیست بلکہ اعادہ است - و اعادہ بدعت
نبود - پس او یعنی بدعت احداث است آنچیز نو آوردن است در دین بطور فساد کنندہ تا ازان در دین رخنہ و فساد ظاہر شد
و آنچہ مفسد نیست بدعت نیست پس چیزی را کہ مفسد نیست بدعت حسنہ نام نہادن مساہمت لفظ است ادا کہ بطور مجاز
این تسمیہ آوردہ است بر آنچہ کہ در کتاب

عموم و خصوص در عوارض معارض شوند و در تعارض مجتمع نشوند
بیان مراد از قول عمر رض نعمت البدعۃ
جماعت تراویح اعادہ است نہ بدعت
تعریف بدعت و مساہمت در تسمیہ حسنہ

والسنة صراحتًا واقتضاءً اذا علم قال الله تعالیٰ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ
اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ فذكره صلعم فرض موبدٌ على انه صلعم نعمت الله تعالیٰ
برسالته على قرينة ما لحق وتوقف النزول وتحصيل ذكر الكتاب والحكمة
على الرسول وكيف استثنائه صلعم من نعمة الله تعالیٰ وقد قال الله تعالیٰ
لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝
والتحذير على مخالفة الامر والتنبيه على النفاق بالحق يؤكده ش في انوار التنزيل
نعمت الله التي من جملتها الهداية وبعثة محمد عليه السلام وفي مدارك التنزيل
نعمت الله بالاسلام وبنبوة محمد صلى الله عليه وسلم م وقال الله تعالیٰ ورفعنا لك ذكرك

ترجمہ و سنت از روئے صراحت و اقتضا تر وشاں یافتہ شد یعنی استعمال ایں لفظ بسوئے آنحضرت بہت زیادہ کہ منصوصات است و ہمیں مجاز است چہ بوجہ حسنہ بر چیز نام نہاد کہ در کتاب و سنت تر وشاں بطور صراحۃ و اقتضا یافتہ شد۔ پس بدانکہ فرمودہ خدائے برتر در سورۂ بقر رکوع بست و نہم وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ و یاد کنید نعمت خدائے بزرگ بر شما است و آنچہ کہ فرود آورد بر شما از کتاب و حکمت کہ پند میدہد بآں شما را۔ و بترسید خدائے را و بدانید کہ ہر آئینہ خدا ہر چیز بسیار دانا است۔ پس ذکر او صلی اللہ علیہ وسلم فرض موبد است یعنی فرض است دائمی بر اینکہ او صلعم نعمت خدائے برتر است برسالتش صلعم بنا بر قرینہ کہ لاحق شدہ است۔ ابتدائی بندو تعلیم۔ و توقف نزول بر او صلعم۔ و تحصیل ذکر کتاب و حکمت بر رسول یعنی آموختنش بر رسول صلعم موقوف بودہ۔ و چگونہ مستثنیٰ کردہ شود او صلعم از نعمت خدائے برتر حالانکہ تحقیق فرمودہ است خدائے برتر در سورۂ آل عمران رکوع ہفدہم لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ ہر آئینہ بتحقیق منت نہاد خدائے برتر بر مومنین اینکہ برانگیخت یا فرستاد میان شاں رسول را از نفسہائے شاں کہ میخواند بر ایشاں آیاتش را و پاک میکند درون شاں و کتاب و حکمت می آموزد ایشاں را اگرچہ بودند پیش ازیں در گمراہی ظاہر۔ و آں تحذیر یعنی ترسانیدن کہ ذکر بیدا اولیٰ ہست بر مخالفت امر او و ایں تنبیہ و آگہی در کردن بر نفاق است بانچہ کہ حق شدہ تاکید میکند او را۔ شرح۔ در انوار التنزیل است کہ نعمت خدا آنکہ از جملہ او ہدایت است و بعثت یعنی فرستادن محمد صلعم۔ و در مدارک التنزیل است کہ نعمت خدا باسلام است و بنبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ و فرمود خدائے برتر در سورۂ شرح وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ الآیہ و بلند کردیم ما خاص برائے تو ذکر تو۔

فی اثبات ان ذکرہ احسن الاذکار و تفسیر واذکروا نعمۃ اللہ

بیان اثبات آنکہ ذکر او صلعم احسن اذکار است و تفسیر آیۂ واذکروا نعمۃ اللہ الآیہ

ذکر او صلعم فرض موبد است و او صلعم نعمت خدا است

تفسیر آیۂ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم

فان ذکر فضائلہ وشمائلہ صلعم عموماً کان وسیلۃ التقرب الی اللہ تعالیٰ اذ ہو رسول
اللہ تعالیٰ ونبی الانبیاء فاعجازہ منہا ش ای من فضائلہ وشمائلہ صلعم
م فکان فی المجالس الانبیاء واصحابہم واصحابہ صلعم وفی الملائکۃ کما قال
اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا
عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ والصلوۃ علی النبی شاملۃٌ لذکرہ صلعم واختلف العلماء
فی انہا فرضٌ او واجبٌ وما فی ولادتہ صلعم اعظمُ الاعجاز لانہ لا یشتبہ
بالعقلیات والنقلیات والسحریات قال فی التنویر فی مولد البشیر النذیر
عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کان یحدث ذات یوم فی بیتہ وقایع
ولادتہ صلعم بقوم فیستبشرون ویحمدون واذا جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
حلت لکم شفاعتی الحدیث وفیہ عن ابی الدرداء رض مرّ مع النبی صلعم الی
بیت عامر الانصاری یعلم وقائع ولادتہ لابنائہ وعشیرتہ ویقول ہذا الیوم

ترجمہ پس ہر آئینہ ذکر فضائل وشمائل او صلعم بالعموم وسیلۂ تقرب بود سوی خدائے برتر از انکہ او رسول خدائے
برتر است ونبی انبیاء است - پس اعجاز او صلعم ہم ازیں فضائل وشمائل اوست صلعم - پس کرد ذکر فضائل
وشمائل او صلعم در مجالس انبیاء و اصحاب شان و اصحاب او صلعم بود - و ہم در مجالس ملائکہ چنانکہ فرمود خدائے
برتر در سورۂ احزاب رکوع ہفتم اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ یعنی ہر آئینہ خدای برتر و فرشتگان او درودی فرستند بر نبی - اے
آنانکہ گرویدہ اند بفرستید درود بر او و سلام کہ حق تسلیم است یا بیارید کہ سپردنی ما است - وصلوۃ بر نبی
شامل ہست ذکر او را صلعم - و علماء اختلاف کردند دراں کہ صلوۃ بر نبی صلعم فرض است یا واجب - وانچہ در ولادت
اوست صلعم گرامی ترین اعجاز است از انکہ او بعقلیات ونقلیات وسحریات مشتبہ نمی شود - گفت
در کتاب التنویر فی مولد البشیر النذیر از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ روزے او
در خانہ خود واقعات ولادت شریف او صلعم از قومی بیان می کرد و ایشان شادی شدند وحمد میگفتند کہ
ناگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آمد فرمود برای شما شفاعت من واجب شد تا آخر حدیث - و در وے است
از ابی الدرداء رضی اللہ عنہ کہ او با نبی صلعم سوی خانہ عامر انصاری رضی اللہ عنہ گذشت کہ او واقعات
ولادت شریف او صلعم پسران وخویشان خود را آموخت ومی گفت ہمیں روز —

هذا اليوم فقال النبي صلى الله عليه وسلم إن الله فتح عليك ابواب الرحمة والملائكة يستغفرون الحديث فانه ثابت فكيف يكون بدعة حسنة لوجوده في القرون الاولى ش فاستدلال الخ على انه ليس ببدعة حسنة كما قال فذكر ولادته صلعم الخ م فذكر ولادته صلعم على الحيثية المروجة احسن على اصل الشرع فاصله بقوله صلعم تعامل الصالحين حق الحديث والتعامل الذي لا يوجد في الكتاب والسنة صريحا واقتضاء فالقياس والاجماع تعامل يوجد في الاشارة والاستنباط او باستحسانه وقوله صلعم من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها ٭ وما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن ولا تجتمع امتي على الضلالة ٭ فاعلم انه ليس الحسن الا وهو في الكتاب والسنة صراحتا واقتضاءا او اشارتا

ترجمہ ہمیں روز - پس فرمود نبی صلعم ہر آئینہ خدا بر تو درہائے رحمت بکشاد و فرشتگان آمرزش میخواہند ترا تا آخر حدیث - پس ہر آئینہ کہ او ثابت است پس بدعت حسنہ چگونہ شود از آنکہ در قرون اولی یعنی در زمان صحابہ وغیرہ یافتہ می شود کہ وجود او از حدیث ثابت آمدہ کہ گفتہ شد - و اختیار دلیلے دیگر زاں کہ او بدعت حسنہ نیست ایں قول است چنانکہ گفت - پس ذکر ولادتش صلعم بریں حیثیت مروجہ نیکوتر است کہ بر اصل شرع است - پس اصل او بقول او صلعم است کہ تعامل الصالحین حق الحدیث یعنی تعامل صلحا حق است تا آخر حدیث - و تعامل عملے است آنکہ در کتاب و سنت بطور صراحت و بطور اقتضا یافتہ نہ شود - پس قیاس و اجماع تعامل است کہ یافتہ می شود در اشارات و استنباط - یا تعامل باستحسان او است یعنی بہ نیک پنداشتنش بعمل آوردہ شد - و بقول او صلعم مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا یعنی ہر کہ روش گرفت در اسلام شیوہ نیک پس برای او است اجر آں سنت حسن و اجر آنکس کہ عمل کرد باں طریق نیکو - وما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن ٭ یعنی چیزے کہ مسلمانان او را نیک دیدند پس او نزد خدا نیک است ولا تجتمع امتي على الضلالة ٭ یعنی امت من بر گمراہی گرد نخواہد آمد - پس بدانکہ ہر آئینہ کیفیت نیست کہ حسن گردد او در کتاب و سنت است بطور صراحت و بطور اقتضاء یا بطور اشارت یعنی حسن ہو است کہ او در کتاب و سنت بطور صراحت و بطور اقتضاء یا بطور اشارت بر آید

حسن ہو است کہ در کتاب و سنت است بطور اقتضاء یا باشارت یا قیاس بقول نقض کردیم ٭

بقولہ سبحانہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ۔ ولا رطب ولا یابس الا فی امام مبین ہ ای ماھو مقصود فی الباب او قیاسا ۔ والقیاس علی الحسن حسن ۔ فوقع فی ضمن الاکمال کما سبق و لحق من الرضاء ووقع الاکمال حتی القیاس فی الرضاء علی الاحادیث الشریفۃ المرویۃ ۔ فالضلالۃ ھی الفساد فی الدین فھی بدعۃ ما وجدت فی الاصول الاربعۃ المسلمۃ فالاصل سش لذکرہ صلعم علی الحیثیۃ المروجۃ ثم من حیث اجماع الصلحاء علی الاستنباط القیاس لقول صلعم ظاھر فمنکرہ منکر الاجماع الذی صح وان قیل کل للتاکید والحصر و معناہ کل ما احدث مفسدا فی الدین فھو بدعۃ سیئۃ فیقابلہ کل ما احدث مصلحا فی الدین فھو بدعۃ

ترجمہ بقول او سبحانہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ہ کہ در سورۂ مائدہ بر کوع اول است ۔ یعنی امروز برای شما دین شما کامل نمودم و تمام کردم بر شما نعمت من و پسندیدم برای شما اسلام را از روی دین ۔ و کریمہ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ہ کہ در سورۂ انعام بر کوع ہفتم است ۔ یعنی نیست تر و نہ خشک مگر در امام مبین یعنی در لوح محفوظ است ۔ یعنی آنچہ کہ او مقصود درین باب است ۔ یا بطور قیاس بر آید ۔ و قیاس بر حسن حسن است پس واقع شد قیاس در ضمن اکمال کہ او تمام کردن دین است یعنی قیاس در ضمن اکمال دین در آمد از آنچہ کہ سابق شد و لاحق آمد از رضاء و واقع شد اکمال تا قیاس کہ در رضاء است بر احادیث شریفہ مرویہ ۔ مراد آنکہ حسن آنست کہ او در کتاب و سنت است خواہ بعض از و یافتہ شود خواہ باقتضا ریا باشارت بقول او سبحانہ کہ اکمال دین برائے شما و اتمام نعمت بر شما امروز کہ زمان این نبی امی است بہ انجام دیدم و پسندیدم برائے شما انقیاد را برای اکمال دین و اتمام نعمت خود کہ رضائے من است ۔ پس مراد کردولادت شریف حضور صلعم کہ او نعمت خدا است بہ اتمام است و اسلام و اکمال دین از این کریمہ کتاب باشارت یافتہ شد ۔ و آنچہ کہ او مقصود است درین باب است کہ ہر رطب و یابس درین کتاب است و ہر چہ ہست باحصا ہست درین امام مبین کہ لوح محفوظ است پس اشارت باحصاء مقصود ہم درین باب است یا بطور قیاس از کتاب و سنت بر آید و آنکہ قیاس بر حسن حسن است پس قیاس در ضمن اکمال دین واقع شدہ چہ قیاس از آنچہ کہ سابق آمد و لاحق شد از رضا حق است برائے اکمال دین ۔ و اکمال تا قیاس واقع شد چہ قیاس کہ در رضا حق است بر احادیث شریفہ مرویہ در تحت حسن است پس قیاس بر حسن حسن آمد در ضمن اکمال دین از رضاء ۔ و اکمال تا قیاس است کہ در رضاء بر احادیث شریفہ پس ضلالت کہ او فساد است در دین پس او بدعت است کہ او در اصول اربعہ مسلمہ کہ کتاب و سنت و قیاس و اجماع است نیافتہ شد و اصل کہ از حیثیت اجماع صلحا بر استنباط قیاس برائے ذکر او صلعم برین حیثیت مروجہ ہست و بقول او صلعم ظاہر است ۔ پس منکر او انکار خواہد کرد اجماع را آنکہ صحت یافتہ است ۔ و اگر گفتہ شود کہ لفظ کل برای تاکید و حصر است ۔ و معنی حدیث آنکہ ہر آنچہ کہ نو آوردہ شد بطور فساد آرندہ در دین پس او بدعت سیئہ است پس مقابل او خواہد شد ہر آنچہ کہ نو آوردہ شد بطور اصلاح کنندہ در دین پس او بدعت

قیاس بر حسن حسن است ضمن اکمال است
در رضا و اکمال تا قیاس است در رضا
بر احادیث شریفہ مرویہ

حسنۃٌ والاحادیثُ الشریفۃُ المرویۃُ فی بحثِ البدعۃ اصلٌ لہا علیٰ قولہم
فیقول الحزین انما ھو فی القیاسِ والاجماع علی اصلِ الاحادیثِ الشریفۃِ المرویۃِ
علیٰ قولہِ ش ای الحزین م ولم یقل صلعم بدعۃٌ حسنۃ بل قال صلعم
سنۃٌ حسنۃٌ وما رآہ المسلمون حسناً فیحصلُ من القولِ ما لیس بمفسدٍ فی
الدین لیس ببدعۃ بل حسنٌ فی حدِّہٖ وان کان تعاملُ الصالحین الخ وما رآہ
المسلمون الخ وما مثلُہما بدعۃٌ حسنۃٌ وما خذُ قولِہم العام مخصوصُ البعض
یعارض بالضدِّ کلّ بدعۃٍ ضلالۃٌ لتعارض بالضدِ التخصیص بالحسنۃِ بعضاً
عمومَ الضلالۃِ الذی لا یُزیلہٗ التخصیصُ ش فلا یسع التاویلُ فلزم
التساقطُ م فہذا ما ھو المذکور ش ای تسمیۃ ما لیس بمفسدٍ بالبدعۃِ
الحسنۃِ م ساھمتُ اللفظِ مجازاً علی ما لم یوجد عندھم فی الکتابِ والسنۃِ
صراحتاً واقتضاءً ام وما وقع فی المنامِ للثقاتِ دلیلٌ الی صحۃ العمل حسناً
من اصلِ الذی فی المنام وانہ ش ای الحزین م اخذ بہ لنفسہ علیہ لا امرہ

بہ لغیرہ

ترجمہ حسنہ است۔ واحادیثِ شریفہ کہ در بحثِ بدعت روایت کردہ شد اصل اند برای بدعتِ حسنہ بر قولِ شان۔
پس خواہد گفت این حزین کہ او در قیاس واجماع بر اصلِ احادیثِ شریفہ مرویہ است جز این نیست کہ بر قولِ این حزین
است۔ کہ نگفت او صلعم بدعتِ حسنہ بلکہ فرمود صلعم سنتِ حسنہ۔ وآنچہ کہ مسلمانان او را حسن دیدند۔ پس بجز
سنتِ حسنہ وحسن چیزی از لفظِ بدعت نفرمود۔ پس ازین قول حاصل میشود آنچہ کہ نیست مفسد در دین۔ بدعت
نیست۔ بلکہ در حدِ خود حسن است۔ واگر تعاملُ الصالحین الخ وما رآہ المسلمون الخ وآنچہ مثلِ این ہر دو حدیث
بدعتِ حسنہ است۔ وماخذِ قولِ شان است العامُ مخصوصُ البعض یعنی این عام مخصوص بعض است کہ بعض از و خاص
کردہ شدہ است۔ پس این ہمہ قول ودعویٰ حدیثِ کلُّ بدعۃٍ ضلالۃٌ را معارض بضد خواہد شد۔ ازینکہ تخصیص با حسنہ
عمومِ ضلالۃ را معارض بضد است چنانکہ آن عموم را این تخصیص زائل نمیکند۔ پس تاویل درو نمی گنجد پس تساقط لازم آمد
پس این تمیز است کہ او ذکر کردہ شد۔ یعنی آنچہ کہ مفسد نیست ببدعتِ حسنہ نام نہادن مساہمتِ لفظ است از روی مجاز بر
آنچہ کہ نزد شان در کتاب وسنت بطور صراحت وبطور اقتضا یافتہ نشد۔ وآنچہ واقع شد در خوابہای ثقات دلیل است از سوی صحتِ عمل
این عمل حسن است از اصل آنکہ او در خوابہا است یعنی اصل برین صحتِ عمل کہ حسن است آن حدیث است از و صلعم کہ بستہ
خواب فرمود۔ وہر آئینہ این حزین بہ آنچہ کہ در خواب دیدہ است برای نفسِ خود باو دلیل گرفتہ وآخذ است نہ برای غیر خود باو امر کنندہ

[illegible]

[illegible]

وانه ش ای الحزین مرءة النبی صلعم فی المنام فی لیلة من الشهر الربیع الاول جاء صلعم فی دار امرءة وهی تحتفل لذکر میلاد صلعم فعرض لم یا رسول الله صلعم فقال صلعم من طلبنی جئته فالکلام الشریف عامٌ ولکن یفهم به فی الوقت من احتفل لذکری کانه طلبنی وله ش ای الحزین م علی صحة الروایة من عالم المثال والعمل بها دلیلٌ یا ایها العارف ان رایته صلعم فقد رایته صلعم حقا وان لم تعرفه صلعم فیا اسفا علیک + وقوله سبحانه فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله والرسول ان کنتم تؤمنون بالله والیوم الاخر ذلک خیرٌ واحسن تاویلا دلیلٌ علی صحة امره صلعم لنا من عالم المثال ان کنا نعرفه صلعم والعمل به ش ای بامره صلعم م ایضا والا فالرد عبثٌ والخیریة والحسن مجهولٌ فاعلم ان لفظ الحدیث فی المنام لا یبطله

ترجمہ و ہر آئینہ این حزین نبی صلعم را در شبے از ماہ ربیع الاول بخواب دید کہ او صلعم بخانۂ زنے بیامد کہ برای ذکر میلاد نبی صلعم او محفل می کرد پس عرض نمود این حزین چرا یا رسول اللہ یعنی تشریف آوری حضور بچہ سبب است - پس فرمود صلعم مَنْ طَلَبَنِیْ جِئْتُہٗ یعنی ہر کہ مرا خواند بیایم او را - تپس این کلام شریف عام است ولیکن بلوو لسند میشود کہ درین وقت است یعنی وقت محفل میلاد - مراد آنکہ - ہر کہ برای ذکر من محفل ساخت گویا او مرا طلب کرد - و این حزین را دلیل است بر صحت روایت کہ از عالم مثال است و عمل آن روایت کہ عنقریب گفتہ می شود - اے اوکہ عارف است اگر تو صلعم را دیدی پس تحقیق راست دیدی تو صلعم را و اگر نشناختی او صلعم را پس اے افسوس بر تو + و قول او سبحانہ کہ در سورۂ نساء بر کوع ہشتم آمدہ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا یعنی پس اگر شما در چیزے باہم خصومت نمودید پس باز گردانید او را سوی خدا و رسول اگر شما ہستید کہ گرویدہ اید بخدا و روز آخرت یعنی اگر شما بخدا و روز آخرت ایمان آوردہ اید - کہ این از روئ تاویل بہتر و نکوتر است - دلیل است بر صحت امر او صلعم برائے ما از عالم مثال اگر ہستیم کہ شناسیم او را صلعم + و دلیل است ہم برائے ما بر عمل بامر او صلعم ورنہ پس این رد یعنی باز گردانیدن بسوی خدا و رسول عبث است و خیریت و حسن یعنی خوبی و نکوئی مجہول + پس بدانکہ لفظ حدیث کہ در منام منصور نشار فرمود صلعم لا یبطلہ اے بگو او را کہ عمل مولد باطل نکند

نہیٌ عن ابطالِ عملٍ الذی تقدّم النہیَ وھو ثبوتٌ متقدمٌ والنہیُ یشیرُ الی وجوبِ ما عملَ فیقولُ الحزینُ ذکرُ ولادتہ صلعم بعدَ اداءِ الفرضِ المطلقِ مستحبٌ فمن لزمہ طائعاً فعلیہِ انْ لا یبطلہٗ ویؤیدہٗ قولہٗ سبحانہٗ لا تبطلوا اعمالکم الآیۃ فالاختیارُ بعدَ الاختیارِ لازمٌ ویظنُّ ما امرہ صلعم لتسہیلہ للضعفاءِ برافتہٖ صلعم ولو امرَ لوجبَ فاعلم انّ معرفۃَ شخصہٖ صلعم فریضۃٌ والمعرفۃُ بالوصفِ المانعِ المطلقِ فلمّا عرفَ بوصفٍ اداھا فما بعدھا علی حالہٖ فمنبعُ المعرفۃِ من شخصہٖ ای ھو ھو صلعم فی عالمِ الشہودِ من ولادتہٖ تشخّصَ شخصہٗ وبابائہٖ صلعم بالاولویۃِ والتوسّعِ زماناً ومکاناً للمستعرفِ فاداءُ الفرضِ المطلقِ اَولیٰ بالاولیٰ فلیس ترکہٗ الّا تارکَ الاولویۃِ

ترجمہ- این نہی از ابطال عملی است کہ نہی را مقدم آمدہ- و او ثبوت متقدم است- و نہی اشارہ میکند بوجوب چیزے کہ عمل کرد- یعنی این نہی کہ در خواب صلحا است از و صلعم این منع است از گذاشتن عمل نہ از عمل کہ پیش از منع بعمل آمدہ پس ابطال عمل ثبوت متقدم شدہ ازاں نہی کہ منع است بر ترتیب اثر ثبوت ذہنی گذاشتن عمل و این منع گذاشتن عمل اشارت میکند سوئی وجوب انچہ کہ بعمل آمد یعنی وجوب عمل مولود و بر قرار داشتن او- پس میگوید این حزین کہ ذکر ولادت او صلعم بعد ادائی فرض مطلق مستحب است- پس ہر کہ لازم گرفت او را در حالیکہ فرمانبردار است و بجا آورندہ امر پس لازم است برو کہ او را باطل نکند و گزاردہ باشد- و تائید میکند او را قول او سبحانہ کہ در سورہ محمد رکوع چہارم است لا تبطلوا اعمالکم الآیہ یعنی شما اعمال خود را باطل نکنید- پس اختیار بعد اختیار لازم است- و گمان میشود کہ ہر آئینہ حضور صلعم بنا بر تسہیل او برائی ضعفائی امت برافت خود او را امر نفرمود- و اگر امر فرمودے ہر آئینہ واجب شدی- پس بدانکہ معرفت شخص او صلعم فریضہ است- و معرفت می شود بوصف مانع مطلق باشد پس ہر گاہ شناخت بوصف بگزارد آن فریضہ را پس انچہ بعد فریضہ است بر حال خود است- پس مبدء معرفت شخص او صلعم ای چنانکہ او او ہست در عالم شہود از ولادت او ہست کہ این ولادت شخص میکند شخص او را- ہمچناں معرفت او صلعم بہ پدران او ست صلعم باولویت و توسع از روئے زمان و مکان برائی ہر مستعرف یعنی خواہندۂ شناخت- ای ابتدائے معرفت شخص او صلعم در عالم شہود از ولادت شریف است کہ شخص او را شخص میکند و بہ پدران او ست صلعم این معرفت بسبب اولویت- کہ در ولادتش و پدرانش صلعم بود و بسبب توسع است برائی ہر خواہندہ معرفت در ہر زمان و مکان پس ہر خواہندۂ معرفت را این معرفت شخص او صلعم کہ باولویت و توسع است بزمان و مکان بالعموم ہمین قدر بس است و بالخصوص بعد ازین خواص را بتدریج تخصیص است- پس ادائے فرض مطلق باولی اولی است- و نیست ترک او مگر ترک اولویت؀

معرفت شخص او صلعم فریضہ است　ذکر ولادت شریف بعد ادای فرض مطلق مستحب است
و ذکر ولادت بر ترک او … اولی است　و ترک ذکر ولادت … اولویت است

والاعراض عنه بعد اداء الفرض المطلق ينبغى لمؤمن وقبل اداثه كفر فلابد لنا ان نعرفه صلعم ذاتا وصفاتا بالاذكار سمعا وتقليدا فذكر الذى يدل على تشخصه صلعم امتيازا عن غيره صلعم فرض علينا وما هو الا ذكر ولادته واباثه صلعم يشتملها كما فى العقائد ذكر اباثه لمعرفة تشخصه حمل الرسالة من غيره صلعم فما بعده على حاله والتعظيم له صلعم فى وقت ينبغى له فى حضوره وغيبه صلعم بما ادبنا الله تعالى به كله فرض موبد قال الله تعالى تُوَقِّرُوْهُ ط ش فى الاية اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط م توقيرا لرسالته ولاوصافه من هيئته وشمائله صلعم عامة الانحاء معطوفا على لتؤمنوا ش اشارة الى التابيد

ترجمه وبعد اداى فرض مطلق از وگردانیدن اعراض بجز مطلق است که اولی الاجزا است یعنی این رو گردانیدن از جزئی است که مطلق است که از همه اجزاء سزاوارتر است۔ و آیین نمی زیبد مومن را۔ وقبل اداى فرض مطلق ازو رو گردانیدن کفر است۔ پس مارا ضروری است که بشناسیم او را صلعم از روی ذات وصفات باذکار او صلعم شنیده وتقلید کرده۔ پس ذکرے که رهنما شود بر تشخص او صلعم که از غیر او صلعم امتیاز دارد برما فرض است ونیست او مگر ذکری که ولادت شریف وپدران او صلعم هر دو را شامل بود چنانچه در عقاید است که ذکر پدران او صلعم برای معرفت تشخص او است از غیر او صلعم که آن تشخص رسالت را بر داشته وحامل شده است۔ پس چیزے که بعد این ذکر است بر حال خود است۔ وتعظیم برائے او صلعم در وقتی که تعظیم را شاید وزیبد در حضور او وغیب او صلعم بانچه که خدائے برتر مارا باد ادب داده وآموخته است تمامه فرض موبد است که فرمود خدائے برتر تُوَقِّرُوْهُ ط یعنی بزرگ دارید او را۔ درین آیت کریمه که در سوره فتحنا رکوع اول هست اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط یعنی ما فرستادیم ترا گواه ومژده دهنده وترساننده از بهر گرویدن شما بخدا وبرسول او وقوت دادن شما مر او را باخلاص که طمانیت ده باشد وبزرگ داشتن شما مر او را بوقار رسالت وصفات او صلعم در حق خدا وهم در حق نفس او۔ که توقیر او صلعم بنا بر رسالتش واوصافش از هیئت وشمائل او است صلعم بوقار خود عام الانحا هست یعنی از روی اقسام توقیر او صلعم عموم دارد۔ واینکه عطف او بر لتؤمنوا یعنی بر ایمان آوردن هست اشاره سوئے تابید میکند تا دانسته شود که این توقیر برای دوام است

والتعظیم له صلعم بما ادبنا الله تعالیٰ

م وعدم تقييد الزمان على معنى مصدرٍ وتقييد الزمانِ على معنى مضارعٍ يفيد
للاستمرار وباعث التوقير رسالة وهي موبدة واين الدليل على عدم توقيتِ
لتومنوا وتوقيت تعزروه وتوقروه خصوصًا ✤ واعلم ان خلاف التوقير
يلزم كفرًا للاستخفاف بخلافِ التعزير ش اى خلاف التعزير لا يلزم كفرًا
لعدم الاستخفافِ م ولما ثبت تعظيمه صلعم فى وقت حضوره صلعم فما هو
بممنوع فى غير وقتِ حضوره صلعم الا تعلم ان لا يرفع الصوت فى مسجد النبى صلعم
الى الان على نزولِ يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبى الاية
وهو موقتٌ فما هو فرضٌ موقتٌ فى حضوره صلعم فى عالم الشهود مستحبٌ
فى غيبه صلعم من عالم الشهود وحضوره صلعم من عالم البرزخ على انه صلعم
حىٌ وسميعٌ وبصيرٌ وعليمٌ مع توسّع صفاته عادتًا واعجازًا الان كما كان صلعم

ترجمہ ازینکہ بنا بر عطف مذکور این لفظ توقروہ کہ بمعنی مصدر است کہ درو قید زمان نیست۔ و بر بنائے اصل معنی مضارع این لفظ برائی معنی استمرار مفید است۔ و باعث این توقیر موصوف رسالت بودہ است کہ او موبد است۔ وکجاست دلیلی بر نبودن توقیتِ لتومنوا و بر توقیتِ تعزروہ وتوقروہ از روئ خصوص۔ یعنی دلیلی نیست برین کہ لتومنوا را قید زمان نباشد تا در ہر زمان بر و صلعم ایمان آوردہ شود۔ و تعزروہ وتوقروہ مخصوص بقیدِ زمان باشد تا تعظیم و تکریم او صلعم مخصوص مقید بزمان شود حالانکہ عطف و بنائے لفظ و رسالت ہمہ برائے دوام و استمرار مفید آمدہ مشیر باو است ✤ و بدانکہ ہر آئینہ خلافِ توقیر بسبب استخفاف کفر درو لازم می شود بخلاف تعزیر کہ درو کفر لازم نباید بسبب عدم استخفاف۔ و ہرگاہ کہ وقتِ حضورِ او صلعم تعظیمش ثابت است پس او در غیر وقتِ حضورِ او صلعم ممنوع نیست۔ آیا نمیدانی کہ تا ایندم در مسجد نبی صلعم آواز بلند نکردہ شود بر نزولِ این آیتِ کریمہ کہ در سورۂ حجرات ہست يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الآیہ اے آنانکہ ایمان آوردہ اید آواز ہائے خود را بلند مکنید بر آواز نبی صلعم۔ حالانکہ او موقت است۔ پس آنچہ کہ او فرض موقت است در حضورِ او صلعم در عالم شہود۔ او مستحب است در غیبِ او صلعم از عالم شہود۔ و حضورِ او صلعم از عالم برزخ برانکہ او صلعم ہر آئینہ زندہ است و شنوندہ۔ و بینا است و دانا با توسع صفاتش بطور عادت و معجزات الان کما کان یعنی ہنوز ہمچنان است کہ بود صلعم ✤

خلاف تعظیم و توقیر او صلعم کفر را لازم الاخلاف آنکہ تعزیر نیست
و فرض موقت بفرض کسیکہ در حضور او مستحب است

اما القیام لہ صلعم

علی اخذ اصحابہ صلعم الی الآن واما القیام لہ صلعم فاعلم قال سبحٰنہ
وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ ہ ولیعجبک استدلالی بالقول الکریم فعلیک النظر الی
ذکر کیفیۃ تفسیر قولہ سبحانہ حَافِظُوْا عَلَی الصَّلٰوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَ
قُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ ہ فعلیک القبول او الجواب بالانصاف فاعلم ان القیام
ان کان لتعظیمہ صلعم لوقارہ برسالتہ صلعم فانہ عبادۃ للّٰہ سبحانہ فکان
فی حضورہ وغیبہ صلعم عبادۃ للّٰہ سبحانہ کالتوجہ الی بیت اللّٰہ سبحانہ
وتعظیمہ فی حضورہ وغیبہ فاللّٰہ سبحانہ ناظر الی من عظم بیتہ ورسولہ
سبحانہ صلعم ومن ورائہ ذکر المذکور فی حکم المذکور علی قولہ سبحانہ
لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ الآیۃ کما سنذکرہ لاحقا وان کان لتعظیمہ
صلعم لوقارہ لنفسہ صلعم لا لرسالتہ صلعم فانہ لیس عبادۃ للّٰہ سبحانہ فلیس
مقصودا لکنہ من الاخلاق السنیۃ الرضیۃ ش فان کان فکان سنیا ورضیا

بیان قیام برائے او صلعم از نص کریمہ

ترجمہ بنا بر اختیار اصحاب او صلعم تا ایندم۔ ولیکن قیام برای او صلعم پس بدانکہ فرمود سبحانہ وَ
قُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ ہ در سورہ بقرہ رکوع ۳۱ سی ویکم۔ یعنی و برخیزید برائے خدا تابعداری کنندہ۔ و
ہر آئینہ ترا دلیل گرفتن من باین قول کریم بعجب خواہد افگند۔ پس بر تو لازم است نظر کردن بسوی
ذکر کیفیت تفسیر قول او سبحانہ کہ در سورہ بقر است رکوع ۳۱ سی و یکم حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَ
الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ ہ یعنی حفاظت کنید بر نمازہا و نماز میانہ و برخیزید برائے
خدا تابعداری کنندہ۔ پس لازم شود بر تو پذیرفتن یا جواب بانصاف۔ پس بدانکہ ہر آئینہ قیام از جہت
برای تعظیم او صلعم بنا بر وقار او برسالت او صلعم پس ہر آئینہ او عبادت است برای خدای سبحانہ پس
باشد در حضور او و غیب او صلعم بطور عبادت برای حق سبحانہ چون توجہ سوی بیت اللہ سبحانہ و تعظیم او
در حضورش و غیبش۔ پس خدای سبحانہ ناظر است سوی کسی کہ تعظیم کرد خانہ او و رسول او سبحانہ را
صلعم۔ و از وراءِ او آنکہ ذکر مذکور در حکم مذکور است بر قول او سبحانہ کہ در سورہ حجرات ہست لَا تُقَدِّمُوْا
بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ الآیہ چنانچہ عنقریب بیان خواہیم کرد او را در لاحق۔ و اگر ہست قیام برای
تعظیم او صلعم بنا بر وقار او برای نفس او صلعم نہ برای رسالۃ او صلعم پس ہر آئینہ او نیست عبادۃ برای خدای سبحانہ
پس نیست مقصود۔ لاکن این از اخلاق سنیہ و رضیہ ہست یعنی بلند یا روشن و پسندیدہ اگر ہست مقصود نیست از خلق روشن و پسندیدہ

اللهم وفقنا لما تحبه وترضاه م والقیام لله سبحانه عبادت لله سبحنه کما فی الصلوٰة فقلم له صلعم اصحابه صلعم کما فی المشکوٰة عن ابی هریرة رضی الله عنه قال کان رسول الله صلعم یجلس معنا فی المسجد و یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتی نراه قد دخل بعض بیوت ازواجه + وقامت فاطمة له صلعم کما فی المشکوٰة عن عائشة رض قالت ما رایت احدا کان اشبه سمتا وهدیا و دلا و فی روایة حدیثا وکلاما برسول الله صلعم من فاطمة کانت اذا دخلت علیه قام الیها فاخذ بیدها فقبلها واجلسها فی مجلسه وکان اذا دخل علیها قامت الیه فاخذت بیده فقبلته واجلسته فی مجلسها + وما هو بروایة فی المشکوٰة عن انس رض قال لم یکن شخص احب الیهم من رسول الله صلعم وکانوا اذا راوه لم یقوموا لما یعلمون من کراهته لذلك + لا یدل الی ان لا یجوز القیام بل یدل

ترجمه اللهم وفقنا لما تحبه وترضاه خدایا ما را توفیق ده برای چیزے که تو او را دوست داری و او را پسندی کنی - وقیام برائی خدائی سبحانه عبادت است برای خدائی سبحانه چنانچه در نماز - پس قیام کرده برائے او صلعم اصحاب او صلعم چنانچه در مشکوٰة است از ابی هریره رضی الله عنه - گفت که رسول خدا صلی الله علیه وسلم با ما می نشستند در مسجد و با ما حدیث می کردند پس هرگاه که بر می خاستند او صلعم بر می خاستیم از روئی قیام تا آنکه میدیدیم که در آمدند بعض خانهٔ ازواج خود را - و قیام کرده فاطمه رضی الله عنها برائی او صلی الله علیه وسلم چنانچه در مشکوٰة است از عائشه رضی الله عنها گفت که ندیدم کسے را که باشد مانند تر از روئی روش و سیرت و سکینت و وقار در هیئت و شکل و شمائل وغیره - و در روایتی است از روئی حدیث و کلام برسول خدا صلعم از فاطمه رضی الله عنها - هرگاه که او در می آمد بر او صلی الله علیه وسلم قیام می کرد صلی الله علیه وسلم بسوئی او و میگرفت دستش و می بوسید او را و می نشاند او را در نشست خود و هرگاه که او صلی الله علیه وسلم در می آمد بر او رضی الله عنها بر می خاست رض بسوئی او صلی الله علیه وسلم و میگرفت دست او صلی الله علیه وسلم و می بوسید او را و می نشاند صلعم را در نشست خود + و آنچه بروایتی در مشکوٰة است از انس رضی الله عنه که گفت نبود شخصے محبوب تر ایشان را از رسول خدا صلعم حالانکه چون می دیدند او را بر نمی خاستند از آنکه میدانستند این را از کراهت او صلعم - ازیں دلالت نمی شود بسوئے آنکه قیام جائز نباشد بلکه دلالت میشود

الی جوازہٖ بلفظٍ من کراھیتہ صلعم لذلک ولکن لم یقوموا ببعض وجہ کراھتہ صلعم لذلک وھو لم یذکروا وجہ الکراھۃ
قیامھم لہ صلعم فاللہ سبحانہ اعلم بہ لا للکراھۃ المطلقۃ لانھا معارضۃ
للثابت المذکور ش بحدیثِ قیامِ اصحابہ وفاطمۃ لہ صلعم وقیامہ صلعم لھا رض
م وما ھو بروایۃ فی المشکوٰۃ عن ابی امامۃ رض قال خرج رسول اللہ صلعم متکیا
علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضھم بعضا۔ فالنھی
مخصوص فی تشبیہ کیفیۃ القیام لتحصیلِ اعراض الدنیا والا فکان فی نفس القیام فلا
حاجۃ فی منعہ الی التشبیہ فما کان لتحصیل ثواب الاخرۃ لیس فی النھی وا ھو
الثابت المذکور ش ای نفس القیام بحدیث قیامِ اصحابہ وفاطمۃ لہ صلعم و
قیامہ صلعم لھا رض م والنھی ش الالف واللام للجنس م یأوّل بوجہٍ مقابلۃ
الثابت لا الثابت بمقابلتہ کما یأوّل قولہ صلعم لا تفضلونی علی یونس ابن متی ؂
فرجع الکلام الی الثابت فما ھو ممنوع فی غیر وقتِ حضورہٖ صلعم تعظیما لہ صلعم

ترجمہ۔ سوئے جوازش بالفاظی کہ گفت از کراہتِ او صلعم این را۔ ولیکن صحابہ کہ برنمی خاستند برای او صلعم ببعض وجہ کراہتِ او است صلعم این قیام را کہ آن وجہ ذکر نہ کردہ شدہ۔ یا وجہ کراہت قیامِ شان است او را صلعم۔ پس خدای سبحانہ داناتر است باو۔ نہ بسبب کراہت مطلقہ ازانکہ او معارض میشود ثابت مذکور را کہ بحدیث قیام اصحابِ او و فاطمہ رض برائے او صلعم۔ وقیامِ او صلعم برای فاطمہ رض ثابت ہست۔ و آنچہ او بروایت در مشکوٰۃ است از ابی امامہ رضی اللہ عنہ۔ گفت برآمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ کردہ بر عصا پس برخاستیم او را پس فرمود قیام مکنید چنانچہ قیام کردند عجمیان کہ بزرگ دارند بعض شان بعض را۔ پس این نہی مخصوص است در تشبیہ کیفیتِ قیام برائے حاصل کردنِ اعراض از دنیا ورنہ پس این نہی در نفس قیام بود۔ و در نیصورت حاجت نیست در منعش بسوئے تشبیہ۔ پس آنچہ کہ ہست برای تحصیلِ ثوابِ آخرت در نہی نیست حالانکہ او ثابت ہست کہ مذکور شدہ یعنی نفس قیام بحدیثِ قیامِ اصحابش و فاطمہ رض برائے او صلعم۔ و قیامش صلعم برائے او رض۔ و نہی تاویل کردہ شود بمقابلہ ثابت بوجہے نہ ثابت بمقابلۂ او چنانچہ تاویل کردہ شود قولِ او صلعم لا تفضلونی علی یونس ابنِ متی یعنی نہ گرامی دارید مرا بر یونس پسر متی۔ پس این کلام کہ در نہی قیام است بگردد سوئے ثابت۔ پس نیست او ممنوع در غیر وقتِ حضور او صلعم برائے تعظیم او صلعم +

کما ھو ثبت من اخذ صلحاء امتہ صلعم فترکہ بالکسل حرمان من ثواب
الصواب والاعراض عنہ بلا حجۃ یلزم الاستخفاف وھو کفر وآداب السکوت
عما یلیق فی مجلس ذکرہ صلعم فعلی نزول یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدے
اللہ ورسولہ واتقوا اللہ فیتہ ش ای من ما ھو بممنوع فی غیر وقت حضورہ
صلعم تعظیما لہ صلعم کما ھو ثبت من اخذ صلحاء امتہ صلعم م وھھنا
الذکر بمعنی المذکور علی تابید النہی ش وعلیک النظر فی معنی الاٰیۃ وما
سبقت الی ذکر کیفیۃ النبی صلعم وقال ابراھیم النخعی واجب علی کل مومن
متی ذکرہ اوذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ
من ھیبتہ واجلالہ بما کان یاخذ نفسہ لوکان بین یدیہ ویتادب بما ادبنا اللہ
بہ انتہی فاذا قیل قوموا لتعظیمہ صلعم وقامت الجماعۃ تعظیما لہ صلعم

ترجمہ۔ چنانچہ او از اختیار صلحائے امتِ او صلعم ثابت شد۔ پس ترکش از سستی حرمان ہست از مزدِ صواب۔ و از ورو گردانیدن بلا حجہ دلیل استخفاف لازم کند و او کفر است۔ ولیکن سکوت یعنی خاموش آمدن از انچہ کہ نزیبد در مجلس ذکر او صلعم پس بر بنای نزولِ این آیت کریمہ است یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ کہ در سورۂ حجرات ہست یعنی ای آنانکہ ایمان آوردید پیشی مکنید پیش خدا و رسولِ او و بترسید خدا را۔ پس او ہست یعنی از انچہ کہ او ممنوع نیست در غیر وقتِ حضورِ او صلعم برای تعظیم او صلعم چنانچہ او ثابت شدہ از اختیارِ صلحای امتِ او صلعم و ہنجا ذکر بمعنی مذکور است بنا بر تابید نہی یعنی این نہی در منع تقدیم یعنی پیشی نمودن کہ درین آیت ہست موبد است۔ پس ہمہ وقت مجلس حضور و غیر حضور پیشی کردن و آواز بلند نمودن بنا بر تعظیم او صلعم ممنوع آمد و سکوت لازم لہذا ہر چہ از تعظیم و ادب و سکوت و وقار و اخلاص برای تعظیم او صلعم کردہ آید ہمہ درست آمد و از صلحای امۃ عمل بروی یافتہ شد و ثابت گردید۔ تو در معنی این آیۂ کریمہ و در آنکہ در ذکر کیفیت تعظیم النبی صلعم کہ سابق مذکور آمد بر تو نظر و فکر کردن ضروری ہست باید کہ لازم کنی بر خود نگریستن دران۔ و گفت ابراہیم نخعی کہ بر ہر مومن واجب ہست وقتی کہ او ذکرش صلعم کند یا نزدش ذکرش صلعم کردہ شود اینکہ با خضوع و خشوع باشد یعنی فروتنی کند۔ و بہ ہیبت و وقار نشیند و از حرکتِ خود ساکن ماند۔ و از ہیبت و اجلالِ او صلعم بران قدر کہ اگر پیش او صلعم بودے نفسش بخود در گرفتے بگیرندہ باشد۔ و ادب کند بانچہ خدای برتر او ما را ادب آموختہ ہست انتہی۔ پس ہرگاہ کہ گفتہ شود برخیزید برائے تعظیم او صلعم و ہمہ جماعت برائے تعظیم او صلعم برخاست

ولو فی غیر وقت حضورہ صلعم فلا یقتضی الایمان بہ صلعم و بتعظیمہ صلعم لمؤمنٍ ان لا یقوم فمن ترکہ کاسلًا او معرضًا فقد ذکر حکمہا اعوذ باللہ سبحانہ من السوءِ وقال عثمان بن حسن الشافعی قد اجتمعت الامۃ المحمدیۃ من اہل السنۃ والجماعۃ علی استحسان القیام المذکور وقال صلعم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ + انتہی وقال عبد اللہ بن عبد الرحمن السراج اما القیام اذا جاء ذکر ولادتہ صلعم عند قرءۃ المولد الشریف فتلقاہ الائمۃ الاعلام من غیر نکیر ولہذا کان مستحسنًا ویکفی فیہ اثر عبد اللہ بن مسعود رض ما راٰہ المسلمون حسنًا فہو عند اللہ حسنٌ + انتہی ولما کان توارث عامۃ المسلمین علی غیر مفسدٍ فی الشرع معتبرًا عند الفقہاء کما ذکر فی کتب الفقہ من الہدایۃ وغیرہا فکیف کان توارث العلماء الصلحاء علی حسن فی الشرع غیر معتبر یعنی تقیید الیوم والشہر لذلک الذکر باجتماع الناس والتعظیم للذاکر تعظیمًا لذکر المذکور المعظم اولیٰ

ترجمہ اگرچہ در غیر وقت حضور او صلعم است پس نخواہد ایمان با و صلعم و تعظیم او صلعم برای مومن کہ بر نخیزد و قیام نکند۔ پس ہر کہ از روی سستی یا بطور اعراض و روگردانیدن او را ترک کرد پس حکمش ہر آئینہ ذکر کردہ شد پناہ میخواہم بخدای پاک از بدیہای نفس۔ و گفت عثمان بن حسن شافعی کہ امت محمدیہ از اہل سنت و جماعت تحقیق مجتمع شدہ است بر استحسان قیام مذکور یعنی بر نیکو داشتن او و ہمین اجماع امت است بر او۔ و فرمود صلعم کہ امت من بر ضلالت جمع نخواہد شد۔ پس چگونہ ممنوع آمد و گفتہ شود کہ منع است۔ تمام شد۔ و گفت عبد اللہ بن عبد الرحمن السراج لیکن قیام وقتیکہ بیاید ذکر ولادت او صلعم وقت خواندن مولد شریف پس آئمہ اعلام او را بغیر انکار و نکیر بر خود گرفتہ اند و عمل نمودند و ہمین توارث است۔ و از این است کہ مستحسن شد۔ و کافی شود در وا اثر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہ ما راٰہ المسلمون حسنًا فہو عند اللہ حسنٌ یعنی آنچہ او را مسلمانان نیکو دیدند پس او نزد خدا نیک است + انتہی۔ و ہرگاہ کہ توارث عامہ مسلمین بر چیزے کہ در شرع غیر مفسد است یعنی از و در دین فساد نیاید معتبر است نزد فقہاء چنانکہ در کتب فقہ از ہدایہ وغیرہا مذکور است پس توارث علماء کہ صلحاء اند بر حسنے کہ در شرع است چگونہ غیر معتبر شود۔ پس تقیید یعنی قید نہادن روز و ماہ برای این ذکر بجمع آوردن آدمیان و تعظیم ذاکر بسبب تعظیم ذکر مذکور معظم اولیٰ است

تقیید الیوم والشہر لذلک الذکر و تعظیم الذاکر

توارث در اجماع در استحسان

نام بعض حدیث +

بیان تقیید یوم و ماہ بذکر و تعظیم ذاکر و قیاس براو در برکت ذکر و ذاکر برفع گناہ +

فالاشارة الی تقیید الیوم من تقیید صوم یوم الاثنین والقیاس له علی یوم عاشوراء وللاجتماع بالطلب وفضیلته من الجماعة فی الصلوة بالاذان وقوله صلعم ید الله علی الجماعة وفی النزهة جاء فی الخبر ان العبد یاتی الی مجلس الذکر بذنوب کالجبال فیقوم من المجلس ولیس علیه شئ فلذلک سماه النبی صلی الله علیه وسلم روضة من ریاض الجنة + وللتعظیم والترفیع لذاکره صلعم من التخطیب فی الجمعة والعیدین بذکر الله تعالی ورسوله تعالی واٰله واصحابه واتباعه صلعم والسلطان المقسط ومن نصبه صلعم منبرا فی المسجد لحسان رضی الله عنه وهو ذاکر فخره صلعم قائما علیه کما فی المشکوة فثبت حسن الترفیع والقیام تعظیما فی حالة ذکر المعظم عموما وکذا الذکر وهو عام الاوقات فی حده کما ذکر ففی وقت المعین بالوجه الحسن احسن فان لم یعین فکان العمل

ترجمه - پس اشارت سوی تقیید روز از تقیید روزه یوم دوشنبه است - و قیاس این تقیید بر یوم عاشورا است - و برای گرد آوردن بطلب و برای فضیلت اجتماع قیاس از جماعت است که در نماز باذان است یعنی برای ذکر شریف مردمان را طلب کرده بشنیدن ذکر شریف جمع آوردن و فضیلت این اجتماع مجلس بر قیاس فضیلت نماز با جماعت است و باذان - و بقولش صلعم که دست خدا بر جماعت است - و این در مشکوة است و در کتاب نزهة است که در خبر آمده هر آئینه بنده سوی مجلس ذکر می آید بگناهانش همچو کوهها در کثرت و گرانی پس از مجلس برخیزد در حالت که بروی چیزی نیست یعنی از برکت ذکر و ذاکرین بروی هیچ گناه نماند و پس از گرانی سبک برخیزد - پس بنابرین نبی صلعم او را نام نهاده روضة من ریاض الجنة یعنی باغیست از باغهای جنت + و قیاس برای تعظیم و ترفیع برای ذاکر او صلعم یعنی ذاکر ذکر شریف را گرامی داشتن و بلند نشاندن قیاس او از خطبه خواندن در جمعه و عیدین است بذکر خدای برتر و رسول او تعالی - و بذکر آل و اصحاب و پیروان او صلعم - و بذکر سلطان عادل - و از منبر نهادن او صلعم است در مسجد شریف برای حسان رضی الله عنه که او ایستاده بروی ذکر فخر و بزرگی او صلعم میکرد چنانچه در مشکوة است پس خوبی ترفیع و قیام یعنی بلند نمودن و برخاستن که بطور تعظیم است در حالت ذکر معظم بالعموم ثابت شد - و همچنین است ذکر که او در حد خود عام الاوقات است یعنی برای ذکر در ذکر کردن وقتی معین نیست بلکه شامل همه اوقات است چنانچه ذکر کرده شد در تفسیر کریمۂ واذکروا نعمة الله الخ پس در وقت معین بوجه نیکو باشد ذکر کردن حسن و نیکوتر بود - و اگر معین نکرده شود پس عمل با و دشوار شود +

تکلیفاً لا یطاق او الترک به تفویتاً لا یلاق وهذا دلیل اٰخر الی القیام
المعمول والذکر المشغول ومثلاً انما خلق الجن والانس للعبادت العامۃ
فی کل وقتٍ والصلوٰۃ افضل العبادات مع ذٰلک تعینت فی الاوقات الخمسۃ
فان اُدّیت بشروطٍ مصححۃٍ تکفی لکل وقتٍ من اللیل والنهار لنیل
الحسنات واذهاب السیئات فاعلم ان ذکر ولادتہ صلعم ههنا مقصودٌ للفرح
والسرور بہ صلعم وبشکر الله تعالٰی علٰی ان بعث الینا رسولاً رحمۃً للعٰلمین
شفیعاً للمذنبین وللبرکت فی الایمان بذکر اعجازہ صلعم ولنزول رحمۃ الرحمٰن
بہ صلعم فی الدنیا والاٰخرۃ وما هو الا المشروع الثابت عبادۃً لله تعالٰی یا ربّ
صل علٰی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلٰی اٰلہ کما تحبّہ وترضاہ وشفّعہ فینا وترحمنا بہٖ
فیا ایها القاصر الا ترٰی الیک بسرورٍ ولدک الذی یمکن انہ کان لک ضرراً
والٰی ابی لهبٍ علٰی واسطۃ الصلب فکیف لا تسرّ بہ وهو شفیعک انیسک صلعم

ترجمہ: تکلیفی باید کہ لا یطاق باشد یعنی تحمل تکلیف او از طاقت بیرون شود - یا از
بے تعیین وقت بترک او عادت رد کہ این فوت کردنش لا یلاق باشد یعنی بعادت ترک فوت عمل ز
این لایق نباشد - و این دلیل دیگر است سوی قیام معمول و ذکر مشغول - و مثلاً جز این نیست کہ جن
و انس خلق شدہ است برائی عبادت عامہ در ہر وقت و نماز افضل عبادات است با وجود این در پنج وقتہا
معین شد - پس اگر بشروطی کہ صحت کنندہ است گذاردہ شود کافی خواہد شد برائی ہر وقت از شب و روز برائے
حصول حسنات و بردن سیئات - پس بدانکہ ہر آئینہ ذکر ولادت او صلعم کہ اینجا مقصود است برائی فرحت
و شادی باو صلعم و بشکر خدای برتر است برانیکہ فرستاد سوی ما رسول را کہ رحمت عالمیان است و شفیع
گنہگاران - و برائی برکت در ایمان بذکر اعجاز او صلعم - و برائی نزول رحمت رحمان بیو صلعم در دنیا و آخرت
و نیست او مگر مشروع کہ ثابت است از روئی عبادۃ برائی خدائی برتر یا رب صل علی محمد نبی الرحمۃ وعلی آلہ
کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ ای رب من رحمۃ بفرست بر محمد صلعم کہ نبی رحمت است و بر آل او
چنانکہ دوست میداری او را و خوشنود میشوی او را و شفیع کن او را درمیان ما یان و رحمت کن ما را باو - پس ای
قاصر آیا تو بخود نمی بینی بسرور و شادی پسر خود آنکہ ممکن باشد کہ ہر آئینہ او نقصان رسان دگر زندہ ترا شود - و نمی
بینی بابی لہب بر واسطہ صلب از سرور پیدایش نبی صلعم اورا - پس چگونہ شاد نشوی باو صلعم حالانکہ او شفیع تو انیس تو

بیان آنکہ ذکر ولادت موجب برکت ایمان و نزول
رحمت و سعادت است و نیز مشروع کہ ثابت بنص کریم است

علی واسطۃ القلب فکیف لا تندم وقال اللہ تعالیٰ قل بفضل اللہ وبرحمتہ
فبذٰلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون ۵ ش من یشاء یرجع لاستدراک
معنی الاٰیۃ الکریمۃ الیٰ ذکر کیفیۃ الاخلاق م فیھات ھیھات ما رضیت
باللہ ربا وبالاسلام دینا وبالقرآن اماما وبمحمد نبیا صلعم ونسیت الاخرۃ و
نسیت الشفاعۃ وقلت انا مومن فیا ایھا المومن کیف قلت لانکر ولادۃ
الرسول الشفیع الاولیٰ بالمومنین من انفسھم وما فی الوقت من اعجازہ
صلعم لانہ بدعۃ سیئۃ وانہ فرض علینا فبعد ادائہ مستحب یا ایھا المرء
انی صدرک القلب ام الحجر الصلب کیف لا یخضع ولا یخشع ولا یعظم للنبی
الامی نبی الرحمۃ وھو خیر خلق اللہ کلھم عند ذکرہ صلعم فحق ما قال
قائل رحمہ اللہ تعالیٰ **شعر** عند ھبوب الناشرات علی الحمیٰ * تمیل
غصون البان لا الحجر الصلد * فما فعلت الا جرحت قلوبنا ونسیت الجزاء

ترجمہ بر واسطۂ قلب۔ پس چگونہ شرمسار نشوی کہ فرمود خدای برتر در سورۂ یونس رکوع ششم قل بفضل اللہ وبرحمتہ فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون ۵ یعنی بفرما ای حبیب من بفضل خدای پاک کہ مشرف کردنش در دین محمد است صلعم کہ جای حصول جملہ حسنات وخیرات وبرکات کاملہ مخصوصہ است در تعالیم دیگران بغیر استحقاق۔ وبرحمت او تعالیٰ کہ حضرت رحمت عالمیان است صلعم وبایں قرآن مجید۔ پس باید کہ شاد شوند بایں ہمہ نوازشہائے حق تعالیٰ کہ رسانید بایشاں۔ آں فرح بایں ہمہ عطیات بہتر است از آنچہ کہ می اندوزند از اعراض واسباب عیش دنیا وآخرت۔ ہر کہ خواہد استدراک معنی ایں آیت کریمہ را رجوع کند سوئے ذکر کیفیۃ اخلاق۔ ہیہات ہیہات تو خدای را برب بودنش نپسندیدی واسلام را دین وقرآن را امام ومحمد صلعم را نبی۔ وفراموش کردی آخرۃ را۔ وفراموشیدی شفاعت را۔ وگفتی من مومنم۔ پس ای مومن چگونہ گفتی کہ ولادت رسول شفیع کہ اولیٰ است بمومنین از نفسہای شاں۔ وآنچہ دراں وقت از اعجاز اوست صلعم ذکر نکردہ شود از آنکہ او بدعت سیئہ است حالانکہ حالانکہ یقینی او فرض است بر ما پس اداش مستحب۔ ای مرد آیا در سینات دل است یا سنگ سخت۔ چگونہ فروتنی نخواہد کرد و ہیبت نگیرد وبزرگی نکند نبی امی را وقت ذکرش صلعم کہ نبی رحمت است حالانکہ او بہتر خلق خدا است از ہمہ خلق پس حق است آنچہ گوئندہ گفت رحمہ کند خدای برتر او را **شعر** ہنگام بادہای وزیدن بمرغزار * از شاخہای بان چہ نکہ سنگ سخت * پس نکردی تو مگر زخم دادی دلہائے ما را وفراموش کردی جزا را *

تنبیہ بعض الحزین قصتہ ولا ینفع الا من تاب وامن وعمل صالحا انہ ترک التعیّن لایصال الثواب شہرًا وسنةً تعیّن لہ واختار التعمیم شہرًا وشہرًا کثرتًا للثواب بالہدیة فیہ لا انکارًا للتعیین فرءٰی فی المنام یقول لہ شیخہ من السلسلة الممجدة المجددیة رضی اللہ تعالیٰ عن اصحابہا استفسرتُ حالک عن رسول اللہ تعالیٰ صلعم فقال صلعم انہ توہّب توہبًا قلیلًا ورجع عن طریقی رجوعًا قلیلًا فقط فتفکّر فی حالہ واستغفر وما فہم وقسیٰ قلبہ ولا ینفعہ استغفارہ فرءٰی فی المنام انّہ دخل نعشہ فی مرقدہ صلعم وہو صلعم فیہ وانہ فی یمینہ صلعم ووجہہ الی وجہہ صلعم فکان ظہرہ الی الکعبة الشریفة وانہ مسرورٌ بحالہ فخطر فی قلبہ ان یتوجّہ الی الکعبة الشریفة وان یکون ظہرہ الیہ صلعم ظاہرًا ولکن یکون قلبہ متوجہًا الیہ صلعم فظہر الیہ صلعم وعلمہ اتّبع الشریعة فقط فاستفسر تاویلہ عن شیخہ من السلسلة العالیة القادریة رضی اللہ تعالیٰ عن اصحابہا۔ فقال صلی اللہ تعالیٰ اذنبا ویذنب فلیستغفر ولیستعذ ولا ینفعہ استغفارہ الی الآن فزار قبرہ

ترجمہ۔ تنبیہ۔ این حزین قصۂ خود میکند کہ نفع دہد مگر کسی را کہ رجوع کرد و گروید و عمل نیکو آورد۔ کہ او تعیین را بگذاشت برای ایصال ثواب از روی ماہ و سال کہ مقرر شدہ ہست او را و تعمیم را اختیار کرد ماہ بماہ برای کثرت ثواب بہدیہ درو نہ بطور انکار تعیین پس در خواب دید کہ میگوید او را شیخ او کہ از سلسلۂ ممجدہ یعنی بزرگ داشتہ شدہ مجددیہ ہست خوشنود شد خدای برتر از اصحاب شان۔ من از رسول خدای صلعم حال تو پرسیدم پس فرمود صلعم کہ او وہابی شدہ ہست تو ہب قلیل و برگشت از راہ من قدر برگشتن پس بیاندیش در حال خود و استغفار کن۔ و نہ فہمید او و قلبش سخت گشت و استغفارش سود مند نیامد او را۔ باز در خواب دید کہ نعشش در مرقد او صلعم در آمد و او صلعم در او ہست و آنکہ در جانب راست او صلعم ہست و روی او سوی روی او صلعم است۔ پس پشتش سوی کعبۂ شریف شد حالانکہ ہر آئینہ او مسرور ہست بحال خود پس خطرہ آمد در دلش اینکہ بگردد سوی کعبہ شریفہ اگرچہ پشتش بظاہر سوی او صلعم باشد و لیکن دلش سوی او صلعم متوجہ باشد پس پشت کرد او سوی او صلعم و دانست او را کہ پیروی کرد او شریعت را فقط۔ پس پرسید تاویلش از شیخ خود کہ از سلسلۂ عالیہ قادریہ ہست خدای برتر خوشنود شد از اصحاب شان۔ پس فرمود صلی اللہ تعالیٰ کہ او گناہ کرد یا خواہد کرد پس باید کہ استغفار کند و پناہ جوید۔ و استغفارش تا اینندم او را فائدہ نکرد پس زیارت کرد قبر

حصہ از خویش از راہ تنبیہ برای پیر است

شيخ شيخ من السلسلة المجددة المجددية رضوان الله تعالى على اصحابها وجلس مراقبا
فقال رضي الله تعالى عنه انت وهابي فتوحش قلبه وقام ورجع قدما فجلس مراقبا فقال رضـ
انت وهابي فتوحش قلبه وقام ورجع قدما فجلس مراقبا وما بقي الى ظهره مجلس فقال رضـ
انت وهابي فتوحش قلبه وقام ورجع الى داره فاشتاق قلبه الى خدمة شيخه من
السلسلة العالية القادرية رضوان الله تعالى على اصحابها فحضر وعرض ان المسئلة يعمل
عليها على ما ذكرها في صدر القصة فقال سلمه الله تعالى استغفر وتب لان العمل من الطريقة
الوهابية فاستغفر وتاب فصح قلبه لان صحة تامة بلا مشقة فما للذين انكروا التعيين
وهو سنة مستحبة واتلفوا حق العباد من غير عذر فيا رب انا نعوذ بك بنبيك
ارسل رحمة للعلمين من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له
ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا انت وحدك لا شريك لك ونشهد
ان محمدا عبدك ورسولك اللهم وانت حامده وهو محمودك فكيف احمده فادعوا بعجز
وافتقار ان تصلي عليه وعلى آله كما تحبه وترضاه وتشفعه فينا وترحمنا به

ترجمہ شیخِ شیخ خود از سلسلۂ مجددہ مجددیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیٰ اصحابہا۔ ونشست بطورِ مراقب پس
فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہابی ہستی پس قلبش وحشت گرفت و برخاست و باز پس آمد یک قدم و مراقب نشست باز
گفت رضـ تو وہابی ہستی باز دلش وحشت گرفت و برخاستہ یک قدم باز پس آمد و مراقب نشست کہ پس پشتش جائی نشست نماند
باز فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہابی ہستی پس دلش وحشت گرفتہ برخاست و سوی خانۂ خود برگشت۔ باز دلش سوی خدمت شیخ خود
کہ از سلسلۂ عالیہ قادریہ ہست رضوان اللہ تعالیٰ علیٰ اصحابہا مشتاق گردید و پیش آمد و ہر آئینہ آں مسئلہ کہ بر وے عمل میکرد ہم بر آں طریق کہ در صدر
قصہ اورا ذکر کردہ بیان نمود۔ پس فرمود سلمہ اللہ تعالیٰ کہ استغفار کن و رجوع کن از انکہ ایں عمل از طریقۂ وہابیہ ہست۔ پس
استغفار کرد او و توبہ آورد۔ پس قلبش ہماں دم صحت یافت بصحتِ کلی بلا تکلیف۔ پس چیست آناں را کہ انکار کردند
تعیین را حالانکہ او سنتِ مستحبہ است و تلف حق نمودند بندگان را بغیر عذر۔ پس اے رب من ہر آئینہ پناہ میخواہیم بتو بحق
نبیِ تو کہ رحمت فرستادہ شد برای عالمیان از بدیہای نفسہای ما و از گناہان عملہای ما یاں۔ ہر کہ را خدا راہ نماید پس نیست گمراہ کنندہ
او را و ہر کہ گمراہ کند او را پس نیست او را راہ نمایندہ۔ و ما گواہی میدہیم آنکہ نیست چیزی معبود دیگر تو کہ یکتائی۔ نیست شریکی برای تو۔ و گواہی میدہیم
آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندۂ تو و رسول تست۔ خدایا و تو حامد او است و او محمود تو پس چگونہ حمد کنم او را۔ پس بعجز و افتقار میخواہم ترا کہ تو رحمت فرستی
بر او و بر جمیع آل او چنانکہ تو او را دوست داری و می پسندی او را و شفیع گردانی او را میان ما و با و ما را رحمت کنی +

ذکر کیفیۃ زیارۃ القبور خصوصاً اشرف القبور قبر نبی صلعم الرحمۃ مع مطالب اخریٰ ۲۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین ٭ اعلم ان فی تحقیق زیارۃ القبور کانت علیّ مشقۃ لعدم تیسیر اسبابہ فانتظرت الی ان یسرہ اللہ تعالیٰ فاذا المکتوب المسمّٰی بالدر المنظم فی اثبات القیام بجاہ القبر المکرم صلی اللہ علی صاحبہ و سلم سرّنی بتیسیر مقصدی رحم اللہ تعالیٰ لمؤلفہ و بارک فی معاشہ و معادہ فنقلتہ بعینہ ٭

خطبہ مصنف تذکرۃ الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الملک المعبود القائم علی کل نفس من الخلق ادنیٰ و اعلیٰ ٭ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد المخصوص بالمقام المحمود والشفاعۃ الکبریٰ و علی آلہ و اصحابہ

خطبہ مولف رسالہ الدر المنظم

ترجمہ: ذکر بیان زیارت قبور خصوصاً اشرف قبور کہ قبر نبی رحمۃ است صلعم با مطالب دیگر ۲۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین ٭ بدانکہ ہر آئینہ در تحقیق زیارت قبور بسبب میسر نیامدن اسبابش بر من مشقتی بود۔ پس انتظار کشیدم تا کہ آسان کرد اورا خدای برتر کہ ناگاہ مکتوبی مسمی بہ در المنظم در اثبات قیام پیش قبر مکرم رحمت خدا بر صاحب او و سلام باد۔ بآسان نمودن مقصدم مرا خوشنود ساخت ۔ رحم کند خدای برتر مولف اورا و در معاش و معاد او برکت دہد۔ پس بعینہ او نقل کردم

خطبہ مصنف کتاب ہذا تذکرۃ الحق ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ستایش تمام خدائے راست کہ بادشاہ معبود قائم است بر ہر نفس از خلق ادنیٰ و اعلیٰ ٭ و درود و سلام بر سردار ما محمد صلعم باد کہ بمقام محمود و شفاعت کبریٰ مخصوص است۔ و بر آل و اصحابش

خطبہ مولف رسالہ الدر المنظم

البائتین لربهم سجدا وقیاما وعلی اتباعهم القانتین لمولاهم خشعا وصیاما
اولئک یجزون الغرفة بما صبروا ویلقون فیها تحیة وسلاما خالدین فیها حسنت
مستقرا ومقاما۔ وبعد فیقول الفقیر الی رحمة مولاه الغنی محمد مظهر العمری
النقشبندی الاحمدی تغمده الله برحمته وغفرانه واسکنه فسیح جنانه ۔ انه
قدم علینا بالمدینة المنورة فی سنة ۱۲۹۶ الف ومائتین وستة وتسعین فاضل
من اهل الهند ممن جذبهم الله تعالی الی الحرمین الشریفین وشرفهم بزیارة
روضة حبیبه سید الکونین صلی الله علیه وسلم وزادهم تقربا لدیه ۔ وهو
مولوی عبد العزیز لازال عابدا لربه ومعزا لدینه وسألنا عن قیام الزائر فی
مواجهته صلی الله علیه وسلم ووضع یمینه علی یساره کهیئة الصلوة حین التسلیم
علیه صلی الله علیه وسلم هل هو جائز ام لا فاجبته بما فی کتب اصحاب المناسک
من المتون والشروح من آداب زیارته صلی الله علیه وسلم فقال هذا کلام بلا دلیل
ولیس فیه شفاء لعلیل مع ورود الاحادیث فی النهی عن التعظیم والقیام مثل ما
تفعله الاعاجم

آنہا کہ شب زندہ دارانند سجدہ وقیام کناں پروردگار خودشاں را۔ و بر پیروان شاں کہ فروتنانند و
روزہ داران مولائی خودشاں را۔ ہمانا ایشاں بدل دادہ شوند غرفہای بالاخانہا بآنچہ کہ صبر کردند و ملاقات
شوند درانہا بتحیت وسلامتی۔ ہمیشہ ماندگانند درانہا کہ خوش است ایں از روی قرارگاہ وقیام گاہ۔ وبعد ازیں
میگوید آنکہ محتاج سوی رحمت مولائی خود است کہ غنی است محمد مظہر عمری نقشبندی احمدی۔ بپوشد اورا
خدا بر ترب رحمت و بخشایش خود۔ و آباد کند اورا بفراخ باغہای خود۔ ہر آئینہ آنکہ بیامد برما بمدینہ منورہ در ۱۲۹۶
ہزار و دو صد و نود و شش ہجری فاضلے از اہل ہند از آں کساں کہ خدائی برتر کشید شاں را سوئی حرمین شریفین و
بزیارت روضۂ حبیب خود سید کونین کہ رحمت خدا و سلامش برو باد مشرف کند و بیفزاید شاں را تقرب نزد او صلی اللہ
علیہ وسلم و او مولوی عبد العزیز است ہمیشہ باد پروردگار خود را پرستندہ و عزت دہندہ دین خود را۔ و او مارا پرسید از قیام
زائر مواجہ او صلی اللہ علیہ وسلم و نہادن دست راست خود بر چپ ہمچو ہیئت نماز ہنگام سلام خواندن برو صلی اللہ علیہ وسلم (ای بر وی)
آیا جائز است یا نہ۔ پس من او را جواب دادم با آنچہ در کتابہای مناسک است از متون و شرحہا از آداب زیارت او صلی اللہ علیہ وسلم پس او گفت کہ ایں کلام
بی دلیل است کہ در وی علیل را شفا نیست با آنکہ احادیث در نہی از تعظیم وقیام ہمچو آنچہ کہ عجمیاں او را کنند وارد شدہ اند

والمسئلۃ مشتبھۃ علی ولا بد من التفصیل والتحقیق وکان الوقت اذ ذاک ضیقا فوعدتہ بالتحریر فاقول وباللّٰہ احول قد تقرر وتحقق بالبرھان المحقق ان حضور الزائر قبالۃ قبرہ الکریم والتسلیم والصلوۃ علیہ والتوسل بجاھہ العظیم والاستمداد والاستشفاع بجنابہ الفخیم بل وباصحابہ واھل بیتہ واولیائہ اجمعین صلی اللّٰہ علیہ وعلیھم وسلم من افضل الطاعات واجل العبادات وارجی المثوبات واعظم القربات عند رب العلمین جل جلالہ وعم نوالہ قال العلامۃ القسطلانی فی المواھب اللدنیۃ ومن اعتقد غیر ھذا فقد انخلع من ربقۃ الاسلام وخالف اللّٰہ ورسولہ وجماعۃ العلماء الاعلام انتھی قال جل ذکرہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللّٰہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما ۝ وقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم من جاءنی زائرا لا یعملہ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیامۃ

ترجمہ واین مسئلہ برمن مشتبہ آمدہ چارہ نیست از تفصیل وتحقیق۔ وآں وقت تنگ بود وعدہ نمودم۔ پس میگویم وتحویل بخدای سبحانہ میکنم۔ ہر آئینہ بدلائل محققہ قرار یافتہ وثابت شدہ کہ ہر آئینہ حاضر شدن زائر پیش قبر کریم او صلعم۔ وسلام خواندن وصلوۃ گفتن بروے۔ ووسیلہ گرفتن بمرتبہ عظیم او۔ ومدد خواستن وشفاعت طلبیدن بگرامی جناب او بلکہ وباصحاب واہل بیت واولیای او ہمہ کہ رحمت باد از خدای برتر براو وبرایشان وسلام باد۔ از افضل ترین طاعات وبزرگ ترین عبادات ہست۔ وواثق ترین ثوابہا وگرامی ترین نزدیکیہا ہست نزد پروردگار عالمیان کہ بزرگیش بزرگ ہست وبخششہای او عام ہست۔ گفت علامہ قسطلانی در مواہب لدنیہ وہر کہ اعتقاد آورد غیر ازیں پس تحقیق او از حلقہ اسلام بر آمد ومخالفت کرد خدا ورسول او را وجماعت علمای اعلام را انتہی۔ فرمود سبحانہ کہ ذکرش بلند ست در سورۂ نساء رکوع نہم ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللّٰہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما ۝ یعنی وچوں ہر آئینہ ایشاں وقتیکہ ظلم کردند نفسہای خود را۔ آمدند تو پس مغفرت خواہ شدند از خدا۔ ومغفرت خواست برائی شاں این رسول ہر آئینہ یافتند شاں خدا را رجوع کنندہ ترو مہربان تر ۔ وفرمود صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہر کہ آمد نزد من زیارت کناں کہ نہ عامل کرد اورا مگر زیارت من یعنی بخلوص خالص زیارت مرا قصد کرد برمن لازم بود اینکہ او را روز قیامت شفیع باشم ۔

آیۂ کریمہ برای حضوری او صلعم

احادیث زیارۃ مزار اقدس (اول)

اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر وعن خاطب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن مات فی احد الحرمین بعث
من الآمنین وعن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من زارنی محتسبا الی المدینۃ کان فی جواری رواہما الحافظ البیہقی کذا فی المواہب
چہارم تذکرۂ ثواب از رضای خدا عز وجل مراد
اللدنیۃ وفی ہذا الباب سبعۃ عشر حدیثا عن سیدنا عمر بن الخطاب وعبد اللہ بن
مسعود وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عباس وانس بن مالک وابی ہریرۃ و
غیرہم باسانید متعددۃ والفاظ متقاربۃ بروایۃ الدارقطنی والطبرانی والبیہقی
وابن خزیمۃ وابن عساکر والبزار وابی داود الطیالسی وابی بکر بن المقری وابن عدی
وابی جعفر العقیلی وابی الفتح الازدی وابن ابی الدنیا وغیرہم ساقہا السید السمہودی
فی الوفاء والعلامۃ ابن حجر فی الجوہر المنظم والشیخ محمد عابد السندی فی طوالع
حاشیۃ در المختار قال الحافظ السخاوی تحت حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی
ہو عند ابی الشیخ وابن ابی الدنیا وغیرہما عن ابن عمر رضی اللہ عنہما صحیح

ترجمہ ایں حدیث را طبرانی در معجم کبیر بیروں آوردہ۔ و از خاطب است رضی اللہ عنہ کہ ہر آئینہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم گفت کہ ہر کہ مرا زیارت کرد پس بعد موت من پس گویا کہ او زیارت کرد مرا در زندگی من وہر کہ مُرد در یکے از ہر دو ۲ دوم
حرم برانگیختہ شد از امن یافتگان۔ و از انس است رضی اللہ عنہ گفت کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ زیارت
کرد مرا بامید ثواب خدای کریم بسوی مدینہ باشد او در ہمسائگانم۔ روایت کرد ہر دو را حافظ بیہقی۔ ہمچنیں است ۳ سوم
در مواہب لدنیہ۔ و دریں باب ہفدہ حدیث اند از سیدنا عمر ابن خطاب۔ و عبد اللہ ابن مسعود۔ و عبد اللہ ابن عمر۔ و
عبد اللہ ابن عباس۔ و انس ابن مالک۔ و ابوہریرہ و غیر شاں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ باسناد ہائے متعددہ و
الفاظ متقاربہ یعنی الفاظیکہ در لفظ و معنی باہم قربت دارند۔ بروایت دارقطنی۔ و طبرانی۔ و بیہقی۔ و ابن
خزیمہ۔ و ابن عساکر۔ و بزار۔ و ابو داود طیالسی۔ و ابوبکر ابن مقری۔ و ابن عدی۔ و ابو جعفر عقیلی۔ و
ابو الفتح ازدی۔ و ابن ابی الدنیا و غیر شاں کہ اسا ماندہ بیان کردہ است سید سمہودی در وفا۔ و علامہ
ابن حجر در جوہر منظم و شیخ محمد عابد سندی در طوالع الانوار حاشیۂ در مختار۔ گفت حافظ سخاوی تحت حدیث من زار
قبری وجبت لہ شفاعتی یعنی ہر کہ زیارت کرد قبر مرا واجب شد او را شفاعت من۔ اینکہ او نزد ابو شیخ و ابن
ابی الدنیا و غیرایں ہر دو از ابن عمر رضی اللہ عنہما صحیح است +

دریں باب ہفدہ حدیث اند مع بیان راویان و اختلاف و اتفاق علماء محدثین بر ضعف و صحت حدیث

وابن خزيمة اشار الى تضعيفه والطبراني وابن عدي والدارقطني والبيهقي
وضعفوه ولفظهم كان كمن زارني في حياتي وقال الذهبي طرقها كلها لينة
لكن يتقوى بعضها ببعض لانه ما في رواتها متهم بكذب وقال ومن اجود الاحاديث
اسنادا حديث حاطب واخرجه ابن عساكر وغيره الى اخر ما في المقاصد الحسنة
قد علم بالضرورة ان القربات والطاعات خالصة لله عزوجل ليس فيها شركة
لمخلوق اصلا لكن في بعضها بمقتضى الحكمة والمصلحة يلزم توسط مخلوق والتوجه
اليه واستقباله من غير ان يكون هو مقصودا حقيقيا فانه لا مقصود ولا معبود
في الحقيقة الا الله عزوجل وهو سبحانه من كمال كرمه وسع لعباده في اداء الطاعات
والعبادات والاذكار والقربات وقدرها بحالات وهيئات من القيام والقعود و
الركوع والسجود واستقبال القبلة وغيرها فقال الله تعالى فاذا قضيتم الصلوة فاذكروا
الله قياما وقعودا وعلى جنوبكم وقال تعالى الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى
جنوبهم ويتفكرون في خلق السموات والارض

ذوقد علم بالضرورة ان القربات والطاعات خالصة لله عزوجل الخ +

ترجمه وابن خزیمه اشاره کرده سوی تضعیف او - وطبرانی - وابن عدی - ودارقطنی - وبیهقی هم او شان او را ضعیف نمودند - ولفظ
شان اینست کان کمن زارنی فی حیاتی یعنی هست همچو کسیکه زیارت کرد مرا در حیات من - وگفت ذهبی طرقهای او همه نرم اند لیکن بعض شان
ببعض قوت می یابند از آنکه هر آئینه او آنچه که در راویانش اوست متهم اند بدروغ - وگفت واز جید ترین احادیث از روی اسناد حدیث
حاطب است که او را ابن عساکر وغیرش برآورده تا آخر آنچه در مقاصد حسنه است - وهر آئینه بضرورت دانسته شده که قربات
وطاعات خالص برای خدای عزوجل است وبرای مخلوق هرگز درو شرکت نیست لیکن در بعض آنها حسب تقاضای حکمت
ومصلحت لازم شود واسطه شدن مخلوق - وتوجه سوی او واستقبال او یعنی رو آوردن باو از غیر آنکه او مقصود
حقیقی باشد پس هر آئینه او در حقیقت مقصود ومعبود نیست مگر خدای عزوجل + واو سبحانه از کمال کرم خود در ادای طاعات
وعبادات واذکار وقربات برای بندگان خود فراخی داده - واندازه کرده آنها را بحالتها وهیئتها از قیام وقعود ورکوع وسجود ورو آوردن بقبله
وغیره - پس فرمود خدای برتر در سوره نساء رکوع پانزدهم فاذا قضیتم الصلوة فاذکروا الله قیاما وقعودا وعلى جنوبکم یعنی
پس چون بگزارید نماز را پس یاد کنید خدای را ایستاده ونشسته وبر پهلوهای خود تان - وفرمود او تعالی در سوره آل عمران رکوع بستم
الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلى جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموات والارض یعنی آنکه یاد
میکنند خدای را ایستاده ونشسته وبر پهلوهای خود شان ومی اندیشند در پیدایش آسمانها وزمین +

بیان اینکه دانستن ضروری است که طاعات وقربات خالص برای خدای عزوجل است ولیکن بمقتضای حکمت ومصلحت در بعض شان واسطه شدن مخلوق لازم آید وتوجه واستقبال او کرده شود - بنصوص کریمه +

وقال تعالیٰ وَقُومُوا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ ۝ وبیّن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الکرام
وعلماءہ العظام ما یلیق فی کل طاعۃ وعبادۃ وذکر وفکر من القیام والقعود
وتفصیلہ فی کتب الفقہ موجود وخصت ھذہ القربۃ بالقیام والوقوف بالاحادیث
والآثار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن الصحابۃ والتابعین والائمۃ المجتہدین
والسلف الصالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔ اما الاحادیث فی وقوفہ
صلی اللہ علیہ وسلم علی قبور المؤمنین فعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال مرّ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقبور المدینۃ فاقبل علیہم بوجہہ فقال السلام
علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر اخرجہ الامام الحافظ
الترمذی فی سننہ وعن ابی موھبۃ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انبھنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جوف اللیل فقال انی امرت ان استغفر لاھل
البقیع فانطلق معی فانطلقت معہ فلما وقف بین اظھرھم قال السلام علیکم یا اھل
المقابر لیھن لکم ما اصبحتم فیہ الی ان قال ثم استغفر لھم طویلا وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا

ترجمہ و فرمود تعالیٰ وَقُومُوا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ ۝ برخیزید برای خدا فروتنی کنندگان ۔ و بنی صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب
کرامش وعلمای بزرگ امتش آنچہ در ہر طاعت وعبادت وذکر وفکر از قیام وقعود سزاوار است ۔ بیان کردہ است ۔ وتفصیلش
در کتب فقہ موجود است ۔ وایں قربت مخصوص است بقیام ووقوف بعض احادیث وآثار از نبی صلی اللہ علیہ وسلم واز صحابہ وتابعین
وآئمہ مجتہدین وسلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔ لیکن حدیثہا کہ در وقوف او صلی اللہ علیہ وسلم
بر گورہای مومنین اند ۔ پس از ابن عباس است رضی اللہ عنہما گفت گذشت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بگورستان
مدینہ پس پیش آمد بر اینہا بروی مبارک خود و فرمود السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم
انتم سلفنا ونحن بالاثر یعنی سلامتی باشد بر شما ای اہل گورہا بخشد خدای بر ما و بر شما شما پیشینگان ما ہستید
وما از پس اینم این حدیث را امام حافظ ترمذی در سنن خود بر آوردہ ۔ واز ابی موہبہ کہ مولای رسول خدا است صلی اللہ علیہ وسلم یعنی غلام
او صلی اللہ علیہ وسلم گفت بیدار کرد مرا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از جوف لیل یعنی در میان شب پس فرمود ہر آئینہ من امر کردہ شدم کہ برای اہل بقیع
مغفرت خواہم پس برو با من پس رفتم با او صلی اللہ علیہ وسلم پس چون بایستاد در میان ایشان فرمود السلام علیکم یا اھل
المقابر لیھن لکم ما اصبحتم فیہ یعنی سلامتی باد بر شما ای اہل گورہا گوارا باد برای شما آنچہ در او صبح کردید
کردید شما در وی ۔ تا آنکہ گفت باز مغفرت خواست برای ایشان بدیر و دراز ۔ واز عائشہ است رضی اللہ عنہا

اما الاحادیث فی وقوفہ صلعم علی قبور المومنین الخ

قالت الا اُخبرکُم عن رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عنی وقلنا بلیٰ قالت لما کانت لیلتی انقلب الیٰ ان قالت حتیٰ جاء البقیع فرفع یدیہ ثلاث مراتٍ واطال القیام ثم انحرف الحدیث وعنہا ایضاً رضی اللہ عنہا قالت قام النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ذاتَ لیلۃٍ فلبس ثیابہ ثم خرج فامرتُ جاریتی بَرِیرۃَ فتبعتہ حتیٰ جاء البقیع فوقف فما ادناہ ما شاء اللّٰہُ ان یقف ثم رجع الحدیث اخرج الاحادیث الثلثۃ الحافظ الحجۃُ ابو یزید عمر بن شبّہ فی اخبارِ المدینۃِ الشریفۃ وقال حدثنا ابو داؤد وقال اخبرنا مبارک قال حدثنا الحسنُ قال اتی رسولُ اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی بقیع الغرقدِ فقام فقال السلام علیکم یا اھل القبور الحدیث وبسندٍ اٰخر عنہ انّ النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قام علی اھل البقیع فقال السلام علیکم یا اھل القبور من المؤمنین والمسلمین لو تعلمون الحدیث واما الوقوف علی قبر سیّد المرسلین وافضل الاولین والاٰخرین شفیع المذنبین والرحمۃِ للعٰلمین محبوبِ ربِ السمٰوٰت والارضین واولِ شافعٍ واول مشفعٍ یومَ الدین علیہ اتمُّ صلوۃ المصلّین واکملُ تسلیمات المسلّمین

ترجمہ کہ گفت آگاہ شوید خبر دہم شمارا از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از من وگفتیم آری گفت چون شب من بود واگردید او صلعم تا آنکہ گفت کہ تا بہ بقیع آمد پس ہر دو دست برداشت سہ بار ودراز کرد استادن باز برگشت تا آخر حدیث۔ واز وست نیز رضی اللہ عنہا گفت برخاست نبی صلی اللہ علیہ وسلم شبی ولباس خود پوشید باز برآمد پس کنیزک خود بریرہ را امر کردم کہ او پس او گرفت تا آنکہ او صلعم بہ بقیع برآمد پس بایستاد وکمی نکرد اورا آنچہ کہ خدا خواست بایستادن باز برگردید الحدیث۔ این ہر سہ حدیث از حافظ الحجۃ ابو یزید عمر بن شبہ در اخبار مدینہ شریفہ برآوردہ۔ وگفت حدیث کرد مارا ابو داؤد وگفت خبر داد مارا مبارک گفت حدیث کرد مارا حسن گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بر بقیع غرقد آمد پس بایستاد وگفت السلام علیکم یا اھل القبور الحدیث۔ وبسند از وآنکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بر اہل بقیع بایستاد وگفت السلام علیکم یا اھل القبور من المومنین والمسلمین لو تعلمون الحدیث سلامتی باد بر شما ای اہل گورہا از مومنان ومسلمانان اگر بدانید شما تا آخر حدیث۔ ولیکن استادن بر قبر سید مرسلان وافضل پیشینیان وپسینیان۔ شفیع گنہگاران ورحمت برای عالمیان۔ محبوب پروردگار آسمانیان وزمینیان۔ واول شفاعت کنندگان واولِ شفاعت کنانندگان روز دین بروی تمام تر درودِ درود خوانندگان وکامل تر تسلیمہای سلام فرستندگان تا ہمیشہ از ہمیشہ باد +

واما الوقوف علی قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

بیان وقوف قبر نبی صلعم

الی ابدِ الآبدین فقد روی فی احادیثٍ کثیرۃٍ و آثارٍ جمۃٍ کیف لا وھو سیدُ القبورِ ومنبعُ النورِ ومھبطُ التجلیاتِ الالٰھیۃ ومورِدُ الفیوضاتِ القدسیۃِ وھو محفوفٌ بالملائکۃ المقربین والمحضر للانبیاء والمرسلین وھو الموصلُ الی اعلی الدرجاتِ والمفضی الی اقربِ المثوباتِ • قال کعبُ الاحبار ما من یومٍ یطلع الا نزل سبعون الفا من الملائکۃ حتی یحفُّوا بقبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضربون باجنحتھم ویصلون علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا امسوا عرجوا وھبط مثلھم فصنعوا مثل ذلک حتی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفا من الملائکۃ یزفونہ اخرجہ الدارمی فی مسندہ وما احسن ما قال الامام البوصیری فی البردۃ

ھو الحبیبُ الذی ترجی شفاعتُہ ۔ لکلِ ھولٍ من الاھوال مقتحمِ
فاق النبیین فی خَلقٍ وفی خُلُقٍ ۔ ولم یدانوہ فی علمٍ ولا کرمِ
وکلھم من رسولِ اللہِ ملتمسٌ ۔ غرفا من البحر او رشفا من الدیمِ
وواقفون لدیہ عند حدِّھم ۔ من نقطۃِ العلم او من شکلۃِ الحکمِ

ترجمہ ماہیت ازہمہ ابد بس بتحقیق روایت کردہ شد در احادیث کثیرہ و آثار جمۃ یعنی انبوہ و چگونہ نباشد کہ او سید قبور۔ و منبع یعنی چشمہ نور۔ و مھبط یعنی جای فرود آمدن تجلیات خداوندی۔ و مورد یعنی جای وارد شدن فیوضہای قدسیہ است۔ و او محفوف یعنی گرد گرفتہ شدہ است بملائکہ مقربین و محضر یعنی حاضر آمدن برای انبیاء و مرسلین است۔ و او موصل یعنی رسانندہ است سوی برترین درجہا۔ و مفضی یعنی دریابندہ سوی نزدیک ترین مثوبات است • گفت کعب احبار رضی اللہ عنہ کہ نیست از روزی کہ در خشد مگر نازل شود ہفتاد ہزار از ملائکہ تا آنکہ گرد گیرند قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم را کہ بزنند بازوہای خود و درود فرستند بر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ ہر گاہ شام کنند بالا روند و مثل شان فرود آیند و ہمچنان کنند تا آنکہ چون زمین از و صلعم بشگافد برآید در میان ہفتاد ہزار ملائکہ کہ روان و دوان باشند او صلعم را۔ دارمی او را در مسند خود برآوردہ۔ و چہ خوب تر است آنچہ امام بوصیری در بردہ گفتہ

او حبیبی کہ باو چشم شفاعت دارند ۔ بہر ہر ترس ز اہوال ہے بیباکی
ہست فائق ز ہمہ انبیاء در سیرت و صورت ۔ در علم و کرم نیست باو ہیچ قریبی
ہمہ زان مظہر حق ملتمس اند ایں ہمہ سرور ۔ چون جرعہ ز بحرے و یک قطرہ ز ابری
ہمہ استادہ زبہر او در حد مراتبہا ۔ چون نقطہ از علمی یا شکلہ ازحکمی

وعن عبد الله بن دینار قال رایتُ عبد الله بن عمرؓ یقف علی قبر النبی صلی الله
علیہ وسلم فیصلی علی النبی صلی الله علیہ وسلم وعلی ابی بکرٍ وعمرٍ رواہ محدث دار الھجرۃ الامام
مالکٌ فی الموطا وعن ابن عون قال سأل رجلٌ نافعًا ھل کان ابن عمرؓ یسلم علی القبر
فقال نعم لقد رأیتہ مائۃ مرۃ او اکثر من مائۃ کان یاتی القبر فیقوم عندہ فیقول
السَّلامُ علی النبیِ السَّلامُ علی ابی بکرٍ السلام علی ابی وقال یحیی فی اخبار المدینۃ
لہ حدثنا ھارون بن موسی الفروی قال سمعتُ جدی ابا علقمۃ یسال کیف کان
الناسُ یسلمون علی النبیِ صلی الله علیہ وسلم قبل ان یدخل البیت فی المسجد فقال
کان یقف الناسُ علی بابِ البیتِ یسلمون علیہ وکان الباب لیس علیہ غلق حتی
توفیت عائشۃ رضی الله عنھا وایضًا روی یحیی الحسینی فی کتاب عن جعفر بن
محمدِ بن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہٖ رضی اللہ عنہم انہٗ کان اذا جاء یسلم علی
النبیِ صلی الله علیہ وسلم وقف عند الاسطوانۃ التی تلی الروضۃ ثم یسلم ثم یقول
ھٰھنا راس رسولِ الله صلی الله علیہ وسلم وقال المطری وغیرہٗ وھذا موقف السلفِ

ترجمہ - واز عبد الله ابن دینار است کہ گفت دیدم عبد الله ابن عمر رضی الله عنہما کہ می ایستاد بر قبر نبی صلی الله علیہ وسلم
و درود می خواند بر نبی صلی الله علیہ وسلم و بر ابی بکر و عمر رضی الله عنہما - این حدیث را محدث دار ہجرۃ امام مالک رح
در موطا روایت کردہ - واز ابن عون است کہ گفت پرسید مردی نافع را کہ آیا ابن عمرؓ برین قبر شریف سلام میفرستاد
گفت آری البتہ تحقیق دیدہ ام اورا صد بار یا از صد بیشتر کہ می آمد مزار اقدس را و نزدش می ایستاد و می گفت
السلام علی النبی - السلام علی ابی بکرؓ السلام علی ابیؓ - و گفت یحیی در اخبار مدینہ رسول صلعم
کہ حدیث کرد ما را ہارون بن موسی الفروی گفت شنیدم از پدر پدر من ابا علقمہ پرسیدہ می شد کہ مردمان بر
نبی صلی الله علیہ وسلم قبل در آمدن بیت در مسجد چگونہ سلام میفرستادند پس گفت آن مردمان بر در بیت می استادند
و برو سلام میکردند و در بستہ نمی شد بر وے تا آنکہ وفات یافت عائشہ رضی الله عنہا - و نیز روایت کرد یحیی حسینی در کتاب خود
از جعفر بن محمد بن علی بن حسین از پدر خود از جد او رضی الله عنہم آنکہ او ہرگاہ می آمد کہ سلام کند بر نبی صلی الله علیہ وسلم
استادہ می شد نزد ستونیکہ نزدیک می شود روضہ را باز سلام می کرد باز مے گفت اینجا است سر
مبارک صلی الله علیہ وسلم - و گفت مطری و جز او ہمین ہست جائے استادن
پیشینیان +

قبل ادخالِ الحجر فی المسجدِ وروی ابن زبالۃ عن سلمۃ ابن وردان قال رأیتُ
انس ابنِ مالکٍ رضی اللہ عنہما اذا سلّم علی النبیِ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی فیقوم امامہ
انتہی نقل ہذہ الاخبار کلّہا السیدُ السمہودی فی وفاءِ الوفا باخبارِ دارِ المصطفی
وخرج سیدنا عمرُ رضی اللہ عنہ الی منبرِ رسولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا معاذُ
بن جبلٍ قائمٌ یبکی عند قبرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما یبکیک یا معاذُ
الحدیث اخرجہ الحافظُ البزارُ فی مسندہٖ نقلہ مولانا عابدُ السندی فی حاشیتہٖ
علی الدرِ المختار وروی یحییٰ ابن الحسن العلوی عن ابن ابی فدیکٍ قال سمعتُ بعضَ
من ادرکتُ یقولُ بلغنا ان من وقف عند قبرِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اِنَّ اللہَ
وملٰئکتہٗ یصلّون علی النبیِ یا ایہا الذین اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما صلّی
اللہ علی سیدنا محمدٍ وسلّم وفی روایۃٍ صلّی اللہ علیک یا رسولَ اللہِ یقولہا سبعین
مرۃً ناداہ ملکٌ صلّی اللہ علیک یا فلان لم تسقط لک الیوم حاجۃٌ کذا فی السیرِ
الشامیۃِ واما استقبال قبرہِ الشریفِ الذی ہو قبلۃُ الارواحِ والاشباحِ من العلویین

ترجمہ پیش از داخل کردن حجرہ شریف در مسجد - وروایت کرد ابن زبالہ از سلمہ ابن وردان گفت کہ دیدم انس بن مالک را رضی اللہ عنہما بر گاہ سلام بیفرستاد بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم می آمد پس می استاد پیش او انتہی - این ہمہ اخبار را سید سمہودی در وفاء الوفا باخبارِ دار المصطفی نقل کردہ است - و بر آمد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سوئی منبرِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس ناگاہ دید معاذ ابن جبل را استادہ میگرید نزد قبر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت چہ چیز گریاند ترا ای معاذ الحدیث - این حدیث را حافظ بزار در مسندِ خود بر آوردہ کہ مولانا عابد سندی در حاشیہ خود بر در مختار او را نقل کردہ - و روایت کرد یحیی بن حسن علوی از پسر ابی فدیک کہ گفت شنیدم از بعض کسے کہ دریافتم او را میگفت کہ برسید ما را آنکہ کسی بایستاد نزد قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت اِنَّ اللہَ وملٰئکتہٗ یصلّون علی النبیِ یا ایہا الذین اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما صلّی اللہ علی سیدنا محمدٍ و در روایتی است صلّی اللہ علیک یا رسولَ اللہِ کہ میگوید او را ہفتاد بار - ندا کرد او را فرشتہ صلی اللہ علیک یا فلان لم تسقط لک الیوم حاجۃ یعنی رحمت کرد خدا بر تو اے فلان امروز ہیچ حاجتے برای تو نیفتاد و ساقط نشد - ہمچنین است در سیرۃ شامیہ - ولیکن استقبال یعنی رو آوردن قبر شریف او را صلعم آنکہ او قبلہ ارواح و اشباح یعنی کالبدہا از علویان

ومالال استقبال قبرہ اشرف علیہ السلام

بیان استقبال قبر شریف وقت حاضر زیارت

والسفليين بل الخلائق اجمعين واستدبار القبلة فقد روى سراج الامة وامام
الائمة الامام ابو حنيفة رضي الله عنه في مسنده عن ابن عمر رضي الله عنهما قال
من السنة ان ياتي قبر رسول الله صلى الله عليه من قبل القبلة وتجعل ظهرك الى
القبلة وتستقبل القبر الشريف بوجهك ثم تقول السلام عليك ايها النبي الكريم و
رحمة الله وبركاته نقله عنه محقق الحقيقة الكمال ابن الهمام وكذا تبعه في النقل
السيد السمهودي في الوفا وروى الامام ابو حنيفة رح عن ايوب السختياني
انه دنا من قبر النبي صلى الله عليه وسلم مستدبر القبلة متوجها الى التربة ثم سلم عليه و
صلى ثم غلبه البكاء حتى كاد ان يغشى عليه اخرجه الحافظ طلحة بن محمد في مسند
الامام ابو حنيفة رح بسنده عنه واورده العلامة محمد بن محمود الخوارزمي في جامع
المسانيد وقال المحدث مجد الدين الفيروزابادي اللغوي روينا عن الامام الجليل ابي
عبد الرحمن عن عبد الله بن المبارك قال سمعت ابا حنيفة رح يقول قدم ايوب
السختياني وانا بالمدينة فقلت لانظرن ما يصنع فجعل ظهره مما يلي القبلة ووجهه مما
يلي وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم وبكى غير متباك فقام مقام رجل فقيه نقله السيد

ترجمہ وسفلیان بلکہ جملہ خلقہای خداست - ویشت دادن قبلہ را - پس تحقیق روایت کرد سراج امۃ وامام اماماں امام ابوحنیفہ
رضی اللہ عنہ در مسند خود از ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ گفت از سنت است آنکہ بیائی قبر رسول خدا صلی اللہ علیہ یعنی رحمت خدا باد برا و - از
سمت قبلہ وبکنی پشت خود سوی قبلہ - وآوری قبر شریف ا بروی خود وباز بگوئی السلام علیک ایہا النبی الکریم ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ نقل کرد او را از و محقق حقیقت کمال ابن ہمام - وہمچنیں پیروی کرد او را در نقل سید سمہودی در وفا - وروایت کرد امام
ابوحنیفہ رح از ایوب سختیانی آنکہ او نزدیک شد از قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پشت دہندہ قبلہ را ودر آرندہ سوی تربت مبارک - پس بر وی
سلام کرد ودرود فرستاد - باز گریہ او را غلبہ کرد تا آنکہ نزدیک شد کہ بیہوش شود بر خود - او را حافظ طلحہ بن محمد برآوردہ کہ در مسند امام ابوحنیفہ رح
است بسند از و - وعلامہ محمد بن محمود خوارزمی در جامع مسانید او را وارد کردہ - وگفت محدث مجد الدین فیروزآبادی اللغوی کہ روایت کردہ شدیم
از امام جلیل ابو عبد الرحمن از عبد اللہ ابن مبارک کہ گفت شنیدم ابوحنیفہ رح را کہ میگوید - بیامد ایوب سختیانی ومن بمدینہ پس گفتم ہر آئینہ
ضرور خواہم دید آنچہ او میکند - پس بکرد او پشت خود از آنچہ کہ او نزدیک است قبلہ را - ودرآورد روی از آنچہ کہ او نزدیک است روی
مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم را - وگریہ کرد غیر نالہ کنندہ - پس بایستاد بجای مرد فقیہ - نقل کردہ او را سید

بیان استقبال قبر شریف در سلام بر آنحضرت

السمهودی فی الوفاء روی ابن وهب عن مالک انه قال اذا سلّم علی النبی صلی الله علیه وسلم یقف للدعاء ووجهه الی القبر الشریف لا الی القبلة وعن ابن حمید قال ناظر ابو جعفر امیر المؤمنین مالکاً فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال مالک یا امیر المؤمنین لا ترفع صوتک فی هذا المسجد فان الله ادب قوماً فقال لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الایه ومدح قوماً فقال ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله الایه وذم قوماً فقال ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الایه وان حرمته میتاً کحرمته حیاً فاستکان لها ابو جعفر فقال یا ابا عبد الله استقبل القبلة وادعوا ام استقبل رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ولم تصرف وجهک عنه وهو وسیلتک ووسیلة ابیک ادم علیه السلام الی الله تعالی یوم القیمة بل استقبله واستشفع به فیشفعه اخرجه الحافظ القاضی عیاض فی الشفاء بتعظیم حقوق المصطفی بسند جید وقد اتفق العلماء علی انه علیه الصلوة والسلام حیّ فی قبره الشریف یعلم زائره

ترجمہ سید سمہودی در وفا روایت کرد ابن وہب از مالک آنکہ او گفت ہرگاہ سلام میکرد او بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بایستاد برای دعا و روی خود سوی قبر شریف داشتی نہ سوی قبلہ۔ و از ابن حمید است کہ گفت مناظرہ کرد ابو جعفر امیر المؤمنین با مالک رضی اللہ عنہ در مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت مالک ای امیر المؤمنین آواز خود درین مسجد بلند مکن۔ پس تحقیق خدا ادب کردہ است قومی را۔ و فرمود در سورہ حجرات لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الایہ یعنی بلند مکنید آواز خود ہاں بر آواز نبی الخ۔ و تعریف کرد قومی را و گفت ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله الایہ سورہ حجرات یعنی بر آئینہ آنانکہ پست کنند آوازہای خود شاں تزد رسول خدا الخ و ذم کرد قومی را و گفت ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الایہ در سورہ حجرات یعنی بر آئینہ آنانکہ ترا آواز میدہند از بیرون حجرہ الخ۔ حال آنکہ حرمت او صلعم در حال موت بحرمت او ہست در حیات پس پست کرد آواز را ابو جعفر و گفت ای ابا عبد اللہ بقبلہ رو آرم و دعا کنم یا رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم رو آرم پس گفت مالک رضی اللہ عنہ و چرا بگردانی روی خود از و صلعم کہ او وسیلۂ تست و وسیلۂ پدر تو آدم علیہ السلام سوی خدای برتر روز قیامت بلکہ روی با و آر و از و شفاعت خواہ پس او شفیع گرداند اورا۔ بر آوردہ اورا حافظ قاضی عیاض در شفا بتعظیم حقوق مصطفی بسند جید و تازہ۔ و تحقیق اتفاق کردہ اند علماء بر آنکہ او علیہ الصلوة والسلام زندہ است در قبر شریف خود۔ میداند زائر خود را

فليستقبله الزائر وليستدبر الكعبة وقد سن استدبار الخطيب الكعبة للسامعين
واستحب العلماء استدبار القوم الكعبة عند استقبال المدرس ولو بالمسجد الحرام
فلاجله عليه الصلوة والسلام اولى واحرى قاله مولانا الشيخ عابد السندي ثم
المدني في حاشية الدر المختار واما وضع اليمين على الشمال في الزيارة كما في الصلوة
ففي الشفاء قال بعضهم رايت انس ابن مالك اتى قبر النبي صلى الله عليه وسلم
فوقف فرفع يديه حتى ظننت انه افتتح الصلوة فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم
ثم انصرف قلت كذا علقه الحافظ * وقد اورده الحافظ السخاوي في القول البديع
في الصلوة على الحبيب الشفيع ولفظه اخرج ابن ابي الدنيا ومن طريقه البيهقي في
الشعب من حديث عبد الله بن مسيب بن عبد الله بن ابي امامة رضي الله عنه قال رايت انس بن
مالك رضي الله عنه اتى قبر النبي صلى الله عليه وسلم فوقف فرفع يديه حتى ظننا انه
افتتح الصلوة فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم ثم انصرف ومعناه ان سيدنا انس بن
مالك رضي الله عنهما رفع يديه من الركبتين الى قريب الصدر ووضع اليمين على اليسار

ترجمہ پس باید کہ زائر رو آورد و باید کہ کعبہ را پشت دہد۔ و تحقیق مسنون است خطیب را پشت دادن کعبہ برائے سامعین۔ و علماء مستحب داشتہ اند پشت دادن قوم کعبہ را وقت استقبال مدرس اگرچہ در مسجد حرام باشد پس بہر او علیہ الصلوۃ والسلام اولیٰ و احریٰ است یعنی مناسب تر و سزاوار تر است۔ گفتہ است او را مولانا شیخ عابد سندی ثم المدنی در حاشیہ در مختار۔ ولیکن در زیارت دست راست بر چپ نہادن چنانچہ در نماز پس در شفاء است۔ گفت بعض شاں کہ دیدم انس ابن مالک را رضی کہ بیامد قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم را و استاد پس برداشت ہر دو دست تا آنکہ گمان کردم تحقیق او نماز را بکشاد۔ پس سلام کرد بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم باز برگشت۔ گفتم ہمچنین است۔ تعلیق کرد او را حافظ۔ و تحقیق بیان کردہ او را حافظ سخاوی در کتاب قول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع۔ و ابن ابی الدنیا لفظش برآوردہ۔ و از طریق او بیہقی در شعب از حدیث عبد اللہ ابن مسیب بن عبد اللہ ابن ابی امامہ رضی اللہ عنہ گفت دیدم انس ابن مالک را رضی اللہ عنہ کہ بیامد قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم را پس بایستاد و ہر دو دست خود برداشت تا آنکہ گمان کردیم کہ او افتتاح نماز کردہ است پس سلام داد بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم باز برگشت۔ و معنی او آنکہ سیدنا انس ابن مالک رضی اللہ عنہما از دست خود از ہر دو زانو تا قریب سینہ برداشت و راست را بر چپ

واما وضع اليمين على الشمال في الزيارة كما في الصلوة

بیان اتفاق علماء بر جہات و علماء و صلعم در قبر شریف رو آوردن باو و پشت دادن بکعبہ و خطیب را پشت بکعبہ سنت و غیر را استدبار کعبہ و استقبال بمدرس مستحب است *

بیان دست نہادن راست بر چپ در زیارت ہمچو ہیئت نماز *

فوق السرۃ او تحتہا فظن الرائی انہ افتتح الصلوٰۃ والا فالرفع بطریق الدعاء لیس
محلًا للاشتباہ والظن فتامل وبالوقوف علی ہیئۃ الصلوٰۃ عمل جمہور المسلمین
المتقدمین والمتاخرین السابقین واللاحقین من الحنفیۃ والشافعیۃ والمالکیۃ
والحنبلیۃ وقد صرح بذلک فی کتب المناسک وقال الکرمانی عمدۃ العلماء
الحنفیۃ ویضع یمینہ علی شمالہ کما فی الصلوٰۃ وکذلک السید السمہودی فی
الوفا والعلامۃ الشیخ محمد بن یوسف الشامی فی سیرۃ النبویۃ وامام الشافعیۃ
العلامۃ ابن الحجر الہیتمی فی الجوہر المنظم ورأس الحنفیۃ الملا رحمۃ اللہ السندی
وتبعہ الملا علی القاری وغیرہم من المتاخرین اصحاب الشروح والفتاوی کالشارح
الدہلوی الشیخ عبد الحق والشیخ محمد عابد السندی فثبت ان ہذا الوقوف والقیام
انما ہو فی الحقیقۃ للہ عزوجل کالقیام والوقوف بعرفۃ ومزدلفۃ والمشاعر العظام
للدعاء والابتہال الی اللہ الملک العلام غیر ان ہناک استقبال وتوجہ الی الکعبۃ
الشریفۃ التی ہی بیتہ وحرمہ وفی ہذا استقبال وتوجہ الی سید الانبیاء والمرسلین
وافضل الخلائق اجمعین الذی ہو حبیبہ وخلیلہ صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم

ترجمہ بالا گذاشت یا زیر ناف بنہاد پس بیننده گمان کرد کہ تحقیق او نماز شروع کرده ورنہ پس برداشتن بطریق دعا
محل اشتباه وظن نیست پس بیاندیش و بایستادن بر ہیئت نماز عمل جمہور مسلمانان پیشینیان ومتاخرین سابقین ولاحقین
است از حنفیہ وشافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ ۔ وتحقیق تصریح کرده شد باین در کتب مناسک ۔ وگفت کرمانی کہ عمده
علمای حنفیہ است وبنہاد دست راست خود را بر چپ خود ہمچو در نماز ۔ وہمچنان سید سمہودی در وفا ۔ وعلامہ شیخ محمد بن
یوسف شامی در سیرت نبویہ ۔ وامام شافعیہ علامہ ابن حجر ہیتمی در جوہر منظم ۔ وسر حنفیہ ملا رحمت اللہ سندی گفتہ ۔ وپیروی
کرد او را ملا علی قاری وغیر شان از متاخرین اصحاب شارحین وفتاوی ہمچو شارح دہلوی شیخ عبد الحق وشیخ
محمد عابد سندی ۔ پس ثابت شد کہ تحقیق این وقوف وقیام جز این نیست کہ او در حقیقت برای خدای عزوجل است
ہمچو قیام ووقوف برای عرفہ ومزدلفہ ومشاعر عظام است برای دعا وزاری کردن سوی خدای ملک
علام بے آنکہ اینجا استقبال وتوجہ است سوئے کعبہ شریفہ کہ او بیت وحرم او است ۔ ودرینکہ
استقبال وتوجہ سوی سید انبیاء ومرسلین وافضل الخلائق است تماما آنکہ او حبیب اوست وخلیل
او صلے اللہ علیہ وسلم

وقوف وقیام بہ نیت ادب نبی صلی اللہ علیہ وسلم درون نماز
اتفاق محققین وبزرگان دین پسندیده است

فتأمّلْ فی الفرقِ والتفاوتِ بینهما تفهمْ انّ هذا الفضلَ بتجلّی ظلِ صحبتہ صلی اللہ علیه وسلم التی هی افضلُ مراتبِ القربِ اذ هو مناجاتٌ ومحادثۃٌ معہ صلی اللہ علیه وسلم فقد روی ابوداودُ من حدیثِ ابی هریرۃ رضی اللہ عنه انه صلی اللہ علیه وسلم قال ما مِن مسلمٍ یسلّمُ علیّ الّا ردّ اللہُ علیّ روحی حتی اردَّ علیه السلام وعند ابن ابی شیبۃ من حدیثِ ابی هریرۃ مرفوعًا من صلّی علیّ عند قبری سمعتُه ومن صلّی علیّ نائیًا بلغتُه ذکرہ القاضی عیاض فی الشفاء وعن سلیمان بن سحیم وهو التابعی قال رأیتُ النبیّ صلی اللہ علیه وسلم فی النوم فقلتُ یا رسولَ اللہ هؤلاء الذین یأتونک فیسلّمون علیک أتفقهُ سلامَهم قال نعم وارُدُّ علیهم کذا فی المواهب اللدنیۃ ولاجلِ ذلک زاد اهلُ العلمِ والعرفانِ والمتشرفین بمراتبِ القربِ والاحسانِ فی التأدّبِ فی الزیارۃ الشریفۃ ونبّهوا علیه واکّدوا علی تمامِ الخضوعِ والخشوعِ کمالَ التاکیدِ وبیّنوا ما فیه من السننِ والآدابِ والمستحباتِ قال الامامُ الغزالی رحمه اللہ تعالی فی الاحیاء

ترجمہ پس در فرق وتفاوت درمیان ہر دو بیاندیش - دریابی کہ ہر آئینہ این فضل بتجلی عکس صحبت اوست صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ او فضل مراتب قرب است ازانکہ او مناجات است وباہم حدیث کردن با او صلی اللہ علیہ وسلم پس تحقیق روایت کرد ابوداود از حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ ہر آئینہ او صلی اللہ علیہ وسلم فرمود نیست ہیچ مسلمانی کہ بر من سلام میدہد مگر خدای بر من روح مرا رد کردہ است تا کہ سلام را برو رد کنم - ونزد ابن ابی شیبہ از حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بطور مرفوع کہ ہر کہ درود خواند بر من نزد گور من می شنوم اورا - وہر کہ درود خواند بر من از دوری وفصل برسانم اورا - ذکر کردہ اورا قاضی عیاض در شفا - واز سلیمان بن سحیم است کہ او تابعی است گفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم را دیدم در خواب پس گفتم یا رسول اللہ اینان کہ بتو می آیند وبر تو سلام میرسانند آیا سلام شان می فہمی فرمود آرے - ورد می کنم برایشان ہمچنان در مواہب لدنیہ است - وبنا برین اہل علم وعرفان وشرف یافتگان بمراتب قرب واحسان بادب داشتن در زیارت شریفہ افزونی کردند - وبرو تنبیہ نمودند وآگہی دادند وتاکید بحد تمام تر بر تمام خضوع وخشوع فرمودند - وہرچہ درو از سنتہا وآداب ومستحبات است دربیان آوردند - گفت امام غزالی رحمہ اللہ تعالی در احیاء

فی التادب فی الزیارۃ الشریفہ

احادیث وآثار بسلام ورد سلام بحضور او صلعم بعلم وصلعم ازو

تاکید بادب بزیارۃ شریفہ بحضور قلب وجوارح وطریق صلوۃ وسلام برو وبر اصحاب وآل او

واعلم انه صلى الله عليه وسلم عالم بحضورك وقيامك وبزيارتك وانه يبلغه سلامك وصلوتك فمثّل صورته الكريمة فى خيالك واحضر عظيم رتبته فى قلبك وينبغى ان تقف بين يديه كما وصفنا وتزوره ميتا كما كنت تزوره حيا انتهى كذا فى الوفا وقال فى السيرة الشامية ولينظر الزائر فى حال وقوفه الى اسفل ما يستقبله من جدار الحجرة الشريفة ملتزما للحياء والادب التام فى ظاهره وباطنه انتهى و قال العلامة الشيخ رحمة الله السندى فى لباب المناسك فى الزيارة ثم قصد اى الزائر التوجه الى القبر المقدس وفرغ القلب من كل شيء من امور الدنيا واقبل بكليته لما هو بصدده ليصلح قلبه للاستمداد منه صلى الله عليه وسلم وحرام على قلب شغل بقاذورات الدنيا من الشهوات والارادات ان يصل اليه من ذلك شيء بل ربما يخشى عليه من نوع مقت واعراض والعياذ بالله تعالى من ذلك فليجتهد من ذلك التفريغ ما امكنه وليلاحظ مع ذلك الاستمداد من سعة عفوه صلى الله عليه وسلم وعطفه ورافته ان يسامحه فيما عجز عن ازالته من قلبه

ترجمہ و بدانکہ آنحضرت صلعم عالم و داناست بحضور تو و قیام تو و بزیارت تو۔ و بدرستیکہ آنکہ سلام تو و درود تو را او برسد۔ پس نقش کن صورت کریم او در خیال خود۔ و حاضر کن رتبۂ عظیم او در قلب خود۔ و می سزد آنکہ استادہ شوی روبروی او صلعم چنانکہ وصف کردیم۔ و زیارت کنی او را در حالت ممات ہمچنانکہ زیارت میکردی در حالت حیات انتہی ہمچنان است در کتاب وفا۔ و گفت در سیرت شامیہ و باید کہ زائر در حال وقوف خود نظر داشتن سوی زیرین آنچہ کہ روبرو شود او را از دیوار حجرۂ شریف لازم گیرد برائی حیا و ادب کامل در ظاہر و باطن خود انتہی۔ و گفت علامہ شیخ رحمت اللہ سندی در کتاب لباب المناسک در زیارت۔ باز قصد کرد او یعنی زائر رو آوردن را سوی قبر مقدس و دل را فارغ کرد از ہر چیز از امور دنیا۔ و روی آورد بتمامہ برائی آنچہ کہ او در پے اوست تا کہ دلش اصلاح یابد برائے یاری گرفتن از و صلی اللہ علیہ وسلم۔ و حرام است بر دلی کہ شغل گرفتہ است بہ پلیدیہای دنیا از خواہشات و ارادات آنکہ بہ پیوندد سوئے او ازین چیزی بلکہ بسا است کہ برو خوف میشود از قسم مقت و اعراض یعنی از قبیل دشمنی و روگردانی برو اندیشہ باشد و العیاذ باللہ تعالیٰ من ذلک یعنی پناہ بخدائی برترازین۔ پس باید کہ بکوشد آنچہ تواند ازین فراغ حاصل کردن۔ و باید کہ نگاہدارد باین استمداد از وسعت عفو او صلعم اللہ علیہ وسلم و عطوفت او و رافت او تا کہ آسانی دہد او را این استمداد در آنچہ کہ عاجز است او از دور کردن او از دل خود +

زاد مولانا الشیخ محمد عابد ولیتیقن انہ یمد کلا من الزائرین بما یناسب ما ھو علیہ وانہ خلیفۃ اللہ الاعظم یعطی من یشاء ویمنع من یشاء وفوضت الیہ خزائن کرمہ ولا یصل الی اللہ تعالیٰ احد الا من طریقہ انتہی قال ثم توجہ مع رعایۃ غایۃ الادب فقام تجاہ الوجہ الشریف متواضعا خاشعا مع الذلۃ والانکسار والخشیۃ والوقار غاض الطرف مکفوف الجوارح فارغ القلب واضعا یمینہ علی شمالہ مستقبلا للوجہ الکریم مستدبر القبلۃ تجاہ مسمار الفضۃ علی نحو اربعۃ اذرع لا اقل من الساریۃ عند راسہ الکریم ناظرا الی الارض والی اسفل ما یستقبلہ من الحجرۃ الشریفۃ محترزا عن الاشتغال بالنظر بما ھو ھنالک من الزینۃ متمثلا صورتہ الکریمۃ فی خیالک مستشعرا بانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم بحضورک وقیامک وسلامک مستحضرا عظمتہ وجلالتہ وشرفہ وقدرہ صلی اللہ علیہ وسلم ٭ ثم قال مسلما مقتصدا من غیر رفع صوت ولا اخفاء بحضور وحیاء السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علیک

ترجمہ مولانا شیخ محمد عابد ہمچنیں افزودہ۔ و باید کہ یقین کند کہ ہر آئنہ او صلعم یاری میکند ہریک را از زائرین بانچہ مناسب می شود آنچیز را کہ او بر وہست۔ و ہر آئنہ او خلیفہ اعظم است از خدا۔ بخشش ہر کرا کہ میخواہد و باز دارد کسی را کہ می خواہد کہ خزینہای کرم او تعالیٰ سوی او سپردہ شدہ۔ و نہ پیوندد کسی سوی خدای برتر مگر از طریق او انتہی۔ گفت باز رو آورد با نگاہداشت غایت ادب پس بایستاد در روبروی چہرۂ شریف فروتنی کناں و ترساں با ذلت و انکسار و ترس و وقار ای باہستگی کار چشم فروہشتہ جوارح باز داشتہ ای اعضا را جمع آوردہ با دل فارغ دست راست خود بر چپ خود نہادہ روی کریم را پیش گرفتہ ای قبلہ نمودہ۔ و قبلہ را پشت دادہ۔ مقابلہ میخ نقرہ کہ بفاصلہ ہمچو چہار ذرع ہست نہ کمتر از ستونیکہ نزد سر کریم او ہست صلی اللہ علیہ وسلم۔ و نگراں سوی زمین یا سوئے فروتر۔ آنچہ کہ او را روبرو شود از حجرۂ شریف۔ کنارہ کشاں از اشتغال نظر بانچہ کہ او آنجا است از زینت نقش کناں صورت کریم او در دل خود۔ داننده و آگاہاں در دل خود بانکہ او علیہ الصلوٰۃ والسلام بحضور تو و قیام تو و سلام تو عالم و دانا است۔ و عظمت و جلالت و قدر او صلی اللہ علیہ وسلم در دل موجود و حاضر داشتہ ٭ باز گفت سلام گویاں بو میانہ روی را مگراں از غیر بلند کردن آواز و نہ پست کردن یعنی با وسطہ و از بحضور و حیاء را السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یعنی سلامتی باد بر تو اے نبی و رحمت خدا و برکتہائے او باد ٭

طریق سلام بحضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

یارسول اللہِ اَلسلام علیک یا حبیب اللہِ اَلسلام علیک یا خلیل اللہِ اَلسلام
علیک یا خیر خلق اللہِ اَلسلام علیک یا صفوۃ اللہِ اَلسلام علیک یا خیرۃ
اللہِ اَلسلام علیک یا سید المرسلین اَلسلام علیک یا امام المتقین اَلسلام
علیک یا من ارسلہ اللہُ رحمۃ للعالمین اَلسلام علیک یا شفیع المذنبین
اَلسلام علیک یا مبشر المحسنین اَلسلام یا خاتم النبیین اَلسلام علیک وعلی جمیع الانبیاء
والمرسلین والملائکۃ المقربین اَلسلام علیک وعلی اٰلک واہل بیتک واصحابک
اجمعین وسائر عباد اللہ الصالحین جزاک اللہُ عنا افضل واکمل ما جزی بہٖ رسولا
عن امتہ ونبیا عن قومہ وصلی اللہ وسلم علیک ازکی واعلی وانمی صلوٰۃ صلاھا علی احد من خلقہ
اشہد ان لا الٰہ الا اللہُ وحدہٗ واشہد انک عبدہٗ ورسولہٗ وخیرتہٗ من خلقہ واشہد انک قد بلغت
الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ واقمت الحجۃ وجاھدت فی اللہِ حق جہادہٖ وعبدت
ربک حتی یاتک الیقین الیٰ ان قال ثم یطلب الشفاعۃ

ترجمہ السلام علیک یارسول اللہ یعنی سلامتی باد برتو ای رسول خدا اَلسَّلام علیک یا حبیب اللہ یعنی سلام برتو
ای حبیب خدا السلام علیک یا خلیل اللہ یعنی سلام برتو ای دوست خدا السلام علیک یا خیر خلق اللہ یعنی سلام
برتو ای بہترخلق خدا السلام علیک یا صفوۃ اللہ یعنی سلام برتو ای برگزیدہ خدا السلام علیک یا خیرۃ اللہ
یعنی سلام برتو ای پسندیدہ خدا السلام علیک یا سید المرسلین یعنی سلام برتو ای سردار رسولان السلام علیک
یا امام المتقین یعنی سلام برتو ای امام پرہیزگاران السلام علیک یا من ارسلہ اللہ تعالیٰ رحمۃ للعٰلمین
یعنی سلام برتو ای آنکہ فرستاد اورا خدای برتر رحمت برای عالمیان السلام علیک یا شفیع المذنبین یعنی سلام برتو
ای شفیع گنہگاران۔ السلام علیک یا مبشر المحسنین یعنی سلام برتو ای مژدہ دہندۂ احسان کنندگان۔ السلام
علیک یا خاتم النبیین یعنی سلام برتو ای ختم کنندۂ انبیاء السلام علیک وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین
والملائکۃ المقربین یعنی سلام برتو وبر ہمہ انبیاء ورسولان وفرشتہای قرب یافتگان السلام علیک وعلی
واہل بیتک واصحابک اجمعین وسائر عباد اللہ الصالحین جزاک اللہ عنا افضل واکمل ما
جزی بہ رسولا عن امتہ ونبیا عن قومہ وصلی اللہ وسلم علیک ازکی واعلی وانمی صلوٰۃ
صلاھا علی احد من خلقہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ واشہد انک عبدہٗ ورسولہٗ و
خیرتہٗ من خلقہ واشہد انک قد بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ واقمت الحجۃ
وجاھدت فی اللہ حق جہادہٖ وعبدت ربک حتی اتاک الیقین یعنی سلام برتو وبر آل تو واہل بیت تو

واصحاب تو ہمہ وبر تمام بندگان خدا کہ نیک بختان اند بدل دہد ترا خدا از ما بہترین آنچہ بدل دادہ شد رسول را از امتہ او ونبی را از قوم او۔ ورحمت کند خدا وسلام فرستد برتو پاکیزہ تر وفزایندہ تر رحمتی کہ رحمت کردہ است بریکی از خلق خود۔ گواہی میدہم اینکہ نیست ہیچ معبودی مگر خدا
کہ یکتا است۔ وگواہی میدہم کہ تحقیق تو بندۂ او ورسول او وپسندیدۂ او از خلق او ہست۔ وگواہی میدہم کہ تحقیق تو برآئنہ رسانیدی رسالت را وبگزاردی امانت را وپند دادی امتہ را وقائم کردی حجۃ را وکوشش کردی تو در خدا حق کوشیدنی او وپرستیدی تو
پروردگار خود را تا آنکہ داد او ترا یقین۔ تا آنکہ گفت۔ باز بطلبد شفاعت را ✦

فی التادب فی زیارة ابی بکر الصدیق رض

فیقول یا رسول الله اسألک الشفاعة ثلاثا قال شارحه الملا علی القاری لانه اقل مراتب الالحاح ولا یبعد ان یکون اشارة الی طلبها فی المقامات الثلثة من الدنیا والبرزخ والاخرة قال فی اللباب ثم یتاخر الی صوب یمینه قدر ذراع فیسلم علی خلیفة رسول الله صلی الله علیه وسلم ابی بکر الصدیق رضی الله عنه فیقول السلام علیک یا خلیفة رسول الله السلام علیک یا صفی رسول الله السلام علیک یا صاحب رسول الله السلام علیک یا وزیر رسول الله السلام یا ثانی رسول الله فی الغار ورفیقه فی الاسفار وامینه علی الاسرار السلام علیک یا علم المهاجرین والانصار السلام علیک یا من اعتقه الله من النار السلام علیک ورحمة الله وبرکاته جزاک الله عن رسوله وعن الاسلام واهله خیر الجزاء ورضی الله عنک احسن الرضاء ثم یتاخر الی یمینه قدر ذراع فیقول السلام علیک یا امیر المؤمنین عمر الفاروق

فی التادب فی زیارة عمر الفاروق رض

بیان در ادب نمودن در زیارت حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه

ترجمه پس بگوید یا رسول الله اسألک الشفاعة یعنی ای رسول خدا تو شفاعة میخواهم سه بار. گفت شارح او ملا علی قاری رح از آنکه او کمتر مرتبهای زاری است. و دور نباشد که او اشارة شود بسوی طلب شفاعة در سه مقامات که از دنیا و برزخ و آخرة است. گفت در لباب بعد ازین پس آید بسوی جانب راست او باندازهٔ یک گز پس سلام دهد بر خلیفهٔ رسول خدا صلی الله علیه وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی الله عنه پس بگوید السلام علیک یا خلیفة رسول الله یعنی سلام بر تو ای خلیفهٔ رسول خدا السلام علیک یا صفی رسول الله یعنی سلام بر تو ای برگزیدهٔ رسول خدا السلام علیک یا صاحب رسول الله یعنی سلام بر تو ای یار رسول خدا السلام علیک یا وزیر رسول الله یعنی سلام بر تو ای وزیر رسول خدا السلام علیک یا ثانی رسول الله فی الغار ورفیقه فی الاسفار وامینه علی الاسرار یعنی سلام بر تو ای دوم رسول خدا در غار و همراه او در سفرها و امین او بر سرها السلام علیک یا علم المهاجرین والانصار یعنی سلام بر تو ای رایت هجرت کنندگان و یاری دهندگان السلام علیک یا من اعتقه الله من النار یعنی سلام بر تو ای آنکه آزاد کرد او را خدای تعالی از آتش السلام علیک ورحمة الله وبرکاته جزاک الله عن رسوله وعن الاسلام واهله خیر الجزاء ورضی الله عنک احسن الرضاء یعنی سلام بر تو و رحمت خدا و برکتهاے او بدل داد ترا خداے برتر از رسول خود و از اسلام و اهل اسلام بهتر جزا. و خوشنود شد خداے برتر از تو خوب تر خوشنودی. باز پس آید سوے راست او قدر یک گز پس بگوید السلام علیک یا امیر المؤمنین عمر الفاروق یعنی سلام بر تو اے سردار مومنان حضرت عمر فاروق رض

بیان در ادب نمودن در زیارت حضرت عمر فاروق رضی الله عنه

السلام عليك يا من كمّل الله به اربعين السلام عليك يا من استجاب الله فيه دعوة خاتم النبيين السلام عليك يا من اظهر الله به الدين السلام عليك يا من اعزّ الله به الدين السلام عليك يا من نطق بالصواب ووافق قوله محكم الكتاب السلام عليك يا من عاش حميداً وخرج من الدنيا شهيداً جزاك الله عن نبيه وخليفته وامته خيراً السلام عليك ورحمة الله وبركاته ثم يرجع قدر نصف ذراع فيقف بين الصديق والفاروق فيقول السلام عليكما يا صاحبي رسول الله صلى الله عليه وسلم الى ان قال ثم يرجع الى حيال وجه النبي صلى الله عليه وسلم ويقف عند القبر الاقدس على قدر رمح او اقل فيحمد الله تعالى ويثني عليه ويمجّده ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ويستشفع به الى ربه ويدعو رافعاً يديه لنفسه ولوالديه واشياخه ولمن شاء من اقاربه واخوانه

ترجمه السلام عليك يا من كمّل الله به اربعين يعنى سلام بر تو اى آنكه كامل كرد باو خداى برتر عدد چهل را از مومنين السلام عليك يا من استجاب الله فيه دعوة خاتم النبيين يعنى سلام بر تو اى آنكه قبول فرمود خداى برتر درحق او دعوت خاتم انبيا را السلام عليك يا من اظهر الله به الدين يعنى سلام بر تو اى آنكه پشت داد خداى برتر باو دين را السلام عليك يا من اعزّ الله به الدين يعنى سلام بر تو اى آنكه عزت داد خداى برتر باو دين را۔ السلام عليك يا من نطق بالصواب ووافق قوله محكم الكتاب يعنى سلام بر تو اى آنكه گويا شد بصواب و موافقت كرد قول او كتاب مضبوط را السلام عليك يا من عاش حميداً وخرج من الدنيا شهيداً جزاك الله عن نبيه وخليفته وامته خيراً يعنى سلام بر تو اى آنكه زندگى كرد ستوده و بيرون شد از دنيا شهادت كنان۔ بدل داد ترا خداى برتر از نبى خود وخليفه او و امت او بهتر السلام عليك ورحمة الله وبركاته يعنى سلام بر تو و رحمت خدا و بركتهاى او + باز برگردد قدر نيم گز پس بايستد درميان حضرت صديق و فاروق رضى الله عنهما پس بگويد السلام عليكما يا صاحبى رسول الله صلى الله عليه وسلم يعنى سلام بر شما اى هر دو ياران رسول خدا صلى الله عليه وسلم تا آنكه گفت۔ باز برگردد سوى قرب روى نبى صلى الله عليه وسلم و بايستد نزد قبر اقدس بر قدر يك نيزه يا كمتر۔ پس حمد گويد خداى برتر را و ثنا خواند براو و تمجيد گويد او را و درود خواند بر نبى صلى الله عليه وسلم و شفاعت خواهد باو سوى پروردگار خود و دعا خواهد در حالى كه دست بر داشته براى نفس خود و والدين خود را و شيوخ خود را و براى هر كسے كه خواهد از نزديكان خود و برادران خود

ثم يرجع الى حيال وجه النبي صلعم

بيان بازگشتن بسوى روى نبى صلعم و از دعا و استشفاع ... و زيارت حضرت سيده ... رضى الله عنها ...

ولِمَن اوصاہ وسائرِ المسلمین الی ان قال وحسن ان یقولَ اللّٰھم انک

قُلتَ وانت اصدق القائلین ولو انّھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک الآیۃ جئناک ظالمین لانفسنا مستغفرین من ذنوبنا فاشفع لنا واسألہ ان یمنّ علینا بسائرِ طلباتنا ویحشرنا فی زمرۃ عبادہ الصالحین الی آخرہ قال شارحہ الملا علیٌ القاری علیہ رحمۃ ربہ الباری واما ما اعتادہ الناس من الاتیان خلف الحجرۃ النبویۃ لزیارۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا فلا باس بہ لانّہ قد قیل انّ ھناک قبرھا و ھو الاظہر انتھی۔ ثم ان طال بہ القیام یجلس لیکثر من الصلوٰۃ والتسلیم علیہ والاولی ان یجلس مفترشا او متورّکا او جاثیا علی رکبتیہ فانّ ذلک الیق بالادب معہ صلی اللہ علیہ وسلم من التربیع ونحوہ ذکر العلامۃ ابن حجرِ المکّی فی الجوہر المنظّم وقال الشیخ رحمہ اللہ السندی فی لبابِ المناسک فصل فی زیارۃ

فی الباب فی زیارۃ اہل البقیع وشہداء احد رض

ترجمہ وبرای کسی کہ وصیت کرد او را وبرای ہمہ مسلمانان را تا آنکہ گفت۔ ونیکواست کہ گوید۔ اللّٰھم انک قُلتَ وانت اصدق القائلین ولو انّھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک الآیۃ جئناک ظالمین لانفسنا مستغفرین من ذنوبنا فاشفع لنا واسألہ ان یمنّ علینا بسائر طلباتنا ویحشرنا فی زمرۃ عبادہ الصالحین الی آخرہ یعنی خدایا تحقیق تو فرمودی وتو راست ترین گویندگانی ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک تا آخر آیت کہ در سورۂ نسا در رکوع نہم است۔ یعنی وچون البتہ ایشان وقتیکہ ظلم نمودند نفسہای خود را آمدند تو پس مغفرت خواہ شدند از خدا و مغفرت خواست برای شان این رسول البتہ یافتندی شان خدا رجوع آرندہ تر و مہربان تر۔ آمدیم بتو ستمگاران برای نفسہای خود مغفرت خواہان از گناہان خود پس شفاعت کن مارا و بخواہ او را آنکہ منت نہد بر ما بہمہ خواستہای ما و حشر کند مارا در گروہ نیک بندگان خود تا آخر او۔ گفت شارح او ملا علی قاری بر وباد رحمت پروردگار او کہ پیدا کنندہ است۔ ولیکن آنچہ او را آدمیان عادت گرفتہ اند از آمدن پس حجرہ روشن برای زیارت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پس باکے نیست باو زانکہ ہر آئینہ آنکہ تحقیق گفتہ شد کہ البتہ اینجا قبر او است و او ظاہر تر است انتہی۔ باز اگر دراز شود بوی قیام بنشیند تا کہ زیادہ کند از درود و سلام گفتن باو۔ و مناسب تر آنکہ بنشیند مفترش ای دو ذراع در زمین گسترندہ یا متورّک ای بر یکطرف سرین نشیند و طرف سرین چپ بر زمین گزارندہ۔ یا جاثی بر ہر دو زانو خود ای بہر دو زانو نشیند۔ پس تحقیق این سزاوار تر است بادب با او صلی اللہ علیہ وسلم از تربیع یعنی چہار زانو نشستن و مثل او کہ علامہ ابن حجر مکی در جوہر منظم بیان کردہ۔ و گفت شیخ رحمہ اللہ سندی در لباب المناسک در فصل زیارت

بیان آداب زیارت اہل بقیع وشہدا احد رضی اللہ عنہم

اھل البقیع یستحب ان یخرج کل یوم الی البقیع بعد زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وصاحبیہ فیزور القبور التی بہ خصوصا یوم الجمعۃ وقد قیل انہ مات بالمدینۃ
من الصحابۃ نحو عشرۃ الاف غیر ان غالبہم لا یعرف ومن لا یعرف عینا او جھۃ بالبقیع مشھد
عثمان رضی اللہ عنہ ومشھد ابراھیم ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومشھد عباس عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومشھد
ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومشھد قیل فیہ ثلاث من اولاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فیسلم علی ھؤلاء کلھم الی ان قال وبقیت ثلاث مشاھد لیست بالبقیع احدھا
مشھد مالک ابن سنان غربی المدینۃ داخل السور وثانیھا مشھد النفس الزکیۃ
محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن علی الشامی المدینۃ وثالثھا مشھد سید الشھداء
حمزۃ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی عنھم فیستحب ان یزورہ ویزور شھداء
احد کلھم والجبل۔ والاولی یوم الخمیس ویبدء بمسجد حمزۃ فیسلم علیہ بخشوع
وخضوع مع مراعات غایۃ الادب والاجلال التام الی اخر ما قال فیہ نقلتہ
عنہ مختصرا وقال الفاضل المحقق الشیخ عبد الحق المحدث الدھلوی فی کتاب جذب
القلوب الی دیار المحبوب تکمیل فی زیارۃ اھل البیت نقل فی کتاب فصل الخطاب

ترجمہ: اہل بقیع کہ مستحب است برآمدن ہر روز سوی بقیع بعد زیارت نبی رحمت خدا بر او۔ و ہر دو یاران او و زیارت
کند گورہا را کہ آنجا بودہ است خصوصا روز جمعہ۔ و تحقیق گفتہ شدہ است کہ مردہ اند در مدینہ از صحابہ نحو دہ ہزار اند
بجز آنکہ اکثر ایشان دانستہ نمیشوند و آنکہ دانستہ شود بچشم یا بجہت در بقیع مشہد حضرت عثمان است رضی اللہ عنہ۔ و مشہد
حضرت ابراہیم صاحبزادہ نبی کریم۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و مشہد حضرت عباس عم نبی کریم۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و مشہد
ازواج نبی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و مشہدی است کہ گفتہ شدہ در او سہ کس اند از اولاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس سلام گوید
بر اینہا ہمہ شان۔ تا آنکہ گفت۔ و باقی ماند سہ مشاہد کہ نیست در بقیع یکی از آن مشہد مالک بن سنان است بطرف غربی
مدینہ اندرون شہر پناہ۔ و دوم از آن مشہد نفس زکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن علی شامی المدنی است۔ و سوم
از آن مشہد سید الشہدا حمزہ عم رسول خدا است صلی اللہ علیہ وسلم۔ و رضی عنہم۔ پس مستحب باشد کہ زیارت کند او را و زیارت کند
جمیع شہدای احد و کوہ را۔ و مناسب تر روز پنجشنبہ است۔ و ابتدا کند از مسجد حمزہ رضی اللہ عنہ۔ پس سلام دہد برو بخشوع و خضوع
از رعایت نہایت ادب و اجلال تمام تا آخر آنچہ در و گفتہ است از و نقلش مختصر گرفتم۔ و گفت فاضل محقق شیخ عبد الحق
محدث دہلوی در کتاب خود جذب القلوب الی دیار المحبوب تکمیل در زیارۃ اہل بیت منقول است در کتاب فصل الخطاب

در بیان آداب زیارۃ اہل بیت نبوۃ و سلام بر او رضی۔

فی التادب فی زیارۃ اہل بیت النبوۃ صلعم

عن الامام جعفر الصادق رضی الله عنه وعن سائر اهل بیت النبوة انه قال من زار واحدًا من الائمة کان کمن زار رسول الله صلی الله علیه وسلم وقیل للرضاء رضی الله عنه علّمنی قولًا بلیغًا کاملًا اذا انا زرت واحدًا منکم فقال اذا صرت الی الباب فقف واشهد شهادتین وانت علی غسل واذا دخلت ورایت القبر فقف وقل الله اکبر ثلثین مرّة ثم امش قلیلًا وعلیک السکینة والوقار وقارب بین خطاک ثم قف فکبر الله ثلثین مرّة ثم ادن من القبر وکبر الله اربعین مرّة تمام مائة مرّة ثم قل السلام علیکم یا اهل بیت الرسالة ومختلف الملائکة ومهبط الوحی وخزّان العلم ومنتهی الحکم ومعدن الرحمة واصول الکرم وقادة الامم وعناصر الابرار ودعائم الاخیار وابواب الایمان وامناء الرحمن وسلالة خاتم النبیّین وعترة صفوة المرسلین صلی الله علیه وسلم ورحمة الله وبرکاته السلام علی ائمة الهدی ومصابیح الدجی واعلام التقی وذو الحجی والنهی ورحمة الله وبرکاته

ترجمه از امام جعفر صادق رضی الله عنه واز تمام اهل بیت نبوة آنکه گفت هر که زیارة کرد یکی را از آئمه بیت همچو کسی که زیارة کرد رسول خدا را صلی الله علیه وسلم. وگفته شد برای حضرت رضا رضی الله عنه که مرا بیاموز سخنی که بلیغ وکامل باشد هرگاه که من زیارة کنم یکی از شما. پس فرمود چون برسی تا باب پس بایست وبهدو شهادت گواهی ده حالانکه تو شسته باشی با غسل ووضو وچون درون درائی وببینی قبر را پس بایست وسی بار تکبیر یعنی الله اکبر بگو. باز قدری پیش شو درحالیکه برتو سکینت ووقار لازم است. درمیان برو وقدم خود با هم قربت کن. باز بایست وسی بار تکبیر بخوان. باز نزدیک شو از قبر وچهل مرتبه تکبیر خوان که تمام صد مرتبه باشد باز بگو السّلام علیکم یا اهل بیت الرسالة ومختلف الملائکة ومهبط الوحی وخزان العلم ومنتهی الحکم ومعدن الرحمة واصول الکرم وقادة الامم وعناصر الابرار ودعائم الاخیار وابواب الایمان وامناء الرحمن وسلالة خاتم النبیین وعترة صفوة المرسلین صلی الله علیه وسلم ورحمة الله وبرکاته یعنی سلام برشما ای اهل بیت رسالة. وجای آمد وشد فرشتگان. وجای نزول وحی. وگنجینه داران علم. ومنتهای حکمتها. وکان رحمت. وبنیادهای کرم. ورهنمایندگان امتها. وعنصرهای نیکوکاران. وستونهای خیرکنندگان. ودرهای ایمان. وامانت داران رحمن. ونژاد خاتم انبیاء. فرزندان برگزیده رسولان. ودرود خدا بر وباد وسلام. رحمت خدا وبرکتهای او. السّلام علی ائمة الهدی ومصابیح الدجی واعلام التقی وذو الحجی والنهی ورحمة الله وبرکاته یعنی سلام بر امامان رهنمای. وچراغهای تاریکی ونشانهای پرهیزگاری. وصاحب زیرکیها وخردها. ورحمت خدا وبرکتهای او.

السلام علی محال رحمۃ اللہ ومساکن برکۃ اللہ ومعادن حکمۃ اللہ وحفظۃ سر اللہ حملۃ کتاب اللہ وورثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علی الدعاۃ الی اللہ عزوجل والادلاء علی مرضاۃ اللہ والمظہرین لامر اللہ ونہیہ والمخلصین فی توحید اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انی مستشفع الی اللہ عزوجل بکم ومقدمکم امام طلبی وارادتی ومسئلتی وحاجتی اشہد انی مومن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرء الی اللہ تعالی من عدو سیدنا محمد وال سیدنا محمد من الجن والانس وصلی اللہ علی سیدنا محمد واٰلہ الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما انتہی وقال المحدث المذکور فیہ ایضا قال الامام الشافعی رحمہ اللہ تعالی ان قبر الامام موسی الکاظم رضی اللہ عنہ تریاق اعظم لقبول الدعاء واجابۃ انتہی نقلا من کتاب جذب القلوب فی ہذا الذی ذکرناہ من کیفیۃ الزیارۃ الشریفۃ والاستشفاع والاستمداد من الحضرۃ النبویۃ

ترجمہ السلام علی محال رحمۃ اللہ ومساکن برکۃ اللہ ومعادن حکمۃ اللہ وحفظۃ سر اللہ وحملۃ کتاب اللہ وورثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی سلام بر جاہای رحمت خدا۔ ومسکنہای برکت خدا۔ وکانہای حکمت خدا۔ ونگہبانان راز خدا۔ وبردارندگان کتاب خدا ووارثان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ورحمت خدا وبرکتہای او۔ السلام علی الدعاۃ الی اللہ عزوجل والادلاء علی مرضاۃ اللہ والمظہرین لامر اللہ ونہیہ والمخلصین فی توحید اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انی مستشفع الی اللہ عزوجل بکم ومقدمکم امام طلبتی وارادتی ومسئلتی وحاجتی اشہد انی مومن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرء الی اللہ تعالی من عدو سیدنا محمد وال سیدنا محمد من الجن والانس وصلی اللہ علی سیدنا محمد واٰلہ الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما انتہی۔ یعنی سلام بر خوانندگان سوی خدای غالب وبزرگ۔ وراہ نمایان بر پسندیدہای خدا۔ وظاہر کنندگان امر خدا ونہی او را۔ وخلوص آورندگان در توحید خدا۔ ورحمت خدا وبرکتہای او۔ ہر آئینہ من سپارش خواہ سوی خدایم عزوجل بشما ودر پیش گاہ شما پیش رو طلب من است واراد من وخواست من وحاجت من است گواہی میدہم کہ تحقیق من مومنم بپوشیدگی شما وآشکارہ شدن شما۔ والبتہ من بری میشوم سوی خدای برتر از خصم سردار ما محمد وال سردار ما محمد از جن وانس ورحمت خدا باد بر سردار ما محمد صلعم وال او کہ بوی خوش دارانند وپاکانند وسلام باو بر وسلام کردن انتہی۔ وگفت محدث مذکور در وی نیز کہ گفت امام شافعی رحمت خدای برتر او را باد۔ ہر آئینہ قبر حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ برای قبول دعا واجابتش تریاق اعظم است انتہی۔ این از کتاب جذب القلوب نقل کردہ۔ وایں کہ آن را بیان کردیم از کیفیت زیارت شریفہ وشفاعت ویاری خواستن از حضرت نبویہ

النبويّة والتربة المصطفويّة على صاحبها الف الف الصّلوٰة والسلام والتحيّة هو المختار عند العلماء المحققين قديمًا وحديثًا والمعمول عند الاولياء والصّلحين سلفًا وخلفًا من غير نكير منكرٍ ولا ردّ رادٍّ فهو كالاجماع السكوتى عند جميع ارباب المذاهب والبعيد عن الافراط والتفريط المحرّمين المذمومين بالاتفاق عندهم قد صرّحوا بهما فى كتبهم ونبّهوا عليهما فى زبرهم - اما الافراط فافراط الزائر فى التعظيم بحيث يشابه عبادة القبر الاعطر من الصّلوٰة اليه او السجود او الركوع قال النبى صلّى الله عليه وسلّم اللهمّ لا تجعل قبرى وثنا يعبد اشتدّ غضب الله على قوم اتّخذوا قبور انبيائهم مساجد اخرجه الامام مالك وغيره وقال صلى الله عليه وسلّم لعن الله اليهود والنصارىٰ اتّخذوا قبور انبيائهم مساجد اخرجه الشيخان عن عائشة رضى الله عنها واما التفريط فتفريط الزائر فى الاحترام حتى يبلغ الى استخفاف القبر الاقدس من استدباره ومدّ الرجل اليه والقاء البزاق والنخام والاذى لديه ورفع الصوت والخصام واللهو واللّعب عنده والنداء باسمه الشريف بغير تعظيمٍ ووضع

ترجمه نبويّه وتربت مصطفويّه بر صاحب او هزار در هزار درود وسلام وتحيه باد - او مختار است نزد علماى محققين كه پيشين اند ونو - ومعمول است نزد اوليا وصلحاى پيشين وپسين بغير نكير منكر يعنى كسے بر وا انكار فاحش نكرد - ونه ردّ كرد كسے ردكننده - پس او مانند اجماع سكوتى است نزد همه ارباب مذاهب - وبعيد است از افراط وتفريط يعنى از زيادتى وكمى كه هر دو حرام كرده شده وذم كرده شده اند باتفاق نزد شان كه تحقيق ايشان تصريح كرده اند بهر دو در كتابهاى خود وآگاه كرده اند برين هر دو در صحيفهاى خود - ليكن افراط پس افراط زائر در تعظيم باينطور است كه مشابه شود عبادت قبر اعطر را از نماز سوى او يا سجده يا ركوع - فرمود نبى صلى الله عليه وسلم خدايا مگردان قبر مرا بتے كه عبادت كرده ميشود از انكه سخت شده است غضب خداى بر قومے كه اختيار كردند گورهاى انبياى خود را مسجدها - برآورده است او را امام مالك وغير او رضى الله عنهم - وفرمود صلى الله عليه وسلم لعنت كرد خدا يهود ونصارىٰ را كه گورهاى انبياى خود را مساجد گرفته - برآورده او را شيخان يعنى صاحب بخارى ومسلم از عائشه صديقه رضى الله عنها - وليكن تفريط پس تفريط زائر در احترام است تا آنكه برسد او سوى سبك شمردن يعنى بے حرمتى قبر اقدس از پشت دادن او وپاى دراز كردن سوى او وآب دهن وبينى وچيزى آزار دهنده انداختن نزد او وبلند كردن آواز وخصومت داشتن ولهو بازى كردن نزد او وندا كردن باسم شريف او صلعم بغير تعظيم ونهادن

في الافراط والتفريط المحرمين المذمومين

واما الافراط

واما التفريط

بيان افراط در تعظيم - وليكن بيان افراط در تعظيم

بيان تفريط در تعظيم

النعلين الملوثين قربة وامثال ذلك من المستقذرات والمنكرات قال الله تعالى
وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنكحوا ازواجه من بعده ابدا ان ذلكم
كان عند الله عظيما ه وقال جل ذكره ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله
في الدنيا والاخرة واعد لهم عذابا مهينا ه وبين الافراط والتفريط امور مشتبهات
تعارضت فيها الادلة واختلفت فيها الاقوال كالطواف حول القبر الشريف و
وتقبيل سدته العلية ووضع الخد عليه ومس جدرانه والتمرغ على اعتابه ونحوها
ذالك فمن دون من العلماء حرموها او كرهوها سدا لباب الذرائع لئلا تفضي الى
المحرم لان النبي صلى الله عليه وسلم قال ما اسكر كثيره فقليله حرام اخرجه الترمذي و
ابوداود وغيرهم والمحققون منهم اباحوها او استحبوها تبركا بجناب المعظم
قال الله تعالى ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب وقال سبحانه و
من يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه والصواب عند المحققين منهم انها

ترجمه نعلین آلوده قربت است وامثال این از گندگی آلوده ها ومنکرات. فرمود خدای برتر در سوره احزاب رکوع هفتم وما
كان لكم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنكحوا ازواجه من بعده ابدا ان ذلكم كان عند الله عظيما ه
نیست شما را که ایذا دهید رسول خدا را ونه آنکه نکاح کنید ازواج او را از پس او همیشه. بتحقیق اینها هستند نزد خدای برتر بسیار بزرگ
داشته شده. وفرمود آنکه ذکر او بزرگ است در سوره احزاب رکوع هفتم ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله
في الدنيا والاخرة واعد لهم عذابا مهينا بدرستیکه آنانکه ایذا دهند خدا را ورسول او را لعنت کرد ایشان را خدا در دنیا وآخرت
ومقرر کرده برای ایشان عذاب خوار کننده. ودرمیان افراط وتفریط امور مشتبه اند که معارض شده اند در وی دلیلها ومختلف
آمده اند در وی قولها مانند طواف گرد قبر شریف وبوسیدن آستانه علیه او وصلح ورخساره نهادن براو وسودن ومس کردن دیوارهای
او وبخاک غلطیدن بر آستانهای او ومثل او. پس سخت گیرندگان از علما او را حرام کرده اند یا مکروه داشته اند برای بازداشت
باب ذرائع فراخ روندگان ومتعدی کنندگان تا ایشان سوی محرم یعنی آنچه حرام کرده شده است نرسند. از آنکه نبی صلی الله علیه وسلم
فرموده است آنچه کثیرش مستی آورد پس قلیل او حرام است. بیرون آورده او را ترمذی وابوداود وغیر ایشان. وفراخ روندگان وسهل انگاران
که از ایشان اند او را مباح داشته اند ومستحب شمرده اند از راه برکت گرفتن بجناب معظم او. فرمود خدای برتر در سوره حج رکوع چهارم ومن
يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب یعنی وهر که بزرگ دارد شعائر یعنی نشانهای خدا را پس بتحقیق این بزرگ داشتن از پرهیزگاری
دلها است. وفرمود سبحانه در سوره حج رکوع چهارم ومن يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه یعنی وهر که
بزرگ دارد محترمات یعنی بزرگ داشتنهای خدا را پس وی بهتر است برای او نزد پروردگار او.
وصواب نزد محققین از ایشان آنست که هر آئینه این امور

بین الافراط والتفریط امور مشتبهات تعارضت فیها الادلة *

بیان امور مشتبه درمیان افراط وتفریط که در وی دلائل معارض آمده واقوال مختلف *

تختلف باختلاف الناس والاحوال والاوقات فلا يمنع منها من لا يملك نفسه من غلبة الوجد والحب في وقت الامن من الشيوع والتقليد العام ويمنع منها من يملك نفسه حين الخوف مما ذكر قال السيد السمهودي في الوفا قال الحافظ ابو عبد الله بن محمد بن موسى بن نعمان في كتابه مصباح الظلام ان الحافظ ابا سعيد السمعاني ذكر فيما روينا عنه عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال قدم علينا اعرابي بعد ما دفنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بثلثة ايام فرمى بنفسه على قبر النبي صلى الله عليه وسلم وحثى من ترابه على راسه وقال يا رسول الله قلت فسمعنا قولك ووعيت عن الله سبحانه واوعينا عنك وكان فيما انزل عليك ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما وجئتك لتستغفر لي فنودي من القبر انه غفر لك انتهى وقال العلامة تاج الدين السبكي في الرد على ابن تيمية في مسئلة الزيارة ان عدم التمسح بالقبر ليس مما قام الاجماع عليه

ترجمه مختلف باشند باعتبار اختلاف آدمیان واحوال واوقات - پس منع نه شود از ینها آنکس را که اختیار ندارد بر نفس خود از غلبهٔ وجد وحب وقت امن از شیوع وتقلید عام یعنی وقتیکه از شایع شدن واز پیروی کردن عوام بخوف ومامون باشد - وبازداشته شود از وی آنکس که اختیار دارد بر نفس خود هنگام ترس از آنچه که ذکر کرده شد گفت سید سمهودی در وفا که گفت حافظ ابو عبد الله محمد بن موسی بن نعمان در کتاب خود مصباح الظلام آنکه حافظ ابو سعید سمعانی بیان کرد در آنچه که ما از و روایت کردیم - از علی ابن ابی طالب رضی الله عنه که فرمود پیش آمد بر ما اعرابی پس بعد آنچه که دفن کردیم ما رسول خدا را صلی الله علیه وسلم به سه روزها یعنی پس سه روز از دفن او صلعم - پس بیانداخت او نفس خود را بر قبر نبی صلی الله علیه وسلم واز تراب او بر سرش خاک زد و گفت ای رسول خدا تو گفتی پس ما قول تو شنیدیم ولو یاد کردی از خدای سبحانه وما یاد گرفتیم از تو وهست در آنچه که نازل کرده شد بر تو در سوره نسا در رکوع نهم ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما ه یعنی واگر چون هر آئینه وقتی که ستم کردند بر نفسهای خود - آمدند بتو پس مغفرت خواستند بخدا واین رسول برای شان مغفرت خواست هر آئینه یافتندشان خدای را بسیار متوجه ومهربان - وآمدم بتو تا مغفرت خواهی برای من پس ندا داده شد از قبر مبارک که هر آئینه او تعالی بخشید ترا انتهی + وگفت علامه تاج الدین سبکی در رد ابن تیمیه در مسئله زیارت آنکه عدم تمسح بقبر یعنی قبر را بدست نه سودن وبس نه کردن از آنچه که بر وی اجماع قائم شده نیست

السلف انما منعوا من ذلك لمصلحة قطع الناس عن ذلك المؤدی التمکین منه
الی مفاسد من العوام لا تنحصر کما هو ظاهر قال العز بن جماعة وفی کتاب العلل
والسوالات لعبد الله بن الامام احمد عن ابیه روایة ابی علی بن الصواف عنه قال
عبد الله سالت ابی عن الرجل یمس منبر النبی صلی الله علیه وسلم ویتبرك بمسه
وتقبیله ویفعل بالقبر الشریف مثل ذلك رجاء ثواب الله عز وجل قال لا بأس
وروی ابن عساکر بسند جید ان بلالا رضی الله عنه لما قدم من الشام لزیارة
النبی صلی الله علیه وسلم اتی القبر الشریف فجعل یبکی عنده ویمرغ وجهه علیه
وفی تحفة ابن عساکر من طریق طاهر بن یحیی الحسینی قال حدثنی ابی عن
جدی عن جعفر بن محمد عن ابیه عن علی رضی الله عنه قال لما قبر
رسول الله صلی الله علیه وسلم جاءت فاطمة رضی الله عنها فوقفت
علی قبره واخذت قبضة من تراب القبر ووضعت علی عینیها وبکت
وانشاءت تقول

ن- قبر: دفن کرده شد

ترجمہ سلف که ازین منع کرده اند جز این نیست که بنا بر مصلحت باز داشتن آدمیان است ازین مودی یعنی در رسانیده شده که از و تمکین یعنی جا گرفتن است سوی مفاسد از عوام که در حصر نیاید یعنی شمار نشوند. چنانچه او ظاهر است. گفت عز بن جماعه و در کتاب علل و السوالات که عبد الله بن امام احمد است از پدر او که روایت ابی علی بن صواف است از و که گفت عبد الله پرسیدم پدر خود را از آں مردی که مس میکند منبر نبی صلی الله علیه وسلم را و برکت میگیرد بمس او و بوسیدن او و همچنین بقبر شریف میکند باید ثواب خدای عز و جل گفت باکی نیست باو. و روایت کرد ابن عساکر بسند تازه هر آئینه بلال رضی الله عنه هرگاه که پیش آمد از شام برائی زیارت نبی صلی الله علیه وسلم. بیامد قبر شریف را پس گریاں شد نزد او و روئی خود برو در خاک می مالید. و در تحفه ابن عساکر است از طریق طاهر بن یحیی حسینی گفت حدیث کرد مرا پدر من از جد من از جعفر بن محمد از پدر خود از علی رضی الله عنه گفت چوں قبر کرده شد یا دفن کرده شد رسول خدا صلی الله علیه وسلم بیامد فاطمه رضی الله عنها و ایستاد بر قبر شریف او و برگرفت مشتے از خاک مزار شریف و بر هر دو چشمان خود نهاد و بگریست.
و ایں شعرها از خود گفتن گرفت

ماذا علیّ من شمّ تربۃ احمد ان لا یشمّ مدی الزمان غوالیا
صبّت علیّ مصائب لو انہا صبّت علی الایام صرن لیالیا

وذکر الخطیب بن جملۃ ان ابن عمر رضی اللہ عنہما کان یدہ الیمنی علی القبر الشریف وان بلالا وضع خدیہ علیہ ایضا رضی اللہ عنہ ثم قال ولا شک ان الاستغراق فی المحبۃ یحمل علی الاذن فی ذلک والمقصود من ذلک کلہ الاحترام والتعظیم والناس تختلف مراتبہم فی ذلک کما کانت تختلف فی حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فاناس حین یرونہ لا یملکون انفسہم بل یبادرون الیہ واناس فیہم اناۃ یتاخرون والکل محل خیر قال الحافظ ابن حجر استنبط بعضہم من مشروعیۃ تقبیل الحجر الاسود جواز تقبیل کل من یستحق التعظیم من ادمی وغیرہ فاما

ماذا علیّ من شمّ تربۃ احمد ان لا یشمّ مدی الزمان غوالیا
صبّت علیّ مصائب لو انہا صبّت علی الایام صرن لیالیا

کہ ترجمہ اش بنظم اینست

این ہر چہ ہست برمن از بوی خاک احمد | بو یدنہ او دماغہا خوشبوی اینچنینہا
نازل شدہ مصائب برمن کہ گر ہمہ او | بر روزہا بیفتند گردند ہمچو شبہا

وذکر کرد خطیب بن جملہ کہ تحقیق ابن عمر رضی اللہ عنہما دست راست خود بر قبر شریف می نہاد۔ و تحقیق بلال رضی اللہ عنہ نیز ہر دو رخسارۂ خود براو نہادہ۔ باز گفت و شک نیست کہ ہر آئینہ استغراق در محبت حمل شود بر اذن دریں کار۔ و مقصود از ہمہ احترام و تعظیم است۔ و آدمیان مختلف میباشند مراتب شان چنانکہ اختلاف می کردند در حیات او صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس آدمیان اند وقتیکہ می بینند اورا اختیار نمی دارند نفسہائے خودرا بلکہ مبادرت و زودی می کنند سوئے او۔ و آدمیان اند کہ درایشان وقار و آہستگی است درنگ می کنند۔ و ہمہ بجائے خیر اند۔ گفت حافظ ابن حجر کہ بعض شان از مشروعیۃ بوسہ دادن حجر اسود استنباط کردہ اند جواز بوسہ دادن ہر آنکس کہ سزاوار است تعظیم را از آدمی وغیر او

ولیکن

تقبیلُ یدِ الآدمی فسبق فی الادب واما غیرہٖ فنُقِل عن الامام احمد انه سُئِل عن تقبیلِ منبرِ النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وقبرہ الشریف فلم یَرَ به باسًا نقل ذٰلک عنه ابنُه عبد اللّٰہ کما تقدّم ونُقِل عن ابن ابی الصیفِ الیمنی احدِ علماءِ مکة من الشافعیة جوازُ تقبیلِ المصحفِ واجزاءِ الحدیثِ وقبورِ الصالحین انتہٰی کلامُ الحافظِ ونقل الطیبُ الناشری عن المحبِ الطبری انه یجوزُ تقبیلُ القبرِ ومسُّه وقال علیه عملُ العلماء الصّالحین وانشد ۔

لو رأینا لسلمٰی اَثَرًا ۔ لسجدنا الف الفٍ لِلاثرِ

وقال الاٰخر

امرّ علی الدیارِ دیارِ لیلیٰ ۔ اُقبِّلُ ذا الجدار وذا الجدارا

وما حبّ الدیار شغفن قلبی ۔ ولٰکن حبّ من سکن الدیارا

ترجمہ۔ بوسہ دادنِ دستِ آدمی پس سابق گذشت در بحثِ آدمی ۔ ولیکن غیر او پس نقل کردہ شد از امام احمد کہ ہر آئینہ او پرسیدہ شد از بوسہ دادنِ منبرِ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و قبرِ شریف او پس او باکے ندید ۔ نقل کرد ایں از و پسرِ او عبد اللّٰہ چنانچہ پیش ازیں بیامد ۔ و منقول است از ابن ضیف یمنی کہ یکے از علمائے مکہ است از شافعیہ ۔ جواز بوسہ دادنِ مصحف و جزوہائے حدیث و گورہائے نکوکاران ۔ تمام شد کلام حافظ ۔

و نقل کرد طیبِ ناشری از محبِ طبری ہر آئینہ آنکہ جائز می شود بوسہ دادنِ گور و سودنِ او گفت برد است عمل علمائے صالحین و خواند ایں شعر

لو رأینا لسلمٰی اٰثرًا ۔ لسجدنا الف الفٍ لِلاثرِ

ترجمہ

گر ز محبوب نشانِ قدمے بینیم ۔ سجدہا بہر نشاں بجد و بعید آریم

و گفت دیگرے

اُمرّ علی الدیارِ دیارِ لیلیٰ ۔ اُقبّلُ ذا الجدار و الجدارا

و ما حبّ الدیارِ شغفن قلبی ۔ ولٰکن حبّ من سکن الدیارا

ترجمہ

میگذرم بر دیار بہت گویا یار لیلیٰ ۔ می بوسم بجدار و صاحب دارہا ۔ نگرفت ایں دلم را حبِ دیار ہرگز ۔ لیکن کسیکہ ساکن شد ایں دیارا

ونقل بعضہم عن ابی خیثمۃ عن مصعب بن عبد اللہ عن اسمٰعیل بن یعقوب التیمی قال کان ابن المنکدر یجلس مع اصحابہ قال وکان یصیبہ الصمات فکان یقوم کما ہو ویضع خدہ علی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یرجع فعوتب فی ذلک فقال انہ یصیبنی خطرۃ فاذا وجدت ذلک استشفیت بقبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان یاتی موضعا من المسجد فی الصحن فیتمرغ ویضطجع فقیل لہ فی ذلک فقال انی رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذا الموضع اراہ قال فی النوم انتہی نقلا من الوفا قال فی المواہب للہ در القائل

فاح الصعید بجسمہ فکانہ … روض بہیم بعرفہ المتارج
ماجسمہ مما یغیرہ الثری … والروح منہ کالصباح الابلج

وللہ در الابوصیری رحمہ اللہ تعالی قال حیث

لاطیب یعدل تربا ضم اعظمہ … طوبی لمنتشق منہ وملتثم

ترجمہ ونقل کرد بعض شاں از ابی خیثمہ از مصعب بن عبد اللہ از اسمٰعیل بن یعقوب تیمی کہ گفت بود ابن منکدر رض کہ می نشست با اصحاب خود ۔ گفت و او را در میرسید خاموشی پس بر می خاست چنانکہ او ہست وی نہاد رخسار خود بر قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ باز بر می گشت پس عتاب کردہ شد پس در یافتم دریں پس گفت ہر آئینہ آنکہ مرا خطرہ میرسد پس چوں ایں را می یابم شفای طلبم بقبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ و می آمد بموضعی از مسجد در صحن پس می غلطید بر خاک و بر پہلو می خفت ۔ پس گفتہ شد او را دریں ۔ پس گفت ہر آئینہ من دیدہ ام نبی صلی اللہ علیہ وسلم را دریں جای کہ می بینم او را ایں گفت در خواب ۔ آخر شد ایں کہ نقل است از وفا ۔ گفت در مواہب خدای راست خوبی گویندہ

فاح الصعید بجسمہ فکانہ … روض بہیم بعرفہ المتارج
ماجسمہ مما یغیرہ الثری … والروح منہ کالصباح الابلج

ترجمہ

دمیدہ خاک بوی خوش ز جسم او کہ او گویا … معطر مرغزاری ہست ہر سو بوی خوش دادہ
چناں جسمی کہ خاک او را تغیر کے دہد گاہے … چناں روحی کز و چوں صبح مشتاق نور پیدا شدہ

و خدای راست خوبی ابوصیری رحمہ اللہ تعالی کہ گفت اینجا

لاطیب یعدل تربا ضم اعظمہ … طوبی لمنتشق منہ وملتثم

بیت
خوشبو ہیچ خاکے کاستخوانش ضم شدہ … مژدہ بادا بہر بویندہ و بوسندہ ازد

ولا ریب عند من له ادنی تعلق بشریعة الاسلام ان قبره روضة من ریاض الجنة
بل افضلها واذا کان القبر کما ذکرناه وقد حوی جسمه الشریف علیه الصلوة والسلام
الذی هو اطیب الطیب فلا مریة انه لا طیب یعدل تراب قبره المقدس واذا
عرفت ما حررنا فی الجواب وفهمت ما حققنا فی الخطاب لا یبقی لك شبهة فی هذا
القیام العظیم بهذه الکیفیة عند النبی الکریم علیه افضل الصلوة والتسلیم وانه
لا مناسبة بینه وبین القیام الذی ورد فیه النهی فی بعض الاحادیث النبویة
لان ذلك من اخس الاخلاق الدنیویة انما قصد به عرض هذا الادنی وهذا من
اشرف الادب الدینیة حیث ارید به وجه ربه الاعلی فاستمع لما ینقل لك
من کلام شراح الحدیث المعول علیه فی القدیم والحدیث قال شیخ الاسلام
الحافظ ابن حجر العسقلانی فی فتح الباری شرح صحیح البخاری تحت حدیث قوموا
الی سیدکم قال ابن بطال فی هذا الحدیث امر الامام الاعظم باکرام الکبیر من
المسلمین ومشروعیة اکرام اهل الفضل فی المجلس للامام والقیام فیه لغیره من

ترجمہ وشک نیست نزد کسی را کہ اورا ادنی تعلق بشریعت اسلام باشد تحقیق آنکہ قبر شریف او صلی اللہ علیہ وسلم
مرغزاری است از باغہای بہشت بلکہ افضل از ہمہ است. وہرگاہ این قبر شریف چنانکہ اورا ذکر کردیم ہست حالانکہ تحقیق جا
گرفتہ است جسم شریف او - برو صلوۃ وسلام باد - آنکہ او خوشبو ترین خوشبوہا است پس ہیچ گمان وشکی نیست
کہ ہر آئینہ آنکہ نیست خوشبوئی کہ برابر شود خاکِ گورِ مقدسِ او را صلی اللہ علیہ وسلم وچون بدانستی آنچہ در جواب تحریر
کردیم وفہمیدی آنچہ در خطاب تحقیق کردیم ترا شبہی نخواہد ماند درین قیامِ عظیم بدین کیفیت نزد نبی کریم برو بزرگ ترین
صلوۃ وتسلیم باد - وتحقیق آنکہ مناسبت نیست درمیان او ودرمیان قیامی کہ در نہی وارد شدہ در بعض احادیثِ
نبویہ از آنکہ این از زبون ترین اخلاق دنیوی است. کہ جز این نیست کہ قصد کردہ شد بدو پیشکش این ادنی. واین
از شریف ترین ادب دینی است چون بدو ارادہ کردہ شود وجہ ربہ الاعلی یعنی روی پروردگار خود کہ برتر
از ہمہ است. پس گوش دار آنچہ کہ نقل کردہ شود برای تو از کلام شارحان حدیث کہ برو اعتماد ونازکردہ شد در قدیم وحدیث
یعنی در عہد پیشین ونو ودر کلام قدیم وجدید. گفت شیخ الاسلام حافظ ابن عسقلانی در فتح الباری شرح صحیح بخاری زیر
حدیث قوموا الی سیدکم یعنی برخیزید سوی سردار شما. کہ گفت ابن بطال درین حدیث کہ حکم کرد امام اعظم را بہ بزرگی کردن بزرگ
از مسلمانان. ومشروعیت اکرام اہل الفضل یعنی جاری داشتن بزرگی بزرگان در مجلسِ خود. وقیام در وبرای غیر خود از

تفسیر الحدیث الشریف قوموا الی سیدکم

بیان تضعیف وتاویلات احادیث نہی قیام وثبوت قیام

قول شیخ الاسلام حافظ ابن حجر در شرح تفسیر حدیث قوموا الی سیدکم

اصحابه واکرام الناس بالقیام الی الکبیر منهم واجاب الطبری عن حدیث لا تقوموا
کما تقوم الاعاجم یعظم بعضهم بعضا بانه حدیث ضعیف مضطرب السند
فیه من لا یعرف وحدیث من احب ان یتمثل الرجال قیاما الحدیث جاب عنه
الطبری بان هذا الخبر انما فیه نهی من یقام له عن السرور بذلک لا نهی من یقوم له
اکراما له واجاب عنه ابن قتیبة ایضا بان معناه من اراد ان یقوم الرجال علی
راسه کما تقام بین یدی ملوک الاعاجم ولیس المراد به نهی الرجل عن القیام لاخیه
اذا سلم علیه + واحتج ابن بطال بجواز القیام بما اخرجه النسائی من طریق عائشة
بنت طلحة عن عائشة رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم
اذا رای فاطمة ابنته قد اقبلت رحب بها ثم قام لها فقبلها ثم اخذ بیدها
حتی یجلسها فی مکانه قلت حدیث عائشة هذا اخرجه ایضا ابوداود والترمذی
وحسنه وصححه الحاکم وابن حبان واصله فی الصحیح کما مضی فی المناقب

ترجمه — اصحاب خود. واکرام آدمیان بقیام سوی کبیر از ایشان یعنی گرامی داشتن مردمان قیام نموده بزرگان خود را و جواب
داد طبری نسبت حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضهم بعضا یعنی برمخیزید همچنانکه عجمیان برمخیزند که
تعظیم میکنند بعض شان بعض را. بتحقیق که این حدیث ضعیف است بسند مضطرب که درو کسی است که شناخته نمی شود
وحدیث من احب ان یتمثل الرجال قیاما الحدیث یعنی کسیکه پسندد اینکه مردمان بخدمتش ایستاده شوند قیام کنان
تا آخر حدیث طبری ازو جواب داد که بتحقیق این حدیث جز این نیست که درو نهی است آنکس را که قیام کرده شود برای او به خوشنود شدن
او باین قیام. نه نهی است آنکس را که قیام میکنند او برای اکرام او. و جواب داد ازو ابن قتیبه نیز باینطور که معنیش آنکه هر آنکس که
می خواهد برخاستن مردمان در سر خود چنانکه پیش شاهان عجم استاده میشوند. و مراد نیست از و نهی آن مرد از قیام که برادر خود راست
یا قیام برای کسیکه برو سلام کرد +

و حجت گرفت ابن بطال جواز قیام را بانچه نسائی او را برآورده از طریق عائشه بنت طلحه از عائشه رضی الله عنها که
گفت حضرت عائشه رض هرگاه رسول خدا صلی الله علیه وسلم فاطمه رض دختر خود را می دیدند که او پیش آمد باو مرحبا میگفت باز برمی
خاست برای او و بوسه میداد او را. باز دست او میگرفت تا آنکه بنشاندی او را جای خود. گفتم حدیث عائشه رض این است
برآورده است او را نیز ابوداود و ترمذی و او را حسن شمرده و حاکم و ابن حبان او را حدیث صحیح گفته
واصل او در صحیح است چنانچه گذشت در مناقب

جواب طبری حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم
و حدیث من احب ان یتمثل الرجال قیاما
جواب ابن قتیبه در نهی حدیث
معنی قیام بر سر کسی نه پیش کسی است
حجت ابن بطال در جواز قیام
و حدیث حضرت عائشه رض نسبت حضرت فاطمه رض ××

وفی الوفاتِ النبویّةِ الی اٰخر ما قاله الحافظ و قال العلامةُ الشیخ محمد طاهر الفتنی فی مجمعِ البحار فی غرائبِ التنزیل ولطائفُ الاخبار وحدیثُ قوموا الی سیّدِکم فیه استحبابُ القیام عند دخول الافضل وهو غیرُ القیام المنهی لان ذلک بمعنی الوقوف وهذا بمعنی النهوض ولیس هو القیامُ الذی یفعلهُ الاعاجمُ تعظیماً وانما کان سعدٌ وجعاً لما رمی فی الاکحلة فامرهم بالقیام لیعینوه علی النزول من الحمارِ لئلا ینفجر عرقهُ بالاضطراب ولو اراد التعظیمَ لقال قوموا لسیّدکم وفیه نظرٌ لانّ الی افخم کانه قیل قوموا واذهبوا الیه تلقیاً وکرامةً بشعر به وصفُ السیادة واحتجّ به الجماهیرُ لاکرامِ اهلِ الفضلِ بالقیام اذا اقبلوا قال القاضی ولیس هو من القیام المنهی عنه انما هو فیمن یقومون علیه هو جالسٌ ویمثلون قیاماً طولَ جلوسه وحدیث لا تقوموا کالاعاجم یعظم بعضهم بعضاً ای یعظم لاجل ماله ومنصبه بل لا یعظم لصلاحٍ وعلمه

ترجمه — در وفاتِ نبویه تا آخر آنچه که او را حافظ گفت۔ و گفت علامه شیخ محمد طاهر فتنی در مجمع بحار در غرائب تنزیل و لطائف اخبار۔ و حدیث قوموا الی سیّدکم یعنی برخیزید سوی سید شما۔ در وی استحباب قیام است وقت در آمدنِ افضل۔ و این غیر است از قیام منهی از انکه او بمعنی وقوف یعنی استادن است۔ و این بمعنی نهوض یعنی برخاستن۔ و آن قیامی نیست که عجمیان برای تعظیم مقرر کرده اند۔ و جز این نیست که حضرت سعد رضی الله عنه دردمند بود از انکه در رگ او اکحل از هفت اندام تیرے رسیده بود پس حکم کرد او صلی الله علیه وسلم ایشان را بالقیام تا او را بر فرود آمدن از حمار مدد کنند که باضطراب رگِ او کشاده نه شود و اگر اراده کردے تعظیم را هر آئینه گفتی قوموا لسیّدکم برخیزید برای سید خود۔ و در و نظری است از انکه الی افخم است یعنی برای بزرگی است۔ گویا که او گفته شد قوموا و اذهبوا الیه تلقیا و کرامةً یعنی برخیزید و بروید سوی او بنا بر ملاقات و بزرگی که با و آگهی شود بوصف سیادت یعنی تا سوار می اوفتد شود۔ و حجت گرفته اند باو همه جمهور برای اکرام اهل فضل بالقیام وقتیکه پیش بیایند آن اهل فضل۔ گفت قاضی که او از قیام منهی عنه نیست از انکه این قیام منهی عنه در حق کسی است که همه بروی استاده باشند و او نشسته و تا درازی نشستن او همه بحرمت بر پا ایستاده می باشند۔ و حدیث لا تقوموا کالاعاجم یعظم بعضهم بعضاً ای یعظم لاجل ماله ومنصبه بل لا یعظم لصلاح وعلمه یعنی برنخیزید شما بچو عجمیان که بعض شان بعض را تعظیم میکنند یعنی تعظیم میکنند بسبب مال و منصب او بلکه تعظیم میکنند برای صلاح او

قوله علامه طاهر فتنی صاحب مجمع البحار [illegible]

قوله قاضی یعنی [illegible]

وحدیث کانوا اذا رآوہ لم یقوموا لہ وذلک للاتحاد الموجب لرفع الحشمۃ ومتی صفت القلوب استغنت عن تکلف اظہار ما فیہا والحاصل ان القیام وترکہ بحسب الازمان والاشخاص انتہی وقال العلامۃ الملا علی القاری فی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح تحت حدیث قوموا الی سیدکم قیل ای لتعظیمہ ویستدل بہ علی عدم کراہیتہ فیکون الامر للاباحۃ او لبیان الجواز وقیل قوموا لاعانتہ النزول عن الحمار اذ کان بہ مرض واثر جرح اکحلہ یوم الاحزاب ولو اراد تعظیمہ لقال قوموا لسیدکم وتعقب الطیبی ہذا بان الی فی ہذا المقام افخم من اللام وقال بعض العلماء فی الحدیث اکرام اہل الفضل من علم او صلاح او شرف بالقیام اذا اقبلوا ہکذا احتج بالحدیث جماہیر العلماء وقال القاضی عیاض القیام المنہی عنہ تمثلہم قیاما طول جلوسہ وقال النووی ہذا القیام للقادم من اہل الفضل مستحب وقد جاءت احادیث ولم یصح فی النہی عنہ

ترجمہ وحدیث کانوا اذا رآوہ لم یقوموا لہ یعنی اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہرگاہ کہ او صلی اللہ علیہ وسلم می دیدندی برنخاستندی برائی او صلی اللہ علیہ وسلم - وایں بنا بر اتحادی است کہ موجب است برداشتن حیا و دبدبہ را - وہرگاہ دلہا صفا پذیرند از تکلف اظہار چیزی کہ درو ہست بی نیاز می شوند - وحاصل آنکہ قیام وترک او بحسب زمانہا وشخصہا است وگفت علامہ ملا علی قاری در مرقات مفاتیح شرح مشکوۃ مصابیح تحت حدیث قوموا الی سیدکم - کہ گفتہ شد ای لتعظیمہ یعنی برائی تعظیم او برخیزید سوی سردار شما - وبدو دلیل حاصل آید بر عدم کراہتش و یعنی ایں قول دلیل است کہ قیام برائی تعظیم مکروہ نیست - پس ایں امر برائی اباحت باشد یا برائی بیان جواز یعنی ایں امر او صلعم برائی مباح کردن جائز نمودن قیام تعظیم آمدہ - وگفتہ شد قوموا لاعانتہ النزول عن الحمار یعنی برخیزید برائی اعانت فرود آمدن از حمار ازانکہ او یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ مریض بود - واثر زخم داشت ہم رگ اکحل خود کہ بروز جنگ احزاب خوردہ بود - و اگر ارادہ داشتی تعظیم او را ہر آئنہ گفتی قوموا لسیدکم - وپس او گرفت طیبی یعنی جوابش گفت ایں کہ تحقیق الی درین مقام از حرف لام فخیم و بزرگ است - وگفتہ اند بعض علمائی الحدیث کہ اکرام اہل فضل بقیام است کہ ہرگاہ کہ پیش بیایند بسبب علم وصلاح شاں یا بشرف ایشاں کہ دریں حدیث است - ہمچنیں جماہیر علما ربایں حدیث حجت گرفتند وگفت قاضی عیاض کہ قیام منہی عنہ بخدمت ایستادن شان است برخاستہ شدہ تا درازی نشستن او - وگفت نووی ابن قیام کہ برائے آیندہ از اہل فضل است مستحب است - وتحقیق احادیث آمدہ و در نہی

تفسیر ملا علی قاری کہ در حدیث قوموا الی سیدکم مع قول تاویل

علماء در جواب طیبی جمع نمودہ بغیر حدیث کانوا اذا رآوہ لم یقوموا لہ

شئ صريح وقد جمعت كل ذلك مع كلام العلماء عليه في جزء وقال الامام
حجة الاسلام القيام مكروه على سبيل الاعظام لا على سبيل الاكرام ولعل المراد
بالاكرام القيام للتحية لمزيد المحبة كما تدل عليه المصافحة وبالاعظام التمثل له
بالقيام وهو جالس على عادة الامراء الفخام وقال الملا علي المذكور فيه ايضا في
حديث كانوا اذا راوه لم يقوموا لما يعلمون من كراهته لذلك اي لقيامهم تواضعا
لربه ومخالفة لعادة المتكبرين والمتجبرين بل اختار الثبات على عادة العرب
في ترك التكلف في قيامهم وجلوسهم واكلهم وشربهم ولبسهم ومشيهم
وسائر افعالهم واخلاقهم ولذا روي انا واتقياء امتي براء من التكلف
قال الطيبي ولعل الكراهية بسبب المحبة المقتضية للاتحاد الموجبة لرفع
التكلف والحشمة ويدل عليه قوله لم يكن شخص احب اليهم من رسول الله
صلى الله عليه وسلم وقال الامام ابو حامد مهما تم الاتحاد خفت الحقوق

ترجمہ — و تحقیق جمع کردہ شد این ہمہ احادیث با کلام علماء کہ بر وے است در جزوی۔
و گفت امام حجۃ الاسلام کہ قیام مکروہ است بطریق اعظام یعنی بزرگی نمودن نہ بطریق اکرام یعنی بزرگ داشتن۔
و شاید کہ او ارادہ کردہ باشد از اکرام قیام برای تحیت و سلام بسبب زیادتی محبت چنانچہ مصافحہ بر وے دلالت میکند۔ و
باعظام برای او بخدمت ایستادن تا برخاستن بخلاف آنکہ او نشستہ باشد بر عادت امرای فخام۔ و گفت ملا علی مذکور
نیز در مرقات در باب حدیث کانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھتہ لذلک یعنی چون ایشان
او صلعم را می دیدند برنمی خاستند از آنکہ می دانستند کراہت آنحضرت را از قیام ایشان برای تواضع و
فروتنی برای پروردگار خود و برای مخالفت بعادت متکبرین و متجبرین یعنی خود کنندگان و ظلم کنندگان۔
بلکہ اختیار کرد او صلعم ثبات یعنی بر جا بودن و قرار گرفتن را بر عادت عرب در ترک تکلف در نشستن و برخاستن
شان و خوردن و نوشیدن شان و پوشش و رفتار شان و ہمہ افعال و اخلاق شان۔ و ازین رو روایت کردہ شد
انا و اتقیاء امتی براء من التکلف یعنی من و پرہیزگاران امت من از تکلف برکنار و بیزار اند۔
گفت طیبی و باشد کہ کراہت بسبب محبت کہ مقتضی برای اتحاد است کہ موجب است رفع تکلف و حشمت را۔ یعنی این اتحاد و یگانگی
محبت آنرا و شرم بر رفتن را موجب باشد و ازین شان تکلف و حشمت برخیزد و ازین کراہت آمد۔ و دلالت میکند بر او قول او کہ لم
یکن شخص احب الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ایشان را شخصی محبوب تر از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نبود۔ و گفت
امام ابو حامد ہر چند کہ اتحاد درست شد کم و سبک شوند حقوق۔

تا قول ابو حامد ایضاً

بينهم مثل القيام والاعتذار والثناء فانها وان كانت من حقوق الصحبة لكن في ضمنها نوع من الاجنبية والتكلف فاذا تم الاتحاد يطوى بساط التكلف بالكلية فلا يسلك به الا مسلك نفسه لان هذه الآداب الظاهرة عنوان الآداب الباطنة فاذا صفت القلوب بالمحبة استغنت عن تكلف اظهار ما فيها والحاصل ان القيام وتركه يختلف بحسب الازمان والاشخاص والاحوال وقال الملا علي المذكور فيه ايضا في حديث من سره ان يتمثل له الرجال قياما الحديث قيل هذا الوعيد لمن سلك فيه طريق التكبر بقرينة السرور بالمثول (یعنی شاد شدن) واما اذا لم يطلب ذلك وقاموا من تلقاء انفسهم طلبا للثواب او لارادة التواضع فلا باس به وقد روى البيهقي في شعب الايمان عن الخطابي في معنى الحديث هو ان يامرهم بذلك ويلزمهم اياه على مذهب الكبر والنخوة قال وفي حديث سعد دلالة على ان قيام المرء بين يدي الرئيس الفاضل والوالي العادل او المتعلم للمعلم مستحب غير مكروه وقال البيهقي هذا القيام يكون في هذا المقام على وجه البر والاكرام كما كان قيام الانصار لسعد وقيام طلحة

ترجمہ که درمیان شان اند چون قیام و عذرخواهی و ثنا - پس هر آئینه اینها اگرچه از حقوق صحبت اند لیکن در ضمن شان نوعی از اجنبیت و تکلف است - پس چون اتحاد درست شد بساط تکلف تمام پیچیده میشود و طی گردد - و باو سلوک کرده شود یاره نگرفته شود مگر راه نفس او زانکه این آداب ظاهره عنوان آداب باطنه اند چون دلها بمحبت صاف شدند مستغنی شدند از تکلف اظهار آنچه که در دوست - و حاصل اینکه قیام و ترک او بحسب زمانها و اشخاص و احوال مختلف میباشد - گفت ملا علی مذکور نیز درو - درباب حدیث من سره ان یتمثل له الرجال قیاما الحدیث یعنی هر آنکه شاد کند او را آنکه مردمان برای او - قیام کرده بخدمت ایستاده باشند - که گفته شد این وعید است برای کسیکه ره گرفت در وی راه تکبر بقرینة السرور بالمثول یعنی شاد شدن بهر کمر بستگی خود - ولیکن هر گاه ازو نخواست این و قیام کردند ایشان بملاقی شدن نفسهای خود طلب ثواب را یا بنا بر اراده تواضع پس باکے نیست باو - و تحقیق روایت کرده است بیهقی در شعب ایمان از خطابی در معنی این حدیث سان که امر کند باین ایشان را و ملازم کند ایشان را مر خود را بر مذهب کبر و نخوت - گفت در حدیث سعد رضی الله عنه دلالت است بر اینکه قیام مرد پیش رئیس فاضل و والی عادل و قیام متعلم برای معلم مستحب است غیر مکروه - و گفت بیهقی این قیام در مقام بر وجه نکوئی و اکرام باشد چنانکه قیام انصار رضی الله عنهم برای حضرت سعد رضی الله عنه - و قیام حضرت طلحه رضی الله عنه

تفسیر ملا علی قاری از الا لزوم در حدیث من سره ان یتمثل له الرجال قیاما الحدیث

تاویل بیهقی در معنی حدیث

لکعب بن مالکؓ ولا ینبغی للذی یقام له ان یرید ذلک من صاحبه حتی ان لم یفعل حقد علیه او شکاه او عاتبه ۔ وقال الملا علی المذکور فیه ایضاً فی حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضهم بعضاً ای لماله ومنصبه وانما ینبغی التعظیم للعلم والصلاح ذکره ابن ملک وقال شارح من علمائنا ایضاً اذا کان القیام والتعظیم لله فحسن انتهی تکمیل الجواب فی الاستشفاع بعالی الجناب قال السید السمهودی فی الوفاء اعلم ان الاستغاثة والتشفع بالنبی صلی الله علیه وسلم وبجاهه وبقربه الی ربه تعالی من فعل الانبیاء والمرسلین وسیر السلف الصالحین واقع فی کل حال قبل خلقه صلی الله علیه وسلم وبعد خلقه فی حیاته الدنیویة ومدة البرزخ وعرصات القیمة الحال الاول ورد فیه آثار عن الانبیاء صلوات الله علیهم ولنقتصر علی ما رواه جماعة منهم الحاکم وصحح اسناده عن عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما اقترف ادم الخطیئة قال یا رب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی فقال الله یا ادم وکیف عرفت محمداً ولم اخلقه

ترجمہ برائی کعب ابن مالک رضی اللہ عنہما بود ۔ ونمی زیبد کسی را کہ قیام کردہ شود برائی او آنکہ خواہد از صاحب خود این را تا آنکہ اگر نکند او ۔ کینہ کند برو یا او را شکایت کند یا برو خشم گیرد ۔ وگفت ملا علی مذکور درو نیز در حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضهم بعضاً ای لماله ومنصبه یعنی نہ برخیزید چنانکہ برخیزند عجمیان کہ بعض شان بعض را تعظیم میکنند یعنی بنابر مال و منصب او ۔ وجز این نیست کہ سزاوار باشد ومی زیبد تعظیم برائی علم و صلاح کہ ابن ملک او را ذکر کرد ۔ وگفت شارحی از علمای ما نیز ہرگاہ کہ قیام و تعظیم خدا را باشد او جل اسمہ پس حسن و نیک است انتہی ۔ **تکمیل جواب** در شفاعت خواستن بعالی جناب ۔ گفت سید سمہودی در وفا ۔ بدانکہ بر آمدن مدد و شفاعت خواستن بنبی صلی اللہ علیہ وسلم و بمرتبہ او و قرب او بسوی پروردگار او تعالی از فعل انبیاء و مرسلین و از سیر نیکوکاران پیشین واقع است در حال قبل پیدائش او صلی اللہ علیہ وسلم و بعد پیدائش او صلعم در حیات دنیوی او و در زمان مدت برزخ و در میدانہای قیامت ۔ حال اول یعنی قبل پیدائش وارد شدہ است درو آثار از انبیاء صلوات اللہ علیہم ۔ وہر آئینہ کوتاہ میکنیم برانچہ کہ روایت کردہ است او را جماعہ از جملہ حاکم است کہ او اسناد او صحیح کردہ از عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہ گفت فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ چون آدم علیہ السلام خطا ورزید گفت اے پروردگار من از تو می خواہم بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم برائے آنچہ کہ تو بخشی مرا ۔ پس فرمود خدائے برتر اے آدم چگونہ شناختی محمد را حال آنکہ او را نیافریدم

نقل ملا علی حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم ۔ قول شارح ابن ملک اعاجم تعظیم

تکمیل جواب در استشفاع از و صلعم

استشفاع از و صلعم قبل خلقت او بحدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ

قال یارب لانك خلقتنی بیدك ونفخت فیّ من روحك رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوبًا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعرفت انك لم تضف الی اسمك الا احب الخلق الیك فقال اللہ تعالیٰ صدقت یا ادم انہ لاحب الخلق الیّ اذا سالتنی بحقہ فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الہ واصحابہ رواہ الطبرانی وزاد وھو اٰخر الانبیاء من ذریتك الی اٰخر ما قال **تنبیہ** واما اعتادہ الناس و صار متعارفا بینھم لا سیما فی الحرمین الشریفین من القیام عند ذکر الولادۃ الشریفۃ النبویۃ فی قرءۃ کیفیۃ مولد الذات المصطفویۃ صلی اللہ علیہ وسلم وشرف ومجد وعظم فھو بدعۃ حسنۃ لانہ داخل تحت قواعد الشرع و اصولہ ولیس فیہ مخالفۃ للسنۃ ولا مفسدۃ وبینوا لدخولہ فیھا وجوھات فقیل لتعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلك وقیل لتحضیر روحانیتہ صلی اللہ علیہ وسلم حینئذ وقیل لتصور انتقالہ من عالم الارواح الی عالم الاشباح او تخیل

واما اعتادہ الناس من القیام عند ذکر ولادت الشریفۃ

ترجمہ گفت اے رب ازینکہ ہر آئینہ تو پیدا کردی مرا بدست خود ودمیدی درمن از روح خود بلند کردم سر خود۔ پس دیدم بر قوائم عرش نوشتہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پس دانستم کہ ہر آئینہ تو نسبت نکردی سوی نام خود مگر کہ محبوب ترین خلق کہ ہست سوی تو۔ پس فرمود خدای برتر۔ راست گفتی ای آدم کہ ہر آئینہ او محبوب ترین خلق است سوی من۔ ہرگاہ کہ تو خواستی مرا بحق او پس تحقیق بخشیدم ترا داگر محمد نبودی ترا نیافریدمی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ۔ روایت کرد او را طبرانی وبیفزود وآنکہ وی آخر انبیاء است از اولاد تو۔ تا آخر آنچہ کہ گفت ❋

تنبیہ واما آنچہ آدمیان او را عادت گرفتہ اند ودرمیان شان مشہور ومتعارف شدہ خصوصًا در حرمین شریفین از قیام نزد ذکر ولادت شریف نبوی در خواندن بیان مولد ذات مصطفوی رحمت باد وخدای برتر او وسلام باد وشرف وبزرگی وعظمت باد۔ پس او بدعت حسنہ است ازانکہ داخل تحت قواعد شرع واصول اوست۔ ودرو مخالفت سنت نیست۔ ونہ مفسدت وبیان کردہ اند برای دخول او درسنتہ وجوہات ❋ پس گفتہ شد کہ برای تعظیم اوست صلی اللہ علیہ وسلم درینوقت یعنی قیام کہ وقت ذکر ولادت شریف کردہ میشود بنا بر تعظیم او صلعم است۔ وگفتہ شد کہ بنا بر حاضر آمدن روحانیت اوست صلی اللہ علیہ وسلم دریوقت وگفتہ شد کہ بنا بر تصور انتقال اوست صلعم از عالم ارواح سوی عالم اشباح اے عالم اجسام۔ یا تخیل

بیان آنکہ قیام در ذکر ولادت شریف بدعت حسنہ است ازانکہ داخل اصول شرع است ومخالف سنت نیست ومفسدہ ہم ندارد

بروزہ الشریف من بطن امہ المنیف وقیل غیر ذالک ولا یخفی ما فیہا من
الانظار والابحاث والذی یفہمہ ہذا الفقیر ان اصلہ ہو شکر الحق تعالٰی علٰی
نعمۃ ایجادہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلقتہ وبعثتہ التی ہی من اعظم نعم تعالٰی
علی العلمین واکبر مننہ سبحانہ علٰی کافۃ المؤمنین کیف لا وہی نعمۃ لولاہا
ماخلق اللہ الخلق وما اظہر الربوبیۃ وما خلق الافلاک والجنۃ والنار
نطقت بہا الصحف والتوراۃ والانجیل وبشر بہا الخلیل والکلیم وروح اللہ
والانبیاء والرسل جیلا بعد جیل صلوات اللہ تعالٰی وتسلیماتہ علیہم عموما
وعلٰی افضلہم خصوصا قال اللہ تعالٰی لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث
فیہم رسولا من انفسہم یتلو علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب
والحکمۃ ج وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۝ وقال سبحانہ وما ارسلناک
الا رحمۃ للعالمین ۝
وقال صلی اللہ علیہ وسلم فیما رواہ الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعا

ترجمہ برون شدن شریف او از شکم مادر منیف خود یعنے بسبب خیال بستہ شدن ظہور شریف او صلعم از شکم مادر بزرگ
خود - و گفتہ شد غیر ازین - و پوشیدہ نمی باشد آنچہ در وہست از نظرہا و بحثہا - و آنکہ می فہمد او این فقیر آنکہ
برآئینہ اصلش او شکر خدای برتراست بر نعمت ایجاد او صلی اللہ علیہ وسلم و پیدایش او و برانگیختن او برسالت آنکہ
او بزرگترین نعمتہای او تعالٰی است بر عالمیان و بلند ترین منتہای او سبحانہ است بر گروہ مومنان - چگونہ نیست
حالانکہ او نعمتی است کہ اگر او نبودی خدای برتر خلق را نیافریدے و ربوبیت کا ظاہر نفرمودے - و نہ آسمانہا و نہ جنت
و دوزخ پیدا کردی کہ ناطق آمدہ اند باو صحیفہا و توراۃ و انجیل و بشارت دادہ اند بدو خلیل و کلیم و روح اللہ
و انبیاء و رسولان گروہ بعد گروہ درودہای خدای برتر و تسلیمہای او بر ایشان عموما و بر افضل شان خصوصا -
فرمود خدا برتر در سورہ آل عمران رکوع ہفدہم لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم
یتلو علیہم ایتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتب والحکمۃ ج وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۝
یعنی براستی بتحقیق منت نہاد خدا بر مومنان از آنکہ فرستاد درمیان شان رسولے از جنس شان کہ میخواند بر ایشان آیات او و
پاک صاف می کند شان را و می آموزد ایشان را کتاب و حکمت اگرچہ بودند پیش ازین البتہ در گمراہی ہویدا ظاہر کنندہ از حق - و فرمود
سبحانہ در سورہ انبیاء رکوع ہفتم وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین ۝ و نہ فرستادیم ترا مگر رحمت برای عالمیان - و فرمود
صلی اللہ علیہ وسلم در آنچہ دیلمی آوردہ روایت کرد از ابن عباس رضی اللہ عنہما بطور مرفوع

بیان آنکہ اصل قیام و میلاد شکر نعمت خداست با یجاد و تخلیق و بعثت
او صلعم کہ اعظم و اکبر نعم و منن ہست کہ وجود ہمہ عالم باو بود و کتب
سماوی بدو ناطق و ہمہ انبیا بدو مبشر مع دلائل آیات و حدیث +

اتانی جبرئیلُ فقال یا محمد لولاکَ ما خلقتُ الجنة ولولاکَ ما خلقتُ النارَ و

فی روایةِ ابن عساکر لولاکَ ما خلقتُ الدنیا کذا عزاہ الیہما الملا علی القاری فہا لہا

من نعمةٍ ویجب علی کل الخلق شکرُہا والشکرُ علی النعمة یستلزم ذکرہا وذکرہا

فی الملاءِ خیرٌ من ذکرہا فی النفسِ لاجلِ ذلک وضع المحبُّون العاشقون اھلُ

السُّنةِ والجماعة لذلک الذکر کیفیةً مخصوصةً من اجتماعہم واستحضارِ

قلوبہم لذلک الشکر وتوجّہِہم الیہ بالکلیة وذکرہم کیفیةَ حملہ صلّی اللہ

علیہ وسلّم الذی ھو صبحُ طلوعِ شمسِ وجودہِ الشریفِ وما ظہر فی اثناءِ ذلک

الحملِ المنیفِ من الآیاتِ الباہراتِ والخوارقِ والمعجزاتِ وکیفیةِ وضعہ

صلّی اللہ علیہ وسلّم وطلوعِ شمسِ وجودہ المسعود وبروزہ من عالم الغیب الی

عالمِ الشہود وقدومہ من عالمِ الارواح الی عالم الاشباح وحضور الملائکة

الکرام وآسیةَ ومریمَ بنتِ عمران وحضورِ حورِ الجنان وھتوف الھواتف واخمادِ النیران

وھدمِ ایوان کسریٰ وفیضِ معینٍ فی سماوة وغیض بحیرة ساوة واستبشارِ الانسِ

والجنِ والوحوشِ والطیرِ والملائکةِ واھلِ البرِ والبحرِ والدنیا والآخرةِ

ترجمہ که جبرئیل نزدم آمد وگفت ای محمدؐ اگر تو نمی بودی جنت آفرید کردمی واگر تو نمی بودی دوزخ را نیافریدمی۔ ودر روایت

ابن عساکر است اگر تو نمی بودی من دنیا را نیافریدمی۔ ہمچناں نسبت کرد او را ملا علی قاری سوی ہر دو۔ پس گرامی نعمتہا

این چنین ا و نعمتی است واجب است بر ہمہ خلق شکر این نعمت۔ وشکر بر نعمت ذکر نعمت را مستلزم است۔ وذکر نعمت

آشکارا بہتر است از ذکر نعمت در نفس۔ بنا برین محبان وعاشقان اہل سنت وجماعت این ذکر را کیفیتہ مخصوصہ وضع

کردہ وبنا نہادہ اند از اجتماع خود شان وحاضر آوردن دلہا خود برای این شکر ومتوجہ شدن خود تمام سوی او

وبیان کردن شان کیفیت حمل او صلی اللہ علیہ وسلم۔ آنکہ او صبح درخشیدن آفتاب وجود شریف او است۔ وآنچہ در اثنای

این حمل بزرگ از نشانہای روشن وخوارق ومعجزات ظاہر شدہ۔ وکیفیت وضع او صلی اللہ علیہ وسلم یعنی زادن مادرش او را صلعم

ودرخشیدن آفتاب وجود مسعود او صلعم۔ وبرون آمدنش صلعم از عالم غیب سوی عالم شہود۔ وپیش آمدنش صلعم از عالم

ارواح سوی عالم اجساد۔ وحاضر شدن ملائکہ کرام۔ وآسیہ۔ ومریم بنت عمران۔ وحاضر شدن حوران جنتہا۔ وندا دادن ندا دہندگان

غیب۔ وسرد شدن آتش۔ ودر افتادن طاقہای کسریٰ۔ وجاری شدن چشمہ در سماوہ۔ وپنہان شدن دریای ساوہ

ومژدہ رسانی انس وجن ووحشیان وپرندگان وفرشتگان وساکنان بر وبحر ودنیا وآخرت

بقدومه صلی الله علیه وسلم ویسمون مجموع ذلك بالمولد الشریف فیتلونه لیفرحوا بکمال السرور ویجهروا تمام الحبور ویشکروا الله علی حصول هذه النعمة العظمی والدولة القصوی ومن تمام ذلك الشکر اطعام الطعام عقب ذلك المولد المنیف وهذا القیام ما هو الا شکر الحق تعالی علی هذه النعمة السنیة وقد کان یحق القیام لاداء الشکر من شروع ذکر المولد الشریف الی انتهائه لان الشکر یلزم مع ذکر النعمة وحیث کان فی ذلك حرج وتکلیف اکتفی بالقیام الشکری عند ذکر الجزء الاعظم من میلاده صلی الله علیه وسلم الذی هو وضعه المنیف وحین ظهور بدر وجوده الشریف وتخصیص اداء الشکر بالقیام مدلل بدلیل عادة العرب العرباء وبدلیل حدیث قیامه صلی الله علیه وسلم بعد الختم للشکر والدعاء وحدیث براءة عائشة رضی الله عنها وبدلیل قیام المصلی وحمده وشکره علی التوفیق لاداء العبودیة للملك المعبود فی الرکوع والسجود الا تری ان من فاته القیام مع الامام وادرك الرکوع ادرك الرکعة ومن فاته الرکوع فاتته الرکعة - اما عادة العرب ففی تاریخ الخمیس قال فی المنتقی روی ان امنة لما ولدته صلی الله علیه وسلم

ترجمه بآمدن تشریف آوریِ او صلی الله علیه وسلم - ومجموع این مولد شریف نام می نهند - پس میخوانند او را تا خوشنود شوند بکمال سرور - وشادی میکنند هرچه میتوانند کرد - وشکر بجا آرند برای خدای برتر بر حصول این نعمتِ عظمی ودولتِ قصوی یعنی منتها - واز تمام این شکر پس این مولد بزرگ طعام خورانیدن است - واین قیام که نیست او مگر شکر خدای برتر برین نعمتِ روشن - وتحقیق سزاوار می بود این قیام ادای شکر را از ابتدای ذکر مولد شریف تا انتهای او از انکه شکر لازم می شود بجهر و ذکرِ نعمت - وهرجا که درین حرج وتکلیف بود بقیامِ شکری بس کرده شود وقت ذکر جزء اعظم از میلاد او صلی الله علیه وسلم آنکه او از وضع منیف او است یعنی برامدن او صلی الله علیه وسلم از شکم بزرگ مادرش - ووقت ظهور بدر وجود شریف او است صلی الله علیه وسلم که مراد از وقت تولد است - وادای شکر بقیام خاص کردن مدلل است بدلیل عادت عرب عربا یعنی عرب خالص - وبدلیل حدیث قیام او صلی الله علیه وسلم بعد ختم قرآن مجید برای شکر ودعا - وحدیث براءت حضرت عائشه رضی الله عنها - وبدلیل قیام مصلی وحمد وشکر او بر توفیق بنا برای بندگی ملک معبود در رکوع وسجود - آیا نمی بینی که هر آئینه کسیکه از وی قیام فوت شد با امام ودر گرفت رکوع را در گرفت رکعت را وکسیکه از وی رکوع فوت شد فوت شد از وی رکعت - لیکن عادت عرب پس در تاریخ خمیس است گفت در منتقی روایت کرده شده که هر آئینه حضرت آمنه چون بزایید او صلی الله علیه وسلم را

ارسلت الی عبد المطلب وجاءه البشیر وهو جالس فی الحجر معه ولده ورجال

من قومه فاخبره ان امنة ولدت غلاما فسر بذلک عبد المطلب وقام هو

ومن کان معه ودخل علیها فاخبرته بکل ما رات وما قیل لها وما امرت به

فاخذه عبد المطلب فادخله جوف الکعبة وقام عندها یدعو الله ویشکره

علی ما اعطاه الی اخر ما قال واما حدیث قیامه صلی الله علیه وسلم بعد الختم

للشکر والدعاء ففی النشر فی قرءة العشر للحافظ الجزری رحمه الله بروایة عن ابی

هریرة رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا ختم القران دعا

قائما قال وکذا رواه ابو الفرج بن جوزی فی کتاب الوفاء بروایة من ابی جعفر

قال کان علی بن الحسین رضی الله عنهما یذکر عن النبی صلی الله علیه وسلم انه

کان اذا ختم القران حمد الله بمحامد وهو قائم ثم یقول الحدیث قال واخرجه

البیهقی فی شعب الایمان انتهی واما حدیث براءة عائشة رض ففی صحیح البخاری

عن عروة عن عائشة رضی الله عنها فی حدیث الافک قالت فوالله ما رام

ترجمہ فرستاد خبر رسانی سوی عبد المطلب این مژده دهنده بایمن زدار. واو نشسته بود در حجر یعنی اندرون حطیم جانب دیوار شمالی کعبه با او پسر بود و مردمان از قوم او. پس آگهی داد او را که هر آئنه حضرت آمنه بزائید پسر پس خوش شد به این عبد المطلب و برخاست او و کسیکه با او بود. و در آمد نزد آمنه. پس خبر داد او را آمنه بهمه آنچه او دید و آنچه او را گفته شد. و آنچه باو حکم کرده شد. پس در گرفت عبد المطلب او صلعم را و در آورد او را در جوف کعبه یعنی اندرون کعبه و استاد نزد کعبه که بخواند و دعا کند خدای را و شکر کند او را بر آنچه که عطا کرده او را تا آخر آنچه گفت ولیکن حدیث قیام او صلی الله علیه وسلم بعد ختم برای شکر و دعا پس در کتاب نشر فی قراءت العشر است که برای حافظ جزری است رحمه الله بروایت از ابو هریره رضی الله عنه گفت بود رسول خدا صلی الله علیه وسلم چون قرآن ختم میکرد استاده دعا میخواند. گفت همچنین روایت کرد او را ابو الفرج بن جوزی در کتاب وفا در روایت است از ابو جعفر که گفت بود علی بن حسین رضی الله عنهما ذکر میکرد از نبی صلی الله علیه وسلم که هر آئنه او صلعم چون ختم قرآن میکرد حمد میکرد خدای را به محامد در حالیکه او صلعم بر پا بودی باز میگفتی تا آخر حدیث. گفت و بر آورده او را بیهقی در شعب ایمان انتهی. ولیکن حدیث برات حضرت عائشه رضی الله عنها پس در صحیح بخاری است از عروه از عائشه رضی الله عنها در حدیث افک یعنی دروغ بستن برائے او رضی الله عنها پس قسم خدا است که قصد نکرد او صلعم یاد کردن

رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا خرج احدٌ من اهل البیت حتی اُنزل علیه
فاخذه ما کان یاخذه من البرحاء حتی انه لیتحدر منه مثل الجمان من العرق
وهو فی یوم شاتٍ من ثقل القول الذی ینزل علیه قالت فلما سُرّی عن رسول
الله صلعم وسُرّی عنه وهو یضحک فکانت اول کلمة تکلم بها یا عائشة اما
الله فقد برّءک فقالت اُمّی قومی الیه فقلت والله لا اقوم الیه ولا احمد
الا الله عزوجل الحدیث۔ قال القسطلانی قومی الیه صلی الله علیه وسلم
لاجل ما بشرک به ای اشکریه علی ذلک بالقیام الیه وکان القیام الیه صلی
الله علیه وسلم هو الاکمل والافضل لها فی ذلک المقام لاداء حقه وشکره
علیه افضل الصلوة والسلام ولکن غلبها الحال المنزل علیها من الحق المتعال و
حملها علی الاقبال علی الخالق والجلال فکیف لا یجب القیام من یجب علیه شکره
عند تذکر ما انعم علیه بواسطته من النعم الظاهرة والباطنة والدنیویة و
الاخرویة فافهمه فانه هو الاصل عند اولی الالباب وان اردت

ترجمہ رسول خدا صلی الله علیه وسلم و نه بیرون رفته کسی از اهل بیت تا آنکه وحی نازل کرده شد بر او صلی الله علیه وسلم پس در گرفت
او را چیزے که در میگرفت از شدت تپ تا آنکه هر آئینه از و صلعم بچو مروارید از عرق می چکید حالانکه او در روز سرما بود از بار قولے
که آن بر وے فرود می آمد۔ گفت حضرت صدیقه رضی الله عنها پس هرگاه کشف کرده شد از رسول خدا صلی الله علیه وسلم آنچه
که لاحق بود او صلعم از و آنرا در گرفت یعنی بخود در آمد در حالیکه او صلعم تبسم می فرمود اے بشگفت آمد پس
بود اول کلمه که در و کلام فرموده یا عائشة اما الله فقد برّءک یعنی اے عائشه لیکن خدائے برتر پس تحقیق ترا
بری فرمود۔ پس مادر من گفت مرا برخیز سوئے او و سلام۔ پس گفتم من قسم خدائے را نخواهم برخاست سوئے او و نه حمد کنم مگر
خدائے عزوجل را تا آخر حدیث۔ گفت قسطلانی که قول ام حضرت صدیقه رضی الله عنها برخیز سوئے او صلی الله علیه وسلم از بهر آنچه که ترا بشارت
داد با آن معنی است که شکر کن او را برین بشارت سوئے او ایستاده۔ حالانکه این قیام در مقام سوئے او صلی الله علیه وسلم بود که او اکمل و افضل برائے او است در حق
عائشه برائے ادائے حق وے و شکر او علیه افضل الصلوة والسلام۔ لیکن حضرت صدیقه رضی الله عنها را آن حال غلبه کرد که از حق متعال بر وے فرود آمد
و نزول کرده۔ و او را بر مشغول بود او رضی الله عنها بر آن و کشش او بر ثنائے خلق و بر جلال۔ پس چگونه واجب نشود قیام کسی را که واجب شود او را
شکر او صلی الله علیه وسلم وقت یاد آوردن آنچه که انعام کرده او را بواسطه او صلعم از نعمتهائے ظاهره و باطنه و دنیوی و اخروی۔ پس

تحقیق قسطلانی در حدیث مذکور

بیان اکمہ وجوب شکر قیام
ہنگام ذکر ولادت شریف
وجہت داقوال علماء مقرر
بروں تا میدم عمل برآن

النقل من الکتاب فقال العلامۃ الشیخ علی ابن برهان الدین الحلبی فی کتابه انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المشهور بالسیرۃ الحلبیۃ جرت عادۃ کثیرٍ من الناس اذا سمعوا بذکر وضعه صلی اللہ علیه وسلم ان یقوموا تعظیمًا له صلی اللہ علیه وسلم وهذا القیام بدعۃ حسنۃ لانه لیس کل بدعۃ مذمومۃ وقد قال سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه فی اجتماع الناس لصلوۃ التراویح نعمت البدعۃ وقد وجد القیام عند ذکر اسمه صلی اللہ علیه وسلم من عالم الامۃ مقتدی الائمۃ دینًا و ورعًا الامام تقی الدین السبکی وتابعه علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصره فقد حکی بعضهم ان الامام السبکی اجتمع عنده جمع کثیر من علماء عصره فانشد منشد بالقول الصرصری رحمه اللہ فی مدحه وشرفه وعظمه صلی اللہ علیه وسلم

قلیلٌ لمدح المصطفی الخط بالذهب ... علی ورقٍ من خط احسن من کتب
وان تنهض الاشراف عند سماعه ... قیامًا صفوفًا او جثیًا علی رکب

منقطعه ۱۲

ترجمه واگر تو می خواهی نقل از کتاب پس گفت علامه شیخ علی برهان الدین حلبی در کتاب خود که انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون است مشهور به سیرت حلبیه که بسیار از آدمیان عادت گرفته اند که هرگاه که ذکر وضع یعنی ولادت او صلی اللہ علیه وسلم گویا شنوند آنکه بری خیزند بنا بر تعظیم برای او صلی اللہ علیه وسلم۔ و ایں قیام بدعت حسنه است از آنکه هر آئینه آنکه هر بدعت مذموم نیست و بتحقیق گفت حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنه در گرد آمدن آدمیان برای نماز تراویح نعمت البدعۃ یعنی نیکو است ایں بدعت۔ و بتحقیق یافته شد ایں قیام وقتِ ذکر اسم او صلی اللہ علیه وسلم از عالم امت و پیشوایان امامان که از راه دین و پرہیزگاری است از حضرت امام تقی الدین السبکی۔ و پیروی کرد او را بریں عمل مشائخ اسلام در زمانه خود۔ پس بتحقیق حکایت کرد بعض شاں که هر آئینه امام سبکی رحمه اللہ نزدش جمع کثیر از علمای عصر او جمع آمدند پس خواننده شعر گفتن آغاز کرد بقول صرصری رحمه خدائے برتر او را رحم کند در مدح او و شرف او و عظمت او صلی اللہ علیه وسلم **اشعار**

قلیلٌ لمدح المصطفی الخط بالذهب ... علی ورقٍ من خط احسن من کتب
وان تنهض الاشراف عند سماعه ... قیامًا صفوفًا او جثیًا علی رکب

منقطعه ۱۲

یعنی مدح مصطفی را صلی اللہ علیه وسلم بزر نوشتن کسیکه از کتب نیکوتر بر ورق سیم نوشته۔ هر آئینه بهنگام شنیدن او برخاستن اشراف بصفہا قیام و بزانو ایستاده کاری اندک است که بنظم پارسی ایں چنیں گفته آمد **اشعار**

گر مدح مصطفی را نیکوتریں نگارے ... از زر نوشت بر سیم هم کمترین کارے

نعند ذٰلک قام الامامُ السُبکی رحمہ اللہ تعالیٰ وجمیع من بالمجلس فحصل
انس کثیرٌ بذٰلک المجلس ویکفی ذٰلک فی الاقتداءِ وقد قال ابن حجرٍ
الھیثمی رحمہ اللہ والحاصلُ ان البدعۃ الحسنۃ متفقٌ علی ندبہا وعملُ
المولد واجتماعُ الناس لہ کذٰلک ای بدعۃ حسنۃ ومن ثَمّ قال الامامُ
ابوشامہ شیخ الامام النووی رحمہما اللہ تعالیٰ ومن احسنِ ما ابتُدع فی
زماننا ما یُفعَل کلَّ عامٍ فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من
الصدقاتِ والمعروفِ واظہارِ الزینۃ والسرورِ فانّ ذٰلک مع ما فیہ من
الاحسان للفقراء مشعرٌ بمحبتِہ صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیمِہ فی قلبِ
فاعلِ ذٰلک وشکرٍ للہ تعالیٰ علی ما منّ بہ من ایجادِ رسولِہ صلی اللہ علیہ
وسلم الذی ارسلہٗ رحمۃً للعالمین ھذا کلامہ قال السخاوی
لم یفعلہ احدٌ من السلفِ فی القرون الثلٰثۃ وانما حدث بعدُ ثم لا
یزال اھلُ الاسلام من سائرِ الاقطارِ والمدنِ الکبار یعملون المولدَ

قول ابن حجر ہیثمی کہ بر ندب بدعت حسنہ اتفاق شدہ / واینکہ عمل مولد و اجتماع آدمیان برای آن بدعت حسنہ است

ترجمہ: پس امام سبکی رحمہ اللہ دریں وقت برخاست وہمہ آناں کہ در مجلس بودند۔ پس انس بسیار ازیں مجلس حاصل شد۔ وبس میشود ایں در اقتدا۔ وتحقیق گفت ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ وحاصل اینکہ بدعتِ حسنہ بر استحسان خود اتفاق کردہ شد۔ وعمل مولد۔ وبرای او اجتماع آدمیان ہمچنین است یعنی بدعتِ حسنہ است۔

قول ابوشامہ شیخ نووی رحمہما اللہ در اجرای مولد وفوائد آں۔

وازینجا گفت امام ابوشامہ شیخ امام نووی رحمہما اللہ تعالیٰ: از نیکوترین آنچہ کہ نو آوردہ شد در زمانۂ ما چیزے است کہ کردہ شود ہر سال دریں روز کہ روز مولدِ او صلے اللہ علیہ وسلم را موافق است از صدقہا واحسان واظہار زینت وسرور پس ہر آئینہ ایں با چیزے کہ فقرا را در و از احسان ہست مُشعر است بمحبت او صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیم او در دلِ فاعل ایں۔ واز شکر است برائے خدائے برتر بر آنچہ منت نہاد باو از ایجادِ رسولِ خود صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرستاد او را رحمت برائے عالمیان۔ نیست کلامِ او۔

قول سخاوی [illegible]

گفت سخاوی کہ نکرد او را کسے از سلف در قرون ثلاثہ وجز ایں نیست کہ بنا نہادہ شد بعد چنانچہ ازیں پس جاری شدہ ہمیشہ شد کہ اہل اسلام از ہمہ کرانہا ودر شہرہائے بزرگ عمل مولد شریف می کنند۔

ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویعتنون بقرأۃ مولدہ الکریم ویظھر علیھم من برکاتہ کل فضلٍ عمیمٍ قال ابن الجوزی من خواصہ انہ امانٌ فی ذلک العام وبشری عاجلۃٌ بنیل البغیۃ والمرام واول من احدثہ من الملوک صاحب اربل وصنف لہ ابن دحیۃ رحمہ اللہ کتابًا فی المولد سماہ التنویر بمولد البشیر النذیر فاجازہ بالف دینار وقد استخرج لہ الحافظ ابن حجر اصلًا من السنۃ وکذا الحافظ السیوطی رحمھما اللہ تعالی انتھی مختصرًا وھذا اٰخر ما اوردناہ فی الجواب بعون الملک الوھاب من الاحادیث الصحیحۃ والنقول الصریحۃ والبراھین الباھرۃ والحجج الظاھرۃ والتحقیقات الدقیقۃ والتدقیقات الانیقۃ ویرحم اللہ المصنف المتامل البصیر الناقد الذی اذا عرف الحق اذعن لہ وقبلہ ولم یعاند فقد ظھر الحق واستنار ظھور الشمس فی رابعۃ النھار

ترجمہ در شبہای او باقسام صدقہا خیرات کنند۔ وبخواندن مولد کریم او اہتمام نمایند۔ وبر آنان از برکات او ہر فضل عمیم ظاہر شود۔ گفت ابن جوزی از خواص او آنکہ ہر آئینہ او امان ہست دریں سال ومژدہ دہندہ بہ نزدیک ہست بہ بر آمدن ہر حاجت ومراد۔ واول کسیکہ او را بنا نہاد از شاہان صاحب اربل است وتصنیف کرد ابن دحیہ رحمہ اللہ او را کتابی در مولد کہ او را نام کرد التنویر بمولد البشیر النذیر پس شاہ موصوف ہزار دینار او را اعطا کرد۔ وتحقیق حافظ ابن حجر او را اصلی از سنت استخراج کردہ۔ وہمچناں حافظ سیوطی رحمہما اللہ تعالی۔ ایں مختصریست کہ بانجام رسید۔ وایں آخر است آنچہ او را در جواب وارد کردیم بعون ملک وہاب از احادیث صحیحہ ونقول صریحہ وبرہان ہای روشن وحجتہای ظاہرہ وتحقیقہائے باریک ودقیقہ ہای بزرگ تر۔ ورحم کند خدائے برتر الصاف کنندہ وتامل کنندہ وبینا وناقد را یعنی سرہ کنندہ را آنکہ ہرگاہ او شناخت حق را گردن نہاد او را وپذیرفت او را وستیزید۔ پس تحقیق حق ظاہر شدہ وروشنی گسترد ظہور آفتاب در چہارم روز۔

بیان بنای مولد وتصنیف کتاب درو۔

حافظ ابن حجر وسیوطی او را از سنت اصلی بر آوردہ۔

[illegible]

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل وھو حسبنا ونعم الوکیل
واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ وسلم علی
سیدنا محمد سید الانبیاء والمرسلین وشفیع المذنبین
المبعوث رحمۃ للعٰلمین وعلیٰ اٰلہٖ و
اصحابہ ومن تبعھم باحسان
الی یوم الدین ۔ فقد تم المکتوب
اللّٰھم صلّ وسلّم علی محمدن النبیّ نورک
وعلی انوارہ کما تحبّہ و
ترضاہ وشفعہ فینا
وترحمنا

ترجمہ و خدائے برتر حق میگوید ۔ واو است کہ راہ راست می نماید ۔ واو بس است ارا و نیکو است وکیل ۔ وآخر خواست ما آنکہ ہمہ حمد مر خدائے را است کہ پرورندہ عالمیان است ۔ ورحمت کرد خدائے برتر وسلام فرستاد بر سرور ما کہ نام پاکش محمد است سردار انبیاء است ورسولان وشفیع گنہگاران کہ رحمت فرستادہ شدہ است بہر عالمیان ۔ وبر آل واصحاب او ۔ وہر کہ پیروی کرد شان را باحسان تا روز دین ۔ پس بتحقیق تمام شد

ایں مکتوب

اللّٰھم صلّ وسلّم علی محمدن النبیّ نورک وعلی انوارہ
کما تحبّہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

خدایا رحمت وسلام بفرست بر محمد نبی صلعم کہ نور تست وبر انوار او چنانکہ تو او را دوست می داری وباد خوشنود شوی وشفیع کن او را درمیان ما ورحمت کن ما را باو ۔

درود از مصنف کتاب تذکرۃ الحق ۔

ذکر کیفیتِ دعا و اجابتش با مطالبِ دیگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمدٍ و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ از انجا کہ در جانبی مسلوباتِ مخصوصہ محمدی صلعم لازم مومن است و در جانبی موجوداتِ ممکنہ چہ مسلوباتِ مخصوصہ در مقابلہ امتیازِ موجودات آرد پس دعا لازم تضرع و خشوع و خضوع مستلزم عجزِ حقیقی کہ میرساند تا مجیب الدعوات بمعرفتِ تنوعِ افعالی با یجادِ تنوعِ حاجات و قضائی آنہا خلاصۂ عبادت است قال صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء ھو العبادۃ ۔ الدعاء مخ العبادۃ فی المشکوٰۃ و چون برسد نظرِ داعی تا افعال رضا بافعالِ حق سبحانہ لازمِ مومن خواہد شد

ترجمہ ذکر بیان دعا اور اُسکی قبولیت کا مع اور مطالب کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمدٍ و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین ۔ چونکہ ایک جانب میں وہ مسلوبات جو مخصوصۂ محمدی صلعم ہیں مومن کو لازم ہیں اور ایک جانب میں موجوداتِ ممکنہ کیونکہ مقابلہ میں مسلوباتِ مخصوصہ کے موجودات کا امتیاز حاصل ہوتا ہے پس جس دعا میں تضرع اور خشوع اور خضوع یعنی رونا گڑگڑانا اور عاجزی کرنا لازم ہو عجزِ حقیقی اسمیں ضرور لازم ہو جائیگا ۔ ایسی دعا طرح طرح کی حاجتوں کی ایجاد یعنی پیدا کرنے اور قضا یعنی پورا کرنیکے سبب موجد مُقضی یعنی پیدا کرنے والے اور پورا کرنیوالے کے قسم قسم کے افعال کی معرفت کا سبب ہوتی ہے اور یہ معرفت مجیب الدعوات یعنی دعاؤں کے قبول کرنیوالے تک پہنچا دیتی ہے پس یہ دعا خلاصۂ عبادت ہے ۔ جیسا مشکوٰۃ میں ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۔ دعا ہی عبادت ہے ۔ اور دعا خلاصۂ عبادت ہے ۔ اور جب دعا کرنیوالے کی نظر افعال تک پہنچ جائیگی تو مومن کو حق سبحانہ کے افعال پر راضی رہنا لازم ہو جائے گا

ذکر کیفیت دعا و اجابتش با مطالب دیگر

دعا خلاصۂ عبادت است

ذکر بیان دعا اور اسکی قبولیت کا مع اور مطالب کے

بیان حقیقت دعا اور دعا خلاصۂ عبادت ہے

پس دعائیکہ خلاصہ عبادت است بمقصود خشوع و خضوع و اظہار ذُل و افتقار مع الرضا است و تا تاثر اثر فعل دعا را فضل است و چوں بر گزرد سکوت نیز افضل ہم و در محل دعا باذن اطاعت است و خلاف اینہمہ ہوائی نفس است کہ می برد بمفہوم افرایت من اتخذ الٰہہ ھواہ زیں پس سخن است در کیفیت اجابت دعوات قال صلی اللہ علیہ وسلم اعلموا ان اللہ لا یستجیب دعاء من قلب غافل ولاہٍ فی المشکوٰۃ وفیہ عن سلمان الفارسی رض قال قال رسول اللہ تعالیٰ صلعم لا یرد القضاء الا الدعاء الحدیث رواہ الترمذی

باید دانست قضا دائر است میان قاضی و مقضی مراد و دعا دائر است میان داعی و مدعو مراد پس او سبحانہ قاضی است باعتبارے و مدعو است باعتبارے

کیفیت اجابت دعا

تفسیر حدیث شریف لا یرد القضاء الخ

ترجمہ پس دعا خلاصہ عبادت ہے مراد اُس دعا سے ہے جسمیں خشوع و خضوع اور ذلت اور محتاجگی کا اظہار مع رضا ہو یعنی جس دعا میں ڈرنا عاجزی کرنا اور ذلت اور محتاجگی کا ظاہر کرنا افعال خدا پر خوشنودی کے ساتھ ہو وہی دعا خلاصہ عبادت ہے۔ اور جب تک فاعل کے فعل کے اثر کا تاثر ہے دعا اُسوقت تک افضل ہے یعنی دعا مانگنا فضیلت میں داخل ہے۔ اور جب دعا مانگنے والے نے فعل کے اثر کا تاثر ہے اور اس حالت سے گذر جائے تو اسکو سکوت افضل ہے چاہیے کہ طلب دعا میں خاموشی اختیار کرے۔ اور اس محل میں دعا باذن اطاعت ہے یعنی اس محل میں دعا مانگنا حضرت بجا آوری حکم اطاعت کے لیے ہے۔ اور خلاف ان سب کا ہوائے نفس ہے جو اس آیت کے مفہوم کی طرف لیجاتا ہے کہ سورہ جاثیہ کے رکوع تیسرے میں ہے افرایت من اتخذ الٰہہ ھواہ یعنی کیا تونے اسکو دیکھا جسنے ہوائے نفس کو اپنا خدا بنا رکھا ہے یا جو اپنی خواہش کا بندہ بنگیا ہے۔ اسکے بعد کلام دعاؤں کے قبول ہونیکی کیفیت میں ہے۔ فرمایا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جانو کہ بیشک خدا اُس دعا کو نہیں قبول کرتا ہے جو غافل اور لہو کرنیوالے دل سے ہو۔ کہ مشکوٰۃ میں ہے اور اسی میں بروایت ترمذی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا اُنھوں نے فرمایا رسول خدا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پھیرتی ہے قضاء کو مگر دعا الی آخر حدیث۔

یہاں سمجھنا چاہیے کہ قضا دائر ہے درمیان قاضی کے اور مقضی مراد کے یعنی جاری کرنا کام کا دائر ہوتا ہے جاری کرنے والے اور اُسکے درمیان میں جس کا جاری کیا جانا مقصود ہے۔ اور دعا دائر ہے درمیان داعی اور مدعو مراد کے یعنی دعا کرنے والے کے اور اُس کے جس کا دعا کیا جانا مراد ہے یا مراد جو دعا سے ہے۔ پس حق سبحانہ ایک اعتبار سے قاضی یعنی جاری کرنے والا یا پورا کرنے والا دعا کا ہے اور ایک اعتبار سے مدعو ہے یعنی اُس سے دعا کی گئی ہے ٭

کیفیت اجابت دعا

تفسیر حدیث شریف کہ قضا کو نہیں پھیرتی ہے مگر دعا ٭

تحقیق معنے قضا و دعا مع حدود

پس معنی آنکہ میگرداند او سبحانہ کہ مراد مدعو است قضا را کہ مراد مقضی است بدعای
داعی سبب را ذکر فرمود صلعم بلاغت المرام و فصاحت الکلام پس او سبحانہ راد است
برائے فعل خود نہ غیرش ازانکہ ممانع و منازع نیست مر فعل او سبحانہ را پس قضا و ردش
از فعل او سبحانہ معلوم او سبحانہ است باید دانست قضا بمعنی اجراء است لقولہ تعالیٰ
وَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا اِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ وگاہے تجرید کردہ می شود بمعنے
مضاف الیہ خود پس محکوم می شود بآن بالعرض پس بمعنی اجراء در ینجا حجابی حادث
است بدلیل ردش بتعلیق دعاء در مرتبۂ مبرم ممنوع التغیر و تقیید قضاء امر بزمان

ترجمہ پس معنی یہ ہوئے کہ پھیر دیتا ہے حق سبحانہ جس سے مراد مدعو ہے قضا کو جس سے مراد مقضی ہے
داعی کی دعا سے یعنی حق سبحانہ جو مدعو مرادِ داعی ہے داعی کی دعا سے قضا کو جسکا جاری کیا جانا مراد ہے پھیر دیتا
ہے۔ اسجگہ حضور صلعم نے بجائے مسبب سبب کو ذکر فرمایا کہ بلاغتِ مرام و فصاحتِ کلام ہے کیونکہ دعا
سبب ہی مدعو مراد کے لیے کہ وہ مسبب ہے پس بجائے مدعو مراد کہ مسبب ہے دعا کو جو سبب ہے ذکر کرنا کلام کو
مختصر کرکے معنی کثیر میں بیان کرنا اسطرح کہ عام فہم ہو یہی فصاحت و بلاغت ہے۔ اب معنی حدیث دوم یہ ہوئے
کہ حکم اجرائی خدا کو جسکا جاری کیا جانا مراد ہے کوئی نہیں پھیرتا ہے مگر پکارنے والے کی پکار ہی کو مراد اسکی پکار کی
وہی خدا ہے اسی کو اسنے پکارا ہے اپنے حکم کو جسکا جاری کیا جانا مراد ہے پھیر دیتا ہے۔ پس وہی خدائے پاک اپنے
فعل کا رد کرنیوالا اور پھیرنیوالا ہے نہ کوئی غیر کیونکہ خاص فعلِ خدائے پاک کے لیے ممانع اور منازع نہیں ہے
تاکہ خدائے پاک کے فعل کو کوئی روکے یا اسمیں جھگڑے۔ پس قضائی فعل اور رد فعل حق سبحانہ کا فعل ہے جو حق
سبحانہ کا معلوم ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ قضا کے معنی جاری کرنیکے ہیں کیونکہ فرمایا خدای تعالے نے سورہ بقر رکوع ۱۴۔ مریم
رکوع ۲۔ مومن رکوع ۷ میں وَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ یعنی اور جب کسی امر کو جاری کرتا ہے
تو یہی اسکو کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔ اور کبھی یہی لفظ قضا اپنے مضاف الیہ کے معنی میں مجرد
و تنہا کر دیا جاتا ہے۔ پس اسی مضاف الیہ کا بسبب عارض ہو جانیکے محکوم ہو جاتا ہے پس قضا بمعنی اجراء میں
یہاں پر مرتبۂ حادثہ میں ایک حجاب حادث ہے اس دلیل سے کہ اس کا رد دعا سے متعلق کرنے کے سبب مرتبۂ
مبرم میں ممنوع التغیر ہے یعنی ایسے مضبوط مرتبہ میں ہے جس کا بدلنا نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث
مذکور میں استثنا حصر و تاکید کا نفع دیکر اس کے تغیر کا مانع ہے۔ اور اس دلیل سے کہ قضا
امر آیت مذکورہ میں مقید بزمان ہے جو بسبب اِذَا کے حدوث وقت کا مقتضی ہے۔

قضا بمعنی اجراء

باید دانست قضا وقدر از صفاتِ اضافیہ متعلق بصفاتِ حقیقیہ او سبحانہ بمعنے مخصوص خود است نہ آنکہ قضا مرتبہ اجمال معلوم است و قدر مرتبہ تفصیل معلوم ازانکہ علم قدیم اجمال و تفصیل را بکمال بسطِ خودش نتابد والا جہل در جہتی لازم است والا اجمال و تفصیل باطل واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و فرمود سبحانہ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝ ترجمہ و محقق الوقوع است کہ ہر زمانی سوال کنند ترا بندگان من بر کیفِ ایجوزنی المضافات وآں چنان است کہ سوال از من پس تحقیق نزدیکم بذاتِ خودش ایں قید بذات تحقیق در خلافِ آنست کہ گفتہ شد نزدیک ہست بصفاتِ خود نہ بذات تحقیقِ ایں در ذکرِ کیفیۃ المعیۃ والقربۃ والاحاطۃ مذکور است ہم برائے اجابۃ چنانکہ قبول میکنم دعائے داعی را ہر گاہ کہ خواند مرا

تفسیر کریمہ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي الخ

ترجمہ سمجھنا چاہیے قضا و قدر خدائی سبحانہ کی اُن اضافیہ صفتوں سے ہیں جو حق سبحانہ کی حقیقیہ صفات سے متعلق ہیں یا اپنے مخصوص معنی میں ہیں یعنی اُن کے وہی معنی ہیں جنکے واسطے یہ صفات مخصوص ہیں نہ یہ کہ قضا اجمال معلوم کا مرتبہ ہو اور قدر تفصیل معلوم کا مرتبہ اس سبب سے کہ علم قدیم اپنے علم کے کمال بسط کے سبب اجمال و تفصیل کی طرف نہیں پھرتا ہے نہ اسکو چاہتا ہے ورنہ اجمال و تفصیل کی صورت میں ایک جہت میں جہل لازمی ہوگا نہیں تو بسبب کمال بسط اجمال و تفصیل باطل ہے تاکہ جہل لازم نہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

قضا و قدر ہر ایک صفت مخصوصہ یعنی مخصوص میں ہیں نہ بمرتبہ حکم اجمال و تفصیل*

اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بقر رکوع ۲۳ میں وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝ یعنی اور محقق الوقوع ہے یا بالتحقیق ایسا واقع ہونے والا ہے کہ ہر زمانہ میں میری بندے کما یجوزنی المضافات کے کیف پر یعنی اُس حالت پر جو مخلوقات میں جائز ہے مجھ سے سوال کریں گے اور وہ اس طرح ہے کہ سوال مجھ سے ہے۔ پس یقینی میں نزدیک ہوں اپنی ذات کے ساتھ۔ یہ قید ذات کی۔ تحقیق ہے اس بات کے خلاف میں کہ کہا گیا اپنی صفات کے ساتھ نزدیک ہو نہ ذات کے ساتھ۔ اس کی تحقیق کیفیت معیت اور قربت اور احاطت کے بیان میں مذکور ہے۔ قبولیت کر لیئے جیسا کہ قبول کرتا ہوں میں دعا مانگنے والے کی دعا کو جبکہ مجھے پکارتا ہے

تفسیر آیت کریمہ اذا سألک عبادی الخ

ترجمہ کریمہ از مصنف

ہرگاہ چنین است پس باید کہ جواب خواہند بقبول مسئول بہ یا جواب دہند بقبول مخبر بہ کہ ش کاف بیانِ قبولِ قضاءِ مسئول ہم خاص برائی من است دریں طورِ دعا کہ مسالت بارسول صلعم واقع شود یا برائی من ای رضاءِ من یا قربت یا اجابت خصوصاً یا عموماً بی تردید و باید کہ ایمان آرند بمن دریں مسالت بارسول صلعم واستجابتہ کہ منتجِ نتایجِ رضاء وغیرہ خصوصاً یا عموماً است پس شفقتاً ورحمتہً بحوالہ اختیار اضافی عباد فرمود امید است ش امید سکیم یا کنندم کہ ایشاں براہ شوند بقبول ایں دعا ش ای مسالت بارسولِ کریم صلعم واجابت ازو سبحانہ ومسلم است کہ ایمان

ترجمہ جب ایسا ہے تو چاہیئے کہ مسئول بہ یعنی جسکا سوال ہے اُسکی قبولیت کی نسبت جواب کے خواہاں ہوں یا مخبر بہ یعنی جسکی خبر دی گئی ہے اُسکے قبول کی نسبت جواب دیں کہ مسئول کے اجرا کی مقبولیت خاص میرے لیے ہی اس طور کی دعا میں کہ رسول صلعم کے ساتھ مسئلت واقع ہووے یا میرے واسطے ہے یعنی میری خوشنودی یا میری قربت یا قبولیت کے لیے جو خاصکر ہو یا عام کر بے تردید۔ اور چاہیئے کہ ایمان لاویں مجھپر اس سوال کرنے میں کہ رسول صلعم کے ساتھ ہی اور استجابت میں اُنکی جو رضا وغیرہ خصوصاً یا عموماً کے نتیجوں کی منتج ہے۔ پھر براہ شفقت ورحمت بحوالۂ اختیارِ اضافی عباد یعنی بندوں کے اضافی اختیار کے حوالہ پر فرمایا امید ہی یعنی میں امید کرتا ہوں یا وے امید کرلیں کہ وہ اس دعا کے قبول ہی راہ پا لینگے یا راستہ پر لگ جینگے یعنی یہ دعا جو رسول کریم صلعم سے مسئلت یعنی سوال کرینگا اور خدا سبحانہ سے اجابت یعنی قبولیت کا ہے مطلب یہ کہ یقینی ایسا ہوتا ہی کہ میرے بندے ہر زمانہ میں اسی حالت وکیفیت پر جو مخلوق میں رائج وجائز ہے مجھسے سوال کرینگے اور مجھسے سوال کرنا گویا مجھی سے سوال کرنا ہی پس میں یقینی ایسے سوال کرنیکو قبول کرنیکے لیے اپنی ذات سے نزدیک ہی یعنی اپنی ذات سے قبول کرتا ہوں کیونکہ مجھسے سوال کرنا گویا مجھسے سوال کرنا ہے پس اسکا جلد قبول کرنا بھی میری ذات سے ہے کہ اُسکی اجابت کیلیے معہ ذات قریب ہوں جسطرح جیسا پکارنیوالا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اُسکی پکار کو قبول کرتا ہوں۔ جب ایسی بات ہے تو اُنھیں چاہیئے کہ اس چیز کی قبولیت کی بابت جسکا اُنھوں نے سوال کیا ہے جواب مانگیں کہ اس قسم کی مانگ و دعا کے اجرا اور پورا کرنیکی قبولیت جسمیں رسول صلعم کے واسطے سے سوال ہو میرے لیے خاص ہی یا جسمیں میری خوشنودی یا قربت یا اجابت خاص یا عام طور پر بے تردید اور بغیر ردّ کئے ہوئی ہو۔ یا وے خود اس چیز کے قبول ہونیکا جسکی خبر دیگئی ہے جواب دیں کہ میں اس قسم کی مانگ و دعا کی جلد اجابت کیلیئے معہ ذات قریب ہوں۔ خلاصہ یہ کہ اسطرح کی دعا کی اجابت کیلیئے جسمیں رسول صلعم کے واسطہ سے سوال ہو مثل پکارنیوالے کی پکار کے جو مجھی کو پکارتا ہو میں اپنی ذات سے قریب ہوں جب ایسا ہے تو چاہیئے کہ جس چیز کی قبولیت کی بابت اُنکا سوال ہی جواب کے طالب ہوں کہ اسکا پورا کرنا خاص میرا کام ہے یا اسمیں میری رضا وقربت واجابت بالخصوص یا بالعموم بے تردید ہو چاہیئے کہ وے آپ اس سوال کے مقبول ہونیکا یہ جواب دیدیں کہ میں اسکی اجابت کے لیے بذات خود قریب ہوں۔ اور اُنھیں چاہیئے کہ اسطرح سے مجھسے سوال کرنے میں جسکی مانگ رسول صلعم کے ساتھ ہوئی ہو۔ اور اس قبولیت کے چاہنے میں جسمیں میری خوشنودی وغیرہ کے خاص یا عام نتیجے حاصل ہوتے ہی ہوں مجھپر ایمان لاویں اور یقین کریں۔ بعد اسکے شفقت اور رحمت کی راہ سے بندوں کے اضافی اختیار کا حوالہ دیکر اُنکی نسبت فرمایا میں اُمید کرتا ہوں یا وے اپنے لیے امید کرلیں کہ وہ اس دعا کے

مطلب و خلاصہ از مترجم

صفتِ اختیاریۂ عبد است پس ترجی مشیرِ شفقت و رحمت تواند شد نہ مشیرِ احتیاج کہ عدم
احتیاج خود ظاہر تر است ہم بآید دانست اِذَا مخصوص است بشرطِ عام الزمان
و محقق الوقوع پس مقتضی است بر اباحۂ سوال مذکور الکیف دواماً و حذفِ
مفعولِ ثانی مشیر توسعش ہست و عبادِ بالاضافۃ عام است بمظہریۂ تضمنی و
التزامی بموجوداتِ قدیمہ بنا بر عمومِ لفظ و خاص است بمظہریۂ تضمنی بموجوداتِ قدیمہ
بنا بر خصوصِ محل اے مسالت با رسول کریم صلعم و استعارت مفید مبالغۂ مشبہ
و قرب ذاتی مسلّمِ اہلِ تحقیق و حذفِ مفعولِ قریب بتوسعش مشیرِ تفاوت
مراتبِ قرب بروفقِ تفاوتِ مراتبِ مفعول پس قرب بعبدِ سائل از رسول کریم صلعم

ایمان صفت اختیاری بندہ ہے۔

ترجمہ بندہ کی اختیاری صفت ہے۔ پس بعد ایمان لعلّ کے لفظ سے رجاء و امیدواری دینا یا دلانا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ امیدواری براہ شفقت و رحمت ہے نہ بہ اشارہ بغرض احتیاج ہے کیونکہ عدم احتیاج خود ظاہر تر ہے۔ اسلیے کہ بندہ کا ایمان اسکی صفت اختیاری ہونیکے سبب احتیاج کا نہ ہونا اچھی طرح ظاہر کر رہا ہے۔ اور اِنّی قریبٌ کے معنی میں قربِ ذاتی کی قید جیسا ترجمہ کریمہ میں مذکور ہوا ہے اس بنا پر ہے کہ قرب ذاتی کا تحقق و ثبوت ہو جائے بخلاف اسکے جو کہا گیا ہے کہ اپنی صفات سے قریب ہے نہ ذات سے اسکی تحقیق و تردید ذکر کیفیت معیت و قربت و احاطت میں مذکور ہے وہاں دیکھو۔ ذات مع الصفات قریب ہونیکا حال بالتفصیل معلوم ہو سکتا ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ لفظ اِذا ایسی شرط کے ساتھ مخصوص ہے جسمیں زمانہ عام ہوا اور اس شرط کا واقع ہونا محقق اور یقینی ہو چکا ہو۔ پس آیت کریمہ میں اِذَا مذکور الکیف سوال کے ہمیشہ مباح رہنے کا تقاضا کرتا ہے۔ اور سَاَلَکَ فعل کے دوسرے مفعول کا حذف ہونا اس مفعول کے متوسع ہونیکا اشارہ کرتا ہے۔ اور لفظ عبادِ جو متکلم حقیقی قدیم کی طرف مضاف ہے عموم لفظ کی بنا پر عام ہے کہ بندے خواہ موجودات قدیمہ کے تضمنی مظہر ہوں خواہ التزامی۔ اور یہی لفظ خصوص محل کی بنا پر کہ رسول کریم صلعم کے ساتھ مسئلت ہے خاص ہے کہ وہ بندے موجودات قدیمہ کے خاص مظہر تضمنی ہوں نہ التزامی۔ اور یہ استعارہ کہ رسول کریم صلعم سے سوال کرنا گویا خدا سے سوال ہے مبالغۂ مشبہ کو مفید ہے یعنی رسول صلعم سے سوال کرنے کو مانگنے سے نہیں مبالغہ کرنے کے لیے مفید ہے۔ اور قرب ذاتی جل جلالہ اہل تحقیق کے نزدیک مسلّم ہے جو اسکو اپنی مخلوق کے ساتھ ہے۔ اور لفظ قریبٌ کے مفعول کا حذف ہونا مفعول کے متوسع ہونیکے سبب مفعول کے متفاوت مراتب کی موافقت پر مراتب قرب کے متفاوت ہونیکی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس قرب خدا ایسے بندہ سے جو رسول کریم صلعم سے سائل ہے

بمقتضائی مفعول مخصوص محل از متشابہات است و بمقتضائی عموم لفظ از محکمات و نیز باید دانست این کریمہ باشارت از معنی فَلْيَسْتَجِيبُوا بمعنی خاصہ طلب و بمعنی فلیجیبوا رازی دیگر دارد ارتفاع جہل است از تشابہ صفت بہ تثبیت و توصیف صفت اضافی رسول اللہ تعالیٰ صلعم باچنیں فضائل کہ ہست و نفی استقلال از صفتش صلعم چنانکہ در کریمہ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا است باخبار پیشین اعجازًا درینصورت فَلْيَسْتَجِيبُوا بمعنی خاصہ طلب است وضمائر امر غائب و ہم لعل راجع بعباد بمراد مخصوص المحل یا اثبات فضیلت صفات اضافی رسول کریم است صلعم باچنیں فضائل کہ ہست در مقابلہ منکرین باخبار پیشین اعجازًا و درینصورت فَلْيَسْتَجِيبُوا بمعنی فلیجیبوا بارجوع ضمائر امر غائب

ترجمہ: بتقاضائے مفعول مخصوص محل متشابہات میں سے ہے یعنی وہ بندہ جو رسول کریم صلعم کے حضور میں سائل ہے یہ مسئلت چونکہ مخصوص محل مفعول کی خواہاں ہے لہذا یہ مفعول بندہ مخصوص ہوگا اسکے ساتھ جو قرب خدا ہوگا وہ متشابہات ہی سمجھا جائے گا۔ اور عموم لفظ عباد چونکہ مفعول کا خواہاں ہے لہذا عام بندہ کے ساتھ خدا کی قربت محکمات سے شمار ہوگی موافق حکم قرآنی۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ یہ آیت کریمہ فلیستجیبوا کے معنی کی اشارت پر کہ بمعنی خاصہ طلب جواب ہو۔ اور یہ کہ بمعنے فلیجیبوا یعنی از خود جواب دینے کے معنی میں ہو ایک راز جداگانہ کو شامل ہے کہ وہ تشابہ صفت کی نسبت جہل کا اٹھ جانا ہے جو رسول خدائے برتر کی صفت اضافی کے ثابت کرنے اور وصف کرنے میں ہوتا تھا ایسے فضائل کے ساتھ کہ ہیں یعنی رسول اللہ تعالیٰ صلعم کی صفت اضافی کو ان فضائل کے ساتھ جو یہاں ہیں ثابت کرنے اور انکا وصف کرنے میں جو جہل صفت کے متشابہ ہونیکی نسبت اسجگہ ہوتا تھا وہ اب نہ رہا اور آنحضرت صلعم کی صفت سے استقلال کی نفی بھی ہوگئی جیسا اس آیت کریمہ میں مع اخبار پیشین اعجازًا ہے یعنی بطور معجزہ پہلے سے خبر دینے کی اطلاع ہے۔ جو سورہ اعراف رکوع تیئیس ۲۳ میں ہے قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا یعنی آپ کہدیجئے کہ میں اپنے اختیار سے خاص اپنی جان کے بھلے برے کا یا نفع نقصان کا بطور استقلال کہ خاصہ الوہیت ہے مالک نہیں ہوں (تفسیر اس آیت کی بحث ذکر ثبوت شفاعۃ میں ہی جو عنقریب مذکور ہوگی) اس صورت میں فلیستجیبوا بمعنے خاصہ طلب ہے اور ضمیریں امر غائب کی

واسم لعل بسوئی عباد بمراد عموم لفظ غیر مخصوص المحل است تدبر واجب است نہ پراگندہ مغزی و بہر صورت جواب سائل از قریب مذکور شانِ نزول است بازیادت مطالب دیگر بتعلیم طریقہ احسن دعا و مبالغہ اجابت بدلالت ترجی و استعارت۔

ترکیب نحوی اذا سألک عبادی مشبہ عنی بتقدیر کانہ سأل عنی مشبہ بہ استعارتاً مع عن مفید تجاوز پس مشبہ و مشبہ بہ شرط محقق الوقوع عام الزمان بخاصیۃ اذا است فانی قریب مع تقدیر بالاجابت متعلق قریب جملہ مستانفہ عنہا مشبہ اجیب الخ جملہ شرطیہ مستانفہ مستعار بتقدیر حرف تشبیہ ای کما اجیب الخ مشبہ بہ پس این مجموع جزاء شرط اذا سألک الخ است جملہ خبریہ و این سر استیناف و تشبیہ از فصل مطلق توان دریافت

ترجمہ اور اسم لعل کا راجع عباد کی طرف ہے مخصوص المحل مراد ہے جیسا اوپر مذکور ہوا۔ یا رسول کریم صلعم کی صفات اضافی کی فضیلت کا اثبات ہے ایسے فضائل کے ساتھ کہ بیان ہیں منکرین کے مقابلہ میں جسمیں بطور اعجاز پیشین گوئی کی اطلاع ہے۔ اور اس صورت میں کہ فلیستجیبوا بمعنے فلیجیبوا یعنی رخود جواب دہی کے معنے میں ہے کہ اسمیں ضمائر امر غائب اور اسم لعل کا رجوع اُن عباد کی طرف ہے جو بنا بر مراد عموم لفظ مخصوص المحل نہیں ہیں یہاں تدبر اور سوچنا واجب ہے نہ پراگندہ مغزی۔ اور بہر صورت یہ جواب ہے سائل کا قریب مذکور شانِ نزول سے مع زیادتی دوسرے مطالب کے جسمیں دعا کے بہت اچھے طریقہ کی تعلیم ہے اور بدلالت ترجی اور استعارہ کے قبولیت کا مبالغہ ہے۔ **ترکیب نحوی** آیت مذکورہ۔ اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي مشبہ عنی کا جو شبہ ہے جسکی تقدیر یہ ہے کَانَّہٗ سَأَلَ عَنِّی کہ یہ بطور استعارہ مع عن مفید تجاوز ہے۔ پس شبہ و مشبہ بہ ملکر شرط ہوا کہ اس شرط کا عام زمانہ یعنی ہر زمانہ میں واقع ہونا لفظ اِذَا کی خاصیت پر محقق ہے فَاِنِّی قَرِیْبٌ کہ اسمیں الاجابت مقدر ہے جو ہی قریب کا متعلق ہے۔ یہ اسم و خبر مع متعلق ملکر ایک جملہ مستانفہ کہ اس سے پہلے مشبہ ہوا جس کا شبہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ہے کہ یہ جملہ شرطیہ مستانفہ مستعارہ ہے جسمیں حرف تشبیہ مقدر ہے یعنی اصل یوں ہے کَمَا اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ پس یہ جملہ شرطیہ مستانفہ مستعارہ مشبہ بہ ہوا اُسی جملہ مستانفہ مشبہ کا یعنی فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ بِالْاِجَابَۃِ کا۔ اب یہ دونوں جملے مستانفہ کہ شبہ و مشبہ بہ ہیں ملکر جزا ہوئے شرط مقدم اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ کے جو شبہ و مشبہ بہ ملکر شرط ہوئے تھے۔ اب یہ مجموعہ شرط و جزا ملکر جملہ خبریہ ہوا۔ اور اس استینافی جملوں اور تشبیہ کا بھید فصل مطلق یعنی وقفِ مطلق سے جس کا اشارہ حرف ط سے ہوا ہے معلوم کرنا چاہیے

ترکیب نحوی آیۂ مذکورہ

والّا وصل توصیفاً یا عطف جزائی باہمال شرط متاخر می باید فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی جملہ معطوفہ جزاء شرط محذوف ای اذا کان الامر کذا و موید این مدعا کریمہ ولو انہم

اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا

اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا است و اعینونی یا عباد اللہ و نیز باید دانست در صورت اختیار عن حکایۃً طوالت بحذف بید لالت قل لابد منہ جزاء بسبب عدم استقامت معنی این جزاش ای فانی قریب بر این شرط ای اذا سالک مرتبت ش مربوط است بطوالت م و حذف بی مقصود و تاویل باشارہ بلطف خاص رب بعباد بمقابلہ وساطت بارسول نامحمود و ہم شرط و تعمیم اذا بی معنی بود بل کلام ہمچو یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ و یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ مستقیم المعنی شود

ترجمہ ورنہ توصیف کی حالت میں وصل یا جزا کی حالت میں عطف چاہیے باوجود اہمال شرط متاخر کے کیونکہ شرط کا آخر میں آنا مہمل ٹھہرتا ہے۔ اور فلیستجیبوا لی اور ولیؤمنوا بی دونوں جملے معطوفہ جزا ہیں شرط محذوف یعنی اذا کان الامر کذا کی۔ اور اس مدعا کی مؤید یہ آیت کریمہ ہے جو سورہ نساء رکوع نہم میں ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما یعنی اور اگر وہ لوگ جبکہ اپنی جانوں پر ظلم کریں آئیں آپ کے پاس پھر وہ آپ کے واسطے سے اللہ سے مغفرت کے خواہاں ہوں اور یہ رسول انکے لیے مغفرت مانگیں تو البتہ وے اللہ کو رجوع کرنیوالا مہربان پائینگے۔ اور یہ حدیث ہے کہ اعینونی یا عباد اللہ یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد اور اعانت کرو۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ حرف عن کے معنی بطور حکایت اختیار کرنیکی صورت میں طوالت ہے حذف کے ساتھ بے دلالت قل کہ جزا کیلیے اس قل سے چارہ نہیں ہے بسبب مستقیم معنی نہونے اس جزا یعنی فانی قریب کے اس شرط یعنی اذا سالک پر مطلب یہ کہ اذا سالک عنی میں حرف عن بجائے معنی تجاوز حکایتاً اختیار کیا جاوے تو بغیر دلالت قل کے حذف میں طوالت ہوگی حالانکہ جزا کے لیے اس لفظ قل سے چارہ نہیں ہے کیونکہ بغیر دلالت قل کے اس جزا یعنی فانی قریب کے معنی اس شرط یعنی اذا سالک پر مستقیم نہ ہونگے۔ اور حذف بے مقصود ہوگا اور تاویل نامحمود ہوگی کیونکہ بندوں کی طرف پروردگار کے لطف خاص ہی جو اشارہ ہے وہ اس وساطت کے مقابلہ میں جو رسول کے ساتھ ہے اور یہ تاویل تعریف کے قابل نہیں۔ اور شرط بھی اور اذا کی تعمیم بھی بے معنی ہو جائیگی۔ بلکہ کلام مانند آیات کریمہ کے مستقیم المعنی ہو جاویگا جیسا کریمہ یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی کہ سورہ بنی اسرائیل رکوع دس میں ہے یعنی وہ آپ سے پوچھتے ہیں روح کی بابت کہدیجیے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور کریمہ یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو کہ سورہ بقر کے رکوع ستائیس میں ہے یعنی وے آپ سے پوچھتے ہیں کہ کس قدر خرچ کریں کہدیجیے کہ عفو یعنی زائد حاجت سے

تائید مدعا از آیت و حدیث +

بیان رفع دخل دیگر معانی کا +

واگر اِذا گمان بُردہ شود بماضی بر حسبِ سوال تجریدًا جزاء بلفظ قُل بنا بر سلب اتصالِ زمانی در جزاءِ شرط باِذا لغو است ش اے شرطیکہ باِذا است تحقق وقوعِ جزاء باتصالِ زمان خواہد کہ شرط را تاثیر در جزاء است وحال آنکہ شرط محقق الوقوع مفید الزمان بالماضی است پس استقامتِ معنی بجزاء بلفظِ قُل چو تواند شد م ونیز ش عطف است بر جملہ بنا بر دلیل لغویت م صحتِ جزاء بشرطِ ممکن الوقوع بجعلِ جاعل است پس ما وقع شرط نبود مگر بوقتِ جعل جاعل بحذفِ اُذکُر بشرطِ اِذا واِن تحققَ ش صیغہ ماضی م بشرطِ اِن ش اگر وقتِ جعلِ جاعل وقتِ شرط است نہ وقتِ وقوع بحذفِ اُذکُر بشرطِ اِذا وحذفِ اِن تحققَ بشرطِ اِن م کہ دریجا مستقیم المعنی نیست بتخالفِ نظم وشانِ نزول در تعیینِ فاعل ش ای در نظم صیغہ جمع فاعل سالک است ودر سوالِ مذکورِ شانِ نزول تفرد سائل م فہم سخن بر لبیب است

ترجمہ اور اگر اِذا سالکَ میں فعل ماضی ہونیکے سبب سوال کی موافقت پر اِذا زمان ماضی میں گمان کیا جاوے بحالت میں جزا کا حرف لفظ قُل سے مجرد کرنا بسبب اتصال زمانی سلب ہونیکے جزا میں کیونکہ اتصال زمانہ کا جزا میں مسلوب ہے۔ شرطِ اِذا کے ساتھ لغو ہے۔ یعنی جو شرط کہ اِذا کے ساتھ ہو وہ اپنی جزا کو زمانہ متصل میں متحقق یعنی واقع ہونیکو چاہتی ہے اسلیے کہ شرط کی تاثیر جزا میں ہے۔ اور حالانکہ شرط جو زمانہ ماضی کے ساتھ مفید ہو اسکا واقع ہونا محقق ہے پس جزا میں معنی کا مستقیم ہونا لفظ قُل کے ساتھ کیسے ہو سکے گا۔ پھر شرط کا لغو ہونا یہاں اس بنا پر بھی ہے کہ جزا کی صحت جعل جاعل سے ہے جبکہ شرط ممکن الوقوع ہو یعنی واقع ہونا اُس کا ممکن ہو۔ پس ما وقع یعنی جو کچھ واقع ہوا شرط نہ ہوگا مگر جعل جاعل کے وقت یعنی کرنے والے کے کرنے کے وقت کہ وہی شرط کا وقت ہے نہ واقع ہونے کا وقت جس میں اِذا کی شرط کی صورت میں لفظ اُذکُر یعنی یاد کر حذف ہوگا۔ اور اِن سے شرط ہونے کی صورت میں اِن تحقق کا حذف ہو جائے گا اس لیے کہ یہاں نظم اور شان نزول کے باہم فاعل کی تعیین میں متخالف ہونے کے سبب معنی مستقیم نہیں ہیں کیونکہ نظم میں سالکَ کا فاعل صیغہ جمع ہے اور شان نزول کے سوال مذکور میں سائل کا تفرد ہے۔ یہاں کلام کو سمجھنا عقلمند کا کام ہے۔

واگر گمان بردہ شود بمستقبل خلافِ زمانِ سوال مذکور است لیکن آنکہ جواب سائل از قرب دریں ضمن منصور گردد وجزار ممکن الوقوع متتابع ومخصوص الزمان باشد ش اشارت است باستقامۃ معنیٰ قُل بمقابلہ شرط مستقبل مخصوص الزمان بوجود عالم شہود ہم ولیکن تحقق وقوع شرط بزمان مستقبل مروی نیست۔ واگر باشد مقولۂ قُل اِنَّہٗ است ولیکن اِنّیْ مشیر بر تخصیص اظہار رحمت بقرب واجابت تواند شد وہنوز حذفِ قُل واستقامتِ معنی تعمیم اِذا بمفہومِ شرط وجزاء بہ قُل ہمچناں منظور فیہ است واگر گمان بردہ شود بعمومِ زمان اہمال سوال قرب در زمان عام بتحصیل حاصل بشہرت تحقق قرب حق تعالیٰ از کتاب ش اللہ تعالیٰ وکتاب الرسول صلعم ہم است واہمالِ جواب بعدم اہلیت استماع بعض سائل ش است ہم یا عدم جواب بہ بعض سائل مخالف امر ش است وایں تردید است بر اہمالِ جواب ہم باوجود شمول سائل بعموم عباد

ترجمہ اور اگر اِذا زمان کے مستقبل کے ساتھ گمان کر لیا جاوے تو یہ خلاف زمانِ سوال مذکور ہے لیکن یہ کہ سائل کا جواب قرب کی نسبت اسی ضمن میں منصور ہوگا اور جزا ممکن الوقوع متتابع اور مخصوص الزمان ہو جائیگی۔ کیونکہ شرطِ مستقبل کے مقابلہ میں کہ عالم شہود میں ہونیکے سبب زمانہ مخصوص میں ہے قُل کے معنے کے استقامت پر اس سے اشارہ ہو رہا ہے یعنی جزا کے ممکن الوقوع اور مخصوص الزمان ہونے کا شرط کی تبع میں۔ ولیکن شرط کے زمانہ مستقبل میں واقع ہونے کا تحقق مروی نہیں ہے۔ اور اگر تحقق وقوع شرط بزمان مستقبل ہووے تو مقولہ قُل کا اِنَّہٗ ہے ولیکن لفظ اِنّیْ قرب واجابت کے ساتھ رحمت ظاہر کرنے کی تخصیص پر مشیر ہو سکتا ہے۔ اور ابھی تک حذفِ قُل اور اِذا کی معنی تعمیم کی استقامت مفہوم شرط میں اور مفہوم جزا کا قُل کے ساتھ اسی طرح منظور فیہ ہے۔ واگر گمان کر لیا جاوے عموم زمان کا تو قرب کا سوال زمانِ عام میں تحصیل حاصل کے سبب مہمل ہوگا اسلئے کہ قرب حقتعالیٰ کا تحقق کتاب اللہ اور کتاب الرسول صلعم سے مشہور ہے۔ اور جواب کا اہمال بعض سائل کے اہلیت استماع نہ ہونیکے سبب ہے۔ یا جواب کا نہ ہونا بعض سائل کی نسبت مخالف امر ہے باوجود شامل ہونے سائل کے عموم عباد میں۔ اور یہ اہمالِ جواب پر تردید ہے +

وفصل مطلق مانع توصیف وعطف فلیستجیبوا بمعنی فلیجیبوا بجزای شرط
ای اِذَا اَدعُوہم او دعوتہم منافی ایمان وطاعت ماسبق حاصل عباد است
چہ امر بر غیر حاصل تواند شد وہمچنیں ولیومنوا نیز ونیز ایمان برایمانِ حاصل باطل
است ومعنی تاکید را شرط مانع چہ تاکید بر معدوم باطل وتاویل لعل بابقد عدم
وقوعش بر فعل مانع وافادتِ معنی تقلیل فائدہ فلیستجیبوا ولیومنوا را ناقص میکند
والبتہ تاویلش بمعنی راجین حاضرین یا غائبین نیکوتر است بموافقتِ اصلش
کہ بمعنی تمنی است ونیز باید دانست کہ ایں کریمہ دلیلِ دعوی استغاثہ از رسول
کریم صلعم تواند شد ونیز دعا بتوسل مقیمانِ عالمِ روح وعالمِ شہود وعالم برزخ
عموماً از انبیاء واولیاء وملائکہ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام فرمود صلعم
توسّلوا بی الٰی ربکم۔ وآں خواست شفاعت از و است صلعم یا خواست از
حق تعالیٰ بکرامتی کہ بجناب او است صلعم

ترجمہ اور فصل مطلق یعنی وقفِ مطلق توصیفاً وعطف کا مانع ہے۔ اور جزا فلیستجیبوا یعنے
فلیجیبوا مع اس شرط یعنی اِذَا اَدعُوہم اَوْ دَعَوْتُہم کے یعنی جبکہ میں انکو بلاؤں یا میں نے
انکو بلایا۔ نفی کرنے والی ہے ایسے ایمان وطاعت کی جو پہلے سے بندوں کو حاصل ہو اسلیے کہ امر غیر
حاصل پر ہو سکتا ہے نہ حاصل پر۔ اور اسی طرح ولیؤمنوا بھی۔ اور بھی ایمان ایمانِ حاصل پر باطل
ہے۔ اور معنی تاکید کے لیے شرط مانع ہے اسلیے کہ تاکید معدوم پر باطل ہے۔ اور لعلّ کی
تاویل کو عدم کے ساتھ اس کا فعل پر نہ واقع ہونا مانع ہے۔ اور معنی تقلیل کا فائدہ دینا
فلیستجیبوا ولیؤمنوا کے فائدہ کو ناقص کرتا ہے۔ اور البتہ لعلّ کی تاویل راجین حاضرین
یا غائبین یعنی حاضر یا غائب امیدواروں کے معنی میں بسبب موافقت اپنی اصل کے کہ لعلّ کے
معنی تمنا کے ہیں بہت اچھی ہے۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ یہ آیت کریمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے استغاثت اور مدد مانگنے کے دعوی کی دلیل ہو سکتی ہے۔ اور عالم روح اور عالم شہود اور عالم برزخ کے
رہنے والوں کی توسل سے دعا مانگنے کے دعوی کی دلیل بھی ہو سکتی ہے عام ہے کہ وہ انبیا ہوں خواہ اولیاء ہوں
خواہ ملائکہ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توسّلوا بی الٰی ربکم یعنی اپنے رب کی طرف
مجھکو وسیلہ پکڑو۔ اور یہ حضور صلعم سے طلب شفاعت ہے یا حق تعالیٰ سے مانگنا ہے اُس کرامت کے طفیل میں جو حضور صلعم کے حال ہے

نیز دعا بتوسل مقبولان بارگاہ الٰہی

دلیل توسل واستعانت از اولیاء کرام وسائر انبیاء واولیاء
وملائکہ وتوسل بعضی از عالم ارواح وشہود وبرزخ
وثبوت احادیث نبویہ +

چنانکہ در حدیث شریف از حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مذکور است یا رَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ وانہ آنحضرت صلعم اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ اَنْ تَقْبَلَنِیْ فِیْ ھٰذِہِ الْغَدَاۃِ وَالْعَشِیَّۃِ وَاَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنَ النَّارِ وچوں در لحد حضرت فاطمہ بنت اسد در آمد صلعم دعا کرد صلعم اَللّٰہُ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ اغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ وَوَسِّعْ عَلَیْھَا مَدْخَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ فَاِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ باید دانست ہرچہ کند او سبحانہ از نفع وضرر وخیر وشر ہمہ راجع بحکمت معلوم او سبحانہ است نہ بوجوب وحق وغرض کہ مستلزم جبر واضطرار باشد سبحان اللہ عن ذلک البتہ بمقتضای کرم ورحم او سبحانہ وکرامتی کہ بحال بعض عباد است حقی غیر واجب کہ شائبہ از وجوب دارد برو است سبحانہ کما قال سبحانہ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ ش تنبیہ ازینجا دو قولی است

ترجمہ جیسا حدیث شریف میں حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے مذکور ہے یا رَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ یعنی اے میرے رب میں تجھ سے بحق محمد سائل ہوں کہ تو مجھ کو بخشدے اور خود آنحضرت صلعم سے اسطرح اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ اَنْ تَقْبَلَنِیْ فِیْ ھٰذِہِ الْغَدَاۃِ وَالْعَشِیَّۃِ وَاَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنَ النَّارِ یعنی اے میرے خدا ہم تجھ سے سائل ہیں بواسطہ اس حق کے کہ مانگنے والوں کا تجھ پر ہے کہ مجھکو اس صبح وشام میں قبول کرلے اور یہ کہ مجھکو آگ سے نجات دے۔ اور جبکہ حضرت فاطمہ بنت اسد کی لحد میں حضور صلعم اُترے تو آپ نے یہ دعا کی اَللّٰہُ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ اغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ وَوَسِّعْ عَلَیْھَا مَدْخَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ فَاِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ یعنی اے وہ جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے نہیں مرتا ہے اے خدا تو بخشدے خاص میری ما فاطمہ بنت اسد کو اور اُسپر اسکے داخل ہونیکی جگہ کو چوڑا کردے تیرے نبی کے حق کے سبب اور مجھسے پہلے انبیاء کے حق کے بیشک تو ہی بڑا مہربان ہے مہربانوں میں۔ سمجھنا چاہیے جو کچھ حق سبحانہ نفع اور نقصان بھلائی اور برائی سے کرتا ہے سب اُسی حق سبحانہ کی حکمت معلوم کیطرف راجع ہے نہ یہ حق سبحانہ پر واجب ہے کہ ایسا کرے اور اُسپر حق ہے کہ اسکے ذمہ ہو گیا ہو اور کسی غرض سے کیا ہو جس سے جبر واضطرار لازم ہوتا ہو۔ اللہ اس سے پاک ہے۔ البتہ حق سبحانہ کے کرم ورحم کے تقاضے سے اور اس کرامت کی خواہش ہو جو بعض بندوں کے حال کے موافق ہے ایک غیر واجب حق جسمیں اجب ہونے کا شبہ ہوتا ہے حق سبحانہ پر ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورہ یونس رکوع گیارہ میں حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی ہم پر حق ہے کہ ہم مومنین کو نجات دینگے۔ اور سورہ روم رکوع پانچ میں وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی ہم پر حق ہو گیا ہے مومنین کی مدد کرنا۔ تنبیہ یہاں دو قول کا رد ہے

در ترتب اثر دعا باجابت حق سبحانہ +

که گفتند بحقِ فلان گفتن ممنوع است چه بر خدائے عزوجل حقی از کسی نباشد
اے وای دلیلے آوردند بریں از عدم وجوب امری بر حق سبحانہ و نظر نہ کردند بر قرآن
مجید و حدیث شریف م زیں پس سخن است در ترتب اثر دعا باجابتِ حق سبحانہ
وآں بالحال است حسب مراد تخصیصاً باعجاز ش ای بے اشتراک غیر اعجاز م
وتعمیماً غالباً بکرامت ش اے باشتراک غیر یعنی اعجاز و معونت م و شذوذاً
بمعونت یا بالمستقبل تخصیصاً غالباً بکرامت و معونت و شذوذاً باعجاز غالباً
بحکمت معلومہ یا ماول است بہ بدل تخصیصاً غالباً بمعونت و شذوذاً بکرامت
وآں نیز بالحال است یا بالمستقبل الی الآخرۃ و نیز بدل است بما فات۔

بیان انواع ترتب اثر دعا باجابت الٰہی

ترجمہ جنھوں نے کہا کہ بحق فلاں کہنا منع ہے اسلیے کہ خدائے عزوجل پر کسی کا کوئی حق نہیں ہوتا ہے
افسوس انھوں نے اسپر وہ دلیل اختیار کی جو حق سبحانہ پر کسی امر کے واجب نہ ہونیکی نسبت ہو اور قرآن مجید
اور حدیث شریف پر انھوں نے نظر نہ کی۔ اس کے بعد کلام ہے دعا کے ترتب اثر میں خدا کے مقبول ہونے
پر۔ اور وہ موافق مراد بالحال یعنی اسی وقت کے بطور خصوصیت اعجاز سے جسمیں غیر معجزہ کا اشتراک نہ ہو۔ اور
بطور عموم اکثر کرامت سے جسمیں اشتراک غیر یعنی اعجاز و معونت ہو۔ اور بطور شاذ و نادر معونت سے۔ یا تو
مراد بالمستقبل یعنی آیندہ ہی بطور خصوصیت اکثر کرامت اور معونت سے۔ اور بطور شاذ و نادر اعجاز سے اکثر
حکمت معلومہ کے موافق۔ یا ماول ہے بدل سے بطور خصوصیت اکثر معونت سے اور بطور شاذ و نادر کرامت
سے۔ اور وہ بالحال بھی ہے یا بالمستقبل آخرت تک۔ اور وہ بدل بھی ہے مافات سے۔ یعنی دعا
خدا کی جناب میں مقبول ہو کر حسب مراد خواہ اسی وقت اسکا اثر مترتب ہو جاوے اعجاز کے سبب خصوصیت
کی راہ سے کسی پیغمبر کے اظہار معجزہ کے لیے کہ غیر اعجاز کا اسمیں اشتراک نہ ہو کیونکہ معجزہ سے بمقابلہ پیغمبر
غیر کا عاجز کرنا مقصود ہوتا ہے لہذا پیغمبر کے لیے اسکی خصوصیت ہے۔ اور خواہ یہ دعائے مقبول کسی ولی
کی اظہار ولایت کے لیے عام طور پر اکثر بذریعہ کرامت مترتب ہو کہ اسمیں اشتراک غیر ہے یعنی اعجاز و
معونت ہر دو مشترک ہیں۔ اور خواہ نادر طور پر مومن متقی کے لیے بسبب معونت مترتب فی الحال ہو۔ یا حسب مراد
دعائے مقبول کا ترتب اثر آیندہ ہو غالباً بطور خصوصیت بسبب کرامت و معونت۔ اور بصورت نادر بذریعہ اعجاز
اکثر حکمت معلومہ کے موافق۔ یا دعا مقبول ہو کر بدل کے ساتھ تاویل کر دی جاوے غالباً بطور خصوصیت بسبب معونت و
بصورت نادر بذریعہ کرامت اور یہ اجابت دعا کا ترتب اثر بالحال یا بالمستقبل آخرۃ تک بھی ہو۔ اور یہ مافات کا بدل بھی ہوجاتی ہے

و باید دانست کہ در بدل بمقتضای حکمت و رحمت دو نعمت است حفظ از ضرر خواستہ و ایصال بہ نفع ناخواستہ و آں ش داعی هم ہنوز باوجودِ علم در اعراضِ حکمت و کفرانِ رحمت و ایں ہمہ ش اے ترتبِ اثرِ دعا بانواع مذکورہ بمقتضائے انطباقِ دعا بارادتِ الٰہی جلّت ارادتہ است زیں پس سخن است در اجابتِ دعوات کفار و آں نیز مقبول است کما قال سبحانہ اُجِیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ الآیۃ بالعموم داعی و اِذَا مَسَّ الْاِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّہٗ مُنِیبًا اِلَیْہِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَہٗ نِعْمَةً مِّنْہُ نَسِیَ مَا کَانَ یَدْعُوا اِلَیْہِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰہِ اَندَادًا لِّیُضِلَّ عَن سَبِیلِہٖ ط و ہمچو دعای ابلیس فرمود سبحانہ قَالَ رَبِّ فَاَنظِرْنِی اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُونَ ہ قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنظَرِینَ ہ و دعای فرعون استدراجاً الیہم

مربوط ہست بمقبول است

در اجابت دعوات کفار

ترجمہ - اور سمجھنا چاہیئے کہ بدل میں حکمت اور رحمت کے مقتضا سے دو نعمتیں ہیں ایک ضرر خواستہ سے محفوظ رہنا - دوسری ناخواستہ فائدہ کو پہنچنا - اور یہ داعی ابھی تک باوجود علم کے اعراض حکمت اور کفرانِ نعمت میں ہے - اور یہ سب یعنی دعا کے اثر کا انواع مذکورہ میں مترتب ہونا ارادت الٰہی جلّت ارادتہ کے ساتھ منطبق ہونیکے مقتضا پر ہے - اس کے بعد گفتگو ہے کفار کی دعاؤں کے مقبول ہونے میں - اور یہ بھی مقبول ہیں جیسا فرمایا حق سبحانہ نے اُجِیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ الآیہ یعنی میں قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی پکار کو جب مجھ کو پکارتا ہے کوئی ہو مومن خواہ کافر کیونکہ اس میں داعی یعنی پکارنے والا عام ہے - چنانچہ تفسیر اس آیت کی ابھی مذکور ہو چکی ہے - اور کریمہ اِذَا مَسَّ الْاِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّہٗ مُنِیبًا اِلَیْہِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَہٗ نِعْمَةً مِّنْہُ نَسِیَ مَا کَانَ یَدْعُوا اِلَیْہِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰہِ اَندَادًا لِّیُضِلَّ عَن سَبِیلِہٖ ط سورۂ زمر کے رکوع اول میں ہے - یعنی جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتا ہے اسی کی طرف رجوع ہوکر پھر جب خدا اسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو جسکی طرف پہلے پکارتا تھا اسکو بھول جاتا ہے اور اسکے لیے شریک بناتا ہے اسکے رستہ سے بہکانے کے لیے - اور اسی طرح ابلیس کی دعا کہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ حجر رکوع تین و سورۂ ص رکوع پندرہ میں قَالَ رَبِّ فَاَنظِرْنِی اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُونَ ہ قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنظَرِینَ ہ یعنی بولا اے رب تو مجھکو ڈھیل دے اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جاویں - فرمایا تحقیق تو ڈھیل دیا گیا ہے - اور دعا فرعون کی - کہ یہ سب دعائیں انکے لیے جو بطور استدراج ہی مقبول کیا

جواب اجابت دعوات کفار کا

تفسیر کریمہ فیکشف ماتدعون الیہ ان شاء الآیہ +

باید دانست در کریمہ فیکشف ماتدعون الیہ ان شاء الآیہ ان شاء متعلق بکشف
ماتدعون الیہ است ای بالحال حسب مراد بالتفارق مراتب (ای ان یشاء) مذکورہ ش کہ در ترتب اثر
دعا مذکور است م پس نفی نمیکند اجابت دعا را کہ ترتب اثرش بالمستقبل باشد
یا ببدل ورنہ معارض باشد عموم اجیب دعوۃ الداع را ونیز بدانکہ سلب نسبت احتیاجی
محتاج بمحتاج الیہ کہ بحقیقت خودش غیر منقطع است مطلقاً ش نیز از سلب
نسبت احتیاجی م سلب مطلق محتاج خواہد فکیف و بعضاً موافق دعوی است
ش اے بقضائی بعض حاجات پس نفی بعض ماؤل باشد بہ بدل بالحال
یا بالمستقبل یا بمافات م واگر قطع نظر کردہ شود از دعا بانجاح حاجات کفار
استدراجاً لہم بشیت غیر معلق بدعا دعوی بے دلیل خلاف ما ثبت دبداہت است

تحقیق معنی وما دعاء الکافرین الا فی ضلال

زیں پس سخن است در تحقیق معنی وما دعاء الکافرین الا فی ضلال ه

تفسیر کریمہ فیکشف ماتدعون الیہ ان شاء الآیہ +

ترجمہ سمجھنا چاہیئے اس آیت کریمہ کو جو سورہ انعام کے چوتھے رکوع میں ہے فیکشف ماتدعون
الیہ ان شاء الآیہ یعنی پس کھول دیتا ہے وہ اسچیز کو کہ تم پکارتے ہو اسکی طرف اگر چاہتا ہے۔ یہ
ان شاء متعلق فیکشف ماتدعون الیہ کا ہے۔ یعنی ترتب اثر دعا میں کشف حسب مراد
اسی وقت بالحال ہوتا ہے اگر وہ چاہتا ہے مع تفارق ان مراتب کے جو مذکور ہوئے۔ پس یہ مضمون
آیت کریمہ اس دعا کی اجابت کی نفی نہیں کرتا ہے جس کا اثر آئندہ مترتب ہوتا ہے یا اسکا ترتب اثر
بدل سے ہوتا ہے ورنہ یہ آیت معارض ہوگی عموم کریمہ اجیب دعوۃ الداع الخ کے۔ اور یہ بھی معلوم ہو
کہ محتاج کی محتاج الیہ کے ساتھ جو نسبت احتیاجی ہے وہ اپنی حقیقت میں غیر منقطع ہے اسکا مطلقاً
سلب محتاج کا سلب مطلق چاہے گا پس محتاج کے ہوتے نسبت احتیاجی کا مطلق سلب کیسے ہو سکتا ہے
اور سلب بعض نسبت احتیاجی کا یہ موافق دعوی کے ہے جسمیں بعض حاجات کا پورا ہونا ثابت ہے۔
پس نفی بعض کی ماؤل ہوگی بدل بالحال کے ساتھ یا بالمستقبل کے ساتھ یا مافات کے ساتھ۔ اور اگر قطع نظر کی جاوے
دعا کو کفار کے انکی حاجات کے پورا ہونے میں جو انکے لیے استدراج ہو اسلیے کہ مشیۃ حق اس دعا کے ساتھ معلق
نہیں ہے تو دعوی بیدلیل خلاف بداہت کے ہے۔ اسکے بعد گفتگو ہے تحقیق معنی میں اس آیت کریمہ کے
جو سورہ مومن کے پانچویں رکوع میں ہے۔ وما دعاء الکافرین الا فی
ضلال ه یعنی اور نہیں ہے دعا کافروں کی مگر جنس گمراہی میں +

تحقیق معنی آیہ کریمہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال میں

بدانکہ دعا مضمونِ عبادت است و مضمونِ خواست نیز در دنیا و ہم در آخرت پس با
تخصیص مفعول بہ ش اعنی بتان یا اللہ تعالیٰ م موافق محل نزول حکم کردہ شود
ای آنچہ دریں عالم از کفار بنسبت بہ بتان است استعانۃً باشد یا عبادۃً ضلال است
بصلۂ فی اشارۃً بمفعول فیہ جزئی یعنی نیست عبادت و خواستۂ کافر مگر در جنسِ ضلال
اے گمراہی و بطالت یا بجائی رسیدنی نا رسیدہ یا گم شدنی اے نیست و نابود شوندہ
عند اللہ تعالیٰ اجرا انہ سخن در رد و قبولِ دعا است. و آنچہ در آخرت است
از اللہ سبحانہٗ است استعاذۃً و آنہم گم شدنی است اجابۃً پس تعارض رفت
زیں پس باید دانست انکارِ اجابتِ دعا کفر است بانکارِ نصوص قطعیہ العیاذُ
باللہ تعالیٰ منہ ۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
علیٰ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعلیٰ اٰلِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَارْحَمْنَا بِہٖ

انکارِ اجابت دعا کفر است

ترجمہ معلوم ہو کہ دعا مضمونِ عبادت ہے اور مضمونِ خواست و طلب بھی یعنی دعا ایسی چیز ہے جسکے ضمن میں عبادت اور طلب دونو موجود ہیں خواہ دعا بغرض عبادت ہو یا بطلب۔ خواہ وہ طلب دنیا میں ہو خواہ آخرت میں۔ پس باعتبار تخصیص مفعول بہ کہ مراد اس سے بت ہوں یا خدائے برتر محل نزول کے موافق اسمیں حکم کیا جاوے گا یعنی کفار سے بتوں کی نسبت جو کچھ اس عالم میں ہے خواہ بطور استعانت ہو یا بطور عبادت ضلال ہے کیونکہ صلۂ فی جزئی مفعول فیہ کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی نہیں ہے کسی کافر کی عبادت اور خواستگاری مگر جنس ضلال میں یعنی گمرہی اور بطالت میں یعنی بجائے رسیدنی نا رسیدہ میں یعنی بجائے پہنچنے والے کے نہ پہنچے ہوے میں یا گم شدہ ہونے میں یعنی نیست و نابود ہونیوالی خدائے برتر کے نزدیک از روئے اجر کے۔ نہ گفتگو دعا کے رد و قبول میں ہے۔ اور جو کچھ کفار سے آخرت میں ہے وہ بطور استعاذہ یعنی پناہ مانگنے کے طور پر حق سبحانہ سے ہے۔ اور وہ بھی اجابتاً گم شدنی ہے یعنی کفار آخرت میں جو کچھ خدا سے پناہ کے طالب ہوں گے وہ بھی براہ مقبولیت گم شدنی ہے پس تعارض جاتا رہا۔ اسکے بعد سمجھنا چاہیئے کہ مقبولیت دعا کا انکار کفر ہے بسبب انکار نصوص قطعیہ کے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے۔ اللھم وفقنا لما تحبہ وترضاہ یعنی اے خدا ہمیں توفیق دے اسکی جو تجھے محبوب ہے اور جس سے تو راضی ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ علیٰ محمدٍ نبیِّ الرحمۃ وعلیٰ اٰلہٖ کما تحبہٗ وترضاہ وشفعہ فینا وارحمنا بہٖ

انکار مقبولیت دعا کفر ہے کیونکہ انکار نص قطعی ہے

۲۷ تفسیر
ذکر کیفیۃ حدیث شریف لا تتخذوا قبری وثنا و حدیث شریف لا تتخذوا قبری عیدا ✦

۲۷ تفسیر
ذکر کیفیۃ حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا و حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا ✦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللّٰہ و نستعینہ و نصلی علےٰ رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین فرمود صلعم لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا ترجمہ ہرگز اختیار مکنید قبر مرا سنگ بت ✦ باید دانست اخذ افادت میکند بر معنی ممنوع الجواز پس اتخاذ نیز کما فی قولہ تعالیٰ خُذُوْا مَا آتَاکُمُ الرَّسُوْلُ الآیہ پس استفادہ تاکید نہی باصل است نہ اے باصل اخذ است نہ بعرض حرف تاکید ہم و استفادہ ثبوت متقدم باقتضائے نہی

تفسیر
ترجمہ ذکر بیان حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا. و حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا ✦ ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللّٰہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین ✦ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا یعنی ہرگز مت اختیار کرو میری قبر کو سنگِ بت۔ سمجھنا چاہیے کہ لفظ اخذ ایسے معنی کو مفید ہے جس میں جواز منع ہے۔ پس اتخاذ بھی اپنی اصل پر کہ فرع اخذ ہے اسی طرح حکم منع جواز میں ہے جیسا خدائے تعالیٰ کے قول میں خُذُوْا مَا آتَاکُمُ الرَّسُوْلُ الآیہ دیکھو سورۂ حشر وغیرہ میں یعنی لے لو اور اختیار کرو جو اس رسول نے تمھیں دیا آخر تک۔ پس لَا تَتَّخِذُوْا کی نہی سے تاکید کا فائدہ حاصل کرنا اس کے اصل مادہ کی بنا پر ہے کہ لفظ اخذ ہے جو جواز کا مانع ہے اور اختیار کا موکد نہ حرف تاکید کے عارض ہونے کے سبب۔ اور ثبوت متقدم کا استفادہ نہی کے اقتضا سے ہے کیونکہ نہی ثابت کے عوارض سے ہوتی ہے کہ وہ ثابت اس سے پہلے ہو اور نہی بغیر اسکے نہیں ہو سکتی پس ثبوت متقدم کا فائدہ اسی نہی کی خواہش سے حاصل ہوتا ہے ✦

تفسیر حدیث شریف لا تتخذوا قبری وثنا ✦

ذکر بیان تفسیر حدیث شریف لا تتخذوا قبری وثنا و حدیث لا تتخذوا قبری عیدا ✦

تفسیر حدیث شریف لا تتخذوا قبری وثنا ✦
بیان لفظ اخذ و اتخاذ مفید معنی جواز و تاکید ہے بنا بر اصل لغت و نہی مقتضی ثبوت متقدم ہے ✦

ولطافت اختیار لفظ وثن بحذف حرف تشبیہ بدلیل امتناع مفعولیت ثانیہ تابعہ مر اسم غیر صفت را مفید توسعہ وجوہ تشبیہ در عوارض ذاتیہ اقرب بہ تشبیہ و عوارض عارضیہ ابعد بہ تشبیہ وثن و تاکید منہی عنہ باتصال بمفعول بہ است

ش عطف تاکید بر توسعہ است و بار تعلیل بر اتصال متعلق مفید یا تاکید م و مقصود تشبیہ از عوارض ذاتیہ اقرب بہ تشبیہ است ش نہ از عوارض عارضیہ ابعد بہ تشبیہ م پس حاصل آنکہ ہرگز اختیار مکنید قبر مرا حجر محض یا غیر نافع و مکروہ ہمچو وثن بل اثرے دارد از مقبور صلعم کما قال صلعم من زار قبری کنت لہ شفیعاً و شہیداً ﴿ و ایں حدیث شریف ش اے لا تتخذوا قبری وثناً م متضمن دو اعجاز است بدلالت بالاشارت بہ پیشین گوئی گرفتن قبر مبارک را صلعم وقتیکہ وجود یابد ہمچو وثن باقتضائے نہی مر ثبوت متقدم را کہ انطباق پذیرفتہ

ترجمہ اور لفظ وثن کے اختیار کرنے کی لطافت مع حذف حرف تشبیہ کے اس دلیل سے کہ خاص اسم غیر صفت کا مفعول ثانی ہونا کہ تابع ہے منع ہے۔ مفید توسع ہے وجوہ تشبیہ کے عوارض ذاتیہ میں جو اقرب بہ تشبیہ ہیں اور عوارض عارضیہ میں جو ابعد بہ تشبیہ ہیں۔ اور مفید تاکید ہے منہی عنہ کے لیے بسبب متصل ہونے مفعول بہ کے۔ یعنی لفظ وثن کا حرف تشبیہ حذف کرکے اس دلیل سے کہ خاص اسم غیر صفت کا تابع ہوکر مفعول ثانی ہونا منع ہے۔ اختیار کرنے میں یہ خوبی ہے کہ اس میں وجوہ تشبیہ کے توسع کا فائدہ ہے اس کے عوارض ذاتیہ میں جو وثن کی تشبیہ میں قریب تر ہیں اور عوارض عارضیہ میں کہ تشبیہ وثن میں بعید تر ہیں۔ اور مفعول بہ سے اسکے متصل ہونیکے سبب منہی عنہ کی تاکید کا نفع ہے تاکہ جسکی ممانعت ہے اسکے اختیار نہ کرنے کی تاکید سمجھیں۔ اور مقصود عوارض ذاتیہ کی تشبیہ ہے جو تشبیہ میں قریب تر ہیں نہ عوارض عارضیہ کی کہ تشبیہ میں بعید تر ہیں۔ پس حاصل یہ ہے کہ ہرگز میری قبر کو محض پتھر یا غیر نافع اور مکروہ بت کی طرح مت اختیار کرو بلکہ آپکے مقبور ہونیکے سبب بہت کچھ اثر رکھتی ہے جیسا فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے میری قبر کی زیارت کی میں اسکے لیے شفیع اور گواہ ہونگا۔ اور یہ حدیث شریف لا تتخذوا قبری وثناً دو اعجاز کی متضمن ہے ایک تو بالاشارت دلالت سے اسطرح کہ نہی خاص ثبوت متقدم کی مقتضی ہے۔ پس اس نہی سے جو حضور صلعم کی قبر مبارک کو جس وقت کہ وہ وجود پاوے بت کیطرح اختیار کرنیکی پیشین گوئی کا اعجاز کہ اپنے محل پر منطبق ہوچکا

بیان لطائف باختیار لفظ وثن با حذف

تشبیہ با جزم غیر صفت تابع معمول اول معمول ثانی ہونا منع ہے

حاصل معنی حدیث

اعجاز متضمن پیشین گوئی بت پرستی زندہ بود

البتہ دریں زمان کسانند کہ قبر شریف حضرت صلعم را وثن گفتند بمعنی غیر نافع
ش اعجازیست بہ پیشین گوئی گرفتن قبر مبارک را صلعم غیر نافع و دومی گفتن
لفظ وثن م ونیز بعد تحقیقِ حقیقتِ عابدیت و معبودیت ش تحقیق حقیقتِ
عابدیت و معبودیت از جائی تحقیقش در ذکر کیفیت العلم و المعرفت واضح است
و درینجا اشارت است بابطال آنکہ وجہ تشبیہ بمعبودیت الوثن پوشانیدن ردا و
غلاف بر قبر و ریختن گل و صندل برآں گرفتہ اند مای وائی بریں فہم و لاحول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم م وعبادت ش تحقیق عبادت در ذکر کیفیۃ
صحت اشتراک وصفی باللہ سبحانہ مذکور است م محول میتواند شد کہ معبودیت
مخصوصۃ الوثن کہ از عوارض عارضیہ البعدیہ تشبیہ است مقصود باشد چنانکہ
از حدیث شریف لاحق دانستہ می شود باہماں اعجاز اگر انطباق پذیرفتہ باشد
ورنہ بعدم ثبوت متقدم بنی بجائی نرسد و معدوم حکمی بمقابلہ موجودِ حقیقی اعتباری نگردد

ترجمہ البتہ اس زمانہ میں ایسے لوگ ہیں جنھوں نے قبر شریف حضور صلعم کو وثن یعنی غیر نافع کہا ہے پس قبر مبارک حضرت صلعم کو غیر نافع خیال کرنے کی پیشین گوئی یہ ایک اعجاز ہے۔ اور دوسرا لفظ وثن یعنی بت کہنا یہ دوسرا اعجاز ہے۔ اور بعد تحقیق حقیقت عابدیت اور معبودیت کے کہ انکی حقیقت کی تحقیق ذکر کیفیت العلم والمعرفت میں انکی تحقیق کے موقع پر واضح ہے۔ وہاں دیکھو۔ اور یہاں اشارہ ہے اس بات کے ابطال کا جنھوں نے معبودیت وثن کے ساتھ قبر پر چادر و غلاف اڑھانے اور پھول اور صندل اسپر چڑھانے کو وجہ تشبیہ میں اختیار کرلیا ہے یعنی یہ باطل ہے کہ چادر پھول وغیرہ قبروں پر چڑھانے میں اس کی ایک قسم کی مشابہت بت کے ساتھ معبود ہونے کی ہوتی ہے اور یہ چیز بر وجہ تشبیہ میں داخل ہیں لہذا ان چیزوں کا وجہ تشبیہ میں اختیار کرنا خیال باطل ہے۔ افسوس ایسی سمجھ پر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یعنی کچھ قدرت و قوت نہیں ہے مگر خدائی برتر و بزرگ کی مدد سے۔ اور بعد تحقیق عبادت کے کہ اسکی تحقیق ذکر کیفیۃ صحۃ اشتراک وصفی باللہ سبحانہ میں مذکور ہے وہاں دیکھو۔ ان تینوں کی تحقیقات کے بعد یہ بھی گمان کیا جاسکتا ہے کہ وثن سے وہی معبودیت مقصود ہو جو بت کے ساتھ مخصوص ہے کہ یہ وثن کے عوارض عارضیہ میں سے بہت ہی بعید تشبیہ ہو اگر اسی اعجاز کے ساتھ جیسا حدیث شریف لاحق سے سمجھا جاتا ہے انطباق پایا ہو ورنہ ثبوت متقدم نہ ہونیکے سبب سے یہ محل نہ واقع ہوگی۔ اور معدوم حکمی موجود حقیقی کے مقابلہ میں کچھ اعتبار کے لائق نہیں ہے۔

چادر و غلاف وگل و صندل وغیرہ قبروں پر چڑھانا بیج ہے
اور یہ سمجھنا کہ ان چیزوں سے تشبیہ معبودیت کی نہیں ہے

ش انطباقِ ثبوتِ متقدم موجود حقیقی است و عدم ثبوتِ متقدم معدوم حکمی است بعدمِ سابق بخلاف عدم لاحق کہ معدومِ حقیقی است م وقولہ صلعم اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِهِمْ مَسَاجِدَ ش اخرجه الامامُ مالكٌ وغيره م مؤید ایں احتمال آخر نتواند شد چہ دریں محل ثبوت متقدم بفعل عباد مقصود نیست بلکہ محترز عنہ است بدلالتِ خطاب مگر بفعل مخاطب پس دانائے آں ش اے ثبوتِ متقدم بفعل مخاطب م رسول اوست صلعم و اعجاز است بہ پیشین گوئی بدلالت بالاشارت باقتضائے نہی مر ثبوت متقدم را کہ بعد وجود قبر شریف مترقب نطباق است بخلاف لَا تَتَّخِذُوْا ش کہ مقصود اینجا ثبوتِ متقدم بفعلِ عباد است

ترجمہ کیونکہ ثبوت متقدم کا منطبق ہونا موجود حقیقی ہے اور عدم ثبوت متقدم یعنی متقدم کا ثبوت نہ ہونا بسبب عدم سابق کے کہ اسکے پہلے نہ ہونا ہے معدوم حکمی ہے بخلاف عدم لاحق کے کہ یہ معدوم حقیقی ہے حالانکہ قول حضور صلعم اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِهِمْ مَسَاجِدَ۔ یعنی اے میرے خدا میری قبر کو بت نہ بنا یو کہ پوجی جاوے اللہ کا غضب اس قوم پر سخت ہے جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں ٹھہرالیں۔ اس حدیث کو امام مالک وغیرہ نے اخراج کیا ہے۔ پس یہ قول اس احتمال آخر کا مؤید و مددگار نہیں ہوسکتا اسلیے کہ اس محل میں ثبوت متقدم فعل عباد سے مقصود نہیں ہے بلکہ بدلالت خطاب محترز عنہ ہے یعنی ثبوت متقدم کا فعل عباد سے بچا ہوا ہونا دلالت خطاب کے سبب سے معلوم ہورہا ہے مگر مخاطب کے فعل سے متقدم کے ثبوت کا گمان و احتمال ہے پس اس ثبوت متقدم کا جاننے والا جسکا احتمال فعلِ مخاطب پر ہے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کون ہے البتہ وہی اسکے دانا ہیں اور یہ قول حضور صلعم کا اعجاز ہے بنسبت پیشین گوئی کے دلالۃ بالاشارۃ سے بسبب نہی کے جو ثبوت متقدم کی مقتضی ہے یعنی یہ معجزہ پیشین گوئی کا اس قول حضور صلعم سے اسطرح سمجھا جاسکتا ہے کہ ہمیں جو منع و نہی ہے وہ اپنے پہلے اُس چیز کے ثابت ہونیکو چاہتی ہے جسکی یہ نہی ہے۔ پس یہ قاعدہ اسی ثابت متقدم کی طرف اشارہ کر رہا ہے جس سے دلالت ہو رہی ہے کہ بعد وجود قبر شریف کے اسکے منطبق ہونیکی اُمید ہے یعنی امید ہے کہ یہ پیشینگوئی جو اس نہی کے اشارہ سے اسکے ثبوت متقدم کی طرف ہو رہی ہے مطابقت پا جاوے۔ بخلاف لَا تَتَّخِذُوْا کے کہ یہاں ثبوت متقدم مقصود ہے فعلِ عباد سے

تشریح حدیث شریف اللہم لا تجعل قبری وثنا

تفسیر حدیث شریف اللہم لا تجعل قبری وثنا

م ونیز لفظ یُعْبَد مدِلّ بعوارض عارضیہ فارق است میان مقصود حدیثین در وجہ تشبیہ بعوارض ذاتیہ وعوارض عارضیہ باید دانست کہ از اصل اخذ پیدا است کہ مسجد جز قبر انبیاء علیہم را جائز نمید اشتند والافضل عبادت در جوار صلحاء رض ثابت است یا پیش سجدہ میگرفتندش نہ بمعبودیت مخصوصۃ الوثن چہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی بمعنی سجدہ مستقیم المعنیٰ نیست تامل کنی دریابی والبتہ درین وقت کسانند کہ پیر را بخدائش می پرستند پس چہ اعتقاد باشد برسولِ اللہ تعالیٰ صلعم تواند شد کہ گور رسم بدیں اعتقاد در باطن خود پرستیدہ باشند ازینجا تواند شد کہ بنا بر راز نہاں عرض نمود صلعم اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ امید است کہ ایں راز نہاں بسبب دعاء حضرت صلعم وحرمت قبر شریف عیاں نشود چہ معبودانِ اصنام در نار باشند صلے اللہ تعالیٰ علے قبر محمد فی القبور واشتدّ جملہ خبریہ بنا بر تحذیر است ازینکہ چہ حال باشد در گرفتن قبر مانند وثن

ترجمہ اور لفظ یُعْبَدُ بھی جس سے عوارض عارضیہ پر دلالت ہوتی ہے وجہ تشبیہ میں عوارض ذاتیہ اور عوارض عارضیہ کے سبب دو نو حدیثوں کے مقصود کے درمیان فارق ہے کیونکہ ان دو نو حدیثوں کے مقصود میں وجہ تشبیہ سے کہ اول میں عوارض ذاتیہ ہیں اور حدیث آخر میں عارضیہ الی انجز یعبد بھی ہے فرق پیدا ہوتا ہے لہذا یہ لفظ بھی دو نو حدیث کے مقصود میں فارق ہے۔ سمجھنا چاہیئے کہ اخذ کے قاعدہ سے ظاہر ہے کہ وہ سوائے قبر انبیاء علیہم السلام کے مسجد جائز نہیں رکھتے تھے ورنہ جوار صلحاء میں عبادت کی فضیلت ثابت ہے۔ یا وے سجدہ کے سامنے قبر انبیاء علیہم کو لے لیتے تھے نہ بطور معبودیت مخصوصہ بت کے اسلیئے کہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی بمعنی سجدہ مستقیم المعنیٰ نہیں ہے فکر کریگا تو تو پالے گا۔ اور البتہ اس زمانہ میں ایسے لوگ ہیں جو پیر کو انکی خدائی کے ساتھ پوجتے ہیں پھر کیا اعتقاد ہوگا خدائے تعالیٰ کے رسول صلعم پر ممکن ہے کہ گور کو بھی اسی اعتقاد سے اپنے دل میں پوجتے ہونگے یہیں سے ہو سکتا ہے کہ حضور صلعم نے بسبب راز نہاں کے عرض کیا جناب الٰہی میں اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ اے میرے خدا میری قبر کو بت نہ بنائیو کہ پوجی جاوے۔ امید ہے کہ یہ راز نہاں حضور صلعم کی دعا کی برکت اور قبر شریف کی حرمت کے سبب ظاہر نہو اسلیئے کہ معبودانِ اصنام یعنی بت وا معبود آگ میں ہیں صلی اللہ تعالیٰ علی قبر محمد فی القبور یعنی اللہ تعالیٰ قبروں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر رحمت کرے۔ اور اشتدّ جملہ خبریہ بنا بر تحذیر ہے یعنی ابیات سے ڈرانے کے لیے کہ کیا حال ہوگا قبر کو بت کی طرح اختیار کرنے میں +

ش: دعائیہ مخالف شانِ رحمتم درین حدیث شریف ہم دعا است وہم تحذیر وہم تحذر نہ آنکہ ادب وزیارت وتعظیمِ قبرم امکنید بآنکہ زیارت وادب وتعظیمِ قبرو مقبور ثابت است باید دانست ترک ہر سوءِ ادب ادب است پس نہی از ادب بعدم ترکِ سوءِ ادب بنہایتِ کفر رساند واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تفسیر لا تتخذوا قبری عیدا

تفسیر لا تتخذوا قبری عیدا

بسم اللہ المعبود والصلوٰۃ علیٰ رسولہ المحمود فرمود صلعم لا تتخذوا قبری عیدًا ترجمہ زنہار اختیار مکنید قبرم را عید۔ باید دانست اخذ واتخاذ مفید است کما فی قولہ تعالیٰ خذوا ما اٰتینٰکم بقوۃ الآیہ پس نہی نیز ووجہ تشبیہ عرض لعرض قائم بغیر مشبہ ومشبہ بہ ش اے قبر شریف وعیدم یعنی ش اے عرض لعرض م زیارتِ زائر ولقائی مومنین زینت وسرور بروز عید کہ در سالے از دو بار بیش نباشد یعنی کمتر

ترجمہ: جملہ دعائیہ کہ مخالف شان رحمت ہے۔ اس حدیث شریف میں دعا بھی ہے اور تحذیر بھی یعنی ڈرانا اور تحذر یعنی پرہیز کرنا بھی۔ نہ یہ کہ ادب اور زیارت اور تعظیم میری قبر کی مت کرو اس سبب سے کہ زیارت اور ادب اور تعظیم قبر اور مقبور دونوں کے لیے ثابت ہے۔ سمجھنا چاہیے ہر بے ادبی کا ترک یعنی چھوڑنا ادب ہے پس ممانعت ادب سے بعدم ترک سوءِ ادب یعنی بے ادبی ترک نہ ہونیکے سبب انتہائی کفر کو پہنچا دیگی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب یعنی اور صواب ودرستی کو خدائے برتر ہی خوب جانتا ہے۔

تفسیر لا تتخذوا قبری عیدا

بسم اللہ المعبود والصلوٰۃ علیٰ رسولہ المحمود یعنی خدائے معبود کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اسکے رسول محمود پر رحمت ہوجیو۔ فرمایا حضور صلعم نے لا تتخذوا قبری عیدًا یعنی زنہار مت اختیار کرو میری قبر کو عید۔ سمجھنا چاہیے کہ اخذ اور اتخاذ مقصود کے منع جواز کا فائدہ دیتا ہے جیسا خدائے برتر کے کلام میں خذوا ما اٰتینٰکم بقوۃ تا آخر سورہ بقر کے رکوع آٹھ میں ہے یعنی جو ہمنے تمھیں دیا مضبوطی سے پکڑو۔ پس اسکی نہی بھی مقصود کے منع جواز کو مفید ہے۔ اور وجہ تشبیہ اسمیں عرض کی عرض کے ساتھ ہے جو قائم بغیر ہے یعنی مشبہ کے ساتھ جو قبر شریف ہے اور مشبہ بہ کہ عید ہے۔ پس مراد وجہ تشبیہ عرض لعرض سے زیارت زائر اور لقائی مومنین ہے جو زینت وسرور کے ساتھ عید کے دن ہوتی ہے کہ سال میں دوبار سے زیادہ نہیں ہوتی بہت کم ہے۔

نہ بعرض ذاتیہ کہ استقامت یعنی نیارد ش عرض ذاتیہ عید تعیین عبادت از عباد و تعیین مراحم از رحمٰن دراں روز است م وحذف حرف تشبیہ باستفادہ توسعِ وجوہِ تشبیہ وتاکید منہی عنہ باتصال بمفعول بہ است ش عطف تاکید بر توسعہ و تعلق باء تعلیل بر اتصال باستفادہ م پس حاصل آنکہ ہرگز اختیار مکنید زیارتِ قبر مرا بچو لقای مؤمنین بزینت وسرور روز عیدین کہ کمتر است پس نہی مشیر است بر تاکیدِ حضور بیشتر غیر مقید بزینت وسرور اے بہر حالیکہ باشید یا رب ع در رہش از سر قدم وز ہر دو دیدہ پا کنم ۔ نہ آنکہ بہجوم وزینت وسرور بیائید یا آنکہ ہجوم ناگزیر است وزینت از ادب وتعظیم لوجہ اللہ تعالیٰ ثابت قال سبحانہ یٰبَنِیٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ الآیہ ترجمہ ای اولاد آدم اختیار کنید زینتِ خود از لباس وغیر آں نزدیکِ ہر مسجد ۔ باید دانست لفظ خُذُوْا مفید اختیار مختار ممنوع الجواز است ولفظ زینت عام است بمعنی زینت بلباس وصلاحِ ظاہر و باطن وتاویل زینت

ترجمہ: وجہ تشبیہ عرض ذاتیہ میں ہے کہ اس سے استقامت یعنی یہاں نہیں حاصل ہوتے کیونکہ عید کے عرض ذاتیہ بندوں سے عبادت کی تعیین اور رحمٰن سے تعیینِ مراحم یعنی خدا کی طرف سے رحمتوں کا اُس روز میں معین کرنا ہے۔ اور حرفِ تشبیہ کے حذف سے وجوہ تشبیہ کے توسع کا فائدہ حاصل ہے۔ اور مفعول بہ کے متصل ہونے کے سبب تاکید کا فائدہ۔ پس حاصل یہ کہ میری قبر کی زیارت کو ایسا ہرگز مت اختیار کرو جیسا مؤمنین کی لقا روز زیارت زینت وسرور کے ساتھ عید کے دن ہوتی ہے جو کمتر ہے۔ پس نہی وممانعت اشارہ کر رہی ہے بیشتر حاضر ہونے کی تاکید پر غیر مقید زینت وسرور کے ساتھ یعنی جس حال میں کہ تم ہو اے میرے رب ع انکی رہ میں سر کے بل ہو دونوں آنکھیں پا کروں ۔ نہ یہ کہ ہجوم کر کے زینت وسرور سے ساتھ آؤ با وجودیکہ ہجوم سے چارہ نہیں ہے۔ اور زینت بسبب ادب اور لوجہ اللہ تعالیٰ تعظیم ثابت ہے، فرمایا حق سبحانہ نے سورہ اعراف رکوع تین میں یٰبَنِیٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ تا آخر۔ یعنی اے اولاد آدم اپنی زینت اختیار کرو لباس وغیرہ سے ہر مسجد کے نزدیک ۔ سمجھنا چاہیے کہ لفظ خذوا مفید اختیارِ مختار ممنوع الجواز ہے یعنی مختار کہ زینت ہو اسکے اختیار کو مفید ہے اور اسکا جواز منع کیا گیا ہے مطلب یہ کہ ہر مسجد کے متصل زینت کا اختیار کرنا واجب مختار ہے اور بسبب اختیار وجوب اسکا جواز منع ہے۔ اور لفظ زینت عام ہے معنی ایں زینت لباس کے اور معنی میں درستگی وصلاح ظاہر و باطن کے +

تفسیر کریمہ یٰبنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد۔ و اقسام زینت و شان نزول کریمہ +

حاصل معنی حدیث مذکور اور یہ کہ زینت بلحاظ ادب وتعظیم لوجہ اللہ ثابت ہے +

تفسیر کریمہ یٰبنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد

بمعنی سرائر اخلاص نہ غیر آں بنظمِ عبارت وشانِ نزول کہ در منعِ برہنگی وقت
طوافِ حرمِ محترم کعبہ است راست نیاید + ومسجد بکسرِ جیم بمعنی ظرف ہست وبدلالت
التزامی بمعنی سجدہ ہم پس مسجد شامل امر زینت ہست وسجدہ ہم باولویت واین از فصاحت
وبلاغتِ نظم شریف ہست وظاہر است کہ حضور بحضرت صلعم واجب ہست وافضل
از حضور بمسجد در ہر وجہ وسرور بحضور مقتضائی قدر ایمان برسول ہست صلعم کما فی
المشکوٰۃِ فی جوابِ السائِلِ الذی قال انی اَحْبَبْتُ اللّٰہَ ورسولَہ قال صلعم
انتَ مَعَ احببتَ قال انسٌ رض فما رایتُ المسلمین فرحوا بشئ بعد الاسلام فرحہم
بہا فکیف نہی الھجوم والزینتِ والسرور لحضورہ صلعم ونیز باید دانست حضور بحضرت
ای بالمعیۃ (۱۲)
صلعم کہ برہر واحد واجب ہست لازم ہجوم ونہی ہجوم بر نفس واحد نتواند شد مگر مع الغیر پس لازم
نہی حضور واجب بحضرت صلعم برہر واحد ہست وہمچنیں ترک ہر زینت کہ نکند زینت ہست تا آنکہ
نہایت کار بہ برہنگی منہی عنہ رسد وتاویل آنچہ از حسن بن حسن وامام زین العابدین

ترجمہ اور معنی ہیں سرائر اخلاص کے یعنی وے بھید جو متعلق اخلاص ہوں نہ اسکے سوا اور معنی ہیں
بسبب نظم عبارت اور شان نزول کے کیونکہ شان نزول اس آیت کا برہنگی کی ممانعت میں ہر وقت
طواف حرم محترم کعبہ کہ بغیر اس معنی کے شان نزول راست نہ آئے گا۔ اور لفظ مسجد بکسر جیم بمعنی ظرف
ہے۔ اور باعتبار دلالت التزامی بمعنی سجدہ بھی۔ پس مسجد امر زینت کو شامل ہے اور سجدہ بھی اولویت کے
ساتھ اسی امر کو شامل ہے۔ اور یہ نظم شریف کی فصاحت وبلاغت میں سے ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت صلعم کے حضور
میں حاضر ہونا واجب ہے اور حضور مسجد سے ہر وجہ میں افضل ہے اور حاضر ہونیکی خوشی کا اندازہ رسول صلعم پر ایمان
کے اندازہ کے موافق ہے۔ جیسا مشکوٰۃ میں ہے کہ ایک سائل کے جواب میں جسنے کہا یعنی مینے اللہ اور اسکے رسول
سے محبت کی فرمایا حضور صلعم نے تو اسی کے ساتھ ہے جسے تونے دوست کیا۔ فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پس میں نے
مسلمانوں کو نہیں دیکھا کہ بعد اسلام کسی چیز سے وے خوش ہوے ہوں ایسے کہ خوشی ہوئی انکو آپکی معیت ہمرہی کے سبب
پس کیسے ہو سکتی ہے ممانعت ہجوم اور زینت اور سرور کی حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہونیکے لیے۔ اور یہ بھی
سمجھنا چاہیے کہ حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہونا جبکہ ہر واحد پر واجب ہے ہجوم کو لازمی ہے۔ اور ہجوم کی
ممانعت نفس واحد پر نہیں ہو سکتی مگر غیر کے ساتھ۔ پس حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہونا جو واجب ہے اسکی نہی ہر واحد پر
لازم ہے۔ لہذا یہ وجوب حضور ہر واحد اور نہی حضور ہر واحد دونو ضدیں کیسے مجتمع ہو سکتی ہیں۔ اور اسیطرح ترک ہر
زینت کہ کرے زینت سے یہانتک کہ انتہائے کار برہنگی کو پہنچے گا جسکی ممانعت ہو چکی ہے۔ اور تاویل اس چیز کی کہ حضرت
حسن ابن حسن اور حضرت امام زین العابدین

تحقیق معنی مسجد
جو کریمہ میں ہے

حضور صلعم افضل ہے حضور مسجد سے ہر وقت
اور واجب ہے کہ وجوب حضور اور نہی حضور کو لازم

رضی اللہ تعالیٰ عنھم در منع مکث بر مزار با برکت و انوار رحمۃ للعالمین صلعم
با روایت ایں حدیث شریف در منع وقوف لازم حضور مروی است از کتب اہل
سنت وجماعت باید دریافت چہ وقوف حضرات ائمہ اہل بیت صلوٰۃ اللہ
تعالیٰ علی النبی الامی و علیھم اجمعین بجوار مزار رحمت آثار صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم خود ثابت است فکیف المنع عن الوقوف لازم الحضور
الثابت و دریں حدیث شریف ہم اعجاز یست بہ پیشین گوئی سستی مردمان
بزیارت مزار با برکت لازم السعادت بدلالت بالاشارت
باقتضائی نہی مرثبوت متقدم را یا ایھا الناس افلا تعقلون
اللھم صل و سلم علی محمد نبی الرحمۃ و علیٰ
جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعۃ
فینا و ترحمنا بہ

نہی بر وقوف مزار اقدس بمقابلہ وقوف ثابت اول۔

ترجمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار با برکت و انوار پر ٹھہرنے کی ممانعت میں ہے وہ مع روایت اس حدیث شریف کے اُس وقوف کے منع میں نہیں ہے جو حاضرینکو لازم ہے اور جو مروی ہے کہ اہل سنت وجماعت کی کتابوں سے معلوم کرنا چاہیے اسلیے کہ حضرات ائمہ اہل بیت صلوات اللہ تعالیٰ علی النبی الامی و علیہم اجمعین کا وقوف۔ خدای برتر کی رحمتیں نبی اُمی پر اور اُن سب پر ہو جیو۔ مزار رحمت آثار صلعم کے جوار میں خود ثابت ہے۔ پس اُس وقوف کا کیسے منع ہو سکتا ہے جو لازم حضور ہے اور ثابت ہے۔ اور اس حدیث شریف میں ایک اعجاز پیشین گوئی بھی ہے جو لوگوں کی سستی کی نسبت ہے زیارت مزار با برکت لازم السعادت کے لیئے کہ سعادت اُنکو لازم ہے۔ اس اعجاز کی طرف اشارتاً اس مضمون سے دلالت ہو رہی ہے کہ نہی ثبوت متقدم کو بالخصیص چاہتی ہے۔ لہذا یہ نہی سستی زیارت میں ہی جو شل عید مکرر ہے حالانکہ صحابہ و تابعین وغیرہم کے زمان قرب میں حضور بشر تھا جسکی دفع سستی کی تاکید ہو اور زمان حال کی سستی پر پیشین گوئی کا معجزہ ہی یا ایھا الناس افلا تعقلون اے لوگو کیا اب بھی تم نسمجھو گے اللھم صل و سلم علی محمد نبی الرحمۃ و علی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعۃ فینا و ترحمنا بہ ٭

بیان اعجاز پیشین گوئی حدیث مذکور سے۔

۲۸

ذکر کیفیت منع نوشتن قرآن مجید از نجاست و سوختن آں با دیگر مطالب

ذکر کیفیت منع نوشتن قرآن مجید از نجاست و سوختن آں با دیگر مطالب +

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدُ اللّٰہ ونستعینُہ ونُصلّی علےٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلےٰ اٰلہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین

باید دانست نوشتن قرآن مجید از نجاست کفر است خفیفہ باشد یا غلیظہ قلیل باشد یا کثیر و دم مسفوح ہم دریں است ش در تخصیص دم مسفوح کار افتادہ است ہرچہ اہانتش ظاہر کما فی شرح العقائد فی بحث والکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن من الایمان ولا تدخلہ فی الکفر ولا نزاع فی ان المعاصی ما جعلہ الشارع امارۃً للتکذیب وعلم کونہ کذٰلک بالادلۃ الشرعیۃ

ترجمہ ذکر بیان اہانت کا کہ نجاست سے قرآن مجید لکھنا منع ہے ترجمہ

اور اُس کا جلانا بھی منع اور دوسرے مطالب کے

ذکر بیان اہانت کا کہ نجاست سے قرآن مجید لکھنا اور جلانا بھی منع ہے اور مطالب کے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدُ اللّٰہ ونستعینُہ ونصلے علے رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلی اٰلہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین ۔ سمجھنا چاہیے کہ قرآن مجید کا نجاست سے لکھنا کفر ہے خواہ نجاست خفیفہ ہو خواہ غلیظہ تھوڑی ہو یا بہت اور خون جاری بھی اسی میں ہے ۔ اور اسکی خصوصیت کی یہ وجہ ہے کہ دم مسفوح کے احکام ناکمل ہیں اسی وجہ سے ہم کو تخصیصہ لکھنا پڑا ۔ اور یہ حکم کفر اسلیے ہے کہ اس سے اہانت کلام الٰہی کی ظاہر ہے جیسا کتاب شرح عقائد کہ اُس کی ایک بحث میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے + اور گناہ کبیرہ بندہ مومن کو ایمان سے نہیں خارج کرتا ہے اور نہ کفر میں اُس کو داخل کرتا ہے ۔ اور اس میں جھگڑا نہیں ہے کہ بے شک وے گناہ جنکو شارع نے تکذیب یعنی جھٹلانے کے لیے امارت اور نشانی مقرر کر دیا اور شرعی دلیلوں سے بھی اُن کا اسی طرح ہونا معلوم ہو گیا +

قرآن مجید نجاست سے لکھنا کفر ہے اور دم سفوح سے بھی کہ اہانت ہے +

كسجود الصنم والقاء المصحف فی القاذورات والتلفظ بكلمات الكفر ونحو ذلك مما ثبت بالادلة انه كفر انتهٰى فالقائها عليه كذلك العياذ بالله تعالٰی منه وقطع نظر از قرآنیت کفری دیگر است بانکارش و اگر قرآن مجید نیست پس قطع نظر معنی ندارد و از بحث خارج است و بدانکہ قطع نظر در عوارض از یکے بدیگر است نہ در ذات مگر نوشتن متشابہات بقرآن مجید بعض آں کفر است ہمچو اسمار الٰہی تعالت وجلت ورسول اللہ تعالٰی صلعم وبعض آں نہ مگر از قباحات سوء ادب خالی نیست و در نوشتن ہمچو وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ تردد لاعلاج است اگر باقرار قرآنیت نوشت یا بقطع نظر ازاں کفر است و اگر متشابہات قرآن مجید است بضمیر متکلم کفر است پس از سوء ادب چہ محل سخن است حیرت از انانکہ بے اکراہ جوازش فرمودند و حسرت بر انانکہ بہوائی نفس اصرارش نمودند از انجا کہ سخن در خلاف این از بعض فقہاء بنا بر منافع خلق بقطع نظر از قرآنیت یا بی قطع نظر ازاں مذکور است

ترجمہ جیسے بت کا سجدہ اور مصحف شریف کا گندگیوں میں ڈالنا اور کلمۂ کفر کا بولنا اور مثل اسکے ہر ایسی چیزیں جو دلیلوں سے ثابت ہو گئیں بتحقیق وے کفر ہیں۔ تمام ہوا مضمون کتاب۔ پس اسی طرح گندگیوں کا کتاب الٰہی پر ڈالنا بھی ہے خدائے برتر اس سے پناہ میں رکھے۔ اور قطع نظر کرنا قرآن ہونے سے اسکے ایک دوسرا کفر ہے اسکے انکار کے سبب۔ اور اگر قرآن مجید نہیں ہے تو قطع نظر کرکے کچھ معنی نہیں کہ خارج از بحث ہے۔ اور معلوم ہو کہ قطع نظر یعنی نظر کا قطع کرنا عوارض میں ہوتا ہے ایک عرض سے نظر قطع کرکے دوسری عرض کی طرف نظر کرنا نہ ذات میں۔ مگر جو چیزیں کہ قرآن مجید سے متشابہ ہیں یا وہ الفاظ کہ مشابہت رکھتے ہیں انہیں سے بعض کا نجاست یا دم سفوح سے لکھنا کفر ہے جیسا خدائے برتر و بزرگ کے اسمائے مبارک اور رسول خدائے برتر صلعم کے اسمائے شریف۔ اور بعض متشابہات کا لکھنا کفر نہیں ہے لیکن بے ادبی کی قباحتوں سے خالی نہیں ہے۔ اور لکھنے میں مثل اس کلام کے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ جو سورہ بنی اسرائیل کی آیت ہے یعنی ہم قرآن سے وہ چیز اتارتے ہیں کہ وہ مومنین کے لیے شفاء اور رحمت ہے۔ وہ تردد ہے جسکا علاج نہیں کیونکہ اگر اسکو کہ قرآن مجید ہونیکا اقرار کرکے کسی نے لکھا ہے یا اس سے قطع نظر کرکے لکھا ہے ہر حال میں کفر ہے۔ اور اگر متشابہات قرآن مجید سے بضمیر متکلم کے ساتھ اسکو نجاست یا دم سفوح سے لکھا ہے تو بھی کفر ہے پس بے ادبی کی نسبت کیا گنجایش و محل کلام ہے حیرت ہے ان لوگوں سے جنھوں نے بے اکراہ و کراہت اسکو جواز فرما دیا اور حسرت ہے ان لوگوں پر جنھوں نے ہوائے نفس سے اسکا اصرار کیا۔ اس موقع پر بعض فقہاء سے مخلوق کے فائدوں کے سبب قرآن ہونے سے قطع نظر کرکے یا بغیر قطع قرآنیت کے جو گفتگو اسکے خلاف میں مذکور ہے

[illegible]

کہ محمول بر خطائی اجتہادی تواند شد در تکفیر مجوزین احتراز واجب و تاویل دم بغیر مسفوح تواند شد نہ در انجاس دیگر و البتہ سوختن از امارات اہانت و اعراض بالقطع نیست پس تا تحقیق علت حکمی نتواں کرد چہ حکم بر علت است آری سوختن باہانت و اعراض کفر است و بی مصلحت شرعی سوء ادب و بمصلحت شرعی مستحسن و آں فعل ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ بضرورت مصلحت دین کہ مقصود از بعث رسول صلعم بود استدلال برای ہوائی نفس نتواند شد فاتقوا اللہ العظیم یا اولی الالباب بدانکہ ترک و توسل بکلمات و اسماء طیبات و تبرک و استغاثات از اللہ تعالیٰ و انبیاء و اولیاء صلی اللہ تعالیٰ علی نبینا و علیہم از روی تعظیم مقتضای دین و عقل است نہ از روی بے حرمتی نعوذ باللہ تعالیٰ من الشرور واللہ تعالیٰ اعلم و الیہ المرجع اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ و علی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

ترجمہ وہ خطائے اجتہادی پر محمول ہوسکتی ہے اسلیئے اسکے جواز کا حکم کرنیوالوں کی تکفیر میں احتراز واجب ہے۔ اور تاویل دم کی غیر مسفوح کے ساتھ ہوسکتی ہے نہ اور نجاستوں میں کہ وہ نہیں تاویل کیجا سکتیں۔ اور البتہ قرآن مجید کا جلانا قطعی اہانت اور اعراض کے امارات یعنی نشانیوں سے نہیں ہے۔ پس جبتک جلانیکی علت کی تحقیق نہ ہولے کوئی حکم نکرنا چاہیے کیونکہ حکم علت پر ہے۔ البتہ اہانت اور اعراض سے اسکا جلانا کفر ہے۔ اور بغیر مصلحت شرعی کے ایسا کرنا بے ادبی ہے اور شرعی مصلحت سے مستحسن یعنی نیک کام ہے۔ اور فعل حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو مصلحت دین کی ضرورت کے سبب کہ مقصود اسکا بعث رسول سے تھا۔ پس اے حضرات عقل خدائے بزرگ سے ڈرو۔

معلوم ہو کہ کلمات طیبات اور اسمائے طیبات سے برکت حاصل کرنا اور وسیلہ پکڑنا اور خدائے برتر اور اسکے نبیوں اور اسکے ولیوں سے برکت لینا اور مدد مانگنا صلی اللہ تعالیٰ علی نبینا و علیہم از روی تعظیم دین و عقل کا مقتضی ہے نہ بے حرمتی کے طریق سے نعوذ باللہ من الشرور واللہ اعلم و الیہ المرجع یعنی ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں بدیوں سے۔ اور خدائے برتر بڑا دانا ہے اور اسی کی طرف پھر جانا ہے۔

اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ و علی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

خدائی لشکر کا ایک رسالہ

اقلیم دل پر نفس و شیطان نے لام باندھا ہے۔ حرص و طمع کی پلٹنیں۔ غرور و تکبر کے رسالے۔ حسد و عناد کے ہتھیار سنبھالے سائنس گو فلسفہ کی رسد رسانی کے بھروسے پر ایمانی سرحد میں گھسے چلے آتے ہیں اور نفوس مطمئنہ اطمینان کے قصر روحانی کے دریچوں میں فکر آہی کر رہے ہیں تو کیا دشمن فتحیاب ہونگے؟ نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جنود یزدانی حرکت میں آئے ہیں قدوسی فوجیں ضرب نفی اثبات کے حربے اٹھائے نعرہ ھو لگاتی آندھی چلی آتی ہیں۔ اب تپے ہیں گرجیں گی گولے گولیاں برسیں گی۔ خون کی کیچڑ میں پاؤں پھسلیں گے۔ نفس و خودی کے تاجدار سپاہ الٰہی کی ٹھوکروں سے پامال ہونگے۔ اگر کوئی ابن ہشیمین گوئی کا ظہور دیکھنا چاہے تو خدائی لشکر کے ہراول رسالہ نظام المشائخ دہلی کو منگا کر دیکھے۔ جو ہر قمری مہینے کی چھٹی تاریخ کو سیدی مولائی خواجہ حسن نظامی صاحب شاہزادہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رح کی سرپرستی و نگرانی اور ملا محمد الواحدی کی اڈیٹری میں ۴۸ صفحوں پر درویش پریس دہلی سے شائع ہوتا ہے۔ گویا ۴۸ صفیں لیکر ہر ماہ میں ایک بار الحاد و بیدینی کے کیمپ پر چھاپا مارتا ہے۔ یہ وہ رسالہ ہے جس کی للکاروں کی ہندوستان میں دھوم ہے۔ یہ وہ رسالہ ہے جو علوم روحانی کو انگریزی سنسکرت اور عربی چھاونیوں سے بلا کر اپنے اردو کے خیمے میں جمع کر رہا ہے۔ یہی وہ رسالہ ہے جس نے ہزاروں انگریزی تعلیم یافتوں کو جو مرکز تصوف سے ہٹ گئے تھے پھر دائرہ وحدت پر سمیٹ لیا ہے۔ یہی وہ رسالہ ہے جس کی خصوصیات حد شمار سے باہر ہیں۔ اور جس نے دور جدید اور دور قدیم کے مضمون نگاروں کو ایک میدان میں طبع آزمائی کا موقع دیا ہے۔ صوفیانہ رزم و بزم کے جلوے دیکھنے ہوں۔ سیکڑوں برس گذشتہ کے نامی بزرگوں کی محفلوں کا کیف مشاہدہ کرنا ہو۔ علوم جدیدہ کو علوم قدیمہ کے پاؤں پر گرتا دیکھنا ہو تو رسالہ نظام المشائخ طلب کیجیے۔ راحت دل آپ یہ وقت خوش درکار ہو تو اس رسالہ کو پڑھیے جس میں تسکین، سوز، اور حیات جسمانی و روحانی کا عظیم الشان ذخیرہ مہیا کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب دوستانہ تحائف کے تبادلہ میں یہ رسالہ کام آتا ہے۔ بزرگ اپنے خردوں کو۔ پیر مریدوں کو اسی کا انعام دیتے ہیں۔ مریدوں کیجانب سے بھی مرشدین کی خدمتیں یہی رسالہ نذر ہوتا ہے۔ شریف مستورات کے مطالعہ کیلئے بھی اسکی مانگ ہے۔ لہذا آپکو بھی چاہیے کہ خدائی لشکر کے رسالہ کا خیر مقدم کر کے غازیان دین کے رجسٹر میں اپنا نام لکھوائیں قیمت سالانہ مع محصول ڈاک قسم اول ۴ قسم دوم ۲ عہ ششماہی ۲ و ۱ عہ۔ نمونہ ۶ و ۴ علی الترتیب۔

المشتہر منیجر نظام المشائخ۔ درویش پریس صوبہ دہلی +